32

[illegible] الاسرار

مکتوبات شریف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناشر

[illegible]

[illegible] لاہور

کرم کی حد سے بھی بڑھ کر کرم کیا
دیکھا جو میں نے اُن کی طرف بیکسی کے ساتھ

روضۂ مبارک حضرت خواجہ شیخ عبد النبی شامیؒ (شام چوراسی)

۲۶۲ سالانہ عرس مبارک ۱۹۸۷ء

Marfat.com

٤٩٥٠ ٩ت

Marfat.com

6.37

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبیؐ شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۲۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ

۱۸۶ ۔ شادمان ۔ ۲ ○ لاہور

Marfat.com

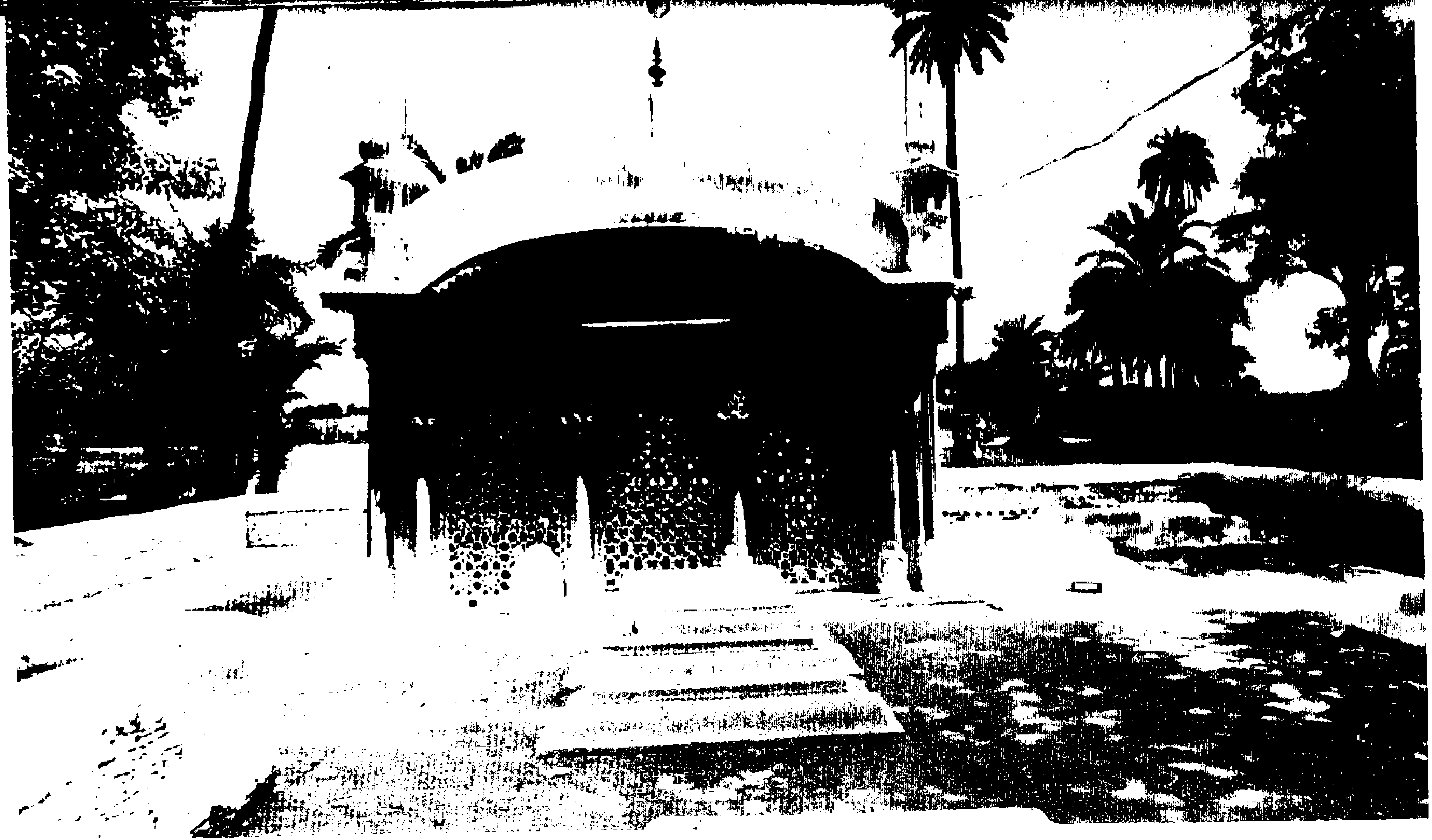

A Tribune photograph

(ستمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے) روضۂ مبارک تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء)

Marfat.com

روضہ مبارک تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور، پنجاب (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاول ۱۱۰۶ھ

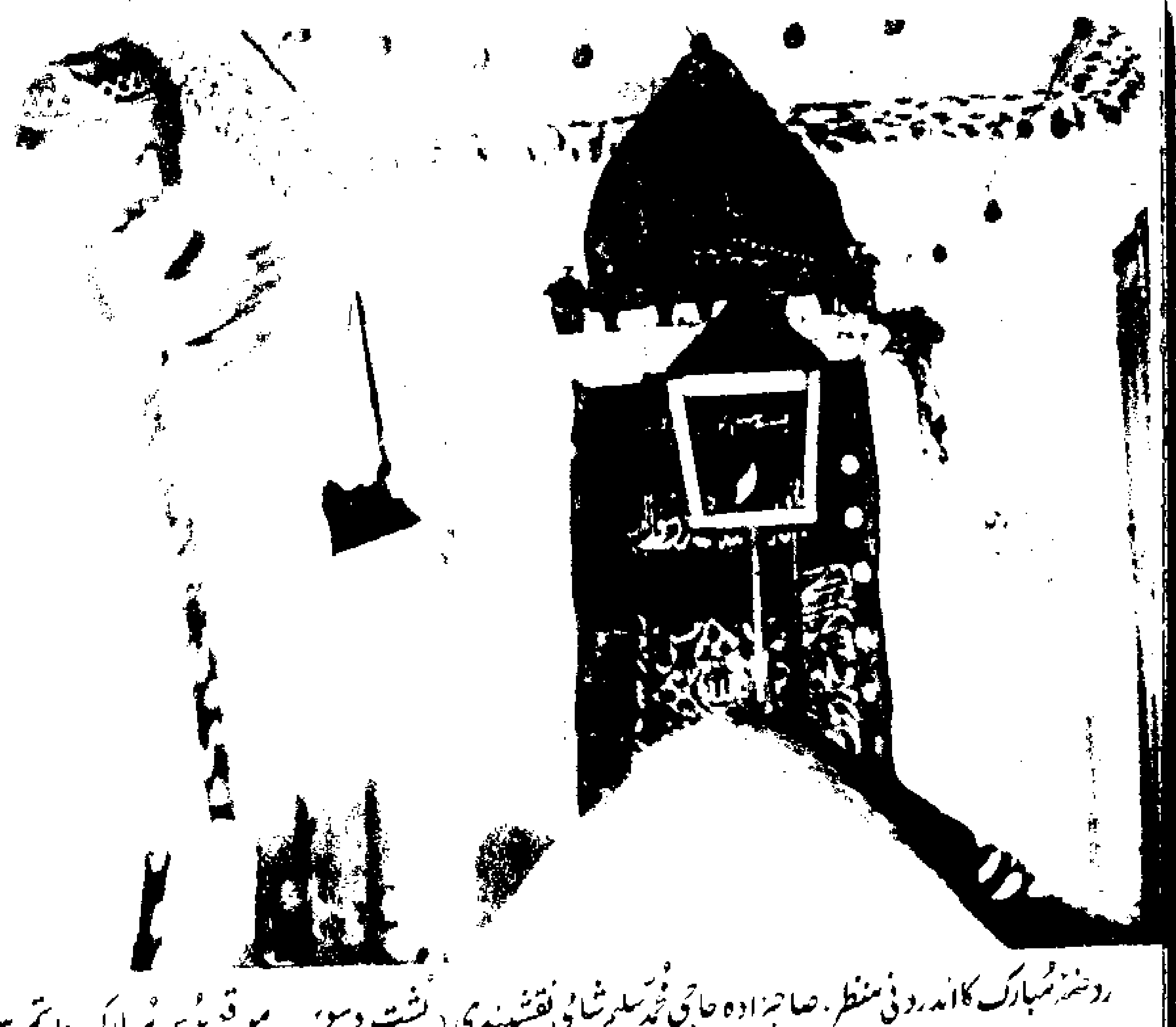

روضہ مبارک کا اندرونی منظر۔ صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی (پشت دسویں) بموقع عرس مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء
حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں

Marfat.com

عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر روضہ مُبارک کا بیرونی منظر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے کہ ہندو اور سکھ شدید اختلافات کے باوجود آپؒ کے عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقع پر مشترکہ طور پر رسم چادر پوشی ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

عرس مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء
کے موقع پر تمام مذاہب کے
لوگ رسم چادر پوشی ادا کر
رہے ہیں۔

عرس مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر لنگر خانہ کا ایک منظر۔

Marfat.com

محمد حسین قادری، حاجی عبدالمجید چشتی نعت خواں ہمراہ لالہ بنارسی داس چیئرمین ایم سی شاہپور اسی اور جتندر کمار بہل
(جنہوں نے بموقعہ عرس فوٹو گرافی کی) حضرت تاج العارفین کے مزار پُرانوار پر نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

گور شرن سنگھ شامی آڈیٹر ریلوے (درمیان) جو ۱۸ برس بطور متولی خدمات سرانجام دیتے رہے، جنہوں نے
روضہ مبارک کی چار دیواری از سرِ نو تعمیر کروائی اور گریل لگوائی۔ انکی وفات ۲۹ ستمبر ۸۳ء کو ہوئی اور وہیں مدفن ہوئے۔

Marfat.com

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۲۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان۔ ۲ ○ لاہور

Marfat.com

53338

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب ——— مجموعۃ الاسرار

مصنّف ——— تاج العارفین حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ

مترجم ——— پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے

تقریظ ——— سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)

تعارف ——— صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

کتابت ——— ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری

فوٹو گرافی ——— جتندر کمار بہل کھتری پنجابی باغ

دہلی (بھارت)

ناشر ——— صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

تاریخ اشاعت ——— اپریل ۱۹۸۶ء

مطبع ——— قومی پریس، ۵۰ لوئر مال، لاہور

ہدیہ ——— مبلغ یک صد روپیہ

بار ل

<u>ملنے کے پتے</u>

(۱) صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹،
رام نگر، لاہور ۲۱ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔

فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبدالرحمٰن شامی، سکیلز مین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروز پور روڈ، لاہور

فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

Marfat.com

فہرست مکتوباتِ شریف

	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
تقریظ	—	—	—	۱
اظہارِ تشکر۔	—	—	—	۵
سوانحِ حیات حضرت تاج العارفین عبدالنّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ۔	—	—	—	۷
حضرت شیخ عبدالنّبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر	—	—	—	۱۵
شجرۂ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ	۱	۲۷	۱	۴۲۵
راہِ سلوکِ طریقۂ نقشبندیہ	۲	۲۹	۲	۴۲۶
حضرت مخدوم زادہ محمد عمرؒ کے نام چھ لطائف کا بیان۔	۳	۳۴	۳	۴۳۰
ایک حدیث قدسی کی تحقیق۔	۴	۴۴	۴	۴۳۸
حضرت سید عبدالرشید جہان آبادیؒ کے نام، توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کی تفسیر۔	۵	۵۱	۵	۴۴۴
حدیثِ قدسی "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" کی تحقیق میں۔	۶	۵۵	۶	۴۴۷
حضرت محمد سعیدؒ کی طرف سے چند سوالات، اور اُنکے جوابات۔	۷ / ۸	۶۰ / ۶۱	۷،الف / ۷،ب	۴۵۱ / ۴۵۲
حضرت میر علیم اللہؒ کی طرف سے تخلیقِ عالم کے متعلق سوال،	۹	۶۳	۸،الف	۴۵۴
اور اس کا جواب۔	۱۰	۶۶	۸،ب	۴۵۷
ہردوار اور خانۂ کعبہ کی تحقیق کے سلسلے میں حضرت علی احمد سہارنپوریؒ کی طرف سے مکتوب اور	۱۱	۷۱	۹،الف	۴۶۱
اس کا جواب۔	۱۲	۷۴	۹،ب	۴۶۴
اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں۔	۱۳	۸۳	۱۰	۴۷۲

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے متعلق۔	۱۴	۹۰	۱۱	۴۷۸
منفی صفات کے بیان سے۔	۱۵	۹۰	۱۲	۴۷۹
مرتبۂ صفات اور کمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کا اطلاق۔	۱۶	۹۱	۱۳	۴۷۹
احاطۂ ذاتی کی تحقیق کے متعلق سوال اور اس کی تحقیق۔	۱۷	۹۴	۱۴، الف / ۱۴، ب	۴۸۲ / ۴۸۳
شریعت کے بعض "عقائد پر یقین" رکھنے پر گفتگو۔	۱۸	۹۸	۱۵	۴۸۵
کلام اللہ کی حقیقت کا بیان۔	۱۹	۱۰۴	۱۶	۴۹۱
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ایک قولِ منظوم کی تحقیق۔	۲۰	۱۰۹	۱۷	۴۹۵
حضرت محمدؐ صادق جالندھریؒ کے نام، اس عقیدہ کے متعلق کہ انسان فاعلِ مختار ہے۔	۲۱	۱۱۵	۱۸	۵۰۰
حضرت میاں شیخ محمدؒ فاضلؒ کے نام۔	۲۲	۱۲۲	۱۹	۵۰۶
حضرت میاں عبدالکریم وزیرآبادیؒ کی طرف سے چند تحقیقی سوالات۔	۲۳	۱۲۴	۲۰، الف	۵۰۹
اور ان کے جوابات۔	۲۴	۱۲۵	۲۰، ب	۵۱۰
دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رُویت کے عدم وقوع کا بیان۔	۲۵	۱۲۹	۲۱	۵۱۳
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اس قول کی تحقیق کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔	۲۶	۱۳۵	۲۲	۵۲۱

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
مومنوں کی اقسام۔	۲۷	۱۴۲	۲۳	۵۲۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام مراقبہ اور سکوت کے متعلق۔	۲۸	۱۴۶	۲۴	۵۳۱
نورِ محمدی پر اظہارِ خیال۔	۲۹	۱۴۸	۲۵	۵۳۴
آیتِ کریمہ "آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔" کی تشریح۔	۳۰	۱۵۳	۲۶	۵۳۹
نمازی کی اپنے رب سے مناجات کے متعلق۔	۳۱	۱۵۵	۲۷	۵۴۱
میاں محمد اشرف کے نام، نمازِ جمعہ کی فرضیت۔	۳۲	۱۵۷	۲۸	۵۴۳
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام میاں غلام رسولؒ کی تربیت۔	۳۳	۱۶۰	۲۹	۵۴۶
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، خواہشِ ملاقات۔	۳۴	۱۶۱	۳۰	۵۴۶
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام میاں علی محمدؒ کے متعلق۔	۳۵	۱۶۲	۳۱	۵۴۷
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام "واسطہ" کا بیان۔	۳۶	۱۶۳	۳۲	۵۴۸
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، اسراف کے متعلق۔	۳۷	۱۶۴	۳۳	۵۴۹
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، محبت و صدق پر اظہارِ خیال۔	۳۸	۱۶۴	۳۴	۵۵۰
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، مدت سے اطلاع نہ آنے پر	۳۹	۱۶۶	۳۵	۵۵۲
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کہ قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے جو متقی ہے	۴۰	۱۶۷	۳۶	۵۵۲
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کہ صدق کا ایک ذرہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔	۴۱	۱۶۷	۳۷	۵۵۳

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام۔ خواہشِ ملاقات۔	۴۲	۱۶۸	۳۸	۵۵۴
حضرت میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام، کہ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں ضائع نہ کرو۔	۴۳	۱۶۸	۳۹	۵۵۴
حضرت میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام۔ کم کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں۔	۴۴	۱۶۹	۴۰	۵۵۵
حضرت میاں محمدؐ مکملؒ کے نام۔ تخلیقِ نُور کی اولیت اور روحِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق۔	۴۵	۱۶۹	۴۱	۵۵۶
حضرت میاں محمدؐ مکملؒ کی طرف سے چند سوالات اور اُن	۴۶	۱۷۰	۴۲ الف	″
کے جوابات۔	۴۷	۱۷۱	۴۲،ب	۵۵۷
حضرت میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام، طلبِ عتاب کے بارے میں۔	۴۸	۱۷۲	۴۳	۵۵۹
حضرت میاں اللہ دادؒ کے نام، حضرت جیوؒ کیلئے لباس اور خادموں کو ٹوپیاں بھیجنے پر۔	۴۹	۱۷۳	۴۴	۵۶۱
حضرت اسفندیارؒ کو نصیحتیں۔	۵۰	۱۷۵	۴۵	۵۶۲
حضرت میاں محمدؐ صادقؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان اور یقین سے بہرہ ور کریں۔	۵۱	۱۷۶	۴۶	۵۶۴
حضرت میاں محمدؐ قاسمؒ کے نام، کہ جو محبّت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، اُسے تعلّقات پر رتّی بھر غلبہ نہیں ہوتا۔	۵۲	۱۷۷	۴۷	۵۶۴

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
میاں حافظ عیسیٰؒ کے نام حدیثِ قدسی "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اسلئے خلق کو پیدا کیا" کی تحقیق میں۔	۵۳	۱۷۸	۴۸	۵۶۶
ایک عزیز کے نام، رُوح کے بیان میں۔	۵۴	۱۷۹	۴۹	۵۶۷
ایک عزیز کے نام، کہ سالک کے کام کی ابتدا ر لذّت پانے سے اور اِنتہا اُس کا مشاہدہ ہے۔	۵۵	۱۸۱	۵۰	۵۶۸
سُلوک کے مراتب کے بارے میں چند سوالوں کے جوابات	۵۶	۱۸۵	۵۱	۵۷۲
ایک عزیز کے نام، پانچ لطائف کے بارے میں۔	۵۷	۱۹۲	۵۲	۵۷۹
ایک عزیز کے نام، ؎ چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد چوں بہ بے رنگی رسی کانداشتی موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی کی تشریح !	۵۸	۱۹۲	۵۳	۵۷۹
فنا فی الشیخ کی تربیّت کے متعلق۔	۵۹	۲۱۸	۵۴	۶۰۲
فضیلت مآب مشیخت پناہ شیخ محمّد اکرم جیوؒ کے نام۔	۶۰	۲۱۹	۵۵	۶۰۳
جنابِ سرورِ کائنات حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور ایک عرضداشت۔	۶۱	۲۲۰	۵۶	۶۰۵
سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادمِ روضہ کے نام۔	۶۲	۲۲۲	۵۷	۶۰۶
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے نام۔	۶۳	۲۲۳	۵۸	۶۰۷

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلت مآب شیخ موسیٰؒ کے نام. قرآن مجید اور حدیثِ قُدسی کے الفاظ کی قرابت کے بارے میں۔	۶۴	۲۲۳	۵۹	۶۰۸
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے سوال،	۶۵	۲۲۶	۶۰	۶۱۰
اور اِس کا جواب۔	۶۶	۲۲۶	۶۱	۶۱۱
حضرت حاجی محمّد امینؒ کے نام وصولِ نظری اور وصول قدمی میں فرق۔	۶۷	۲۲۹	۶۲	۶۱۴
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق۔	۶۸	۲۳۱	۶۳	۶۱۶
حضرت حاجی الحرمین محمّد امینؒ کے نام، حقّ الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کا ذکر۔	۶۹	۲۳۴	۶۴	۶۱۸
اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأتِ سبعہ کی تحقیق۔	۷۰	۲۳۵	۶۵	۶۱۹
"تحیّر فی ذاتِ سواہ"۔	۷۱	۲۳۶	۶۶	۶۲۱
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام، چند مسائل۔	۷۲	۲۳۷	۶۷	۶۲۲
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام عنین (نامرد) کے بیان میں	۷۳	۲۳۹	۶۸	۶۲۴
اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی تحقیق اور متفرق مسائل۔	۷۴	۲۴۰	۶۹	۶۲۴
ایک عزیز کے نام حضرت مولانا رومؒ کے بیت کے بیان میں۔	۷۵	۲۴۴	۷۰	۶۲۸
صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام۔	۷۶	۲۴۵	۷۱	۶۲۹
حضرت میاں محمد فاروقؒ کے نام، آفات سے نجات کا بیان۔	۷۷	۲۴۶	۷۲	۶۳۰
ایک عزیز کے نام، حق تعالیٰ کے بارے میں۔	۷۸	۲۴۷	۷۳	۶۳۲
فضیلت مآب محمّد اکرمؒ کے نام۔	۷۹	۲۵۰	۷۴	۶۳۴

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام، مرتبہ غلو کے حقائق کے بارے میں۔	۸۰	۲۵۰	۷۵	۶۳۵
حضرت محمد فاروقؒ کے نام، اقسامِ واسطہ کے بارے میں اور حضرت شیخ عبدالحقؒ محدث دہلویؒ کے اعتراض کا جواب۔	۸۱	۲۵۲	۷۶	۶۳۷
ایک عزیز کے نام، اقسامِ اولیاء اللہ کے بارے میں۔	۸۲	۲۵۹	۷۷	۶۴۲
حضرت شیخ محمد اکرم درویشؒ کے نام، جو اُن دنوں مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے تھے۔ مفقود و معدوم توجہ کے بیان میں۔	۸۳	۲۶۲	۷۸	۶۴۵
حضرت شیخ عبدالغنیؒ کے نام، اُس حدیث کی تحقیق میں کہ میں "احمد بلا میم" ہوں۔	۸۴	۲۶۳	۷۹	۶۴۶
فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۸۵	۲۶۵	۸۰	۶۴۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام۔	۸۶	۲۶۶	۸۱	۶۴۹
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اس امر کی تحقیق میں، کہ ہر شے میں دِل ہوتا ہے۔ اور قرآن کا دِل "سورۂ یٰسین" ہے۔	۸۷	۲۶۶	۸۲	۶۴۹
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، "کُنْ فَیَکُوْن" کے بارے میں۔	۸۸	۲۶۸	۸۳	۶۵۱
حضرت حافظ عیسیٰؒ کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۸۹	۲۷۰	۸۴	۶۵۳

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
سالک کے قبض و بسط کے بیان میں۔	۹۰	۲۷۲	۸۵	۶۵۵
حقائق آگاہ حضرت میر محمدؒ کے نام، "معروف و منکر" میں فرق کا ذکر۔	۹۱	۲۷۳	۸۶	۶۵۶
حضرت میر محمدؒ کے نام اقسامِ عبادت کے متعلّق۔	۹۲	۲۷۵	۸۷	۶۶۵
فیض عام و خاص کے بیان میں۔	۹۳	۲۷۹	۸۸	۶۶۳
رُوح کے بارے میں حضرت خواجہ بزرگؒ کے قول کی تحقیق۔	۹۴	۲۸۱	۸۹	۶۶۵
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، فنافی الشیخ کے بارے میں۔	۹۵	۲۸۲	۹۰	۶۶۶
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، چند واقعات کی تعبیر میں۔	۹۶	۲۸۳	۹۱	۶۶۷
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، تغیّرِ واقعات کے ضمن میں۔	۹۷	۲۸۴	۹۲	۶۶۸
ایک عزیز کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۹۸	۲۸۴	۹۳	۶۶۹
ایک سائل کے نام۔ شہودِ اوّل، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث پر شُبہات کے متعلّق۔	۹۹	۲۸۵	۹۴	۶۶۹
ایک سائل کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۱۰۰	۲۸۷	۹۵	۶۷۱
حضرت میاں محمد کاظمؒ کے نام، صدائے ہُویّت کے اِستفسار کے جواب میں۔	۱۰۱	۲۸۸	۹۶	۶۷۲
ایک عزیز کے نام، تجلّیِ ذاتی اور تجلّیِ صفاتی میں فرق کے بیان میں۔	۱۰۲	۲۸۹	۹۷	۶۷۳
ایک عزیز کے نام "حامد" اور "محمود" پر اظہارِ خیال۔	۱۰۳	۲۹۰	۹۸	۶۷۵
چند اہم واقعات کی تعبیر۔	۱۰۴	۲۹۱	۹۹	۶۷۵

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
چند مزید واقعات کی تعبیر۔	۱۰۵	۲۹۳	۱۰۰	۶۷۸
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کی طرف سے سوال اور اُنکے جواب۔	۱۰۶	۲۹۸	۱۰۱	۶۸۳
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کے نام، مراقبہ کی تعلیم کے بارے میں	۱۰۷	۳۰۱	۱۰۲	۶۸۵
ایک عزیز کے نام، نفسانی و شیطانی خطرات کے بارے میں حضرت سیّد آدم بنوریؒ کی تحقیق۔	۱۰۸	۳۰۲	۱۰۳	۶۸۶
اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے۔	۱۰۹	۳۰۳	۱۰۴	۶۸۸
ایک عزیز کے نام "وہ اللہ ہی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں" کی تشریح۔	۱۱۰	۳۰۳	۱۰۵	۶۸۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے۔	۱۱۱	۳۰۶	۱۰۶	۶۹۱
ایک عزیز کے نام، کہ عالم کو موہوم کہنا غلط ہے۔	۱۱۲	۳۱۰	۱۰۷	۶۹۴
ایک عزیز کے نام، حقیقتِ عالم کے بارے میں۔	۱۱۳	۳۱۲	۱۰۸	۶۹۷
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، کہ حق علم سے معلوم ہوتا ہے۔	۱۱۴	۳۱۵	۱۰۹	۶۹۹
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، مال کے نقصان کے متعلق۔	۱۱۵	۳۱۸	۱۱۰	۷۰۱
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، ولایتِ انبیاؑ کے متعلق	۱۱۶	۳۱۸	۱۱۱	۷۰۲
حقائق آگاہ حضرت محمد نافعؒ کے نام، تحقیقِ تسمیہ کے متعلق۔	۱۱۷	۳۲۱	۱۱۲	۷۰۵
ایک عزیز کے نام، لطائف کی سیر کے متعلق۔	۱۱۸	۳۲۵	۱۱۳	۷۰۹

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
ایک عزیز کے نام لفظ "اللہ" کی تشریح۔	۱۱۹	۳۲۸	۱۱۴	۷۱۲
حضرت میر محمدؒ کے نام، "وعدۂ الہامی" اور "وعدۂ لوحی"	۱۲۰	۳۲۹	۱۱۵	۷۱۳
حضرت میر محمدؒ کے نام "قلب" کے بارے میں۔	۱۲۱	۳۳۰	۱۱۶	۷۱۴
ایک عزیز کے نام "مقامِ محمود" اور "مقامِ نصیرا" کے متعلق۔	۱۲۲	۳۳۳	۱۱۷	۷۱۷
ایک عزیز کے نام، مراقبۂ فقرا کے متعلق۔	۱۲۳	۳۳۴	۱۱۸	۷۱۸
عالی قدر بیگم جیوؒ کے نام، طریقۂ وظیفہ پر گفتگو۔	۱۲۴	۳۳۵	۱۱۹	۷۱۹
حضرت صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام، ذات و صفات کے بارے میں۔	۱۲۵	۳۳۷	۱۲۰	۷۲۰
حضرت میاں محمد نافعؒ کے نام، حروفِ مقطعات۔	۱۲۶	۳۳۹	۱۲۱	۷۲۲
حضرت میاں محمد نافعؒ کے نام، واردات سلوک کے بارے میں۔	۱۲۷	۳۴۱	۱۲۲	۷۲۴
حضرت میاں محمد اللہ دینؒ کے نام، کہ صورتِ متخیلہ صرف خیال کی تراش خراش ہے۔	۱۲۸	۳۴۳	۱۲۳	۷۲۶
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام، خوف کو دور کرنیکا طریقہ۔	۱۲۹	۳۴۴	۱۲۴	۷۲۷
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام، ذکر کے متعلق۔	۱۳۰	۳۴۶	۱۲۵	۷۲۹
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام۔	۱۳۱	۳۴۶	۱۲۶	۷۳۰
ایک عزیز کے نام، کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔	۱۳۲	۳۴۷	۱۲۷	۷۳۰

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، دُنیا کے اندر رویتِ باری کا عدمِ وقوع۔	۱۳۳	۳۵۴	۱۲۸	۷۳۷
فضیلت مآب شیخ مُحمّد اکرمؒ کے نام، حضرت سیّد آدم بنوریؒ کے رسالہ "دربیان اصطلاح" کے متعلق۔	۱۳۴	۳۵۷	۱۲۹	۷۴۰
حضرت حاجی خُداداؒد کے نام 'عجز' کے بیان میں۔	۱۳۵	۳۶۵	۱۳۰	۷۴۷
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اُن کے خواب کی تعبیر اور "بیعِ سلم" کے بارے میں۔	۱۳۶	۳۶۷	۱۳۱	۷۴۹
حقائق و معارف آگاہ حضرت حاجی مُحمّد امینؒ اور حضرت حاجی خداداؒد کے نام اُن کے خوابوں کی تعبیر۔	۱۳۷	۳۶۷	۱۳۲	۷۵۰
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اِستدعائے توجّہ کے جواب میں۔	۱۳۸	۳۶۹	۱۳۳	۷۵۱
فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ کے نام، "تخلّقوا بأخلاق اللّٰه" کے بارے میں۔	۱۳۹	۳۷۰	۱۳۴	۷۵۲
حضرت نُور حسینؒ کے نام، آیتِ کریمہ۔ "والّذین فی قُلُوبِهِم مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰه مَرَضًا"	۱۴۰	۳۷۱	۱۳۵	۷۵۴
حضرت حاجی خُداداؒد کے نام، کہ حال کے دو مرتبے ہیں۔	۱۴۱	۳۷۲	۱۳۶	۷۵۵
حقائق آگاہ شیخ عبدالقادر جہان آبادیؒ کے نام، نماز کے مراتب۔	۱۴۲	۳۷۴	۱۳۷	۷۵۶

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں۔	۱۴۳	۳۷۶	۱۳۸	۷۵۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے۔	۱۴۴	۳۷۷	۱۳۹	۷۵۹
حضرت ولی مُحمّدؒ کے نام، اُن کے حال کے بارے میں۔	۱۴۵	۳۷۹	۱۴۰	۷۶۰
حقائق آگاہ حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، نمازِ پنجگانہ کے متعلّق۔	۱۴۶	۳۸۰	۱۴۱	۷۶۲
حضرت اللہ دینؒ کے نام، کہ ہر شخص پر اُس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔	۱۴۷	۳۸۱	۱۴۲ الف	۷۶۳
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ پر عتاب کے متعلّق۔	۱۴۸	۳۸۲	۱۴۲ ب	۷۶۴
حضرت میاں اللہ دینؒ کی طرف سے سوال کا جواب۔	۱۴۹	۳۸۴	۱۴۳	۷۶۵
خانصاحب میر نعمت خاں کے نام، بے کیفی کی حقیقت۔	۱۵۰	۳۸۴	۱۴۴	۷۶۶
میاں رُستم خاں کے نام، وارداتِ قلب۔	۱۵۱	۳۸۵	۱۴۵	۷۶۷
حضرت مُحمّدؒ یارؒ ساکن ٹلمزیؒ کے نام، "گردش" اور "ورزش" کے بارے میں۔	۱۵۲	۳۸۷	۱۴۶	۷۶۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، مقبروں پر بدعت۔	۱۵۳	۳۸۹	۱۴۷	۷۷۱
حضرت ہدایت اللہؒ کے نام، اللہ، رحمٰن اور رحیم کی تشریح	۱۵۴	۳۹۰	۱۴۸	۷۷۱

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
حضرت میر جمال اللہ مفتیؒ جالندھرؒ کے نام، چند مسائل۔	۱۵۵	۳۹۱	۱۴۹	۷۷۲
حضرت میاں محمدؒ افضلؒ کے نام، بعض سوالات کے جوابات بروئے حدیث طلب کرنے پر۔	۱۵۶	۳۹۲	۱۵۰	۷۷۴
حضرت ہدایت اللہ خادمؒ کے نام "کہ نمازِ اشراق کس طرح پڑھی جائے"۔	۱۵۷	۳۹۴	۱۵۱	۷۷۵
ایک عزیز کے سوال پر تناسخ کے بارے میں۔	۱۵۸	۳۹۵	۱۵۲	۷۷۶
ایک عزیز کے نام، صاحب اِستدراج کُفّار کی صُحبت سے منع کرنے کے لئے۔	۱۵۹	۳۹۷	۱۵۳	۷۷۸
حضرت میاں یار علیؒ کے نام، "عارفِ کامل و واصل" کے متعلّق۔	۱۶۰	۳۹۹	۱۵۴	۷۸۰
نواب عبدالصّمد خاں کے نام، علم کی تاکید میں۔	۱۶۱	۴۰۱	۱۵۵	۷۸۲
حضرت میاں صوفی بلندؒ کے نام، مرتبۂ شہُود کے متعلّق۔	۱۶۲	۴۰۲	۱۵۶	۷۸۳
عنائیت اللہ خاں وزیر کے نام، ادائے حقوق کی طرف توجّہ اور عدالت کرنے کے متعلّق۔	۱۶۳	۴۰۶	۱۵۷	۷۸۶
حضرت حافظ مُحمّد عیسیٰؒ کے نام، نمازوں کی حفاظت۔	۱۶۴	۴۰۷	۱۵۸	۷۸۷
حضرت میاں مُحمّد اشرفؒ کے نام، ایک واقعہ کا جواب۔	۱۶۵	۴۰۸	۱۵۹	۷۸۸
حضرت میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام، طلب خیریّت کے متعلّق۔	۱۶۶	۴۰۸	۱۶۰	۷۸۸
ایک عزیز کے نام، "العلم نقطہ وکثرالجاہلون" کا بیان۔	۱۶۷	۴۰۹	۱۶۱	۷۸۹

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت حافظ مُحمّد عیسیٰؒ کے نام، "اَلَستُ بِرَبِّکُم قالوا بلیٰ" کے بارے میں۔	۱۶۸	۴۱۳	۱۶۲	۷۹۲
ایک عزیز کے نام، ممنُوعہ امور کے متعلّق۔	۱۶۹	۴۱۴	۱۶۳	۷۹۳
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، "نایافت کی حقیقت"۔	۱۷۰	۴۱۵	۱۶۴	۷۹۴
عزیزوں کے نام، "جَلوَت" اور "خَلوَت"	۱۷۱	۴۱۵	۱۶۵	۷۹۵
حضرت حاجی صُوفی عبدالکریمؒ کے نام، "حضُور در حضُور"۔	۱۷۲	۴۱۷	۱۶۶	۷۹۶
حضرت صوفی عبدالکریمؒ کے نام، "تقدیرِ مُعلّق اور تقدیرِ مُبرَم" کے بارے میں۔	۱۷۳	۴۱۹	۱۶۷	۷۹۷
مرثیے اور تاریخ ہائے وصال	—	۴۲۰	—	۷۹۹
تاریخ ہائے وصال کی تشریح	—	—	—	۸۰۲
صحت نامۂ اغلاط	—	—	—	۸۰۵
شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ	—	—	—	۸۱۹
آپؒ کے بارے میں حقیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہ، کے تاثرات۔	—	—	—	۸۲۳
اغراض و مقاصد حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ	—	—	—	۸۳۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد نفیس الحسینی

تقریظ

مشائخِ طریقت کے سلسلۂ رُشد و ہدایت میں اُن کے مکتُوبات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تمام ہی سلاسلِ تصوّف میں اس کی روشن مثالیں پائی جاتی ہیں۔ برّصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مُنیریؒ (م ۷۸۲ھ)، خواجۂ دکن حضرت سیّد محمد گیسودرازؒ (م ۸۲۵ھ) اور حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (المتوفی بعد ۸۲۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ کے مکتُوبات کو تقدّم زمانی حاصل ہے۔

نقشبندی مشائخ نے مکتُوبات کے ذریعے سلسلۂ ابلاغ و تبلیغ کو سب سے زیادہ فروغ دیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے مکتُوبات سلوک و تصوّف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کے بعد اُن کے اخلافِ کرام نے بھی اپنے مکتُوبات میں عرفان و معرفت کے دریا بہائے ہیں۔ تاریخِ تصوّف میں ان مکتُوبات کو سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ بعد کے مجدّدی مشائخ نے بھی مکتُوبات کی روایت کو باقاعدگی سے جاری رکھا۔

زیرِ نظر کتاب "مجموعۃ الاسرار" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ مکاتیب سلسلۂ احسنیہ مجدّدیہ کے جلیل القدر شیخ حضرت شیخ عبدالنّبی شامی قُدّس سِرّہٗ کے بحرِ عرفان و تصوّف کے لُولوئے آبدار ہیں۔ حضرت شامیؒ اپنے وقت کے آفتابِ عالمتاب تھے۔ "نزہۃ الخواطر" میں لکھا ہے:

"شیخ عبدالنّبی نقشبندیؒ اپنے زمانے کے قوی النسبت بزرگ تھے۔ اُنکی ولایت اور جلالتِ شان پر اُس زمانے کے بزرگوں کا اتفاق ہے۔ سلسلۂ احسنیہ نقشبندیہ

Marfat.com

میں سالکان طریقت کی تعلیم و تربیت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ جلیل القدر رہنمائے طریقت تھے۔ اپنے مریدوں کو راہِ سلوک کی منزلیں طے کرا کے معرفت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتے تھے۔"

"حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلویؒ نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں اُن کا ایک مکتوبِ لطیف نقل کیا ہے۔ انہوں نے "فصوص الحکم" کی شرح بھی لکھی تھی۔ اگرچہ انہوں نے علومِ عربیہ حاصل نہیں کئے تھے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے تھے۔"

"وجیہ الدین اشرف لکھنویؒ نے "بحرِ ذخّار" میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالنبیؒ ابتدا میں ہندو کھتّری تھے، جو شیخ عبدالوہاب قادریؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ مدتوں اُن کی صحبت میں رہے اور فیض حاصل کیا۔ پھر وہ شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ وہ شیخ حاجی محمد شریف متّقی شاہ آبادیؒ کے خلیفہ تھے، جو حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوریؒ کے فیض یافتہ تھے۔ جب شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ حجاز تشریف لے گئے تو شیخ عبدالنّبیؒ نے اُن کے خلیفہ شیخ طاہر عالمپوریؒ کا دامن تھام لیا، اُن سے فیض یاب ہوئے اور شرح "فصوص الحکم" لکھی۔ شیخ عبدالنّبیؒ نے علم سلوک و معرفت پر بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔" (نزہۃ الخواطر ج ۶، ص ۱۷۰-۱۷۱)

حضرت شیخ عبدالنّبی قدّس سرّہٗ اپنے زمانے میں مرجع خاص و عام تھے۔ حضرت شاہ محمّد غوث لاہوریؒ جیسے بلند پایہ شیخِ طریقت بھی آپ کا شُہرہ سن کر کسبِ فیض کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے "رسالۂ سلوک" میں جس کا ترجمہ اردو میں "اسرار الطریقت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"لاہور کی طرف دوآبہ میں سیام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبیؒ طریقۂ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے۔ کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دو بار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شُغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور مُوثّر تھے، چنانچہ اکثروں کو ان کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میّسر ہوئیں۔ ذاتِ بحت کی نسبت توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بے خودی اور بے رنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت اور دیگر شغل اور مراتبِ ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔"

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو حضرت شیخ کے علوِ مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ شاہ صاحبؒ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

"اب تھوڑی روش طریقۂ احسنیہ کی جو شیخ آدم بنوریؒ سے منسوب ہے، ذکر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبیؒ سیام چوراسی کا جو اس زمانے میں طریقۂ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی، کیا خاص اور کیا عام، اُن کی طرف توجّہ تھی اور اس طریقے کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں ان کا قدم راسخ تھا۔ ایک عزیز صالح نے مکّہ معظّمہ میں ذکر کیا۔ ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا۔"

(الانتباہ ص ۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عقیدت وعظمت سے حضرت شیخ عبدالنبی

Marfat.com

قدس سرہٗ کا مکمل مکتوب نقل کیا ہے:

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

الغرض حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہٗ کے مکتوبات علم و حکمت اور سلوک و معرفت کا انمول خزانہ ہیں۔ صدیوں سے یہ "گنج مخفی" نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا آر ہا تھا۔ اس دُرِّ مکنون کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت کریم کارساز نے حضرت شیخ عبدالنبی قدس سرہٗ ہی کے ایک صُلبی فرزند جناب محمد سلیم شامی کے نام لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی سعیِ مشکور سے "مجموعۃ الاسرار" کا واحد نسخہ بالعکس طبع شدہ اہل قلب و نظر کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ جناب محمد سلیم شامی صاحب نے افادۂ عام کے لئے "مجموعۃ الاسرار" کا ترجمہ کرا کر عوام الناس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ ترجمہ فاضل مکرّم جناب پروفیسر مشتاق احمد بھٹی صاحب کی ذہنی کاوش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ
بمطابق
۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء

احقر نفیس الحسینی
۱۷۷/۲ کریم پارک، لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہارِ تشکّر

تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنّبی شامی نقشبندی المعروف باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے عقیدت اور محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اُن سے نسبی تعلق بھی ہے اور قلبی بھی۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ آپؒ کے تذکرے میں دِل نے زیست کا مزہ پایا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا کہ حضرتؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ اِس کی تلاش میں لگا رہا اور بالآخر میری کوشش کامیاب ہوئی۔ صاحبزادہ منظورالاسلام شامی سے اِن مکتوباتِ گرامی کی ایک قلمی نقل دستیاب ہوگئی میں نے اِسے بصد منّت اُن سے حاصل کیا اور فوٹو سٹیٹ کاپی صاحبزادہ سعید اقبال شامی کے سپرد کر دی تاکہ اس کا ترجمہ کرایا جا سکے اور پھر اُسے کتابی صورت میں شائع کر کے تشنگانِ علم و معرفت کی پیاس بجھانے کا انتظام ہو۔

افسوس بوجہ تبادلہ موصوف یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ مجھے ایک بار پھر مکتوبات حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑی۔ قلمی نُسخے کے حامل اُسے ایک آن بھی اپنے سے جُدا کرنے پر تیار نہ تھے لیکن ہزار جتن کر کے میں نے اُنھیں آمادہ کیا کہ اسے چند دنوں کے لئے میرے سپرد کر دیں۔ ایک بار پھر فوٹو سٹیٹ کاپی تیار کرائی۔ اِس بار صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی سے رابطہ قائم کیا۔ اُن کے تعاون سے اسلامیہ کالج جالندھر کے سابق پروفیسر جناب مشتاق احمد بھٹی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بھٹی صاحب نے مکتوبات کو اُردو کا قالب دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ ایک سال تین ماہ کی محنتِ شاقّہ سے انہوں نے یہ مہم سر کر دی۔ مکتوبات نے اُردو کا جامہ پہن لیا۔

Marfat.com

اِس کے بعد عالمِ اسلام کے مایہ ناز خطّاط الحاج سیّد انور حُسین نقشبندی (نفیس رقم) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر اپنی نگرانی میں کتابت مکمّل کرائی۔ اُن کے دو شاگردوں، ذاکر حُسین صاحب نے خُوشنویسی اور محمّد عاشق ندیم صاحب نے ابتدائی صفحات کی خُوشنویسی، اغلاط کی دُرستی اور کاپی جوڑائی کا کام انجام دیا۔ صاحبزادہ محمّد اسلم شامی صاحب سابق ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ ویلج ایڈ نے کتابت شدہ مُسودے کی دُرستی میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ اِن تمام حضرات کو اِس محنت کا اجر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے کہ اُس نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ پانچ سال کی محنت اور لگن کے بعد اِن مکتُوباتِ گرامی کو منظرِ عام پر لاؤں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تین صدیوں کے بعد پہلی بار یہ خزانہ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ آج مجھے اتنی خُوشی نصیب ہوئی کہ اس سے پہلے کم ہی ہوئی ہوگی۔

صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے چھاپے خانے سے اِن مکتُوبات کی طباعت کی ہے اور کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اُنہیں اِس کارِ خیر کا اجر عطا فرمائے۔ میں اس ایڈیشن کے ایک ہزار نُسخے "حضرت عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ" کی نذر کر رہا ہوں، تاکہ اِس کی آمدنی اِس ٹرسٹ کے مقاصد کی تکمیل کے کام آئے۔

میری اَب یہی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے اور آپؒ کے مشن کی لگن میں اپنی زندگی گزار دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ حاجی محمّد سلیم شامی نقشبندی
مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹
رام نگر، لاہور ۱۸ (پاکستان)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانحِ حیات حضرت تاجُ العارفین عبدالنّبی شامیؒ

حضرت شیخ عبدالنّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کو اہلِ نظر اور اہلِ دل قُطب الاقطاب بھی سمجھتے ہیں اور تاجُ العارفینؒ بھی ۔ شیخ المشائخ بھی اور سُلطان الاولیاء بھی ۔ آج بھی مشرق پنجاب کے معرُوف قصبے شام چوراسی کی رونقیں انہی کے دم سے ہیں ۔ اُنہیں اس دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں گزر چکیں ، لیکن آج بھی اُن کی روشنی سے دیدہ و دل منوّر ہو جاتے ہیں ۔ اُن کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں پھیلی ہوئی ہے اور آپؒ کی نسبت سے شامی کہلاتی ہے ۔

حضرت شیخؒ نے ایک ہندو گھرانے میں آنکھ کھولی ۔ والد کا نام لالہ دیوان بوڑہ مل بہل کھتری تھا ۔ شامی خاندان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے اور ان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے سُنا ہے کہ لالہ بوڑہ مل کے ہاں جس روز یہ برکت نازل ہوئی ، رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ تھی اور ۱۰۲۸ھ کا سن ۔ اُس دن آپؒ نے دُودھ نہ پیا ۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؒ مادر زاد ولی تھے ۔ اس لئے روزہ رکھا ہوا تھا ۔ کوئی یہ مانے یا نہ مانے ، کہ اس کی کوئی باقاعدہ مضبوط سند نہیں ہے ، اس کو تو بس سنتے چلے آئے ہیں ، لیکن اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ غیر مسلم گھرانے میں آنکھ کھولنے والے اس بچّے کو پروردگار نے اسلام کی دولت سے مالا مال کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا ۔ نہ صرف اس کا سینہ اس نُور سے منوّر ہونا تھا ،

Marfat.com

بلکہ آس پاس بھی کفر کی ظلمتیں اس کی بدولت پاش پاش ہوئی تھیں۔ حضرت کی تبلیغی مساعی اور مبارک زندگی نے بے شمار زندگیوں کو بدل ڈالا۔ بے شمار بستیوں کو اللہ کے پاک نام سے متعارف کرایا اور بے شمار دِلوں کو دولتِ دنیا سے بے نیاز کر دیا۔

دیوان لالہ بوہڑہ مل محکمہ مال میں کار دار تھے اور شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے خزانہ سرہند میں جمع کرانے لے جایا کرتے تھے۔ اولادِ نرینہ نہ تھی، اس لئے اُداس اور مغموم رہتے تھے۔ ایک بار سرہند پہنچے تو ایک فقیرِ باکمال کی شہرت سُنی۔ لالہ جی اُن کے چرن چھونے جا پہنچے کہ فقیروں اور ولیوں کو ہندو تک اپنا سمجھتے اور اُن سے فیض اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لالہ جی پہنچے تو بزرگ نے بڑی عزّت سے بٹھایا اور بشارت دی کہ تمہارے ہاں ایک سال کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ ایک سال بعد حضرت اس دنیا میں تشریف لے آئے۔ لالہ بوہڑہ مل جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرتؒ کا نام بھوپت رائے رکھا گیا۔ کچھ ہوش سنبھالا تو والد نے پڑھنے کے لئے مکتب میں ڈالا۔ آپکے استاد ایک مسلمان صالح اور متقی بزرگ تھے۔ اُن سے گلستاں، بوستاں، پڑھنے لگے۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے بچوں کو مشنری سکولوں میں تعلیم دلاتے ہیں اور اس پر پھُولے نہیں سماتے۔ چند برس پہلے تک یہ عالم تھا کہ ان سکولوں میں بائیبل کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی اور مسلمان طلبہ بھی بائیبل پڑھتے، اُسکی تلاوت کرتے اور اُسے حفظ کرتے تھے۔ یہ اثرات انگریزی حکومت کے تھے۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کی حکومت اس برِصغیر پر ہو گی تو اس وقت اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ اس وقت غیر مسلم بھی جدید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے زانوئے تلمذّ تہ کرتے تھے اور مسلمانوں کی کتابیں پڑھ کر پھولے نہیں سماتے تھے۔

Marfat.com

جدید تعلیم حاصل کرنا معزز اور باوقار ہونے کی علامت تھا۔ اس لئے بھوپت رائے ایک مسلمان مولوی صاحب کے سپرد کئے گئے۔ جس طرح آج کل انگریزی کی اہمیت ہے اس وقت فارسی کی تھی۔ ایک روز سبق پڑھتے پڑھتے ان اشعار پر پہنچے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ ؐ

(جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے راستے کے خلاف چلا، وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچ سکا۔ اے سعدیؔ، مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی پیروی میں سلامتی کا راستہ ملنا محال ہے۔)

بھوپت رائے کا دل یہاں اٹک گیا۔ وہ بار بار استاد سے پوچھتے کہ "راہِ صفا" کیا ہے، راہِ مصطفیٰ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اصرار شروع ہوا کہ اس راستے کی تعلیم دی جائے۔ مولوی صاحب سخت اُلجھن میں پڑ گئے۔ وہ مضطرب تھے کہ لالہ بوہڑہ مل اور ان کے اعزّہ کا ردِعمل کیا ہوگا۔ اُدھر بھوپت رائے کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ؐ کا چراغ جل چکا تھا۔ چھوٹی عمر ہی میں بھوپت کی شادی موضع سری گوبندپور کے ایک بڑے کھتری گھرانے کے فرد، لالہ رامان مل کے ہاں ہو چکی تھی، لیکن ان کا دل بے قرار تھا۔ اس کو کسی اور کی محبت کی لو لگ چکی تھی۔ مُصر تھے کہ اُستاد صاحب باقاعدہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں تاکہ بُتوں کی بندگی سے نجات حاصل کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ استاد گومگو میں تھے، سود و زیاں کا حساب کرنے میں لگے تھے۔ اِدھر یہ حالت تھی، اُدھر بھوپت رائے کے دِل کی دنیا بدل چکی تھی۔ وہ جان چکے تھے کہ

؏ برتر از اندیشۂ سُود و زیاں ہے زندگی

Marfat.com

اسی عالم میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کلمہ پڑھایا اور بھوپت رائے کو عبدالنبیؒ بنا لیا۔

ع محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

اُن کے استاد کو بھی (خواب میں) حکم دیا گیا کہ اپنے شاگرد کی خواہش کا احترام کریں اور اس کے نام کی تعلیم دیں، جس نے کل جہانوں کو تخلیق کیا ہے۔

عبدالنبیؒ نے باواز بلند بتوں سے ناطہ توڑنے کا اعلان کیا، تو ہر طرف آگ سی لگ گئی۔ والدین سراپا غضب، سُسرال والے بے چین و مضطرب، اعزہ و اقربا، برادری والے، سب ہاتھ ملنے لگے۔ پہلے تو سمجھانے کی کوششیں ہوئیں اور قبولِ اسلام کو "بچگانہ غلطی" قرار دے کر اصلاح کے لئے جان لڑائی گئی۔ سُسر نے ایک نصیحت آموز خط لکھا، لیکن سب تدبیریں کسی کام نہ آئیں۔ عبدالنبیؒ نے پھر بھوپت رائے بننے سے انکار کر دیا۔ اپنے سُسر کے نام پیغام بھجوایا ؎

تھالی بھن رکابی تے چونکا بھن مسیت
آکھیں سوہرے رلمے نوں ساڈی اللہ نال پریت

شام چوراسی ہندو اکثریت کا علاقہ تھا۔ یہاں عبدالنبیؒ پر زندگی اجیرن کر دی گئی پس ہجرت کا پروگرام بنایا کہ

ع ہے ترکِ وطن سُنّتِ محبوبِ الٰہی

ایک دن اپنے اُستاد کے ساتھ یہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کپورتھلہ ریاست میں واقع سلطان پور میں حضرت حاجی عبداللہ صاحبؒ کی خدمت میں جا حاضری دی۔ کہتے ہیں، جب آپ سلطان پور کے قریب پہنچے تو اس وقت حاجی عبداللہ صاحبؒ کہیں باہر جانے کے ارادے سے پالکی میں سوار تھے۔ حاجی صاحبؒ نے پالکی ٹھہرانے کا حکم دیا

Marfat.com

اور کہا کہ رُک جاؤ! مردِ خدا آرہا ہے۔ خُدّام حیران ہوئے، لیکن کچھ نہ بولے۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان عبدالنبیؒ وہاں پہنچ گئے۔ حاجی صاحبؒ انہیں ساتھ لے کر واپس ہوئے۔ وہ بیعت کر کے سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے۔ حاجی عبداللہؒ حضرت آدم بنوریؒ (خلیفہ امامِ ربّانی مجدّد الف ثانیؒ) سے بیعت تھے اور اُن کے نامور خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفۂ اعظم حضرت محمّد شریف مُتقیؒ سے تربیت پائی اور حضرت آدم بنوریؒ سے بھی فیض اٹھایا۔ حضرت محمد شریف مُتّقیؒ نے انہیں باقاعدہ خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ العالم سیّد حاجی محمد طاہر عالمپوریؒ، حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ کے خلیفۂ کامل تھے۔ حاجی صاحبؒ نے نوجوان عبدالنبیؒ کو مزید تعلیم اور تربیت کے لئے شیخ العالمؒ کے سپرد فرمایا۔ اس نوجوان نے اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر تاج العارفینؒ کا لقب پایا۔

آج ہمارے ہاں جُز وقتی تعلیم کا جو نظام رائج ہے، وہ پڑھے لکھے جاہل پیدا کر کے معاشرے میں پھینکتا جا رہا ہے۔ آج کا علم، عمل سے پیوست نہیں ہے۔ کسی مدرسے، کالج اور یونیورسٹی کو طالب علموں کی تربیت سے کوئی سروکار نہیں۔ جو ادارے اقامتی ہیں، وہ بھی کسی درسگاہ کی بجائے ہوٹل سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ لیکن شیخ عبدالنبیؒ کی تربیت جس یونیورسٹی میں ہوئی، اس کے چانسلر حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ تھے۔ اس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے زیادہ تربیت پر زور دیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں صوفیائے کرام اور علمائے کرام اسی طرزِ تعلیم کے بانی تھے۔ اُن کی خانقاہ میں شریعت کا علم بھی تقسیم ہوتا تھا اور طریقت کی معرفت بھی عطا ہوتی تھی۔

کئی سال گزر گئے۔ اب عبدالنبیؒ ایسا چراغ تھے، جس کو انگنت چراغ روشن کرنا تھے۔ علم اور عمل کا بیش بہا سرمایہ لے کر انہوں نے واپس شام چوراسی کا رُخ کیا تا کہ

Marfat.com

وہاں کے بے نواؤں اور تہی دامنوں کو بھی اپنی کمائی میں حصہ دار بنائیں۔ شیوۂ پیغمبری یہ ہے کہ حقیقت کو اپنے تک محدود نہ رکھا جائے، عام کیا جائے، ہر ہر دل کو اس سے متعارف کرایا جائے۔ عبدالنبیؒ نبیؐ کے غلام تھے، اس سُنت کو کیسے نہ اختیار کرتے۔ ان کی تربیت کرنے والے بھی داعی تھے اور انہوں نے اپنے طالب علموں کو داعیانہ لگن لگا دی تھی۔

عالمِ شباب میں جس بستی، جس علاقے اور جس سرزمین نے عبدالنبیؒ کے لئے خود کو تنگ کر دیا تھا، ان کو اپنے درمیان دیکھنا گوارا نہ کیا تھا، اب جبکہ وہ تاج العارفینؒ تھے، معرفت کا مے خانہ کھولنے اسی جگہ پہنچے۔ اپنوں کو مستفید کرنا، اپنوں کو تباہی سے بچانا، اپنوں کو آگ سے محفوظ کرنا ضروری تھا۔ وہ اپنوں کے درمیان پہنچے۔ جو غیر بن چکے تھے۔ اپنے علم کی طاقت اور کردار کی برکت سے نہ صرف اُن کو اپنا بنایا بلکہ غیر بھی اُن کے ہو گئے۔ دُور دُور سے لوگ اُن کی شہرت سُن کر آتے اور انہی کے ہو جاتے۔

ہندو جوگی، شعبدے اور کرامات دکھاتے تھے اور سادہ لوح لوگوں پر ہندو مت کی صداقت کا سکّہ بٹھاتے تھے۔ تاجُ العارفینؒ کی دھوم سُن کر بہت سے جوگی آئے، لیکن اُن کے شعبدے تاجُ العارفینؒ کی کرامات کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

کرامات رُوحانی سائنس کے طالب علموں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔ جن لوگوں کو اس سائنس کی ہوا نہیں لگی، وہ کرامات ہی سے اِنکار کرنے کو توحید کا تقاضا قرار دے بیٹھتے ہیں۔ اِن بے چاروں کی علمی بے بسی پر ترس کھانا چاہیئے۔

مشہور ہے ایک بار ہندو جوگیوں کا ایک گروہ تاجُ العارفینؒ کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور توڑنے کے لئے آیا۔ حضرتؒ کو خبر ہوئی تو اُن سے ملنے پہنچے۔ کھانے کا وقت تھا۔ اُن جوگیوں کو کھانے کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کر لی، آپؒ نے دائیں طرف

Marfat.com

دیکھا۔ فوراً ہر ایک کے سامنے روغنی روٹی میں رکھا ہوا ایک ایک سیر حلوہ آ گیا۔ جتنے آدمی تھے، پانی سے بھرے ہوئے لتنے گلاس بھی ظاہر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جوگیوں کی ہمّت جواب دے گئی اور کسی کمال کا مظاہرہ کرنے اور دوسرے ہم مذہبوں کو بچانے کے بجائے خود کلمہ پڑھنے لگے۔ پندرہ افراد نے اُسی وقت حضرتؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

کہتے ہیں ایک بار جوگیوں کی ایک اور ٹولی اُدھر آئی۔ بڑا جوگی ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ شیخؒ پہنچے تو وہ اپنے ایک بزرگ کا واقعہ بیان کر رہا تھا، جو اپنے آپ کو کئی اجسام میں پیش کر سکتا تھا۔ ایک وقت میں کئی سو مقامات پر اُسے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی تیرہ سو بیویاں تھیں، وہ ایک وقت میں ہر ایک کے پاس پایا جا سکتا تھا۔ تاجُ العارفینؒ نے فرمایا، جوگی میاں اس میں کیا کمال ہے، ذرا اُوپر دیکھو۔ دیکھا تو درخت کے ہر پتّے کے ساتھ ایک عبدالنّبیؒ کو موجود پایا۔ اُس نے گھبرا کر نیچے دیکھا تو آپؒ وہاں بیٹھے ہوئے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اِس پر جوگیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ تیرہ نے اُسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔

تاجُ العارفینؒ کی سب سے بڑی کرامت اُن کی شخصیت تھی۔ جو اُن کے پاس آتا، اُن کا ہو جاتا۔ ہزاروں افراد اُن کے حلقے میں شامل ہوئے۔ سینکڑوں کو باقاعدہ تربیت دی۔ اُن کی خانقاہ نے اس علاقے کی قسمت کو بدل ڈالا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ اگست ۱۶۱۹ء میں اِس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ۱۱۴ سال گزار کر اگست ۱۷۳۳ء میں رخصت ہوئے۔ ہجری حساب سے اِس سرائے فانی میں آپؒ کا قیام ۱۱۷ سال ۵ ماہ اور ۲۳ دن رہا۔

آپؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ خاندان کے بعض افراد کے پاس محفوظ چلا آ رہا تھا وہ اَب شائع ہو رہا ہے۔ اِن مکتوبات سے آپؒ کی علمی عظمت اور کمالِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

آج بھی شام چوراسی (مشرقی پنجاب) میں آپؒ کا مرقدِ مبارک مرجعِ خلائق ہے۔ لوگ دُور دُور سے آتے اور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ وصیّت کے مطابق تدفین کے بعد قبر کچی بنائی گئی۔ اس پر کوئی مقبرہ نہ بنوایا گیا۔ برسوں یہی عالم رہا، مگر اب عالم دوسرا ہے۔ بزرگوں کے نام کی قوّالی کرنے والے اُن کی تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔

صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

Marfat.com

حضرت شیخ عبد النبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۱۔ عقلیت پرستی کے اس دَور میں لوگ ایسی باتوں کو رجعت پسندی اور دقیانوسیت کہتے ہیں، جو ان کے عقلی معیار پر پوری نہ اُترتی ہوں اور جن کی عقلی توجیہہ نہ کی جاسکتی ہو لیکن مندرجہ بالا شعر علّامہ اقبال جیسے شخص کا ہے، جس نے علومِ مغرب میں انتہائی دسترس حاصل کی، عقلیت کے فریب کو سمجھا اور پھر عقل کی تنگنائی کے اسیر ہو کر نہ رہ گئے، بلکہ اُنہوں نے عقل اور عشق، دماغ اور دل کی حدود کے درمیان امتیاز برتا۔ یہی امتیاز دین کے دو پہلوؤں، یعنی شریعت اور طریقت میں ہے۔ اہلِ شریعت اور اہلِ طریقت میں وہی فرق ہے، جو ملازم اور عاشق میں ہے۔ ملازم کسی غرض، کسی آرزو میں حکم کی تعمیل کرتا ہے، جبکہ عاشق رضا کارانہ کسی معاوضہ و اجر کی تمنا و توقّع کے بغیر حکم کی تعمیل میں اپنی جان لڑا دیتا ہے۔ اِس عظیم الشان فرق کے پیشِ نظر اللہ تعالٰے بھی اُن سے حسبِ مراتب سلوک کرتا ہے۔ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں۔ طریقت شریعت کا اگلا قدم ہے۔ اِس لئے اہلِ طریقت کا تعلق اللہ تعالیٰ سے خاص ہوتا ہے، جسے ہم عقل پرست اور منطقی لوگ نہیں سمجھ پاتے۔ یہی لوگ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔ اِنہی لوگوں کے بارے میں اقبال مرحوم کا ایک اور شعر ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز

Marfat.com

۲۔ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، اور لوگوں کو بھی ویسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ کے ان بندوں کی زندگیاں سراپا تبلیغ دین ہوتی ہیں۔ برِ صغیر ہند میں اسلام کی روشنی انہی نفوسِ قدسیہ کی بدولت پھیلی۔ اسلام کا یہ صوفیانہ سلسلہ ایسا ہے، جو اپنے قول وفعل سے اکثر و بیشتر دل کی توجّہ کو جذب کرتا ہے اور دل کے ذریعے دماغ پر اثر ڈالتا ہے۔ ان لوگوں کی باتیں مرورِ ایام سے پُراسرار بن جاتی ہیں اور عام آدمی کی سمجھ سے ماوراء ہونے کی وجہ سے خود وضاحت طلب بن جاتی ہے۔ اُن کے اقوال و افعال کرامتیں بن جاتے ہیں اور پھر جو باتیں سراپا دلیل ہوتی ہیں، دلیل طلب بن جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو صرف عقل وخرد کی رہنمائی کے عادی ہوتے ہیں، نہ سمجھتے ہوئے ان کا انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی شئے کے نہ سمجھنے سے اس کا وُجود کالعدم نہیں ہوتا۔

۳۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ بھی انہی نفوسِ قُدسیہ میں سے ہیں، جنہوں نے اسلام کے نُور سے روشنی پائی اور اس سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے زمانے میں خلقِ خدا کو اسلام کے نُور سے فیض یاب کیا۔ بلکہ آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔ اُس زمانے میں مادیت کا اتنا زور نہیں تھا کہ رُوحانیت دب جاتی۔ دنیا کی محبت نے ابھی عوام کو آخرت سے اتنا غافل نہیں کیا تھا۔ معاشرے کے اندر خوش حالی اور سکھ چین تھا۔ زندگی اتنی تیز نہیں تھی کہ انسان کو اپنی ذات کے بارے میں بھی سوچنے کی فرصت نہ ملے۔ فکرِ معاش اُس وقت بھی تھی اور بعض دفعہ معیشت کی تنگی بھی ہوتی تھی، لیکن اسلام کے احکام کی سادگی نظروں سے اوجھل نہیں تھی۔ دنیا کی ہوس نے خلقت کو ابھی اتنا گرفتار نہیں کیا تھا۔ تسلیم و رضا، قناعت و سادگی، شرافت و نیکی، وفا و ایثار وغیرہ کی صفات کے حامل لوگ بکثرت تھے۔ اس نے آپؒ کی صحبت و تعلیم سے ایک دنیا نے فیض اٹھایا اور زندگی میں سکون و اطمینانِ قلب پایا۔

۴۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کرشموں کا کیا کہنا۔ آذر بت پرست کے گھر میں ابراہیمؑ بُت شکن پیدا ہوتے ہیں، اور حضرت نوحؑ نبی کے ہاں نافرمان بیٹا جنم لیتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ بھی اپنے

Marfat.com

علاقے کے ایک ہندو بُت پرست کاردار کے ہاں تیس اگست ۱۶۱۹ء کو مغل شہنشاہِ جہانگیر کے زمانے میں موضع شام چوراسی ضلع ہوشیارپور بھارت میں پیدا ہوئے، لیکن سلامتی طبع کی بدولت انہوں نے عہدِ طفولیت میں ہی اسلام کی حقانّیت کو قبول کر لیا۔ اُس دور میں فارسی سرکاری زبان اور عربی علمی اور دینی زبان تھی۔ چنانچہ آپؒ نے مروّجہ علوم کی تحصیل مسلمان علماء اور صوفیاء سے کی اور انہی کی بدولت اسلام کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ آپؒ نے دینی مسائل کو ان کی سادہ و پاکیزہ شکل میں سیکھا اور مدّت العمر علمائے عصر اور اولیائے زمانہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر تبلیغِ دین میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گئے۔

۵۔ آپؒ کی کوئی مستقل تصنیف اس وقت ہمارے پیشِ نظر نہیں، لیکن آپؒ کے وہ مکتوبات "مجموعۃ الاسرار"، جو آپؒ نے اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور عام لوگوں کو لکھے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے چشمۂ صافی کو کسی حالت میں گدلا نہیں ہونے دیا۔ آپؒ چار واسطوں سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ کے مرید تھے، چنانچہ آپؒ نے بھی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی طرح مکتوبات کے ذریعے مختلف مسائل کی تفہیم کی اور ہر قسم کی بدعت و ضلالت کے خلاف جہاد کیا۔ یاد رہے کہ یہ وہ دور تھا، جب اسلام ہندوؤں کی زندگی پر گہرا اثر ڈال رہا تھا اور اسلام کی سادگی اور حقانّیت نیز سیاسی غلبہ سے متاثر ہو کر ہندو بہت بڑی تعداد میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو قبول کر رہے تھے، لیکن مناسب تربیت نہ پانے سے ہندوّیت کے اثرات سے ابھی چھٹکارا نہیں پا سکے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے خالص توحید کی تبلیغ کی اور شرک کی ہر صورت کو مذموم ٹھہرایا۔ آپؒ کے انہی فارسی مکتوبات کا اُردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

۶۔ آپؒ کا زمانہ مغل شہنشاہوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ آپؒ نے جہانگیر (۱۶۰۵ــــ ۱۶۲۷) سے لیکر محمد شاہ (۱۷۱۹ــــ ۱۷۴۸) تک کا زمانہ پایا۔ اس طرح آپؒ نے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ اور ــــ ۳۰ اگست ۱۶۱۹ء سے ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء تک طویل عمر پائی آپؒ کے مکتوبات پر سیاسی اثرات کا کوئی سایہ نہیں ملتا، لیکن مریدوں اور عقیدت مندوں کے

Marfat.com

سُوالات اور جوابات سے اُس وقت کے معاشرے کی زندگی کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کا معاشرہ کن مسائل سے جو زیادہ تر نفسی اور رُوحانی نظر آتے ہیں، دو چار تھا اور آپؒ نے اُن مسائل کو حل کرنے میں کیا کاوش کی۔ مریدوں کا یہ سلسلہ سارے ملک میں، بلکہ بیرونِ ملک بھی پھیلا ہوا نظر آتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کی شہرت صرف اس وقت کے متحدہ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ باہر بھی تھی۔ دُور دراز کے لوگ مُراسلت کرتے اور اس طرح تشنگیِ رُوح دُور کرنے کی تدبیر کرتے۔

۷۔ آپؒ کے بیشتر مکتُوبات تصوّف و الٰہیات کے بارے میں ہیں۔ جو مسائل حضرت علی ہجویریؒ کے زمانے میں ابھی سادہ تھے، صدیاں گزر جانے کے بعد پیچیدہ اور مبہم ہو گئے تھے۔ مختلف قسم کی موشگافیوں کا سلسلہ لامتناہی ہو رہا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے سلوک کے رہ نوردوں کو عرفانِ حقیقت کی مختلف منزلیں طے کرنا سکھایا۔ آپؒ نے تصوّف کے مختلف مسائل کی تعلیم دی۔ ان مسائل میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، جمال و جلال، شاہد و مشہود، غیب و حضور، نوُر و ظلمت، وحدت الوجودؔ و وحدت الشہود، جبر و قدر، تقلید و تحقیق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر صحتِ جسمانی اور صحتِ روحانی وغیرہ ہیں۔ آپؒ نے ان کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے، اور کسی قسم کا ابہام پیدا کئے بغیر انہیں صاف کیا ہے، ان مکتُوبات میں آپؒ نے سالکِ راہ کو مختلف منزلوں کے نشانات و مقامات سے آگاہی بخشی ہے۔ سلوک کے باریک اسرار و رموز سمجھانے کے علاوہ شریعت کے تمام مسائل بھی بیان کئے ہیں اور ان کی حکمت بھی سمجھائی ہے کہ شریعت، طریقت میں داخل ہے اور کسی حالت میں بھی شریعت کی قید سے آزاد نہیں ہوا جا سکتا۔ چنانچہ اس طرح آپؒ نے دینِ حق کی تبلیغ کی ہے۔ آپؒ نے اتّباعِ شریعت اور ترویجِ سُنّت کا کام احسن طریقے سے انجام دیا۔ حتیٰ کہ وہ اوراد و وظائف جو آپؒ نے مریدوں کی ریاضت و عبادت کے لئے تجویز کئے، کتاب و سُنّت ہی سے اخذ کئے۔

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانی بیماریوں کے مختلف طریقہ ہائے علاج ہوتے ہیں،

Marfat.com

کہیں طب اسلامی ہے، کہیں اُیور ویدک، کہیں ایلوپیتھی اور کہیں ہومیوپیتھی، اس طرح رُوحانی بیماریوں کے علاج کے بھی کئی طریقے ہیں۔ تصوف کے مختلف سلسلے بھی روحانی امراض کے مختلف علاج ہیں۔ آپؒ نے اس ضمن میں حضرت مجددِ الف ثانیؒ کے طریقۂ نقش بندیہ کو اپنایا اور اس کے ذریعے لوگوں کو دین و دنیا کی تعلیم دی۔ یہ علم نہ صرف حصولِ آخرت کے لئے، بلکہ کسبِ دنیا کے لئے بھی ہے۔ چنانچہ اِن مکتُوبات کی روشنی میں ہمیں ایک ایسے معاشرے کی فضا ملتی ہے، جو سادہ و پاک ہے۔ جس میں تصنّع اور بناوٹ نہیں، جس میں شرک اور بدعت کا زور نہیں، جس میں اسلامی مسائل اجماعِ امت کے مطابق ہیں۔ انہوں نے اپنی کوئی الگ راہ نہیں نکالی۔ انہوں نے حضور رسالت مآبؐ کے نقشِ قدم پر چلنے ہی میں سعادت سمجھی اور اسی کی تلقین کی۔ اُن کی تعلیم کا یہ پہلو آج ہمارے لئے بہت روشن مشعلِ راہ ہے، جب کہ ارضِ خدا دادِ پاکستان کے اسلامی معاشرے کو فرقہ واریت کا زہر مسموم کر رہا ہے اور دورِ کعت کے امام اپنی غرض کے تحت سادہ لوح مسلمان معاشرے میں بس گھول کر عوام کو اسلام ہی سے بدظن کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتُوبات میں دین کا کوئی ایسا رُخ پیش نہیں کیا، جو کتاب وسُنّت کے خلاف ہو۔ انہوں نے کتاب وسُنّت سے ایک قدم بھی انحراف نہیں کیا۔ یہ ان کا بہت بڑا کمال ہے۔ ان کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد بھی اسی راہ پر گام زن نظر آتی ہے۔ ان عقیدت مندوں میں صرف عام لوگ ہی نہیں، بلکہ خواص، حتیٰ کہ حاکمانِ وقت اور امرائے عصر بھی شامل ہیں۔ حضرت مجددِ الف ثانیؒ کی طرح آپ کا بھی خیال تھا کہ ایک صاحب اقتدار کے اخلاق کی اصلاح کا مطلب اس کے ماتحتوں اور زیر دستوں کی اصلاح ہے، چنانچہ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کی پیروی میں اسی طریقے کو استعمال کیا، اور اسلام کو کتاب وسُنّت کی روشنی میں پیش کیا اور کسی قسم کی بدعت کو روا نہ رکھا۔

۹۔ ظاہری علوم کے علاوہ آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے باطنی علوم سے بھی نوازا اور آپؒ نے تصوف کے سلسلۂ نقش بندیہ پر عمل پیرا ہو کر خلقِ خدا کی رُوحانی پیاس کو بجھایا۔ اس دَور کے لوگ روحانیت

Marfat.com

کی قدر نہیں کرتے۔ وہ رُوحانی پیاس کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس لئے پریشان خاطر اور بے اطمینان رہتے ہیں اور زندگی کو صرف مادّی ضروریات پورا کرنے کا نام دیتے ہیں۔ صوفیائے اسلام نے بدن اور رُوح کے تعلقِ باہمی کو آخرت کا تصوّر دے کر نہایت عمدہ طریقے سے واضح کیا ہے۔ بدن سواری ہے اور رُوح اس کا سوار۔ ہم لوگ سواری یعنی بدن کی ہر طرح خاطر مدارات کرتے ہیں، اُسے اچھا کھلاتے، اچھا پلاتے اور اچھا پہناتے، غرض اُسے ہر طرح کی آسائش مہیا کرتے اور ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس کے سوار یعنی رُوح کی کوئی فکر نہیں کرتے، سواری زور آور اور فربہ ہوتی جاتی ہے اور رُوح کمزور اور دُبلی اور اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ سواری مُنہ زور ہے اور سوار بے چارہ اس کے آگے بے بس ولاچار ہے۔ چنانچہ سواری، سوار پر سوار ہے۔ اس صورت میں اسلام کہاں اور رُوح کا اطمینان کہاں۔ انسان کی رُوح بے چین ہے اور خود انسان ہر طرف ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ نے جہاں بدن کی ضروریات سے انکار نہیں کیا، وہاں آپؒ نے رُوح کی پرورش اور تربیت پر بھی زور دیا ہے۔ آپؒ نے اپنے مریدوں کو جہاں عبادات و مراقبہ کی تلقین کی ہے، وہاں کسبِ معاش کی بھی ترغیب دی ہے، رُوح کو بدن کی ضرورت ہے اور پھر حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ ایک طاقت ور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے۔

۱۱۔ تصوّف کا سلسلۂ نقشبندیہ اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤ ہُو اور ہنگامہ آرائی کا وہ عالم نہیں جو بعض دوسرے سلسلوں میں پایا جاتا ہے۔ اس میں نہ ترکِ دنیا ہے نہ حُبِّ دنیا۔ دین و دنیا کا یہ خوشگوار امتزاج انسان کی زندگی میں اطمینان و آسودگی لاتا ہے، اور ایک مسلمان اس راہ پر چلتا ہوا روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات سے سرِ مو انحراف نہیں کیا جاتا۔ اس طریقے میں نہ چلّہ کشی کی ضرورت ہے نہ ہاؤ ہُو کی۔ نہ گانے بجانے کی اجازت ہے نہ قبر پرستی کی۔ اصول و فروع میں یہ طریقہ شریعت سے قریب ترین ہے۔ یہ خالص توحید کی تعلیم دیتا اور اس پر عمل کی تلقین کرتا ہے۔

Marfat.com

۱۲- آپؒ نے قابلِ فہم اور سادہ زبان میں تصوّف کے اسرار و رموز بیان کئے ہیں اور انہیں کتاب و سُنّت کی روشنی میں واضح کیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں کی، جس کی سند کتاب و سُنّت میں موجود نہیں۔ آپ کے نزدیک تصوّف عین دین ہے اور کتاب و سُنّت کی عملی صورت منطق و فلسفہ کی وجہ سے جو اُلجھنیں انسانی ذہن میں پیدا ہوئی ہیں، آپ نے انہیں دُور کرنے کی سعی فرمائی۔ اس معاشرے میں ایسی اُلجھنیں عام تھیں، جو تمدّنی ترقی کے ظہور اور مختلف مذاہبِ فکر کے میل جول کا نتیجہ تھیں۔ آپ نے اس گرد و غبار میں اٹی ہوئی توحیدِ خالص کو نکھار کر پیش کیا اور متذبذب لوگوں کو اسلام کی حقّانیت سمجھائی۔

۱۳- آپؒ چونکہ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے مسلک کے پیرو تھے، اس لئے آپؒ نے مسائلِ تصوّف کو انہی کے ارشادات کی روشنی میں سمجھا۔ آپؒ نے اپنے دَور میں حضرت مجددؒ کے نظریہ وحدت الشہُود کی بڑھ چڑھ کر تبلیغ کی۔ وحدت الوجُود کے نظریے نے اسلامی تصوّف کو مریضانہ مزاج دے دیا تھا اور اس مریضانہ فکر کی وجہ سے اسلام کی توانائی میں سیاسی اور معاشرتی طور پر کمزوری آگئی تھی۔ یہ نظریہ جو ہمہ اوست کہلاتا ہے اور اکثر صوفیا کے نزدیک بہت مقبُول پایا جاتا ہے، پہلے پہل محی الدین ابن عربی نے پیش کیا تھا۔ اس نظریے نے عالمِ اسلام کے ایک بہت بڑے حِصّے کو سخت متاثر کیا تھا۔ اس کی تردید میں حضرت مجددؒ نے "وحدت الشہُود" یا "ہمہ از دست" کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کو ایک عام سادہ مثال میں یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ وحدت الوجُود کے نزدیک مصوّر اور تصویر ایک ہی ہیں۔ جب کہ وحدت الشہُود کے مطابق تصویر مصوّر کی بدولت ہے اور مصوّر الگ وجود رکھتا ہے۔ مصوّر تصویر سے جلوہ گر ہے، لیکن تصویر مصوّر نہیں۔ آپ نے وحدت الشہُود کی نہ صرف اشاعت کی، بلکہ دونوں نظریات کے درمیان تطبیق کی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ وحدت الوجُود راہِ سلوک کی آخری منزل نہیں، بلکہ وحدت الشہُود سے نیچے کی منزل ہے۔ آخری منزل وحدت الشہُود ہے۔ اس طرح آپؒ نے وحدت الوجُود کی تغلیط

Marfat.com

کی بجائے اُسے بھی راستے کی ایک منزل قرار دیا اور کہا، جو لوگ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے وحدت الوجود کی منزل پر اٹک جاتے ہیں، وہ نورِ کامل کے عرفان سے محروم رہتے ہیں۔ وحدت الشہود سلوک کی اعلیٰ ترین منزل ہے اور سالک کو اس تک پہنچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۴۔ اسی طرح تصوّف کا ایک اور مسئلہ جبر و قدر ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں خاصا اضطراب پایا جاتا ہے۔ تصوّف کے بعض سلسلے صرف جبر کے قائل ہیں اور بعض قدر کے۔ آپؒ نے اِتباعِ سُنّت میں ان دونوں کے درمیان کی راہ بتائی اور اس بات کی تعلیم دی کہ انسان بعض معاملات میں مجبورِ محض ہے اور بعض میں آزاد اور ان آزاد معاملات ہی کے بارے میں پرسش ہو گی اور سزا و جزا کا اطلاق ہو گا۔ آپؒ نے وضاحت کی کہ بعض معاملات ایسے ہیں، مثلاً موت جن میں تقدیر ٹل نہیں سکتی، لیکن بعض معاملات میں یہ ٹل سکتی ہے۔ انسان کو یہی سمجھ کر دعا اور دوا کرنی چاہیئے کہ معلوم نہیں یہ معاملہ کس طرح ہے، اگر ٹلنے والا ہے تو دعا دوا کارگر ہو گی، اور اگر ایسا نہیں تو پھر صبر و رضا کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ نظریہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق، بے حد صحت مند اور معاشرے کے لئے جاں فزا ہے۔

۱۵۔ آپؒ کے مکتوبات شروع سے آخر تک اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں اور چونکہ مختلف افراد کو مختلف حالات و واقعات میں تحریر کئے گئے ہیں، اس لئے ان میں دین کے مختلف پہلوؤں میں رہنمائی کی گئی ہے یہ گویا بکھرے ہوئے دل آویز پھول ہیں جو نہایت حکمت سے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔

۱۶۔ آپؒ کے سوانح نگاروں نے آپ سے بہت سی کرامتیں منسوب کی ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات خود نمائی کے لئے نہیں، بلکہ یقین افروزی کے لئے ہوتی ہیں۔ جیسے پھول میں خوشبو کہ خود بخود پھیلتی ہے۔ آپ ان کرامتوں کو مانیں یا نہ مانیں، لیکن ان لوگوں کی تعلیمات اور خدمتِ خلق سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کرامتیں جو کسی وقت فریقِ مخالف کے لئے باطل شکن دلائل ہوتی تھیں، آج خود دلیل

53338

Marfat.com

طلب بن گئی ہیں۔ اہلِ دل اور اہلِ نظر کے لئے ان کی افادیت ہے اور وہ اس سے رُوحانی سُرور اور دلی اطمینان حاصل کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہیں لوگوں کو ان کے امکان سے محض اس لئے انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ان کے عقلی معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ آخر سب انبیاء کو کم وبیش معجزے عطا ہوئے تھے۔ کرامتیں اسی قبیل کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسے محیرالعقول اعجازات سے نوازتا ہے اور اس وقت کے لوگ ان اثرات کو قبول کرتے ہیں تو اعتراض کی کیا ضرورت ہے۔

۱۷۔ ہمارے لئے اُن کی تعلیمات اور اُن کے اعمال نقوشِ راہ ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اُن کے نقوشِ پا پر چل کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ کیا عجب کہ اس سے مستنیر ہو کر ہم بھی دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن سکیں اور اس طرح دیئے سے دیا جلتا رہے۔

پروفیسر میاں مشتاق احمد بھٹی
بی اے (آنرز) ایم اے۔ ایم او ایل

Marfat.com

Marfat.com

مکتوباتِ فارسی

مجموعۃ الاسرار

Marfat.com

بطورِ تبرک

فرمانِ والاشان جناب رسول مقبول ﷺ بنام سلطان مقوقس

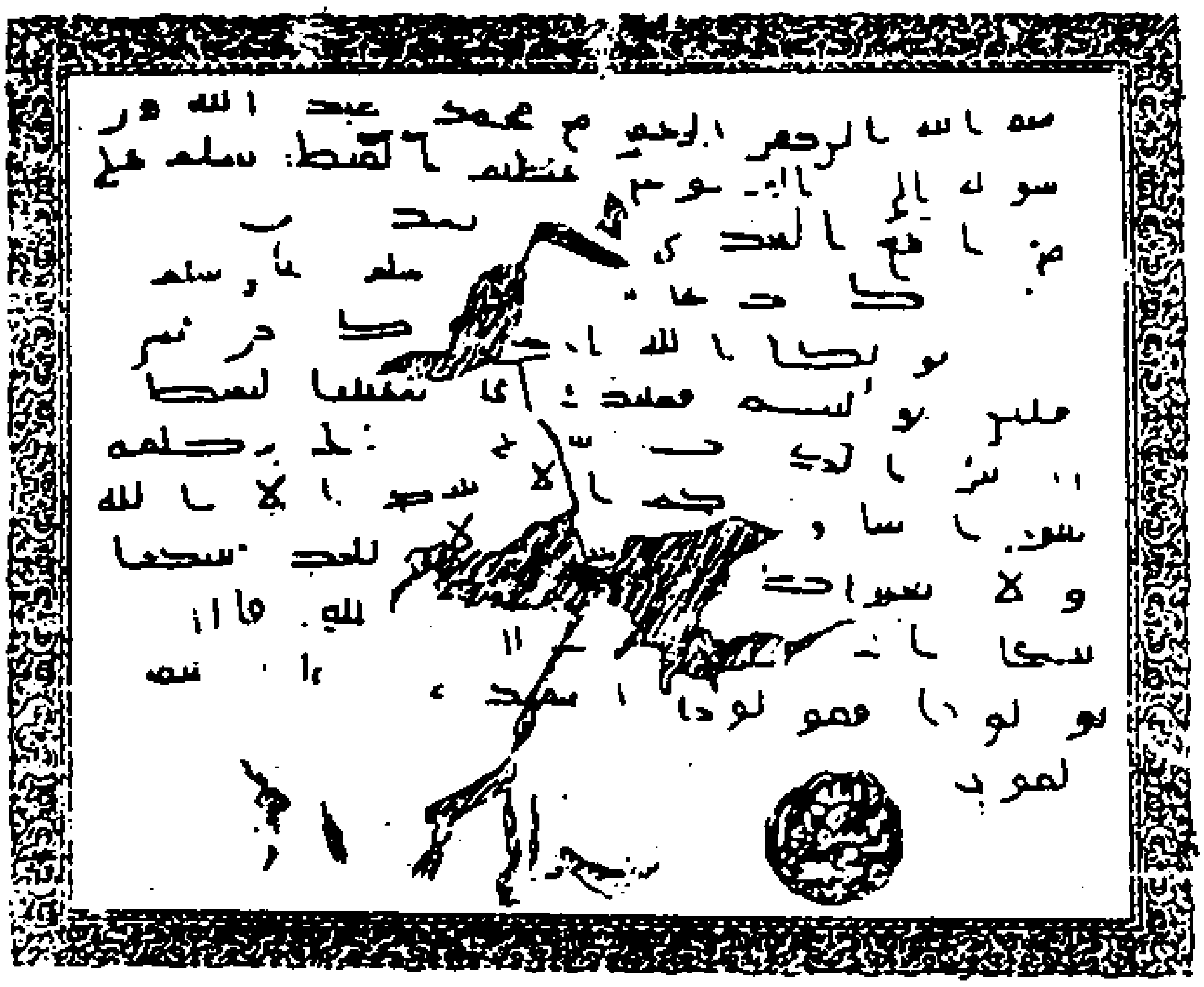

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ
مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ. يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جسکو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ کی معرفت ... سلطنت مصر و قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سفر مصر میں مصر کے کھنڈرات میں سے ایک گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالحمید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ تب سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اسکے ایک عکس سے ہم بھی ... عام اور خیر خواہی مسلمانان اسکو چھپوا کر شائع کیا ہے اور نقل مطابق اصل لکھنے کی یہانتک کوشش کی گئی ہے کہ شکن تک بھی جو اس میں تھے اسکے نیچے موجود ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم

مکتوب اول در بیان سلسله عالیه حضرات طریقه نقشبندیه احسنیه قدسنا الله بسرهم

بعد الحمد والصلوة فقیر عبد النبی ساکن قصبه سیام سلوک طریقه
حضرات نقشبندیه قدسنا الله سبحانه بسرهم اولاً از خدمت کامل
مکمل حضرت حاجی عبد الله سلطانپوری اخذ نمود بعد وفات ایشان
از حضرت حاجی شیخ محمد طاهر عالم پوری قدس سره تتمه را اخذ نمود
که خلیفه اجل کامل مکمل حضرت حاجی عبد الله بودند و هم از صحبت محقق
مدقق میان محمد جان ساکن قصبه میانی بهره مندی یافت و ایشان
نیز از خلفاء کامل مکمل حضرت حاجی عبد الرحیم هستند و هر دو عزیز
یعنی حضرت شیخ حاجی محمد طاهر و حضرت محمد جان بیواسطه از
حضرت قطب دوران حاجی عبد الله سلطانپوری کمال طریقت و حقیقت
حاصل نموده اند و حضرت حاجی عبد الرحیم اخذ علم طریقت از غوث

زمان حضرت حاجی محمد شریف جیو نموده اند و ایشان بواسطه از
خلیفة الرحمن حضرت قطب الاقطاب شیخ آدم بنوری و ایشان
بعد سیر سلوک در طریق قادریه و چشتیه و غیر ذلک از حضرت مجدد الف الثانی
غوث صمدانی حضرت احمد فاروقی المعروف بسرهندی و ایشان از
کامل مکمل حضرت خواجه محمد باقی و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا
خواجگی امکنگی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت مولانا درویش محمد
و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا محمد زاهد و ایشان از کامل مکمل حضرت
خواجه عبید الله احرار و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا یعقوب چرخی
و ایشان از خدمت اجل اکمل شیخ المشائخ حضرت خواجه بهاؤ الدین
نقشبند قدسنا الله سرهم و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت سید کلال
و ایشان از کامل مکمل حضرت خواجه بابا سماسی و ایشان از خدمت
کامل مکمل حضرت خواجه شاه علی رامیتنی المشتهر بعزیزان و ایشان
از حضرت کامل مکمل حضرت خواجه محمد عارف ریوگری و ایشان از حضرت
کامل مکمل حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی و ایشان از خدمت کامل مکمل
حضرت خواجه یعقوب یوسف همدانی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت

[illegible]

Marfat.com

شیخ ابوعلی فارمدی طوسی وایشان از خدمت کامل مکمل حضرت
خواجه ابوالقاسم گرگانی وایشان از خدمت کامل مکمل حضرت ابوالحسن
خرقانی وایشان از خدمت کامل مکمل حضرت سلطان بایزید بسطامی
قدس سره وایشان از خدمت کامل مکمل حضرت جعفر صادق رضی الله عنه
وایشان از خدمت کامل مکمل حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر وایشان
از خدمت کامل مکمل حضرت سلمان فارسی رضی الله عنه وایشان از خدمت
حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه ونیز بواسطه از خدمت حضرت
رسول مقبول صلی الله علیه واله وسلم مکتوب دوم در سیر سلوک لطایف ستة
نقشبندیه حسنیه در سنا الله بسم الله الرحمن الرحیم بدانکه شروع سلوک در طریقت
اول از ذکر خفی لطیفه قلبی است ولطیفه قلبی زیر پستان چپ بدو انگشت است
درین لطیفه تکرار اسم ذات میفرمایند وهم صورت لفظی اسم منظور
نظر در مضغه دل میکنند اما بنهجی که در تکرار این اسم منظور نظر یقین ذات
جامع کمالات بیکیفی محض باشد دیر وزود بحسب استعداد سالک فنا
وبقا روی خواهد داد وانچه ضروریست لذت وجمعیت در ذکر می باید که پیدا
شود وحسب غلبه کند بعده بنفی واثبات بحبس دم میفرمایند وثمره

Marfat.com

این نفی تعلق دنیاست و قوت ذکر قلبی نیز دست میدهد بعد این
ذکر لطیفهٔ روحی بطوری که در قلب گفته شد میفرمایند مقام لطیفهٔ روحی زیر
پستان راست است دو انگشت تجلیات و فنا درین مرتبه بنوعی دگر است
اگر دست دهد والا جمعیت و لذت مطلوب است که ضروریست بعده
ذکر لطیفهٔ سری در سینه و ذکر لطیفهٔ خفی در پیشانی و ذکر لطیفهٔ
اخفی در دماغ میفرمایند تجلیات و فنا این مراتب بحسب استعداد
سالک رو میدهد و آنچه ضروریست در قلب و روح گفته شد چون لطایف
باسم الله نور پذیر شدند از سیر لطایف میگویند بعده نظر جامعیت
از اخفی تا قدم در هر ذرهٔ وجود بذکر میفرمایند و چون هر ذرهٔ وجود را ذکر
یافت این را ذکر سلطانی می نامند گاهی ذکر سلطان چنان غلبه میکند
که بهر چه نظر افتد و هر چه بسمع شنیده شود و هر چه حاسهٔ لمس و ذوق
یاد تعلق گیرد ذکر اسم الله از آنجا خواهد یافت بعده اگر سالک مستعد
تکرار او در هر لطیفه بیادداشت اسمی مبدل میشود بنهجی که اسم الله را
در هر لطیفه ملک و در کلیه خود محض بتصور نورانی و صفائی یابد در مرتبه
این یادداشت نیز نفی و اثبات کلمهٔ طیبه میفرمایند اما ضرب و حبس دم

Marfat.com

باشد یا نباشد اما نفی و اثبات بعد اسم الله مثل یاد داشت میکنند
چون این مرتبه بحرف و صوت بعفائی و حضور نور اسمی دست دهد ذکر جسدی
تمام شد مگر بتضمن ذکر روحی خصوصیت این طریقه اینست که سالک
در نیمراتب بغلبه جذبه مرتکب امور شطحیه و لا طایل نشود محض بمتابعت شرعیه
عقیده بعبادت مستغرق باشد و اگر درین مرتبه بسبب ظهور عجایبات
مغلوب میباگی شد این تمام را ظل ولایت خاصه گویند بعده شروع
در ذکر سیت که بجوهر روح بتضمن مراتب جسدی تعلق دارد الحضور مسمی است
بی لفظ و حرف و جهة و مکان و فوق و تحت چنانچه لایق جناب اوست
این را حضور مسمی و یاد داشت و شهود مسمی خوانند خصوصیة این طریقه
درین مرتبه تنزیه محض بحضور بی کیفی شهود محض است اگرچه در طرق دیگر
مبتلای توحید وجودی و عینیت میگردد چنانچه کلام شیخ محی الدین
ابن عربی قدس سره و متاخرین دیگر ازین خبر میدهد درین مرتبه تصرفات
بحسب استعداد سالک رو میدهد قطع از ماسوی الله در عین شهود مطلوب است
و استغراق تمام است و تنزیه محض بصفای ذات و صفات خود نور را
حضرت مطلق و اصل این مرتبه را تا زمانی که تنزیه و شهود منظور نظر باطنی

است و حصول یافتن است ولایت خاصه می نامند و همین ولایت را
در اصطلاح حضرت ایشان قدس سره ولایت صغری میفرمایند
چون بفضل الله سبحانه توجه و اشارت که از تصرفات خیال است
مفقود گشته دنیا یافت مشرف شد ولایت اخص میفرمایند
چون در ولایت اخص توجه معدوم نیست بلکه بسبب مجهول الکیفی
خود مفقود است لهذا کیفیت آن غیر معلوم است لهذا این ولایت را
ولایت مجهوله میخوانند سالک بعد رسیدن که از فضل عام بوجود گشته
از سعی کار با انجام رسانده فضل خاص میباید تا مظهریت علم واجبی
بمراتب علم او و انکشاف حقیقت انسانی عطا فرمایند تا اطلاع بر توجه
مخفی یافته ازین مرتبه عروج نماید و به بی توجهی حقیقی که موقوف بظهور علم حضوری است
بحیثات قدسی و حضور علمی است مشرف گردد این زمان توجه معدوم خواهد
و بی توجه خود را احاطه حیات بی کیفیت حقیقی یقین صرف خواهد یافت بعده
معلوم خواهد شد که این حضور مبنی بر علم عادی نیست بلکه حضور علم
واجبی است که عالم جمیع اشیاء به بی توجهی است در مراتب حقیقت
انسانی اگر بفضل الله سبحانه خود بخود برکت خفی مرشد کامل دست دهد

Marfat.com

فضل محض است والا به تعلیم مرشد بنظر باطنی عروج از مراتب تحتانیه نموده
اطلاع بر حقیقت انسانی خود خواهد یافت که این مرتبه اول این شخص در ضمن
و از اول به تجلی محض در تبع نزول محمدی صلی الله علیه وآله وسلم است و اهل
این مرتبه حضوری و حضور علمی بهره وری از کمالات ولایت انبیا خواهند داد و تمیز
چنانچه منظور نیست صفت العلم لکن نصیب شده همچنین بنظر ... تجمیع صفات
واجبی اجمالا یا تفصیلا تمامی صفات خود را از جناب خواهد یافت و بعین بی توجهی
بحضور محض حق خود را و غیر خود را ذاتا و صفاتا مظهر کمالات ذاتیه واجبی باطلاق
و نه کیفی صرف بی شایبه تشبیه خواهد یافت و بنظر او بعین حضور ذات بی کیف
بطرف منظر بین غالب خواهد آمد چون در این مرتبه غالب وصول صفات است
بفضل خدا اگر معلوم کردند که ذات بذات تقابلیات ذاتیه
خود بنفس علیم است و بصیر و سمیع الی غیر ذالک و صفات همین قابلیات
ذاتیه او نیست لهذا بعین لا بی توجهی محض در عین ملکه و تحقیق منظر
عروج کرده به حضور صرف ذات جامع قابلیات ذاتیه بحقیقت نایافت
مشرف گشته بجای علم با بعدها بیان با بعد حاضر شد درین وقت از
کمالات خاصه نبوت محمدی علیه و آله وسلم بهره مند خواهد شد

Marfat.com

و واصل ذات جامع صفات خواهد بود فرزند من بسبب این کمالات
ولایت انبیا و نبوت انبیا علیهم الصلوات والسلام شان ...
که وقت و باریکی این مراتب از نسبه نکات اسرار واضح میشود اگر
خواهند تفصیل این از کاظ طلبند ذلک فضل الله یوتیه من یشاء
مکتوب سیوم در تعیین ادای استخاره مرتبطه بالطریقه النقشبندیه
که بنده زاده شیخ که از فرزندان بزرگ است دادی محمد ابراهیم رحمه نوشته
شده

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی خصوصاً علی نبیه محمد و آله و صحبه
اجمعین بدان ارشدک الله تعالی چون طریقه حسنیه در طریقه نقشبندیه
اقرب الی الوصول است و سالکان را تفصیل آن ضروریست
بار بطریق اجمال در چند سطر رقیم می یابد باید دانست چون طالب
صادق بتوفیق الله سبحانه متوسل بعزیزی از بزرگان این طریقه میشود اولا
او را استخاره میفرمایند و طریق استخاره اینست که بعد نماز عشا چون
وقت خفتن شود و تکلم معاش نماند وضو تازه کند بعد وضو یکصد و یکبار
استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه بصدق تمام بخواند بنیت اینکه

Marfat.com

از جمیع تقصیرات بدنی و روحی انچه از من احیاناً آمده اند توبه کردم
من نو مسلمان شدم بعده برخواسته دو رکعت نماز استخاره ادا کند
که دو رکعت نماز استخاره میخوانم تا حق تعالی مرا از بیعت فلان خود آگاه کند بواسطه
حق و اول رضا بر خود محکم دارد در رکعت اول با فاتحه آیة الکرسی یکبار
رکعت دوم با فاتحه قل یا ایها الکافرون یکبار خواند بخشوع تمام خود را حاضر
و فکر و زاری پردازد بعده اتمام نماز یکبار درود یکبار درود بخواند بعده
یکبار کلمه تمجید بخواند بعده بتمام عجز و انکسار دست برداشته دعا
بخواند بعده چون خواب غلبه کند برزمین بخسپد اگر سفید و راست اختیار
دارد بعده انچه در خواب از بشارت ظاهر شود بشرط مرشد ظاهر کننده
و اگر در روز اول بشارت نیاید تا سه روز همچنین استخاره میکرده باشد
یا آنکه بعد استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب خود را بعد استخاره در انعقاد
همچنان محکم می یابد که قبل ازین بوده همین بشارت است پس مرشد را باید که
در خلوت تعلیم ذکر اسم الله نماید که اسم ذاتی است باین طریق که زبان
خود را بکام چسپاند و نظر خیال از قلب صنوبری اندازد و نظر ظاهری بندد و
قلب صنوبری زیر پستان چپ است قدر دو انگشت و یقین بندد که

نظر بوده

منتظر الی او و بیعت نماید قلب مستعد خود را بالکلیه
و به عمد نماید در ریختن نقش اسم الله جل شأنه گویا بنهجی
که این اسم از ذات نماید این حیثیت این اسم خود در نسبت دریافت
از نسبت بعده مرشد را باید که خود متوجه قلب او شود در معنی
که همت نسبتی قلب مرید بگمارد و در همین قلب خود را بر دمن قلب مرید
تصور نماید بنهجی که خطره دیگر از میان دل خود راه آمدن ندهد بجمع
تمام بجناب خداوند سبحانه الیه نماید تا نور ذکر در دل سالک تجلی پیدا شد
و بجذب قلبی همت باطنی قلب مرید را بسوی خود کشد تا یک ساعت کم زیاده
برین حیثیت متوجه حال مرید باشد و از ارواح متبرک کابر این طریق را
شامل حال خود دانسته این تصرف از ایشان امداد داند فی الحال
او فی الاستقبال بعده از مرید استفسار نماید اگر خوب فهمیده است
و آرام یافته فاتحه خواند و دست او را در دست خود گرفته بیعت نماید و او را
بنداسپارد و آگاه کند که این طریقه احسنیه در طریق نقشبندیه
از حضرت خلیفه زمان حضرت سیدی شیخ آدم بنوری قدس الله
تعالی سره العزیز چون مرید ذکر اسم ذات لذت پیدا کرده بوده

Marfat.com

تعلیم کلمهٔ نفی و اثبات نماید چون نفی و اثبات بطریق مشهوره
به نسبت شک [illegible] بساند و از این تعلق پیدا در دل خود نسبت شاکر حق
بجای آرد بعده تعلیم ذکر لطیفه ذکر لطیفه روحی نماید و محل آن لطیفه
در زیر پستان راست است و نور لطیفه روحی را سفید همچو سفید
تصور نموده ذکر اسم ذات را چنانچه در لطیفه ی مرقوم شد مجتمع [illegible]
[illegible] اوقات این [illegible] باشد [illegible] ذکر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

ذات شیخ که قبل ازو گذشت تکرار میکرد تا بشنود و بالکلیه خود را تمیز
اوقات بدین ذکر مداومت نماید حتی که لذت و جمعیت تمام پیدا کند بعده
تعلیم [illegible] حقی [illegible] نموده [illegible] لطیفه دربیان آنست
[illegible] ذکر [illegible] جمعیت این لطیفه
را [illegible] تمام سالک [illegible] اعدا
[illegible] حاصل [illegible]
[illegible] الخفیه
[illegible] وفی الخفی [illegible]
[illegible] منفعته قلب [illegible]
[illegible] فی الخفی فی الخفی [illegible] الخفی الا عزیزی
[illegible] چون این تمام
سالک [illegible] احوال و بالتفصیل این سیر
[illegible] تعلیم [illegible]
[illegible]
[illegible] گذشت [illegible]

Marfat.com

بر اسم الله نزد ارکان مثل آواز آوند سیتمان یک آواز را هر قدر که بی [غفلت]
تواند نگاه دارد و قطع شدن ندهد و اگر قطع شود باز از سر گیرد و برای
[illegible] بسیار دانسته باشد بسر نبود دارای حس مثال یا جسد دم
اختیار کند چون این نسبت بهی قوت گرفت که در وقت خود یک دم نیسج
[illegible] تمام [illegible] تمام آن آواز تحریر یکبست باید
[illegible] واسطه جسد بود تمام متعد الحال در ذکر لطایف که بی واسطه
[illegible] نیست [illegible] [illegible] نیست تا بیاید دو دست بسمی
[illegible] خصوصیت [illegible] نظر [illegible] [illegible]
که آن امور نیست چنانچه بالا مذکور گشت نظر اندخته با این محض
حق سبحانه تعالی حاضر بی پرده یقین نماید اما بی کیفی و بیجهتی و جهات
از میان نظر بر اندازد و داند که او تعالی حاضر است بی کیف و بیجهت
و این دانستن هیچ وقتی از اوقات از دید و دانش نگذارد اگر
غفلت رو دهد باز حاضر بمعنی گردد حتی که نور مشاهده از سر تا پا تمام
و گرد در استغراق تمام پیدا کند شیخ بیخود حق خود را و غیر خود را
[illegible] اگر [illegible] [illegible] [illegible] تعیین

(۹

حق باید این را در اصطلاح این طایفه توحید وجودی میگویند
و اگر اشیا را گم کرده مشاهده جمال ذو الجلال در آن اشیا حاصل نمود
و اشیا را از نظر انداخت توحید شهودی میخوانند باید دانست
که این هر دو مرتبه در ولایت خاصه که ولایت اولیاء امت است
رو مینماید و بیشتر این که از تجلیات غیره و سیر لطائف تا یاد داشت
اسمی بیش می آید در ظل ولایت اولیا بود اگرچه اصل ولایت اولیا نسبت به
اصل ظل آن ولایت کمال تمام دارد اما هنوز وصول مطلوب
حقیقی که بی تلبس اشیا بابت میسر نیست [illegible] از آن [illegible] که
را باید که بر این تجلیات [illegible]

[illegible]

برگمارد تا هیچ در باطن او از توجه الی المطلوب و غیر المطلوب مقید نشود
بلکه بی توجهی یقین صرف بمطلوب بند د حتی که معلوم است که ما بجز نور نقش
چون درین معامله سالک تا زمانی که در دفع توجهات است سالک مرتبه لا است
اخص است و چون حاجت نفی نماند و مراتب از آمد و رفت توجهات گذشت
صاف شد و بی توجهی بی تکلفی دست داد و اصل کمالات ولایت حضرت
اما هنوز توجه و تصور این واصل معدوم شده بلکه مفقود است کما ذکر
المکتوب الی دار الولایت با اصحاب خمسه چهار رکن مقرب است
علیهم السلام و سعادت صحبه اولیا است اگر مناسبت استعدادی میله
شود باید دانست که در مرتبه ولایت خاصه دو مرتبه توحید وجودی
و توحید شهودی که بیان کردیم توحید وجودی از نفس لطیفه قلبی
میزند و توحید شهودی از نفس لطیفه روحی رو مینماید و نسبت ما فوق
خاصه لطیفه سر است و بعد از آن اکثر مرادان بان نوازند ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم باید دانست که بعد از مرتبه ما فوق
[illegible] تجلیات [illegible] چون سالک لطیفه سر [illegible]
[illegible]

اما چون حقیقت این نسبت مطلع نیست از نجاست که از [illegible]
چنانچه ایشان [illegible] او معاش در فصل اول و دستگیری و یکسانی
[illegible] از جسم [illegible] عنصری و نوری نوری یا روحی یا مادی وصل
[illegible] حقیقت انسانی است و آن قابلیت است از کاملیت
[illegible] زندگی است [illegible] و [illegible] آن انسان اول
میگویند [illegible] با [illegible] علم [illegible] یا [illegible] که حصول [illegible]
[illegible] خاصه او [illegible] عام [illegible] و بخصوصیات علم خود [illegible]
[illegible] از حصول [illegible] علم [illegible]
[illegible] از خصوصیات [illegible] و تعین محض
[illegible] خصوصی [illegible] صفات [illegible] میداند پس
چون [illegible] تعینات [illegible] و کمالات خود را
مظهر ذات و صفات و کمالات او تعالی میبیند و بحر مظهریت محض [illegible]
[illegible] است چون [illegible] ولایت ابتدای
[illegible] مرتبه [illegible]
[illegible] علیهم [illegible] السکینة [illegible]

Marfat.com

من حیث حقیقت از نیابت حق و دون حق است و در وسط این مرتبه
خلو میسر است و اطلاع بر حقیقت خلو حقیقت خلو اطلاع است بر حقیقت
مظهریت صفات خود مر صفات واجبی را در این مرتبه اگرچه میدانند که بعلم
او تعالی عالم هستم و به بصر او بصیرم و بقدرت او تعالی قادرم الی غیر ذلک
اما نحو حقیقت نسبت صفات با ذات او تعالی کما حقه این عارف را
مفصلاً و علماً ظاهر نگشته است چون خواهد دانست که صفات او تعالی
را بر ذات نه اند که عالم بعلم و بصیر به بصر الی غیر ذلک توان گفت بلکه او تعالی
بذاته علیم است و علم قابلیت ذاتیه ذات است و ذات بذاته
بصیر است بصر قابلیت ذاتیه او است کذالک فی جمیع الصفات پس اطلاق
نسبت و غیریت باطلاق محض عین عالم حق است خود بخود سبحانه و ما هو
حق است سبحانه و این عارف بنحو مظهریت تامه ذاتیه و صفاتیه و کمالاتیه
امری دیگر نیست و بنحو تعین صرف از زمان در مساحت این مرتبه در خود یافت
اما اجمالاً و تفصیلاً این مرتبه کرا نوازند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
برادر هر چند نسبت خلو زیاده و دخل در دایره این ولایت بیشتر و از
کمالات نبوت انبیا علیهم الصلوة و التسلیمات چگوید که از گفت و نوشت

Marfat.com

[illegible] بمرتبه نبوت اما انقدر دانی نمایم که اگرچه ولایت انبیا

[illegible] ایشان علیهم الصلوة هر دو در دایره اصالت اند مراد از

[illegible] بیست شمرا اما انقدر هست که در ولایت وصول بحقیقه صفات

[illegible] و در نبوت وصول بحقیقت ذات است جل برهانه متفاوت

درجات مستعد دیه کما قال الله تعالی تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض

الحمد لله الذی هدینا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدینا الله لقد جاءت

[illegible] مکتوب چهارم مراد از ان دیدنی و تحقیق معنی حدیث قدسی

[illegible] صدور یافت بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات

[illegible] از دیدنی مطالعه فرمایند که در حدیث قدسی وارد است ان فی جسد

[illegible] مضغة وفی المضغة قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی

السر خفی وفی الخفی اخفی والاخفی انا الیس نشنیده و باید دانست که مصطلح

اکابر صوفیه در این لطایف خمسه لطیفه نفس نیز در سلوک داخل

[illegible] اسم مطالب را اسنادی همان لطیفه است با وجود اهمیت او و عدم

[illegible] قدسی جل شانه بنا بر دانیست و دخت آن در ابتدا اما

[illegible] ان همه لطایف در انتها خواهد بود با وجهی دیگر

Marfat.com

خواهد بود الغرض هر لطیفه را ظهوریست در بدن و محل مخصوص لطیفه
قالبیه انها المحققه المستند رحمه فیها و این ظهور را ظهور ظلی خوانند
و ظهوریست بی تعین مکان در بدن بظهور انفسها و
ظهور را ظهور اصلی خوانند باید فهمید که محل ظهور لطیفه قلبی مضغه
بطرف چپ زیر پستان بمقدار دو انگشت و اثر تقید
خاصه است و سالک اینجا تیره را شغل ذکر لفظ الله در ابتدا
ذکر بعد خلو مضغه از نقوش غیر از اسم معظم است و علا
نمود آن لطیفه است در مرآت جسمانی بنون صنوبری و محل
روحی که در حدیث انما الفواد یاد کرده است زیر پستان راست
همانقدر که ذکر شد در قلب و محل ظهور لطیفه سری در
و محل ظهور لطیفه خفی در پیشانی و محل ظهور لطیفه اخفی در
تحقیق از حضرت شیخ المشائخ حضرت نا و مولانا حضرت میر
سیدی منی آدم بنوریست قدس الله سره اگرچه بعضی
دارند و این اختلاف ناشی است و سالک این لطیفه
اسم الله است و در ابتدا نمود لطیفه

Marfat.com

برنگ سبز و نمود نفس برنگ زرد و نمود خفی برنگ سیاه و نمود اخفی
برنگ سیاه تر و این ذکر عالی محبت نداد هر یکی را تجلیات خود
میشود که پایان ندارد و درین مرتبه وصول سالک با ظهور ظلالی قا
نقیه آن لطایف است که ظهوری ندارند مگر تجلیات متنوعه و این
وصل را وصل ظلی میگویند چون استعداد سالک ازین مرتبه مستعد
[illegible] رسد بی تکلف حرف نظر باطنی ناظر و متوجه ذات سبحانه
[illegible] طریقه حسنیه نقشبندیه را اینجا باید دید که از دیگر طرق دیگر این
[illegible] سالک را تعلیم میفرمایند حتی که عمرها درین
[illegible] میگذرانند الا من رحمه بعد برحمة خاصة بلکه وصل تفسیر را غایت
مرتبه وصول نی فهمند و میگویند که التجلی من الذات لا یکون الا بصورت
[illegible] المتجلی له و ما را سوی صورته فی مرات الحق و مرات الحق و لا یمکن ان
[illegible] و لا تتعب فی ان ترتقی من هذا الدرج من التجلی الذاتی گویا
[illegible] فرموده [illegible] فرموده اند حضرت ایشان
[illegible] در خواب ایشان میفرمایند که ما آواره شده کان اگر طلب
[illegible] قناعت کنیم چه کار کرده باشم لکل وجهة هو مولیها

Marfat.com

اکابر این طریقه نقشبندیه رضی الله عنهم [illegible]

توانایی بر تمیز مخصوص به یکی [illegible]

اینجا باید فهمید معنی قول حضرت خواجه بزرگ نقشبند [illegible]

فنا را [illegible] نهایت را در ابتدای درج میکنیم و [illegible]

کم آنچه دیگران یعنی مشقت کم و فتح [illegible]

این فقیر [illegible] اگرچه مشقت درین طریقه [illegible] زیاده [illegible]

این درج [illegible] که در ابتدا در تجلیات برق میزند و [illegible]

[illegible] باید که مقصود [illegible] رسان [illegible]

ساقه اختیار کنم آن مشقت بحری [illegible] و ساکنان [illegible]

مقصود حقیقی که [illegible] با ورای [illegible]

[illegible] مقصود اصلی در [illegible] از مشقت [illegible]

غرض آن که مقصود اصلی است نیافتن آن مشقت زیاده از [illegible]

با انتها [illegible] میگوییم که بعد توجه ذات [illegible]

و نهایت صاحب [illegible] اختیار [illegible]

یعنی [illegible] جلال [illegible] وجود [illegible]

باشد از چون ظلّی بود از میان برخیزد و اصل را لباس ظل نماید و این
بود نفس لطیفه قلبی را بنظر قلبی خواهد بود و چون روح را هم بهره از وجود
هر موجودی و هر روحی که باشد احاطه و معیت اتصالی است و انفکاک
ندارد و در نزول شهود این شاهد به تجلی همین انوار روحی خواهد بود
اگرچه این شهود از انوار جمال و جلال بوسایط کثیره بهره وصول میخند
و بهمین وجه در دائره ولایت داخل است اما فصل متلبس است و از نعمت
حجاب خالی و مفلس است اگر حجاب است از انوار روحیست که آن بسبب انوار
اتصال با جزای جسدی که از موشده اند و خود را بهر خردی نموده اند اگرچه
وصل اول بوسیله الفاظ و وصل ثانی یعنی وصل بوسیله الفاظ هر دو وصل
متلبس اند اما در نزول اینکه باینه طبیعت ظلمانی را گذاشته بلباس نورانی
رسیده رو بترقی آورده زیرا که در اول ناظر مضغه بود به بصر خیالی و منظور
او انوار قلبی و در نزول ناظر قلب و منظور او انوار روحی چون انوار قلبی با انصباغ
ظلمات قالبی منصبغ اند و انوار روحی از این انصباغ دور در هر دو وصل
تفاوت صریح پیدا است و اینجا باید فهمید معنی فی المضغة قلب و فی القلب
فواد که مشعر بر ترقی سالک است الی اما و این حصول کمالات در ولایت

Marfat.com

خاصه است اگر بفضل الهی بجز عیبی مدد فرمایند و از توحید وجودی
بتوحید شهودی رسانند یعنی بی نظر باشیا ناظر ذات سازند و متوجه
انوار ذاتیه گردانند درینجا متوجه لطیفه روحی است و متوجه الیه انوار لطیفه
سری خواهد بود و فی الفواد سر ما یعنی تواند بود و تفاوت در نورانیت
روحی و سری با یکدیگر آنست اگرچه روح از انصباغ ظلمات قالبی بسبب
برزخیت انوار قلبی که امانت حمل انصباغ را بخود تجویز نموده اند و این
انصباغ را بطرف روح راه نداده اند فارغ و مصفا است اما بسبب مناسبتی
که برزخ دارد از مرتبه فوقانیه خود و نوعی تفاوتی دارد اگرچه مجهول الکیف
باشد اگرچه این وصل نزد اهل دایره وصل متلاشی است اما هر دو مرتبه
که قبل ازین ذکر یافته لباس ظلمانی و جسمانی داشتند و این مرتبه از آن
تلبس گذشته تلبس علقا خیالی ملبوس گردیده و صاحب این مرتبه دیده انچه
دیده عزیز من هر دو مرتبه سابق ظل این ولایت بوده اند و این مرتبه را
در اصطلاح حضرت نوری قدس سره العزیز بولایت خاصه نامند
و محقق دیگر بولایت صغرا خوانند و اکثر اکابر صوفیه درین مرتبه سکونت محققین
داشته اند تا کار آورده باشند بعد ازین اگر از محبت لباس بیجابی برند

Marfat.com

صاحب وصل عریان و صاحب اجتبا خواهد بود این هر دو مرتبه است اگر
در عین شهود مایل بود اینست مطلوب است صاحب اجتبا بامتزاج
جذبه است یعنی بربی اینکه اسم الهادی است بامتزاج تربیت اسم
الدلیل اینجا ناظر لطیفه سریست و منظور لطیفه خفی است و فی السر خفی را باین
تحقیق باید فهمید والا از امتزاج رسته است صاحب اجتبا خالص شده
اگرچه هنوز اجتبا ظلی است درینوقت رائی قابلیت خفی دمری نورا رسیده است
اخفی است و فی الخفی اخفی درینولا هویدا است و این ولایت را ولایت
اخص نزد حضرت جیو باشد و دیگر اکابر ولایت علیا میفرمایند و نیز
مرتبه توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه بیچون مینماید پس صاحب این مرتبه اگرچه
از محبت فارغ شده زیراکه در میان اخفی و انا واسطه دیگر نیست که حجابی
تواند شد اما با وجود معیت لطیفه اخفی با ذات پاک که انا از آن مرادست
چون منظور این سالک نور اخفی است اگرچه بهره بیحجابی از ذات پاک دارد
توجه این سالک باقی است اگرچه توجه مجهول الکیف و معدوم نما باشد
ازینجاست که کیفیت معلوم غیر معلوم است به نفس معلوم که آن معلوم است
و این حیثیت را حیثیت مجهوله میخوانند لان اسم جا یحل عین حقیقت المطلوب

واین جهل هزاران هزار ترقیات از علم سابق دارد بعد ازین اگر نوازند
ناظر اخفی ومنظور ذات اله جبا نچه فی الاخفا اما متسعر ایمعنی ست اینجا
بوئی از توجه باقی نیست واین هردو مرتبه ست اگر بجای توجه بعلم بالله
حاضر ست صاحب کمالات ولاتیه انبیا ست علی نبینا وعلیهم الصلوٰة
والسلام واگر بایمان بالله بجای علم بالله ناظر ست از اصل کمالات
نبوت انبیا بهره ورست علیهم التسلیمات والصلوٰة این کار دولت ست
کنون تا کرا رسد دو مرتبه اخیره را با شارت فی کردم رسنده خواهد فهمید والا
برای مقلد اجمال کافی ست حرفی بس ست السلام علیکم وعلی من لدیکم
مکتوب نجم در جواب سید عبد الرشید جهان آبادی باسم الله الذی
لاشریک له ولا تنازع ولا تخالف فی صفاته ولا صفته من صفاته تحلیه صفته
اخری الحمد لله الذی جعل عبد الرشید بفضله المجید مرجا لا بواب المکتوبات
بالمعانی والاشارات فنشرع ایضاً فی متابعته العظام فی تفصیل الامر الذی
هو اهم المهام ونکتب فتسهیل مودیا فی الکلام مجتنبا من الطوالة تعظیم
شان الله العلام سبحانه من لا ضد له ولا تضاد له صفته من صفاته لصفته
الاخری والکان صفة الجمال والجلال لان التضاد والتخالف فی بادی النظر

مقتضی الی النقصان ولا انقصان ثم بعد الحمد والصلوة وتبلیغ الدعوات
والتسلیما بعرض سیدی مکرمی مشفقی میرساند بنده فقیر حقیر پرتقصیر
عبدالنبی بورود نوازشنامه گرامی احقر ذره وار سربلند گشت وانچه از
معانی واشارات مرقوم قلم عطوفت رقم بود از مطالعه ان شرح صدر
حاصل گشت الحمدلله والمنت که این عاجز را بلطف کمال بنصایح وهدایا
رهنمونی فرمودند شکر آن چه بیان نماید که در بیان قلم نیاید لطیفه
انیقه مرقوم رقم گرامی را جنت فردوس بی از حور وقصور امانی یافت
الله سبحانه استعداد ما یان را در مرتبه ترتیب بخشیده وفره ساخته الفت
پیدا آورد که نظر از حور وقصور بر داشته توجه الی جنة لیس فیها حور ولا قصور
بتجلی ربنا ضاحکا نماید کما قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله جنة لیس
فیها حور ولا قصور بتجلی ربنا ضاحکا ای راضیا ومراد اینجا لازم منحک
است نه صورت ضحک که آن خطاست چون مرتبه اول که بحور وقصور را
ازان تعبیر رفت وصل متلبس است واستعداد عالی را بان تسلی نه لانه
وصول الحجاب والحجاب غیر المحبوب جاواتق از مولا جل شانه انکه ازان
قطع کنانیده توجه به بیچاری بخشد لانه تعالی وراء الوراء ثم وراء الوراء

Marfat.com

واین وصل را وصل عریان می نامند ودرین مرتبه نیز اگرچه جهت تلبیس خارجی
منقطع میشود اما هنوز توجه که از اخو الحجبات باقیست واین تربیت هردو
مرتبه وصول بظهور اسم الدلیل است وثمره ان ظهور علم لدنی ظلی است
ومدد کننده اینجا جذبه است پس لازم بر اصفیا آنست ترجو من الله سبحانه
ان يظهر في اسرارنا ظهور العلم اللدني الاصلي بظهور الاسم الهادي
لينقطع بسطواته نفس التوجه بل ينعدم فاعلم ان الوصول الذي يسمي
بالوصل الملتبس فهو في الابتداي ووسط الولاية الخلاصة وتسمي
هذه الولاية عند البعض بالولاية الصغرى وايضا بولاية الاولياء والوصل
الذي كنيته باسم العريان فهو في نهايت هذه النسبة يحصل في الاول
توحيد الوجودي وفي الثاني توحيد الشهودي هذا غاية الوصل الظلي
وتصرف الخيال وليس الوصل الظلي بعده دخل بل بعد هاتين المرتبتين
ينقطع الوصل ويظهر الفصل منه وتسمى هذه الولاية بالاخص وبولاية
الملأ الاعلى وعند بعض المشايخ رحمهم الله تقررت بولايت العليا
ثم وان كان ينقطع فيها التوجه لكن لا ينعدم وجوده بل لتشبيه بين
الوجود والعدم فيلزم على العبد المترقي ان يطلب من مولاه رفع هذا الاشتباه

Marfat.com

وهذا موقوف على انعدام التوجه وهذا الانعدام يوجد بعد ظهور العلم اللدني الاصلي بفيض الله القوي الموصوف بالصفات الكاملة الازلية القديمة الذي لا يطلع على نفس ذاته وصفاته الا من خصصه الله سبحانه بظهور العلم الاصلي اللدني وليس في هذا الوصل تتمة الحجب ولا البعد ولا مسافة وفي غيره هذه الاشياء محققة جلية كانت او خفية اعلم ان هذه المرتبة الاخيرة العالية المسماة بحلول المتخيلة وتخليص السري مع انقطاع الحجب والبعد والاضافة والاشارة الى المطلوب على ثلث مراتب في ابتدائها مرتبة علم الحضوري وفي وسطها مرتبة حضور العلم وفي انتهائها مرتبة حضوري الحضور لا يطلع عليه احد من اهل القبور الذين هم محظوظون في وصل المتلبس بالحور والقصور وتحقيق هذه النكتة غاية التحقيقات واغمض الغوامض لا يسع هذا القرطاس لشرحه فتصبر بالاجمال وتسمى هذه الولاية بولاية خاص الخواص للصادين وايضا بولايت الانبياء العظام عليهم الصلوة والتسليما وعند البعض بولايت الكبري وبعد هذا مرتبة نبوت الانبياء الكرام وليس الفرق بين هاتين المرتبتين الا التفصيل والاجمال لان في الاولي الوصل الاصلي العلمي بالصفات الحقيقة القديمة

Marfat.com

بالتفصيل وفي الثاني العروج من العلم الى الايقان الاصلي والايمان

الغيبي بوصول الذات جامع الكمالات بالاجمال بحر عظيم متضمن التفاصيل وهذا الاجمال

ولا يقاس هذا الاجمال والتفصيل على التفصيل والاجمال الذين كانا في المراتب

التحتانية لان تمه تشبيه وحجب وتلبيس غلط وما بين المرتبتين اعني مرتبة

ولاية الانبيا ونبوتهم بانفسهما مختصة بهم ممكن قدر الله تعالى في التقدير

ظهور كمالاتهما على سرائر بعض اوليائه الذين شرفهم الله تعالى بشرف

متابعتهم كمالا اصالة لاظلا وتشبيها بمحض فضل العظيم ذالك

فضل الله يؤتيه من يشاء مرعا اين كار دولت كنون تا كرا رسد

درين هردو مرتبه عاليه اخيره بوى احتمال جذبه بمحض انابت واجتبا

واصطفا است كما لا يخفى على اهاليه مكتوب ششم در تحقيق حديث قدسي

حديث قدسي كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف

سبحانه با جميع صفات وشيونات با مقتضيا تهما واحد حقيقي است

ودر عين وحدت صرف جميع مراتب صفات وشيونات با مقتضيات

انها باجمال وتفصيل معلوم ومحقق اوسبحانه جل شانه واز بدين انها

درمراتب ظهور تقيدي افتقار كامل دارد چنانچه عزيزي ميفرمايد

هر شان وصفت که هستی حق دارد در خود همه معلوم و محقق دارد در ضمن
معیت امحتاج بخویش از وی دین آن غنا مطلق دارد پس در کثرت کنزا
مخفیا که ذکر خفا رفته این خفا عرفانیت اما با وجود غنا مطلق ذاتیه
وصفاتیه ظهور مقتضیات و ملزومات صفات محبوب الجناب آمد جهت کما قال فا
ان احرف و چون مرتبه وحدت حقیقی جامع جمیع مراتب صفات وملزومات
در مرتبه غیبت حقیقی بجامعیت ظاهر است و مقتضای حب الجناب ظهور
این مرتبه جامع ملزومات صفات که بغیب الغیب مسمی است اولا اجمالا
در مرتبه شهود اول و ثانیا در مرتبه تفصیل کما قال فخلقت الخلق لاعرف
پس بحکمت بالغه این مرتبه جامع غیب الغیب را بجامعیت شهود مشهود نمود
چون او احدیت حقیقی با جمیع صفات ذاتیه ازلا ظاهر و منزه از قید
شهود است در عین شهودیت تقیدی حدوثی اینها باطلاق محض
بظهور اطلاقی ظاهر کما قیل کان الله ولم یکن معه شیء الان کما کان
ای کما کان ظاهرا ولا بلا قید فالان ایضا ظاهر بظهور الغیبی الاطلاقی
بلا حلول و اتصال و تقید و انفصال فصاحب البصیرة بنظر عین
نظره علی ظهور الغیبی الاطلاقی الی ظهور الکونی المتقیدی ولا حجاب

Marfat.com

اینمرتبه مشهوده اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه مشهوده
اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه شهود اول در ضمن ظهور ذات جامعه
اسمای صفات حقیقی ظهور حسن اسم و صفت و ملزومات اینها را
شمولی دارد چه حقایق انسان و ملایکه و چه سموات و ارضین و ما فیها
و چون انوار صفت انسان در مرتبه شهود اول و جمیع انوار اصناف دیگر افضل
و انور حضرات انبیا در جمیع انوار انسان متنوع و عالی و نور حضرت سرور
کائنات و خلاصه موجودات بحکم لولاک لما اظهرت الربوبیة در جمیع
انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة و السلام افضل و کامل و متنوع تر بوده است
که متنوع در مرتبه شهود اول که نور آنحضرت است منظر جامع متنوع مرتبه اول
غیب مطلق و واحدیت حقیقی است و چون وحدت حقیقی با جمیع صفات
ذاتیه ظاهر و موجود خارجیست و ملزومات صفات که غیب الغیب اند
و لهذا مرتبه خفا و اندراج ذاتی دارند پس منظر جامع متنوع اول که نور محمد است
ذات امر مرتبه شهود اول ظاهر و موجود خارجی آمد و دیگر جمیع مراتب مشهوده
اینمرتبه شهود اول مخفی و مندرج پس محقق شد که از مرتبه ... اول
جمعا جما از نور محمدی خواتیم زیبا است و چون حقیقت جامع

Marfat.com

اول که نور محمد یست در بیان آمد بفضل الله سبحانه ظهور مراتب مفصل اورا
در بیان باید آورد و قال النبي صلی الله علیه وسلم انا من نور الله والعالم
من نوری اگرچه بحکمت بالغه در ضمن نور محمدی صلی الله علیه وسلم که از اشهود
اول میفرماید انوار مقتضیات حسن اسماء وصفات را اجمالا مخلوق
نمود و نور هر فردی را مقتضی ظهور روحانی وجسمانی نمود اما چون مقصود
ازین آفرینش ظهور معرفت او تعالی بود کما قال سبحانه لاعرف و ظهور
معرفت بی ظهور نور معرفت بی ظهور نور هر فردی در خارج به تمیز یکی از
دیگری روحا وجسدا از مرتبه اجمال حاصل نمیشد و ظهور تمیزی هر همه
توابع بی ظهور اولیه متبوع خود که نور حضرت است موقوف بس از نور حضرت
که جامع دو قابلیت بود یعنی قابلیتی مقتضی ظهور روحانی و قابلیتی دیگر
مقتضی ظهور جسمانی اولا بحسب اقتضای قابلیتی که مقتضای ظهور روحانیست
روح اعظم ایشان را صلی الله علیه وسلم بجامعیت ضمنی جمیع ارواح
در مرتبه خارج پیدا آورد و جمیع ارواح انسانیا ز انفصیل مراتب تعینات
بعض و مسبوقیت بعض دیگر به تمیز تام هر یک از دیگرا از روح اعظم که ام الارواح
است ظاهر نمود و از کتم خفا ر ثانی داد ثانیا بحسب اقتضای قابلیت ثانیه

Marfat.com

نو حضرت که مقتضی ظهور حسب ظهور ایشان است صلی الله علیه وسلم جد مبارک
اصلی ایشان را که اصل جمیع مراتب عنصر مجمل است فوق عرش مخلوق فرمود
از انجا مراتب عنصر مجمل را تحت عرش موجود ساخت و از انجا بترتیبی که می
بایست عناصر مفصل را تحت آسمان دنیا مهیا نمود و آن مجموع عناصر را
معدن اجسام مفصله گردانید و العالم من نوری باین معنی است اما با وجود
کثرت تمیز ارواح و عناصر مقصود اصلی که معرفت است هنوز میسر نه
چنانچه قول حضرت خواجه بزرگ است قدس سره که روح در بدو خلقت
خود خدا را بیگانگی میدانست اما بیگانگی نمی شناخت زیرا که شناخت
از شهود غیر و شهود منافی وجود است از اینجاست که حال روح با وجود
لطافت چون پندار وجود خود دارد و نسیان ماسوا موقوف بر تعلق بکثیف است
حسب بست از جهت حصول مقصود اصلی که از خلقت او است برای رضا مولا
حمل بار دخول حظ ظلمانی را اختیار نمود اما چون خلاصی از ظلمت جسدی بی
ظهور متبوع صلی الله علیه وسلم میسر نبود سبحانه علی انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات
که همه مقدمات ظهور حضرت سرور کائنات اند به ترتیب مراتب سابقیت و مسبوقیت
در هر امت ظاهر نمود و ببرکت صحبت ایشان بحسب استعداد خود ما بعضی از انبیا

حال روح [illegible] در عالم ارواح میسر نبود [illegible] ۱۲

علی نبینا علیهم الصلوة والتسلیمات بکمال رسیده حصول معرفت نمود اما چون حصول معرفت تابع و مقتبس از نور متبوع خود است بحسب شان متبوعان خود ها اهالی هر امت نصیبی از معرفت پیدا کردند و معرفت اکمل که موقوف بر ظهور جامعیت حضرت سرور کائنات بود صلی الله علیه وسلم بعد ظهور اظهر حضرت سرور کائنات بایں امت بحسب استعداد هر یک نصیب میشود و تا دیست ممدیست که ختم کمال معرفت که محبوب ازلی است بر ختم این امت ختم گردانند ازینجاست که حضرت قران ناسخ کتب سابقه آمد و خود محفوظ از نسخ ماند اللهم یسر لی المعرفة بحسب شان نبینا علیه الصلوة والسلام واجعل خاتمنا علی الایمان والاسلام یا ایها الناس صلوا صلوة کثیرة علی نبینا کما یلیق بجنابه مکتوب مفتم در تحقیق بعضی سوال از شیخ سعید ساکن تهاره

نحمده ونصلی علی النبی الکریم حقایق و معارف پناه فضیلت و کمالات دستگاه حضرت شاه عبد الغنی جیو سلمه الله تعالی همواره بر مسند فقر متمکن بوده فیض بخش جهانیان باشند از فقیر محمد سعید بعد سلام سنت الاسلام مشهود ضمیر منیر آنکه اوصاف بندگی و کمالات الحقایق و معارف آگاه از زبانی بعضی مردمان استماع یافته از بموجب اشتیاق ملاقات فایض البرکات از حد افزون است

الله تعالی سببی سازد که حجاب مفارقت و پرده مهاجرت از میان رفته شود و دید باد ید
حضور پر سرور میسر گردد فاما بعد بخدمت شریف مستدعی میشود که جواب چند
سوال از ضمیر فیض تاثیر حاصل نموده عنایت شود که تسلی خاطر این فقیر گردد اول
هر دو درویشان عالم ناسوت میگویند فاما حقیقتش از کسی مفصل نشده که ابتدایش
چیست و نهایت چه که برطالب میکشند دوم کیفیت ذکر روح که فرموده اند ذکر
اللسان لقلقة و ذکر القلب وسوسة و ذکر الروح الخ که مقامش کجاست و چه ذکر
میشود سیوم درویشان میگویند که یکمرتبه الیست که نه عاشق ماند و نه معشوق آن
کدام مرتبه ایست و هر دو چگونه محو شوند چهارم حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
فرموده اند رایت ربی فی لیلة المعراج علی صورة الامرد و دیگر هم فرموده اند رایت
ربی فی لیلة المعراج علی صورت الشاب امرد و زن چه معنی دارد ترصد که از راه
مهربانی با حضور معانی در جناب قدسی القاب رجوع نموده جواب باصواب عنایت
نمایند والسلام مکتوب هشتم در جواب سید محمد سعید در تحقیق اسوله مذکوره
بسم الله الرحمن الرحیم العظمة والکبریا کلما خطر ببالک فهو الله تعالی وراء ذالک
فاذا علمت هذا فافهم ان کلما یخطر ببالک فهو من عالم الناسوت و اذا حصل لک
الخلو عن هذا و تحقیق لک التخلیص السری و خلو المتخیلة عما سواه فاذا المرتبا

Marfat.com

بشانه فظهر من هذا التحقیق ان من ابتلی فی الناسوت واذا کان غالب علیه

النسیان من حیث انه النبی العاشق والمعشوق بعد التعلق بنقطة الوحدة نسی

بزعمه برفع الکثرة حتی العلم الذی کان ممیزا بین الامرین فهو محجوب عن حقیقت

المطلوب فوجب لهذا السالک المتوسط التجاء الترقی من هذا المقام الی الله

سبحانه لیکون مونسا حقیقیا واصلا بالرب الحقیقی تعالی شانه فلیعلم ان

هذا المقام الناسوت الذی وقع تحقیق فی المصدر الکلام کل ذلک من کمال

القلب الذی ذکر تحت مقام الروح وکلما حصل فی مقام القلب بهذا المعنی وسو

وخواطر فلا یلیق للسالک ان یستقر فیه فاذا ترقی من هذا ووصل بکمال الروح

فلیس هنا الا الرب وهذا مقام الاخفی بعد قطع المسافة البعیدة الازلیة

فلیعلم ان فی مقام الناسوت تکون للسالک المتوسط التجلیات الصوریة

بعض الاوقات فی صورت الانسان ذکرا کان او انثی وفی آخر بصورت

الفرس وغیر ذالک من انواع الناسوت والناسوت مشتق من الناس المتنوعة

وشرفه فی هذه المرتبة الناسوتیة واذا کان شان الانبیاء فوق هذه

المرتبة المتخیلة المقصورة فکیف یطلق فی شانهم الوصول بجناب ربهم

بلباس هذه الصور فوجب علینا ان نبین اسم الرب الذی وقع فی الحد

Marfat.com

بالمعلوم الی جبرائیل علیه السلام کما قال تعالی فی الکلام المجید حکایت عن
یوسف علی نبینا و علیه السلام انه ربی احسن مثوای و تمحّر بعض المفسرین
بالعزیز و غایة التحقیق فی مثل هذا المقام ان یقال ان هذه الالفاظ من المتشابهات
فنؤمن بها ولا نشتغل بتاویله تحت تحقیق نفهم از جامع کمالات ظاهری و باطنی
مخزن خزینه علوم الهیه قدس سره العزیز در تحقیق خلقت عالم
قال الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی من بعد از فقیر علیم الرحمن مخفی نماند
که در بیان اقوال مجتهدین عظام و صوفیه کرام در خلقت عالم صورت تعارض
ظاهر مینماید از جهت آنکه مجتهدان عظام بنای عالم بر عدم میدانند و صوفیه کرام از
نور میدانند هر یک از این عزیزان تائید بنص و حدیث میآرند و هر دو عزیزان
مقتدا در دین بنا بر وجود تعارض قبول هر دو قول محال بنظر و قبول کردن قول
واحد انکار بقول دیگر لا محاله لازم کر مخفی از جهت تطابق قولین خلقت عالم
از نور خاص صفات سلبی که مخلوط بعدم و وجود اند دانند معقول از جهت آنکه
چون بنور کن عدم و وجود صفات سلبی قایم اند تطابق هر یک از هر دو قول
بهم میشود کن قدر گونه ثبات نگنجد و وجود واجب الوجود چنانکه وجود ذات با صفات
ثبوتیه متعالی و عدم ممتنع الوجود مثل ترکیب باری تعالی و مثال نیز در وجود بهم

برزخ از عدم ممکن الوجود و وجود ممکن العدم دانند و خلقت عالم از عدم
ممکن الوجود محال ندانند چنانچه از وجود ممکن العدم عدمیت آن محال ندانند
و صفات سلبی مثل لیس کمثله شي و لم یلد و لم یولد الی اخره و لا شریک له
و غیر ذالک کذالک و وجود صفات مذکور که مخلوط بعدم و وجود است
غیر نور ندانند چنانچه حضرت جیو قدس سره فرموده رحمانی نور است وجود
عین نور است وجود ظاهر علی بمقتضیات وجود وجهی مخفی که بود حیث
العرفان اظهر شده باظهور عرفان شهود ایضاً مخفی نماند نزد محققین
از ذات و صفات هیچ مدرک نشود چنانچه قول حضرت ابابکر رضی الله تعالی عنه
برین دال که العجز عن درک الادراک ادراک این مرتبه را علم الیقین و علم
حضوری میدانند چون ازین مرتبه عروج میکنند علم مذکور را علم حق سبحانه تعالی
دانسته خود را باین علم حاضری یابد این مرتبه را عین الیقین و حضور علمی بنداند
چون ازین مرتبه نیز عروج میفرماید این علم را هم ذات حق سبحانه تعالی مداند
و معنی صفات العدلا غیره و لا عینه درینجا مکشوف میشود این مرتبه را حق الیقین
و حضور در حضور میشمارند و نیز چون نزد بزرگان صفات الہی لا عینه
و لا غیره متقرر صفات باذات در مرتبه واحد واجب الوجود غیر نداند

و چون حق سبحانه خود بخود قایم و قیام صفات الهیه بآن ذات دایم قایم
باین وجه عین ذات اند و همین نسبت لا عینیه و لا غیره میان جمیع صفات
مقرر اند پس میان صفات سلبی من لا وجه و مغایرت ثبوتی همین در نسبت
دانسته از صفات ثبوتی غریب آن صفات سلبی من وجه مقرر
بیدا اند و هر یک صفات ثبوتی و سلبی بمرتبه تنزلی من وجه بغیریت
پیدا و ممکن الوجود که از نور سلبی که مخلوط بعدم و وجود اند بهر دو وجه
بغیریت مخلوق یعنی بمرتبه واجب الوجود و نه بمرتبه قیام که خود بخود
قیام باشد نه هر یک بخلاف آن صفات سبحانه اگرچه خود بخود قایم نیستند اما در مرتبه
واجب الوجود هر یک پس مقرر است که ممکن الوجود بهر وجه غیر ذات و صفات
می باشند و اینها که من کل الوجوه عینیت یا من وجه بعینیت قایل بخطا
صریح منسوب والله اعلم کما هی الامور فی نفسها هو الله الهادی چون
نور صفات سلبی مخلوط بعدم و وجود پس مجتهدان عظام و صوفیه کرام
خلقت عالم بهر یک عدم و وجود ضمنا قایل چون ذات واجب با صفات
ثبوتی هر دو ثبوتی اند از نیجه صفات ثبوتی با ذات اقرب باین سبب
از ذات بعدم صفات ثبوتی سبب در مرتبه معقولیه و مخلوقیه ممکنات

Marfat.com

فاعل خالق بخلاف صفات سلبی کہ در صفات سلبی با ذات ممکن
کہ ہر دو مخلوط بعدم و وجود اند ظاہر لہذا ذات ممکن معقول و مخلوق
خاص نور صفات سلبی ثابت عطیہ نور صفات سلبی کہ مخلوط بعدم
و وجود ہست ہر یک ازان عدم و وجود بہ نسبت لاعینہ ولا غیرہ مقرر
عطیہ من کل الوجوہ غیریت مرتبہ ممکن از مرتبہ نور صفات سلبی کہ ازان نور مخلوق
ہست مقرر مثل غیریت اصوات کلمات متکلم کہ آناً فآناً بعدم و وجود اند
از متکلم وکلام بہ نسبت آن اصوات باصل سببی قدیم عطیہ واضح تر انکہ چنانچہ خالق
قبل تخلیق خلائق و وقت تخلیق و بعد ان باقی و من کل الوجوہ ان خلائق
بلا عینیت با غیریت آن خالق آناً فآناً حادث و ہالک و فانی ہمچنین
متکلم قبل تکلم کلمات و وقت تکلم و بعد ان ثابت و من کل الوجوہ ان
کلمات بلا عینیت و با غیریت آن متکلم آناً فآناً حادث و ہالک و فانی
نیز کما دل قولہ تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہہ کل من علیہا فان از جہت انکہ
ہالک و فانی کہ ہر دو اسم اند بر استمرار و دوام معنی ہلاکت و فنا
بلا تقید زمانہ دال مکتوب دہم منتی مستندی سید علیم اللہ کہ خلیفہ حضرت
پیر دستگیر ہستند در تحقیق انکہ خلقت عالم از عدم است یا از نور و بیان انکہ

Marfat.com

خلقت عالم منتسب بصفات الحمد بعد اولا و آخرا ظاهرا و باطنا کمترین خادمان آستانه

سیادت پناه حضرت پیر الحجیو بعد از تسلیمات خادمانه نیازمندانه

معروض ضمیر انور دارد اگرچه پیش ازین بنا بر هم اشتیاق ملازمت شریف بود اما بعد

زیارت اوراقی چند که آن حضرت در تحقیق خلقت خلق نوشته اند بسیار

از حضرت رب العزت بتوسط کشش الجناب در خواهم که بخدمت شریف

مستفید گردم لیکن چون توقف بر وقت است شبهات چند که بعد

مطالعه اوراق شریفه برین فقیر پیدا شده اند بخدمت شریف اظهار نماید

امید که تفصیل آن مرقوم فرمایند معلوم شریف است که حقایق اشیا نزد

محققین عبارت از متعلقات صفات سبعه است چنانچه متعلق علم

معلومات و متعلق قدرت مقدورات و متعلق ارادت مرادات

علی هذا القیاس نظر و این صفات با متعلقات خود از لا واقع و وجودات

اشیا عبارت از متعلقات صفات فعلیت چنانچه خالقیت و رازقیت

وغیرها و از ان معارفی که آنحضرت مرقوم فرموده اند ظاهر است که تخلیق

عالم از صفات سلبی است که مخلوط بوجود و عدم اند و نیز مندرج فرموده اند

که صفات ثبوتی او سبب ذات اند و صفات سلبی قرینه ممکن در ینجا

Marfat.com

سوالی چند دارد میشوند اول انکه هرگاه اختیار آنحضرت بر خلاف طریقه سنت نبات پس اختیار این اطلاق که صفات سلبی مخلوط بوجود و عدم اند از برای چیست و از کجاست و لو فرضاً بطریق رخصت مسلم داشته شود و نیز عجب است که چون مقرر است که صفات او سبحانه در مرتبه وجوب موجود اند و عدم لاشئ محض پس اختلاط عدم بصفات واجبی بچه صورت گنجد چرا که اینهمه از مرتبه امکان و اعتبارات است دوم انکه چنانچه معیت ذات با صفات متساویست همچنان معیت صفات با جمیع ممکنات هیچ یکی را از اینها قرب و اقربیت به یکدیگر چه نوع باید گفت چرا که مطلق اند و نیز لازم می آید که در مخلوقات جز صفات سلبی صفات ثبوتی موجود نباشد چنانچه سمع و بصر و علم و قدرت وغیرها و لو فرضاً این هم مسلم داشته شود باید که صفات مخلوق ام الصفات صفات سلبی باشند و دیگر همه صفات در تبع ایشان چرا که هرگاه ظهور صفات سلبی بر ظهور همه صفات مقدم باشد باید که بسبب آن تقدیم بر همه ظهورات غیر خود متبوعیت داشته باشد حال انکه مقرر اولیا است که ام الصفات صفات سبع اند چه در مرتبه وجوب و چه در مرتبه امکان چرا که اطلاق متبوعیت

Marfat.com

و تابعیت صفات واجبی بحسب نظر کردن بر متعلقات ایشان است
نه نفس ایشان چرا که همه قابلیات ذات در احدیت هیچ یکی را من حیث
انفسها غالب و مغلوب نمیتوان گفت زیرا که این همه موجب ادراک دارا
مایان را در آن مرتبه مدخلی نیست سیوم آنکه صفات سلبی چنانچه لیس کمثله
شیء ولم یلد ولم یولد بداهتاً رافع نقصان اند از ذات و مانع وجود شریک
و صفات ثبوتی چنانچه عالم الغیب والشهادة والخالق والباری
والمصور مقتضای مخلوقیت جلاً اگرچه اینها نیز رافع نقصان و مانع
وجود شریک از خصائص باشند با تمیز اقرب آن مینماید که ثبوت خلقت عالم
از نور صفات ثبوتی گفته شود هم من حیث حقیقت که ازلاً با جمیع وجوه
و اعتبارات سرین که موجود شود معلوم علم و مقدر قدرة و مراد ارادت
اطلاقاً بوده است مقتضی موجودیت مشهوده در مرتبه اعتبار در اوقات
موقوته ازلی و این توقیت وقت نیز از معلومات و مقدرات است
ولکن کنز مخفیا بحسب انیمیت است و هم من حیث صورت که خلقت عالم
با جمیع حیثیات تقییدی چه من حیث مظهریت و چه من حیث مظهریه
و مظهریت نسبت یکدیگر بحسب مقدور و مراد ازلی در اوقات مقرره

Marfat.com

بظهور خالقیت کامله و مقصوریت شامله موجود و متصور شده و میشود
و خواهد شد الی ابد الابدین فخلقت الخلق لاعرف بحیثیت این درجات
و نیز مراد آنکه تعارض از قولین یعنی قول مجتهدین عظام و قول صوفیه کرام
بر خیزد حاصل میشود چرا که برای موجودیت ظاهر شدن عدم ممکن الوجود
نوری درکار است که آن نور ازلی ابدی باشد و آن نور صفات ذاتیت
که از لا کمالات آن انوار مقتضی موجودیت مشهوده و مقیده اعتبار
به عالم هستند که بیرون از مراتب تقیدی حدوثی قدمگاهی ندارد الا
در مرتبه عدم و تا زمانیکه آن زمان و اوقات مقرره ازلی بوجود نیاید
یا هیچ ذره از ذرات عالم صفات خالقیت و مصوریت و غیرها من حیث
ان ظهور تعلق نه پذیرد هیچ شی از عدم بوجود نیاید پس من حیث حیثیت
تقیدی حدوثی موجودیتی صوری عالم که بسبب این خصوصیات عالم نام یافته
از عدم صرف باشد و محیث معلومیت و مقدوریت و مرادیت ازلیه مطلقه
از نور بحسب هیچ تعارض باقی نماند و آنکه آنحضرت فرموده اند در مکتوب
یافته معلوم نمیشود که بچه نوع از آن تعارض بر میخیزد توقع آنکه آنحضرت حق سبحانه
بران ذات شریف تحقیق وا نموده مفصلا مرقوم فرمایند که موجب سعادتمندی

Marfat.com

این دو نامه کان باشد و چون این فقیر احقر محض امّی است از طرف عبارت
اگر جای خطا واقع شود معذور فرمایند و نظر تلطیف بر دعا نمایند تو اجر
داد و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین مکتوب یازدهم از فضیلت
مطلب شیخ علی احمد سهارنپوری در کواله جند لطیف حقایق
بسم الله نحمده و نصلی علی حبیبه عرضداشت فقیر سراپا تقصیر عبد الصمد
علی احمد آنکه قبله گاها مستملا درین دیار هردوار معبد کفار است که بعد
هر سال مردم بسیار از اطراف و جوانب جمع می آیند خصوصا بعد از
دوازده سال اجتماع کثیره میشود که ظاهرا عقل تعداد آن نمیتواند
نمود چون درین مقدمه نیک غور نموده شد دیده که آن معبد را حقیقتی است
همچو حقیقت کعبه معظمه که مظهر اسم المعبود است و قلوب خلائق را که بحسب
مناسبت ازلی بآن حقیقت مربوط اند بی اختیار بخود منجذب میگرداند
بلکه در چشم اهل شهود ظهور آن عبارت ازین هیئت اجتماعیه است
چنانکه حقیقت سلطنت که عبارت از اجتماع شاه و سپاه است
لهذا انبوه با وجود طریق مخوف هزاران هزار مرحله طی نموده افتان و خیزان
می آیند و در ساعت معهوده بر کناره دریای گنگ اشنان مینمایند

Marfat.com

نیست میان هردو معبد فرقی که در نفس الامر موجب حقیقت یکی و بطلان دیگری باشد معلوم نیست حافظ شیراز علیه الرحمه میفرماید فرد در عشق خانقاه و خرابات فرق نیست \ هر جا که هست پرتو روی حبیب هست \ اگر یکی را مظهر اسم الهادی دیگری را مظهر اسم المضل گویند نیز شاید نسبت بجهه هدایت و ضلالت از امور اضافیه اند همچنین جلال و جمال و سعادت و شقاوت نیز ازین قبیله اند مثلا نسبت ره رونده لاهور را دست و نسبت ره رونده دهلی مضل و بالعکس نیز پس هر دو طالب نسبت برب خود بر شاه راه است گو بنسبت رب دیگر گمراه است و متجلی شدن حقیقت کعبه معظمه مقدمه الست مشترک فیه یعنی چنانچه این حقیقت بر بعض دون بعض دون بعض متجلی میشود همچنان آن حقیقت نیز بر بعض دون بعض پرتو می اندازد بلکه چند کس فقرا هنود که از شهود وحدت سرشار اند با فقیر نیز صحبت می دارند قبله کاها سبحان الله عجب کارو بار است ذات بحت تعالی ازانچه که در حیطه اندیشه است ورا الورا است و او را با خلق بوجه من الوجوه نسبتی نیست فضلا عن ان یکون الخلق مظهر الها معرّیه چه نسبت خاک را با عالم پاک لا ابعد ذره القایل نیست کسی بذاته که نزدیکه

معشوق کجاست اینقدر هست که بانگ جرسی می آید غایة الامر شیونات
اسماء صفات حق تعالی عبارت از اعتبارات هست در مراتب اعدام.
پرتو انداخته ظهوری پیدا کرده هست که آن ظهور نسبی بعالم هست و افراد
عالم اگرچه من حیث الحقیقة متحد اند اما من حیث التعین مظاهر اسمای متضاده اند
ولا شک ان کل مربوب بالنسبة الی ربه مهتد یعمل بمقتضای علمه
و ارادته چنانچه سابق تحریر یافته و نیز هر شیی بمقتضای حدیث مشهور
مجبول بر فطرت اسلامیه هست و ایضاً بموجب حدیث قدسی رحمت را
سبقت هست بر غضب پس هر شیی را بالذات قرب مع الله حاصل است
و ضلال و غضب که موجب عذاب ابدی نسبت برب آخر عارض و طاری است
و بر هر صحیح است که ما بالعرض زایل ما بالذات استقلال علی الدوام متصور نیست
پس قول حضرت شیخ اکبر قدس سره که در فصوص الحکم میفرماید که مآل اهل
شقاوت بعد از مرور دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود درست آمد
قبله گاها سابقا فقیر را در معتقد بود که سراسر مخالف نصوص قطعیه است
با یکی از توابعان حضرت شیخ مذاکره و مکالمه بسیار واقع شده چنانچه
که ان شاء الله تعالی تحریر آن بخدمت بندگان عالی در وقت حصول صحبت

Marfat.com

سراپا سعادت و آسوده خواهد شد والحال که فیض نبود در بیخانه کوز
نمیشود این معنی بر سینه استیلا نموده لهذا روشن درویش میوه عریضه بیت مدو
کیش بخدمت فیض موهبت میرسد امید که توجه باطن بحال این شکسته بال
نوعی مرعی فرمایند که حل این عقده میسر آید که نفس الامر لیست فیما دالا
توجه آنجناب فیض مآب از لوح سینه محو شود اللهم ارنا الاشیاء کما هی

مکتوب دوازدهم بفضیلت مآب علی احمد ساکن سهارنپوری صدور یافت

بسم الله الرحمن الرحیم الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور
والذین کفروا اولیاءهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات محب
صادق طالب العلم فرق در میان دو حقیقت اینیکه سلام خوانده مدت فهم
ازین آیه کریمه درا اکثر اسوله حاصل نماید والا در تفصیل آن ان شاء الله تعالی حاصل
خواهد شد رقیمه کریمه رسید بر مضمون مرقومه اطلاع یافت آنچه استفسار رفته
بود که اجتماع کفره لعنهم الله بر دریای گنگ مشابه میشود که عقل در تعداد
آن عاجز است مجو حقیقت کعبه معظمه پس فرق میان هر دو معبد که در نفس الامر
موجب حقیقت یکی و بطلان دیگری باشد معلوم نیست در جواب آن بعون
هادی مطلق می پردازم و منه استعین باید دانست که الله سبحانه احد

Marfat.com

حقیقت و جامع کمالات ذاتیه و صفاتیه است و هیچ کمالی را از ان
کمالات و صفتی از صفات با یکدیگر و با ذات بوجه من الوجوه در آن مرتبه
تنازع و تخالف نیست اگر نفس صفت جمال است با کمالات خود عین
صفت جلال و کمالات او است و همچنین صفت الجلال و همچنین اقتضای
صفت جمال برای ظهور قابلیات مخفیه خود بوجود مظاهر مخصوصه خویش
محبوب و مقتضای صفت جلال و همچنین بالعکس و منشاء این محبت و محبوبیت
صفات با یکدیگر در نفس در اقتضای ظهور خاصه هر یکی محبت و اقتضای ذات
واحد حقیقی است در وجودیت تفاصیل اینها است پس چون مقتضای
و محبوب صفت جمال حصول قرب و معیت ذات است بمظاهر مخصوصه خود ان الله
قریب من المحسنین لاجار عبادتی که مقتضی مراتب قرب و معیت باشد و معبدهای
شریفه که معمور بنور قرب معبود حقیقی اند نصیب مظاهر جمال گشت و چون مقتضای
صفت جلال سخط ذاتی حلول مظاهر خود در درکات بعد و حرمان است
لاجار اعمالی ابجو سرات که مقتضی بدرکات بعد و ضلال باشند و معبدهای
ظلمانیه کثیفه که مهجور از مراتب قرب اند بحسب مناسبت مزین در دیده بصر و بصیرت
مظاهر جلال گردیده آیه کریمه ثم رددناه اسفل سافلین الا نه مشعر باین معنی است

پس حقیقت عبادت و معبد را مظاهر جمال اقتضای حسب صفت جمال آن

اتصال بمراتب قرب بر مظاهر خود دارد پس این حقیقت موصل بحق است بر صورت

خود را و حقیقت پرستش چه جا پرستش مظاهر جلال اقتضا منوط صفت جلال سنحا

مهجوری و دوری از مراتب قرب بر مظاهر خود را و منشا اقتضای این صفتین

کاملین اقتضای ازلی الله ذات سبحانه است قرب اولی را و بعد ثانی را لا یسئل عما

یفعل و هم یسئلون فظهر الفرق بین حقیقة معبد الانبیاء صلوات الله علیهم و توابعهم

رحمهم الله و بین مرجع الشیاطین و اتباعهم لعنهم الله سبحانه و ثبت ان مقتضی حقیقت

معبد المومنین القرب والوصول بالذات الکامل ابدا للمومنین العابدین فیه و ان

مقتضی حقیقة معبد الشیاطین الحلول فی درکات البعد الهجران قائمین علیه ابدا

لا یزال و لن تجد لسنة الله تحویلا و چگونه تبدیل یابد که ظهور صفتین کاملین المذکور

تین بکما هی خصوصیات بمانی مظهر مخصوص لکل واحد مقتضای ذات او سبحانه

است سبحان اله سبقت رحمت بر غضب چنانچه در حدیث قدسی واقع شده

بحث اقتضا یکی قرب معبود بمظهر و دیگری حلول آن در درکات بعد به طور

با حسن بلکه نسبه بوضوع پیوست علم الانسان مالم یعلم و لا تلبسوا الحق بالباطل

و تکتموا الحق و انتم تعلمون و آنچه مرقوم بود که هر شیئ را بالذات قرب مع الله

Marfat.com

حاصل است تحقیق تفصیل اینچنین است که الله سبحانه را بالذات والصفات
قرب و معیت با هر ذره از مخلوقات به بیکیفی محض بلا اتصال و انفصال و ورای
جهات سته با آیات ناطقه متحقق و ثابت است اما این قرب و معیت
او تعالی با اشیاء عالم است و خاص ثمره قرب عام حفظ موجودیت ایشان از عود
در مرتبه عدم است و الله محیط بالکافرین پس در قرب عام مومن و کافر برابر است
و ثمره قرب خاص اولا توفیق یافتن عبد است برای حصول موافقت در متابعت
انبیاء علیهم الصلوة و ثانیا بواسطه متابعت از حقیقت علم لدنی بهره ور ساختن
است و این قرب که ما در بحث اینیم نصیب معتقدان انبیاء علیهم الصلوة است
ان الله مع المتقین و محرومان از نور متابعت و اعتقاد ازین قرب بی نصیب
ازلی اند ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم
ولا لیهدیهم سبیلا عزیز من هرگاه ازلا مقتضای ذات مع الصفات بعد
و مهجوری مظاهر قهریه باشد پس کیست که مظاهر مخصوصه قهریه را از کشیده
برحمت سپارد و در قبول رحمت مظهر که مخصوص بمظهریه قهریه است خلاف
اقتضاء ذات حقیقی چگونه موافقت در صفتین کاملتین متحقق شود ان بطش
ربک لشدید من کان عدوا لله و ملائکته و رسله و جبریل و میکال

Marfat.com

فان الله عدو للکافرین پس که پیدا شود که این عدو غالب است بلی انتظار
وجود شرط بر صلح آرد و لا تبدیل لکلمات الله آری مظاهر شتر که رحمت و غضب
که عصاة مومنین اند بعد مرور دهور آنها آید غضب بقبضه رحمت خواهد رسید و چون
عصات بکفر طریقت موصوف اند و کافر طریقت بالذات قرب
مع الله از جهت ایمان دارد بسبب عارض که عصیان است اگر عذاب بر وی طاری
شود در اینجا بالعرض را بر بالذات استیلا علی الدوام متصور نیست چنانچه
مذهب اهل سنت و جماعت مقرر است و چون حضرت شیخ اکبر قدس سره
براوج طریقت نشسته و کافر شریعت از مرتبه او تحت افتاده و منظور نظر او کافر
از مرتبه است اگر دفع خدشه مخالفین نماید و برای رعایت قول اهل حق
بفرماید که مآل اهل شقاوت یعنی شقاوت نسبی که کفر طریقت است بعد مرور
دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود دلیل مبنا است و بر جاست و هیچ
تخالف با مقررات دین ندارد و عجب عاقل است که قول حضرت شیخ اکبر را بمعنی
می برد که دورتر از مقام اوست و با هزاران انبیاء و کتب سماوی مخالفت دارد
و معنی که مناسب مقام حضرت شیخ اکبر است و عین موافقت با آیات و احادیث
دارد از آن غافل است مع ذلک خود را تابع حضرت شیخ میگوید و لکل وجهة

هو مولیعا حرف درویشان بلند و هر دو علت تا بخواند بر سلمی زان فسون عه مبت
حافظ شیرازی علیه الرحمة . در عشق خانقاه خرابات فرق نیست هر جا که هست
پرتو روی حبیب است . چو شعر معنی دارد یعنی هر گاه خانقاه و خرابات مظهر
مقتضیات ذات موصوف بصفت جمال و جلال باقتضای ازلی بحکمت
بالغه هستند پس عاشق را در عشق خانقاه و خرابات چگونه فرق باشد تا انکار
یکی و قبول دیگری نماید زیرا که هر دو مظهر حسن کمالات جمالیه و جلالیه ذات محبوب
اند اما صاحب خرابات و بانی آن مقامات که برخلاف متابعت انبیا علیهم
الصلوة متوجه است از عشق دور و در دست و استعداد ذاتی او ظلمت کفر
و بعد مستور سبحان الله هر گاه محبت حقیقی بکلام تحقیق خود قل ان کنتم تحبون الله
فاتبعونی یحببکم الله فرماید پس محرومان از متابعت را چگونه منسوب به حب
و عشق محمود نموده آید زیرا که رد بهوا دارند پس العبد عبد هو الیه هر گاه نام
او در ازل بمقتضای حکمت بالغه غیبی حقیقی ضال باشد ورا عاشق خوانند
مخالفت با مولی کردن است قصه دیگر باید فهمید که عدم فرق در عشق خانقاه
و خرابات من حیث نظر بان حقیقت در مرتبه فناست اما من حیث التفصیل
در مرتبه بقا فرقیست واضح و چون فرق نباشد که هر گاه الله سبحانه مظاهر جمالی را

Marfat.com

مجبوبیت یاد فرموده و مظاهر جلال را مبغوض نام کرده کدام محب اکمل
و صاحب مرتبه بقا و امثاله که مخالفت با باقی حقیقی نماید و مبغوض او را محبوب
ستاید مگر که او از دایره محبت دور افتد و در مغبونان فضا داخل شود نعوذ بالله
من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا الغرض مقرر شنیدن است که چون
متوسطان بوصل متلبس ملبوس اند و در مرات مظاهر منظر را کم ساخته
بجز منظور نبینند لاجرم این دید ایشان از نارسیدگی به حقیقت تفصیل
در هر دو منظر فرق نمی یابند اما چون مرتبه بقا یافت و بدید حقیقی دیده
ور شد محبوب محبوب محبوب و مبغوض نظر خواهد در آمد ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء آنچه مرقوم بود که ذات بحت را بوجه من الوجوه با خلق
نسبتی نیست غایة الامر شیونات اسما صفات حق تعالی که عبارت
از اعتبارات است در مرات اعدام پرتو انداخته ظهوری پیدا کرده الی آخر العبارت
متصفا صفات و شیونات او تعالی نیز در رنگ ذات منزه و از انوار اند
عدم مناسبت ذات با عالم باینمعنی است که در قید احاطه ادراک ما در نیاید
صفات و شیونات او نیز چون از قید احاطه ما منزه اند در عدم مناسبت
شرکت دارند اما چون قرب و معیت او تعالی با کمال استغنا و بیکیفی

Marfat.com

حقیقی و منزه با هر ذره از ذات در نفس الامر متحقق است و فیض بخشی و بقی
همسایگی هویدا نور مناسبت پدید است نور این مناسبت با ایشان بمرتبه
اعلی رسانیده و مطلع اسرار گردانیده بر حقیقت بیکیفی آگاه ساخته
اگر نور مناسبت نمی بود بوی از حقیقت مطلوب که می یافت الله سبحانه را
نظر بر عدم مناسبت نموده دور تر نهاده اند جهت   هر که دور انداز تر
او دور تر اند قریب مجیب آنچه مرقوم بود که چند کس از شهود از شهود وحدت
تر شده اند عزیز من شهود وحدت بر سه مرتبه است اول شهود وحدت
ذات الله سبحانه این بمتابعت حضرات انبیا علیهم السلام میسر است
چنانچه قل ان کنتم تحبون الله الی اخر (الله) خبر میدهد هرگاه واسطه وجود هر ذره
وجود شریف آن اکابران باشد پس وجود شهود مذکور از جواد حقیقی
بی واسطه وجود آن کرام محال و متعذر است و لن تجد لسنت الله تبدیلا
دوم شهود وحدت روح جامع در مراتب مفصله ارواح که تعلق با اجسام
دارند این شهود نصیبه مومنین که متوسطان طریقت اند مقرر شده
و از اینجا بفضل الله سبحانه بواسطه نور ایمان بر آمده ترقی بسوی اصل مینماید
و مادر را از اصل هیولی نیز از ظاهر این شهود رو مینماید و در خود بند میکند

Marfat.com

بی ایمان نظر بباطن شدن نمیدهد سیوم شهود وحدت عنصر مجمل که تحت
عرش است در مراتب مفصله عناصر که تحت آسمان دنیاست اکثر
غیر تابعان انبیا را ابتلا درین شهود است و بغلبه هوا این مرتبه در دیده این
کج بین بتحقق مینماید و از تیره ظلمت عنصری دیده بالا نمیرود اگر ریاضات
و مجاهدات تزکیه نفس میدهد اما سکندرین شهود مینماید از تصفیه قلبی اهل هوا
محروم است اما این هر دو شهود اگر مشاهده اهل هوا را بذروه اعتقاد
حضرات انبیا ببطون صفت جمال بسبب مظهریت مشترک رهبری
کند از هوا بر آورده بسبب ترقی درجات ست والا درکات ظلمت خواهد حسب
و حجبت عذاب ابدی خواهد گشت و این شاهد محروم از متابعت باشد
در عذاب از غیر شاهد خواهد بود باین تحقیق واضح شد که هر ناظر شهود وحدت را
واصل ذات واحد حقیقی شاهد فهمیدن نارسائیست بر هان متابعت حضرات
انبیا علیهم السلام در دیده انشود و لا تتبع الهوا فیضلک عن سبیل الله
بلکه قلیل الاستقامت را از مومنین از نزد چنین مشاهد اهل هوا دور
باید بود تا ظلمت او در او سرایت نماید زیراکه در مذمت اهل هوا انبیا صلوات
اجمع شده مصرعه بس کنم خود زیرکان را این بس است السلام علیک و علی

من لدنک مکتوب سیزدهم در تحقیق حقیقی نسبت صفات بذات جل سبحانه

بسم الله الرحمن الرحیم از متقدمین شکر الله تعالی سعیهم در نسبت صفات
بذات او تعالی کلمه اجمالیه لا هو ولا غیره واقع است ظاهرا در حق سائل
که از عینیت و غیریت می پرسید زیرا که اطلاق عینیت و غیریت در نسبت
متعالیه مذکوره از شارع واقع نشد و این هر دو کلمه از مراتب مفهومه
هر که محدث است ذات و صفات او بکمال تقدیس و بیکیفی موجود پس وصف او
بعلم حادث بی تعلیم او بعلم قدیم از کمال بی ادبی باشد سبحان ربک
رب العزت عما یصفون و به نفی عینیت و غیریت به بیکیفی محض ایمان
بر همه لازم و دایمی بود حتی که نفس مفهوم بیکیفی نیز معدوم باشد و بجای
توجه مفهوم بی کیفی بعلم بالله حاضر باشد بلکه توجهی که چون در وقت
خود غور رسی نماید از حصول خفی بلکه اخفی مراتب نفس را مصفا باید
اگرچه با فن این صفا موقوف است بر کمال خلو مخیله که بی وصول به کمالات
ولایت خاص الخاص متصور نیست حضرات مجتهدین از جهات تعبیات
اجتهادیه سوای ایمان به بیکیفی محض دم نیارند و حضرات انبیا علیهم الصلوة
والتسلیمات لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک گویان

Marfat.com

زیراکه هرگاه نفس قیاس احتمال خطا و صواب داشته باشد و غرض ما
تجرد ایمان به بیکیفی تعلیم او تعالی حاصل آید و متابعت آیت کریمه
و یحذرکم الله نفسه بر کمال میسر گردد و تحقیق نفس الامری جلوه نماید پس
با چنین امر محتمل خطا و صواب دربند نشاید و مدح جناب قدس ورا الورا از ظهور مای
متحمل خطا و صواب کوشیدن و جرات نمودن از شان مجتهد عالیشان
بعید تر بلکه الله بعید تر زیراکه در مرتبه که تعیین امر در ظن و گمان نشاید پرداخت
کرانچه از ظن و قیاس پیدا و منصور شود از قبیل مخلوقات است سوای مسایل
معاملات که غرض ما در مسایل معاملات تجرد اجمالی بی تفصیل حاصل نمیشود
و معامله در شرع در اکثر محل معطل میماند حال آنکه معامله معاملات در مرتبه
تعینه و تغیر است و باجتهاد مناسب الغرض چون این کلمات اجمالیه سلف
بمتاخرین قدس الله تعالی سرهم رسید با وجود کمال علم بر تحقیق مذکوره معتقد در
و تقدیس او تعالی در دروازه تفصیل را واکشودند من وجه لا هو و من وجه
لا غیره بیان فرمودند و مراد از ان هر دو وجه این مقرر نمودند که صفات
او تعالی زاید بر ذات است آمدنی انفکاک و شاید اختیار ایشان انجمن امر
ملی را با وجود علم بر تحقیق مذکور سلف شکر الله تعالی سعیهم و حصول

Marfat.com

استغفار کمال ایمان بکیفی هر آن مراتب قدس الله تعالی اسرارهم برای دفع زیغ
باطنی کسانی از امت که در زعم ایشان از کلمه اجمالیه ارتفاع تعینین
میشده باشد که بسبب این تفصیل تشفی باطن ایشان کرده اند نزدیک
دانش کامل مقرر است که هر چند شفقتا هم بر این تحقیق قیاسی را
بجناب مقدس ورا الورا از قیاسات اختیار کرده باشند اما این تحقیق
ایشان در همین تمه قیاس بوجوه معتبره نباشد زیرا که از شان
مجتهد بعید است لیس از علماء دین متین که در زمان مجتهدین عظام اند از آن
وجوه استغفار مینماید که اختیار ایشان متابعت انبیا امر قیاسی آن
اعزه مجتهدین بی تحقیق مذکور محض تقلید نخواهد بود زیرا که در نظر کامل بینایان
تقلید اولی بمتابعت کلمه جامع سلف است که خطا را در انجا گنجایش نیست
پوشیده نماند که اسوله قویه بر اطلاق لفظ زاید در نسبت صفات با ذات
بموجب تحقیق حضرات متاخرین شکر الله تعالی سعیهم وارد میشوند اول انکه
در اطلاق لفظ زاید غیریت خفی مستور است که در اختیار غیریت اگر چه
خفی باشد مخالفت با کلمه جامع سلف شکر الله تعالی سعیهم مینماید دوم
انکه لفظی انفکاک واقع شده و زاید بر مزید علیه در شیئی از نسبت عدم ا

انفکاک میان دو شیء با یکدیگر دلالت بر اتحاد یا انفصال نمیتوان حکم کند
تعالی الله عن ذلک سیوم آنکه زاید اگرچه در خارج قابل انفکاک باشد
اما در مرتبهٔ فهم ذهن که تحقیق علوم ما منحصر در تغیر به است قابل انفکاک
است پس مثلا صفت وجود و حیات و علم و قدرت که قابلیت ذاتیه
او هستند اگر زاید بر ذات گوییم از روی نظر ذهنی بنگر که ذات من حیث هو
بی چه نشان باشد یعنی ملحوظ نشود مگر بعد صفات ذکره سبحان ربک
رب العزة عما یصفون چهارم آنکه زاید در مرتبهٔ علیه مزید بود در درجه برابر اند
یا یکی از دیگری فایق و غالب اگر برابر اند شرکت لازم و تبعیت یکی به دیگر تحقق نه
و انفکاک یکی از دیگری موجب نقصان دیگری کی خال آنکه تبعیت صفات ذات
مقرر اینان است پس انفکاک ذات از صفات نقصان اول و عدمیت ناجلی
متصور و اگر یکی از دیگری غالب مستغنی غالب از مغلوب استکمال مغلوب
از غالب مستقل با وجود آنکه مقرر اینان است که استغنا صفات از ذات
و استکمال ذات از صفات غیر معقول و اگر بر عکس گوییم نیز مقرر اینان
است که ذات او تعالی موجود بصفت وجود و حی بصفت حیات و علیم
بصفت علم است که زاید اند نزد اینان بر ذات نه بذات پس بکاه ذات

Marfat.com

موجود و حی و علیم بود وجود و حیات و علم نباشد استغناء ذات بجمیع معنی
و استکمال صفات از ذات بچه وجه متصور گردد پنجم آنکه مقرر ایشان است
که ذات بخود قایم و صفات بوی قایم و موجود زیرا که اگر ذات بصفت قایم
باشد قیام متبوع بتابع لازم آید و این از دو نوع خالی نیست ذات
بخود قایم را منحیث هو کامل ازلی دانیم یا نه اگر دانیم پس چنانکه او را قایم بخود
دانیم چنانکه مقرر ایشان است نه بصفت زاید که قیام است همچنین موجود بذات دانیم
نه بصفت زاید که وجود است و حی بذات خوانیم نه بصفت زاید که حیات است الی غیر ذلک
و این نیز خلاف ما تقرر ایشان است زیرا که ذات را قایم بذاته میخوانند نه بصفت بخلاف
موجود و حی و علیم و غیر ذلک و اگر این خلاف با تقریر مسلم داریم یعنی ذات را بذاته موجود و حی و علیم
دانیم نه بوجود و حیات و علم چنانچه بخود قایم دانیم نه بصفت نیز نه تحقیق و ثبوت صفات
زاید تحصیل حاصل میشود سبحانه و تعالی عما یصفون و اگر مثل تقریر ایشان را مسلم داریم یعنی
ذات را قایم بخود دانیم و موجود و حی بوجود و حیات مثلا پس اشکالی میشوند اول آنکه
آنکه قایم بذات دانیم و موجود و حی بوجود و حیات چه تفاوت حیثیت دویم آنکه اطلاق
قایم اگرچه بذاته گویند بلی صفت قیام نزد ما متحقق نشود و اگرچه استلزام نباشد
زیرا که اسم صفاتی است و ثبوت اسم صفاتی بی صفتی که مصدر است نباشد

Marfat.com

و معامله بر عکس کردد چه لازم آید که ذات قایم باشد بصفت قیام که زاید ذات
بر ذات و نفوس جمیع صفات بصفت قیام و نفس صفت قیام در قیام
خود تابع بدیگری نباشد الا بخود قایم بود حال انکه این نیز خلاف ضابطه ایشان
است فافهم یا اهل الفهم اگر ذات بخود قایم را من حیث هو کامل ازلی
بدانیم در جمیع ملل غیر محمود و غیر مقبول است و قیام بخود متحقق شد نفی
اگر گویند اطلاق زاید من حیث تفهیم است که در مرتبه تفهیم مفهوم ذات
دیگر است و مفهوم صفات دیگر لیکن منحیث تحقق نفس الامری هیچ نگفتند
حال انکه بحث ما در مرتبه وجوب است که قدیم و ازلی و مقدم است بر مفهوم
و تفهیم و ایمان را سزاوار است و این هر دو مرتبه مخلوقه او تعالی والله خلقکم
و ما تعملون و لایق نفی و تغیر و تبدیل مطلق کل من علیها فان و یبقی وجه
ربک ذو الجلال و الاکرام و چیزی که لایق نفی و تغیر و تبدیل مطلق باشد مراتب
وجوبی را بآن جستن از انصاف دور باشد و جز تصورات نسبتی چیزی
بیفزاید پس تحقیق مجتهدین سلف عظام را که قولی جامع سلف را
بلفظ زاید تفصیل میکنند در همین یکمرتبه حصر کردن بحسب معنی مذکور بدظنی
کمال باشد زیرا که قصد مجتهدین سلف اظهار تحقیق حقیقی مرتبه وجوب

Marfat.com

بکلمهٔ جامعهٔ مشعر بکمال بیکیفی جناب او تعالی از جهت ما است متعلق باشد
تا از حقیقت ایمان هم معتقد و محقق تقلیداً و تحقیقاً بهره ور باشیم
و ازین تحقیق خیالی و تفهیمی ما مستبحج ترقی دست نمیدهد و ازین عبارت معنی
مطلق فهم فهم نمکنی زیرا که ما فهم نکنیم تنزیه و عبادت کرا کنیم بلکه نفی فهم محتمل
ادراک مطلوب است بیجا که تا زمانی که مراتب یقین از نقوش اکوان
پاک نمیشود معلوم معلوم الکیف یا مجهول الکیف در خانه یقین مستقر مخفی
می باشد اگر چه معلوم بودنش نفس معلوم غیر معلوم است بلکه آن معلوم است
و اختیار یافتن برین نقصان بعد وصول بغیب الغیبی است چون از مرتبه
تفهیم و مفهوم او تعالی ورای الوراء باشد و تحقیق این قول مفصل از تحقیق
حقیقی ظاهر نشود آن بهتر که با ایمان بیکیفی محض در نسبت صفات با ذات
او تعالی است تابعهٔ کلمهٔ جامعه شکر الله تعالی سعیهم مومن باشیم و اطلاق ندارد را
بحسب مراد آن عزیزان همچو مسایل مختلفهٔ اسلامیه قول مجتهدین دانیم
و تحقیق او را بارها سازیم و کلمهٔ جامعه را معمول خود سازیم که هیچ محل شبه و ابهام
نیست زیرا که کمال تقدیس و عظمت او تعالی است که با وجود قابلیات
لا متناهیه ذاتیه که مسمی بصفات اند نسبت او بصفات بیکیفی محض باشد

Marfat.com

کہ نسبت بیکیف بہ بی کیف و بی کیفی است نسبت عینیت و غیریت
بلکہ مفہوم عینیت و غیریت از مخلوقات اوست نہ از صفات عظمی
سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ
رب العلمین مکتوب چہاردہم در تحقیق قابلیات صفات با صفات
بعد سلام اگر چون در نسبت ذات با صفات تحقیق نمودیم کہ لا ہو ولا غیرہ است
یعنی نسبت بیکیف کہ ذات است بہ بیکیف کہ صفات اند بیکیفی است و عینیت
و غیریت از قبیل کیفیات اند پس وجود ذات و صفات با یکدیگر اطلاق غیریت
و عینیت منع ادہم چنین وجود قابلیت صفات با صفات نسبت بیکیفی
است چرا کہ قابلیت صفات نیز بیکیف اند وانچہ ظاہر دو نیز تر است
ظہور کمالات بی قابلیات صفات است نہ نفس کمالات کہ کمالات
صفات بنفس غیب الغیب محض اند قبل از مرتبہ ظہور در خارج و بعد از
ظہور و این گفتن کہ صفات ملابس کمالات ظہور نبر رفتہ این خلاف
حضرت جو ہست مکتوب پانزدہم در بیان صفات سلبیہ الحمد للہ اولا و آخرا
و ر و د رضیمہ سعادت لب نشان حافظ کمل و فقہ اللہ فرحت افزود و مطالعہ
ان حقیقت بوضوح انجامید انچہ در تحقیق صفات سلبیہ جناب جل شانہ

مرقوم فرموده بودید که بعضی از صفات سلبیه سلب صفت است
نه ثبوت صفت مثلا در لم یلد نفی صفت تولد است نه ثبوت آن همچنین
در لیس کمثله نفی مثل است نه ثبوت آن پس معلوم شد که در صفت سلبی
سلب صفت ناقصه از آن جناب است نه ثبوت آن مگر اینکه بگویم که در
ذات منزه از نقصان شان وصف ذاتی است که صفات ناقصه را وصف
گنجایش در ذات پاک نیست پس آن شان وصف صفت ثبوتیه است
نه صفت سلبیه پس در قولین تطبیق باید داد باین طریق که قایل در صفت
سلبیه ثبوت را باعتبار آن شان وصف است که مانع نقصان است
و قایل در صفت سلبیه سلب را باعتبار آن صفت ناقصه که سلب ان از ذات واجب است
اگر اتفاق ملاقات افتاد بالمشافه توضیح اوضح خواهد شد مکتوب شانزدهم
الحمد لله علی ما انعم حمدا کثیرا اخوی اشرف الاخوان فلان برخوردار کمال خوردان
بعد سلام مطالعه نمایند بورود رقیمه مشفقانه فرحت افزود دادر دی مدت
بود که عزیزی سوال معانی غامضه نمود از مطالعه آن اثر دو حاصل شد بعادت
شعار افقر این هر دو اختلاف درین تحقیق بخدمت حاجی صاحب سلطانپوری
قدس الله سره ظاهر کرده بود از عبارت لطایف سته تعجب نموده فرمودند که اکثر

در تحقیق اطلاق ... الله ...

ونکات بست همین است و این را باید دید بار هیچ ننمودند تا آنکه از عزیزان
دیگر هم تا حال هیچ تدقیق و تحقیق ظاهر نشد و درین ولا بخاطر عاجز ریختند و ملهم
خفی گشتند که مرتبه ذات وصفات و ملزومات را دو شان اند شان
اول کنت کنزا مخفیا بحسب این شان ظاهر که مرتبه ذات وصفات ظاهرا
و بظاهریت خود بغیب مسمی و مرتبه ملزومات درین شان در مرتبه خفا و اندراج
محض و خفا و انها مقتضی تسمیت انها بغیب الغیب و شان دوم فاحببت ان
اعرف فخلقت الخلق لاعرف بحسب این شان دوم ظاهر که مراتب ملزومات
بلباس ظهورات خود درین شان ظاهر و بظاهریت خود مناسب باسم
غیب و مرتبه ذات وصفات به اطلاق محض درین مرتبه بوساطت ملزومات
هویدا است یا بمعنی ذات وصفات درین شان آن نسبت که بغیب الغیب مسمی باشد
چون ازین تحقیق دو شان ظاهر شد که قولین شریفین را جهتین اند یعنی حضرت
پیر دستگیر کلان قدس الله سره بموجب شان اول اطلاق غیب بر ذات وصفات
و اطلاق غیب الغیب بر ملزومات فرموده اند و حضرت محمد شریف جیو قدس سره
چون تابع اند و متبوع ایشان حضرت قدس سره لهذا تفاوت اطلاق غیب و غیب
الغیب بر ذات وصفات و ملزومات بحسب مرتبه شان ثانی که مرتبه ظهور است بیان نمودند

Marfat.com

لاجار تحقیق شأن ثانی که تابع است مر شأن اول را بنظر مراتب ظهور بخصوصیت
خاص هر مرتبه بیان فرمودند و اطلاق غیب ملزومات بشأن و اطلاق غیب الغیب بمرتبه ذات و صفات
انسب بنظر ایشان شد دیگر آنکه چون سر ذات انسانی مظهر سر ذات واحد حقیقی است
لاجار مر شیوع غیبیت سر انسانی بر جمیع لطایف از جهت مظهر خود که متبوع جمیع مراتب
صفات و ملزومات است متحقق فرمودند آنچه فرمودند که اما غیب مظهر علم حضوری و غیب الغیب
مظهر حضور علم و نفس حقیقت سر ذات ربانی با وجود آن همه در مرتبه صرف بحسب حضور
وجود است باین معنی که چون تحقیق ایشان من حیث عروج از طرف ثانی است لاجار جهت
عروج از مرتبه حصول که نفس ظهور است از مرتبه ملزومات که بغیب درین شأن مسمی است
شروع شود درین شأن و چون عروج از مرتبه علم حصول حاصل شد علم حضوری که
وصول ملزومات است درین مرتبه ظهورات است متحقق و چون ازین مرتبه ترقی واقع شد وصول
صفات میسر شد حضور علم ظهور فرمود مثل این حضور علم مرتبه صفات که غیب الغیب
درین شأن از بحسب اصطلاح ایشان متحقق و چون بفضل او تعالی ازین مرتبه عروج شد
و وصول ذات جامع الکمالات بفضل او تعالی میسر گشت حضور حضور بلی علم حضور حضور
علم نصیب این عارف گردید فافهم این آن مظهر نسبت که ملحوظه شد لا بل چون وصول مرتبه
غیب و غیب الغیب الا ظهور خواهد فرمود و اصلا انتیجه خواهد بخشید سبحان الله از عبارت
علم مزور لاجار علم حضوری در مرتبه غیب و حضور علم در مرتبه غیب الغیب

[illegible]

متصل بلطایف ست صریح ظاهرست که بیان انسان از تنزل انسانی است دیگر
آنکه تجلی داخل است در مرتبه ظهور ثانی و ظهور ثانی تابع شأن ثانی است لهذا مقدمات را
بغیب و صفات را بغیب الغیب مسمی نمودن مناسب تر میداند بس کنم خود زیر کار از این رسالة
اگر اتفاق صحبت می افتد آنچه زیاده مانده بالمشافه گفته خواهد شد ان شاء الله تعالی
بدعا یاد دارند و از یاد حق غافل نباشند مکتوب مفتدهم در تحقیق احاطه ذاتیه
الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق
اعوذ بالله من الشیطان الرجیم الا انه بکل شیء محیط آیه کریمه است آنحضرت علمای ظواهر
شکر الله تعالی سعیهم احاطه او تعالی را باحاطه علمی ازین آیه تعبیر و تاویل می کنند و آیه ان الله
قد احاط بکل شیء علما را مفسر این آیه کریمه مرقومة الصدر می فهمند و حضرات صوفیه
رحمهم الله سبحانه از آیه اول احاطه ذاتی بیان میکنند و از آیه ثانی احاطه علمی
میفهمند چون نظر ذهنی کرده میشود قول باحاطه علمی درست بی شبهه مینماید
و قول باحاطه ذاتی موهم جسمیت و ظرفیت میگردد لیکن تحقیق این بیان فرمایند
تا حقیقت قولین بر منصه تفصیل جلوه گر گردد جواب عزیز من این عاجز را چه یارا
که در تفصیل اقوال اکابر دین زبان کشاید اما چون سایل را از جواب چاره
نیست بحکم واما السائل فلا تنهر موافق فهم ضعیف خود نوشته آنچه از نور افتاب

علم حضرات صوفیه قیاس نموده منع میدارد در فهم حضرات علماء ظاهر
انچه فهمیده و گفته ما مردم را چه قدرت که در آن سخن کنیم اما چون با سایل اهل ظاهر
قربت یکدیگر بی تکلفی است اگر از جانب حضرات صوفیه بحث بیان واقع گردد
شود درست است لهذا بس ازین بیچاره چیزی گفته میشود اما اول انچه نقصان در سوال
سایل است بیان نمایم بعده تحقیق عقیده یعنی هرگاه سایل حق سبحانه و تعالی را
از جسم و جوهر پاک و منزه میفهمند و تعلیم باحاطه ذاتی که از منزه بودن است از جناب
قدس سبحانه میفهمند از غیر تجسم توهم جسمیت در هیولا از کجا پیدا شده آری اگر مردم
در گفت قولی نفی جسم میکنند اما بوقت امتحان باطن ایشان ملوث بعقیده
مجسمیه یافته میشود تعالی عن ذلک آری مجسمیه را انکار است که نفی احاطه ذاتی
واجب فهمیده لاچار رجوع باحاطه علمی نمایند زیرا که در ثبوت احاطه ذاتی بموجب
عقیده ایشان ظرفیت ذات و مظروفیت اشیا به ثبوت می بوند چرا که
از احاطه جسم بی این حیثیت متصور نیست و چون اهل سنت و جماعت نفی
جسم و عرض بل جمیع خبثات تعدی حدوثی از جناب او تعالی میکنند
دلیل بعد ازین اول عنایت در کلام او تعالی فهمند چگونه وهم جسمیت و ظرفیت
و مظروفیت که خاصه ممکنات است در ینجا پیدا میشود چون نزد ایشان بل ذات

Marfat.com

سبحانه را الطف و متبوع و صفت را لطیف و تابع اعتقاد دارد پس
چنانچه به قایل بودن باحاطه نسبی الطف نه متبوع که ذات است توهم جسمیت
و ظرفیت و مظروفیت بیم میشود همین توهم در مرتبه لطیف و تابع که صفات است
بقایل بودن باحاطه باید که عالمست پیدا شود پس سبب این توهم چه احاطه
ذاتی و چه احاطه صفاتی هر دو موقوف باید داشت فی حال الکه چنین نیست بلکه
نفی اول و ثبوت ثانی می نمایند و این ترجیح بلا مرجح است و نیز چون می
فهمند که ذات الله تعالی قایم بذاته است و صفات تمام بذات قایم
و قیام صفات بذات مجز از احاطه ذات نیستند صفات را بیش جزا
نظر بعقیده خود نمی کشند که موجب این عقیده احاطه صفات باشیاء مجز
از احاطه ذات هستند باشیاء زیرا که محاط محاط محیط او است البته و نیز
چون می فهمند که بوجهی من الوجوه صفات از ذات منفک نمیشوند پس تعلق
صفات را باشیء گفتن و نفی تعلق ذات از آن کردن مجز از عقیده انفکاک
صفات است از ذات و نیز چون می فهمند که صفات زاید اند بر ذات نه
عین ذات پس چنانچه علم ذاتی را زاید فهمیده قایل باحاطه او شده
چه بخشش آمده که قایل احاطه ذاتی راضی نشوند زیرا که چنانچه علم صفتی از صفات

Marfat.com

ذات است احاطه غیر حقیقی از صفات او سبحانه الله هرگاه سائل از دقائق
در خور سوال بی‌خبر باشد از جناب احاطه او تعالی که ورای تراشش ذهنی است
چه دریابد الغرض عبارت را مختصر کنیم و گوئیم که احاطه بر دو قسم است صوری و
معنوی حقیقی احاطه صوری خاصه و لایق مراتب مخلوقات است از ادنی
تا اعلی و در این احاطه ظرفیت و مظروفیت جلی و یا خفی متحقق اگرچه
بعضی جا مجهول باشد و احاطه معنوی احاطه صفات حقیقی است تعالی
مر اشیا را چه صفات ذاتی و چه فعلی که جمیع مراتب ممکنات را از ازل
تا ابد بتصرفات تعالی خود با تعلق کمال دارند چنانچه صفت قدرت که تصرفات
معانی قدرتیه با جمیع اشیا و تعلق بر کمال دارد کذالک صفة العلم والارادت
وغیر ذلک من الصفات و احاطه حقیقی خاصه ذات پاک او تعالی است
و احاطه حقیقی این است که چه مراتب وجوب از صفات و کمالات و چه مراتب
امکان از جوهر و جسم و عرض از ظاهر و باطن قلیل و کثیر قیام و وجود
از ذات سبحانه دارند و غیر ذات او تعالی با این حقیقت حقیقی استیعاب
همه دیگری متحقق تو الحمد لله علی ذلک که بفضل خویش از حقیقت حقیقی
احاطه مطلع ساخت و از این تحقیق توهمات جسمیت و ظرفیت فرو نشست

Marfat.com

والحجمي بانسبت بر صحو اعتقاد جلوه گر شده باید فهمید که توقف علمای ظواهر شکر الله تعالی سعیهم در احاطهٔ ذاتی منبعث از نفی احاطه مفهوم صوری عوام است نه از نفی احاطهٔ حقیقی زیرا که ثبوت این احاطه ایمان محض است ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم مکتوب نوزدهم در تحقیق بعضی عقاید شرعیه اعتقادیه الحمد لله الذی اخرجنی من ظلمات الکفر و ادخلنی فی دار الایمان بالنصر والظفر فسبحان من یحیی الاموات و یوصلهم فی درجات الولایات فهو المنزه عن الاتحاد والحلول فی المخلوقات بالذات والصفات وان کان جمیع ما سواه عین ظهور حسن الکمالات والشئونات فسبحان من احتجب عن عیون الغافلین وجعل الحاضرین فی عین حضوره المتحیرین بوزود رقیمه اخلاص مشحون از آن محبت بی کین فرحت افزود خاطر تشنه آب ای طالبین سیراب گردید الخ مرقوم بود که جواب مفصل مرقوم نمایند انشاء الله سبحانه هر مسئله ای که وا منع بیان می نمایم بغور تمام مسموع فرمایند اگرچه باب مسایل توحید و نسبت معیت و اقربیت حق سبحانه با خلق بعد مجاهدات بسیار و صحبتهای کرد بی شمار است اما الحکم واما السائل فلا تنهر الخ که عبارت حمل آن میتوان

تحت مرقمی آرم نشاید که نافع باشد اول آنکه آنچه مرقوم بود که بعضی مردم میگویند
که اگر عالم را غیر حق تعالی گویم مخلوق را با خالق چه لازم آید مستفعا این توهم از عدم
رسیدگی است بحقیقت الله سبحانه که صانع است و حقیقت مخلوقات که مصنوع
اویند اگر اطلاع بر هر دو حقیقت مذکوره میخواهید مثال صورت متخیله خود را دلیل
این مدعا سازند صورت متخیله خود را بعد از آنکه در مرتبه متخیله غور نمایند و بدانند
که تمام صورت مجعوله متخیله از سر تا پا با جمیع عرصه و مکان که ظرف محل تحقق
صورت است در مرتبه وهم محض است و صانع این صورت متخیله که شخص است
موجود خارجی است با وجود غیریت صریح و احاطه و معیت آن شخص
با صورت از اتحاد و حلول در صورت و لزوم حد با وی منزه و مبرا است چرا که
مدد مرتبه وهمی را با مرتبه حقیقی خارجی جنسیت نیست قریبه باشد یا بعیده و این
امور مذکوره بی جنسیت قریبه یا بعیده متحقق نمیشوند کما لا یخفی علی الناظر المتامل
عزیز من چون تحقق حدود درمیان دو شیء متشکل بمکان بهر دو طرفست
بس عجب باد از آن که با وجود ایمان بر لامکانی الله سبحانه احتمال حد پیدا
آرد و با وجود این که هر حادث صریح ضد قدیم و جمیع اضداد غیر یکدیگرند حادث
را از اطلاق غیر قدیم توقف نماید پس محقق شد که در نظر دانا مخلوق

از خالق

نه غیر خالق و تحقق حدود باطلاق غیریت در میان خالق و مخلوق غیر معقول
و آنچه نوشته بودند که اگر گفته شود که همون معلومات الهی جل شانه موجود شده اند
لازم آید که اشیاء حقایق ایشان شئی واحد باشند و آن غیر جایز که حقایق
اشیاء را آنحضرت متصوفه قدس سرهم معلومات الهی جل شانه فرموده‌اند
سعادت شعارا متصوف صاحب تکلف را میگویند که به تکلف حال صوفی
بر خود کرده و اینجا بس نارسیده بمدعا است پس حضرات صوفیه باید گفت متصوفه
تا کلام ازین محل اعتماد باشد پس باید دانست که تحقیق قول صوفیه عظام محتمل
در معرفت معلومات بسیار ادق است چه اگر گوییم که همان معلومات موجود شده
اند لازم آید که اشیاء و حقایق ایشان شئی واحد باشند و اگر گوییم که موجود غیر معلوم
است این خالی از دو حال نیست یا آنکه گوییم که معلوم دیگر بود و موجود غیر آن
شد پس لازم آید که آنچه موجود شده معلوم حق نباشد و این نقصان علم است که معلوم
دیگر باشد و موجود در ذات خود غیر معلوم باشد یا آنکه گوییم که معلوم در علم بود
و آنچه موجود شده مثال آنست در بیرون لا وجود مثالی در علم او تعالی
لازم آید و لیکن از صفات مخلوقات است پس تحقیق این آنست که هر شئی موجود
مخلوق را با صفات الله سبحانه دو نوع تعلق است با صفات ذاتیه چنانچه قدرت

تعلق تمه

Marfat.com

وعلم وارادت وباین تعلق هر شیء موجود ومعدوم معلوم ومراد حق است ازلا تعلق
این صفات عالیه با هر شیء قبل موجودیت اشیاء وبعد آن متساوی است
بی کمی وزیادتی وبی تقدیم وتاخیر اگر کمی وزیادتی است یا تقدیم وتاخیر
است بنسبت شیء مذکور است بنسبت قدرت فعلم الله سبحانه تعالی عن
ذلک وفی حصول وجود مثالی هر شیء در علم ملک بعلم حضوری هر شیء را
با جمیع وجوه واعتبارات او در ان مرتبه که شدنی است با جمیع مراتب زمانی
ومکانی ازلا علیم برحق است الی الابد وهر شیء بعینه معلوم است نه شبح حصولی
اینها که صور علمیه بعضی ازین مراد داشته اند حاشا وکلا صور حصولی در علم
او تعالی گنجایش ندارد بلکه معلوم او بعینه همون شیء است قبل الموجودیت
وبعدها ذلک من المعارف الغریبة التی افاضها الله سبحانه علی قلب
صاحب الطریقة الاحسنیة فی الطریقة النقشبندیة وتعلقیست با صفات
فعلیه چنانچه خالقیت ورازقیت وهر شیء بعینه مخلوق ومرزوق وحادث
باین تعلق لیکن شیء من حیث تعلق صفات فعلیه مخلوق وموجود
وحادث است انکه معلوم شیء دیگر است وموجود شیء دیگر این تنازع صحیح
نیست محقق شد که همین زید معلوم است وهمین زید موجود نه غیر زید وانکه

مرقوم بود که لازم آید که حقیقت شی عین شی باشد نفقا ایوقتی باشد که بگویم که المعلوم معلوم چنانچه گفته شود الحیوان الناطق حیوان ناطق بلکه میگویم که هذا الموجود هو هو معلوم لاغیره وکما یقال هذا الانسان هو حیوان ناطق فلیس الانسان الا الحیوان الناطق پس حقیقت الشی عین شی درست آمد پس فرق در حمل عبارتست نه در نفس شی و حقیقت هر چیز پس کنم خود زیر کار از این بیش. واکه مرقوم بود که حضرات صوفیه مخلوقات از مراتب واحدیت فرموده اند در خالق و مخلوق محض تغایر اسمی مقرر نموده اند چنانچه ژاله و باران و الآنکه خبر است مقصود اگر مخلوقات را از مرتبه واحدیت باین معنی گویم که جزوی از اجزای مرتبه واحدیت است این خطا محض است زیرا که واحدیت مرتبه صفات در مرتبه صفات منزه از تجزی و تبعیض و هیچ کس از صوفیه قایل تجزی و تبعیض آن مرتبه نیست آری از متصوف اینچنین گفتن دور نیست چرا که وصول او در مرتبه ظلمانیت و هستی ظلی از خطا محفوظ نه واکه مثال ژاله و باران مکتوب بود از ان جزئیه تبعیت نعوذ بالله منها بلکه مثال من بعض الوجوه برای تحقیق و ثبوت بیشی از ظهور مطلق صفات فرموده چنانچه ژاله صریح ظهور مطلق آب

اما قطع نظر از مرتبهٔ جزئیت و الا اگر محض تغایر اسمی بگویند و
حقیقت متحد میخوانند یعنی یافت نه یافت صوفی اهل صفا است
بلکه درک متصوف اهل هوا است ربنا آتنا من لدنک رحمة
وهیئ لنا من امرنا رشدا دلیل آنکه یک تخته تخت پوش پلید باشد
باید دید اگر تختها را با یکدیگر با میخها پیوسته اند گویا یک تخته شده
حکم تختهٔ واحد دارد نماز بر تمام جائز نیست خواه جائی پلید نماز کند خواه
پاک و اگر تختها را با چوب یکه تخت تخت ها می باشد با میخهای آهنی پیوند
دهند بوسیلهٔ آن چوب نسبت پیوستگی به تختها است با یکدیگر تختها را
بوسیلهٔ آن جدا شده نماز بر تختهٔ پاک جائز است جواب سوال
در تختهٔ دراز که یکطرف آن پلید باشد تیز در این حاصل شد و جادر نیز حکم
تخته دارد بر روی نیز در گوشهٔ پاک نماز درست نیست اگر مقتدی بغفلت
از رکن امام عبر یافت بعد جزا گرمانند لاحق آن رکن را که فوت شده
ادا کرده با امام رسید درست است و اگر رکنی در میان گذاشته با امام
پیوست درست نیست مسواک غیر مسواک خود گرفتن جائز نیست لقطه را نیت
لقطه نیز دارد و تعریف معتاد آن بکند اگر زن حائضه قبل از عادت پاک

[illegible]

Marfat.com

باشد رفته و نماز بعد طهارت ادا نماید امّا نزد یک تن هر دو الف
در قرآن که در مثل تبلوا می نویسند چنان معلوم است که برای فرق
درمیان صیغه جمع و مفرد است که بعضی صیغه مفرد در صورت صیغه جمع
می آیند در جای که لا باشد وقف نا کردن ضرور است و بعضی قُرّاء
که در بعضی موضع که در وقف کردن بهتر است وقف نمی کنند سند از بعضی
صحابه رضی الله عنهم رسیده که تمام قرآن بی وقف خوانده اند و در سوره فتح در اوا
در حاشیه می نویسد که وقف النبی صلی الله علیه وسلم در ماندگی وقف کردن
عذر است بزرگان حالت عدم ماندگی را منظور داشته اند و گفته اند
اگرچه نام نگرفته اند الغرض کلیه این است که هر که دلنا از معانی در ترکیب
الفاظ است اگر تعادت الفاظ را منظور داشته باشد بر و چندان
ضرور نیست مگر اینکه تعلیم بعوام شود رعایت وقف ضرور نیست
و این مسایل وقف و بعضی مسایل دیگر که در فهم نیاید موقوف بر حصول
صحبت و ای ندیر رحمکم الله سبحانه و یغفرلی خطیئتی مکتوب نوزدهم در جواب
در تحقیق حقیقت کلام الله هو المتکلم بلا تعدد و مخاطب
بالکلام الواحد الحقیقی فی الازل و ظهور کلامه علی المخاطبین بالفاظ

Marfat.com

متعدده فی مرتبه حدوث بکمال الکرم والفضل لطیفه انیقه نزف انوار
دوستان مهجور از طرف محبان پرتو در احسن اوقات شرف صدور یافت
در حقیقت امور معلومه مطلع ساخت چون چند مکتوب آن عزیز غیر مشتمل بر توضیح
عقاید نوشته بودیم از مدارک آن عقیده که میان عزیزان درین اوقات اشکالی
دست داده در حل آن تکلفها می‌کشیدند و بفضل او تعالی مفصلاً واضح گشته و در درج
کتابت در آمده بآن عزیز نوشته می‌شود بدیهی است که این نیز از خدمتکاری
دوستان نشینه با مرمولی قدیم چون بتقریر اهل سنت و جماعت است که حق سبحانه
در ازل الآزال بکلام نفسی حقیقی متکلم است بی تعدد و تجزی زیرا که تعدد
از حروف و الفاظ پیدا شود و این هر دو در آن مرتبه عالیه گنجایی ندارد
و چگونه گنجایش آن پیدا بود که او تعالی متکلم بکلام نفسی است خیالی
نبودنی و تعدد حروف خاصه مرتبه خیال و لغات است تعالی [illegible] تلک
و الجمال منشأ الکمال و چون بر اکثر افهام تحقیق این معنی دشوار بود بجهت
وجهی که هرگاه او تعالی در ازل متکلم بود و هیچ شیء غیر او با او نبود کان الله
ولم یکن معه شیء پس ظهور کلام او تعالی بی مخاطب واقع شود و کلام بی مخاطب
در مرتبه معروفه بمنزله لغویت است و لغویت بی مخاطب هم اثبات نمائیم بطلان است که تکلم

Marfat.com

سخن برای تفهیم و فهم معانی است و چون او تعالی بعلم ازلی خویش مدرک
جمیع مراتب وجوب و امکانست بالکم و کماست پس آنچه از کلام مدرک خواهد بود
از دو خبر خالی نیست زیاده بر معلوم یا عین معلوم در اول نقصان علم
و در ثانی تحصیل حاصل و دیگر آنکه آنچه درینجا ظاهر و بدیهی است و مایان
آن شرف می شنویم متعدد و متکثر است و عقیده شرعی است که کلام
خدای تعالی مقروء است بر زبانهای ما و محفوظ است در دلهای ما و مکتوب
در کتابهای ما ~~مکتوب است در کتابهای ما~~ و آنچه بین الدفتین است قرآن
است و کلام او و حال آنکه درین مراتب مقرره شرعیه بر ما آنچه تحقیق و بدیهی است متعدد
و متجزی است پس اگر ما کلام مطلق ازلی این مراتب مذکوره دانیم پس آنچه مقروء و محفوظ
ماست این را چه خوانیم چرا به پندار مخلوق و غیر کلام دانیم پس از کلام او تعالی نخواهد
باشد و این خلاف مقرر فرقه ناجیه است این حقیقت معنی طفیل افکار خود قدس الله سرهم بر این
عاجز چنان ظاهر ساخته اند که او تعالی ازلاً و ابداً در وصف و حامد ذلت قدیم است
با جمیع محامد و اوصاف بوحدت حقیقی با اطلاق صرف نفسی بی حرف و صوت
با درک مطلق نورانی چنانچه ثنا مینماید ملک هر صفتی از صفات خود هر اسمی از اسمائه
از آن جناب قدس سبوحی و دو صفتی هستند نفس ذات بر ذات فالمبینت

از قابلیات لا غایات بل ذات او تعالی مر خود را ادمج مدائح است و اعلا
ثناها و با وجود معانی و بی نهایی این مراتب از تعدد مبرا و منزه اند از
بی کیف حقیقی همانست که با وجود کمالات لا غایات تعدد و تجزی درانجا
گنجایش نداشته باشد سبحان الله کلمه لا نهایت که از اوصاف اوست
کافیست برای نفی تعدد و تجزی چه هرچه متعدد و متجزی است بلاشک نهایت
پذیر است بلکه هر عدد در مرتبه خود منتهی است فاذا انتفی النهایات انتفی التعدد
والتجزی و چون همچو وصف بی متکلم تحقق نپذیرد پس او تعالی مسمی باشد
باسم متکلم و موصوف بصفه کلام باین حقیقت حقیقی در وحده تحقیقی احتیاج
هیچ مخاطب غیر او نبود پس کلام او تعالی باین تحقیق کامله بلا تعدد و تجزی در ازل الازال
متحقق و مستمر موجود و ثابت باشد چون صفه کلام از صفات ذاتیه است و ظهور
صفات ذاتیه فی المرتبتین است قدما فی مرتبه الوجوب و حدوثا فی درجه الامکان
پس این ظهور مذکوره فوقانی صفه الکلام در مرتبه اولی قدیمی و ازلی است
و باین ظهور او تعالی مسمی باسم ظاهر باشد درین ظهور اول احتیاج مخاطب
غیر او نبود و تحقیق ظهور ثانی چنین است که هر صفتی را از صفات و هر چیزی را از
مد ضیاء او قابلیات مخفیه غیب الغیب لانهایه هستند و این قابلیات

Marfat.com

مخفیه اقتضاء ظهور ثانی و موجودیت خارجی داشته‌اند بارادهٔ حقیقی و حکمت
بالغه تحقیق را اوقات که قوتهٔ ازلی و این اوقات نیز ظهور مقتضیات همان
قابلیات اند لاجرم تا بظهور قابلیات مخفیه در نیمرتبه ظهور اظهار رسید اکنون از مراتب
مدح و ثنا با جمیع قابلیات لانهایه خویش که کثرت معنی عبارت از انست
از مرتبه غیب در مرتبه شهادت باطلاق بحت ظهور پذیرند من حیث الفنا و از مرتبه
اندماج در مرتبه عرفان تفصیلا جلوه گر شوند تعیید او حدوثا میت نقوش قابلیتها
چون اوقات ظهور شان با شرایط مقدره در رسید بظهور فیض وجود حقیقی که جودیت
تقییدی اعتباری حدوثی از کتم عدم در نیمرتبه محسوسه شهودی و نمودی رسید اگر در
و نمود دستش تقدیر نمودش عطا نمودند همگی بنغمه ظهور بنام مدح جناب قدس آمد
و معامله خفی و غیبی در مرتبه عرفان شهادتا و تفصیلا ظهور نمود و در عین
شهود این آیات ظهور ذات و صفات کامله باطلاق بحت واقع معنی یسبح
لله ما فی السموات اینجا باید فهمید پس هر ذره از ذرات کاینات بنغمه ظهور
مدحی و وصفی است جناب قدس حق حقیقی را و کلمه الست از ظهور کلام مطلق
او در مرتبه ثانی مدح حضرت عیسی صلوات الله علی نبینا و علیه السلام بلفظ
کلمه از جناب قدس و آیتی با تعدد کلمات الله مثبت این ادعا و موضح این

Marfat.com

اثر و عا است مکتوب بیستم در تحقیق قول منظومه حضرت پیر و دستگیر هروی قدس سره

الهی ترا کیستم همین حمد است ما را تو سی نیستم همین حمد است ما را شعر این معنی

است پس این ظهور صفة الکلام در مرتبه ثانی حدوثی و تقییدی بود باین

ظهور او تعالی مسمی باسم اظهر باشد و بکلام واحد حقیقی در هر دو مرتبه متکلم حقیقی بود

و هر ذره از ذرات کائنات ظهور کمالات کلام مطلق باشد بحیثیت تحقیق مصدره

و این ظهور ثانی صفة الکلام بر دو نوع است عام و خاص در نوع عام هر ذره

از مخلوقات سهم کلی دارد و مرتبه جامع اجمع در ظهور عام نور محمدی است در مرتبه

ابوالوحده او علیه الصلوة والسلام در مرتبه احیاد و عام بودن اینده رجه

با همین معنی است که هر فردی از افراد کائنات اگرچه ظهور کلمه است از امر کن وجهه

وتمامیت محمودی حقیقی را منبعیت ظهور کمالات لیکن هرچه دارد از افعال و اقوال

و غیر ذلک از حیثیات تقییدی منسوب و مضاف درین مرتبه بسوی تقیید است

اگر کلام مخلوق است منسوب بسوی مخلوق و اگر سمع و غیر ذلک نیز مطلق باد

زیرا که در تخلیق اینها قلیل و کثیر واسطه مخلوق واقع بلکه تخلیق اینها بتخصیص

انتساب و دلالت ذاتی الی مخلوق تعالی نیز مخلوق کرده اند و حفظ این خصوصیت

بر هر فردی لازم نوشته و نوع خاص کتب منزله سماویه منحیث اللفظ والمعنی

Marfat.com

لا من حيث اللفظ والفاظ احاديث قدسي گويا برزخي است ميان دو نوع
عام وخاص واکمل واجمع در نوع خاص حضرت فرقان است لا رطب ولا يابس
الا في کتاب مبين برين مدعا دال است وخاطر درين مرتبه بامعني است
که لفظاً وحقيقةً منسوب بجناب قدس است ودال بر کلام مطلق حقيقي وصفتي
ديگر درين دلالت وانتساب شرکت با و ندارد وواسطه هيچ مخلوق من حيث
تلفظ تصرف غير از مظهريت تلفظ دروي متصور نيست اگرچه من حيث اللفظ
باشد بلکه در عين تخليق اين الفاظ وحروف متبرکه تخليق وتخصيص
انتساب ودلالت ذاتي وي الي الله تعالى نموده اند والتزام حفظ اين
خصوصيت بر همه مومنين في جميع الازمان مقرر فرموده پس اين تحقيق
ناحيه متحقق شد که در مظهريت ظهور قابليات از ناحيه خود کلام مطلق
حقيقي با جميع قابليات خويش کما هو اطلاقاً ظاهر وپيدا است و
در عين پيدائي مقرو قاري ومحفوظ حافظ ومکتوب در صحائف ماست
بي احاطه قرائت قاري بي ادراک حفظ حافظ وبي اتصال حروف
وکاغذ بلکه محيط جميع ذرات مظهر است به بيکيفي صرف وانچه مدرک
ومحاط است غير ظهور قابليات از ناحيه نيست واين را ديدن او تعا

کہ مومنان را بدیدار آخرت تسلی ہست و او تعالی مرئی ما خواہد بود لیکن
احاطہ و ادراک و قیاس نباید کرد کہ ہیچ شبہ نیست و اضافت حقیقت
کلام بسوی او تعالی من حیث صفت ذاتی اوست و انتساب الفاظ
و حروف متعالیہ بجناب اقدس من حیث اعلی مرتبہ مخلوقہ اوست و منظر
خاصہ حقیقت کلام مطلق لا زیرا کہ این امر بیانی منتظم کہ بر الواح و کاغذ
و غیر ذلک ثابت است نزد کسے ہیچ مخلوقی در وی متصور نیست غیر از نظر
فقط و نیز بہمین معنی ہست و نفخت فیہ من روحی در ینجا روح مطلق مراد
کہ مبدا مخلوقات است سبحان اللہ ازینجا عظمت و علو این حروف و الفاظ
قرانی باید فہمید کہ بجای ہم نفخ نعظی روح مطلق را بعین مرتبہ جوہریت بسیط
نصیب فرمودہ اند این حروف و الفاظ را در مرتبہ محسوسہ مرکبہ قرانیہ و مناسبت فیما
بینہما از زدہ مخلوقیت اینہا بواسطہ مخلوق است پس از معنی حقیقت
این حروف کسی ہیچ بیان نماید الغرض اکمل و اجمع و اشمل از جمیع آیات
قرانی آیہ تسمیہ است ازینجاست کہ اول ہر سورۃ آمدہ لفتتاح و ابتدا
ہر سورۃ بنام است اللہ آمری بالزام موزی بال بوی لازم پس کلام واحد مشتمل باشد بجمیع
کمالات خود نشر بحیث جامعیت حقیقت این آیۃ عظمہ است معہود لعل این

Marfat.com

آیت مبرکه صورتی است مرحقیقت حقیقی خود را که کلام مطلق است و کمالات آن کلام مطلق من حیث مقروّیه معنویه حقایق اند مر دیگر آیات قرآنی و کتب منزله فوقانیه را و مرتبه کلام نفسی بحیثیت جامعیت و مع مطلق که حقیقت تسمیه است متبوعیت مر جمیع کمالات خود را او مراتب تمامی تقیدات که ظهور قابلیات اند ما حیه کمالات کلام مطلق اند در اوقات موقوفه اقتضای ظهور در شده اند بحسب اقتضای ظهور در شده اند بحسب اقتضای عالی مجرد امر کن که قابلیت از کلام مطلق بر منصه شهود جلوه گر شده اند باین تحقیق واضح گشت نقطه ایست جامع مر حقیقت و صورت الف لام میم را حقیقة و صورة و مراد از الف لام میم مرتبه وجوب است ازینجا تحقیق این ابیات که حضرت بزرگ حق تسمیه فرموده اند باید دریافت و السلام و الاکرام به کرم دورم ولی قریب ترم طالب روی دوستان خودم باید دانست که تسمیه کلام حق سبحانه است سوال اگر گویند که مقرر اهل تحقیق است که کلام او تعالی بحرف و صوت است و تسمیه تمامی حروف است لیس چگونه اطلاق کلام برو جایز باشد کذلک علی جمیع الکتب السماویة المکتوبة فی مصاحفنا و المقروة بالسنتنا المحفوظ فی قلوبنا جواب اطلاق کلام بر تسمیه و جمیع کتب

یعنی الف لام میم ... کمالات ... [illegible]

[illegible]

Marfat.com

معاد نیز دو وجه دارد یعنی از جهت اضافت تخلیقی یا از جهت اضافت توصیفی
اگر همین حروف مکتوبه را اطلاق کلام او تعالی کنیم نیز درست است اما این
اضافت اضافت تخلیقی گویند باید که تمام کمال این حروف هو هو کما هی مخلوق
او تعالی است برای مظهریت کلام مطلق حقیقی که منزه از حروف و صوت است
و تصرف هیچ مخلوق در تخلیق آن متصور نیست الا البیان المخصوص چون
از تصرف تمامی مخلوقات این الفاظ متبرکه عالیه منزه باشند و الفاظ را از نسبت کردن
بسوی متکلم چاره نیست پس لاجرم این الفاظ عالیه را نسبت کرده شود که کلام او تعالی
است اما باضافت تخلیقی علو شان قرآن را باید دید که چه روح اعظم را در عین مرتبه
علو و رفعت و نورانی که از جمیع مخلوقات مخلوق اول است در نسبت مرتبه تنزیه دارد
باضافت تخلیقی مشرف ساخته اند چنانچه قوله تعالی و نفخت فیه من روحی شاهد است بمعنی
[illegible] مخصوص بخود ساخته که بر فیا بطالکیره متعلق کلام حقیقی هم می اضافت
تشریف داده از حقیقت حقیقی این کلام هم بیان نماید که از صفات قدیم ازلی و ابدی است
گرا باید دست کسی بیک پس این حفظ هر لوح دل آن متوجه کرد دوتا کان لم ینزل ان
یکلم الله الا وحیا او من وراء حجاب الآیة و اگر از حروف نظر برداشته شود بواسطه
این حروف مشترکه همه جهودی این کلام حقیقی است و اثبات تکلم آن حضرت ان

Marfat.com

بمجرد ادای این حروف بی تقدیم و تاخیر بمعیت حقیقی واقع است اگر این
مرتبه حقیقی اطلاق کلام کنیم درست است لیکن باضافت توصیفی زیرا که در عین
تکلم این الفاظ متبرکه تکلم بکلام مطلق حقیقت غیر از تکلم این الفاظ تکلم
بکلام حقیقی نیست به هر جنس کار کرده باشیم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء این
از فضل او تعالی است که باوجود علو شان کلام مطلق که از کر و حروف پاک
و مبراست بمظهریت این الفاظ متبرکه بندگان را از حقیقت کلام مطلق
بی زیادتی و نقصان مشرف میفرمایند باید دانست که ظهور کلام مطلق
اولا بنفس علا است که اینجا حرف و صوت نیست اگرچه نورانی باشند و این
ظهور اول در نور اول است که نور محمدی است صلی الله علیه وسلم والقای لطیفه
سری مشعر از انست و ثانیا بحرف و صوت نورانی که آن جبرئیل سمع حقوتا
والاعلی کلام الله وعلی ما اراد الله از ان مراد هست و ثالثا بحرف و صوت جسمانی
که آن تکلم جبرائیل بر انبیاست و رابعا بحرف و صوت جسمانی که آن تکلم حضرات
انبیاست علیهم الصلوات خامسا بحرف و صوت مکتوبی که آن کتابت مصاحف است
بس مومن را باید بهر مرتبه نزد آن تمیز که مشرف گردد در عین وصول این مرتبه
وصول مرتبه حقیقی کلام مطلق بلکه وصول متکلم ازلی باطلاق محض بی حلول

Marfat.com

واتحاد یقین نمایند تا در صحبت نماند مفرعه یاد رخا من گرد جهان گردیدم
نقل مشهورات مکتوبیست بنام محمد صادق جالندهری در تحقیق عقیده که انسان
فاعل مختار است — بسم الله العظیم والحمد لله الکریم مورد حمد دارد
محب صادق را بهره از صدق حقیقی و معرفتی از عقیده صدیقی در مسئله اختیار
چنانچه مقرر اهل سنت و جماعت است بفضل بی‌نهایت او تعالی حاصل باد
عزیز من در مسئله اختیار و معذب شدن بنده عاصی بظهور اسم قهار رسیده
بوده که هرگاه هر ذره از ذرات و هر مخلوقی از مخلوقات من کل الوجوه مراد و مقدور
ارادت و قدرت او تعالی باشند و در هیچ زمانی بلکه آنی از جنبش و آرام هیچ جا نشان
بوجود آید همه بتمامی خلاف ارادت و قدرت و اختیار خداوندی است
بنده را مختار گفتن و فعل اختیاری این را موجب عقاب این مقرر نمودن چه معنی
دارد و نوشت نام مختار با وجود این اضطراری کمال در حق او چگونه متحقق شود و با وجود این
بی‌اختیاری کمال او را معذب ساختن چگونه از انصاف باشد عزیز من دانستن این مسئله
از دو راه است از راه تقلید و تحقیق اما تقلید همینست که چون اهل ناجیه
سنت و جماعت را از همه مذاهب اهل حق فهمیم پس در جمیع مسائل مقرره ایشان
تقلید کامل هر خاص و عام را از تابعان ایشان صادق کامل و معتقد شامل بعد استماع

Marfat.com

عقاید مذکوره باید بود اگرچه بر تحقیق وجوه آن مطلع نباشیم و به یقین قلبی بدانیم
که آنچه مقرر این طایفه است حق است بر حق است چنانچه طالب العلم مبتدی را شبهه
در حقیقت علم فوقانی که در ان دست رس ندارد نمیماند اگرچه نمی فهمد اما می فهمد
که نمی فهمد لیکن ایمان تقلیدی غیبی بر حقیقت آن علم فوقانی خود دارد بی ریب
و شک اما تحقیق این تحقیق موقوف بر تحقیق حقیقی حقایق اشیا است کما قال
النبی صلی الله علیه و آله و سلم تعلیما لنا الهی خلصنا عن الاشتغال بالملاهی
و ارنا حقایق الاشیاء کما هی و آن تحقیق مرتبه عالیه دارد که نادر را از خواص
بلکه اخص خاص نصیب است و در تتبع بی خویشان بان سرفراز میفرمایند ذلک فضل الله
یوتیه من یشاء اما چون به برکت لسان رشد بیان انجمن عزیزی نادر العصر
بعید نیست که دماغ عقیده مستعدان صادق نیز به تفهیم بیان خود بوی از آن نکهت
تحقیق در ربود و معطر سازد بنابران حرفی چند که امانتی است از ان عزیزان
بر طالبان شمه بیان مینماید باید دانست که قبل موجودیت خود هر مختار و مجبور
مراد و معلوم و مقدور علم و ارادت و قدرت خداوندیست جل شانه ذاتاً
و صفاتاً و کمالاتاً باختیار رب تعالی تم برهانه بود این همه برای اظهار حسن کمال
اسمای خود است در مرتبه خارج بی احتیاج او بسوی این اظهار و درین حکمت

Marfat.com

بالغه است و تحقیق علیحده پس بعضی از آن معلومات و مرادات و مقدورات
در مرتبه خود به مظهریت صفات لطیفه مخصوص و بعضی به مظهریت صفات قهریه
با حسن کمال هر صفتی از صفتین به مظهریت مظاهر مخصوصه خود با ظهور اظهر پیدا کنند
و چون در جمع مظاهر کامل تر و اقوی تر برای مظهریت آن مراتب عالیه الهیه
است و تحقیق مظهریت کامله بی ظهور جمیع صفات ازلی لم یزلی او تعالی متحقق
نیست پس به همان مرتبه علم و ارادت و قدرت ازلی از این قبل موجودیت خود
بصفت وجود و حیات و علم و ارادت و قدرت و سمع و بصر الی غیر ذالک قابل
و لایق او موصوف آمد و معلوم و مراد و مقدور گردید کذالک بصفت الاختیار
و گشتن مسمی در همان درجه متعالیه باسم موجود و حی و عالم و مرید و قادر و سمیع
و بصیر الی غیر ذالک بی انکه موجود باشند و خارج و کذالک باسم المختار و چون
بعد موجودیت آنچه از اینها در ایشان با آن نیز ظاهر و پیدا است چه از ذوات
و صفات ایشان و چه افعال و آثار ایشان تمامی کمای بی زیادتی و نقصان
ظهور همان مرتبه اولی است پس در هر مرتبه نیز مسمی همان اسامی و موصوف
بهمان صفات مخصوصه خود آمده اند بی زیادتی و نقصان و از جمیع مخلوقات
دیگر مختار تر و صریح تر پس لازم و واجب بر هر ذی علم و عقل است که بنامی و صفتی

Marfat.com

که مولای او تعالی شانه قبل موجودیت او را مسمی و موصوف ساخته و مظهر
و متصرف اسماء و صفات خود مقرر کرده و استعداد او در همان مرتبه علم و اراده
و قدرت از قبول آن ابا و انکار نکرده و قابل بقبول آمده چنانچه آیه انا عرضنا
الامانة الی آخر الآیة از مرتبه استعدادیه او خبر میدهد بعد موجودیت خود نیز
در هر مرتبه خود را بهمان نامها مسمی و بهمان صفتها موصوف داند و خود را
تابع هوا خود ساخته باشیای طبعی و هوای مسمی نداند و معدوم و جاهل
و مجبور قرار نمیدهد زیرا که تخلیق عالم محض برای اظهار حسن کمالات صفات
لطیفه و قهریه هست و هر صفتی باقتضای ازلی قدیمی خویش مقتضی موجودیت
خارجی مظهر مخصوصه خود هست و در عین اقتضای او مظهر هر مظهری بنامهای
مخصوصه و صفات ذاتیه و افعالیه خود مسمی و موصوف و چون انسان را از همه
مظاهر برای مظهریت کامله و لایق تر مقرر و مقدر فرموده اند پس ثمره ظهور حسن
کمال هر اسمی اگر در مظهر بود اگر در مظهر را درک و تمیزی و علمی نباشد مظهریت
کامله در حق او چگونه ثابت و متحقق شود پس ثمره صفات لطیفه در مظهر راحت
و صحبت مظهریست و ثمره این صفت در ازل مسمی بنام ثواب و ثمره صفات قهریه
درد و رنج و این مسمی بعذاب و وجود این امتیاز علمی در مظهر بظهور صفت تمیز حقیقی

Marfat.com

و علم قدیمی است چون تمیز او تعالی بعلم قدیمی او سبحانه بی صفت اختیار
واجبی نیست لاجرم اختیار کونی وجودی را برای ظهور اختیار وجوبی
ازلی بحسب مرتبه معلومه مقدوره موجودیت خارجی عطا فرموده اند تا از مظاهر
دیگر تمایز علیحده پیدا کند و از ابنای جنس خود بسبب فعل اختیاری اگرچه
کونیست تمیزی جدا حاصل آرد لیمیز الله الخبیث من الطیب برین مدعا دلالت
دارد چون امتیاز یافتن خبیث از طیب بی ظهور امر و نهی متعذر بود بس
در همان مرتبه معلومیت و مقدوریت بهر امری و نهیی که مامور و منهی بود
در مرتبه موجودیت خارجی بهمان مامور و منهی است و بسبب ظهور امر و نهی
امتیازی بکمال در میان خودها پیدا کرده تا از درکه جهل بر آید و مظهریت
کامله بالالیق آید عزیزی من شنیده انکار در مردم که درسد اختیار مسکند نیز
در همان مرتبه معلومه مقدوره باختیار ایشان برای ظهور کمالات اختیار
حقیقی عز شانه معلوم و مقدور است کاو تعالی بحکمت بالغه خود مظهریت کمالات
علمی خود که خاصه مظاهر لطیفه است ایشان از مغز و مکرم ساخته و این نیز
از ماقابلیت حقیقی استعداد ایشان است اگرچه این خوب است در حق بعضی
دایمی در حق بعضی اوقاتی باشد زیرا که چون ایشان امتیاز کمالی در مرتبه

Marfat.com

امکان و مرتبه وجوب نسبت نداده و در تحقیق مظاهر و مظاهر الهی نیز گمان میکنند که چون در هر فعل و قول و اسم و صفت خود متصرف و تابع اختیار و قدرت واجبی باشیم چگونه اسم مختار و قادر و صفت اختیار و قدرت در حق خود مسلم داریم زیراکه در هیچ فعلی و قولی اگر بی تابعیت اختیار واجبی خود را مستقل و فاعل می یابیم البته در آن فعل و قول تحقق صفت اختیار در ما میشد و چون چنین نیست پس اختیار هم نیست گوئیم که حق سبحانه تعالی بمحض ظهور فضل بی نهایه خود اگر در حق ایشان در اراده ازلی ارادات مخصوصه بتقدیر ساخته در سینه ایشان ریزد تا بدانند که ما و هرچه در ما پیدا و ظاهر است ممکن است چه از ذات تا وجه از صفات و افعال ما و ممکن از آن گویند که من حیث الذات و الصفات و الافعال بودن و نابودن او در تحت اختیار واجب الوجود بود و واجب نیست غیر حق تعالی پس اگر ذات و وجود ماست که بآن مسمی بوجودیم و اگر صفات ماست چنانچه سمع و بصر و علم و ارادت که بآن مسمی هستیم بسمیع و بصیر و علیم و مرید بتمامی محتاج و مفتقر در بودن و نابودن خود الی وجود و سمع و بصر و علم و ارادت واجب تعالی است کذلک صفت الاختیار را که در اخذ و ترک شئی بجانب این درجه که ما در آن وجه ایم و خود را از جمیع مخلوقات

دیگر منبر سیاهم محتاج و مفتقر الی صفت اختیار حقیقی واجبی است و اختیاری که خاصه
جناب قدس احدیت و اجبی قدیم ازلی لم یزلی است که از شرکت غیری و تغیری
و تبدیلی منزه است و او تعالی مختار حقیقی است و اختیاری که صفت ما است
ممکن و حادث و فانی و مستهلک و در هر آنی بی خود با خود است و هیچ وجهی بالوی
شرکتی با اختیار واجبی ندارد و چگونه طلب این شرکت نمایم که او تعالی در تخلیق عالم
اظهار حسن و کمال خود خواسته بحکمت بالغه خود آنست از مظاهر اسماء و صفات خود
کرده بنده اگر اختیار خود مستقل باختیار خود جویم این کمال با موافقت تحسین جناب
قدس او کردن است و او عالکمال در حق خود در اقتضای نقصان و کمال او جستن
و این محض نادانیست و اختیار این عقیده این نادان از بس ظهور اسم مختار او تعالی
بتجلی قهر بست غرض زمین اگر نظر کسی دریابی که مولا تو ترا فاعل و مختار خواند
چنانکه فرموده اعملوا ما شئتم و مخالفت قول او تعالی خود را غیر مجبور و غیر مختار قرار
پس بغیر نیم لغت صریح بر اختیار تو دال است چه اگر مختار نمی بودی البته
الجبر قول او تعالی در قهر است از زبان تو منزه صادر شد بی زیادتی و نقصان
و دانی که انکار از اختیار نیز باختیار است و این انکار تو باختیار مظهر ظهور
همان اختیار حقیقی است برای جلوه گری حسن کمال صفت قهریه که معلوم و مراد

Marfat.com

ازلیت غیری جدید و زاید چون باین بنا شدی از جاده قدرت
و جبریت بلندی و بخصوصیت اهل حق مختص شدی ربنا اتنا من لدنک
رحمة انک انت الوهاب مکتوب بیست و دوم بتفضیل کمالات دستگاه
حقایق آگاه میان شیخ محمد فاضل چون زبان الکمد بعلم عادی خود نظر داشته
و خود را از سر علم جدید بحضور رود دل ما ستهمه بنور وصف و ثنای
حمد الله جل و علی باز نباید داشت فود در تحریص ترقی از مرتبه بشریه بود
بدر مرتبه علو و حضور زود با بناسب فالک اندر راج یافته
الحمد لله الذی علم الانسان الوصف والتوصیف لما یلیق بذاته اللطف
واخرجه لجه الوهم الکثیف فعرف حق عرفانه تعلیمه و وصفه کما هو موصوف
بانه حادث قد تم او وصفت نفسه بعلمه القدیم متحقق بالاحاطة الکاملة
فالتفاوت فوصفه له سبحانه متعلیم و منظریة علمه بعلم الذاتی الازلی
القدیمی ایضا لا یخلو الکانه احاطه بالشیء و قوله تعالی لا یحیطون به علما ای
علم العادی المخلوق العاری عن منظریة خاصة ففی عین الاستغناء
بعنا دعن اوصافنا بعلم العادی محجوب و مقتضی لذا ان وصفنا
نوصف علمنا من لدنه وحمدناه بالحمد الحقیقی کما وصفناه بالوصف

Marfat.com

القديم اذا تحقق هذا فثبت ان العارف العالم قد ترقى من دركة
الوصف الذي كان بعلم العادي الوهمي الخيالي ووصل مرتبة الوصف
التعليمي القديم فعجبت من العارف الذي ترك مرتبة العليا الثانية
التي حصلت له بمحض فضله ونزل في مرتبة الاسفل المتروكة فينظر اليه ويحسب
نفسه محروماً ومقصراً عن وصف ذاته وهذا عدم تحديث تعليم ربه فيه ومخالفة
صريحة لقوله تعالى واما بنعمة ربك فحدث واعلم ان في عبث ترقيم هذا المكتوب
الهمني ان هذا العارف كان عارف الرسمي الوهمي وان كان نظره تقليداً
او وهماً الى مرتبة العليا لكن مقامه في المرتبة الاسفل فلابد ان يحسب نفسه
مقصراً من وصفه الحقيقي واما العارف الكامل المكمل الذي ذكرت وصفه في
صدر الكلام اذا ترقى من حضيض الجهل الى درجة العلم الحقيقي علم ان منعم
الحقيقي النعمة نعمة خاصة وعززه بتعليم حقيقة صفاته بمظهرية علمه القديم المحيط
بالاحاطة الكاملة فوصفه كما هو بتعليم علمه وحمده كما يليق بذاته القديمة
فهو اسم الظاهر الغني وفي عين غنائه محجوبة ومقتضي غناه ان يكون اظهر
وهو الباطن الحقيقي وفي عين بطونه وتنزيهه عن الشهود محجوب ومقتضي
شهود لكمالاته في مرآت اهالي الشهود لتسليتهم بعلومهم المشاهدون

الا بهم بعد من الامنانات نشره وسني ان لا يصل الى خاصيات التشبيه باوحده الالتباس بظهور الاطوار في الرتبة الواحدية وهو العارف لا يتجاوز الشهود العبدية والشهود الرتبة العبدية عن الرتبة العارف لا يتجاوز عن الرتبة العبدة وهذا مشغله لتسليم انه جاز ان السدو لا كذلك لا يعلم التعيني بدون العرفان مراة يعلم ويتيقن العارف منه حضوري العلم التعيني به العرفان الى مرتبة العلم الحقيقي الحضوري ويكون شغله به الحقيقي واصلا لذاته الى الجامع حاجب يكون مرتبة الاظهر في مرات الشهود هذا العارف كما هو الظهور موجود ويقضي في الاول والعارف الاول من اهالي المرتبة الظلال والعارف الباطن هو مقتضي اسم المكمل العالم ان الكامل المكمل في الاعلى هو مظهرية علم الاسفل من اهالي المرتبة الاصلية من الى وصول الذات الجامع مقتضي به القديم بفضله وجود انظلم ه

بالاسم الباطن ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی ولکن یؤخرهم الی اجل مسمی
واما اطلاق الغائب علی الغیب الحقیقی مع عدم ترادفه علی بالنظر
عند المحققین بل لہ اثر ونقل ثم انہ قد تبین عند الکاملین المکملین
ان ارتفاع جمیع مراتب الظلال من نظر الطالب حتی العرفان
الشہودی الذی حصولہ فی اللطیفۃ الرحیہ الاباالخروج عن المعروف
الشہادی الذی ہو النور الاول بحضور السری فالخروج من الحضور دخول
فی غایۃ القصور وہو سبحانہ اعلم مکتوب بیست سیوم از حقایق آگاہ میان
عبدالکریم قدیر آبادی در تحقیق حقایق ومعارف آگاہ ولایت وکمالات دستگاہ
زبدۃ المحققین عظمت پناہان میان محمد جان وحاجی الحرمین الشریفین حاجی
شیخ محمد طاہر جیو ہموارہ بر مسند ارشاد متمکن بودہ فیض بخش خلایق باشند
از جانب کمترین فقیر احقر عبدالکریم بعد از سلام فقیرانہ وغربیانہ من مقام
قدیرآباد بجناب عالی معروض میدارد کہ اشتیاق ملاقات گرامی ایشان از حد
زیادہ میدارد بروقت موقوف است کہ حق سبحانہ وتعالی نصیب گرداند
امید کہ از یاد خود یاد وشاد میفرمودہ باشند احوال خیریت بقلم عاطفت
مرقوم میکردہ باشند کہ در ہمین سربلندی فقیر است دیگر آنکہ بعضی اعزہ سوال میکنند

که صفت تکوین از صفات مشروط و بعضی میگویند از صفات غیر مشروط داده‌اند است
ما بدین است که از صفات غیر مشروط است پس ظهور آن مداوم بر این نسبت می آید
که اگر صفتی از صفات حقیقیه باری تعالی لو فرضًا سلب نمایند چنانچه اگر صفت قدرت را
مثلاً سلب نمایند عجز لازم می آید همچنین اگر صفت تکوین را سلب نمایند چه نقیض لازم
می آید دیگر آنکه در تجدد امثال حضرت پیر دستگیر حضرت حسنوه قدس الله سره العزیز
نوشته‌اند تغیر مطلق و عدم متعینه است و نفس مجری ابدی است درینجا سائل سؤال
میکند که اگر عالم در یک آن معدوم و موجود میشود در اعراض عالم هیچ سؤال نیست
اما در جواهر عالم سؤال باقی می ماند اگر مثل او دیگری در همون آن پیدا میکند
جزاء فعل بر غیر فاعل لازم می آید و اگر همون جوهر اول را پیدا میکند تحصیل حاصل
لازم می آید امید که جواب این سؤال بر نسخه مذکوره را بالعبارتی که قریب الفهم عوام باشد
بنویسند آنکه قوله تعالی کل یوم هو فی شان حق سبحانه و تعالی همیشه در کار است
و تعطیل در صفات جائز نیست هر گاه عالم نبود حق سبحانه در چکار بود پس
از ظهور کمالات ذاتیه و صفاتیه انکه تعطیل صفات با جائز نیست که مستلزم نقص است
تعالی الله عن ذلک سبحانه علوا کبیرا و اگر در کار باشد قدم عالم لازم آید و لا کذالک
جواب شافی مرحمت فرمایند مکتوب بیست و چهارم در جواب استدعای حقائق آگاه عبد الکریم وثیر آبادی سلمه

الحمد لمن له العظمة والکبریاء و علم آدم الاسماء کلها والصلوة علی نبیه الکریم

بفضله العلیم العظیم و علی آله و اصحابه اجمعین اما بعد سلام فقیر انه عزیز باز مطالعه — غائبانه

درباب لطیفه شریفه شرف ورود یافت بعضی اسوله که مندرج بودند بمطالعه

در آمد اگرچه این احقر نادان محض است و یارای آن ندارد که در چنین مطالب

بلند مجیب شود اما چون از حضرت بی کیف توسط حبیبه اولیاء تعلیم نماید

در برای اظهار برادران دین امر فرموده اداء امانت ضروریست جواب تحقیق نما — سوال اگر اول

سیوم آنکه معلومست خلق که خالق راست سبحانه از عالم حدوث و امکان

نیست بلکه از وجوب و قدم است در آن مرتبه چه ذوات علم و چه صور و امثال — عالم

آن معلوم به بی کیفی اند و این شبه از عدم تفرقه بین المعلوم والموجودات

علم حضوری حق تعالی بر علم حصولی خلق قیاس نباید کرد تا ستان بابینها — دوم

جواب سوال اول آنکه تکوین از صفات فعلیه حقیقیه است نه حدوث نه چنانکه شیخ

ابوالحسن اشعری و معتزله گمان برده اند در آن تفرقه که هر صفتی که ذات به ضد آن

موصوف نباشد حقیقیه است و صفتی که ذات به ضد آن موصوف باشد

فعلیه است نیز نزد شیخ ابوالحسن اشعری است و الا لازم آید که صفت اراده

چه کلام از صفات حقیقیه نباشد چرا که ذات بضد اینها موصوف است

Marfat.com

چنانچه قوله تعالی ان الله یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر و ایضا لا یکلمهم الله
ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم و اگر رفع شبهه نشود در عقیده حافظیه معه
حواشیه وغیره کتب کلامیه نظر بگمارند مجدد ما صفات هم حقیقته اند و فرق
میان در صفات افعالی و صفات ذاتی با وجود آنکه همه حقیقته باشند چنانچه حضرت
پیر دستگیر بیان میفرمایند اینست که ظهور صفات ذاتیه قدیم است و ظهور
صفات فعلیه حادث و صفات همه ذاتیه و فعلیه بنفسها قدیم هستند
و حدوث ظهور صفات فعلیه بحیث خصوصیت خاصه آنها گفته میشود والا
در ظهور تبعی که با صفات ذاتیه تبعا واقع است قدیم است زیرا که در میان
خود با نسبت لاهو ولا غیره است این از کم کسی شنیده میشود و توقف بر این موقوف
بر توقف اصطلاح آن است جواب سؤال ثانی آنکه تجدد امثال با معنی سیوم
است که هر مخلوقی را چه از اعراض و چه جواهر در هر آنی تغیر مطلق واقع است
هم بحسب ظاهر و هم بحسب باطن یعنی ذاتا و صفاتا و همین دلیل است علما را حدوث
عالم اگر چه به تجدد قایل نباشند و قوله تعالی کل شیء هالک الا وجهه مقوی این است
پس هلاکت بر جمیع مخلوقات چه جواهر و چه اعراض در هر آنی واقع
هلاکت لازم ذات امکانی است هر گاه در میان آن در عین هلاکت نیز وجود موهوب

Marfat.com

معزز و مکرم نشوند بعدم مطلق روند زهی اقتدار او سبحانه تعالی با وجود حسن
هلاک سریع بعضی را منقطع الظهور ساخت و بعضی را ابدی الظهور ساخته
چنانچه در عقیده شرعیه مقرر است حشر فانی بگردد بایمعنی است که حضرت جیو
قدس سره تغیر مطلق و عدم مقید گفته اند و نفس مجزی ابدی فرموده اند بایمعنی
که عالم در زمان واحد بعدم مطلق رود و باز در همان ان مثل آن بوجود آید زیرا که
این خلاف واقع است و قابل اعتراض و اگر در کلام بعضی صوفیه لفظ عدم
هم واقع شده است مراد ایشان همین تغیر مطلق خواهد بود و نیز این قول
مذکور جواب است به صوفیه و اشاعره چون صوفیه بعدم مطلق قایل اند در حق
ایشان جواب بعدم مقید است یعنی عدمیت مقید است با عراض
و تغیر مطلق جواب است به اشاعره که قایل بتجدید اعراض اند غیر جواهر یعنی
تجدد منحیث تغیر بجواهر و اعراض شمولی دارد زیرا که جواهر و اعراض همه داخل دایره
امکان اند و هر ممکن حادث است و دلیل حدوث او تغیر او است فافهم
جواب سوال چهارم آنکه کل یوم هو فی شان بایمعنی است که صفات ذاتیه او تعالی
به متعلقات خوانش همیشه در کار اند و این تعطیل که در صفات فعلی ملحوظ
می کرده اضطراری نیست بلکه اختیاری است اگر تعمق نظر بر صفات

Marfat.com

فعلی که در صفات ذاتی درست که بعد جان از زان است هرگاه حق سبحانه تعالی
به تعلیم و تعالی از زمان حال و ماضی و استقبال منزه دانیم پس تعطیل را
که مشعر از زمان استقبال است چرا از میان برنداریم فتأمل والسلام علی
من اتبع الهدی مکتوب بیست و نهم در تحقیق عدم وقوع رویت حق در دنیا مگر برای سرور صلعم
جواز رویت الهی سبحانه بچشم سر در دنیا در بیداری از تقررات و اعتقادات اهالی
مذاهب اربعه اهل سنت و جماعت است شکر الله تعالی سعیهم و معتزله منکر این جواز اند
چه در دنیا و چه در آخرت اما وقوع رویت حق سبحانه تعالی بچشم سر در دنیا در حق
هیچکس از انبیا و اولیا هیچکس از اهل مذاهب اربعه جایز نداشته اند مگر در حق آن
سرور اشرف المرسلین و افضلهم علیه الصلوة و علیهم اجمعین اختلاف صحابه
است رضی الله تعالی عنهم حضرت عائشه رضی الله عنها و بعضی صحابه قایل عدم
وقوع روایت بصری اند در دنیا مطلقا در شب معراج و غیر آن و از بعضی
صحابه در حق آن حضرت یکبار یا دوبار وقوع رویت بصری در دنیا در شب
معراج و غیر آن روایت کرده اند و این اختلاف هر دو طایفه نیز بقیاس
نیست بلکه بقول رسول است صلی الله علیه و سلم و علی آله اجمعین چون حضرت
عائشه صدیقه و بعضی رضی الله عنها و عنهم اصحاب بعد تشریف آنحضرت

Marfat.com

از معراج پرسیدند هل رأیتَ ربک یعنی در شب معراج دیدی رب خود را
گفت الله نورٌ أنّی فکیف اَراه یعنی الله نور است چگونه بینم او را و نیز فرموده
رأیته بفؤادی یعنی دیدم خدا را بدل بعضی دیگر پرسیدند یا رسول الله دیدی
خدا را در شب معراج فرمودند الله نورانی اراه یعنی الله سبحانه و تعالی
نورانیست دیدم من او را و این اختلاف در قولین در دیدن یکبار یا دو بار
است اما زیاده ازین اتفاق تمام در منع اوست اما حضرت امام اعظم رضی الله
عنه فرمودند الاحوط هو السکوت یعنی در حق آن سرور در وقوع و عدم وقوع
رویت بچشم سر در شب معراج و غیر آن از دنیا احتیاط آنست که ساکت باشیم
و هیچ نگوییم و علم او را بخدا سپاریم ازین تحقیق ثابت شد که هیچ یکی از اصحاب کبار
و مجتهدین عظام در حق خود قایل رویت در دنیا نیست و هیچ یکی را در دنیا
میسر نه با وجود کمال ورعایت که اول قدم ایشان نهایت اولیاست عجب از
بعضی جهال این زمانه است آن رویت که در حق آنحضرت صلی الله علیه و سلم
یکبار نیز باتفاق ثابت نشده باشد در حق خود و توابع خود که استنجا با
کردن نمیدانند هر آنی و در هر زمانی بی توقف همان رویت را قایل اند بلکه میگویند
که ایمان بی رویت کامل نمیشود بلکه ناقص است و این قول ایشان سخت تر از قول

نعم
فرزمین این نادان جاهل
دعوی این بیان دارید ...
دعوی رویت ...
و عین دعوی ...
شیوه ...
... وقت ...
... توقف ...
... ایشان ...
... نفس اند
... چنانچه
و ... فرموده
در قصیده ...
و مضمون ...
... اعراض

ایشان برؤیت آیه از قول ایشان لازم آید که ایمان ایشان عالی
است از ایمان کسی که در حق او خطاب لن ترانی قطعاً واقع است و این کفر
محض است ضلوا فاضلوا اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم
الخاسرون و از بعضی اولیا که کلمه رؤیت سرزده رؤیت سری است نه رؤیت
بصری زیرا که این ظن خلاف مذهب سنت و جماعت است و در حق ایشان
بدظنی کردنست در عقیده منظومه میفرمایند «من قال فی الدنیا اراه بعینه»
«فذلک زندیق طغی و تمردا» «و خالف کتب الله و الرسل کلها» «و زاغ عن الشرع
الشریف و ابعدا» «و ذالک ممن قال فیها الهنا» «یری وجهه یوم القیامت سودا»
در تفسیر بیضاوی در بیان معنی آیه لن نؤمن لک حتی نری الله جهرة» الی آخره باید دید
که چه میفرمایند پس ازین تفسیر متحقق شد که آنچه بعضی نادان از عبارت تفسیر
بیضاوی که در سوره فاتحه در معنی ایاک نعبد و ایاک نستعین فرموده اند رؤیت
بصری می فهمند نادانی محض است و این از نافهمیدگی عبارت تفسیر است
و برای توضیح عقیده در توقف رؤیت در دنیا چند فصل از کتب احادیث
باسناد معتبره در ذیل این عبارت آورده شده فصل الاول عن جریر
ابن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم انکم سترون ربکم

Marfat.com

عياناً وفي رواية قال كنا جلوساً عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر الى
القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون
في رؤيته فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم قرأ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
متفق عليه وعن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل اهل
الجنة الجنة يقول الله تعالى تريدون شيئاً ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا
الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الى وجه الله فما
اعطوا شيئاً احب اليهم من النظر الى ربهم ثم تلا للذين احسنوا الحسنى وزيادة

الفصل الثاني

رواه مسلم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ادنى اهل
الجنة منزلة لمن ينظر الى جنانه وازواجه ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة الف
سنة واكرمهم على الله من ينظر الى وجهه غدوة وعشية ثم قرأ وجوه يومئذ ناضرة
الى ربها ناظرة رواه احمد والترمذي وعن ابي رزين العقيلي قال قلت
يا رسول الله اكلنا يرى ربه مخلياً به يوم القيمة قال بلى قلت وما اية ذلك
في خلقه قال يا ابا رزين اليس كلكم يرى القمر ليلة البدر مخلياً به قال بلى
قال فانما هو خلق من خلق الله والله اجل واعظم رواه ابوداود الفصل الثالث

عن ابي ذر قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت ربك
قال نور اني اراه رواه مسلم وعن ابن عباس ما كذب الفؤاد ما رأى
افتمارونه على ما يرى ولقد رآه نزلة اخرى قال رآه بفؤاده مرتين رواه
مسلم وفي رواية الترمذي قال رأى محمد ربه قال عكرمة قلت اليس الله
يقول لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار قال ويحك ذاك اذا تجلى بنوره الذي
هو نوره وقد رأى ربه مرتين وعن الشعبي قال لقي ابن عباس كعبا بعرفة
فسأله عن شيء فكبر حتى جاوبته الجبال فقال ابن عباس انا بنو هاشم فقال
كعب ان الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى فكلم موسى مرتين ورآه
محمد مرتين فقال مسروق فدخلت على عائشة فقلت هل رأى محمد ربه فقالت
لقد تكلمت بشيء قف له شعري قلت رويدا ثم قرأت لقد رأى من آيات
ربه الكبرى فقالت اين يذهب بك انما هو جبريل ومن اخبرك ان محمدا
رأى ربه او كتم شيئا مما امر به او يعلم الخمس التي قال الله تعالى ان الله عنده
علم الساعة وينزل الغيث الاية فقد اعظم الفرية ولكنه رأى جبريل لم
يره في صورته الا مرتين عند سدرة المنتهى واجياد له ستمائة جناح قد سد
الافق رواه للترمذي وروى الشيخان مع زيادة واختلاف وفي روايتهما

Marfat.com

قال قلت لعائشة فاين قوله ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى
قالت ذالك جبرئيل عليه السلام كان ياتيه في صورة الرجل وانه اتاه
هذه المرة في صورته التي هي صورته فسد الافق وعن ابن مسعود في قوله
فكان قاب قوسين او ادنى وفي قوله تعالى ما كذب الفؤاد ما رأى وفي قوله
تعالى لقد رأى من آيات ربه الكبرى قال فيها كلها رأى جبرئيل عليه السلام
له ستمائة جناح متفق عليه وفي رواية الترمذي قال ما كذب الفؤاد ما رأى
قال رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبرئيل في حلة من رفرف قد ملأ
ما بين السماء والارض وللبخاري في قوله تعالى لقد رأى من آيات ربه الكبرى
قال رأى رفرفا اخضر سد افق السماء وسئل مالك ابن انس عن قوله تعالى
الى ربها ناظرة فقيل قوم يقولون الى ثوابه فقال مالك كذبوا فاين هم عن قوله
تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون قال مالك الناس ينظرون الى الله يوم
القيمة باعينهم وقال لو لم ير المؤمنون ربهم يوم القيمة لم يعير الله الكفار بالحجاب
فقال كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون رواه في شرح السنة وعن جابر عن النبي صلى الله
عليه وسلم بينا اهل الجنة في نعيمهم اذ سطع لهم نور فرفعوا فاذا الرب قد
اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة وذالك قوله تعالى

Marfat.com

سلام قولا من رب الرحیم قال فنظر علیهم ینظرون الیه فلا یلتفتون الی شی

من النعیم ما داموا ینظرون الیه حتی یحجب عنهم ویبقی نوره رواه ابن ماجه

مکتوب بیست وششم در تحقیق بعضی اقوال مشایخ که از بعضی اعزه صادر شده

چنانچه قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله تحریر یافت سبحان الله وبحمده در حق

مقبولان خود چه فضل فرموده که ایشان را متخلق باخلاق خود نموده حتی که چنانچه

در کلام خود عبارات محکمه و متشابهه وارد فرموده در کلام مقبولان خویش

از انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام و اولیاء قدس سرهم نیز بکلمات محکمه و

متشابهه ملهم نموده تا اهل صفا اهل زیغ خفی بمحک آیات متشابهات

ممیز کرده کما قال سبحانه تعالی فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه

منه الآیه سوال از بعضی اولیاء کلمه عینیت و همه اوست و از بعضی دیگر لوائی

فوق لوای محمد و کلمه از کلمات حضرت ایشان که مقام خود فوق مقام حضرت

صدیق رض در نگین تر از و یافتم و کلمه حضرت غوث الثقلین قدمی هذه

علی رقبة کل ولی الله و امثال هذا از متشابهات میدانی یا از محکمات جواب

این همه اقوال متشابهات اند کسی تاویل یا تسلیم رهبر بمقصود میشوند سوال

اگر کسی بظاهر این اقوال اعتقاد کند بی تاویل چه قبح لازم می آید در و قول

Marfat.com

اول کفر لازم زیرا که در ظاهر قول اول غیر حق را حق گفتن است و در قول
ثانی خود را از نبی خود خاتم الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فوق نهادن شمردن
و این هر دو کفر است و در دو ثانی قایل این عقیده بحسب ظاهر اینها مبتلا
بود بدعت زیرا که در ظاهر قول اول که از حضرت ایشان قدس سره است فضل بر صدیق اکبر
رض و در قول ثانی که از حضرت غوث الثقلین است فضل بر مطلق صحابه و فضل
بر امام مهدی است حال آنکه فضل امام مهدی رضی الله عنه بموجب حدیث اجماع
جمهور بعد صحابه بر جمیع اولیاء تا قیامت ثابت و مقرر و قول بر خلاف تقریر را
بود این بدعت ضلالت عزیز من حضرت غوث از فضل امام مهدی بر خود
هرگز استنکاف ندارند و چون استنکاف ندارند و چون استنکاف کنند که به
تعلیم علم لدنی عالم بفضل او است و هم عالم بورود احادیث بر فضل او
رضی الله عنه و غیر واحد بفضل خود سوالی اگر تابعی از توابع بزرگان که قایلان
این هر چهار قول اند مبتلا بظاهر این عبارت عقیده شد و این را از فرط
محبت نامیده در حق ایشان چه حکم بود چه این از فرط محبت نیست فرط هوا است
و مخالفت با سر صاحب شریعت است و نماند صفای ایشان درین بود مشکل
نیست که مثل عیسی علیه السلام نسبت این عقاید توابع متبوعان ایشان معاف خواهند

Marfat.com

کما قال سبحانه بعیسی علیه السلام ءانت قلت للناس اتخذونی وامّی
الٰهین من دون الله الی اخر الایه ومتبوعان سر سجده نجات خود خواهند
وگویند سبحانک ما قلنا لهم الا ما امرتنا به ان اعبدوا الله
ربنا وربکم فیلزم علی کل تابعهم ان یسلموا فیهما
بالتسلیم المحض ویؤمنوا فی هذا بما عند متبوعهم
لان متبوعهم علی الحق لا تدخل فیه الباطل او یأولوا
بتاویل یهدیهم الی الصراط المستقیم سوال چون تخلیص تسلیم
ناقصان را نه نصیب نادر است بسبب تاویلاتی که درین هر چهار قول موصل مقصود است — ای شبهه
بیان فرمایند جواب اما قلیل البضاعت را چه یارا که از خود در تاویل این اقوال
متشابهه دم زنم اما عزیزان ما رحمهم الله درین اقوال فرموده اند که حکم والا نسبت
رنگ تجدید معروض میدارد بگوش هوش باید شنید که چون قایل قول عینیت
لا اله الا الله وجود غیر بین العدمین کالسطر المتخلل بین المدین است و قایل نفی
است از جمیع تعلقات داخلیه و خارجیه بحقیقت یعنی کلمه طیبه خلاص یافته
میخواهد که بحقیقت توحید متکلم شود می باید که وجود علم که بعد نفی غیر تمیز دارد
باقیست التی بحقیقه کلمه طیبه می آرد با اثبات علی نیز رخصت میدهند موجود

حقیقی علم هم با عالم دیگر نیستی پذیرد فلم یبق الشاهد من لواحق الشهود
من العلم والتمیز الا المشهود الحقیقی وصفاته فاذا تحقق هذا ینعدم
کل ما سواه بنفخ الصور الحقیقی یعنی کلها لا کما ینعدم ما بقی بنفخ صور اسرافیل واسرافیل
ایضاً فیتکلم الله سبحانه فی مظهر الشاهد المنتفی بجمیع لواحق الشهود به کلمه بمراد اوست
یعنی بتمام مالتی اوست کما یقول سبحانه تعالی یوم ینفخ فی الصور فینعدم الصور
مع صاحب الصور فلم یبق الا الله فیتکلم بکلام الحقیقی بلا واسطه وبلا مظهر ومخاطب
لمن الملک الیوم لله الواحد القهار فاذا تحقق هذا ثبت فی المرتبتین انه
قول الحق وکلامه بلا شرکة غیر الا المظهریة فی الاول ودر قول لوائی فوق لوای
محمد لوا بمعنی بشیر مراد داشته اند بشیر حضرت در معراج جبرائیل
وبشیر قایل حضرت محمد الرسول الله صلی الله علیه وسلم فلا اشکال فی فوقیته
اگر گفته شود که در بشیری حضرت همه عالم شریک اند وجه تخصیص این قایل جهت
جواب چون عوام بوسایط ظلال کثیر انحضرت علیه الصلوة والسلام نسبت
بشیری دارند وقایل قول بقطع ظلیت بشیری باصل متصف است
فظهر الفرق وقول حضرت ایشان که مقام خود فوق مقام حضرت ابا بکر صدیق
اکبر می یابم بدین معنی که چون در مرتبه عروج از زیر قدم اولیا طریقت بجهت

Marfat.com

استعداد خود بهره یافته زیر قدمی صحابه کرام متصف شدند و ختم این زیر قدمی
تا زیر قدمی حضرت صدیق اکبر است و چون ازین زیر قدمی بحسب استعداد خود
نصیبه حاصل نموده اند درین زیر قدمی از کمالات صدیق اکبر بمقامی خاص ممتاز شدند
همین صاحب قدم مستعد ترقی را زیر قدمی هایی حضرت علیه السلام سپردند و چون
در هر زیر قدمی بحسب بقوت استعداد به صاحب قدم برای ایشان در زیر قدمی خود
بفضل حق سبحانه مقامی خاص عطا کرده اند حضرت صدیق نیز بقوت ارشاد
بحسب منظر به استرشاد ایشان شانی و مقامی خاص در زیر قدمی خود عطا
فرموده اند همچنین در زیر قدمی حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم بحسب استعداد
خویش مقامی خاص یافته اند پس این همه مقامات در عروج که در هر زیر قدمی یاران ایشان
عطا فرموده بودند بتمام ایشان بحال اند و بملکیت آنها متصف و فوقیت و تحتیت
مقامات با ترتیب عروج مثلا که بتمام حضرت ایشان بحال اند و بملکیت آنها
~~متصف و فوقیت و تحتیت مقامات با ترتیب عروج مثلا که بتمام حضرت ایشان~~
بحال اند بلا شک یکی را بر دیگری ثابت و نیز فوقیت و تحتیت اصحاب اقدام با یکدیگر
فیمابین هم متحقق پس واضح شد که در قول حضرت ایشان ها بلا تردد حذف
بعضی مضاف است یعنی مقامی که در زیر قدمی ابابکر صدیق اکبر را عطا فرموده اند

Marfat.com

تحت مقامیت که زیر قدمی حضرت سرور کاینات ما را رحمت شده
و این ظاهر است لا یخفی علی احد عزیز من قول حضرت ایشان ما که من پیش بود
صدیق اکبر رضی الله عنه شعر معنی صدر است بلا توهم خلافه و معنی قول حضرت
غوث الثقلین بیان میکنیم و بالله نستعین باد رغلط میفتم باید فهمید که حضرت
حماد دباس قدس سره که هم عصر غوث الثقلین بودند و حضرت غوث
دران وقت صغیر بودند و فرموده اند که این طفل بر همه اولیاء وقت خود
فضل خواهد یافت و نیز بعد وفات حضرت غوث بعد مدتی از شیخ فرید
از معنی این قول سوال کردند فرمودند که اگر من دران وقت می بودم بر چشم خود
می نهادم ازین دو قول اکابر معلوم شد که قدم ایشان بر گردن اولیاء
انوقت بوده و بعد آن نیز و حضرت پیر دستگیر نوری قدس سره درین
قول ایهم با تخصیص تعیینی شده اند که قبل ایشان و بعد ایشان هیچ ولی بجمع منصب
هر دو قطبیت و غوثیت مفوض نشده از جمله این جمیع مرتبتین فی وقت
واحد خاصه ایشان شد جایز است اگر گوییم که اقطاب و غوث که بعد وفات
ایشان باین منصب قطبیت یا غوثیت فرادی فرادی نواخته میشوند
زیر قدم ایشان اند و جایز است که واسطه عطای این مناصب از جانب حق

Marfat.com

سبحانه تعالی بعروج حضرت غوثیت کرده باشند و این زیر قدمی با ایشان
بدیگران تا منصب غوثیت است و هر که از مرتبهٔ غوثیت گذشته بمرتبهٔ امامت
پیوست از این زیر قدمی بیرون است و جایز است که در مرتبه که فوق غوثیت است
برابر ایشان باشد بلکه فوق ایشان سبحان الله چه کوته اندیشی است که حضرت
عروج تا مرتبهٔ غوثیت می کنند و از مرتبهٔ امامت که فوق غوثیت و مرتبهٔ خلافت
که فوق مرتبهٔ امامت است جاهل اند عزیز من ایشان مخاطب بحضرت غوث اعظم اند
نه با امام و خلیفه و حضرت امام مهدی رحمة الله علیه جامع امامت اند
و خلافت که فوق غوثیت اند و مرتبهٔ خلافت و امامت هر دو مرتبه است
جلی و خفی و هر ولی که غیر اصحاب کرام و غیر حضرت امام مهدی است و از مرتبهٔ
غوثیت گذشته بکمالات امامت یا خلافت رسیده امامت یا خلافت
خفی دارد و خلافت جلی خاصهٔ حضرات اصحاب کرام و بعد ایشان نصیب
حضرت امام مهدی است پس باید فهمید که هرگاه آن ولی که بخلافت خفی
که بهره مند است از آنکس که بغوثیت منصوب آمده اگرچه جامع دو منصب باشد
یعنی قطبیت و غوثیت اعلی و افوق شد از شان آن خلیفه جلی کم رتبه است
بخلفای راشدین دارد و فضل ایشان در احادیث مذکور و مرقوم است چه بیان باید

Marfat.com

وکیست که در غور آن کوشد لا تفکروا فیه اصلا عزیزمن قول حضرت غوث
افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب از کسانیکه
اول ایشان بوده اند خبر میدهد نه از کسانیکه بعد ایشان آمده اند و خواهند
آمد جایز است بلکه واقع که شموس بعضی آیندگان نیز غروب پذیرد و شمس
آخر از شموس ما قبل است خاتم الانبیا خاتم الولایت باشد و چون خاتم
الانبیا بر ما قبل خود فضل دارد خاتم الولایت بر جمیع توابع فضل داشته باشد
و ظاهر است که خاتم در جمیع اولیا امام مهدی است فمن تفضل علی غیره سوی
الصحابة بعضهم فقد خطا خطاء صریحا فوجب علیه التوبة والعود الی عقیدة السلف
قدس الله سرهم مکتوب بیست و هفتم در تحقیق اقسام مومن مومن چهار قسم است منحرف
مقید متوجه سالک رسنده محجوب واصل حاضر منحرف مقید کسی است که بحجاب
غفلت مبتلا بمعصیت شده در قید افتاده علاج او به ندامت و استغفار است
تا آنکه آثار قبول توبه بظهور بیاید از دیگر کلمات نافع بحال او استغفار است
بعد قبول توبه چون فضل خاص رهبری کند متوجه بکار قطع منازل خواهد شد
درین حال ایشان را متوجه سالک خواهند نامید چون حجاب راه اقسام شهوات
و هوا است مثل تعلق بآله باطله و تعلق بآن ها برد و مانع ظهور انوار وحدت

اله تعینی است علاج او بتکرار کلمه طیبه است تا آنکه آثار ارتفاع موانع که هوا
و شهوت است متحقق نشود تکرار کلمه طیبه خصوص مزاول که لا اله الا الله است
در حق او شافی و کافی است بفضل احض بعد ارتفاع موانع مذکوره سینه
محجوب خواهد بود بعضی اگرچه قطع منازل کرده اما در بار مجلس خاص ار دور از
صاحب خانه هنوز آشنائی پیدا نکرده در ینولا بصورت کلاین کسی احتیاج کم دارد
نافع و سبب رفع حجاب در حق او لفظ الله خواهد بود زیرا که این اسم معظم
جامع جمیع اسما و صفات محبوب حقیقی است جل شانه چون جذب جاذب
حقیقی دستگیری خواهد کرد بعد تکرار این لفظ معظم بیاد ذات اسمی این اسم
ترقی داده از مسمی این اسم آشنا خواهد کرد مراتب شهود و حضور آنا فانا بر
صاحب لایت ظهور خواهد نمود در ینولا این اصل حاضر الکلام بکلامی و تلفظ
بالفظی اگرچه لفظ الله باشد در عین حضور مسمی سوء ادب مینماید مگر که مامور گردد در ینولا وقت
مطالعه شهود این خاص را بجای خواهد رسانید که در عین نظر باشیاء متعدده خارجیه
در ذهن منظور و مشهود او بجز وجود واحد حقیقی نخواهد ماند زیرا که موجودات متعدده
ظلیه اشیا چون ثبوتی و قیامی داصل بجز وجود حقیقی ندارد و هر وجودی که در بود
خود محتاج بسوی غیر است فی الحقیقت اطلاق وجود بروی صورت نسبت حقیقی

Marfat.com

پس در جمیع مراتب متکثره ظلال اگر وجود هست ظهور همان موجود حقیقی است
اگر ثبوت نفس نسبت ظهور همان ثابت نفس الامر لیست لهذا این عبارت
در نیم رتبه رسیده و بجز وجود واحد درین مظاهر نمی یابد و ازین دید باطنی لفظ
همه اوست بر باطن او میکشد و در بعضی اوقات بغلبه ظهور این نسبت
بر باطن بهمین کلمه لذیذ بر زبانش می آید و چون ظاهربین از حقیقت ظل و رتبت
نفی وجود از ظل کفر می انگارد و نمیدانند که ظل خود شاهد و گویا در نفی نسبت وجود
حقیقی از خود هست و اگرچه از ظلیت ظل هیچ عاقلی انکار ندارد اما آنچه حقیقت
اصل است نسبت آن بسوی ظل تشریک ظل با اصل می پندارد و قال الله تبارک
الله تعالی ولا یشرک فی حکمه احدا غیرت من ظل مثبت مرآنکه خود تعالی بظهور کمالات
ذاتیه خود بظلیه ظاهر است بی حلول و اتحاد و چون وجود حقیقی را که اصل است
ظهور بظلیه بر دو مرتبه است بظهور و افاضه کمالاتی از کمالات علم حقیقی تا بی
آنجا ضد آن لهذا ظلی که افاضه ظهور علمی تر ارد و از حقیقت هستی وجود ظل آگاهی
ندارد و نیز وجود صوری را وجود حقیقی انگاشته ظاهربین نام یافته و ثانی از چون
بظهور علمی نواخته آمد مشاهده وجود حقیقی در ظل نصیب او ساخته این است وحدت
وجود در کثرت ارباب شهود را و وحدت وجود بر دو مرتبه است اول آنست انه

وحدت [illegible] معنا که [illegible] این [illegible] وحدت وجود و کثرت میخوانند صاحب [illegible]

از [illegible] تثلیث ترقی کرده که فی المثل ظل از میان بر در رفته محجوب [illegible] وصل را

[illegible] کوشد اگرچه از کلام منی که گذشت بحقیقت [illegible] یافته [illegible]

[illegible] باشد [illegible] اینجا هنوز کار [illegible] تمام است و حجت تثلیث میان حائل

[illegible] فضل الله [illegible] و [illegible] با [illegible]

له [illegible] که گذشت از وحدت وجود

کثرت حقیقی پیدا شود [illegible] چه [illegible] حقیقی [illegible]

[illegible] است [illegible] ظهور

[illegible] ظهور [illegible] حضرت [illegible]

که [illegible] در اندر [illegible]

[illegible] وحدت وجود که [illegible] وجود [illegible]

[illegible] یا باید [illegible]

[illegible] در [illegible]

[illegible] خواهد بود

ذلک فضل [illegible] من یشاء [illegible]

Marfat.com

تا معیت این مسئله است موقوف بر ارتفاع حجب است تا نور بیشتر

بدان ای مدبر که در طریقه قادریه بیت اعوذ بالله من الشیطان الرجیم

داد کرده ... یکی ... حرف ... ن ... الاول ...

... الرحیم ... سعادت ... الدین ... لام ...

... اسماء ... که ... است ... دار

... ان ...

... علم ... یکی ... است ... الله ...

... خواهد ... انکار ... آیات ... عظیم ...

تحقیق این ... سکوت ... کمر ... اداره ...

که در دفع اشتباه عزیز کار آید باید ... باز او دو رکن است

تصدیق و اقرار رکن وامی و امان تصدیق است و اقرار رکن او ثانی

است ... در نام ... که رخصت ... در بعضی محل

با وجود نطق از خوف ... عدم ... اقرار با وجود صحت

... ایمان ... مذهب ... رکن ... ثابت ...

... نگاه ... حضور ... دوام ... خضوع

[illegible]

Marfat.com

[illegible] الع [illegible] و [illegible]

[illegible] ونهایت [illegible] [illegible] احادیث [illegible]

[illegible] العلم الظاهرة الدینیة از متعلقات [illegible] الع [illegible] از [illegible]

[illegible] از [illegible] که عمد [illegible] است هیچ وقتی جایز نیست [illegible] اگر یک [illegible]

[illegible] حال [illegible] [illegible] ایمان [illegible] نماید [illegible] این متعلقات [illegible]

تصدیق و تسبیح زبان [illegible] [illegible] است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم

دائم [illegible] [illegible] بوده اند [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بعد وقت [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الاسلام [illegible] غیر [illegible] احادیث [illegible] از [illegible] که

[illegible] حضرت [illegible] [illegible]

[illegible] علی [illegible] ولی [illegible] از [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] است [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مشروع است بر تصدیق [illegible] وقتی است [illegible] لاجارم [illegible] است [illegible]

[illegible] بلکه بعضی اوقات ادای آن [illegible] است [illegible]

وقت [illegible] [illegible] خلا و وقت جماع و وقت استنجا و وقت [illegible] وقت تکلم

بکلم از میعاد ... اوار نوع فرموده اند ... باید که نظر کند در حقیقت

کار اند ذکری ... ری که از ما ... الاصال ... ذات است که ...

... مارا ... عالم

... [illegible] ...

... شرع

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... در بیان مظهریه ... علم ...

... المحمدی صلی الله علیه و سلم ... العلم

... الوحده ... علی الله

... الدلالة ...

... الشیخ ... تاج ... مدبر ان حقیقة

الحمد بالذات الجامع المنزه عن التنزل ... باید فهمید که اطلاق حقیقت

Marfat.com

چه است درینجا مراد از حقیقت مد فیض است حقیقی که مرکب از حضرت بنوع تا
تأمل اعراض کرد چون تحقیق این حضور طولانی دارد موقوف بر حضور د...
فقیر از آن ایام که میان مکمل جلال کشانیده آمده تا حال بحث شکم است در روز
شبت زده دست شود بعد آمدن شما درینجا مفصل عرض خواهد داشت. ابیات
چه معنی رنگی است که بیرنگی اسیر رنگ شد موسی با موسی در جنگ شد چون به بیرنگی رسی کان داشتی
موسی و فرعون دارند آشتی مراد از بیرنگی مرتبه اطلاق که تعین را در آن راه نیست
و از رنگ تعدد مظاهر و کثرت تعینات است و از اسیر شدن انعکاس آبگینهای
متکثره از نور آفتاب وحدت و از جنگ موسی با موسی نسخ شریعت پیغمبری مر پیغمبر
دیگر را و از رسیدن به بیرنگی رجوع نهایت بسوی بدایت و از آشتی موسی و فرعون
اضمحلال تقابل صوری و تعین شخصی و برچیدن بساط تکلیف از میان مراد است
آبگینهای مختلف الالوان که موجب کثرت اعداد در شرح میر محمد رضا عفی عنه فقیر
میگوید که آنچه مخدومی میر محمد رضا در شرح ابیات مصدرة الصدر فرموده اند بسیار
در مناسبت الا بمعنی مناسب شیخ فانی می نماید زیرا که مناسب اضمحلال ابهام
و مرتبت تعینات است حتی که علم فنا هم اگر در شخص فانی باقی مانده همه فنا درحق
ثابت نکرده اند لهذا از رسیدن به بیرنگی امیر خوی در شرح ابیات تعینات مراد اضمحلال

Marfat.com

تعینات از نظر عارف کرده چه تعین عارف و چه تعین غیر عارف در نفی

اسوه چند در مثنوی دارد اول آنکه از دیدن بیرنگی انعکاس آئینهای بیرنگ

از نور آفتاب دور شده ایسی در شبنم است یعنی آنکه آنچه در آئینه منعکس است

حقیقت بیان کرده اما حقیقت نه بهیچ ملکیت که مستقل بنفسه باشد از دی

از نشانه دو که معنی دیدن بیرنگی را با ضمحلال سالک من کل الوجوه بیان

کرده و در اینجا آشتی موسی علیه السلام با فرعون مقرر فرموده حال آنکه درینجا تمام

دلیل شان این میرود ازان متصور نیست زیرا که ثبوت تام در ان مرتبه فانی اضمحلال

است پس آشتی که صفت ایشان باقی ثابت داشتن ذات ایشان تحقق

میشود دوم آنکه چه جنگ موسی با موسی نسخ شریعتی دیگر را مراد داشته و چون جنگ

مقتضای مخالفت است و هیچ شی را با هیچ نیز ظهور ناسخ و منسوخ بهیچ وجه مخالفت

نیست بلکه متمم و در شریعت خود محبوب نسخ است و کذالک شیخ عبد الفتوح

بر در تحقیق جنگ شیخ با شیخ است الغرض آنچه معنی این ابیات مقصود

مناسب شان شیخ با قدرت است از ماده این اجمال تحقق شد که تعدد به

در بیان [illegible] صفات [illegible] در [illegible]

[illegible]

دیگر است دهر گز در وقت ظهور ازلی او با وی مخالفت نیست چنانچه لاهوری نیز

از این معنی است حضرت مولوی روم قدس سره در مثنوی فرموده اند

چون که بیرنگی اسیر رنگ شد موسیی با موسیی در جنگ شد چون به بیرنگی رسی کان داشتی

موسی و فرعون دارند آشتی بعضی عزیزان شرح این ابیات کرده اند و از بیرنگ

مرتبهٔ اطلاق و از رنگ مرتبهٔ تقیید و از اسیر شدن ظهور انعکاس در مراتب متخالفه

را خواسته اند و در تقیید آشتی را حمل بر [illegible] اما در خاطر فقیر رسیده اند که مراد

از بیرنگی عدم انصباغ ایشان به تکالیف شرعیه و عدم التصاق به مرغوبات

طبعیه است و آن هر دو در نشئهٔ عالم ارواح اند قبل از تعلق جسدی زیرا که در عالم

ارواح همه را با یکدیگر صلح [illegible] تکالیف شرعیه و التصاق

به مرغوبات طبعیه در آنجا نه متصور و نه متحقق و چون روح هر یک در قید جسد

اسیر گشت و متصف به مرغوبات طبعی [illegible] تکالیف شرعیه شد مظاهر

لطیفه در خیر قبول آن آمدند و مظاهر قهریه از قبول آن روی تافتند

پس هر مظهر برای ادای حق مظهر خود [illegible] با دیگر جنگ پیش آمد چنانچه

فرعون را با حضرت موسی علیه السلام مثلاً و گاهی حضرت موسی را با حضرت خضر علیه السلام

از ارتکاب خضر برخلاف رضای حق صورت جنگ می دارند اما چون فی الحقیقة

جنگ نمی

اسیر رنگ گفتن بهمین دلالت کند که حق سبحانه را [illegible]

Marfat.com

نبود در عین مجل جنگ بصلح بدل گشت و موجب علوم کثیره گردید کما
الله سبحانه یبدل سیئاتهم حسنات الغرض چون صاحب صغارا که
صفات لطیفه است عروج روحی و علمی از مراتب جسدی میسر آمده در
مرتبه روحی رسید و تکالیف شرعیه که بسبب تعلق جسدی بودند در انجا
دریافت ولی موقع رد و بجنگ تکلیف بالایطاق دید پس رد بآشتی آورده
از جنگ قضای محض متوجه مطلوب حقیقی گشت و ثمره آن جنگ که در تعلق
جسدی لوجه الله بوقوع آمده بود حاصل نمود و صاحب ظلمت فرعون مثلا
صفات قهریه است و جنگ او بوجه امکینی بود بمطلوب حقیقی پی نبرد
و در آخر کار در درکات عذاب جای یافت کما قال الله سبحانه و مأویهم النار
و جنگ او چون بسبب عدم اطلاع بر حقیقت احکام شرعیه بود بعد اطلاع بر حقیقت
بر تکالیف بر جنگ سابق ندامت کشیده بآشتی پیوست اما چون جنگ او
بوجه ابلیسی بود در عین اختیار صلح در وقت یأس ثمرات ظهور قهریه که
عذاب دخول نار است ممتاز کرد و خبیث از طیب در عین تمیزی پیدا آورد
سبحان الله چه کمال هر دو مربی است که چنانچه در عین جنگ مظهر مخصوص هر یک
از مظهر ثانی ممیز بود در عین صلح هر دو مظهر که بمقتضای صلح هر دو مربی فیما بینهما

Marfat.com

بوقوع آمده نیز بظهور نتیجه آن هر دو کمال تمیز پدید آورد لیمز الله الخبیث من الطیب
عجب کاری و باریست بعضی عزیزان مرتبه تقیید را برنگ تعبیر کرده آشتی را در آن
محال پنداشته در این تحقیق که بالا ذکر یافت بعین حیثیت تقییدی بعد جنگ
آشتی ظاهر است مکتوب در بیان معنی آیه یسبح لله ما فی السموات و ما فی الارض
اخوی معنوی حافظ عیسی سلام نقیرانه خوانند و سوای تسبیح صافات مسبحین
که جماد و نبات و حیوان اند و انسان نیز درین تسبیح لازم با نهاشریک است
از جهت شمول این هر سه مرتبه و این تسبیح لازم ذات هر فردی از نهاد
انسانست به تسبیح انسانی که خاصه انسان کامل است بهمت کامله صبح و
باشد و در ایشان اوامر و اجتناب از نواهی این تسبیح را که خاصه انسان کامل
است منحصر دانند و این تسبیح مخصوص را خاصه مومنین بلکه خاصه انسان کامل
فهمند و این تسبیح مقتضی درجات عالیه و مثبت اعمال حسنه پندارند
تسبیح این طایفه اهل خیر را مظهر انوار صفات لطیفه الله جل شانه
شناسند و کفار که کالانعام بل هم اضل سبیل اند ازین تسبیح مجرد
و بسبب تشبیه به انعام با وجود اسم در رسم انسانیت از دایره و قواعد انسانیت
کامله جدا و چون تسبیح اینها بظهور کمالات صفات قهریه عدم انحراف از

Marfat.com

آن صفات است اسم تسبیح بر بهر فردی از ینها مطابق و مناسبت بمظهریت
صفات لطیفه من کل الوجوه در ینها معدوم لهذا اعمال حسنه ولو صورتا
بظهور صفات لطیفه کالامانه در ینها ظهوری صوری داشت در یوقت
که مناسبت حقیقی خفی بظهور صفات قهریه پیدا آمد صاحب امانت امانت خود را
از ینها بر میگیرد همین سلب امانت بحبط اعمال مسمی میگردد و این طایفه
انس صوری برزخ است میان انسان حقیقی و سه صفت دیگر یعنی جماد
و حیوان غیر انسان زانجهت که این انقیاد صفات قهریه در دی
اختیاریست در صفت انسان معروف و ازانجهت که با وجود انقیاد
خود که صفت قهریه است از درجات اخروی خالی و بی بهره در اصناف
داخل گمال قال تبارک و تعالی اولیک کالانعام اما چون اصناف ثلثه
از درجات برادت از عذاب بسم دارند و این طایفه برزخیه بعذاب
اصناف ثلثه نیز ازین سبب زارد و بعید المقام کما قال جل شانه سبحانه
سبیلا در باید دانست که چون کمالات صفات قهریه در عین
تسبیح خاص از مظاهر مخصوصه خود مقتضی سلب اعمال حسنه از ینها
استعداد اینها باین سلب و توجه این مظاهر خود بدرکات منجر اند

Marfat.com

پس قبول استعدادی این طایفه احکام ربی خود را محض تسبیح و متابعت امر داد اند و فهم بکنی که تسبیح هر مسبحی اقتضای اجر جزیل دارد لا بل تخلیق افراد مخلوقات محض برای اطاعت است بعضی برای اطاعت صفات لطیفه بعضی دیگر را برای انقیاد صفات قهریه آفریده اند درجات از متفرعات اطاعت صفات لطیفه اند و درکات از مترتبات صفات قهریه اینها که همه عوض تسبیح طالب اجر جزیل باشند آگاه باش اگر مظاهر قهریه در اطاعت خود اقتضای درجات پیدا آرند حال آنکه محبوب ربی اینها اقتضای درکات این جماعت است از دایره تسبیح بیرون آیند و مخالفت کردند العاقل تکفیه الاشاره بیت من ترا کیستم بمن حد ست ها تو نیز نیستم همین حد است والسلام ؛؛ مکتوب سی یکم در تحقیق معنی مناجات نماز گذار با رب خود در

بسم الله الرحمن الرحیم مولی التکلم بالکلام الحقیقی فی الصلوة کلام المصلی بعد سلام نیاز مندانه بکرم معروض میدارد که فقیر را بود که المصلی یناجی ربه واقع است چون در قرات مصلی نظر کردم تنها وفاتحه را بمعنی مناجات یافتم اما در ضم سوره دیدم که آیاتی که معانی مناجات دارند مثل ربنا آتنا و غیر ذلک صریح مناجات اند

قل هو الله احد و قل یا ایها الکافرون سلاما از طرف مصلی در حین حالت
مناجات چه نسبت بمناجات دارد و سور و آیات که از قصص فرعون
و ابلیس خبر میدهد مناجی را در مناجات چگونه لایق و کثرت قصص تفرقه
آورده است پس حضور چگونه متحقق شود بفضل الله سبحانه در دفع حدیث مذکوره
و تحقیق معنی قرائت بکلام قرائتی بتمامها الحمد بفقیر ظاهر گردید معروض میدارد
وان استصلاح ازان جناب است المصلی اذا قصد ان یشرع فی اداء
ما امر به من المناجات نظر الی قوة علم الحصول العادی فوجدها فی غایة
النقصان فعلم ان لا ملجأ من الله الا الیه فکبر و قال الله اکبر انت اکبر
من المناجات التی هی بضعتی فسمع الله تعالی حمده بالتکبیر فعلمه المناجات
بکلامه الحقیقی القدیمی بفاتحة الکتاب وامر بالالهام الخفی ان یحضر المصلی
بحضور القلب الی المناجات التعلیمی فوجب علی المصلی ان یتوجه الی حفظها
بعد السماع من الله سبحانه و اذا تمت الفاتحة وحفظ المصلی معناها و قصد
المناجات بالفاتحة وجد فیه تکرار الفاتحة و هو ممتنع فتوجه الی المولی الحقیقی
ان یعلمه بما یلیق للمصلی فی هذا المقام فیلهمه بلفظ امین و معناه المتضمن لجمیع
معنی الفاتحة التی هی الکلام الحقیقی ثم قرأ المصلی امین بتعلیمه الالهامی والتی

Marfat.com

الی حیاته [illegible] المقصود [illegible] [illegible]

فتکلم ثم وحمد الله [illegible]

بحصله الجوار [illegible]

وقال [illegible]

ای کل [illegible] الصراط [illegible]

القلبی واخذ مقاصد فی [illegible]

ان یعلم المصلی ان لفظ [illegible]

کلام الله سبحانه [illegible] یعلم [illegible]

العظیم بیانا الصراط المستقیم [illegible] التکلم فی

الاشیاء کلامه [illegible]

ولشاملا فی المومنین [illegible]

بلا حصول [illegible]

[illegible] بیان فرض نماز جمعه [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

حد مردم را مورد امداد نماز جمعه فرض قطعی است و علما [illegible] آن [illegible]

[illegible] و دالی [illegible] انتظار تام [illegible] که سطرفی از طرفین [illegible] چند از روی

[illegible] بعضی بهانه محقق و ملهم [illegible] تمام باید

این انتظار بر قاعده طرفی از دو فن کار میکردم ناگاه مجتهد فضل [illegible]

[illegible] به دعا [illegible] کردی شک و ریب واقع گشته

[illegible] شک کردن در نماز جمعه از وسوسه شیطانی است

[illegible] در خاطر گذشت

[illegible] امت [illegible] است پس این را [illegible] تشریع

[illegible] در میان [illegible] عوریسی نمود و شد چند روزی

از [illegible] یافته شد چنانچه بر علما ظهور این

[illegible] اگر چه اینها طرفین را رجوع نمیده

[illegible] یاران و مخلصان ما را باید

[illegible] فرض خداوند سبحانه را [illegible] تنها

لا [illegible] بر این فقیر باین طریق واضح شده که نیست

این برگزیدگان [illegible] مجتهدین عظام برای اظهار [illegible] از انسان

Marfat.com

در بعضی مسائل [illegible]

دلیل که [illegible] اصول [illegible] ارشاد [illegible]

بر همه اعمال [illegible]

و سعاما اخلاقیت [illegible]

در لید علیه [illegible]

بہره مند [illegible]

کرد [illegible]

طریق باطنی [illegible] ستار

ایشان کمال الاولیا محققین در اسرار [illegible]

الی [illegible] چون این تحقیق [illegible] اختلاف [illegible]

نظر [illegible] قول [illegible] انتهی [illegible] صراط مستقیم [illegible] بچنین

ولی کامل مکمل [illegible] جمهور تعلیم السیر کائنات و احاطت [illegible]

[illegible] مقامات [illegible]

بقیاس [illegible] ظاهر [illegible] استعداد که قابلیت [illegible] اراده ازلی

او تعالی داشته [illegible] انوار [illegible]

محجوب شود

Marfat.com

مجوب [illegible] و بسبب نور بصیرت ایشان نماید لایق بلکه واجب تر چون
[illegible] پرستار حقیقی هر گاه بحسب عادت مقصود [illegible] در حین حیات آن قاصد آ
[illegible] حق پرستی قول ایشان کرده باشد بعد وفات ایشان کسانی که
[illegible] استعدادی [illegible] از تابعان مقلدان [illegible] باشند اگر متابعت
ایشان [illegible] اختیار نکنند [illegible] سعادت [illegible] از کسی
که متابعت قول محقق کنند [illegible] در اعصار [illegible] و قول طرف
[illegible] اقوال مختلفه [illegible] برای ادعای [illegible] جمع
چهار کانی [illegible] بطور [illegible] این چهار
[illegible] عوام است [illegible] بوده است
[illegible] با ایشان تقلیدی برای [illegible] آن [illegible] درست داین
[illegible] برای [illegible] عوام است والا متابعت قول متحقق کشفی
[illegible] حق [illegible] و محض [illegible] حقیقی از
[illegible] ریاست
[illegible] احقر عبد النبی [illegible]
[illegible] الاقل [illegible] الاولیاء

Marfat.com

الان اشرف الملائکه والفضل الانسان بعد سلام فقیرانه معروض میدارد
که سعادتمند میان غلام رسول حامل لطیفه امینه آن ملاذ را بی آنکه آشنائی
باید داخل طریق حسنه نموده شد از بسم ذات آگاه ساخته داز [illegible]
تسمیه نیز حق تعالی سعادتمندش گرداند باید که در صحبت خودش ترقیت کنند
تا لذت دین را یابد ذات الله تعالی بعد تمام این ماه [illegible] مطالع
سازند در جمیع یاران احوال پریشان نباشند والسلام [illegible] مکتوب چهارم
بشریف اذا ذکرنا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر
ورزقناهم من الطیبات وفضلناهم علی کثیر ممن
خلقنا تفضیلا و مکرم و مشرف باشند نیازمند عبد النبی امیدوار دعای
بیاد و توجه [illegible] بعد سلام فقیرانه معروض میدارد که از مدت چند ماه است
که ملاقات آن عزیز نشده اگر فرصت [illegible] دیدن این عاجز را [illegible]
[illegible] الحال [illegible]
[illegible] حلوا که از [illegible]
[illegible]
[illegible] برسه دالبی

ظهور از ابو ابجد له ذکر ... در ... از ... با ... در

سار ملوکان سهارده لی اله ... بار ... گو

... غ ... بوره ارنده ...

زا نشسته ... امین بود الخ ... از لیم ...

در دلا ... از ... از ...

... ملر ... ماران ... راه ...

... الدبا ...

... مکتوب سیی وپنجم باشرف الاخوان محمد امین

... زمان ... ما ... حنیف

سدالمبرک ... حسن الطوی ...

عمد ... افعال ... انیج ...

تعطل ... سادت ... زرق التونس ...

دان کار ... نامه ... فی ... عرت

... بام دی ... حالات ... والق

وزوده عجب ابقی ... بهار ... اسرت رشته کار شناخود

Marfat.com

بی نرد محکم شده اما کار بسیار بیشتر است تا زمانه که حیات باقی است امیدوار
ترقی باشند و این ترقی نه از تشبیه بسوی تنزیه است لایق ترقی در تنزیه است
مرد باشند دینار افانی پیدا شته بجوی بخرند و چون سعادت شعار میان علی محمد
درینجا هستند و از اسم دار هستند بر دند باید که از نفی و اثبات تعلیم فرمایند
دارد [illegible] طرایق بحث و اثبات نفی [illegible] زیادتی بهره شدی بوده باشد دیگر کوبات
و مکرر کی یاران خود را تعلیم نموده باشند و این عاجز را گاه گاهی یاد نموده باشند
و فقیر را لازم ذات خود فهمند و از طلب فقر قوابع را تحریر می کرده اند ما بین مکتوبات
تنها معمول این حیرت نیز در رساله معمولات تحریر کرده والسلام علی من
اتبع الهدی مکتوب سی و ششم بجه اشرف مولانا [illegible] تعالی [illegible]
و باشد [illegible] بحقیقت [illegible] اصلی طلی در ذات مرتوبه تمام [illegible]
اما غایت این همه مراتب [illegible] داخل دایره [illegible] است در حقیقت مرتبه ولایت
و نبوت انبیا علیهم الصلوات [illegible]
که معطا است بشارت [illegible] امید دارند [illegible] احتیاط
[illegible] واسطه [illegible] واسطه [illegible] یکی رابطه تعلیم
که نسبت الحجابیت دوم واسطه حاصل از مرتبه الحجابیت چون در رسالک [illegible]
[illegible]

شرائعت آنحضرت علیه السلام نور تعلیم جسمانی و روحانی اولیا و انبیا
استعداد را قوت و وسعت پیدا میکند. قابلیت به تعلیم علم لدنی
از تعالی او [illegible] جایز است که از الله تعالی بواسطه تعلیم جسمانی روحانی
[illegible] تمام نماید اما [illegible] آنکه جمیع اوقات از تعلیم روحانی فارغ [illegible]
[illegible] از انتساب [illegible] هیچ وقتی از اوقات
قطع شده است و شرط آن دلیل شود علامت عدم قرب [illegible]
است [illegible] الله تعالی [illegible] در رجوع واسطه مطلق کمال [illegible]
معامله بالعکس است قابل شد [illegible] الباقی [illegible]
[illegible] السلام علیکم و علی [illegible] اجمالا بتفصیل [illegible]
مکتوب سی و پنجم بمحمد اشرف [illegible] السلام
[illegible] فهو لیس [illegible] السلام
علیکم عن الاشرف [illegible] از نفیس عبارات که مرقوم بود اگرچه
[illegible] بخش است اما داخل اسراف است معانی این اجمال مفصل
صفحه [illegible] شنبه [illegible]
مشتاق [illegible] مکتوب سی و [illegible] بمیان محمد اشرف جیو السلام علیکم و رحمة الله

Marfat.com

وبرکات سعادت شرف اند در نصیب اشرف باد و از باد غرور ریا غرور

محفوظ و مستور را گرچه مسافت درمیان است اما صحبت جانان در جان

و نهانست بعد صورت ضرر ندارد در صحبت جسمانی نیارد در گوشند

تا جام محبت بنوشند قطعه تو از تنی ای دل آگه مکن اجابت برسی کرد

تو پی بر چه دل الحیدان برو این که دو پی بر چه دل در ره بست دو پی بره ردی

حق سبحانه محبت بنیاد را از حقیقت صدق که جامع فنا و بقا حقیقی است

بهره مند سازد و بغلبه شهود مطلوب ذره ذره اثر را مضمحل و معدوم گرداند

از ننگ ناموس دنیوی خلعت بیرنگی و ننامی پوشاند شاید زنده دوز

بیت از ننگ چه پرسی که مرا نام ز ننگ است از نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام

است متعلقان ظاهری و باطنی ایشان را با ایشان تشویق کرده اند

که چون دو دل متفق شوند کوه را از هم بکنند غرض آنکه یاد ایشان نام دل

دل یکی را اند که دم از سما جدا اند در حالت اتصال هیچ یکی اشتباه

ندارند ذات او تعالی حقی که از خودی خود هم بکند یکسره بیخودی

مرادی را در میان ندارند در محبت او تا محبت ذاتی متحقق شود و ز مه

خود واقع او قوم فرموده بودند خوب است اگر مهربانند نکنند آنجا آید

Marfat.com

که بزرگان این نسبت بی شمار حاصل نموده اند درین خاندان
خوش خود بند نسبت و اعتقاد راسخ بر پیر و متابعت سنت سینه
… پیدا کرده ریاضت و مجاهده کارکنان … رونداشته اند ما دتی
… نسبت … بر توقع آیدم … نسبت چه نوبت بخدا سپردم
بخدا سپردم بخدا سپردم امیدوارم که حق سبحانه برکت بشما جوانان صادق نیت
در حق … کار در … نصیب کنید و سعادتمندی در خورده را نصیب چون
این … ذکر … خوب … دعا … نظر می آید نهند … هم کامل …
باید … مکتوب … هم بیان … اشرف … کرده اید
بالجمله … کار … محبان نزدیک و دور … بلکه جانب
… … ضرور است بل مظاهر مفصله خود ظاهر و حاکم است بعد
… … از احقر دعاگویان عبدالنبی اشرف محبان مطالعه فرمایند
چون مدتی که نشد از خبر العزیز سمع جسدی و روحی بهره سعادت حاصل
نکرده بنابرآن در عین وقت کتابت چشم پرآبی و قلب پر درد خرابی بود
حق تعالی این عاجز را از لقای العزیزان پر نور شرفی خاص عطا فرماید
توقع آنکه در زود دات کسی ان باید نشوند که خط عبدیت رخت بربندد

Marfat.com

[illegible] اجودی باشند [illegible] مصطفی اختیار [illegible]

[illegible] دارند [illegible] اِنّا مکتوب [illegible]

بمیان محمد اشرف اشرف القوم اتقیهم اخوی مشفقی بعد سلام مطالعه فرمایند

میان یکمل با برادر خورد [illegible] بود [illegible] ایام

[illegible] تشریف خواهند فرمود اوقات را [illegible] بخدمت [illegible]

[illegible] را فاضل [illegible] در جواب خط نوشته شد [illegible] فاتحه خیر خوانند

اِنّا مکتوب [illegible] بمیان [illegible] ذره الصدوق [illegible] آمین [illegible]

[illegible]

[illegible] عاجز [illegible] قطعه [illegible] باحق [illegible]

[illegible] طریق است [illegible] است که [illegible]

[illegible] اینجا [illegible] ایام که [illegible]

[illegible] علیکم [illegible]

[illegible]

از خود [illegible] وجوبیه عینیه [illegible]

و بصیرت [illegible] دیگر [illegible]

ایمان آورم

ایشان ادا کرده و اجتناب از نواهی است بلکه ارتکاب امور مباحه هم ذنبی است

نزد ایشان حسنات الابرار سیئات المقربین مشهور است بارکت باشند

تا بیست روز از جا نجنبند بعد از آن اختیار دارند مکتوب چهل و دوم بمیان محمد اشرف

... مشهور است بمشابهه اشرف العرب افضل العجم نوشته باشند

نام ... از مطالعه نمایند چون مدت ... از ملاقات ... دوری در کند

... باید حقوق دینیه بخدمت متعلقان باید اگر قدرت اخلاص را

... دستگیر ... تحبیب سند سازند زهی سعادت اگر هم بالی ادا

... مکتوب چهل و سیوم بمیان محمد اشرف در صدور نیست

را ... کرده ... وخفیه اوقات را از صحبت ایشان ... نمود

برباد ... از ذکر معبود نتهمند اگرچه ذکر متلبس باشند جمیع اوقات

... این عمر نماید ... تا فرصت ... هیچ فعلی هرگز سر راه نیابد

اگرچه ... عرفان باشد ... اگرچه اظهار نعمت حمد الله لعطیه

... فرزند ... ارشود ... فرصت دیگر است ... لا تفرح

... الله ... فرموده و حمد ... کرست زیرا که قل الحمد لله

فرموده باید ... از ارتکاب ... امور باطن از حقیقت خضوع کرده است

Marfat.com

فنا هست غافل شوند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء [illegible]

طریقه آسنیه برای جدای [illegible] قلب [illegible] اگر [illegible]

جدا نیست در هر فعل بهره باید گرفت یهدیکم ربکم الله [illegible] مکتوب چهل چهارم

بیان محمد اشرف الاخوان بجوع بعضی دعویان [illegible] والا کید [illegible]

بود [illegible] سیری [illegible] بخش [illegible] توابع [illegible]

رقعه مشفقانه در باب [illegible] بردار کمی [illegible]

[illegible] بود [illegible] باید [illegible] [illegible]

یاد کرد گویا [illegible] محبوب [illegible]

والتسلیم [illegible] تا [illegible] کمل [illegible]

برخوردار احضرت [illegible] الله [illegible]

[illegible] در درج [illegible] بر همه پیغمبران علیهم الصلوات [illegible]

[illegible] حسن [illegible] مراتب باشند چون [illegible]

باشد یا فعلی جوع [illegible] می باید [illegible] رجوع [illegible]

اختیاری دارد و خواه [illegible] تعلق بفعل اضطراری دارد [illegible]

ادراج را اگرچه مرتبه تکلیف شرعی [illegible]

سرکار علیه الصلوة [illegible]

[illegible] علیه الصلوة والسلام

Marfat.com

[illegible] محتاج [illegible] معلم دران مرتبه متبوع این است که روح حضرت
[illegible] مثبی [illegible] و معلم [illegible] است پس چون اینمعنی
در عالم ارواح درست آمد در عالم اجسام [illegible] که ظهور فرمود مقدم
ظهوار [illegible] است [illegible] تعلیم کل حقیقة این است [illegible]
[illegible] در [illegible] فصل [illegible] می آید پس [illegible]
[illegible] آمد والسلام [illegible] ششم سوال [illegible] تکمیل
[illegible] تعلیم [illegible] افعال
[illegible] افعال [illegible] تعلیم ایقاع [illegible]
[illegible] امور [illegible] وقوع آمد تعلیم [illegible]
[illegible] گردد و از [illegible] تعلیم حفظ
[illegible] حفظ [illegible] قول [illegible] است مع ذلک ادای
حقوق واجبه [illegible] خدمت [illegible] علیهما السلام تعلیم [illegible] طعام و [illegible]
[illegible] ترغیب [illegible] در فارج [illegible]
[illegible] تعلیم اوقات [illegible] چگونه صرف کند و اکر تفرقه
[illegible] واقع شود [illegible] تعلیم مبتدی و متوسط [illegible]

Marfat.com

یا با گاهی جارت هم تعلیم احتساب [illegible] لی قدرت [illegible] مناسبت [illegible]

یا نه مکتوب جدا انقسم سبن تکمل غرض من مدام آگهی احتساب نبود

وفنا نفس کر هیچ دل بدو تعلق دارد [illegible] فنا دل [illegible] نوی

کی حریم وصال محرم نوی العزیمت آنکه وقت [illegible]

یرد کما قال الله سبحانه رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله [illegible]

خاطر از طوری از طورات مطلع نموده در دفع آن [illegible]

خواهد داد اگر مبتدی و متوسط را خلوت [illegible] سپرداند [illegible]

احتسابات بزبان یا بدعا در حق [illegible] ال [illegible]

یا بلی [illegible] شود [illegible] الله کرسی بود [illegible]

حیثیت خلوت وقت [illegible]

الی الله سبحانه بالله منه عز [illegible] قدر [illegible]

صلی الله علیه وسلم [illegible] انه لیغان علی قلبی [illegible] الله [illegible]

مرة علی اختلاف الروایة [illegible] الله [illegible]

رضای مخدوم را کاست [illegible] خدا [illegible]

منظر کمالات ذاتی و صفاتی [illegible]

Marfat.com

اندازند اگر از ازل محروم است چاره ندارد و بهر چه رضا جز اکم الله فی الدارین خیرا جواب محروم مستند معمور آید اما چون کل شی عنده بمقدار عالم الغیب والشهادت الکبیر المتعال قول سبحانه است بر قدر او سبحانه تعالی در هر زمانی ظهوری دارد شاگرد صابر باید بود یعنی در وقت آنچه مقدار رسیده بران [illegible] گردد آنچه بر اوقات آینده موقوف است ظهور را صابر باید بود [illegible] از خواطر [illegible] عافاکم الله سبحانه [illegible] [illegible] بطرح [illegible] [illegible] مشغول باشند و جنس [illegible] کنند والسلام [illegible] جهل و هشتم در [illegible] [illegible] بیان [illegible] است

[illegible]

Marfat.com

که در مرتبه نور او از همه قابلیات لانهایات اخلص و اتبع آن مرتبه است

و خاصه خلاصه انسان و جمیع تابعان از صنف انسان است و مظهر جامع

و اجمع صفات الوجوب و الوجود است و مراد از فنا که شدن خاص است

است و ادنی مرتبه آن پوشیدگی با اصل و قطع نسبت و اضافت آن

و ذات با همه بنظر کمالات صفاتیه ذاتیه ارتفاع دارد و محبوب آن

است چون چنین شد تمام حاصل آید بسبب آنچه استغنا از برای

جاودانه همه از دست عزیز من اگرچه در صورت این دو بیت محبت

کمال نماید ... موافق منکر معامله بسیار است و که در ... غاز

استغفار ضروری حق سبحانه حقیقت کماهی میسر آید تا حسنات یکه

چیستی مستغرق الست هر روز تا چند نویسیم که عذر کوتاه و ...

قلم بی انتها و السلام و الاکرام بهتر آنست که اگر توانند نماز جمعه در شهر

میسر شد و الا در مسجد قصبه تنها کنند بشرط آنکه اتیان داشته باشد باذن قاضی

برای شرط مصر کفایت مکتوب جمال نام بمیان الهداد که میر امین ... باید

وسوکند ... و کمال برای خادمان حضرت شیخ سلمه ربه ... گویند

الله سبحانه و تعالی تقوی شعار خدا داد میان الهداد را از ... بی

سکینه کرامت دهی

نسبت شدن ... علی شدن ... بمیان ... از ... وارد ... نسبت ... بمعنی ... ظاهر

Marfat.com

[illegible] است و تجرد صوری [illegible] فردی ضد ولایت بیسر

[illegible] تجرید صوری [illegible] عبادت از حیثیت تجرید و تفرید است

[illegible] اخوان و ادنی نحو [illegible] را از آن نصیب است

و [illegible] تجرید و جاذبه [illegible] عطا نموده

[illegible] اول حقیقت که مرتبه ولایت خاص است

[illegible] بسی عزت نفوذ و [illegible] منصف خرقه

[illegible] و خصوصیت [illegible] گردانند و از لفظ و معنی

[illegible] ولی حقیقی [illegible] رسیدن در اول جهات [illegible] ثمره

[illegible] مقامات مستعمات [illegible] باطن [illegible] توجه تام

[illegible] و هر ذره را از ذرات کاینات نظر ولی غیر صورت

[illegible] ذاته سبحانه [illegible] تا نسبت اصلی یکی منقطع شود

[illegible] حصول [illegible] باید نشانی هرچه میباشد از بنا

[illegible] شد [illegible] حضرت [illegible] توجه [illegible] متوجه در رنگ

[illegible] بجز [illegible] باید [illegible] ترقی در ترقی دست [illegible] دایمی و تخلیص

[illegible] سالک وصول [illegible] شود

Marfat.com

بعد از آن که مرد عزیز من از صحبت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عزیز من [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خود [illegible] گذارد

[illegible] به طریق [illegible]

بجا [illegible] خضر [illegible] دیده نشود و در [illegible] ساعت و روز و ماه و سال در نظر نیاید

Marfat.com

[illegible] بکمالات نهائی باید پرداخت و تمام عمر را یکساعت در جنب مقصود

[illegible] کمالات [illegible] در مراتب مجاهده باید [illegible] اگر بعد از عمر هزار ساله مثل [illegible] جمعیت

در [illegible] نسبت از عبادت و گویا در خدمت کعبه مقصود رسیده شد

بانواع خیالات [illegible] در نظر [illegible] کند [illegible] کمالات [illegible] بعد قرنها

در [illegible] منظورات [illegible] زیاده [illegible] مرتبت [illegible] باید

[illegible] بفضل خدا در حق ساعتی [illegible] سود مند [illegible] توجه [illegible] نفس

معظم [illegible] کمالات [illegible] باید [illegible] کمالات [illegible] اگر و دانه

باید [illegible] خاطر سوخته کرده اولیا را طاقت داده اند که [illegible]

از کعبه مقصود مطلع سازند و [illegible] مقصود اصلی برسانند اما چون سنت الله تعالی

در حق صاحب نفس مخلوقات که انبیا اند علیهم السلام نیز بتدریج واقع است

ازین طایفه که توابع انبیا اند نیز شفقت و محنت زیاده میخواهند درین شفقت که در دفع

دشمن دینی نماید فی الحقیقه بعاشقان راحت و لذت است علیکم [illegible] والسلام

علی من اتبع الهدی [illegible] درود حضرت [illegible] بهتر است که بعد نماز تهجد

بخوانند بالحاح و زاری اگر گاهی آنوقت میسر نیاید بعد اشراق و غیر ذلک میخوانده باشند

مکتوب پنجاه یکم بمیان محمد صادق صدور یافت

Marfat.com

اللهم اعطنی ایمانا صادقا و یقینا لیس بعده الکفر حتی نفوز بایمانی و یقینی
مشرف گردانید که بعد او کفر نباشد پس یقینی که متیقن در قید اوست با کثرت [illegible]
و بعد آن ثمره کفر است باید از ان طالب ترقی بود و عروج نمود یقینی که بآن تلقین
نموده ایم یقین نهایت است که رسول خدا در حدیث از آن خبر میدهد صلی الله علیه وسلم
الغرض که هر مرتبه را که مقید به یقین می باید در قید یقین است در نفی آن دریغ
نفرمایند و از قطع آن در غم نباشند حتی که یقین باندر متیقن غیر معید و غیر
مدرک الغرض چون حسین اقتبس از شما عطا فرموده اند حمد او تعالی [illegible] امتیاز
و امیدوار ترقیات باشند و حقیقت حمد این که آنچه لایق شان [illegible]
آن مجاهد و بلیغ فرمایند که مرتبه جامعی [illegible] و السلام
مکتوب نود و دوم بمیان محمد قایم [illegible] در تعزیت
[illegible] که [illegible] دیگر است [illegible] شنیده
[illegible] هم قدس سره [illegible] درت [illegible]
[illegible] قطع علایق [illegible]
خواهند بلکه در عین گرفتاری ما سوای حق وصول درجاتی که موقوف بر نفی
ما سوا است شدی چون آن محبتی که از سر هم است فوت شد بهی دارد و فوت [illegible]
غالب

غالبست بر تعلقات نفسی میسر نیست عزیز من این بیچاره بهمدان قائم
جاهل قابل مرحمی که در رقیمهٔ ایشان مرقوم است نیست بل استعداد هیچ نیست
هیچ نیست با وجود هیچمدانی خویش متوسلی و متصرفی میخواهد مرضات حق که طلب
حق داشته باشد و خود را آناً فآناً در راه حق یافته بعض از ناقابلیت استعداد
خود داند و بسط را از نور توجه مرشد کامل مکمل موره مربی در ریاضت و مجاهده که محکم
بسته باشد که اگر بعیت در حین حیات شد میسر گردد فبها والا آخر بودن
مرا این است در زمره طالبان و مجاهدان محشور گردم و اگر طالبی باین همت بالغه
یافته شود ازین جهت که زمین باطن او بآب شفقت و مرحمت تازه و سیراب داشته شود
و امانتی که از عزیزان بخود رسیده با و رسانیده آید عزیز من تکلیف این امر بسیار کرداند
اما چون استعداد کم و ناقص یافته را تافته السلام علیکم و علی کل من لدیکم مکتوب
پنجاه و سیوم با خوی حافظ عیسی کیرنوی میان حافظ عیسی از عرفان حقیقی بهره دریابند
مرقوم بود که در حدیث قدسی واقع است کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف ازین حدیث معلوم میشود که مقصود از خلقت عالم معرفت
حق سبحانه است پس هر کس در حق کسی معرفت نصیب او نیست نباشد در یست آمده در حق غیر او چه گونه
باشد سعادت اطوار معرفت بر دو مرتبه است معرفت اختیاری و معرفت اضطراری

Marfat.com

بهر فردی از مخلوقات در عین بدو خلقت او حاصل است چنانچه آیه کریمه
یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض مشعر اینمعنی ست و معرفت اختیاری
بر دو مرتبه است معرفت عام و معرفت خاص و در معرفت عام جمیع انسانات
ذو عقل مشترک اند و درین معرفت عام کفره نیز داخل اند اگرچه بسبب آنکه به انبیا
علیهم السلام منکر دیده اند بهره از قبول ندارند چنانچه در آیه کریمه واقع است
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اما مقصود
از خلقت چون معرفت الله سبحانه است قبول باشد یا نباشد سوال
وارد نشد و معرفت خاص بر دو مرتبه است خاص و اخص معرفت خاص آنکه
بعد معرفت توحید ذات و صفات قبول جمیع احکام شرعیه بلا تفاوت
و بلاریب باشد اتیان و امر و اجتناب نواهی باشد یا نباشد این معرفت
نصیب مومنین عام است و معرفت اخص نصیب کسی است که با وجود تقید جمیع احکام
شرعیه اتیان و اجتناب باو عطا فرموده اند این جماعه مخصوص است باسامی
انبیا علیهم السلام و اولیا قدس اسرارهم ذلک فضل الله یوتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم مکتوب بجانب میارم بعزیزی صداقت سعادت شعار آنچه رقم
بود که هرگاه روح بهمه جسد محیط باشد بنسبت افعال که بسوی جسد منسوب اند

درهان

وجه آن چیست جواب فعلی که در صورت بوقوع می آید خواه حرکت
و سکون خواه نشستن خواه قیام چون در ظاهر صریح بجسد تعلق دارد معامله
روح اگر چه خالیست اما مخفی است لهذا صورت حال را از نسبت افعال
بسوی جسد چاره نیست این نسبت قیام جمیع افعال حسی بسوی روح
است پس بعد سلوک چون بر جسم [illegible] گشوده میشود این نسبت را بسوی
روح می یابد ملک چون از [illegible] می آید این نسبت افعال از روح برجوع بسته
بطرف فاعل حقیقی لهذا که بحانه متحقق میشود در روح چون نسبت ملک
بیچون ماست مجهول الکیف است پس فی الحقیقت کیفیت و چون دارد
لهذا درمیان چون حقیقی که معدوم الکیف است درمیان بیچون ما که مجهول
الکیف است فرق هویدا است که هر که چون دارد اگر چه مجهول است در مرتبه
تقید است در هر مرتبه تقید حادث و محتاج است بالذات الحادث الارباب
و در آیه کریمه والذین کفروا اولیاؤهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات
نسبت اخراج کفار بسوی ظلمات بطاغوت است بنسبت فعل بسوی سبب
چون طاغوت سبب ظلمات کفار شده اند لهذا نسبت فعل بطرف طاغوت
[illegible] اند فی الحقیقت نسبت اخراج کفار از نور بصفت قهریه الله سبحانه است

که طاغوت بسبب آن شده اند و چون معرفت عام که کفار را نصیب است از ظهور
صفت قهریه است بسبب آن لاجرم کفار از ولایت حق محروم اند زیرا که ولایت
حق نصیب اهل معرفت خاص است که مظهر صفات لطیفه است مظاهر قهریه
با ولایت حق چه کار ظهور صفات قهریه اقتضاء ظهور تسخط بر مظهر دارد نه اقتضاء
ولایت حق ولایت حق از ظهور صفات لطیفه است فلا نصیب الکفار
من الولایة الحقیقیة نعم ولایت طاغوت لهم وردی الآیة الکریمة
والسلام مکتوب نود و پنجم بعزیزی صدور یافت بسم الله الرحمن الرحیم
بعد سلام فقیر از مطالعه فرمایند بدایت کار سالک از لذت یافتن از ذکر
الله سبحانه است و نهایت کار او مشاهده مذکور و این ترتیب در نسبت بعضی
صوفیه وجودیه است اما بدایت کار در ولایت اخص که ولایت انبیاست علیهم
طلب نایافت مطلوب و مذکور است و نهایت آن حصول نایافت و اگر
هم سالک ترقی کند بدایت علم حضوری است و نهایت آن حضور در حضور در حضور
علمی وسط این مرتبه است و این سه مرتبه جزء در ولایت خاص محمدی
دست دهند حصول مرتبت وسط و نهایت ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
این تحقیق مرتبه سه ولایت که در بین مذکور شد نسبت به آن مرتبه حقیقت

و اصطلاح حضرت پیر دستگیر نوری است قدس الله سره و این مجمل را تفصیلی
است که شرح نتوان می طلبد و فرق در ولایت خاصه و اخص و خاص الخواص
و نیست که در خاصه نیست یافت مذکور مطلوب موجود و در اخص یافت مفقود
و غیر معدوم و در خاص الخواص حقیقت نایافت موجود و نفس یافت
معدوم و حق نهایت این مرتبه متحقق و ظاهر است پس نیست مرتبه ولایت
خاصه که معبر بعلم است حجاب اکبر است که در ورطه لذت شهود سالک
محتجب از حقیقت مطلوب است و بعد از ترقی ازین مرتبه حجاب سلوب
اما از نفی کنی نایافت مطلوب که در مرتبه اخص مطلوب است نیز علمی است
که حجاب است مرتبه حقیقت نایافت را که سالک بلذت نایافت محتجب
از ترقیست چون درین هر دو مرتبه علم حصولیست لاجرم حجاب است مرتبه علم
حضوری را و بعد ازین دو مرتبه مرتبه خاص الخواص چونکه اهل آن بهره مند
از علم حضوری است لاجرم او از حجاب منزه و دور است پس درین مرتبه
اخیر چون حقیقت ایمان بالغیب رسیده و هر مومن علم مومن بایمان بالغیب
در رسیده است پس گویا در عین انتها باین مناسبت رجوع ببدایت نموده
لانهایتی ختم ظاهر شده و نیز رجوع الی البدایت بمعنی

اگرچه آنچه در ابتدا از تعلق تعلقات مستی بود در اواسط تعلق را قطع نموده
بنیان سوا الله پرداخته بعد از آن ترک از تعلقات مذکوره تعلقی پیدا
کرده که بیان این تعلق در مرتبه عالیست ولیکن اگر مراد از معرفت و توحید
توحید و معرفت متصوفه است که خاصه ولایت خاصه است دامن معرفت
انبیا علیهم الصلوة و السلام از غبار این معرفت دور و بعید است
زیرا که آن معرفت و توحید صوفیه خیال و وهم است در مرتبه ولایت
این جماعه عالیشان علیهم الصلوات و التسلیمات این کمالیست از [illegible]
وهم و خیال است که ناظر متعدد به کمال اشیا را با آن معدوم می‌نماید.
و نیست موجود است [illegible] بقدرت الله [illegible] با آنکه معدوم شده
آن هم موجود [illegible] بس وجود و کمال حضرت انبیا را در مرتبه حضور
در حقیقت نیست چون [illegible] الله سبحانه [illegible] است و مراد از ترقی
ظلیه [illegible] ترقیات [illegible] چنانچه مراد است
که معرفت [illegible] حق [illegible] علیه و سلم [illegible]
و این ترقی [illegible] شهود حضور [illegible] جمله
بیان مرتبه [illegible] است [illegible]

Marfat.com

چه خواندن پس ظلوماً جهولاً که از ولایت خاصه است دیگر است و در مرتبه اخص
و خاص الخواص دیگر هر یکی به نسبت ما تحت خود عام و به نسبت فوق خود
ذم است این تیر اشارت است به نسبت سالکی که عند بزرگان این سالک راه
آن مراتب که بیان کرده‌ام خواه حصول تعلیم ذکر تربیت معانی باشد یا جسمانی
که برای تمام شدن مراتب تعلیم مرشد کامل در کار است بعد ازان
ربانی باشد یا در حال حیات و تعلیم مستقیماً و مع ذلک الله سبحانه قادر است
اگر بالعکس ظاهر کند اما سنت غالب چنین جاری است که ذکر رفت پس باید فهمید
که طلب در ابتدا دست بنده در درد و بی‌صبری و عشق در انتها این ابتدا حقیقی
خیالی نکنی زیرا که از انتها حقیقی است عشق قاصر معامله اینجا ورای عشق خیالی
و فاخر مجلس چنانچه از کتب ایشان عشق آن مرتبه حقیقی برتر است نیز ازین اصطلاح
که طالب فانی گردد با مطلوب برفع اثنان است الا مرتبه حقیقی مرتبه
نیست که در این حقیقت نفس الامری جلوه گر شده ناظر را در این مرتبه
اختیاری نماند که در نفی و ثبوت آن مختار باشد آری اختیار تا آن است
که منشا نسبت وهم و خیال باشد و این مرتبه متعالیست که حقیقت جلوه
گر شده را در اینجا قدم گاهی نمانده است شعر ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء

Marfat.com

هرکرا خواهد باین نوازد فایده هر نوری که در حیطه خیال آید مخلوقست و این

نفی نیست یعنی نفی بر نور محبوب و متشابهات در دایره محذوف باید تمام دستش

هر لطیفه خواه در عالم خیال متمثل شده سرخ یا زرد یا سفید نماید خواه نفت [illegible]

محسوس و مشهود گردد علامت صفا و تزکیه آن لطیفه است اگر سالک [illegible]

بآن رنگ تاج و آن را مشهود خود داند خوب باشد من تلک نفسه سالک بطریقه

احسنه مبتدی خواه متوسط آن بجهت که تجرد است بلکیف حقیقی [illegible]

شود غیر را جای نباشد و هرچه محسوس شود قابل نفی باید فهمید خواه محسوس

بحس خیالی است خواه محسوس بحس ظاهر چنانکه بصر و سمع زیرا که [illegible]

مقصود از یقین ذات بیکیف است و مقصود از طرق وسیله و سلوک بحب

بیکیف باید فهمید همچنین اگر نور لطایف متمثل شود وسیله ترقی باید فهمید

نه که عین مقصود باید دانست وفقک الله لما یحب و یرضی مکتوب چهل و دهم

سوال کرده اند عبارت [illegible] نوشته آمد و اجابت [illegible]

[illegible] بعد جواب نوشتم [illegible] لطایف [illegible]

[illegible] باید که در ابتدای کار غالب بر ظلمات جسدی باشند حال آنکه

مغلوب و مختفی اند در ظلمات عنصری غالب می باشند بعد سلوک و مشقت غلبه و انجلا

پیدا میکنند

... می‌کنند و به این ترتیب ... هر مرتبه ... ارواح و جهت نقاب

چون ... رسید ... به فوج حکمت ... رخصت ... ثانی

خود رسید ... در این حکمت الهی است ... تمام مراتب سلوک را

... خود ... ترتیب سلوک بتصور جذبه غیبی مرید

این ... از ... رخصت ... بخصوصیت اصلی ... وصف است

... ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء ... سالک

... [illegible] ... تمام وجود و با حضرت ... حضور

با حضرت ... بعد ... که غیر ... [illegible]

سالک عاشق ... حضرت ... در پرتو ... ذات ... خانه

دل شد که در حقیقت دل خانه اسم ذات است حضرت ... [illegible]

گرفته بود در جستجو ... جذبه ... حضرت ... [illegible]

... که حضرت از خانه دل بدر شود و سالک بقوت جذبه از ...

فارغ شود و اگر جذبه غلبه نکرد کار سالک ... و حضرت ...

در خانه ... خانه را منع میکنند سالک را در ... بامداد ...

باید که بقوت ... اسم ذات ... کثرت ... خواطر مضطرب ...

Marfat.com

باشد کہ ... اکر اسم ذات ... اجا کرد و مزاحمت خواطر باز نمانی
کرد ... در مجاہدہ و محنت کوشد معنی سلوک ہمین است عشق سالک را
بلکہ در دفع خواطر بدان طور باید کوشید فایدہ ذکر تلقی در عالم مثال کاہی
اگر خواہند شرح میشود اما در اول مرتبہ ... از ... ذکر شرح غالبا بنظر آید
داشتہ باشد و اگر ذکر را کرد و ... از ... بہ ... را ... از ... موقوف دارد فایدہ این اسم ذات اگرچہ ... مرکب ... حروف
محدثہ است اما با ذات حقیقی ... ترکیب لفظی ... معنوی ارادت
لہذا در عین تکلم ... حادث ... دلالت ... مدلول این اسم دارد
لاالہ الاالله محمد رسول الله ... از ... کشید ... از اینجا
لاالہ را ... باید ... کلمہ الا الله را ... ضرب
باید کرد ... تا ... بہ رسید است ... زیادہ
شود ... است فایدہ در عالم ... ماغیر ازین مشہود است
... بیرون ... از نور ... خیال
اگر ... از ... ہم عبادت است ... خیال ... از قبل خیالات
... خیال ... نوری کہ بحجاب الله سبحانہ مخصوص و قدم
است

... و این ... در شروع این ... در ... دو مرتبہ ... کرد

[illegible] بن چه دور، ور [illegible] تا [illegible] ازدان

نور [illegible] بهره بالی است [illegible] اهم فایده مرکه محسوس

معرا [illegible] در نبوت داخل است [illegible] اسوراس محبوب وفدا

بساکه دلان مرید امور [illegible] شود [illegible] دارد

فایده لوکار در شروع [illegible] سبب شود علم محبت را [illegible] فایده حاذ

امور منسبه است اران احتراز باید کرد که ظلمات [illegible] در دل [illegible] دارد

[illegible] الی [illegible] و آیه کریمه انا [illegible] الذکر [illegible]

فایده [illegible] راکه [illegible] طالع [illegible] المر [illegible]

[illegible] اکر در [illegible] ملکوت [illegible] کاکا

کاهی [illegible] یعنی [illegible] باید دیگار

مانند [illegible] الصال باسمه سبحان شده را ذکر حضرت رب الارباب لطف

حبعی بر دو مرتبه است ذکر نسبت بلباس [illegible] که [illegible] لباس ذکر بلباس

حامه [illegible] و متوسط [illegible] ذکر بلباس لباس [illegible] نقطه

[illegible] ذکر صفات [illegible]

[illegible] متوسط و [illegible] خدا [illegible] سبحانه [illegible] اسم الهادی

[illegible]

Marfat.com

نماسش را او سط و به ایما حب لباس ... در ماد د ا له
باطن ایصاحب لباس ... بهتر بحسر الکاسی ار لباس ... دسها
ست ناسد صاحب تنزیه است اگرچه بمعاینه ... ار ... ملبس
نیافته اما دما و ... بعید است درمیان او و ثانی او ... تمام
از صاحب لباس انشا آری وی است و مالی او ... لالت ... ساری ...
ازینجا باید فهمید که کمال استعداد حضرت نقشبندیه قدس الله اسرارهم ...
از فرع ابتدا و توسط در عین اختیار بلباس ... ار ...
عاریت صاحب هوشیاری است فقط ... آ ...
اگرچه وصول ضمنی دارد ... با کوبا ... ار ... ار ...
این صاحب ترتیب ... الدلیل است و صاحب ... مربوب مربی او ... اسم الله
احد ... ظل امین راسو مربی خود که اسم هادی است ... و احد ...
خود و اخل ... است قاعده آری این ... آ ...
علیهم در آخرت ... باید ... و اجب ... ذکر ... انکه چون ... ذاتی ... علوم ...
آیه کریمه کل شیء هالک الا وجهه مختوم بشداء ... راعین شیء قدیم کلام ازلی
ولا ... است ... بندد و اگر گفته شود کرام ... هالک ... ا ... عدم ... است ...

علی ...

عین می گویند که این نسبت عینیت بی ملاحظه طرفین متحقق نمی شود لیکن فرق
که عرفانی باید تعدد نسبت‌ها عینیت را با موجود منفی گشت غیر اوست
واحد حقیقی که عین ترکیب باشد در عینیت ندارد مگر به جهت نسبت خالق را با عالم امکان
دخالی نیست غیر حق را می باید یا نه اگر می باید پس عینیت مالک با عالم زایل
گشت محض و اگر نمی باید نسبت عینیت این وقت خلاف قواعد عقل است
فافهم والسلام والاکرام سوال در حدیث قدسی مضغه را اول ذکر کرده اند
و دل را که لطیفه خود را است بعد آن وجه چیست جواب اگر از مرتبه ادنی باعلی
می روند اول ذکر مرتبه ادنی ضرور است و اگر بیان از مرتبه اعلی با دنی است ذکر
اعلی مقدم الوقوع است سوال هرگاه کیفیت اصل لطیفه معلوم نباشد
و بهره یابی از ظهور معانی و تجلیات آن حقیقه شد ناظر مضغه منور
انوار قلبی که در بعضی مکاتیب نوشته‌اند طور بود جواب ناظر بر مرتبه آن
کرده اند تجلیات آن ... در تجلیات در بیان ... و موی این ... استقرار
ازالی می کنند و اگر بود رابطه با اصل مشهود است این و سوال دوم
معلوم نمایند سوال حضرت میر دستگیر فرموده اند النفس یتولد من الروح والجسد
تحقیق این را مفصل بیان فرمایند جواب الله سبحانه جسد را از اربع عناصر

مخلوق فرموده و روح را از نور عنصر خالص لی ساید جدا جدا [illegible]
بحکمت بالغه و بعد نفخ روح در جسد جسد را بحکمت بالغه عالم دنیا
گردانیده اما تر جسد از روح ممیز بینهما برزخ لا یبغیان مقتضا
عنصر خاص ظلمت و کدورت که منشا کفر و معاصی و مناسب
روح نور و صفا که باعث ایمان و طاعت بلکه از بن [illegible] مرتبه مجبول [illegible]
خاصه خود است و غرض از تخلیق این هر دو نه ترکیب وجود و فعل اختیاری است
و آن موقوف بر هیئت مجموعه اتحاد ظلمت و نور لهذا [illegible] کامل از جهد
جسد ظلمات عنصری اعلو داده از طرف روح [illegible] نورانی [illegible]
بخشیده و در مرتبه برزخیت آن هر دو جمع ساخته هیئت مجموعه [illegible]
آورده و جامع متقلبات ایمان و طاعت و کفر و معاصی گردانیده و از
جمیله مجبوریه بر آورده بصفت اختیار موسوم ساخته لفظ [illegible] آزاد از اینجا
است که حمل امانت را که در آیه کریمه واقع است قبول [illegible] [illegible]
و مظهر کمالات صفات جمالیه و جلالیه گردیده بفعل الله ما یشاء و یختار
چون این تحقیق تفصیل زیاده منجر است بر ضروری اکتفا نموده آمد
جای دیگر ان شاء الله تعالی تتمه آن بحسب فهم رکیک بیان نموده خواهد شد

والسلام

والسلام مکتوب بیجاه و پنجم بسریری [illegible] بسم الله سبحانه [illegible] ذکر پنج لطائف

که [illegible] واقع شده لطیفه [illegible] بهره مات ولایتی است

ارو است یعنی ولایت عامه و خاصه و اخص و خاص الخواص اینهم

الخواص لطیفه قلبی را ابتدا و وسط [illegible] و بهره بار [illegible] است [illegible]

[illegible] است که از ولایت [illegible] و در نهایت لطیفه قلبی [illegible]

[illegible] لطیفه روحی بهره از ولایت [illegible] است که از ولایت [illegible]

[illegible] نهایت لطیفه قلبی [illegible] روحی ابتدا و وسط لطیفه سری

[illegible] از کمالات [illegible] است که از ولایت [illegible] اکابر [illegible]

[illegible] در نهایت لطیفه سری [illegible] ابتدا و وسط لطیفه

بهره از کمالات [illegible] است که از [illegible] بعضی عرفان [illegible]

[illegible] و در نهایت لطیفه خفی و ابتدا و وسط لطیفه اخفی

[illegible] از کمالات [illegible] است [illegible] افراد الاولیا [illegible]

نهایت لطیفه اخفی وصول حاصل [illegible] و این [illegible] انبیا است

[illegible] منصب نبوت [illegible] علی نبینا و علیهم الصلوات و التسلیمات

مکتوب [illegible] جونکه [illegible] شده [illegible]

چون به بیرنگی که اصلی است ... مراد از بیرنگی

اطلاق و تعبیر از آن راه نیست و از روی تعدد مظاهر و کثرت تعینات

و از است شدن از عکس آینه های متکثره از نور آفتاب وجود است راجع

سوی وحدت صرف ... بعینیت ... جامعی ... و از ...

به بیرنگی رجوع به ... است ... ادا

تقابل صوری و تعین تشخص برچیدن ... تکلیف و از میان برداشتن

آینه های مختلف الالوان که موجب ... اگر ... را در شرح میر محمد رضا عفی

عنه فقیر ... که آنچه مخدومی میر محمد رضا در شرح ابیات مصدر السدره فرموده

بسیار پاکیزه و زیبا است اما اینمعنی مناسب تشخص فانی ... که

صاحب ... اضمحلال ظاهر و مرتبه ... تقید است حتی که علم ... اگر ... تشخص

فانی باقی ... ثابت نمیگردد لهذا ... به بیرنگی را

میر مرحومی در شرح ابیات ... با اضمحلال تعینات از ... کرده

چه تعین عارف چه تعین غیر عارف ... اول

آنکه از است شدن ... انعکاس آینه های متکثره از نور آفتاب مراد ...

ایجاد ... آینه ... منعکس است حقیقتش بیان کرده

اما حقیقت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذات [illegible] سوال [illegible]

دیگر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ازلی و [illegible]

[illegible] با وجود [illegible] صدور [illegible]

[illegible] ظهور ازلی او با مخالفت [illegible] چنانچه

لاهو و لا غیره [illegible] و همچنین ظهور ظاهر بر طبق و وقت

Marfat.com

... عارا ... علم حقیقی بحسب ... کالبخ ظری ...

... انحرا ... الا ... والده ... راه ...

... سرکی بهره در گذشته ... ادا ... ای دا

... بصیرت مان ... نزد این ... افتادن ... اولیا

... سری ... وبیر ملکست وان ... در زمت ... آن

هواد ... بیان کرده که ... بیت پیران کبیر ... ربانیت

... نفس الامری اسیر شدن ... ربک ... فرموده

تعالی الله ... ذاک ... علوا کبیرا کان الله ولم یکن ... الان کما کان

... که مرطاو ... در ... شود ... الو ... صد ...

مجاد ... اسیری بی تحقیق مخاطب ... دل ... معنی ابیات مقصوده

... باقی می شود چون ... محجوب ... علم ...

علم مطلق حقیقی مرتبه ... مقصود محجوب ... لهب ...

نوبت ... جهر ...

Marfat.com

مر ... حضرت ... بلکه ... [illegible]

... نوع ... [illegible] ... گرداده

الا ... [illegible] ... ترقی ... [illegible]

... وجودی ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... احمد ... [illegible]

دیگری ... باوجود ظهورات ... [illegible]

نوع ... [illegible] ... را از ... آخر ... [illegible]

ثابت ... [illegible]

... چون ... [illegible] ... لا اله ... الحسنات

در ... [illegible] ... خود ... [illegible]

فائده باید دانست که تجلی ربوبیت بر سه قسم است آثاری و فعلی

و صفاتی و ذاتی در تجلی آثاری فعل ... [illegible] ... صحیح

آثار فعل خود را آثار فعل حق می یابد و چنین در تجلی افعالی

ما فیه افعال خود عین افعال حق می یابد کذلک فی الصفات صفات

Marfat.com

خود را صفات حق می یابد و عنوان تجلی ذاتی بهره ور شود و صورت دوا
در مرات حق یابد عین ذات حق می یابد این تفصیل تجلیات طور دیگر
هم مرتبه است و تحقیق منتهیان درین تجلیات بطوری دیگر است کما لا یخفی
علی اهل الله فایده هر تجلی که هست تجلی کمالی از کمالات [illegible] ذات سبحانه
اما اگر تجلی [illegible] خود [illegible] صفات است آن تجلی ظهور کمالی از کمالات اسم
نافع و فایض و معطی است و اگر تجلی [illegible] قبض است آن تجلی ظهور
کمالی از کمالات اسم قابض و مانع باشد همه بعد ظهور اول از لوازم آن تجلی
وجد و ثنا است [illegible] از لوازم ظهور ثانی استغفار و تضرع باید [illegible] قبض
دلها در بسط است و بسط دلها در قبض نفوس است لیس الکرد [illegible]
جلوه استغفار و تضرع [illegible] مقدمه بسط و [illegible] ذلک [illegible]
یؤتیه من یشاء [illegible] واجب الوجود [illegible]
الوجود واجب الوجود آنکه او بذاته [illegible] محتاج دیگری نباشد [illegible] الوجود
آنکه وجود و عدم او بذاته نباشد بلکه بغیره باشد و این [illegible] باید عنه
باید دانست که اطلاق وجود بر ذات حق تعالی بمعنی ثابت بذاته [illegible] و ابدا
نه وجود واجب تعالی حقیقی است اضافی و اعتباری که بنسبت و اعتبار
او دیگر باشد

ا[illegible] و[illegible] [illegible] اطلاق [illegible] و[illegible] معنی [illegible] [illegible] بالعرض است

دمعنی مصدری [illegible] و [illegible] وجودی از وجود حقیقی موجود گشته [illegible] و باعتبار

[illegible] فیض وجودی از وجود حقیقی [illegible] وجود باو میکنند [illegible] وجود

ممکن حقیقی [illegible] یعنی وجود [illegible] [illegible] اعتباری اضافی است الغرض

الاطلاق حقیقی [illegible] وجود [illegible] اصطلاح [illegible] [illegible] مستقل [illegible]

الاطلاق [illegible] اضافی واعتباری [illegible] که بعضی دیگر [illegible] [illegible]

ما [illegible] والمراد [illegible] [illegible] باقی [illegible] [illegible] خواهد است

[illegible] ره در مسالک که [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میکنند [illegible]

این [illegible] [illegible] عماد [illegible] غیر ذلک من الصفات الذمیمه از مسالک

[illegible] مسالک [illegible] [illegible] عماد [illegible] عوام باداب

مسالک [illegible] در نفی مسالک پیدا می کند چه عماد [illegible] باداب مسالک

[illegible] [illegible] مسالک که عوام خوردن [illegible] [illegible] مسالک

[illegible] خوردن [illegible] خود قیاس کرده مخالفت پیدا میکنند [illegible] قالوا

مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق باید که تمام [illegible] ذمیمه

[illegible] [illegible] از حاجت تفصیل نیست که [illegible] [illegible] الی الله

و ارادت بحکم ظاهر شو ظهور کلام حق سبحانه و [illegible] در مظهریت لطایف

باید یقین نیست که وجود را بجز مظهریت نسبت کلام بجز حق سبحانه نباید فهمید

اولا ظهور این کلمات بقدر [illegible] دراخفی [illegible] [illegible] بر سر ورد [illegible] می آید

بعده بر قلب [illegible] واصل بر لطیفه بقدر [illegible] می باید

دراخفی می باید [illegible] در تحت آن [illegible] در [illegible] فوق

هو الله سبحانه حقیقت معنی [illegible] اعتباری [illegible] که وجود [illegible] است

و موجود دیگر که هر دو [illegible] نفس الامر [illegible] اعتباری [illegible] از موجود شد

[illegible] بود [illegible] وجود اعتباری که [illegible] امکانی [illegible] نیستند

منطلق [illegible] بود [illegible] عبارت [illegible] باشد وجود معنی

مصدریه و چون [illegible] ظاهر است که لفظ شدن در میان وجود و موجود لفظ

اعتبار است نه حقیقی و نفس الامری [illegible] از عبارت موجود شدن

وجود اعتباری [illegible] بود که [illegible] اعتبار [illegible] است [illegible]

و لفظی است که [illegible] ثبوت [illegible] خود [illegible] [illegible] جبری

که در ثبوت [illegible] هم محتاج باشد باعتبار که فقط آن ثبوت [illegible] قائم

باعتبار بود نه بحقیقت [illegible] که هیچ بویی از نفس الامری داشته باشد جمع وجوه

از [illegible]

از اجزاء با بساط است چون غرابت حقیقی که در کثرات است

نسبت تعدد و احتیاج ... فوق اندوهی بود اصلا وجیزی ...

لا بل این احتیاج ذاتی این انسان ... متعدد گرده است اعدام تا

گفته شود زیرا که هیچ ازین هیچ ندارد فی الحقیقت معدوم و فانی است

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم تحقیق معنی این آیه

کرده در حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم ... صلی الله علیه وسلم اللهم

انت الاول فلیس قبلک شیء وانت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاهر فلیس

فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء فاید هو الله سبحانه حالا

دو عالم را از ... زبان ... که بر تخته زمین از یک نقطه و خط بدا

فایده در اصطلاح اهل تصوف مرتبه تنزل حدیث ده ... تعبیر میکند

نیز اصطلاح ... مرتبه وجوب و ... مکان ... یعنی

نسبت ... متشابه این بیان ... میکند ... نقطه وجود خط

ظهور احدیت ... مرتبه وجوب ... در مرتبه امکان تعبیر

مینماید وجود مرتبه وجوب ... اول و مرتبه امکان را خط ثانی بیان

مینمایند چون این مقرر شد ... مراتب متخیله را ... از تعدد

ذ نکتہ خالی کردید دیدیا سوا از دیدہ بصیرت ... دیدہ ... در مرتبہ حق
وجہ در مرتبہ امکان بجز ظہور احدیت مجردہ در دید او نمیا ند ... اند کرد ... است
کہ خود را باین مراتب جلوہ کر فرمودہ از الی فی مرتبۃ الوجوب وحدۃ و ثانی
مرتبۃ الامکان ... الی ... تا اکثرت بود و غافل از حقیقت در ... مطلع
بر حقیقت با وجود کثرت و کثرت را سیر مراتب مخفیہ و ظہور اسرار عندیہ
آدمی یا بد فایدہ این تحقیق آسانیست کہ از مرتبہ ذات ... ظہور اسما ثابت
مینمایند چہ اضافت جمای کہ ... وحدت بیان میفرمایند یقین
اول میگویند و چہ اضافت تفصیلی کہ از یقین ثانی ... واحدیت تقریر
میکنند و ظہور اینہا ثابت را در مرتبہ علم میدانند محققین کمالات ولایت
حضرات انبیا علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات ذات
جامع الصفات را وحدت صرف حقیقۃ میفرمایند ہر دو مرتبہ را
معانی تعدد و تکثر ولی تقدم و تاخر بوحدت صرف در خارج ظاہر میفہمند
بتعلیم الارلی الاصلی و کمالات صفات ذاتیہ را کہ مقتضیات صفات ... اند
مرتبہ عندیہ ... و ... نیست در مرتبہ علم ظہور نشیدا شدہ و ظہور را
در مرتبہ علم دارات ... باسم معلوم ... مراد و تعدد ازلی
بجا ... اند

[illegible] ظهور [illegible] علی عالم [illegible] ظهور

است کما قال کنت کنزاً مخفیاً [illegible] اراد [illegible]

ظهور [illegible] علوم ظهور [illegible] وجود [illegible] خارجی محسوس [illegible]

[illegible] مخلوق [illegible] ظهور [illegible]

[illegible] خارجی [illegible] الوجود [illegible]

عالم [illegible] عالم [illegible] است [illegible]

[illegible] العبد [illegible] حقیقی ازلی است و مرتبه [illegible]

[illegible] که مقتضی [illegible] اجمال است [illegible]

[illegible] تفصیل [illegible] که [illegible] بعد [illegible]

[illegible] عالم امر عالم خلق [illegible]

[illegible] طلب عروج میفرماید و از ظهور [illegible]

[illegible] ترقی میفرماید بنقطه [illegible]

[illegible] عالم را

[illegible] ظهور معلومات و مراد [illegible] ازلی [illegible]

[illegible] الست [illegible]

Marfat.com

شود پس دانسته معلوم شود چون انبیا (احوال) غیب تر از مرتبهٔ تکلم اند
معلومات که مقدمهٔ علم حضوریست مرتبهٔ علم میانه که حصول علمی در وی متحقق (در مرتبه)
علم حضوری متضمن علوم است این مسیار که در مرتبهٔ علم حضوری علمی است و حصول
علم دائم معلوم هیچ نه و چون علم اندیه عالم است پس ذات جامع کمالات
بذات حاضر این است بیان حضور و شعور که حضرت شیخ قدس سره الحضر
بنوری نور الله مرقده در مقامات خود از آن خبر داده ربنا لا تواخذنا ان نسینا
او اخطأنا بموجب فهم ناقص خود چیزی که نوشته شد فایده ما همه مجاز
هر چه از ذات و صفات شیء متصور گردد متصور شود غایت
رابطه خیال است و خیال مظهر لطیفه نفس است اگر شیء متصور بطور
قالب شرع شریف نیست و اگر قالب شرع شریف است در رد
خیال از صفای لطیفه قلبی بهره یاب است ... بابا
ثمرهٔ اسلام دینست فی الهاهنا الباقیه فایده ...
وجود گرده است ایمان را دانی چنان که محض خیر است ... حاصل
شدن این نسبت است که هر موجودی از موجودات که موافقت با وجود
دارد چون موافقت امر وجودیست و وجود آن موجود خیر محض نیست و

هر موجودی

[illegible] اندازه [illegible] عذر

است [illegible] سرنوشته [illegible] است [illegible] متحیر

که مقصود [illegible] بطرف الهی است [illegible]

نصر الله بجا ماند [illegible] بیت [illegible] در جمال [illegible] نظر [illegible] بار [illegible]

[illegible] کار [illegible] ورق بردد

است [illegible] است باشد [illegible] هر کرا [illegible]

هیچ [illegible] در [illegible] است [illegible] خدا [illegible]

[illegible] الاسرار [illegible]

[illegible]

[illegible] وداشت باز [illegible] فایده

[illegible] صورا [illegible]

حدیث [illegible] فایده [illegible]

[illegible] داعی است [illegible]

دل [illegible] جرای خرید نگون زرمی باید [illegible] اینجا [illegible]

[illegible] سبب [illegible] ونگون که مراد از غیر حق است مرتبه [illegible]

Marfat.com

شتي يا پارا بر شتے ادل خرج کردن کار ما دانا نست لا ... انما ... از در
سخن مي گنجد بحث و شبه ايست چرا که غير مذکور عدم گنجائش بکون از
کلام او مذکور ست ميگويد يا عدم گنجائيست ملزوم غير مذکور ا ظاهر
که گنجائيس در کلام دارد و ... اين که غير مذکور ... نفي بر ذکر او
ذکر رباني باشد يا ذکر درست دارد ... گفته شود که مراد از گوش ...
کريم که هرگاه لفظ کون ... مراد ... آن حقيقت حقيقي ... مرا آمل
نيز همين ظاهر است که بيان لفظ حصول اطلاع بر ... آن ... احاطه
بر حقيقت نيز گر لفظ پس جواب با صورت فاعل ... کرم
که مراد غير ترغيب بطرف نسبت حضور حقيقي ... وصل بان
دو وصل با من است تا ترقي از وصل مباشر نموده ... اصول
پيدا کند و بقيد لباس عمر از دست ... ما الله ... الم اصل
الحقيقي فائده موجود ... قسم ... الوجود ... کل
ممکن منقسم است بدو قسم قسم اول آنکه ... عم است
جسم ... و صورت و عقل و نفس ... دوم عرض و آن
است بر نه قسم کم و کيف و اين ... اضافه و ... وقت

جسم

۱۹۹

صحیح و ... ازین ... فایده طریق اثبات وجود صانع لطیفه

... بر سه قسم است یکی ابطال دوم ... و اثبات او ... زدو

فایده

است اما آنکه اثبات بدلایل عقلی میکنند مانند اثبات نقل و مشهور

انبیا علیهم السلام اینها معجزات میگویند و اما آنکه بجز دلایل ...

... اینها را ... ایشان معجزه ... آنکه ...

... میکنند مانند انبیا اینها ... [illegible] ... مانند ...

... در ... اینها ... مانند ترجمه

فایده

خاتمه ... واقع است مادره گمان بر چهار قسم است

قسم اول مامور به و آن حسن ظن است بخدا ... مسلمان و درحق

آمده ... [illegible] ... حرام است و آن گمان

... [illegible] ... سوم ... آن ...

... چهارم مباح

و آن ظن است در امور دنیا و مهمات معاش ... بر تصور ...

... است و ... است و ... شده

رباعی ... رباعی ... آن ... آورده است ... آواز تن

مردان خدا ساخته است‌ها و انکس را عیب خلق پرداخته است

که عیب خویشتن نشناخته است‌ها بده مداس بنما باشد را

مگر دران باشد فایده امر بر دو مرتبه است امر ایجابی . امر ایجابی امر

انکه واجب کرده شود بر بندگان که فلان را شما کنید پس اگر در ایجابی

اگر از مامور مرتکب ترک شد نمی‌توان است را امر ایجابی اما شبه موجود

شدن و زیر حجاب فحش ممکن و این را حکم نیز گر فایده بدانکه از

رضا محبت از ارادت و قضا حکم خدا تعالی است و نوعی از حکم

و ارادت و قضا است از رضا و ... و این ... رضا

و متعدی است ... فایده بدانکه اسم الله چهار حرف است حرف از

الف وصول بحضرت محمد رسول الله است و از لام اول ... بخلیل الرحمن

است و از لام ثانی وصول بحضرت موسی است و از ... چشمه وصول

بحضرت داود است و از چشمه دوم بحضرت عیسی علی نبینا و علیهم

الصلوات ... فایده حیرت بر دو مرتبه است حیرت قبول

تحقیق مرشد ادم بنوری قدس سره

و حیرت ... و حیرت ... که ... باطن خود را از

محمله ادراک ... خلیل ... و جمع ... تصوری ...

بیافت.

باید هر چند [illegible] که باید که بیابد اما [illegible] باید [illegible]

[illegible] در عین یافت [illegible] قرب و بعد حاصل

[illegible] آنست که [illegible] ایشان

از [illegible] بعید افتند از معنی [illegible] خود [illegible] ادم [illegible] فایده در ترجیح

[illegible] یعنی اگر ایمان میگویند که خدای تعالی در عالم [illegible] آمده

با [illegible] یقین کافر نشود زیرا که [illegible] را اندرون [illegible] توان گفت و بیرون

از عالم [illegible] الکفر است زیرا که جای [illegible] نسبت کردن کفر است

[illegible] باید گفت چون [illegible] بود از [illegible] یعنی [illegible] نهان [illegible]

[illegible] ابتدا [illegible] بود و جای [illegible] بود الحال نیز همچنان

بی مکانی [illegible] سوال [illegible] اندرون عالم

توان گفت و بیرون عالم [illegible] بالای دنیا [illegible] هم هست و بیرون هم

[illegible] تعالی [illegible] مرتبه ثالث بیان [illegible]

اندرون [illegible] این نیز سخن اول است یعنی وقتی که درا گفتیم این

نیز قسمی از اقسام بیرون [illegible] که مصنف خود [illegible] از این

[illegible] از [illegible] الحال که نیز [illegible] آفریده

Marfat.com

همچنان است که بود این قول مشعر از بیرونی او تعالی از عالم است فوق التناقض
بین القولین جواب این عقیده صنف دوم است برحق که او تعالی اندرون
عالم است نه بیرون و تحقیق این بر دو وجه است اول آنکه هرچه را اندرون
و بیرون گوییم و بدین نام خوانیم از جمله عالم است پس اگر او تعالی را در عالم گوییم مقید
بعالم میشود و محاط او و اگر بیرون عالم گوییم اگرچه این بیرون را بیرون عالم
فهمیم چون بیرون از عالم نیست کما ذکرنا پس باین قول نیز گفته باشیم که او تعالی
در عالم است تعالی الله عن ذلک پس درست افتاد که او سبحانه را موجود دانست
گوییم و اعتقاد کنیم اما بیرون و اندرون نگوییم زیرا که این هر دو لوازم محدثات است
است دوم آنکه اندرونی مطلق لایق جناب او نیست و بیرونی بر دو مرتبه است
یکی آنکه تجاوز از حدی بحدی دیگر دوم آنکه غیریت و امتیاز مرتبه از مرتبه دیگر اگر
بمعنی اول او تعالی را اطلاق بیرون کنیم کفر محض است زیرا که حد در واجب را گنجایش نیست
و اگر بمعنی ثانی گوییم درست چرا که مرتبه وجوب را از مرتبه امکان نسبت را این خود ایمان
محض است و ضد این کفر است پس از این دو صنف یعنی بیرونی اول است نه ثانی زیرا که
ثانی را خود قایل است جائی که گفته خدا بود عالم نبود فاین و لیس الاسم
غیر المسمی لدی اهل البصیرة خرال باید فهمید که اسم را سه مرتبه است
مرتبه لفظ

Marfat.com

مرتبه لفظی و مرتبه وصفی و مرتبه ذاتی و انرا مرتبه علمی نیز گویند پس اسم من
حیث مرتبه لفظی غیر مسمی است و من حیث مرتبه وصفی نه عین مسمی نه غیر او
چنانکه در تحقیق نسبت صفات با ذات در مکتوب ما قبل گذشته و من حیث مرتبه
ذاتی و علمی اسم عین مسمی است و ما مقتولنا مقطوع اجل فایده سوی
عند اصحاب الضلال یعنی هر کشته شود از دست کسی اجل او بریده نشود
یعنی از مهلتی که الله تعالی مقدر کرده است کم نخواهد آمد بلکه اجل او همان ساعت
باشد و چون اجل شخصی برسد مقدار آنکه مورچه قدم بردارد و بنهد از آن
بیش و زیادتر زیست نیست بلکه در آن ساعت البته خواهد مرد اما گمراهان میگویند
که اگر کشته از دست کسی نشدی چند مدت دیگر زیستی این سخن ایشان
کفر است سوال چون اجل بریده نشود کشنده چرا لایق عذاب میگردد جواب
چون اجل یکی بنهایت برسد حق تعالی او را البته خواهد میراند لیکن بر بنده واجب
است که چون اجل او رسید او را نکشد زیرا که ملک خدا است و تصرف نیز خدا را
است در ملک خویش چون بنده فاعل مختار است باختیار خویش چون ناحق
کرده که ناکردن بر وی واجب بود لیکن لایق عذاب میگردد والله اعلم انتهی
کلام الشارح سوال هرگاه آجال تمامی مخلوقات بارادت الله تعالی

Marfat.com

وتقدیره بلاشک وشبهه از وقت خود تجاوز نمیکند همچنین حرکات وسکنات فاعل

اختیاری وغیر اختیاری نیز مراد ومقدور اند واز حد تجاوز نمی توانند کرد پس

منع فاعل اختیاری وغیر اختیاری نیز مراد ومقدور اند واز حد از حرکات

وسکنات مقدوره ومراد ازلی گویا رضا بر توقف ظهور ارادت وتقدیر

خداوندیست واین ممتنع است پس چون چنین نباید عذاب چگونه بر قاتل

مترتب گردد که حرکت او اگر اختیاریست اما بارادت وقضا است چنانچه اجل

مقتول جواب این بر دو وجه است وجه اول بحسب ربّ افعال دو جهی دیگر

بموجب حقیقت انها بحسب صورت انکه هرچه هست بارادت وقضای خداوندی

است اما فاعل بر دو مرتبه است یا در فعل منتظر زود امر ونهی دارد وموافق

ان فعل بجای آرد یا انکه منتظر او نیست اگر هست در ارادت وتقدیر در حق او

مع تقدیر فعلی تقدیر ثواب بر وی مقرر فرموده اند واگر نیست تقدیر عذاب وظهور

امر ونهی برای جواز توقف در ظهور قضا وقدر نیست بلکه برای تمیز خبیث از

طیب است تا خبیث از طیب جدا شود در مرتبه تفصیل وبموجب حقیقت انکه

تخلیق عالم بانظهور صفات جمالیه است یا بانظهور صفات جلالیه هر که تخلیق

او بنظهور صفات جمالیه است چنانچه افعال او بحسب امر ورضا مقدور فرموده اند

بی تجاوز

بی‌نکاو و همچنین آنچه از ثواب و درجات باشد نیز از ظهور صفات جمالیه درحق
او عطا فرموده اند و هر که تخلیق او بظهور صفات جلالیه است چنانچه ظهور
افعال او برای ظهور صفت نارضا در او خاص نموده اند همچنین آنچه از عذاب
و درکات باشد نیز از ظهور صفات جلالیه است در غضب او و قطع نموده
پس چون سایل دانست که آنچه از حرکت و غیر ذلک از تقدیر خدا وند است
باید که عذاب و ثواب را نیز از مقرر است ازلی فهمد و استنشار نقص دون
نقص ننماید فایده رمزی فلک هر آینه برا جفا کند ؟ و ز دوستان
همدم ما را جدا کند ایشان کی از سرکه خدا یا هر آنکسی کین نسخه من بخواند
ما را دعا کند نسبت آثار بسوی افلاک و نجوم بر دو مرتبه است اگر در عین نسبت
اعتقاد بندد که اینها موثر حقیقی اند کفر است و اگر اعتقاد کند که موثر حقیقی الله تعالی
است و اینها وسایط برای ظهور احکام اسما او تعالی هیچ از اقتضای اسما
و صفات تجاوز نمی‌نمایند کرد این محض ایمان است پس مراد مصنف رباعی در نسبت
افعال بسوی فلک مرتبه ثانی است نه اول و چون در اینچنین اطلاقات
توهم معانی غیر مشروعه نیز پیدا میشود ازینجاست که اولیا و اهالی احتیاط اینچنین
اطلاقات را که خوف توهم مذکوره دارند ترک کرده و منع فرموده اند فایده

Marfat.com

قال الله تعالی ان یشأ یذهبکم ایها الناس و یأت بآخرین سوال ازین
آیه مفهوم میشود که اگر این مخلوقات را بردارند بجای ایشان مخلوقات
دیگر آفرینند جایز است و حال آنکه مقدور قدرت و مراد ارادت و معلوم
خداوندیست که همین اصناف که موجود اند بعضی ازینها ثواب و عذاب ابدی
مرتب است دارد زوال مرتبه ابدیت که در حق ایشان ثابت است محفوظ
و مصون است لیکن اگر بموجب آیه کریمه فوقانی ایشان را بردارند و بجای ایشان
مخلوقات دیگر موجود کنند و معامله ثواب و عذاب ابدی بر ایشان مرتب
سازند نقصان در مقدور و مراد و معلوم قدرت و ارادت و علم پیدا
میشود و این لایق عقیده نیست جواب مرتبه قدرت خداوندی موصوف بصفت
قدرت و ارادت است و ظاهر است که قدرت مصحح فعلین و ارادت مخصص
فعل واحد است لیکن اگر با وجود تصحیح فعلین که قدرت را ثابت است تخصیص فعل
واحد باتفاق قدرت کامله کرده نشود و بظهور آید صفات افعالیه که خاصیت
و غیر ماست همین فعل مخصص را بوجود آورده شود و معامله ابدی بر ایشان
مرتب شده باشد در تصحیح فعلین که قدرت را ثابت است چه نقصان لازم
آید و بعد این تخصیص مصدوره که بصفت ارادت خاص گشته اگر بدین قدرت
کامله

کامله که از تصحیح فعلین بست تمام چه حد رسیدا شود بلکه کمال خداوندیست
که با وجود تخصص طرف واحد زوال در معامله قدرت او نقید و چنانچه
ترتب معامله ابدی برین اختصاص مراد ارادت و معلوم علم حق سبحانه است
نیز ثبوت خصوصیت قدرت کامله در شان خود که تصحیح فعلین بست مراد
ارادت و معلوم علم اوست سبحانه بی نقصان که زوال آن کجا فافهم بیت
ما کدامیم مانند ذرات وئیم) او در دو عالم آفتابی فی نیم ما و در بعضی ابیات
که حق تعالی را با آفتاب تشبیه داده اند و مخلوقات را بذرات و حال آنکه
آفتاب در مرتبه تقید و احتیاج و تمامی ذرات بوجود مستقل محل سوال است
اول آنکه مقید چگونه مشبه به مطلق شود دوم آنکه ذرات که مستقل بالذات هستند
بمخلوقات که معدوم الاستقلال اند چه نسبت دارند که مشبه بانها شوند
فایده در مثال جهة تقید و استقلال منظور نیست بلکه جهة نورانیت آفتاب
بذات خود و اختفای ذرات بی ظهور آن نور منظور است پس فیض وجودی
نور مطلق که بر ظلمت اعدام پرتو انداخت و از کتم عدم بانها بر آورد مثال
نور آفتاب است که ذرات را از مرتبه خفا که حکم عدم دارد از عدم ظهور بظهور
آرد و این امثله برای کوته بینان است که معامله آفتاب و ذره در نظر اینها اظهر

Marfat.com

وظهور پذیری ذرات بنور آفتاب متیقن و معامله ظاهر حقیقی از نظر این
محتفی واحتیاج فیض یابی وجود بخشی بمخلوقات از بصیرت اینها دور تر
لهذا ابتسی بمخلوقات اظهر عندهم شی مخفی منهم را تحقیق میکنند و بآن
تنعی میخواهند فایده سوال دوم در حدیث که لبیک از الله سبحانه بعیدی آید چه معنی
دارد جواب معنی لبیک ایستاده ام بخدمت تو ولازم این معنی رضا متکلم
از متکلم به وطلب رضا از متکلم به پس معنی این لفظ فیما بین مخلوقات متصور
ولازم این معنی بنسبت الله سبحانه معقول فایده آیه تسمیه جامع است مرتبه
ذات وصفات وکمالات را سوال تسمیه مرکب است از حروف تهجی و محدود
بحدود و حادث است و ذات او تعالی با جمیع مراتب قدیم و منزه از حدود
پس آیه تسمیه از مرتبه عالیه و قدیمه را چگونه جامع باشد جواب بدانکه تسمیه را دو مرتبه
است مرتبه تلفظ و مرتبه حقیقت و ذات و صفات و کمالات که ما میگوییم
نیز مرتبه تلفظ حقیقت دارند پس چون چنین دانسته شد بدانکه مرتبه تلفظ که تسمیه را
ثابت است جامع چیست تلفظی مرتبه ذات و صفات و کمالات را است
و مرتبه حقیقت که مر تسمیه را متحقق است همچنین مشتمل است حقیقت ذات
و صفات و کمالات را فایده هر جا که وجود است ظهور لطیف خدا و ندست

در اجالی

و هر جا که سلب ست ظهور قهر خداوندیست فایده عقیده تنزیهی است
که خدا تعالی را شیء و ذات گویم اما منزه از جهة ششگانه سوال
این عقیده و قبول این عقیده هر مومن را بی تردد لازم و واجب
است تحقیق تفصیلی اندیا ندانند اما خواص را از تفصیل چاره نیست
پس باید بیان کردم که هرگاه او تعالی شیء وجودیست پس نفی جهات
از امر وجودی از دو شق خالی نیست یا آنکه آن وجود تحیزی نیست
دارد که سلسله عرض و طول او منتهی میشود یا آنکه منتهی میشود بهر دو
اعراض باقیست بر اول آنکه اگرچه منتهی نشود اما تحقق جهات در عین
مرتبه وجودی او متحقق است زیرا که حیثیت وسعت در عین مرتبه خود
مقتضی این حیثیات است ولا کذلک فی الله تعالی جواب تحقیق مرتبه
وجوب بوجه تعقل است یا بوجه معقول و معنی طریق تعقل آنکه تحقیق طلبیدن
بغور کردن و تفکر ورزیدن در عین مرتبه وجوب پس چون تعقل
مقتضی تصور شیء و ادراک است و مرتبه ذات الله و صفاته منزه
ازین هر دو چنانچه لا تفکروا فی ذاته قول رسول الله صلی الله علیه وسلم
است محقق باین تحقیق محروم از حقیقت مرتبه وجوب بل العبد العبد

Marfat.com

چنانکه حکما ملتفی پس چون سوال سایل از مرتبه تعقل است تحقیق مرتبه
تنزل او تعالی از جهات ششگانه باین تحقیق و تفصیل غیر موجود در ظهر
معقول الا تحقیق مرتبه وجوب بغور کردن در عین مراتب جهات بسیار
چون تصور و ادراک در نفوس جهات جایز است چنانکه تفکر وانی الآ بینه
قول رسول است صلی الله علیه وسلم باید فهمید که مقرر اهل ایمان و عقل
مسلم است که الله تعالی ذات و صفات حق قدیم و ازلیست و موجود است
ماحوای خود را و ماسوای او تعالی مخلوق و حادث است و هر مخلوق
بشک و شبهه مسبوق بالعدم پس جهات سته را عین حق گویم
یا غیر او عین حق گفتن صریح ممتنع است پس لاجار غیر حق گویم و چون
در صدد تحقیق کردیم که الخ غیر حق است مخلوق و حادث است و هر مخلوق
مسبوق بالعدم پس البته بی شبهه جهات سته نیز مسبوق بالعدم باشند
پس هیچ مسبوق بالعدم است او را در مرتبه قدیم ثابت کردن غیر
معقول باین تحقیق واضح شد که او تعالی قدیم و ازلیست و الخ از جهة
و مکان و غیر ذلک است مسبوق بالعدم پس الان کما کان متحقق شد
الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد

Marfat.com

جاءت رسل ربنا بالحق مکتوب بنجا ہم اندر ترغیب فنا فی الشیخ صدور یافت

از العظمة الکبریاء مولا جل شانہ حضرت مولوی را العبدیت خاص

بل اخص بنوازد تا ترکت در مولائی با مولا غراسمہ پیدا نشود چون لفظ

مولا دو معنی دارد کما لا یخفی از روی مولائی یعنی عبدیت است در غیبت

مولوی روم قدس سرہ بیت مولوی ہرگز نشد مولای روم تا غلام

شمس تبریزی نشد یعنی بندگی خاص بل اخص رب حقیقی مر عبد را

موقوف بر فنا فی الشیخ است مستعد نادر است کہ در استعداد

او این جوہر نہادہ اند و الا اکثر آن را مذکور استعدادی در اطاعت

شیخ کہ مسمی بفنا است حصول اما مست دریاست عوام است و ہذا

ترک خفی الطریق عافانا اللہ سبحانہ من ہذا بورود نوازشنامہ عالی

خاطر فقیر بجمعیت بدل گشت و یاد آوری از الجناب این عاصی را

موجب حمد گردید عزیز من ہستی مطلوب داده اند و در اطاعت شیخ خود

مقصود ہمین نہادہ اند کہ بالا مذکور شد ہستی زعمی دگر است و فنا

حقیقی دیگر شان ما بینہما از من دعا و از حق قبول در اوقات مخصوصہ

بدعا یاد آرند و از یاد ظاہری کہ رابطہ فیما بین است نیز یاد آور باشند

Marfat.com

والسلام والاکرام مکتوب بست وهشتم بفضیلت مآب مشیخت پناه شیخ محمد الرحیم

یفعل ما یشاء بقوته لانه قوی عزیز ویدبر ما یلیق بحکمته بانه حکیم خبیر فلا یسئل

عما یفعل لانه یحکم فی ملکه ویصنع کل شیء بحکمه فلا مسؤل علی المالک الحقیقی

والحکیم القدیم مع ذلک قلوب محبان در مهاجرت محبوبان در زلزله

فراق بستر ازل وحیران مع التسلیم فی جمیع ما خلق الله سبحانه من الوصل

والهجران محب صادق خلوص طویت عارف حقایق العارف المقتبسه

من علوم صاحب طریقته الاحسنیه والفاضل بعلوم الدین بعث من

صاحب الشریعه المصطفویه علی صاحبها الصلوة والتحیه اخی

مکرمی المتحلی بحلیه معالی الکرم ان اکرمکم عند الله اتقیکم اللهم اجعله

متحلیا بکمال التقوی الذی یتجلی به صاحب الطریقه الاحسنیه المقتبس

من نور المصطفویه صلوات الله وسلامه علیه بافضل صلوة واحسن سلام

بعد سلام فقرانه مطالعه فرمایند بورود رقیمه مملو در معانی اخلاص وکوهر

اختصاص معه خیریت حال خاطر مهجوران فرحت یافت. گویا نعمه ملاقات را

دریافت اما عجب که چندین بسال حصول فواید معاملاتی زیارت حرمین

شریفین نمود نزد ما شمه بیان حقایق اصلیه که دران مقام شریف درود در

باب

هیچ در قلم نیاورده‌اند اگرچه قلم از تصویر حقایق عاجز اما با وجود علوشان
خود اطلاقی که درین عبارت بیانی ظهوری دارد و بر اهل آن خفایی
بمطالعه تصویر قلمی بلا قید تصویر کشوفی پیدا می‌کند هرگاه کلام مطلق
حقیقی حق سبحانه با وجود اطلاق حقیقی بعین اطلاق محفوظ حافظ
ماد مقرر و قرابت ماد مکتوب کتابت مالی حلول و تقیید باشد و محقق
بعین اطلاق محض بهره از آن گیرد حقایق معلومه محققه از کلام بیانی او چون
معلوم و متحقق بمکتوب البته بگردند بالضرور حقایق غامضه بکشوده رای مکتوب
مینموده باشند تا بحکم المومن مرآت المومن تحقیق طرفین در مرآت هر طرفی
وضوح پیدا آرد و تحقیق هر طرفی قابل شکر و اصلاح گردد عزیز با تمیز فضیلت
و کمالات دستگاه سیادت مرتبت شیخ نعمت الله الملقب بسلیمان
از چند ماه بعد حصول فضیلت کسب خود در طریقه حسنیه خصوصیتی پیدا
آورده باراده زیارت حرمین شریفین شرفیاب شده بمجرد ملاقات العزیز
و مطالعه عریضه حق اخلاص بجا آورده بجلوه کرمانه پیش آمدند و بعد صحبت چند
از مزریات طریقه حاجت در میان آورده از توضیح آن دریغ نداشتند و بطریق
... از انقدر زبانی انجذاب نمایند تا شکر صحبت ادا نماید بمکتوب نعمت بکیم

Marfat.com

عرضداشت بجناب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً لمن ظہر

سرہ بحقیقۃ الانسان ومصلیاً علی من نور اللہ ومن نورہ خلق الاکوان

یا ایہا الناس صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل وسلم وزد وانعم وبارک

علی اسعد العرب والعجم امام طیبۃ والحرم منبع العلم والحکم معدن الخلق والجود

والاحسان والکرم سطر العرش واللوح والقلم ترجمان کلام القدم

سیدنا ومولانا وماوینا وشفیعنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم الصلوٰۃ

والسلام علیک یا احمد حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حمید دلیل اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حامد صفی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمود

خلیل اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد رسول اللہ یا اکرم الخلق مالی

من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم والحوادث الواقعۃ علی الظہر علیک

یا علام سبحانہ بذاء الملک العاصی عبد النبی المستغرق فی لجۃ المعاصی

الی الان من حصول زیارۃ القدوم الشریف والروضۃ اللطیفۃ وسواحت الجانبین

واعصی العاصین ملتمس احوالہ فی عین العصیان لان حلمک اوسع وخلقک اربط

ثم اخی دینا نعمت اللہ الملقب بسلیمان بالحسب الکمال قصد زیارت الحرمین

الشریفین فاذا یحصل بشرف زیارت الحرم الشریف برجوع من کمال کرمک

Marfat.com

ونظر لطفک حتی بوسیلتهما یکون مقیما فی جوار الحرم الکریم ویحصل

بعده ثمرات الاستقامة فالزیادة علی هذا من سوء الادب مکتوب

شصت ودوم بجناب مجاور روضه سرور کائنات علیه السلام بسم الله الرحمن الرحیم الفقیر الحقیر

العاصی عبد النبی بعد ارسال تحیة السلیمات الزاکیات الی جناب افضل

الفضلا المجاور ببرکات الحرم الشریف والفیض من هذه البرکات علی الشریف

والضعیف النحیف الحاضر بحضور القلب وآداب الحرم والمتطهر بطهور الالطاف

والکرم سببا بالشرف الشرفا یلتمس احواله بان هذا الفقیر لسکن فی بلد

الهند وبسبب عوارض المتعلقات الکثیرة مقصر عن حصول الشرف الزیارة

العالیة بظاهر الجسد بالکد والجد الی الآن ویرجو ان یحصل له هذا الشرف

بالجسد الظاهر فیلتمس الی جنابک الشریف الدعاء فی حقی ان اصل الی

المقصود المعروض ثم اخی نعمت الله الملقب بسلیمان بحسب الکمال قصد

زیارة الحرمین الشریفین فاذا اصل بالمقصود وحصل له شرف الزیارة

بفضل الله سبحانه یرجو من جنابک الحلم والکرم لیقیم فی جوار الکریم ویستفید

ببرکتهما کما قال احد من اهل الکمال شعر ولا التمست غنی الدارین من یدها

الا استملت لهذا من خیر سیلها فاذا سبب التکمیل تطویل الکلام فنختم

۱۲ کیلد

Marfat.com

بالصلوة والسلام علی حبیب العلام مکتوب شصت ودوم بجناب حضرت پیر

دستگیر کہ ملہم بطریقہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بجناب عالی معلی الملہم بطریقہ

الاحسنیہ الواصل الی درجات المحبة والمحبوبیة اللہم کیف ادا رتبہ ساداتنا

خاطبہ بخطابات قطب الاقطاب فی الدہر قطع القطاع فی ہم بعد عرض

تحیہ سلام فقیر حقیر عاصی بعصیان الکاملہ عبد النبی معروض میدارد کہ ز بستہ کرامت

معاصی جلیہ وخفیہ از حصول شرف زیارت حضرت پیر دستگیر الی الان محروم

امید آن دارم کہ بتوجہ کریمانہ درحق این عاصی متوجہ شوند تا بمدد روحانی

توبہ نصوحہ باین عاصی میسر آید واز ظاہر اثم وباطن آن تمامہ الی ختم الحیوة

از توجہ آنجناب علامی دست دہد تا متوجہ مستقیم بجنب قوہ استعداد در سیاہی

دو شرف زیارت کرد واخوی دینی نعمت اللہ الملقب بسلیمان

بعقاید صحیحہ شرعیہ خود را آراستہ بقصد زیارت حرمین شریفین رخصت شدہ

امید کہ بمجرد ورود جہت روضہ مبارک بولایت حقیقی شرف لا ترک رحمت و

زعمی از میان رخت بر بندد وچون برکت اذن مسلسل ازین عاصی در طریقہ

احسنیہ داخل ومتوجہ نسبت تعلیمیست امید کہ در خواص خدام تشریف جا

یابد وخصوصیتی خاص حاصل آرد مکتوب بمیلت بجناب شیخ موسی سکنہ ہوشیارپور

فقط

Marfat.com

فضیلت ثابت شیخ موسی چیو از فقیر عبد النبی بعد سلام مطالعه فرمایند
تفاوت در مرتبه قرابت الفاظ حضرت قرآن و حدیث قدسی انچه در کتب
فقیه نوشته اند از انجا ثابت نباشد اما انچه فقیر از اعزه خود قدسی اسرار هم تحقیق
یافته است اول آنکه حدیث قدسی نیز بمو کمالات کلام مطلق است معنا و لفظا
اما معنا بر سر جبرائیل یا حضرت انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات
القاءً و لفظاً از انجا آن معانی ملبس الفاظ تصوری مطابق بهذا
المعنی بر قلوب این جماعه اکابر الهاماً و از انجا ملبس الفاظ لسانی بر غیر
ایشان از السنه ایشان ظهور پذیرفته یعنی از ملک بر انبیا و از انبیا علیهم السلام
بر امت در بیان آمده پس ظاهر شد که حدیث قدسی بواسطه غیری القاءً
بر اسرار اخص الخواص معنا ظاهر در قلوب و السنه شریفه ایشان علی نبینا علیهم
الصلوة والسلام ملبس صنعتی قلباً و لساناً از ذات حضرت ایشان هویدا د
قرآن مجید که جامع کتب سماویه و احادیث قدسیه بحکم لا رطب و لا یابس
الا فی کتاب مبین است بجامعیت کلام نفسی ذاتاً و صفاتاً و کمالاتاً
معنا و لفظا خارج از مرایا و السنه بحکمت بالغه و بصنعت صانع حقیقی
بلا شرکت صنعتنا و بلا تصرف خیالاتنا بر منصه بیان ملبس الفاظ نور

Marfat.com

آئینه ظهور فرموده و نحاو نجا از نجا حسب المطلوب بجبرائیل مسموع کرد کما
یسال آن جبرائیل سمع صوتاً و الا علی کلام الله و علی ما اراد الله الی آخره بهما
الفاظ نور آیته بمظهریت بیانیه جبرئیل علیه السلام بلباس الفاظ جرمانیه
بر نبی ما صلی الله علیه و سلم منزل شده بی تصرف جبرائیل بوجه ما الا المظهریته
فقط و نبینا علیه الصلوة و السلام همان را بعینه بلا تصرف و صنعته بیان
ساخته جسمانیه برسانیت قرائت نموده فوضح الفرق بین کلتی رتبتین لصاحب البصر
المنوره بنور الله سبحانه و چون استعداد نبینا علیه الصلوة و السلام در رتبه
حقیقته قابل باستماع کلام مطلق نفسی جامع جمع مراتبه بلا لباس کل لباس
لباس نفس المدعا و غیرها متحقق بود درانجا لباس جسد دنیوی بحسب شان
هذا المرتبه استماع آن بی لباس متعذر کما دل علیه القرآن و ما کان لبشر ان
یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب الی آخر الآیته لسر بار چون این استماع
بمرتبه تحتانیه خلاصه برآن حضرت متوجه جناب جل شانه بودند بفضل او سبحانه
بمرتبه حقیقته یعنی اصلی خود که فوق عرش است عروج فرمایند و ازانجا بحقیقته
الحاقی خود که مرتبه نور محمدیست عروج فرموده بمرتبه رسند که لامکان بل
کل مکان فی جمیع ظهورات کمالاته فی المرتبه الثانیه و بعد آن استعداد حقیقی

اولی

اولی به فضل مص ظهور فرماید واز کلام مطلق جامع نفسی ذاتی سبحانه

لباس فیض یابد اگر ... فان الرکات رب الارباب بنده قابل سماع

کلام او را ... در لباس عنصری عروج تشید و تا آن مرتبه عالمی که بدر خارجیت

عالمیان عوالم است رساند و چون این مرتبه کلام مطلق غیر ذات منفک

از ذات نیست و ما احمدا صلی الله علیه وسلم ذاته بلا کیفیه زجهة و کلمة الله

سبحانه بلا لفظ و صوت نزا ایمان می‌بریم التی لاایمان است

سوال الهدین ... حضرت قطعه ای فرحبخش که در ربا نا مددی بار

داد حلق ... رنگ ... درچاه ضلالتم پریشان حالم بار فرما درسا

حد سیدی سندی بار اگر چه این احقر قابلیت ذره ندارد اما ... بار یانه کارها

دشوار میشد در جواب چون در صحبت فقرا رسیده باید چون در تسلیم کند

ذکر تسبیح مشغول باشید وانچه نصیب است وقت جلوه خواهد نمود

و کار من بهت که چه در از زمان ... الدعا ۹۶ مکتوب ما الهدین ...

والله الحمد الواحد الصمد اخوی میان الهدین در استکمال دین کمر محکم

بندد واز کدر تلخی که در قبض ... سبب توقف ظهور بسط که خوب

حمدیت و اوام محبوب شتا محب یارام و لذت کار ندارد و اکرام و لذت

Marfat.com

هم می آید برای صد طاست مراد نتیجه سالک را آن تسلی می دهد
بعض محمود جلوه جلال است که آن سراپرده هاست و واصل را از جمیع آرام
و جمعیت که از بهر تسلی سالک ظهور جمال است آخر الامر در جلوه محض می آرد
و در حیرت و بیجمعیتی می اندازد چنانچه بزرگی فرموده بیت مدر یقین پرده ها
خیال ها نماند سراپرده الا جلال ها رد شش ببرکیوم قبض محمود ظهور حقیقت
نایافت منتهی و بسط مبتدی از تقدیر نهایت متوسط است میان تفاوت
ره از کجاست تا بکجا ها النهایت الرجوع الی البدایت باین معنی است
تا زمانیکه لذت و جمعیت سالک است بفنا کار ندارد اگر فنا است فنا
رعمی است زیرا که تتمه تربیت که در بغل دارد و رفنا حقیقی اضمحلال تربیت
موجود که بسطوات جلال منعدم شده سبحان الله زین تحقیق ظاهر شد
که جمعیت حقیقی محبت را در بیجمعیتی است و آن حیرت و سرگردانی است من لم
یذق لم یدر فایده سعادت شعارا چنانچه برای تحقیق طریق نفی
و اثبات نوشته بود از ین عبارت فهمیده بعمل آورده است تا بجا رود
لا در پی را ها نرسی و بسرای الا الله ها بلفظ لا از مقام نفس که زیر ناف است
کرد و غبار خواطر که الله باطله اند کشیده از جیب در است حسنا الخ لا شیر
خباثت

Marfat.com

جنابت نفس دخل یافته و دل ارواح را محکوم خود ساخته تبع کرد
همه را براه مقام سر که سینه است بحضور سر که منبوع مراتب است
حاضر آورده از آنجا تا هر دو مقام خفی و اخفی که پیشانی و دماغ است
مجموعه را که در تحت جاروب لا از الا باطل جمع شده برده بطرف راستی
را آورده بپس پشت انداخته دست بسمت بالا توحید محکم کرده بسرعت
الف اثبات را بر قلب بضم شدت بدوام پیوند داده ضرب حاصل باید
نمود چون بجاروب یکبارگی بی تکرار گردشش او کار نحته در راه صاف
نمیشود جسم را که عناصر ذات آنها متعدده در میطن جاروب لا است
ضبط نموده مکرر بتکرار این ورزش آنجا باید بست تا انکه کار انجام گیرد پایان
براید و شهادت میداد عزیز من جاروب چوبی محض گرد و غبار عارضی را
میبرد اما غبار اصلی که ذات زمین است اگر برداشتن خواهی عمر دراز
باید و این جاروب چوبی در اندک مدت بکشالی شکست می اید پس ازین
معلوم شد تا زمانیکه وجود موهوب سالک عطائی فرماید ازالم غبار
بشریت اصلی ردمی نماید ازینجاست که زوال بشریت اصلی بعد اعطاء وجود
موهوب است و آن در مرتبه ولایت انبیا است علی نبینا علیهم الصلوة

Marfat.com

والتسلیما فضل باید یا دروازه کمال کشاید عجب زمانه آمده سلوک نفی
واثبات که متقدمین تا پانزده سال بلکه بیست سال کرده درین زمانه در یک ماه
دماغ بعضی در خلل و بعضی دیگرا همت در دغل می افتد نفی واثبات را
از اید فهمیده تعلق بآن نشوا میدهند حال اکثر ایمان مبتدی و متوسط
و منتهی به نفی واثبات حاصل است لا یکلف الله نفسا الا وسعها و امیدوار
فضل بی بهانه باید بود و بحسب طاقت باید کوشید فضیلت مآب شیخ نذرالدین
و مکمل بالیقین بجماعه فقرا و فقیرزادها از بنا کس سلام خوانند و دعا کنند
تا از نا کسی بکسی آیی مکتوب نصیحت متضمن بحقایق و معارف آگاه حاجی محمد امین
بعد الحمد والصلوات و تبلیغ التسلیما بعرض جامع علوم مهربان حاجی
صاحب می رساند مکتوب شریف بورود خود شرف بخشید و بر معانی غامضه مطلع
گردانید در تحقیق بعضی معانی مکتوب حضرت مجدد قدس سرهم استفسار رفته بود
از وصول نظری و قدمی فرقی مسئول بود ما قاصر فهمان را چه قدرت که فرق
درمیان اینها [illegible] کنیم و مقصدی بیان آن نتوانیم اما بالضرورت
بحسب فهم رکیک گفته میشود چون واضح که مراد از سلوک صوفیه حرکت علمیه است
نه قطع مسافت ارضیه یا سماویه لان الله معنا اینما کنا و مراد از حرکت علمیه

خروج علم از بعض مراتب ظلال است که در علم با نسبت خود رامی نمودند و وصول
باصل اگر در توسط آن اصل زعمی باشد اما این قاطع مراتب ظلال را نمود
علمی دو مرتبه است یکی آنکه این کس اصل از مرتبه است که در انجا اقامت دارد
دوم آنکه صاحب استعداد عالی را بی آنکه هنوز قوت خروج از این مرتبه عطا
فرماید جلوه از مرتبه فوق بر اینکس می نماید و باز بعد چندان یا بعد چند زمان
باز از مرتبه دوی این می گردانند و از آن محجوب می سازند یا با آگاهی قدری یا از آن
می سازند تا همین آگاهی او را کشیده بفوق میرسانند پس وصول مقامی که اینکس اصل
آن است و در آن اقامت دارد وصول قدمی است و وصول مقامی که بجلوه آن
ناظر شده وصول نظری است پس باید دانست که در مراتب عروج چون
قطع ظلال بالکلیه میسر آید و باصل الاصول بلا شائبه ظلیه بپیوست دریولا
از وصول نظری که در وقت عروج میسر می آمد فارغ شد مستعد وصول
نظری که در مراتب نزول رو مینماید میگردد نظری اول در سیر الی الله فی الله
است و نظری ثانی از سیر من الله بالله یا بمعنی الاشیا ظهور می نماید
اصحاب عروج چنانچه در میان خودها تفاوت تمام دارند همچنین با اصحاب نزول
بینهما تفاوت تمام پیدا می کنند کما لا یخفی علی اهالیها الیس نظری اول شبیه [illegible]

صاحب خود را از دو جلوه مید اند صاحب و ان بل خو الدین ست الکریمه
نسبی باشد و صاحب نظر اهل عین الیقین با اهل علم الیقین و حصول الیقین
حقیقی صاحب عروج بعد قیام ظلال بالکلیه و وصال خو الیقین صاحب
نزول بعد رجوع کامل که در تفصیل حقایق اشیا و دانست بس اول در کمال
اکمل ولایت انبیا و ثانی در کمال اکمل نبوت انبیا ذلک فضل الله یوتیه
من یشاء مکتوب شصت و هشتم در تحقیق ملهمه حضرت پیر دستگیر در تحقیق ملهمه حضرت
پیر دستگیر بود که قصه بود نار نور کمالات انسان با نور مهست و از اطراف
عالم ات الله تعالی تا قیام قیامت منور در مرسه درست و این مرسه در نسب
مراسل اهل در است با کشف و شهود قوس النفس متولد من الروح الجسد
یعنی روح انسان در عالم امر با کمال لطافت منور بود و اکنه تقتضای ذات المبادی
نورانیه او بود بسبب کمال لطافت مستوره عناصر اربعه مجمله غیر مفصله تحت الجمع
پیدا شد متضمن حیثیات ظاهریه مفصله ظهور کمالات مخفیه خویش در تخلیق این
هر دو مرتبه یعنی روح و عنصر مجمل حکمت بالغه برای ظهور جلوه گری تفصیل
مراتب حق سبحانه و تعالی دست بکرم کامله عنصر مجمل را ادا لخت سماء بنا
مفصل کرده اید و چون حصه خاصه هر روح را از ان عناصر ادلو ثبت کرده اند

Marfat.com

مرتبه مذکوره را اظهار تمام بود فسبحان آنکه منفوخ در بدن نمود بعد اجتماع
این هر دو مرتبه جسد و روح قابلیات اندماجیه نورانیه روح و حیثیات
ضمنیه جسد را در عرصه برزخیت ظهور بخشید چون بمحض منضمای بودن
این هر دو مرتبه بخصوصیت خاصه خویش ظهوری داشتند یکی را با دیگر کاری نبود
ظهور مقتضیات حکمت بالغه در تخلیق این دو مرتبه که برای مظهریت ظهورات
کامله بود بی ترکیب امتزاجی این هر دو ظهور موقوف پس از پی هر دو ظهور
مذکوره یعنی ظهور قابلیات روحانیه و جسدانیه بحیثیت فرجه بینیت و جدانیه
در عین برزخیت متبین یعنی مرتبه روح و مرتبه جسد امری ثالث موجود
کرد و نفس نام نهاد یعنی مظهر کامل نفس ذات مقدس جامع قابلیات
جمالیه که مقتضی موجودیت مخلوقات نورانیه اند و جلالیه که مظهر حیثیات
ظلمانیه بودند چون روح را در حجره جسمانی بکمال خفا است درین مرتبه
نیز ظهورات قابلیات او را استتار و حیثیات جسمانیه را بکمال
غلبه استکبار تا زمانیکه رفع استکبار موقوف صحبت این مرتبه نفس
بکفر دامان کی موقوف چون بفضل عام او تعالی نوری از انوار تجلیات
یعنی صفات لطیفه ظهور میسر باید سیوم حصه مثلا از انانیت و استکبار

درمعرض وتل می آید و نور را از ... من سکینه باید و این رتبه
نفس لوامگی می ستانند و بعد از ظهور عادت چون کرم از مجاز ظهور
خاص بحقیقت انسانی خلعتی پوشانند و الحیز انسانی است در این مرتبه
در دو دولت الانیت ... زند آنرا نفس ملهمه گویند و انبیاء
تا ولایت لاولیاء است می تازند بود چون اولیاء است را در تبع نبی خویش
بهره مندی از کمالات ولایت معصومه نبی او واقع است اگر چه بعد
بهره کامل المعصوم خواهد بود نه معصوم فضل اخص او ... بطفیل کمال
متابعت سنت ذره ذره او را نور بنور نور و مملو میسازد این زمان
این سعید از ... راه مطمئنه می نامند چنانچه پیغمبر باید یا ایتها النفس المطمئنة
ارجعی الی ربک راضیة مرضیة عزیز من آنوقت این نادر زمانه ...
النفس لطیفه موصله موصوف و ... خواهد بود زیرا که چنانچه در وقت
جاهلیت جمیع لطائف ... را از جهت عنصریه موصل ذات
بمظهریت اسماء ... بود در عین این وصل بعد و بعد می گشود
همچنان آنوقت بعد اطمینان کمال وصل ذات بقدر مظهریت به
اسماء لطیفه که نقص و ... اوست خواهد بود و دروازه ... قرب

وانگو

خواہد آمد ابر معنی حدیث باید فہمید خیارکم فی الجاہلیۃ خیار
کم فی الاسلام اذا فقہوا المکتوب ۲ بنام حاجی احسن حاجی محمد امین
بعرض عالی حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمد امین بعد تحیہ سلام معروض باد
در مکتوب مرسول سابق کلہ صاحب نظر حق الیقین نسبت بالک صاحب قدم اہل
حق الیقین و صاحب نظر اہل عین الیقین با اہل علم الیقین نوشتہ ام
و چون صاحب نظر انتہی سالک باقیست در عین الیقین و علم الیقین ہر دو در
راہ اند لاچار یکی ازین ہر دو خواہد بود فلا حاجۃ الی بیان غیر ہذا در مکتوب
حضرت مجدد قدس سرہ اللہ سرہم بیر از حق بحق نوشتہ اند کلیہ اہل
تحقیق است کہ ہرچہ بالا از الفاضل در عروج بیشتر می آید و از ظلال کہ
باصل میرسد درینجا حق بحق ترقی میفرماید اگرچہ در ابتدا شروع از سلوک
یا جذبہ می باشد اما چون بعد قطع سلوک و جذبہ بحق میرسد و تتمہ ترقی
ہنوز باقی است اگرچہ از اصل در اصل باشد سلوک و جذبہ را موقوف داشتہ
ابتدای از حق میفرماید حالانکہ سلوک و جذبہ را قطع کردہ تا اینجا رسیدہ اند
و تتمۃ ان الجذبۃ والسلوک متحقق دارد مرسولہ مع ہدیہ موسومہ شرف
ورود بخشید نفائحہ در احجیہ بجا آوردم توقع کہ ہمین طور از تحقیق معانی

Marfat.com

وعبارات بزرگان بهره بخش بوده باشند از فقیرزاده ها و شیخ موسی جیو
عرض سلام مطالعه نمایند مکتوبی نوشته بودم در تحقیق کلام الله سبحانه
سوم پر قوله علیه الصلوة والسلام انزل القران علی سبعة احرف یعنی نازل
گردانیده شد قرآن بر هفت قراءة چنانچه اینمعنی بحسب قرا متحقق است
و هفت معنی چنانچه این تحقیق بحسب علما ظواهر راسخ است و نیز موافق
یک تحقیق از دو تحقیق اهل باطن ظاهر و هفت بطن و این تحقیق دوم از آن
دو تحقیق اهالی باطن واقع و تفصیل این تحقیق دوم نزد حضرت
پیر نوری قدس سره بدین نهج است که کلام او تعالی مرتبه در درجه وجوب
ظاهر است ازلا و قدما و آن هر سه مرتبه مسمی بوجود و نور و ظهور کلام است
در تکلم با جمیع قابلیات ظاهر شده اند ماحیه بوجود غیری و آن هر سه مرتبه بمظهریت
چهار مرتبه دیگر مخلوقه محدثه ظاهر شده در عالم اصل الاصول و انوار و اجرام و اجسام
که دو از آن مخلوق اند بواسطه مخلوق و اسباب یکی نفس شعاع است که لباس
حرف و صوت چه نورانی و چه ظلمانی بمظهریت نور اول او بمظهریت اولی آن
هر سه مرتبه وجوب را قابل آمده به بیچگونی محض چنانچه القا در سری اهل صفا
بران شاهد است دوم حرف و صوت نورانی که در عالم امر مظهر ثانی است

جامعیت

جامعیت این مرتبه وجوب را که مسموع جبرئیل علیه السلام گشته چنانچه عقیده است
آن جبرئیل سمع صوتاً دالاً علی کلام الله وعلی ما اراد الله مثل الهام قلبی اهل
صفا دارد و دیگر ازان مرجع مظاهر کلام مطلق بواسطه مخلوق مخلوق دیگر
ازان حرف و صوت جرمانی جبرئیل علیه السلام که کلام نفسی حق سبحانه بمظهر
آن مظاهر حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم ظهور فرموده اگرچه پیش ازان
حضرت ظهور کلام مطلق بواسطه غیری بنفسه عاست چنانچه بالا نوشته بنده
وحدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین شاهد این معنی است و دوم
مرتبه حرف و صوت جسمانی آن حضرت با جمیع مراتب فوقانی آن کلام الهامی
الٰهی بر جمیع مخلوقات تا قیام قیامت ظهوری دارد پس آنچه مقرو محفوظ
ما است بمظهریت مظاهر مفصله مذکوره همان کلام مطلق است عین غیری ودر
مقرو محفوظ بودن منزه از احاطه قراءت قاری است چنانچه او تعالی معلوم
ما است بی احاطه ما همچنان صفات او تعالی را بی کم وکاست باید فهمید فافهم
مکتوب هفتاد و دوم در مقدمه تجزی بذاته سبحانه عن تجزی ذات موا یعنی با آنکه است
کلی که متجزی هست بعد ذات او غیر او یعنی و همین حضور ایمانی بجناب سبحانه
نایافت مشروف الآنست تجزی معنی نایافت پس لیس قبل از نایافت که تعلیم

Marfat.com

مفقود شما بود آن حضور ظلی بود و به یافت منضم بود چون یافت یعنی
ادراک است و ادراک را بجناب قدس راه نیست اگرچه ادراک حقی باشد تعلیم
نایافت بعد آن برای نفی یافت محتمل ادراک است نه برای نفی حضور چون
سالک بعد تعلیم نفی یافت هر دو مشغول به نایافت شد حتی که حضور را
نیز گم کرده لهذا ادریتولا باز از حضور تعلیم رفته که در عین نایافت حضور نیز
که خلاصه وصول بشری است و داخل دایره اصالت است با نایافت
منضم شود چنانچه بعد وصول رویت بصری در آخرت نایافت ثابت ابدی
انجا که یافت است تعلق به تجلی است نه بذات پاک چون تعلق بذات
پاک عطا نمودند نایافت را ظاهر فرمودند بایدش که در عین نایافت شهود
نور ایمان از حضور مولی که منزه از یافت حصولی است بهره ور بوده
از غفلت محجوب نباشند تتمه مشتبه را بالمشافه بعد ملاقات رفع نموده
خواهد شد ان شاء الله سبحانه الغرض بلی توجه بحضور محض بنایافت
صرف اوقات نمایند بجدی که توجه بغیر مطلوب گردد و حضور بحق غالب

مکتوب نهصد و دوم بنام عبدالهادی صحیفه فیض ورود در رقیمه محبت افزا از محب بی ریا
که در احسن اوقات رسید مضمونش معلوم گردید بواسطه ظهور و بامر قوم بود

وحفظ فرزندان مطلوبست فقط از قدر هیچ چیزی غنی نمیگرداند و تعو
هریکی را اعتبار بهر طریق که بقدر راست شدنی است رفع آن طریق
ممکن نیست آری اگر برای تسلی کوته اندیشان تعویذ یا علاج میکنند
نه علاج موت است بلکه تسلی نامرفی الحال حال این است که تا ظهور امر
خفی در غم پریشان نشود . . دانا چون دانست پس برای یاد رب پاره
دارد و تعویذ بطلب داری و دفع بعضی ورد نماز مطلق بیداد کرده اند
و دوست مطلق هم هیچ چیزی نمیدهد یکباره است تکرار ندارد شما را فرزندان
شما را بخالق موت سپردیم شما را بجز شکر عطا نماید برای چند سایل
بر قوم بود مشفقانه فرایض که فرض عین اند از کسی عوض فرض از یکسی
نمیرسد اما نوافل بهر که خواهد چه خویش و چه بیگانه تمام یا نصف یا ثلث
بموجب نیت بخشند میرسد و ثواب آن مترتب میگردد نکاح موقت
در مذهب ما باطل است و در بعضی روایات بعد دفن از راه گشته باز
رفتن چیزی بمیت یاد کردن جایز داشته اند اما معمول اکثر نیست
چراغ بر سر گورها افروختن بدعت است مگر ضرورتی لاحق شود چون
زنی را عادت یکبار یا دو بار یا پنج روز یا هفت روز شد و در آینده

تجاوز از عادت کرد باید دید اگر در اکثر مدت حیض پاک بر پاک سه در این
صورت عادت اول برگشته و او را اعتبار نماند و اگر از اکثر مدت حیض
تجاوز کرد عادت اول معتبر است بموجب عادت ایام حیض گرده در ما بقی را
نماز قضا باید کرد مثلاً عادت پنج روز بود و در آمیزه تجاوز کرد و اقعه هفت
یا هشت یا ده روز پاک شد در اینجا عادت گشت این همه ایام حیض اند و اگر
از ده گذشت بعد یازده روز یا دوازده پاک شد همون پنج در عادت سابق
وضع در حیض باید کرد باقی ایام استحاضه نام ده کاغذ نوشته داشتن
منع است مگر که با مکث خشک بر پیشانی یا سینه مرده تسمیه را باید نوشت
تبرکست اجنازه و او را دست میتوان باد بمازه الناس من التهنیة
لیدة الهلال او یوم العید و عید الاضحی بعد المکتوبة او صلوة الجمعة
فهنا کلها ممنوعة بمنع عنه ان من فی شرح کافی فی باب المکروهات
ایضا مکتوب نقل از بدرم میان عبد الهادی اخوی میان عبد الهادی سلام
خوانند رقیمه رسید تقاضا نوشته داده شد انچه از مسئله عنین استفسار
رفته بود عنین آنست که قادر بر آن شد نباشد یا بر ثیبه قادر باشد بر بکر قادر
نباشد اگر عنین بعد خلوت صحیحه زن طلاق داد مهر تمام لازم آید و عدت
واجب شد

Marfat.com

واجب شود اگر بعد خلوت صحیحه زن منکر از وطی است اگر بکر است
بزنان دیگر باید نمود اگر بکارت زایل شده وطی ثابت شد والا نه و اگر زن
بکر نباشد قول شوهر با سوگند معتبر بود خلوت صحیحه آنست که زن صحیحه از امراض
و از حیض در غیر رمضان با شوهر در خانه خالی از دخول بیگانه داخل شود این
خلوت حکم وطی دارد و عدت لازم شود مکتوب بیست و چهارم در تحقیق مرتبه
ذات و صفات سبحانه و تعالی مرتبه ذات و صفات الله سبحانه و تعالی با کمالات ذاتیه و صفاتیه
ازلی و ابدی است و اسرار کمالات شیونات ذاتیه و صفاتیه در عین خفا
و غیب معلوم ذات عالیست و هیچ از آنها مخفی بر ذات نشد و در معلومیت
این مراتب اجمالا و تفصیلا ذات تعالی را هیچ احتیاج بظهور خارجی نیست
و مقتضای حسن هر صفتی از صفات و هر شانی از شیونات را عالم و بصیرت
اما چون حسن هر صفتی با وجود ظاهریت اینها مقتضی بظهور خارجی معلوم
ذات الله سبحانه بود و این اقتضای حسن هر صفتی مستقضی بظهور مظهری است هم
لیس با وجود کمال استغنای خود مرتبه خارجی حدوثی را بموجب اقتضای شیونات
ذاتیه و صفاتیه در منصه شهود موجود کرد امید باید دانست که صفات الله
سبحانه هر دو مرتبه است لطیفه و قهریه بموجب اقتضای حسن صفات لطیفه

Marfat.com

مظهور امداد ابر مقتضه نمود موجود نمود لیکن هیچ در دنیا از ایمان و طاعت
بموافقت اوامر و اجتناب از نواهی موجود میشود همه ظهور حسن صفات لطیفه
اوست و جزای این ظهور در آخرت خلود جنت با جمیع نعمای آن
و افضل و اعلی از همه نعمای آن مرتبه رویت الله سبحانه و همچنین بحسب
اقتضای حسن صفات قهریه مظهر او را از عرصه اظهار رسید از موجود لیکن هیچ
از کفر و معاصی یا موافقت معانی در دنیا مخلوق میشود تمامی ظهور حسن صفات
قهریه اوست و در نتیجه جزای این ظهور در آخرت بر همه مظهر خلود جهنم از نوع
عذاب در آن مرتبه هست و اشد از جمیع انواع عذاب محرومی از رویت
الله سبحانه است ای عاقل هوشیار اگر ظهور کمالات صفات لطیفه
هستی این معرفت را بنظر عرفان خواهی دید و قدم خود در استقیم شریعت
خواهی یافت والا در عین معرفت بی استقامت بر صراط مستقیم بظهور
قهریه در لجه الحاد خواهی ماند الغرض ملحد ظهور صفات قهریه دعا درت ظهور
صفات لطیفه هیچ یکی را از تربیت ربی خود چاره نیست و از تربیت مرات
ما فیا سیه خلاصی و ذات و صفات او تعالی با وجود این فیض بحث
و عدم فیض بر مظاهر بکمال قرب و معیت از اتحاد و حلول در مظهر منزه

و مبراست

[illegible] زیرت داشته باشد قال علیه السلام و علی الله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بحکمت بالغه [illegible]

[illegible] باوجود [illegible]

و دانستن [illegible] تشنیده باشی بقدرت الله سبحانه در چنین مقام

تنگ که دو دندان تواند بود [illegible] دارند و هرگز هیچ محسوس نیست عجب

از آن کسانی که از مفهوم معنی حتی یلج الجمل فی سم الخیاط در سم خیاط

ابلاج جمل نیز از قدرت حق سبحانه محال دانند و محال عقلی را محال الهی پندارند

دانا و آگاه باش ای مومن سنی که معامله قبر و عذاب و حساب پاینده باشد

نازکی و خفا که هیچ اطوار حساب و عذاب در نظر بندگان محسوس نیست

و زندگی هر دو در معامله حساب قبر همچو زندگی و بیداری حیات دنیوی نیست

مجددی کرا اگر بگور مرده جانوری می نشینند پندارند که زیست بامانده وی

Marfat.com

برکسانی که معامله بر را چون معامله محسوس می باید لاچار از جهل
وطرفی خود همچو معامله خوات در خیال اعتنا میکنند و باین اعتقاد در زندهست
سی و می اقتدر می نمیدهست که می نیدانند نعوذ بالله من الجهل الحکمة
من بفضل الله ولا هادی له مسئله حمل کشته باشد یا اصل تا زمانی که جان
نیفتاده و در کردن جایز هست و چون جان رسد حمل را کرده اند
و در کردن منع است اما درین زمانه بعضی علما گفته اند که این زمانه فساد را
اگر اولاد بدکار شود اگر بعد داخل شدن روح نیز حمل را دور کنند جایز است
اما عمل بر روایت اول باید کرد یعنی داخل شدن روح دور نباید کرد اگر کنیزک
دیگری را نکاح کرده است قطع حمل هرگز جایز نیست اگرچه بی جان است
مسئله بدله سیما علی که در وزن برابر باشند درست هست و دست بدست
اما وعده کردن که بعد دو ماه عوض این هر سه علی خواهم داد منع هست در ربوا
الغرض در یک جنس زیاتی و وعده از یک طرفی هر دو منع است اینجا اگرچه
در وزن برابر بود اما یکی الحال گرفته دوم عوض را وعده کرده و این در یک
جنس منع است و در غیر جنس زیادتی از یک طرف جایز است الا مسئله
وقتی که هر دو وزنی یا کیلی باشند و اگر هر دو غیر جنس مکیلی است
دوم

Marfat.com

دوم درلی زیادلی ولسیه پردوجائزاست مسئله اگر حضرت قرآن
مجید بطرف پای حقه باشند اگر بلندست بمقدار قد حقه جائز است
واگر کم ازان نی مسئله اگر روی حقه است وقت نماز ادا [illegible] راجائز است
سدا کردن ادا اگر مرضی [illegible] ال داند واجائز است اگر مرضی رناضی
پردعه معاوم بودناآن وقت با خود کند [illegible] اگردن نعدادان بیدار
مسئله اگر غسل جانه با تنفس باشد [illegible] شدن [illegible] ان بسل کردن جائز است
واگر بی سرف [illegible] با حلال [illegible] برسی حج [illegible] جهد نوع
است مسئله اگر در وقت سجده انگشتان پای را متوجه قبله ترلیه
نکرد اند نماز فاسد میکرد در روایتی مسئله اگر شخصی بسبب عروض دارد خفا
دبگویند چه فلان جولاهه دموچی است کافر گردد قال النبی صلی الله تعالی علیه
وعلی اله وسلم ما من مات الا وقد تمنی ان یموت قبل ما مات فان کان
برا لیکون الی ربه اعجل وان کان فاجرا لیقل فجوره مکتوب بنقابحم بوتیر [illegible] صبر دریافت
درجوار این بیت سه چشم چشمانه تواند بد [illegible] نورخیال آن دعم
خندیده نشتها من چه باشم لائق این وصف پاکیها ها صم حیران واملجا
سواکیها خاکرا بر ذاتی از زیر پای ها خود نهادی بر سر سنگ علا بعد سلام

Marfat.com

دلو [illegible] رشید زاده [illegible] صحیفه گرامی کوبات [illegible]

[illegible] این [illegible] بطریق الفصل تعالی و عالم معنی [illegible] حضرت

دلوی خوب نوشته اند اما حرف [illegible] تانی قبول [illegible] و الا معنی [illegible]

بود [illegible] ناقص این می آید که مصرع اول استفهام بمعنی انکار است چون

عاشق [illegible] خود را محروم [illegible] خود بخیال کرد

[illegible] که بعض [illegible] است [illegible] این است

کرا اگر [illegible] در حالت

بخیال [illegible] محروم [illegible] چنانچه عزیزی گفته [illegible]

[illegible] وصال و صالی [illegible] والله اعلم

مکتوب بست و ششم بصاحبزاده [illegible] عبدالحمید [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحبزاده [illegible] فقیر خانه [illegible]

Marfat.com

قرن سوم [illegible] جنس [illegible] طرف [illegible] کل الوجود امر [illegible]

دارای آن [illegible] که [illegible] ایشان [illegible]

[illegible] نشده ان شاء الله تعالی بعد از آنکه در ایام [illegible] مردم [illegible]

[illegible] اگر [illegible] بود [illegible] است [illegible] شیخ

عبدالغنی [illegible] جمع حصارات [illegible] عثمان محمد فاروق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اگر [illegible] از صحت [illegible]

[illegible] چنانچه [illegible]

[illegible] موسی علی نبینا و علیه السلام این بود که آنهای ایشان

[illegible] بالواسطه [illegible] از تقلید [illegible] می

[illegible] ظاهرا [illegible] ایشان [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible]

Marfat.com

دردل پردازد وآب وضو وغسل مذکور را درآورد مذکرفته در انجا که قطرات خون یافته

بود بدان لوده را بیفشاند و درود حضرت پیر دستگیر قدس سره الاقدس را

بعد فرزندان خانه بخواند با خشوع و وضو سه روز این کار میکرده باشد ...

برکت صدق توبه پدید ... از ... و ... از ... حلال ...

اگر ... توفیق باشد ... اگر ...

... میسازد ... کاتب ... بیان ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

علیه السلام اللهم ارنا حقایق الاشیاء کما هی بسیار مذاهب بسبب عدم
اطلاع از حقایق اشیاء در تحقیق ارادت وقضا از راه رفته اند و از ایمان
گسسته بکفر پیوسته اند این عقل ناقص تا که به ترجیح ... ایجاد کافر رفت
در هوا از ایمان گسسته بکفر پیوسته از بن توبه کنند و تجدید ایمان آورند و اعتقاد
دارند که تحقیق امر در دو نوع مجمل و مفصل مجمل آنکه بدانند که او تعالی حکیم مطلق
است و کار حکیم مطلق بحکمت بالغه ... از هر جهت منزه است
ترجیح طرفی از دو طرف تابع اختیار و حکمت اوست نه اختیار او تابع
طرف راجح یعنی طرفی از دو طرف ترجیح باختیار او و ارادت او
یافته نه آنکه قبل از اختیار او تعالی طرفی مرجح بود و اختیار تابع او شود
ها کفر محض و جهل ظاهر و این که بعضی دقایق عقل ناقص ما باید از
ناقصی عقل است نه نقصان در ایجاد و حکمت او تعالی و آن عدم
اطلاعنا علی الحکمة لا لوجوب العبث عجب از عقل است که خود
قایل بنقصان عقل خود شد و از عدم دریافت او بسبب نقصان
که دارد تجویز نقصان در ایجاد نموده از نقصان نماید پس هر کس را
... شد که هر چه او تعالی کرده همچنین می بایست

Marfat.com

دخواهند و را از سهام شیاطین نفهمد و در دفع آن کوشد تا از راه تردد و مفصل آنکه خدا تعالی با ذات و صفات و شیونات خود ازلی و قدیم است و نیز اراده او تعالی برای ظهور حسن کمالات صفات جمالیه و جلالیه شهادت در مرتبه ثانی با وجود ظهور او و غیبا در مرتبه اول یعنی در مرتبه صفات و با وجود استغناء او تعالی از ظهور ثانی ازلی بود چنانچه فرمود کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف پس اراده حق تعالی از الخصوص در حج وجود ظهور حسن کمالات صفات لطیفه قدیمه آمد و طرف عدم را در ترجیح و معدوم کردید در حوادث حسن صفات جلال مقتضی سلب حسن از مظهر است و حسن صفات جمال مقتضی حسن مظهر لاجار بحسب اقتضاء صفتین بالسویه که مخالف آن بمکونیت کافر مظهر صفت جلال است و چون وجود او برای ظهور حسن اقتضاء صفت ذکور مراد ازلی بود احسن ایمان ساکر و بجمال کفر مغلوب و معیوب امر و اگر چنین نباشد حسن عیب آن جلال ظهور نپذیرد و این غیر معقول بار وجود او برای ظهور حسن جلال بحسب اقتضای ازلی مراد ازلی باشد ... آنکه عدم ظهور او را خوبی نماید که مختصر آن نه اگر گذشته

[illegible]

[illegible] تمامت محمد اکرم [illegible]

[illegible] جمالی عجالہ ظہور وجود [illegible]

[illegible] حقیقی [illegible]

[illegible] نبوت مصطفوی [illegible]

Marfat.com

واحد الهم اهالی درجه حق الیقین عزیز من الحیه ترقی بود از علویست
اینهمه مرده نسبت سابقه هست هرچند نسبت سابقه در رونق [illegible] و کاملتر درجه
آیند و لطیفتر و عالیتر اما چون بعضی مستعدان [illegible] است [illegible]
بمجرد آگاهی برین نتیجه انقطاع کلی در رجاء [illegible] طاهرست [illegible]
واینمرتبه تخلص متضمن [illegible] از مقام تفصیل [illegible] حقیقی
بی ما [illegible] را حاصل [illegible] وجود را [illegible] خلوت [illegible] سعادت
بخشیده با کمال [illegible] بماند [illegible] عالیه [illegible] معانی
[illegible] القربیت و مترادف [illegible] جامع [illegible] خویش
هالی تعدد و تجزیه [illegible] چنانچه [illegible] سابقه مشعر از وصول صفات که نسبت [illegible]
الکیفی بحقیقت ذات بی زیادتی وغیره دارد اما چون اطلاع بر بعضی
حقایق مرتبه خلو موقوف به ملاقات [illegible] است [illegible] حصول بعضیت
از رفاقت آن بهره مند خواهند گشت بلکه خود را بهمین حقیقت تا بی
که مرتبه خلوتست سپرده چنان استیعاب اوقات نماید که وقتی
از اوقات اینکس بی این دعا خالی نرود و ترقی در ترقی رو نماید
و در آراستگی اعمال و تهذیب اخلاق احتیاط تمام و کمال بجا آرند و امر

نوید

توکل بحکم [illegible] اصل اہل طریق [illegible] طاہری و باطنی
من کل الوجوه از اہل دنیا پاک خالی کنند حیثیت صد حیثیت [illegible]
اہل [illegible] اصل کہ چون [illegible] مظہریت و وصول صفاتی در درجہ تفصیلی
اور احباب با تسلیم و بغیر اوراد [illegible] از جملہ جنایات [illegible]
[illegible] اہل [illegible] اقتضا [illegible] اعمال ظاہرہ و تہذیب اخلاق
دارد [illegible] است کی ظاہر [illegible] اگرچہ بسیار [illegible] ظاہر کہ بی کمال
باطن باشند [illegible] آن می نمایند تا آن از جای [illegible]
[illegible] و الا [illegible] این عاجز [illegible]
اعزہ ما اگر اتفاق افتد [illegible] رسانند میان پیر محمد را از زیاد داشت
اسمی واقف کردہ ام اگر [illegible] قلبت صحبت [illegible] باشد [illegible] تمام
[illegible] دارد [illegible] اوقات را زیادہ
[illegible] خلوت و مراقبہ [illegible] قلیل بل اقل قلیل بعض تکلم ضرور
از مسایل وغیرہ و اگر با طہارت باشند چون طاہریت ظاہری با طہارت
باطنی منضم مشهود بود علی [illegible] السلام و الاکرام مکتوب [illegible] بمحمد
فاروق صدیقی [illegible] محمد فاروق فارق حق از باطل باشند مضمون کلمات

Marfat.com

مدار النهوض متبرکه حضرت ایشان را که اسم دون دعا [illegible]

رقوم فرموده بودند درای تحقیق معانی آن [illegible] مسموع [illegible]

سعادت حاصل است اگرچه این کلمه را بارها [illegible]

واعض خود را در حل آنها چون سایل را از حیثیت [illegible]

نبود الله دیگر فهم تا حمل اخبار از اصطلاح ایشان بهره ور هم بیان ما

کلمه علیه [illegible] بر [illegible] مسموع نیابد [illegible] را اندک

حضرت ایشان قدس سره نموده که حق سبحانه تعالی [illegible] دارد

میخواهد که در تربیت [illegible] واسطه [illegible] عبارت [illegible] واسطه حضرت

مردان ما علیهم من الصلوات [illegible] و من التحیات اکملها [illegible]

میشود و این نوع است [illegible] و واسطه [illegible] اصحاب [illegible]

الحاجات سید الحجاز [illegible]

[illegible] ع است چون تابعی از تابعان [illegible] در

کامیات علیه علی آله الصلوة والسلام واسطه [illegible] حیث استعداد

پیدا میکند تا [illegible] میکرد که [illegible] العلیم [illegible] در

صلی الله علیه وسلم از الله سبحانه به تعلیم علم لدنی ازلی او تربیت یابد

الله سبحانه

الحمد سبحانه اینچنین تابعه مستعد را خود تربیت میفرماید و این تربیت
درباره این تابع بواسطهٔ تبعیت متبوع اوست و اظهار معجزهٔ نبی اوست
که مظهر شد این تابع ظهور پذیرفته دارند در صورت واسطه نسبت الی الحقیقة
واسطه حقیقی است که واسطه متبوعیت متبوع اوست پس چون ذات
شریف حضرت ایشان ما بسبب کمال متابعت که بفضل الله سبحانه
میسر آمده آن استعداد که در صدر مذکور است پیدا کرده و حضرت کمالات
نبوت علی اله الصلوة والسلام او را الحکمت بالغه برای تعلیم حضرت
تفویض نموده غیرت خداوندی [illegible] تعلیم خود با اصالت تعلیم
نموده تا این تابع کاملا محجوب نشود و معطل نماند و فضل متبوع ظاهر
گردد که استاد [illegible] متبوع عظیم الشان و محبوب عظیم الشان است
[illegible] تابع را نالایق [illegible] نمود و تعلیم او را بحضرت غیرت تفویض
نموده و غیرت خداوندی برای تفویض محبوب او تابع را در الغیری نگذاشته
این فضل در حقیقت در حق متبوع است تابع عدوم البضاعة را چه یارا
که قابل این بار گران باشد در حقیقت فیض متبوع است که او را باین
دار [illegible] را حضرت سبحان الله این خادم تابع به فیض بخشی متبوع و تفویض

Marfat.com

امتزالی ل ... حسابانه ...

نزاع ... فرمود ...

ونیز درین ...

خیر و کرا ... مقدوم ...

مخصوص حضرت ... علیه ...

الکلها نه برکت در تقسیم ... عوام

با خاص ترک ... محض ... ترک

... برکت اول ... برکت تالی سبحان الله

شیخ عبدالحق دهلوی عفر الله خطاه بر حقیقت قول حضرت ایشان

که از ترکت ناطق است عدم مناسبت با ان جانب ...

... درین ... اعتراض کرده و گفته الحمد ...

حلت نیقی و قول اول را ... مسکله ... حضرت خاتم الا

... علیهم الصلوات التسلیمات ... دایره ...

کان بالاصالة ... علیه الرحمه ... علیه السلام ... حضرت

ایشان را باوجود ... خاتم الانبیاء ...

الرحمن

Marfat.com

[illegible] مستند بلکه اصلیات و ظلیت آنها بمناسبت زیر قدمی ایشان
[illegible] وصول پیدا کردند و حضرت پروردگار امانت [illegible] علی آله
[illegible] اسلام تعلق بمرتبه که واصل مرکز اند و بهر تفاصیل آنها جا در کار
در بدایت در تحصیل تفاصیل دارید متوجه نیستند پس حصول حضرت
ایشان بحیثیت تفصیلی که عبارت از دایره است بحکم من سن سنة
حسنة فله اجرها واجر من عمل بها با وجود کمالات اجمالی مرکز که حضرت خاتم
الانبیا را ثابت است بجناب حضرت عاید گشت و امانت ضمنی تصاحب
امانت رسید و نیز تحقیق قول حضرت ایشان قدس الله سره العزیز که حضرت
صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم مرتبه محبوبیت تفصیلی بواسطه من کمترین
[illegible] حاصل شده از تحقیق مرتبه خلت بوضوح انجامید فلا اشکال
[illegible] ظلی [illegible] شهود [illegible] که [illegible]
[illegible]
حقیقی بوصل یافتن سر لهذا ارباب شهود را وصل [illegible]
داشته اند و چون حضرت ایشان ما از مرتبه شهود گذشته بمرتبه غیب
بحکم امر حقیقی به تعلیم علم لدنی [illegible] که بالا اند گوشه تصرف [illegible]

الا بار زنید در حق عتاب شده بود باید در آخرت سخت ایشان [illegible]

ریزش نشده بود آن تخصیص شد [illegible] حقیقی است الا بار [illegible]

در حقیقت

همین در حق و اصلاح نیست [illegible] معنی است [illegible] نوشته بودند

کعبه افضل است از حقیقت محمدی علیه السلام باید فهمید که حضرت کعبه را

دو حقیقت است حقیقتی است در مرتبه مجلو و که آن قابلیت است از قابلیت

نور اول از نور محمدی است علیه السلام و حقیقتی است در مرتبه وجوب که مسجودیت

مسجود له است که بمباح [illegible] مقتضی مسجود الیه بودن نیست حضرت را

صلی الله تعالی علیه و علی آله و سلم نیز دو حقیقت است حقیقتی در مرتبه [illegible]

که ذات نور اول است جامع همه قابلیات [illegible] حقیقت [illegible] قابلیت

از این قابلیت حقیقتی است در مرتبه [illegible] آن [illegible]

مر اعتبار [illegible] متعلق [illegible] جمیع [illegible] الا را

قابلیت قابلیت است از قابلیات مسجود له [illegible]

فضیلت کعبه باعتبار حقیقت [illegible]

حقیقت [illegible] از [illegible] را

علیه [illegible] السلام [illegible] ۱۵

Marfat.com

ار اسان [illegible] از نور [illegible] اعزاز [illegible] مالی نخواهد کہ [illegible]

اشارت [illegible] معلوم [illegible] [illegible] بعواد [illegible] کہ [illegible]

[illegible] است کہ [illegible] [illegible] کہ [illegible]

چنانچہ [illegible] [illegible] است [illegible]

[illegible] بشارہ معنوی بیان کردہ کہ اگر اشارہ [illegible]

اشارت [illegible] الکسم [illegible] است

مکتوب [illegible] بعزیزی صدور [illegible] الحمد [illegible]

[illegible]

[illegible] مخصوص و التعسار [illegible]

[illegible] فی [illegible]

[illegible] و ساوط [illegible]

[illegible] الذین [illegible]

[illegible] الحمد [illegible]

[illegible] الدرجات [illegible]

[illegible] الوسیلۃ [illegible]

باید است

Marfat.com

باید دانست که همین وسائط کثیره را ابتدا از سلوک و نهایت

را جزیه نیست و فیما بینهم التفاوت بعضهم فی ابتدائها

و بعضهم فی اوسط و بعضهم نهایتها و منها الذین فی ابتداء

القرب فهم فی طی ولایة الخاصة المسمى بولایة

[illegible] بعض بولایة الصغری عند البعض

[illegible] ابتدائها الا ما له [illegible]

[illegible] و یکون الدرجات [illegible]

[illegible] هذه المرتبة [illegible]

العشق باید [illegible] ازین مرتبه احلاص یا [illegible] بکمال

نفس [illegible] درینا اگر [illegible]

[illegible] الصلاة [illegible] معلوم و ابدالت

و بعلمه اگر کاهی از فرائض پنج گانه [illegible] تر اید باند زیرا که محفوظ صورت

و چون بفضل خاص [illegible] بهاد ازین حلالی ست در حریم منهیانه [illegible]

فرود [illegible] توحید شهودی جوانه [illegible] با ابهیه [illegible]

جواهر [illegible] وصول سالک درین مرد و مرتبه ظاهر [illegible] مطلق یعنی

Marfat.com

بظهور معلومات از لدنیه تفاوت درجات ظهور خواهد بود در مراتب عرفانیه
و [illegible] ازاد معلوم مجهول الکیفیة در و [illegible] مجهول الکیفیة در نهایت
در امتیت این ولایت خواهد بود در [illegible] علم لدنی ظلی که معتبر [illegible]
است ثبت خواهد بود علم حضوری و علم لدنی اصلی در مراتب عرفانی او ظهور
نفرموده چون [illegible] ظهور خواهد [illegible] بعض [illegible] علمیه [illegible]
بظهور علم حضوری اصلی وصول پیدا خواهد کرد اگرچه [illegible] از علم وصولی
و مجهول الکیفی ترقی نموده بمعارف [illegible] که [illegible] است
[illegible] نصیب یافته در مرتبه از مراتب اصالت رسیده اما هنوز معلوم یافت نسبت
پس در [illegible] ابتدا علم حضوری بشرف [illegible] و این ابتدا ولایت انبیا
در همین مرتبه بهره وصول [illegible] علم [illegible] آمده [illegible] این حضور
[illegible] نسبت [illegible] دستگیری خواهد کرد [illegible] نسبت
علم پیدا خواهد کرد و این حضور را حضور ذات علم [illegible] خواهد یافت درین لا
علم [illegible] نسبت و [illegible] این مرتبه را [illegible] علمی [illegible] این نسبت
[illegible] ولایت انبیا [illegible] دارد چون [illegible] کرد که ذات [illegible] علیم
و علم [illegible] ذات [illegible] از کمالات
نبوت

Marfat.com

... عزیز ...

... چوا ... الله ... ا

93 ... رسید ... فضل الله ... مکتوب بیست و سیوم بشیخ محمد اکرم

در ... کرد ... اللهم اجعلنا ... الا ...

الا ... سعادت ابدیه ... الی ...

... وسوالکعبة العظمی ... متوز ...

... بکون واله وارد فی ذلک ... الا ...

... عظیم علی هذا الهدی

الشیخ الاعظم الاکرم اللهم ثبتنا علی الصراط المستقیم وجعلنا تابعین فی هذا الامر

... الی ... و ... وقت ... اتم ... ذلک ... الا ...

لهم ... الملح ... طلبت ... الله ... المنا...

فی الموات المرتفعة ... بحر ... الله سبحانه من ظلمات الشبهات

والمعاصی ... علی طول الایام ... الله سبحانه

... الحلو

من السوال ... علی ... اللهم ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] کرامی [illegible]

[illegible] فایده [illegible]

[illegible] نیست یعنی [illegible]

که معدوم [illegible] چون [illegible] کرد [illegible] دعوی [illegible] حقیقی [illegible]

یافت [illegible] شد [illegible]

[illegible] ولایت [illegible] را [illegible]

چون [illegible] تعلیم [illegible] باشد [illegible] کلم

حصول کار ما تمام است [illegible] ولایت انبیا علیهم السلام [illegible]

[illegible] علم [illegible] می مرد [illegible] وجه [illegible]

[illegible] کرده [illegible] نسبت [illegible]

[illegible] نسبت [illegible] در نسبت

[illegible] انداز [illegible] کرده [illegible]

مکتوب هشتاد و چهارم حقایق آثار شیخ عبدالغنی [illegible]

که یکی از مخلصان حاجی الحرمین الشریفین [illegible] لعلمه [illegible]

[illegible]

والسلام علی حبیبه الذی لا یعلم شیء قدره الا الله و علی آله و اصحابه

الذین خیر الامم الذین وحید الحق کاشف الغطاء اخوی مشفقی شیخ [illegible]

[illegible] تحیه سلام مطالعه فرمایند در تحقیق حدیث سرور کائنات صلی الله

علیه وسلم سالت نموده بودند که آن حضرت فرموده انا احمد بلا میم و در

شرح آن بعضی از ایشان فرموده اند که چون از لفظ احمد میم را جدا نموده

[illegible] حقیقت عبدیت [illegible] و بعثت ثابت و چون

از شریف حضرت [illegible] استفادات و حیثیت فارغ شد [illegible]

[illegible] الوهیت حضرت [illegible]

[illegible] که اولیا ساختن [illegible] داخل [illegible] وکان طریقه علیه [illegible] الله

[illegible] معنی این حدیث [illegible] فرمایند [illegible] دلیل انصاف را

[illegible] اگر در تحقیر عبارت [illegible] اسائت ادب [illegible] از انکار [illegible]

استماع [illegible] کرده [illegible] باید دانست که شان حضرات انبیا علیهم

الصلوة والسلام [illegible]

و [illegible] النجاست [illegible] که معنی این حدیث [illegible]

آنست که [illegible]

Marfat.com

که تفضل حضرت حق سبحانه علم لدنی عبارت از ... سکند بی تعلیم محض علم

لدنی احمد بلا میم ... بلا ... است یعنی حمد کنند ... لاشل ...

فی حمده بلک ... که حمد سکوند ظهور کمالی از کمالات ... است ...

آدم فی الحمد مکتوب هشتاد و نهم بتفضیلت بابت شیخ عبد الغنی در جواب بعضی از سوال

الحمد لله اولا و آخرا والسلام علی من اتبع الهدی بورود در قیمتین متواترین

... منش ... بعضی امور حصول جمعیت از ان عقیدت منش سعادت

پیوند باعث افتخار که با افتقار است گردید الله سبحانه روز بروز در ترقی افزاید

انفصال اول در عروج ثانی زدوده گردد و آنچه از جمله طلب ... منظور بود

حقیقت ... کشاده گردانند و از ان ترقی دهند در واقعه اول که ظاهر نموده

اند و معاصی را از ان محو کرده دیده اند بهره از آیه کریمه لیغفر لک الله ما تقدم

من ذنبک داده اند از همه آنکه و ما تاخر است امیدوار ... رواده ...

و آنچه ... را بخصوص شما شکم پاره کرده اند مناسبت شما بحضرت ... اعلی

نبینا و علیه الصلوة والسلام می نماید شاید که ... خود شما امر شده ... بود

که بالقدیه ذبح الکف ... ارتی است ... آن العام

... را لازم ... عهده

... معتقدانه

حاشیه: انا احمد بلا میم یعنی از اراده ... خود ... شده ... کریم ... بحق شد ... موجب ... ازین عبادت ... ضمانچه ... الله و ... بعنای ... معنی دارد

لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ما تاخر

باور [illegible] که [illegible] بود [illegible] سلسله [illegible]

کرده [illegible] فقیر عقیده [illegible] همه وارد است مکتوب کتاب

اکابر [illegible] در میان نه آمده [illegible] الله انشاء همین طور

احوال [illegible] ارادت [illegible] نموده باشند [illegible] از دیار رابطه

کرد مکتوب شما [illegible] میان الدین [illegible] فرمودند [illegible] الحمد

ایزد [illegible] سال [illegible] عبدالله [illegible] قبل

[illegible] شده [illegible]

شده [illegible] الله تعالی [illegible] رسیده خواهد [illegible]

بزرگان [illegible] ملاقات نموده باشند فائده [illegible] باشند [illegible]

شود فقیر [illegible] ملاقات خواهد [illegible] مکتوب شما [illegible] در تحقیق [illegible] قلب

وقلب القرآن الحمد لله [illegible] و آخر [illegible] میان الدین [illegible] باشند

[illegible] پیری [illegible] که در صحبت اذکار [illegible]

که از [illegible] ارواح [illegible] هستند [illegible]

[illegible]

[illegible] که رجوع تام [illegible]

Marfat.com

برای ترقی خود ما باید [illegible] احوال علماء [illegible]
اریم و بی تعلیم [illegible] بیان آن [illegible] انسان دیگر
حیوانات [illegible] چهار [illegible] او [illegible]
تعلیم یا بسم معلم [illegible] ذات [illegible]
که خلاصه [illegible] ربانیت [illegible]
چون [illegible] تعلیم [illegible] ایمان آریم [illegible] دانیم
که خلاء [illegible] حضرت قرآن سوره [illegible] قرآن بودن [illegible]
وجه در حدیث [illegible] ایمان آدم [illegible] قرآن [illegible]
وجه آن بخیال [illegible] کلام [illegible]
کمالات آن کلام مطلق [illegible] نسبت کمالات [illegible]
دانیم با وجود آن کمالات [illegible] کلام مطلق [illegible] ایمان [illegible]
کمالات [illegible]
ظهور بعضی کمالات [illegible] ظهور بعضی [illegible]
وحیرت دانیم که قال سبحانه ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها
این تفاوت در ظهور آیات است [illegible]

... صورت ... ثانی بهتر از ظهور کمال ثانی
... است ... بهتر بودن کمال بر ظهور وجود با
ثانی ... آیات میان محمد فاضل چلپی وزیادتی
... ظهورات ... باشند در حقیقت آیات ...
... آیات ... لاسود وغیره ... از جاء ... و فقیر
... مکتوب فرستاده بودم بملاحظه آثار صوفی بلند کیکی از مخلصان حاجی صاحب
محمد ... سعادت شعار صوفی بلند ... از چند ... شد ... فقیر
... در ... استغاثه و مظهریت کمال ... غنی
پیدا میکند در نوقت استعداد او قابل مظهریت قول کن فیکون
... اما ... ظهور امر کن حقیقت سبحانه مطلق
... هر که ... ابن ...
... الفقیر الذی اذا قال لشیء کن فیکون
... خالی شد ... خالی شدن از خود ... در مرتبه کلی
... که ... نسیان ما سوا بغلبه سکر محبت میشود در نوقت
این ظهوریت امر کن ... و در تصرفات امور کونیه می باشد اما در تصرفات
Marfat.com

تحقیق علمی مراتب واجبی سبحانه مناسبت ... را ... بوجه مراتب عالم
بحقیقت واجبی وانمی گردد وارلیاء الله ... قطع نماید چرا که مظهر ایشان
ما بمعنی ... تجلیه حقیقی ... الله ...
جان تجلیه صورتیست عرفان ... علم ... مراتب ... اراده را
خیال خالی ... درست آید قول حضرت ... قدس سره که خلو تجلیه
ضروری است یعنی تحقق ... برلو تجلیه
حقیقی نیست ... درجه ... انبیاء علیهم السلام ...
خاصه در توجه سالک قیت یا تحقق ...
بنا یافت یافی و در مرتبه خاص الخواص ... توجه ...
گردد خلو تجلیه که در ولایت خاص الخواص بجای توجه بعلم ... ازلی حاضر
در نیوقت ... را غالب ...
حظ علم است لهذا العلم حجاب ... ظهور آثار ... و ...
سری اوست و این مرتبه بظهور کمالات خلافت ... نفس ...
از نفس مرتبه خلافت ... است چون از این مرتبه ترقی خواهد نمود
... الخواص ... خلو تجلیه ... اعلی دارد در نبوت

بجای علم اندامان بالله باد است مخصوص است ادب از علم

تعلیم بالقه رسید و ساعت و در حضور کردید اسکی عنقای معرفت

تا مقد کلیت نه بهره یاب گردیده و بحر دارت جامع صفا کمالات

ره الهی باید زیر بسیار بهت آرحت تست نوال الفقراء رسول الله

الحید در ولایت خاصه داخر خواص الخواص است آن راهبر سید

و فرداردا اثبت ملیب در سر احوال ای رد اید ربکا

الاسرار بوده هیچ معلوم نیست شائع لعل الدینی در ولوسید سر اد

رحمت لقصوری شمالی هست نحن را لعرف جمال است

وا اخبار علوم بتصور لم اسست و نه راه در دلالت علوم

الاتباع است تا با شهوری باید در ربط شرافت

له بر سه در دست بر ان لوم است و امان حضرت ست

ساعدند که آمد معنی درا از مصر به کسی خود زیر ان را این است مکتوب

هشتاد نهم اخلاص آثار حافظ عیسی بعد حمد و صلوة احوال ترقی حافظ حضور

الالطاف الهی است موت روم ظلم عجوز رقم ان از خط بلی

باو شانط و برادر اعجاز والحال باقی اصحاب شانت الله

Marfat.com

شفقی عطاء الله ... وا ... بوا در ... ا ... ا ... آلو

مرسول ... شده از همه ابواب ایجاد احمد ... اسه ... ۱۰

نوشته شد بطاله ... می انداز ...

توجه لطیفه قلبی اگرچه لطیفه روحی ... علم ... او ...

مشاهده رطا ... چانجه ... برلب ... داند ... دکر ...

است تصوف اگر نباشد ... الما ... ا ... ا ...

باید دید الرجیه درست ماست اگرچه بال ... رنج بار

مار وانزر ... الکرطلا ... ار ... الله تعالی متکلم

بکلام ازلی بواسطه الهام ... الله ... کلام ... فساقی السیه

مبتدی را انکه ... اکر ... سوسط الکم

بعلیه محبت شیخ حال ... کند ... شیخ ...

حتی که خود را بصورت شیخ ... علم ...

سر مخفی گردد ... کام ...

بو لقا ... نفت ... ادی ...

... الا ... الی ... اکر ...

بعده جه

بعضی دیده شاد کرده باشد ... شد ...

ترک ادای نماز و جهت آن هیچ واجبی بعد ادای حال از ترتیب یعنی

ادوار که بخشی از نماز مقتضای آنست اما ... اعتبار

در بخت تجلی سید اکبر ... که تجلی سید اکبر اسید ... است خوف بکند

حکم باید بود اگر منکوحه مخصی از تکات بعضی معاصی میکند بهتر آنست که در اول سکی

تعلیم او کوشند همین بهتر است مگر آنکه مرتکب کلمات کفر باشد در باب نماز

ترک بهتر جواب سوال ثنائی نوشته شد ... مکتوب

دوم در مقدمه قبض و بسط سالک سبحان الذی جعل السالکین قبضا بعد البسط

و بسطا بعد القبض الاول اما ان یکون بسبب التقصیر او بسبب الترقی و اذا لم

یعلم السالک اولا بسببه بهذ بعد کل منهما وجب الاستغفار لاحتمال

وقوع التقصیر یعنی بظهر البسط الی ما شاء الله والثانی اما ان یکون یکن

بعده القبض اولا والذی یکن بعده فهو فی قید الظلال والبسط الذی

لا یکن بعده القبض فهو خرج من قیدها والذی فی قید الظلال الاسمی فی

حق وقت ... الماسوا لعد العدم فیه یکن عوده الی البشریت لان له بقیة

والذی ترقی من قید الظلال الاسمی فی حق وقت استغفار آنست من تقصیر

Marfat.com

وانتسابها الی الاصل الصفا فلا یمکن عوده الی البشریت کما قالوا الفانی
لا یرد وما رجع من رجع الا من الطریق والمراد ههنا من البشریت البشریت
الاصلیه **مکتوب نود و یکم بحقایق آگاه میر محمد** بعد الحمد والصلوة وتبلیغ التسلیمات
بعد عرض محبت صادق دانا و آگاه میر صاحب میر محمد برساند مکتوب شریف
در جواب عریضه پرتوه ورود افکند و از مطالعه شریف آن بر مرقومات مفصله
اطلاع یافت خلاصه آن باشد که فقیر البیب انکه در مکتوب سابق منع
از غیبت کرده بودم که منهی عنه است مانع امر بالمعروف نوشته بودند و آیة
که در صفت مومنان یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر است دلیل
آورده بودند و تفهمیده اند که منع از منکر نوشته ام که آن غیبت وسوء الظن بجماعه
مومنین و تجسس احوال ایشان است که خود نوشته اند وینهون عن المنکر ودر خاطر
نه آورده اند که نهی از منکر در معنی امر بالمعروف است و آن عبارت آن مهربان که در
مکتوب شریف بود بعینه درج میکنم تا فرق در معروف و منکر پیدا کنند و آن اینست
الخلایق الذی یحبون عندکم اکثرهم طالب الدنیا واکثرهم یعبد الله لمرادات الدنیا
ولا یزالون حکم الا ابتداء المطلب حال اکثرهم بضعف الاسلام بحال المنافقین
الذین قال الله تعالی فی حقهم قل لا تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا الی آخر العبارات
الدالة

Marfat.com

الله علیه [illegible] سنت که غیبت حیث هی ذکر انسان
مومن را عاصی او در غیبت او [illegible] معاصی او ذکر او معاصی او مخرجست
[illegible] بیمار [illegible] از [illegible] خالی نیست یا [illegible]دگان نزد فقرا عصیان
[illegible] اگر [illegible] پشیمان باد معاصی داخل غیبت باشد
[illegible] الله [illegible] تسمیه شان کردند [illegible] النطق اشد من الغیبة
فاعتبروا یا اولی الابصار واگر [illegible] بیان [illegible] الکذب ما کانت [illegible]
[illegible] کفر انتهی الی ما ولت لا انه الامر قال انا [illegible]
[illegible] بی بی عایشه رضی الله عنها از حضرت صلی الله علیه وسلم در زمان
که ابتدای نازل شده بود [illegible] بود شخصی بر او میرفت چون از نظر غایب شد
حضرت بی بی گفت یا رسول الله چه دراز قد بود حضرت فرمود یا عایشه غیبت
[illegible] کردی گویا گوشت مردار خوردی حضرت بی بی عرض کرد که یا رسول الله
صلی الله علیه وسلم من راست گفته ام که دراز دراز گفتم حضرت فرمود که یا عایشه
غیبت همین است که عیب [illegible] غایبانه او بیان کردن بطریق حقارت
و اگر دروغ باشد ذکر او بهتان گذشت است دیگر آنکه حضرت ابو هریره را
وقتی در غیبت او بعضی صحابه بنوم قدم گشته بودند چون بعد آن نزد حضرت صلی الله علیه وسلم

آمد نزد حضرت فرمود که از دهن شما بوی [illegible] مرداری می آید انه [illegible]

گفتند که با حضرت ما مردار نخورده ایم فرمود که غیبت مومن [illegible] بال

آ [illegible] یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن

ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم

اخیه میتا فکرهتموه [illegible] این کراع [illegible]

داخل [illegible] فرموده داخل [illegible] فانهم وارجع من الخطا [illegible]

وحقی وحق الجاهد التی [illegible] عندی [illegible] الکذب وکفران

الشاکرین [illegible]

[illegible] سید محمد

بالسمه سبحانه بعد الاسم [illegible] فی جواب [illegible]

ایاک نعبد وایاک نستعین [illegible] ثم اقول اعلم ان العبادة علی عین

الاول عبادة من جهة الروح والثانی من جهة الجسد فالعبادة التی من جهة

الروح وجب علینا فی [illegible] لانه کانت وعبادة الجسد الروح

[illegible] وجب علی الانبیاء [illegible] علیهم الصلوة والتسلیما فقول المثنوی

در [illegible] بیت [illegible] باران [illegible] نیست

جفت

جنت. بيان اهل الولاية لانهم اكثر الاوقات في غاية السكر متوقفون
منها الذي يا انبيانا محمد صلى الله عليه وسلم اقام ستة اشهر في الغار المسمى
بغار الحراء قبل ظهور النبوة وما وجب عليه عبادة الجسد لعدم ظهور الاحكام
عليه ويستغرق في لجة الوحدة باطنا فاذا علمت هذا استكر في القلب
ثم اعلم وان كان الاستتار الانبياء متحققا في القلب الحقيقي لكن توقفها بلن
وجب العتاب وهذا التوقف من جملة الزلات لم يكن الكبيرة لانهم معصومون
منها وسر التوقف بعين بوجوه عن الاول منها على جبهة سنته وكمالة بقيم
من الاذان بعده والثاني انه لم يكن في التقدير لازم ظهور الدعوة ايام متعددة
كما علمت في عدم ظهور النبي بعد النبي ستين في ايام الجاهلية لتقرره في القدر
وهذا مقتضى ظهور سر الجلال حاكما على المدعوين بقدرها وليس العجب في حزنه
وعليه السلام لان الحزن والالم لعدم اطلاعه عليه السلام على سبب تعطيل الوحي
والحزن على التعطيل يحتمل الوجهين الاول مضى الاوقات خاليا عن دعوة الخلق
وهو مقتضى الحزن لانه ثبت ان الحزن على ما فات في الماضي والثاني
لاستغنا حضرت الذات ان لا ينعكس معاملة النبوة كما قال الله تعالى
ان الله لغني عن العالمين وان كان الانبياء قطعا مختومين على النبوة وايضاً

فترة الوحي عليه السلام

Marfat.com

قال سبحانه فی سورة الاسراء ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر

ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا ولئن شئنا لنذهبن بالذي اوحينا

اليك ثم لا تجد لك به علينا وكيلا الا رحمة من ربك ان فضله كان عليك

كبيرا واذا جرت فی السؤال الذين كنتم فی تحقيق سر الاستثناء بحسب ما ظهر

على استعدادنا الضعيف فكتبت فی بيان ما لا تبينهم حال الخلائق وقصر تهم

فيه ونستعين بالله سبحانه من الخطاء فی بيانه اعلم يا اهل الفهم ان الخلائق كلها

جملة واحدة مظاهر لصفتين ذی الحسنين اعني صفة الجمال وصفة الجلال

وخصوصية ظهور كل صفة خاصة بها فظهور صفة الجلال بحكم سبقت رحمتي

غضبي ابتدائي وسبب الوجود وثبوت كل مظهر يظهر فی المظاهر الخاصة اطلاقا

وتقييدا اطلاقا بدايته كما كان قبل وجود المظاهر وتقييدا من حيث المقتضيات الحقيقيات

فی حسنه فظهور صفة الجمال اطلاق وتقييدا خير محض فيفيد الناظر ای ناظر

كان اهل ولايته العامة والخاصة والاخص والخاص لان فی مظاهر الجمالی

عين احاطة المظهر للمظهر اطلاقا يحصل بعد ظهور التقييد الغاء او ذكرا لا بجهة

تلذذ وحصول ذوق لا يخلو عنه العوام ايضا كما لا يخفى وظهور صفة الجلال خير محض

من حيث الظهور الاطلاقی فی المظهر كما قيل ما صنع لله فهو خير من حيث الظهور الا

طلاق المنسوب الى تعالى ... في خلقه ... من ... التقييد

ان ... المسيد الداود ... معذبون ...

... يعلم ... ان ... سبحانه ...

... الجلال في حقه الحلوم ...

... العذاب عليه ... آثار ... كمالات

... في الظهور ... المتصلين ... وحد

... الى ... واجب ان ينظر الى الظهور الاطلاقي في كل ...

... الى ... التقيدي التي ...

حق المقيد في مرتبة ... ضرورة الشرعي ...

... حق الشرع ... علم العرفان ...

... عين الحدود والخوف ... الاستدلال ... علمت هذا

... الى السكوت ... قلبي ...

... الفرد ... في القدر فاذا علمتم ... علم ...

قبل ... العارف ... المغفرة ... اكرم

... في اصطلاح الاولياء ... القرب والاصل

Marfat.com

انه لا يجب التوبة على ما مضى والترك في الان [illegible] الندم [illegible] العزم على الا
على ما سوى ما تحرز [illegible] الخصل الحـ ورقة في كلام العربي ونقصد ان نكتب بالعبار
شيخ
ستيه فاذا احدث القلم بتشبه كلمات العربي يتوالى من [illegible] الخط كما ينزل
قطرات المطر على الارض اليابس ويزداد حسنا ونعمة جزاكم الله خيرا فيما
سئلتم من هذا الاي والحمد لله كنت مستأنسا بظهور هذه النعام لينتفع بها المرشدين
ومريدي الزاد على السائل حسب مكتوب نوزدهم سوم در بيان عام وخاص تحرير قيت
سبحان الذي يقتضي [illegible] المعز بقيد بين نفس العام وبعض الخاص
فاما ليس غير العام الذي هو ظهور الجمال والجلال [illegible] منتهاي
دقت [illegible] وانكار اظهار انوار [illegible] الا بتوسعهم [illegible] لكن لما كانوا
قابلين ان يرفع عنهم حجاب البشرية ويعطى لهم الوجود الموهوب حتى [illegible] الى
تعالى
مقام القرب بقطع حجب الظلماني [illegible] فيعلمهم [illegible] الله
بحكمته البالغة [illegible] الا [illegible] الجلال [illegible]
وجه الذات تنتقن عليهم كما قال الهادي صلى الله عليه وسلم ان الله سبعين الف حجاب
من نور وظلمة الى اخر الحديث هذا ان اهالي غرض العام متبدل [illegible]
وتجليات الجلال بانهم [illegible] القرب لانهم لا يثبتون حتى يتلبسوا بوجود الموهوب

Marfat.com

ويتخلقوا باخلاق الله تعالى بظهور الفيض الخاص الذي هو ظهور تمام الخاص
فاذا علمت هذا فانظر الى الانبياء والاولياء واهل الجنة لانهم متولدون
مرة ثانية كما قيل لن يلج ملكوت السموات حتى يولد مرتين ويكونوا خالصا
من كل الوجود عن وجود البشرية وكمالاته حتى لا يبقى فيهم منها عين ولا اثر
ويتخلقون باخلاق الله سبحانه فانهم لان هو محل رجوع الضمير الذي في كلمة
الذي وقعت في الحديث الى كلمة الذي هو الانسانية لانهم يتخلقوا الآن باخلاق
الله في النشئ واخلاق النشأة الانسانية في محق بسطوات النشئ [illegible] تحقق هذا
يحققوا ان عالم كله موجود بفيض نور الجمال ومحفوظ عن الاحراق لان الاحراق
من خصوصية انوار الجلال في ظهورها بعد رفع الحجب ولا يرتفع حجب الذين هم في
مرتبة العام بظاهر انوار الجمال والجلال مشتركا لتفويض تربيتهم في هذه المرتبة
بصفة الجمال فلا ينقطع تربية الجمال عنهم حتى لا يكونون قابلين لتحمل انوار
الجلال في لا يكونون متولدين بالوجود الموهوب ولا يتخلقون باخلاقه سبحانه لئلا
يدخلن الاجنبي في حضرة القرب والتلاشي بسطوات جلاله فتغير عليه وناد
بالحجاب الالهي جل شأنه كما قال سبحانه ان الله لغني عن العالمين اي عن الذين
لا يخرجون من وجود البشرية ولا [illegible] الى الله تعالى فاذا تحققوا نال بهم ش

فی حقهم کنت سمعه وبصره ویده ورجله فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی
یمشی محمد لهذا الرجل الکامل مرتبتان مرتبة المظهریة من جهة الوجود البشریة
ومرتبة المظهریة من جهة تخلقه باخلاقه فمن حیث مرتبة البشریة قال علیه السلام انما انا
بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی ومن حیث مرتبة الفناء
بصفاته تعالی قال علیه السلام انا احمد بلا میم ولی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب
ولا نبی مرسل فسبحان من لا شریک له ولا یصل احد من الانبیاء والاولیاء الی جناب
قدسه الا بوجود الموهوب والاتصاف بصفاته تعالی فلیس للعقل مجال حتی تحرق
سبحات وجهه العزیز فافهم مصرعه بس کنم خود زیرکان را این بس است الحمد لله والسلام
مطالعه فرمایند فقیر در باب ذو راحه ما را که در تحقیق حقیقة الاحادیث [illegible] تمام اما را
از جواب چاره نبود لهذا بابت چند معانی نوشته شد اگر شبهه باشد رفع بر قوم فرمایند
تا نشر فیاض مکتوب نود چهارم در تحقیق قول حضرت خواجه بزرگ قدس سره [illegible]
بیگانگی است اما بیگانگی نشناخت زیرا که شناخت از نهایت حیرت در وجود شناخت فی
شهود است مراد حضرت خواجه قدس سره از وجود شریف اصلی است اما شریف عارضی
لازم بشریت از حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام هم بر تحقیق الفرض علم معنی
دانسته است بر طریق اجمال در روح ابتدای خلقت قبل از تعلق جسد حق را

سبحانه میدانست

Marfat.com

سر دانه بما ست ثانی است با حقیقت ذات و صفات خود در مظهری
شده میت ... وصف صفات واجبی جل سلطانه بطریق التفصیل منبسط است
اصل الا نزولیست منظهریت نه ظهوریت بشریت عالی که وجود دانا
متعلق است این دانستن شی میگویند بطریق اجمال و چون اطلاع بر حقیقت
مظهریت خود و مظهریت اسما و صفات واجبی بخشیدند در هر مرتبه خود چه اسم
وجه صفت میشناسد و اسما و صفات واجبی نموده دانا را که از راه بشریت
منزه باشد و مظهر آثار مطلق جل شانه یابد وجود نزهت منتفی گشت این را
شناختن میگویند پس روح را نسبت شهود بعد تعلق جسدی عطا میفرمایند
اگر باشد قبل از تعلق دانستن است شناختن نیست زیرا که این موقوف
بر شهود است مکتوب بود بحکیم بخواجه فیض الله تحریر یافت سعادت شعارا شکر بجا آرند
که در بیعت معیت دست داده و ترک دنیا منظور نظر گردیده [illegible] دهند صحبت
اهل دنیا و دنیا مبتدی و متوسط را زهر قاتل است و صاحب کمال منتهی در عین
صحبت از اهل دنیا و در عین جمع مال از اهل دنیا و مال جدا است منتهی نایب
خواهیست برای تربیت فلان در تربیت بی صحبت میسر آید حق تعالی
خبر داده که بندگان با بعض خیال هستند که خرید و فروخت با مردم از ذکر [illegible]

باز دارد نظر در دفع تعلق دل خود از دنیا باید بست در صورت با اهل دنیا
اگر باشند دل قطع از محبت ایشان کو باجد آشنند بدیگری نظر نباید
کرد مگر بحسن ظن ودر خود هر چند کوشند سعادت است واقعه دوم دم که خود را
بصورت بیابند برهان کمال عقیده است ودر شرح کم ستر ان را از بنای الشیخ
تعبیر میکنند تره ذکر است که مرید در سیر فانی شود و خود را الم باید بدل اتمام
برهان نور ایمنت قلب است چون کار سوز در ترقی لهذا قدری کمی یا بسند
بسیار است و هر چه بیشتر نوشته آید همه علامت ترقی است [illegible] باید [illegible] را
کم کنید بجز مستی حق رضای حق مرشد منظور نماید والسلام مکتوب نود وششم
در جواب عزیزی که در صدر ذکر نهست سیوم آنکه دل چون بذکر میشود و در جوش می آید و سعی
پیدا میکند بعد از آن گویا پختگی پیدا میکند جوشش فرو می نشیند دیگی که تا زمانیکه
خام است در جوشش است چون پخته شد جوشش فرو می نشیند الغرض خود را مختصر
بحضور بسیار بدیهی کرد و لطف این مقامات شما هرچند مقام عالی باشد نزد
مرتبه حضور مقامات مفیده را مثل قطره بحضور دریا والسلام تعبیر واقعه اول
آنکه لطائف سته این شخص چنانچه قلب در درج تجلیات در واقعه می گشتند
گاهی بصورت ستاره وکاهی بصورت ماه وکاهی بصورت آفتاب و این همه علامت تصفیه قلب

Marfat.com

است خوش نبود است دو واقعه دوم بشارة از ثمره آن تصفیه بمردم دادن
کلمات طیبات است از صفه آنچه از حق ثمره حاصل شده و تعبیر واقعه سیوم آنکه بهر دو لطایف
روح و دل صورت دو شمعی یافته شد و دیدن صورت ما بشارت است از حضور ما
از برای محافظت حال شما است تا شیطان دخل نکند همه بشارات را سعادت
است یکبار مراقبه محکم ببندند تا انوار سفلیه به انوار لطیفه چون ما ظاهر اند
حتی که کیفیت آن خود مکتوب نوزدهم در تعبیر واقعات بخواجه فیض الله تحریر یافته
است که خدا آنجا آمده و آنکه برو از سر کشند مراد ازین مجاهده و ریاضت طریق
و شما که می ترسید مبتدی مستعد است که مجاهده را به محبت اختیار میکند
و آنکه در انوار گم میشوید و با خدا جل شانه سخن میگویند تجلیات کلام حق است
که بصورت نور ظاهر میشود و آنکه مراد خود را گم میکنند فنا تام سالک از ان است
که همه را گم میکنند از بعد سکر ستی است و آمدن تا نهایت حق است
که بر شما می آید و مردم تسمیت کردن از بشارت آنست که اما بنعمة ربک فحدث الخ امر
شد بکری از ان ارشاد باید کرد و اینهمه بشارات اند که بر سالکان می آیند حمد
بجا آورده متوجه حضور دلی باشند مکتوب نود و هشتم در جواب سائل مسطور
مستفاد سلام خوانند نیک است نورانی که نیت کنند و همه معامله مرقومه

Marfat.com

با و تعلق دارد از و اطلاع نیافتند آوندی که ظلمانی نیم نورانی است از و
بیان طلبیدند شنیدند از شکست و بیست او نرسیدند بیان از طرف ثانی ظاهر است
باید که از طرف اول نورانی محض مطلع شوید اگر میدید شد تفصیل بنویسند تا از طرف
ثانی از ین طرف در بیان آورده مرسول داشته شود مکتوب نوزدهم سائل در اسناد علی
جواب شبهات شفقا چون جواب موافق سوال بنوشتید و از ان
آوند که هرگز نیست کند بیان نگردید همون بیان سابق کردید معذور داشته باشید
ضرور جواب می‌نویسم عزیز من اولا از شهود اول و ثانی و ثالث و غیر ذلک مطلع شوید
باید دانست که شهود مقابل غیبت است مرتبه غیب مرتبه ذات و صفات قدیمی ازلی
کیف حقیقی الله سبحانه است و شهود اول آن مرتبه نور اول که نور محمدی است صلی الله علیه و سلم
و این مرتبه اگرچه حادث است اما مخفی البدایت است و مخفی الکیف لهذا این مرتبه
شهود اول را غیب نسبی و قدیم نسبی و ازلی نسبی و مجهول الکیف گویند و شهود
ثانی از ان شهود اول روح اعظم حضرت است علیه السلام شهود ثالث جسد
مبارک حضرت علیه السلام که فوق عرش است که عنصر اصل جمیع اصول مفصل
و عنصر مجمل است و از ان جسد مبارک که نور محض است تمام مراتب کرانهای مجمل
و عناصر مفصل شهود پذیرفته سالک که در و نفسانی آرد احاطه عناصر که مهر در

Marfat.com

[illegible] اجسام مجاورات احاطه دارد به لطافت بعض سالکان طالب حق را

[illegible] بسیار [illegible] سالک تمام مراتب داخلی و خارجی خود را از دمی [illegible] داز

جمیع [illegible] لطف نظرات شهودی برای [illegible]

[illegible] سالک ازین شهود ترقی می یابد [illegible] دمی [illegible] از ذات

سالو [illegible] می یابد و طرف شهود [illegible] جامع و مرجع حقیقی الجمع

[illegible] ترقیات [illegible] مای باقی اول

[illegible] ترقی می یابد الی آخر جمیع مراتب

[illegible] الاول [illegible] فوق شهود [illegible]

[illegible] الشهود [illegible] است که ازین شهود ترقی یابد [illegible] حقیقی

[illegible] المقام [illegible] قدر می ماند [illegible] است

[illegible] زدست [illegible]

[illegible] بعض [illegible] فرموده اند این شهود [illegible] از اصالت

دار [illegible] ازین [illegible] استغفا الخ

[illegible] آید سلوک [illegible] آید مطلب [illegible]

که [illegible] از [illegible] [illegible] آن [illegible]

Marfat.com

غیر اطراف است و دردی پوشاکان و سینه‌قاقان باعتبار استحقاق همه کس را
می‌پوشانند و آن طرف می‌شکنند از آن غور فرموده و در جواب سائل بر دم
نمایند مکتوب صدم در جواب سائل مشفقا هیچ مرتبه جذب و چه سلوک آنچه نوشته بودم
از در خارج نیست چنانچه در تحقیق خود نوشته‌اند همه کس را می‌پوشانند و آن طر
می‌شکنند کشیدن جذب نیست عجب آنکه تحقیق مرا لیس انداخته سخن بر التماس
اشکال نزد خود فهمیده می‌نویسید و این خلاف حدیث است که تا قیل کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یسّر الاسعرا و نیز معلوم شد که سخن اینکه را
که در لباس مستعلق می‌گویید این امتحان است و بزرگان گفته‌اند المتحن محروم
همه کس نزد شما که نزد بزرگی رفته بودند و نیست امتحان داشت
بی نصیب آمدند دیگر عزیز نیست تا در زیست مشغول شده کاه کلیه جامعه
مراتب سلوک و جذب و انابت و اجتهاد و اصطفا نوشته‌ام در یافتند حکیم
اولا بفهمند که سلوک چیست و جذبه چه و در کدام مقام می‌شود انابت چه
و اجابت چه اهالی آن کدام‌اند و اصطفا چه و جاذبه کدام مقام اگر می‌نویسید بهتر والا
بنویسید می‌دانم اثر مات تفصیل این پنج آنچه نوشته‌ام علی الحین
یک طرف چنین است در راه سلوک و مراتب قرب همان مشغولات مرا

که از جهت ولد فهم سالک مرتبه لطیف را بصورت ثقیل چنانچه ظرف و غیره مینماید

مکتوب صد و یکم بمیان محمد کاظم در جواب استفسار صدای هو با هم سبحانه ما کان لبشر ان یکلمه الله

الا وحیا او من وراء حجاب الی آخره ازین کریمه متحقق میشد که هر چه بلباس

صوت ظاهر است صوت نورانی باشد یا جرمانی و جسمانی همه لباس حادث اند لیک

در مرتبه صوت و حرف که نفس معنا است و اول لباس کلام مطلق نیز داخل مرتبه

تقید و حدوث اما متکلم قدیم است یا حادث اگر قدیم است ذاتا و صفاتا بجامعیت

ذاتیه و صفاتیه بلا تعدد و تکثر و بلا زمان و بلا مکان بلباسها خود را ظاهر کرده

و این ظهور نیز دو مرتبه دارد ظهور اطلاقی است یا تقییدی اگر اطلاقی است

ظهور حقیقت ذات جامع حقیقی است اطلاقا بمظهریه ظهور کمالات مخفیه صفات

حد کما قال کنت کنزا مخفیا الی آخره الحدیث و اگر ظهور تقییدی است ظهور

کمالات مخفیه است لمظهریة المظهور الاول الاطلاقی هذا بیان المتکلم الازلی

علی مرتبتین و اگر متکلم حادث است لا حاجة الی قسمته لانه حادث من کل الوجوه

المتقسم

و داخل فی ظهور کمالات المخفیه و یسمی المرتبة الاول المتکلم بقسمین بظهور

نفس الکلام الواجبی و لا غلط فی هذا المسامع لانه من تعلیم العلم اللدنی

الاصلی [illegible] الطلاق و الحجاب و هذا مرتبة الوحی علی جبرئیل و مرتبة الالف [illegible]

على ان الانبياء عليهم السلام في تبعيتهم لنبينا ... ممتازين من الاولياء وهم

الذين يترقون من الولايات الثلاثة التمامية ويصلون الى مرتبة الولاية

الا ... المسمى بمرتبة النهاية الحادثة بكلام النفسي الذي ... المدرج في شوال الاول

ثم الذي ... سمى بنور المحمدي عليه الصلوة والسلام عزيز من دريابين بيان من تعبر را

ابسل ... ستم كه سابق نوشته شده ... ود ... كار ... الرسوت

مكتوب صد و دوم بعزيز صد ... سبحانه الحمد لله الذي ... الذاتية

والصفاتية بالتجليات والذين يترقون بترتيب الصفات اكثر معاملتهم

... لمعات الصفاتية ولو ... نادرا بالتجلي الذاتي ... التجلي

الرسمي في حقهم ولو ... بالفرق بين التجلي الذاتي والصفاتي اولا

اولا ... التجلي ... صفة من الصفات يظهر بصورة المعنى

الذي ... الله ... المعنى ... وفي وقت

مان بالمعنى ... الى ... في الا ...

فاذا ... انذار ... استعداده فهو على ... الاول ان يقيم السائر

... الى الموت والنار

واحصل له ... استعداده ... الى دار المتجلي ... باطنه

من الكره

Marfat.com

من الكثرة الى الوحدة هذا على نوعين بعضهم من يتمكن في هذا المقام
الدنيا بين من الى ما شاء الله وبعضهم يترقى في الآن بلا توقف
من مرتبة التفصيل وهي مراتب تجليات الصفات الى مرتبة الاجمال وهي
مرتبة تجلي الذات وفي هذا المقام الاجمالي تجلي الحقيقة الجامعة الواحدة
بلا كثرت المعاني كما هو شان تجليات الصفات فاذا فهمت هذا فافهم
ان واصل الاول المتبحر هو في مرتبة كمالات ولاية خاصة التي يسمى بولاية
الاولياء عند البعض وبولاية الصغرى عند البعض الاخر والثاني اهل نفس
ولاية المذكورة باسماء الثلثة هذا اصل هذه الولاية على شرط الطريق المستقيم
كل من هو في هذا المقام فهو اهل تجليات الصفاتية وبسبب تقيده في هذا المقام
عدم خلاصه عن الاغراض لو محققه وهو اهل الفناء المقيد ولا دخل له في فناء
الفنا فكل ما ذكرت في المرتبتين هم اهالي مراتب الظلال بفرق كثرة
الظلال وقلتها لان كلهم مغلوب بالتجليات ومبتلا فيها الا ان تعلم
ان التجلي ظهور التي صفة او ذاتا في الحجاب قلة او كثرة لاهالي التجليات
فاذا فهمت هذا فافهم مكتوب صد ودوم بغوثي باسمه سبحانه الحمد لمن هو الحامد والمحمود
في المرتبتين مرتبة الاطلاق القديمي الازلي والحدوثي التقيدي الشهودي

Marfat.com

فی الاول بلا توسط الغیر و فی الثانی بواسطة المظاهر الحمد لله سبحان من احتجب
عن الخلق بنوره و خفی علیهم لشدة ظهوره هو الظاهر الذی لا اظهر منه و هو الباطن
الذی لا ابطن منه هو الواحد الذی ظهر فی بطونه و بطن فی ظهوره الحمد لله
که لطیفه شگفتانه را مملو بمعانی آیات و [illegible] را شرح کرده اند جزاک الله
مکتوب صد و چهارم در بیان تعبیر واقعات عزیزی فرموده نظرها که بخاک تا بر مدها که بحر عا
نیست مظهر آنها معدن خاک [illegible] بعد [illegible] کلها است
خوب است مراد از طفل نغمه سرا چون بوقت پیدا میکند و ادراک شتی
باز می آید امیدواری کثرت علوم و معانی میکرد و مراد از شیر کثرت علوم است
که [illegible] بند که شرحی نوشتیم در هر بیت نوشته که بشارت اکثر
علم [illegible] بشارت را که مقدمه فنا است بر صفحه [illegible] آورده است
آیت اللهم اجعل فی قلبی نورا و تحتی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا
[illegible] بشارت نور علی نور داشتند رحم سالکان طریقت مراد از دریا اینجا دریا
وحدت و معانی است و ظاهر است که دریا معانی اسرار حق لا نهایت است
لهذا رسول علیه السلام در قرآن تحریر فرموده قل رب زدنی علما و کشتی
وسیله حضرت پیر بوده است که سلسله این وسیله بوسیله بنی خود میرسانند

دا نجات

Marfat.com

و اینجا [illegible] دائمی آب دریا [illegible] ای است و آنکه گمان ظلمت [illegible] شد

علامت عنایت الانوار لطیفه اخفی است که در آنها سالک پاک نور سیر [illegible]

و شمار او در استعداد ظهور آن [illegible] در عالم مثال بشارت از استعداد قوی است

[illegible] و حجاب [illegible] که [illegible] در کار عمل [illegible] اگر کرده [illegible]

[illegible] عنایت برات [illegible] ملاحظه [illegible] داده اند که [illegible]

که بعضی امور [illegible] فلی است

در [illegible] است [illegible] است که قرب تر می آید

[illegible] که از نفع [illegible] جذب [illegible] است

که در اختیار [illegible] خوف که [illegible] می آید مقتضای جسد عنصری است

که حکم روح [illegible] در عالم [illegible]

[illegible] مراتب جلال است

[illegible] است

[illegible] وصال است

[illegible] الاصل

ذکر [illegible] حوادث واقعه [illegible] انوار لطایف [illegible] تجلیات [illegible]

و علامت تصفیه [illegible] از رنگ [illegible] [illegible]

[illegible] از مراقبه قرب و علم علامات ایشان بر [illegible] که پیش رود در

مرید است تا بغلطی سوی دیگر نرود و مرد غرق شونده دو نوع معنی دارد یکی

اگر شخصی تابعه شریعت و تابع سنت را انجمن [illegible] فنا کلی اوست و اما

گاه گاه بخود [illegible] معامله وسط اوست دوم اما اگر شخص مبتدع و [illegible]

شرع را انجمن غرق شونده دیده شود علامت [illegible] گمراهی و محرومی کل اوست

متابعت خلاصه اگر قبل و بعد [illegible] اوقات تفرع و جمعیت نفی خواطر

غیر خوب اند این طور ار [illegible] رحمانی هستند و هرکه اصل العدین بی باکی و تفر

اکثرت خواطر است [illegible] خود را باید [illegible] باید خواند خواند و [illegible]

غیر رحمانی [illegible] اللهم [illegible] [illegible] این طایفه [illegible]

از این تحقیق معلوم شد که هرچه [illegible] رسد [illegible] ترازوی [illegible]

شرع باید سنجید [illegible] من الغافلین [illegible] واقعات نورانی و غیر آن

خواب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واقعه

[illegible] [illegible] مکتوب [illegible] جواب [illegible] واقعه

اول [illegible] آب رحمت الهی است که بر دل [illegible] ذاکر حق [illegible] علامت

آب رحمت این که از طرف راست می آید این آب بر زمین نمی افتد
تمام در بدن میرود حواب واقعه دوم آنکه این خلعت نور مینت [illegible] را
[illegible] طا یشود در بر می بندند وان نور [illegible] لطیفه روحی است
که ظهور آن در حضور شهود [illegible] شوند و اراده رنجش بربدن مثل جواهر [illegible]
در تمام بدن [illegible] دارند جواب واقعه سیوم آنکه [illegible] کشف
کونی [illegible] کرده [illegible] بعد کیف چون [illegible] شامل حال شما
[illegible] بصورت [illegible] تعلیم [illegible] نه دارند [illegible]
[illegible] شود جواب واقعه چهارم آنکه بالا شدن بر کوه [illegible] عروج
[illegible] [illegible] عروج [illegible] دیگر [illegible]
[illegible] دیگر [illegible] که [illegible] علامت دفع بعض ظهور [illegible]
[illegible] دفع موانع عروج است والله یعلم وانتم لا تعلمون
جواب واقعه پنجم [illegible] جهت رعایت نماز تا زمانه که احساس
والا کار باختیار حقیقی [illegible] اگر از رکوع و سجود در بیخودی [illegible]
آن [illegible] نماید نمود [illegible] آنکه در [illegible] فرمودند
که عاشق را [illegible] ظاهر [illegible] قبول آن وقت تصدیق بر مرتبه عشق [illegible]

Marfat.com

جلیه او خفیه جواب واقعه سوم بسیار خوب مخبر از متابعت شرع و جانفشانی

شما در راه آن معروف در وصول سعی مشکور و حفظ از ظلم نفس و شیطان در رجوع

بجناب حضرت رسالت پناه و یاد دهانیدن عقیده پیر و پیر در درون سنگ

نمودار تصرف اولیاء است جواب واقعه دیگر حقیقت تضرع و نیاز بصورت آب

مشهود ازان بجوش آمده از چشم ها ریزد و چون آب بزمین نیافتد ضایع نمیشود

و همین میگردد لهذا این آب چشم عشاق را جسم عزیز شده بهر منسوبان

نورانی می فرماید و کسل و غفلت باقیه را بدور می اندازد ذلک فضل الله

من یشاء جواب واقعه دیگر ذکر علی نور از لطیفه قلبی ظهور می نماید و کشتی

بدو نسبت است که طی مسافت دریا از ان تواند کرد از هر طرف او را به حضور بولی

جل شانه از دار هر چه غیر حق باشد ... را بدان بمدد ما زاغ البصر و ما طغی

شامل حال دارند جواب از کثرت انوار واردات غیبی این واقعه خبر میدهد

امیدوار ترقی باشند نوبت اصلا کمال انست و در کم شدن کم کسی

... است در اینچنین می باید خلاف شرع نمی باید کرد ... حق

همین نسبت که آنچه نفس دکیفیت تا بعذای او دوام آن باید دانست بتوفیق

آن باید کوشید آنچه سابق نوشته اند و الحال هم بر طریق اصلاح ایشان

و حق است

وشوق است جواب چون معامله انسان بر طبق متابعت این هم بسیار

عروج و ترقی است الحال امید دارند همینکه هر دو فرقه کما و یاران [illegible] همه

بشکل [illegible] [illegible] درین زیاده اوقات در مراقبه [illegible]

واقع کرد در فهم ساید حاجت [illegible] [illegible] اوقات [illegible] آن

طاری [illegible] کرده [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] از ایجا [illegible] اطراد [illegible]

[illegible] [illegible] و خوب [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] العظیم [illegible] [illegible] حضور

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الوجوه بحضور بسیار که عالم تمام در [illegible] چنان مخفی گردد چنانچه

بسیار [illegible] حضور آفتاب [illegible] [illegible] حضور [illegible] از [illegible]

[illegible] دوم آنکه [illegible] عاشقان [illegible] جواب بیدار [illegible]

از [illegible] [illegible] سالک [illegible] خودی [illegible]

[illegible] امانات [illegible] خود [illegible] [illegible] ثمره آن [illegible]

Marfat.com

است و چون برادر کشتی سود ... آنوقت بیجا نبود غایت

محبت اینکه سر در الحاح حضور محض است بلی بار و محبوب شدن مراد از صنع بر

ایشان است کلمه دو دو وقت که در راه دیدند ریا بان اند که سید راه

مهالکان سود چون بکاربان را عبور کردن کاغی برآید دو که پیدا کردن گشتند

از بالسطور بکاه داشتند چرا که بخبار فهم ... آن دو کرد وصیت

بیان کردند که گفتند ... و گفتند که بهر یکی دو در انهایم وا دادند

کردند تا بدلبری قطع آن راه نماید ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و

جوانب واقع مانده است که شمشیر را بر قطع قطاع الطریق و کفار پیدا کرده

اند و چون قطاع الطریق در راه سلوک طریقت شیطان و هوا و نفس است

که شمشیر برای قطع ایشان ... لسد الا کیست که به هیچ قرب نفس

و شیطان از ترقی بند بود نه شمشیر همت همه قربها نفس و شیطان قطاع

میماند چنانچه عزیزی گفته در مدح مجاهدان طریق قطاع القطاع فی ممدوح

بشارت بدین است که صاحب ... دا قو را همت ... استعداد و نهاده اند

... اح هوا ... لا که بر سنه لود مراد ... اضطراری است و چون در مرتبه

... فی سود همت ... ادی عطا و سود ... اعلا و علاو اختیار

نماید ...

Marfat.com

سالک درین مرتبه تا تمام حرت را جاری کند و مخارج نکند والسلام بیت

رونق عهد شبابست دگر بستان را ها می‌رسد مژده گل بلبل خوشخوان را ها

مثنوی بلبل این بود از باد خزان ها که بیا فرح از زرد نوک کام دلها ها

که قال سبحانه لنبیه صلی الله علیه وسلم لاتفرح ان الله لایحب الفرحین مکتوب

بیست و ششم از طرف فیض الهی بیک الله بیگ موی و تعبیر النار بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله بعنایات واجب الوجود بیمن برکات حضرت از هر طرف دلجمعی

جمع آمد امیدواری از فضل و کرم حضرت چنین است که توجه ظاهری

و باطنی در ترقیات ایجابت فرمایند بعده مخفی نماند که اگر در مراقبه واقعات

دیده میشود یکروز در مراقبه بودم که بالای سر آن نور آمد فقیر را که تردد شد جواب این بدهید

دیگر آنکه اگر در مراقبه قبیله خود گم کرده ام تو این چه باشد یکروز دیگر در مراقبه چند

الماس درین پیش فقیر آمده استاده است بسیار خوب صورت چند بچه ها دارد یک

جانور یکی از بچه های او برد طاوس پریده بر هوا رفت و بچه خود از پای جانور گرفته

آمد را نوفت برد لهی فقیر آمد طاوس باین جلدی پریده از پای جانور بچه خود را

گرفته آمد در واقعه باین طاوس تعجب کرد اکنون که می‌بینم منفعت باشد

و چند بچه ها دارد جواب این نویسید دیگر آنکه بجناب رسالت پناهی متوجه نبوده آوازی

Marfat.com

بکوشش دل رسید که می آید حضور زیاد شد و از طرف سیام شد الله باشد

در آنوقت یک قطعه غنچه های زرانی در نظر آمد در میان اینجانب رسالت پناه

صلی الله علیه وسلم می آمد با من ملاقات نمود واقعه روز دیگر را بودم

با ایشان علیه السلام ... رسیده که ... رسیده ... که ...

... دادند ... اخص ... و ... میگوید

... اندی ...

... قوم فرمایند نمودند در تعبیر واقعات بفیض الهی یکی شد و فیه

محمد الفقا ... فیض الله ... اسلام خوانند رفعه معصوم حضرت و بعضی

... واقعات ...

... واقعات ... رو نماید

دو واقعه ... اعطای نموی

... رحمت کرد ...

... اعجلیات

... خصوصیت

... همراه ... های ... نسبت ... می است

Marfat.com

درتجلیات زیراکه تجلیات بعضی بر ساعات حادکه بود در آن صورتی
ومحتجب [illegible] نبود [illegible] صفت نبات که مقتضی دوری برآن [illegible]
[illegible] فصل بودن بحر که [illegible] بر تدبر ترقی است کاملست اما چون
[illegible] استعداد این تجلی اقتضا ترقی است تعلق که سببست ازین جانب
واو [illegible] [illegible] کمالات بیانات تعبیر و آنچه چهارم که تعبدات
ظهور [illegible] سرور کائنات شعر احتمال صدق برآنحضرت است صلی الله علیه وسلم
[illegible] تا اینک علی حب التصدیق و تکون [illegible]
[illegible] الحسن [illegible] شعر برترقی از مرتبه ظلمت که تجلی است و مبنی وصول
[illegible] از طرف [illegible] باوجود قابلی این فقرا [illegible]
[illegible] شعر [illegible] علم ولایت محمدی
[illegible] علم [illegible] علم
[illegible] این جوهر [illegible] آن [illegible] العرض
[illegible] خلو [illegible]
[illegible] آورد حمد بجا آورده [illegible] مشغول نباید
[illegible] وحدت ولذت [illegible] از علم [illegible] تماند [illegible]

Marfat.com

اندرخت و تضرع را باید پس داشت ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء بلکه توجه
تمام فیض این بیک در تعلیم مرتبه مبتدی و منتهی و در درگرفتن روی از خود به همین
رقیمه معارف متضمن چند واقعات عجیبه طلب تاویل از فقیر نموده بودند
شرف ورود بخشید قابلیت استعداد ایشان از این واقعات که متضمن بشارات اند
معلوم گردید حق سبحانه از واقعه معاینه آورد برسان کاغذ بهم رسیدن برو
تاویل و تحقیق نوشته رسانیده نشد مطالعه خواهد آمد بر محض واقعات اکتفا
نباید کرد چه بسیار کس باید در راه درد محبوب مبتلا بود بسبب مرادات عام
در مرتبه عیان و حصول بحث عزیزان دیگر را خصوص در خود را که طریق
سلام رسانند و از یاران صحبت بر سلام خوانند مراقبه ابتدا کنند چشم
بند و کشاده با مراقبه باشند و مراقبه دو مرتبه دارد مراقبه سالک و مراقبه منتهی
مراقبه سالک برای دفع و محافظت دخل اغیار است مراقبه منتهی که از جهت سینه
و دل او ظلمت دخل اغیار زدوده شده و بهمه جهت اغیار برای حضور مطالب
حقیقی است تا جمیع حواس ظاهری و باطنی بر حضور متفق شوند مصرعه
نه نهد مرا برده الحجاب الاحتیاجه بزرگی فرموده بیت چندان برو این ره که دوئی برخیزد
در بیست دوئی برهروی برخیزد تو او نشوی ولی اگر جهد کنی جایی برسی کز تو توئی برخیزد

والسلام

خبر یکدیگر ما قبل و دل که نوبت بیان خطرات نفسانی و شیطانی وغیره بموجب تحقیق حضرت
از تحریر پیر دستگیر قدس سره معلوم شد که خطره کار ابلیس یا کار نفس از ما نی
که قلب خالی نیست نور قلب بعد ورود خطره بر دل تیز میکند که این خطره از خارج
آمده یا از نفس ناشی شده از اکراه می پندارد و بیرون می اندازد تا زمانیکه
غالب نشده نفس و ابلیس در کار خود غافل است در میان است اگرچه نسبت کثرت
خطرات جمعیت کم است اما چون نور دل تیز است که از ابلیس یا نفس است
و مکروه میداند همه دنبال آن سوی آن هردو است و باین شخص منسوب
و نیز معلوم شد که بسبب اعتدال اربعه عناصر آن مرد عدو دخل میکند و چون
تعدیل هر چهار عناصر موقوف بر کمال است اما نور قلب بعد ورود مطلع بر حقیقت
آن میشود مکروه باید دانست و نور قلب خود در ابان علق نرم کاره و بیزار
باید بود از تحریر حضرت معلوم شد که قبل کمال و بعدان نیز خطره می آید اما بعد
کمال و چون تعدیل اربعه عناصر است قدم پیش بردن نمیتواند و ناقص مقبول چون
نور دل نیز خطره عدو دارد و مکروه میداند و اگرچه بند کردن نمی تواند
اما تابع او نخواهد شد چون دانسته شد پس از غم این که مثل کاملان نشوم
که خطره دخل هرگز نیاید چون در اثر ایشان نباید کرد و مجاهده ورد او بازای

Marfat.com

ماشاء الله الامور مربوطة باوقاتها باین تسلی باید کرد اکثر مردم بخطرات مغلوب اند که خود خطره شده اند و محجوب می باشند زیرا که نور دل را تمیز کرده نکرده اند ظهور نکرده شکر باید کرد که بنور دل تمیزی پیدا است خطره را خطره میدانند مقصود مکتوب الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات بکمال قدرته الی النور فارجوا من کمال قدرته ان یعطی العروج من النور الی النور حصول هذا العمل یتوقف علی التوجه الکامل اعنی شیخ المشایخ عبدالقادر النقشبندیة وجزاه الله سبحانه علی هذا المدد والتقویة والسلام علی من لدیه متضمن بیندار استدعا مکتوب بعزیزی تحریر یافته باسمه سبحانه تحیه سلام ازین قلیل البضاعت بعرض جامع علوم مولائی و مقتدائی اماده بحکمت الدینیه بمنة الله علی قواعد الحکمه معروض باد استدعا آنکه بضاعت قلیل این قلیل از مرتبه تقلید و دلیل بمرتبه تحقیق و وصول متوجه آن مظهر عجیب راه باید از انجا از فلک ای علت خروج فرماید و ما ذلک علی الله بعزیز والسلام علی من لدیهم متضمن باستدعا مذکور ارجو من الصالحین الذین عندکم دعا الخیر فایده هو الله الذی لا اله الا هو رضا یار دلی ابصار پوشیده نیست که در اصطلاح اهل ظواهر که ولایت عامه ثمر قیات لنفس است در آیته نفی اله باطله فاقی است

کنقار

بسیار شعائر شریعت مثل صیام و شمس و قمر و نجوم را بحق عبادت دانسته
بدست پرستی اختیار نموده اند و قطع تعلق از دنیا بادلی مایل در عدم استطاعت
بیم نقص و نقصان هم دست میدهد چندان مجاهده و ریاضت در مرزا[illegible]
درانه حاصل توجه بوجود کثرت بدست ثبوت کثرت داخل الله باطل است پس
درین ولایت آنکه مرتبه ارملی کثرت میفرماید چنین کسان واقف است
مراحمت زوائد میشمارند عدم [illegible] نسبت [illegible] گشت بکثرت
عین وحدت نمی بیند بلکه کثرت عین وحدت می بیند بغلبه هم از نقص
خاص و در هر مرتبه چون کثرت در نظر این کس بغلبه حسب بی رنگ وحدت بنده مخفی از
وازدایره رفته برآمده در حکم الله باطل شده و چون کثرت در نظر بینه
حکم وحدت بغلبه حسب بینش پیدا کرده و نور وحدت بهر فرد کثرت احاطه نموده
قطع تعلق ازین مستکلی مجاهدات اصحیه ملک بفضل احضر تعلق دارد
تا حسب این عادت برافزوده در تبه اعتدال آرد و دماغ [illegible] بسبب تعب بصارت
محجوب بود ظهوری پیدا کند و غبار غلبه حبی که بر بصر در نشسته بود بفضل احضر زدوده
گردد الآن هذا العبد کان عبدا خالصا لله سبحانه وکان ممیز ابن العبد
والمعبود و یکون اشتغالا بولایته الاخص کما کان الثانی اسرا بولایته

الخاص ویکون مومنا بالغیب ویترقی عن مرتبة الشهادة و الشهود و الکثرت
لایکون حجابا بالنسبة للمتحقق اما چون هنوز وصول او بسته توجه است اگرچه توجه
مجهول الکیف باشد تعلق اینکس با توجه در حکم تعلق به او باطل است و چون
توجه اینکس بیشتر رنگ بیچونی نماید قطع این توجه که تعلق و تعقل خاص
الخواص دارد و مجاهد اصل الاصول برای قطع این توجه در کار است وقتی
که توجه معدوم باشد و اثری از وی نماند کان هذا العبد واصلا بولایت خاص الخواص
وهی ولایة الانبیاء علی نبینا و علیهم الصلوة و السلام و در این وقت اینکس
از جمیع مراتب شرک الخفی و الجلی خلاص یافت و کان مومنا بالایمان
الغیبی الحقیقی کما کان السالک مومنا بالایمان الغیبی الصوری وکان من جملة
الذین قال تعالی فی حقهم العلماء ورثة الانبیاء فتامل فی الفرق الذی من تورت
الاربعة و چون اصل مرتبه اخیره اگرچه از جمیع مراتب ظلیه بر آمده و واصل
صفات حقیقیه که مرتبه اصل است گشته اما هنوز نصیب از صفات وصول ذات
جامع بالاصالت موقوف است پس در نزول لا تعلق او بالاصالت با صفات
است و چون صفات که قایم بذات اند دو جهت دارند جهت وجوب من حیث الذات
و جهت امکان من حیث الافتقار تعلق این عارف غالبا بنفس ابتدا

داع

واقع وسبب غلبه تعلق بصفات نشئه بقیه هوا است و هوا اگر چه تبدیل
آزادرا باطله شمرند کما قال سبحانه افرأیت من اتخذ الهه هواه پس قطع
تعلق ازین هوا وترقی الی جناب الذات الجامع والبته افضل اخص
الخواص است مجاهده درین دخل ندارد واذا حصل انه محض فضله کان واملا
بکمالات النبوت نور منا بعتهم واهل هذه المرتبه الخامسه اگرچه بهره از کمالات
نبوت یافته اما اینکس رانبی نمیتوان گفت اذ التحقق بیان هذه المرتبة الاخیرة
المقتبسه من انوار النبوت العامة النبیین بفضل الله سبحانه ابین التفرق بین نبوت
نبینا ونبوت الانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات فاعلم ان
جمیع الانبیاء وان کانوا واصلین للذات الجامع بالنسبة الی جمیع غیرهم
وهم الاولیاء ولکن بالنسبة الی نبینا علیه الصلوة والسلام مع وصول
الذات نشئه المیلان الی الصفات متحقق فیهم فنشئه المیلان الیباشی
عن نشئة الهوا وان کان هذا الهوا فیهم فی مرتبة الاباحة والعزیمة تقتضی قطعه
وشان هذه العزیمة مختصة بنبینا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کما هو محقق
بحدیث اسلم شیطانی اللهم یسرنا ببرکت متابعة نبینا صلی الله علیه وسلم
شمه من خصوصیة علیه السلام مکتوب ۵م در جواب سوال میان الهدین

Marfat.com

ظهور فیض صفات حق سبحانه عام است و خاص در ظهور عام اضافت آن بسوی مظهر است چنانچه صفات بشر مثل سمع و بصر و کلام و غیر ذلک را فیض صفات حق گویم اما صفات حق نگویم صفت بشر گویم و در ظهور خاص اضافت آن بسوی حق مینمایم صفت بشر نمی توان گفت چنانچه صفت کلام حق که در مظاهر کثیر متعدده ظهور نموده و بلباس حرف و صوت ظاهر شده این همه را کلام حق گویم حقیقت همچنین است که از فیض صفات دیگر آنچه به بشر رسیده این ظهور فیض صفت بشر گردیده مثل کلام بشر و بصر و علم بشر و غیر ذلک و ظهور این صفات دیگر را همین یک جهت است بخلاف صفت کلام که این صفت را بدو مرتبه ظهور است یکی عام و دیگر خاص از ظهور عام صفت کلام در بشر موجود میگردد و بر آن تکلم می نماید درین ظهور این صفت و این تکلم بسوی بشر منسوب است کلام بشر از ظهور کلام حق است کلام حق نگویم زیرا که تکلم بصفت بشری به بشری تعلق دارد زیرا که حرف و صوت را اینجا کسب و سعی بشر سبب می آید و از ظهور خاص کتب سماویه بر انبیاء علیه السلام نازل شده حق متکلم است کلام نفسی بلباس حرف و صوت و درین لباس کلام هر که بلباس معنا یا حرف و صوت نورانی است کسب مخلوق را دخل نیست بلکه حق سبحانه کلام مطلق را بواسطه

غیر ملابس

غیری بلکہ بس حرف و صوت ظاہر ساختہ و بخود منسوب نمودہ چنانچہ میفرماید
نحن نقص علیک احسن القصص در سورہ یوسف و شبہہ اول ہم گرچہ
بتوسط مخلوق است اما این مرتبہ جامعہ مشہودیہ را ہم گر ذات و صفات
خود تعبیر نمودہ بلکہ مخلوق نمودہ کہ مخلوق نیست و ہر چہ درین مخلوق اول
از ذات و صفت موجود است از ذات و صفات حق نگویم بلکہ از
فیض ذات و صفت گویم کما قال النبی علیہ السلام العالم من نوری و انا
من نور اللہ گفتہ کہ خود را ذات اللہ یا نور اللہ گفتہ و ہمچنین عالم را از نور خود
گفتہ بس ہر فردی را از افراد عالم ذات حضرت یا نور حضرت نگویم بلکہ از
فیض نور بگویم سوی کلام مطلق کہ آن را صفت بطور خاص کہ بالا ذکر یافت
با وجود بست حرف و صوت مخلوقہ کلام ذات حق گویم و این نسبت مخصوص
خاص صفت کلام است کہ ہم بفیض عام مثل فیض صفات دیگر فائض و ہم
بفیض خاص ممتاز از فیض صفات دیگر کہ محض جزء لفظی ظاہر و ہیچ صفتی را در این
خصوصیت شرکت نیست و واضح تر بگویم کہ از فیض عام ہر صفتی ایجاد صفتی است و صفات
بشر و آن صفت خود را بشر بیناد و عالم و متکلم است این صفت بشر نسبت تکلم گشتہ
و بسوی کلام البشر تکلم مضاف است و در فیض خاص حق سبحانہ خود بخود متکلم بلباس

Marfat.com

نفس همانا مظهریت تر خاص حضرت علیهم الصلوة والسلام و بلکه تا
حرف و صوت نورانی بمظهریت جبرئیل درین تکلم صفت کلام غیر آیت
نیز درین کلام است خود متکلم کلام النفسی است فمظهر الفرق در شهود اول وحدت
جامعه صفات کامله خداوندی حقیقی خلاصه آن حقایق انسانیه است انسان
کامل جامع در مرتبه حقایق حقیقت انسانیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم جمیع
حقایق انسانیان در شهود اول مندرج در حقیقت انسانیه حضرت صلی الله
علیه وسلم است در شهود ثانی جمیع حقایق انسانیان که هر یک جامع حقیقت
روحی و جسدی هر فرد انسان است و خارج منفصل ظهور نموده بخصوصیه
خاصه هر یک در الا همان مرتبه روحی و جسدی در اوقات موقوته در مرتبه
با خاصه روح و جسد همان حقیقت یک انسان موجود شود از اسرار
مندرجه مرتبه جامع اول روحی و جسدی در هر مرتبه بخصوصیت خاص در اوقات
موقوته بظهور می آید انا انزلنا الا [illegible] المظهر [illegible] این جامعیت
مانند واقع لا اهالی الجنة فی الجنة لا اهالی الجحیم فی الجحیم بعد شهود ثانی همه
مندرجه شهود خاصه ها در ظهور خواهند شد انبیه اولیاء [illegible]
باعتبار واجبی ظهور متغیر باشند با وجود اعتبار حقیقت [illegible] فی ذاته

اما لو

اما بواسطه فیضی که خاصه جامعیت حضرت است علیه الصلوة والسلام
بحکمت بالغه فیضیات اند هیچ یکی را ازان واسطه چاره نیست مکتوب عزیزی
صدور یافته بود در رقیمه مشفقانه متضمن مبانی و اسرار و مسوده دیگر متضمن
سوال چند مفتخر گردید مطالعه آن شرح صدر حاصل شد اما چون بعضی
عبارت در مکتوب باصطلاح حضرت پیر دستگیر حسب طریقه احسنیه
مطابقت نداشت در تحقیق آن معروض میدارد که در تحقیق حقیق ایشان
قدس سرهم عالم را وجود موهوم گفتن منع است زیرا که موجود نیست عالم
برای اظهار صفت نفس الامری است نه صفت نفس موهومی و انکه عدم
استقلال عالم را اشاره مورد موهوم میگویند و در ره آنی موجود و معدوم
به نسبت الفعالیه دیده این اطلاق مینمایند نمی بینند که درین هر دو جهت
موجود شدن و معدوم رفتن هیچ جهتی ازین هر دو موهوم نیست ملک جهت
وجود در وقت خود وجود نفس الامری است همچنین جهت عدم در وقت
خود عدم نفس الامری است و مراد از وجود عالم جهت وجود است نه جهت
عدم نشستن ما بینهما بس جهت وجود اگر عالم است نفس الامری دائم
اما غیر مستقل و در ره آنی متبدل و متغیر و دائم این تغیر و تبدیل نفس الامری

است نه وهمی پس هرگاه تغیر و تبدل وهمی نباشد فالذی هما وقعنا
علیه کیف یکون وهمیا عجب ازین تحقیق که میدانستکه این شهود غیب مطلق است
در مرتبه ثانی با ظهور صفات حقیقی نفس الامری ازین شهود شهود کرد پس
شهود که مظهر حقیقت نفس الامری است چون وهمی نباشد برای اینکه استقلال
لازم نیاید اگر وهمی گویند نیز درست چرا که تغیر و تبدیل او صریح مشعر بر عدم
استقلال اوست پس عالم را نفس الامری گویم در عین تغیر و تبدیل تا مرتبات
بروی نیز وهمی نباشد در کتب نکات خلاصه غور نمایند تا از اصطلاح ایشان
مطلع شوند دیگر آنچه در آیه کریمه واتبع ملة ابراهیم حنیفا سپهر دارند غرض من
اگرچه حضرت افضل مخلوقات و متبوع جمیع انبیا اند و در اصل خلقت شهود
اول ایشانی علوم و تمامی نصفیات ایشان مندرج ساخته اند اما اطلاع بران
موقوف بر اوقات داشته اند چون حضرت ابراهیم علی نبینا علیهم الصلوة
والسلام بطریق خلافت به طلبت جامعه ذاتیه المعانی علوم مندرجه که نصیب
سرور کائنات علیه الصلوة والسلام ازو در شهود اول ایشان در مرتبه
خصوصه خود ظهور داده اند و بعد ازو معینت مذکوره را به بعث ابراهیمی فرموده اند
وانبیا دیگر را احاد طلبیدن حضرت مظهر حالات و حالی داشتند

بلکه منفرده ها نیز پیدا آمدند و اطلاع بر این معنی جامعیت و انفراد موقوف بر تعلیم

علیم حقیقی است کما قال سبحانه و علمک ما لم تکن تعلم نیز فرموده اند و حقه

جامعیت ... بطور حضرت ... پیدا آمدند بمقتضای آنست

اقتضا ... که ملت حضرت ... را اختیار کنند ... مقدمه

... ابراهیم بوده باشد ... بر تعلیم آن ... ابراز ... تمام آثار

جامعیت را وضع کنند در ... حاصل ... لفظ ... را

... مقدمه ... فصل جامعیت والاولی الحقیقة ... تابع تفصیل

جامعیت است والمقصود من المقدمة هو الفصل ... را وافهم ان

... الی ابراهیم علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات ... الی آخر

وعلی نبینا ... شان الفضل الجامعیة التی هی امر المقدمة المقدرة الظاهرة

... ابراهیمی را انتهاء و نبوت ... الی یوم

القیامة ... ذکرا ... علیه الی یوم القیامة ... علی

... حق نبیه علیه الصلوة الی یوم القیامة لعظم شانه

... علیه الصلوة والسلام مکتوب عزیزی صدور ...

کان الله ولم یکن معه شیء الله ذات مستجمع الصفات الکمال الظاهر

Marfat.com

[illegible]

من ان [illegible] ظاهر [illegible] في الخارج

[illegible]

كما اشار [illegible] تعالى [illegible] كان [illegible]

عين العبد [illegible] العالم هذه [illegible]

في مرتبة التقدير بوجود العلمي التقديري [illegible] الخارج [illegible]

[illegible] وجوداً [illegible] تعلق بمرتبة العبد [illegible]

العالم الذي كان [illegible] الحقيقة المحمدية التي هي باب الظهور

[illegible]

[illegible] بوجود [illegible]

[illegible]

[illegible] العالم [illegible]

[illegible]

[illegible] للظهور [illegible]

النور المحمدي مذكور في النكات وهذا مقتبس من مشكوة تحقيق سيدي مولانا

Marfat.com

واحب مرتبہ الاحدیۃ قدس اللہ اسرارہم لان عند سید یاصفات
اللہ ظاہرہ کا انداز الواجبی فظاہریۃ الظاہر مکرر التحصیل حاصل بل مقتضیا
المخفیۃ فی غیب الغیب تقتضی ظہورہا فی الخارج الکونی لتعلق بہا الثواب
والعقاب۔ لا تشبہ وتاویل دعند الصوفیہ العلیہ التی اہالی نفس ولاتیہ
الحاید الصفات عین الذات والذات مجردعن الاضافات لا تمیز
للصفات من الذات الا فی مرتبۃ العلم الواجبی والتجلی عندہم علی نوعین اجمالی
وتفصیلی ویسمی الاول الوحدۃ ویسمی الثانی الواحدیۃ ویقولون الاول انعکاس
اجمالی والثانی انعکاس تفصیلی ویسمون الثانی بالاعیان الثابتۃ وبعضہم
... ویسمی ہذہ المرتبۃ الثانیۃ حقیقۃ العالم والعالم انعکاس
... الثانیۃ ... ظاہر الوجود وبہذہ التحقیق الثواب والعذاب
... کل الاعتبارات بعیدہ کما من شان اہالی السکر ویقولون فی الخارج
... العالم فی النظم وما وقع علیہم من الشبہات مذکور فی تقابل الصفات
... عند مجدد الالف الثانی قدس سرہ العزیز حقیقۃ عالم
... عدم والعالم اعطافیض وجودی ...
ظلال اعدام ... اوصنا دوم ... تبہ وہمہ ... سیری الضعیف

اندراف یافته که برفع و هم مرتفع نشود در بنجا هم ترتب عذاب و ثواب
بتاویلات که متشود فالفرق بین هذه النکات والتحقیقات لکل
واحد عند اہل البصیرة ظاہر بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد الحمد والصلوۃ وتبلیغ
التسلیما بعرض محب صادق طالب حق بلند ہمت وفقہ اللہ سبحانہ میرساند
رقیمہ شریفہ متضمن استفسار عبارت حضرت نکات مفتخر گردانید یا قلیل
البضاعت راجہ یا راکہ در کلامی کہ از مرتبہ لافت بازداشتہ در بیان آن دم
واز حقیقت حال متخیلہ نویسم چنانچہ فرمودہ اند کہ رسیدن در لایت بسورت
انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اسان ندانند اما آنچہ از بزرگان شنیدہ ام
وازان در فہم ضعیف آمدہ بیان باید نمود بدانند کہ در ولایت خاصہ وصول
بعلم حصولی و حاصل ازان معلوم الکیف است و در ولایت اخص وصول
بعلم حضوری است اما تتمہ از علم حصولی باقیست و حاصل دران مجہول الکیف
است لہذا در اول توجہ معلوم و در ثانی توجہ مقصود در کمالات النبوۃ انبیا
علیہم الصلوۃ والتسلیما وصول بعلم حضوری بوئی از حصول باقی نیست
لہذا درین مرتبہ یافت مطلوب بلی یافت مجملہ ادراک است بخلاف مرتبہ
اخص کہ بسبب توجہ خفی نیز معلوم در ان مرتبہ یافت مجملہ ادراک مطلوب است

Marfat.com

[illegible] ان التوجه الخفی لیس بید [illegible] البعد [illegible] ربا [illegible]

الله [illegible] درین مرتبه چنانچه تو معدوم است عرفا هم [illegible] زیراکه عرفان

تعلق بعلم حصولی دارد و نیز درین مرتبه قسمت [illegible] غیر محتمله [illegible] چون علم

ازلی حاضر است علم را از معلوم ضروری [illegible] حق معلوم است لعلم [illegible] اما

[illegible] غیره یعنی [illegible] ازل و الابد [illegible] ادراکا [illegible]

مثل ازل و الابد احضر که ادراک معلوم بهو الکیف بود در انبیا علی

نبینا و علیهم الصلوٰة والتسلیمات اگرچه معلوم است اما [illegible] مجهول [illegible]

[illegible] بلکه [illegible] عدم الکیف پس آنچه حضرت فرموده اند که بلو هیچ

نه محصول و مجهول [illegible] است وقت معلوم معدوم الله [illegible]

دانسته اما [illegible] حضور علم حاضر است [illegible] و اصل اصل است [illegible]

صفات است [illegible] وصول ذات ضمن صفات حاصل دارد و آنچه فرموده اند معلوم

هیچ نیست نه محصول نه مجهول مثل غیره تعالی [illegible] تعالی الله عما [illegible]

مجهول الکیف اما [illegible] است الکیف ثابت [illegible] بهره [illegible]

از کمالات نبوت انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات [illegible]

حاصل است که ذات بذاته حاضر و اعلیم است و علم [illegible] ذات اوست پس [illegible]

Marfat.com

ولایت انبیا [illegible] علیهم الصلوات والتسلیمات بعلم حاضر ذات
و بعلم حاضر بودن بصفت علم بی ملاحظه می آید و سر این نیست که
معلوم است که ذات بذاته حاضر بودن علم قابلیه ذاتیه متحقق و لوی ز اید
نه چون بذات حاضر و تعلق معلوم به حاضر بودن بعلم است پس تعلق معلوم
هیچ نیست چنانچه حضور علمی بود در مرتبه ولایت که بعلم حاضر است و تعلق
بیکیفی موجود و در مرتبه نبوت که ذات بذاته حاضر است معلومیت غیر
متحقق است معلومیتی که از اقسام ثلثه باشد در مرتبه حق این حال
متحقق و کمال خلو موجود چه از حق و چه از غیر حق خلو از غیر حق ظاهر است اما از حق
یعنی در مرتبه خاصه واحد الحق وصول بحق فهمیده بودند حال آنکه حق نبود
باید گذشت و به حق حقیقی باید پیوست و گذشتن از مرتبه عرفان ارباب
محتمل ادراک مطلوب در ولایت انبیاست می دهد بفضل الله سبحانه در
خلافت بطریق اولی میسر و آنچه حضرت میان محمد شریف قدس الله سره
فرموده اند که بدانند که این نفی معلومیت در وصول حضرت ذات از راه
ظهور علم است نه از راه وجود علم یعنی آنچه در حضور و ظهور علمی معلوم بود
در حضور ذات بذاته اطلاق نتوان کرد اما صفت وجود علم را قایل باید شد

[illegible]

عزیزی همه اسوده را جواب درین عبارت درج شده بدقت فهم نمایند
و همین طور یاد سفر نموده باشند به اندک اکتفا نموده مکتوب در جواب فضایل پناه
شیخ ... غیره تحریر یافت. الحمد لله اولاً و آخراً ذات بابرکات انکار نموده
بر صراط مستقیم باشند از مطالعه استفتا در روایات و نیز از مطالعه
رساله تصنیف در بیان کمال قدرت واجب تعالی و مع ذلک استفتا درین
تحت قدرت حقیقت بوضوح انجامید و نیز زبانی یارانی که استفتا
آورده بودند طلب شده معلوم شد تا خود دریافته حقیقت این است که درین
فقیر این مناسب می‌نماید در آنچه که تحت قدرت دادن آن نقصان در کمال
قدرت مطلق شود از تحت قدرت دادن خارج است چنانچه ذات و صفات
باری تعالی و عدم ممتنع الوجود که شریک باری است تعالی شانه و در غیر آن
آنچه بذات و صفات از آن نقصان نه آید در بعضی قبول محض چنانچه ممکنات
و در بعضی سکوت چنانچه محال عقلی و علم آن بعلام الغیوب باید سپرد زیاده
نمی‌توانم گفت اگر این دانش قایل مجلس شما برسد الاسما خود دانا
حاجت دیگری نیست الا مکتوب در تفصیل مذکوره صدور یافت
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی نوردد نوازش نامه کشف

Marfat.com

ظلی نیز بود و اعلی است مرتبه بعدی و نوع طائر کمال آن سایه در باید
اینقدر روا میباید که نهایت ولایت عالیه بعلم بینی یا با به اجتهاد است
جمعیت باطن برای کمال این ولایه شرط نیست اگر جمعیت هم میسر است
مناسب همین مرتبه است و نهایت ظل ولایه خاصه تا از انوار رد حا نیست
و ظهور کمالات بر وجه او ارام او در تجلیات صوری و نوری دنور نیست وصول
او درین منحصر اگر از ظهور تجلیات توقف واقع شود همانوقت بی آرام است
و خود را بعید می فهمد و نهایت وصول اصل ولایه خاصه با کشف نفس
انوار است و وصول مراتب ارواح چنانچه حضرت شیخ شیوخ فرموده
که سالها روح را بخدای پرستیدم اگر فضل حق سبحانه دستگیری نمیکرد
خلاص ازین مهلکه محال بود و مدار کار ایشان بر شهود مطلوب است
و اکثر بلکه جمیع معارف ایشان تنزلات حضرت معروف بی شهود
بی آرام اند و بی حصول و درد بعید اگر قول ایشان این است بیت
دمی بی حق زدن محض این گناه است ها بخود مشغول بودن کفر راه است ها
ثبوت غیریت در مرتبه شهود نزد ایشان کفر و زندقه است و نهایت
ایشان در همین مرتبه یافت مطلوب و وصل ایشان بوصل موصوف ملتبس

یعنی لبی

Marfat.com

الآن آلا [illegible] بهایت ندارند و دود [illegible] که ا

الا اعلی راه مراتب انوار و حالی است معرفت واز اطلاق

نه لا [illegible] با الارفة و مرکز اطلاق که ز ابد از [illegible] شان شرع تعریف

[illegible] نیند [illegible] که اگرچه در هیچ نیز عرفان معرفت [illegible]

الا [illegible] [illegible] و اهل ایشان نیز مسمی با اهل جهل اند جاهل

عن حقیقة المطلوب و اکثر یارین ترانه مترنم است بیت عقلا انکار کس

[illegible] دل ام بار حکیم کن اینجا همیشه باد مدد بیت است دل الم را الا و وصل این

[illegible] اصل ماند معروف زیرا که با اینکس از همه حیثیات طلالی

کشفی و نوری شهودی [illegible] اگر [illegible] دد یا نا یافت مطلوب مطلوب

دارد الکلوی در باطن [illegible] از کشف شهودی طاهر شد و انکار دست افعال

ارادد حدیث فی لیغان علی قلبی الی آخره را [illegible] وطن حج بیماید

و نهایت وصول اهل کمالات و اینه انبیا و داری از بیبهای

طلالی و مبرء از جهل بلکه عرفان ظلی مفقود و علم اصلی موجود بنجود باخود

است ولی اختیار مدح اینکس از حیطه عقل و کشف ظلی ورود و وصول

بحقایق اشیا خاصه این نادر العصر است و وصل این عزیز بوصل

Marfat.com

یاس موجود و حقیقت نایفت در وصل این سعید میسر بیت وصف

تراچنانچه تو یئی چون کنم بیان ہا کز ہر چه در خیال من آید زیاده ہا

واز اہلبیت اہل کمالات نبوت چه بیان نماید وانچه بیان نماید کم

کیسی است که بفهمد والله ولی الرشاد ملهم بسم الله الرحمن الرحیم

لا یلتق بالمتقین ان یستحیوا و یستغفروا للذین یکسبون کبائر الاثم

مثل المیسر والمسکرات حتی یاکلون اموال الناس عمدا و ظلما حتی

یتوبوا و یصلحوا فان الله من بعد یسهل الشدائد الامور ایضا کیف

یظلمون وانت فیهم

بسم الله الرحمن الرحیم

ہزار اسم که ملائکه بان تسبیح

وعلیهم الصلوة والسلام

دیگر باید دانست که ہزار اسم اسرار اسرار اسم الرحیم نیز از ظهور کمالات

Marfat.com

. رزحه الف والم او ا اند زیرا که رابعد آ ہ ال ن ظاہر

حقایق الم والف اند ومراتب اسم الرحیم ظهور حقایق الم وما

ورجوع تمام اسماء بحقیقت الف است نا البا که مظهر اسم اعظم

است این مجمل را بجا بجا لا ... باید کرد اکر ... ان ... قوله

نعلم حضورست اا هر قدر ... اند در ... احرا ... ات ... نمه

... ختنم است دیگر آنکه در ابیات ... ار ... مر ... اد از الف

الم میم هر سه مرتبه ذات وصفات وکمالات اند از الف الف

مرتبه ذات و از لام مرتبه صفات و میم مرتبه کمالات مع ذاک

که در بیت اول بسم الله الرحمن الرحیم نقطه تدویر الف لام میم

ال ذات است و خط دوائر ... و محیط دائره ... است

تمثال است ... عینیت ذات را که ما ینبغی نسبت ... تدویر

الف لام میم فرموده در دکر ... مع محیط است رمز یعنی

مرتبه ذات جمیع مراتب صفات وکمالات را مستوعب

و ... مرتبه ... به یکی محض اند ... مستوعب

و مقدم است ... حضرت حقیقت بر وجود دائره ... آن ...

Marfat.com

بسم ... ال ... ابتدا ... بست مظہریت

ال ذات ... که ... ٣ ... برای مطالعت

انتهاکه ... بنسبت در ... بسم الرحمن الرحیم

نقطهٔ محیط الف و لام میم چون ... ذات صفات ...

نقطه ... کمالات ... نقطه ... کمالات ... اخفا

محض ... ذات و صفات ... نقطه ...

یاد فرموده و محیط اشارت ... کمالات ... الف

بسم الرحمن الرحیم دایره نقطه الف لام میم اشارت بکمالات ...

چون کمالات در صفات مندرج اند دایره ... نقطه و محیط

مندرج ... کمالات ... فرموده ... در میان ذات

و صفات و کمالات ... بنسبت الف لام

هم ...

...

... جمع ...

... الله ...

Marfat.com

اندراج اسماء سه هزار نوشته اند و بهر یک حرف ازین اسم خطوط مخصوصه کشیده

اند و کلا حصه انکه نشاید در فهم نه آید مفصلاً در عبارت می آرم یعنی در تسمیه اسم الله

جامع هزار اسم تسبیح چهار انبیا است علی نبینا علیهم الصلوة والسلام حضرت

سرور کائنات و حضرت موسی و حضرت داود و حضرت عیسی علی نبینا

وعلیهم الصلوة والسلام نود و نه نام که جامع تمام اسماء قرانی است در الف و لام

مندرج اند غالباً در لام اول و سیصد اسماء تسبیحی که بحضرت موسی تعلیم شده

و در توریت مذکور اند کمالات حقیقت لام ثانی اند و سیصد اسماء که حضرت

داود به تسبیح ان مامور اند و در زبور بیان فرموده اند کمالات حقیقه چشمه

اول ها از اسم الهه که بطرف لام است هستند و سیصد نام که حضرت عیسی

بان مسبح اند و در انجیل مذکور اند در چشمه ثانی حرف ها که بطرف الرحمن است

مندرج اند و کمالات حقیقت چشمه ثانی حرف ها هستند و اسم اعظم در الف

و لام اول مندرج است اما غالباً در الف اسم الهه اندراج هزار اسم که در

اسم الهه که مندرج اند در بیان آمد هزار اسم که بدیگر انبیا سوای چهار

مذکوره برای تسبیح ارشاد شده اسرار اسم الرحمن اند و در کتب ایشان

مکتوب اند و هزار اسم که ملائکه بان مسبح اند کمالات اسم الرحیم اند

Marfat.com

ودر مراتب اسم الرحمن مظاهر حقایق لام والف اند ومراتب اسم الرحیم مظهر حقایق
لام وها ودر جوع تمام اسما که لاتعد ولاتحصی اند بالف الله که غالبا مظهر اسم
اعظم است پس ازین تحقیق معلوم شد که هر که بسم الله را میخواند گویا تمام اسما را
میخواند اما این هر دو نوع است اضطراری و جبلی فشتان ما بین علیم منها و جهول
بفرق المراتب [illegible] طاهر الا الکمل [illegible] جهلا واما اختیار
علما در مرتبه [illegible] المرید [illegible] الی علما العلم العادی الا [illegible]
و هذا ایضا تقلید او الا ان الفرق بین [illegible] الارض
[illegible] بالالا [illegible] العارف [illegible]
بحضور المعلم و حضور السمیه [illegible] العدو
فقره [illegible] اقتباس
از کلام حضرت سید قدس سره نموده عرض داشته از دور و نزدیک یا بعمت
تحقیق ادا و رشد ایدک الله بنصره مکتوب العزیز صدور یافت سالک چون
سیر لطایف همه را جمع کرده باشد و بیکیفی رسیده [illegible] چون
خواهد که بر طور این طریقه باز در دل خود نقطه افکند تا بحضور خصوصیت این طریقه
داخل شود و مثمر کاینجر و زیر رابطه سر کند اما شرطی که مبتلا بلطائف نشود [illegible]

Marfat.com

تکرار اسم ذات بزبان دل متوجه نسبت بیکیفی که جا [illegible] انموده بعض صاحب
بوده باشد بعد از آن چون بیاد ذات اسمی رسد چنان [illegible] ره شده عروج کند
که نظر بر [illegible] نماند نظر او جنس بیاد [illegible] این مقام در تکرار دل بر اسم ذات اسمی را
[illegible] ظهور دارد در یاد ذات بیاد ذات اسمی لطائف از اسم مسمی رود [illegible] بیاد دوام [illegible]
[illegible] که روح چون نظر بر خفی بحکم [illegible] نظر از لطائف بر داشته اولی لطائف
[illegible] نظر [illegible] نظر به قلبی بود که بذات
راجع است و چون یاد را جب متوجه شد این نظر در می است و این مرتبه
[illegible] اصل وصل تلبیس است و این مرتبه را منسوب به اهل نفس
ولایت خاصه میکند و این فضل خاص است [illegible] بین میگذارند
اگر مرشد [illegible] اصل است. ازین مرتبه تنبیهی نادری را توجه و اکثری را
به تعلیمی اورا از تعلیم سالک آگاه میشود [illegible] این وصل [illegible] در مرتبه
تلبیس است و هرچه مشهود و معلوم است اگرچه [illegible] اسم ظل است و بعد
مطلوب مبتلا گشتم از فیض حق بواسطه خفی مرشد یا تعلیم علی مرشد به نفی
مشهود و معلوم که ظل است که مشغول [illegible] به نور آتش است بحقیقت لا
در تحت نفی می آرد اگرچه نفی مشهود میشود اما آخر تنبیهی لباس تکلیفی

Marfat.com

معلوم ازین نوشته شد که نسبت این بیکده نمائی دارد از کیدات

زمانیکه این سالک در راه سلوک ظلال مسدود است و بنفی آن متوجه است

طالب نایافت است و چون از مزاحمت اکثر ظلال فارغ شد از اظل الاظل

گران توجه بنور است طلوع نسبت آن را صاحب نایافت سلسله گیرد

صاحب ولایت اخص است در وصل اخص در اول مرتبه شهود [illegible] در

ثانی منتهی اخص اثمرته برزخ است بین الولایة الخاصة و ولایت خاص

الخواص در این مرتبه نایافت است اما حقیقت نایافت عبارت از محض

واصل صفات سلسله است [illegible] که نقد کار او است اگرچه از اثبات

مقصود حقیقی دور است اما هنوز بنسبت فضل خاص الخواص ابد از ین

برادر اثبات حقیقی رسانید و ولایت خاصه حصول علی بود اینجا حصول

خفی که لباس حضور او شده این سالک شیخ مستعد است که این حضور

لباس را در نفی [illegible] از [illegible] مطلع است که [illegible] از

[illegible] جور [illegible] در تجرید امثال که توجیهات برای لواب

[illegible] نوشتند چارت اما [illegible] این [illegible] نفی [illegible] غیر

مجید لعدمیة نفی دارد [illegible] الله المتجدد بالعدمیة غیر المتجدد الاول

و هذا البیان

Marfat.com

وهذا البیان موقوف علی البیان الثانی و چون مسئله تجدد امثال مشکل است
و نازک در دست صاحب حصول بآن نمیرسد اگرچه مشاهده تجدد نباشد پس
با وجود مشاهده تجدد و علم کیفیت آن از حق و بهائی علم حضوری حقیقی
باید سپرد الغرض اعتقاد تجدد باید و لیسد عذاب و ثواب اخروی قائل
باید شد و علم کیفیت آن را که مثل عذاب و ثواب اخروی است باید
بحق سبحانه باید سپرد تا قول صوفیه قدس الله اسرارهم و قول علمای ظواهر هردو
راست افتند والسلام مکتوب بعزیزی صدور یافت حامد لله

[illegible] ما با ایشان اسول [illegible] الحمد عرض آنکه رقیمه مشفقانه شرف ورود
بخشید و از عنایات حق سبحانه در حق خود و یاران صحبت خود اخبار تحریر
[illegible] هیچ کاری این فقیر ناقص نام فقرا را از دنیا دعا است
اول باید دانست که اسم انبیاء و اصل ذات جامع صفات اند اما تتبع
حضرت صلی الله علیه و سلم همچنین زیرا که اسم الله الف متنوع است
و دیگر [illegible] حروف دیگر تابع الف متنوع را و وصول از حرف الف آمد و
توابع را از حروف دیگر پس باید دانست که الله اسم ذاتی است
والرحمن والرحیم اسم صفاتی است پس با وجود وصول جمیع انبیاء

علی نبینا و علیهم الصلوة و تابع بودن همه در وصول حضرت را از بعضی که
وصول ذاتی غالب است انها را غالباً بهره از حروف اسم ذات است
اگرچه بهره از اسم صفاتی هم داشته اند و این نسبت در حضرت ابراهیم
و حضرت موسی و حضرت عیسی حضرت دارد و غالب است لهذا از اسرار
هر حروف اسم ذات بهره مند است و چون دیگران را به نسبت ایشان
وصول صفاتی غالب است لاجار بهره از اسم الرحمن و اسم الرحیم غالب
دارند و اسما کتب ایشان از اسرار اسمین مذکورین آمده همچنین چون
متبوع از اسم الله حقیقت است و حروف دیگر تابع و ذات متبوع
و صفات تابع لاجار بهره وصول از نفس ذات جامع صفات نصیب
حضرت آمد و به نسبت ایشان چون دیگران را بهره از صفات که تابع اند
مر ذات را غالب لاجار به نسبت حضرت صلی الله علیه وسلم بصفات
منسوب شدند اگرچه وصول ذاتی هم داشتند و تفصیل اسما سه هزار
معلوم حق سبحانه است یا حضرت پیغمبر هم بود به شهادت تعلیم علام الغیوب مکتوب
بمیر محمد صدور یافت ولود و نوازشنامه سراپا لطف عاصی مستفید
گردید و مطالعه آن در تعجب آورد که اینچنین متقی به موقع به عیوب مردم اغنیا
مطلق سخن گوید

ذوالنون [illegible] واردات را احساس کنند که خواهند [illegible] از اکمل حوصله
ام بیان غیبت آمیز بسیار [illegible] است اما چون شکل شما صاحب صحبت وعده
بود تا دیار ما خدا ایمان نماند گوشت [illegible] دوری [illegible] دوره مستقیم تا عبود
دو قسم است وعده اسامی مخصوص و وعده لوحی که عام است [illegible]
[illegible] [illegible] اشارت بحصر [illegible] و تجلی
اردو وعده لوحی که عام است بهر یک [illegible] فرموده [illegible] والغیب
بعض الحکم [illegible] [illegible] محل [illegible] راست محکم باید بود بزرگان فرموده
اندر زبان [illegible] [illegible] خطره اید غیبت سلمی [illegible] ستان خود
داخل غیبت است فکیف [illegible] و زبان لبس [illegible] زیرکان [illegible] این
لبس است مکتوب میر محمد [illegible] اند که در مکتوبی از مکتوبات حضرت
ایشان کلان قدس سره که در تحقیق قلب نوشته اند مجمل آن بیان
کرده اند بعون الله سبحانه در تعبیر آن واضح مکلم اینچنین فرموده اند که قلب
انسان [illegible] که در [illegible] دایره واقع است چهار قلب دیگر اند دایره بعد
دایره [illegible] اول [illegible] است لطیفه [illegible] یعنی لطیفه نفس
و لطیفه قالب خود است و روح و سر و خفی و اخفی همچنان هر قلب مذکور

Marfat.com

متضمن لطائف مذکوره است اما در قالبی که بعد قلب اول است سینکی
و آن قلب دو لطیفه نفس و اخفی ظاهر است و در قالب لطیفه خفی
نیز ظاهر نه و در قالب چهارم لطیفه سری نیز ظاهر نه و در قالب پنجم لطیفه روح
نیز غیر پیدا از قلب آخر که پنجم در میان آمد پنج قلب که کالظرف لجمیع
قلوب است نمی نماید و اکبر در جمیع قلوب اسرار و آیات پیدا بود می
قلب پنجم بمعارف ظاهر شود و این مرتبه را نهایت هم مراتب میفرمایند
و لایق مظهریت تمام و مناسبت بکمال اضافه بسیح نوری دیگر یافته شود
و لغایت بکمال بیان فرموده اند هر چه فرموده اند اما موجب تحقیق حضرت
پیر دستگیر نوری غایت این بیان که با لطائف قلب پنجم فرموده اند نام ولایت
ملاء اعلی که تحت نبوت است آنحضرت پیر نوری قدس الله سره
بولایت اخص مسمی است خبر مسید شد از بیان و ارث کمالات انبیاء
بنوت ایشان علی نبینا علیهم الصلوة و السلام تمام ساکت اند و الله
اعلم نوری در عدم بیان آن خواهد بود موجب اصطلاح حضرت نوری
قدس سره خفته قلب است قلب اول حقیقت انسانی است که اصل
جمیع قلوب تحتانی و پنج قلوب دیگر ظلال قلب اول اند اسم ولایت

کرد اصطلاح

عالم نقل الطالب

Marfat.com

خاصه تعلق بظاهر ثابت اول تحتانی دارد که طرف آن قلب اول تحتانی

... و کمال ولایت خاصه ظاهر آن قلب اول متعلق است و اهل

اهالی کمالات نفس ولایت خاصه بقلب ثانی که قلب اول طرف اوست

وصول دارند و اهالی نفس ولایت خاصه به قلب ثالث که قلب دوم طرف است

میرسند و اهالی کمالات و ظاهر ولایت اخص به قلب رابعه که طرف او قلب

ثالث است میرسند و در آن سیر میکنند و اهالی نفس ولایت اخص که بولایت

ملا اعلی مشهور است اصحاب قلب پنجم اند که قلب چهارم طرف اوست

و صاحب قلب پنجم جمیع مراتب ظلال تحتانیه را طی کرده صاحب مرتبه کالاصل

شده و در مراتب تحتانیه قلوب تحتانیه اربعه فی‌الحقیقت داخل ظلی بود و این

کامل مکمل از ظلال تحتانیه خلاص یافته از وصل بوصل رسیده و از یافت

بنایافت و صاحب کمال عالیه شده گویا که صد مرتبه از مراتب تحتانیه خود بالا است

از یافت حصول و ردی بوی نمانده اما با وجود نایافت بوی از توجه

باقی است زیرا که قطع مطلق توجه بعد ظهور علم حضوری و اجبی است و این

عالی نسبت اصل نفس ولایت اخص و آن خاصه ولایت انبیاء است

علیهم الصلوة والسلام کالبرزخ است در مرتبه علم حصولی و علم حضوری لهذا

Marfat.com

حضرت پیر دستگیر نوری قدس سره در حق این مرتبه فرموده‌اند که بسبب خفاء آن توجه
متوجه در رنگ متوجه الیه انعکاس نیز عالی همت را چون شمه‌ای حس نیز ابراز
شمسه اصلی که حقیقت انسانی است و اصل جمیع قلوب پنجگانه تحتانیه است خاصه
کمالی کمالات ولایت انبیا و کمالات نبوت انبیا است علی نبینا و علیهم الصلوة
والتسلیمات چون این هر دو مرتبه در مرتبه ولایت تحتانیه اصالت شرف دارند لاجرم
وصول اهل هر دو مرتبه قلبی کلی باشد و در این حالت بحقیقت رسالت
رسیده از علم حصولی تا مرتبه بعلم حضوری و حضور علم و حضور در حضور
میرسند و مالک تمام قلوب تحتانیه شده جمیع قلوب را بر یکدیگر ...
می‌سازند و در آن قلوب بوی از علم حصولی نگذارند الا ما طرب بعلم الحضوری
فقط و مالک حقایق و معانی این مرتبه لطیفه کرده‌اند لیکن در آن قلوب پنجگانه اطلاع
بر حقایق این مراتب بعلم حصولی بود و توقف است که هم ذلک ... داخل
این صاحب قلب اخیره را اطلاع بر جمیع حقایق تحتانیه و فوقانیه بعلم حضوری است
شتان ما بینهما ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا واکثر خفاء لطایف
خمسه غیر قلب در مقامات مختلف فرموده تحقیق آن در مکتوب بعزیزی
صدور یافت اللهم آت محمدن الوسیلة والفضیلة والدرجة
الرفیعة وابعثه مقاما

Marfat.com

الرفیعة العلیة وابعثه المقام المحمود الذی وعدته و در زیارت [illegible] دوم اثبات
انک لا تخلف المیعاد باید دانست که مقام محمود مقام [illegible] است یکی آنکه
در دنیا بحضرت عطا شده و در حین حیات دران سرور مرتبه اول مقام
نصرت و کمال مرتبه بصیرت بسیری حضرت را ادنیا عطا فرموده‌اند که این بصیرت در
جمیع انبیا خاص بحضرت است دوم مرتبه رویت بصری که در معراج بسر آمد بآن
سرفراز فرمودند چنانچه در همین دوشان [illegible] بصیرت رویت
فرموده صلی الله علیه وسلم لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی
مرسل دانکه دائمی مقام محمود عوام است در حق حضرت دران دعا صدر [illegible]
[illegible] ست [illegible] وقت حساب در روح است که
از [illegible] جرات [illegible] اولیا و انبیا نفسی نفسی گویند
و حضرت صلی الله علیه وسلم امتی امتی بحضور ذات [illegible]
بار [illegible] الرحمة [illegible] شفاعت [illegible]
دو عرش اند این قول ضعیف است [illegible] در [illegible]
[illegible] مکتوب
[illegible] صدد [illegible] سلمکم الله [illegible] در تحقیق [illegible]

مراد آنکه مراد در چهار قسم این مراقبات ربّ است و شی و حقیقت است
و حقیقة الحقائق همه مراقبه سر و درآوردن برای بیان ذکر قلبی و معنی
مراقبه انتظار است و آن بر دو مرتبه است در ولایت خاصه انتظار یافت و ارادت
کمالات است و در ولایت احدی انتظار فرقت یافت اسماء [illegible]
مراد [illegible] علم [illegible] و ری جهد و عدم [illegible] در ولایت اسماء است و حقیقة
الحقائق آن در مرتبه حضور درجه [illegible] که در کمالات نبوت انبیا است علی نبینا
و علیهم الصلوة و التسلیمات کما باید دانست که معنی انتظار در [illegible] است و ظلال
و حقیقت حقیقة الحقائق ذاتی حقیقی است و در مرتبه اصل الاصل عزیز الوجود
کسی مراقبه را منحصر در انتظار [illegible] افزود [illegible] آن [illegible] ودة اند
دار مراقبه ولایت انبیا و کمالات [illegible] رسالت آن علی نبینا و علیهم الصلوة و التسلیمات
هیچ گفته نیز زیرا که چون [illegible] آن [illegible] [illegible] نیز روداد
[illegible] وانیه داد [illegible] کالنادر کالمعدوم [illegible] آن الناس وقوف
داشت [illegible] والله اعلم بالصواب مکتوب [illegible] القدر حضرت بیگم جیو
صدور یافت الحمد لله و الکبریاء [illegible] علی [illegible] القدر
حضرت بیگم صاحب [illegible] [illegible] درود بخشند از خوبی [illegible]

مبارک برخوردار عالیقدر خواجه محمد یوسف جیو و بیگمهای خورد مطلع ساخت
سینه را منشرح گردانید خصوص بیان شوق یاد حق زینت بخش خریت تواریخ
گردید باید که اسم الهه را جل جلاله بر دل خود نقش سازند و سر گون زبان را
بکام چسپانیده کلمه خود را بر دل یقین فرموده بذکر الهه مشغول باشند وقت
فجر بعد ادای نماز تا بر آمدن آفتاب یک نیزه بدین متوجه باشند و برای توت
ذکر در دل کلمه طیبه لا اله الا الله اللهم اندرون بعد از نماز اشراق میگفته باشند
باین طریق که چشم بسته نظر خیالی بر ناف انداخته لفظ لا را از ناف بالا
کشیده دم خود را بند کرده مد لا را براه سینه تا بیتانی برده اشاره اله
بطرف راست خیال کرده و معنی در لا اله نفی غیر حق تصور نموده لفظ الا الله
از بازو راست کشیده بر قلب که زیر پستان چپ است بخیال ضرب داده
معنی این که مقصود من الهه است حاضر کرده دم را براه بینی گذاشته متوجه
به قلب با اسم الهه مشغول شده باشند و بعد آن باز نظر بر ناف انداخته
بحبس دم لا را بالا کشیده بطریق سابق معنی حاضر کرده ضرب الا الله بر
دل میکرده باشند بهمین طریق بیست یک دم پی در پی بعد نماز اشراق
کشیده دعا خوانید و وظیفه های بعد آن هر قدر که توانید بخوانید موافق

Marfat.com

شوق اگر دست دهد بهمین طریق پیدا کردم. خود دل را از همه خالی دارند زیاده دعا است مکتوب صوفی نور ساکن جلال آباد صدور یافت

شوق مهربان صوفی صاحب بعد سلام از وجه مطالعه فرمایند حضرت پیر دستگیر بیان محمد شریف جیو قدس سره در این عبارت الحیه بیان فرموده صریح واضح است حاجت شرح نیست والحیة العزیز سرح آن نوشته اند این هم بیان بیان آنکه نسبت عارف و لطف عارف نیست ... ذات ذات سکوت محض نیست چنانچه حضرت پیر دستگیر می فرمایند حق هستی مطلق است بالذات ... ای ظلم اری رواس وجملگی مفهومات ها عد ... وغیره مفهوم الکیف ها او با کسر از تحقیق این اطلاقات ... صحبت این رباعی حضرت میان محمد شریف جیو لوور الست بصفات لا هوو الا غیره فرموده اند و نیست آمدا ما ظهور ذاتی لور ... لوجود که ... موند خلاف ضابطه رباعی صورت لم ... نود زیرا که طالو ... ام اک ... ای ... اند ... ت از منحیث ... ت وصفات بحیث انه ... ت از اطلاق مفهوم الکیف چه عین و چه غیر منزه است جای سخن نیست

دیگر آنچه لازم ... دوند نسبت نظر عارف است و اللازم شأن حقیقت

ذات و صفات باطلاق محض علیم و عالم حقیقی است و کما قال سبحانه

کان الله ولم یکن معه شیء ای کان علیماً و عالماً بالاطلاق محض و الآن

کما کان ای کما کان ... علماً بلا اراده او عرفت ونه ... ال نظر

الا او ... الی الاصلی ... الا الی الذات

والصفات بالحضور و فی الحضور بخلو محض من تعلق العالم التالی

الی الصفات ... الذات و صفات بها تتعلق او لوم ...

... العلم و عالم ... و ری بالجنبة ... علم الذی ... سوری

... العرفاء ان خیال ... و

... ظهور ... نظر ... است

... الی ... والذی ... حقیقت الذات و هو محض است

... ظاهر و اظهر است ... نظر عارف ... اظهر و

ظاهر ... و الظاهر صفاتی ... المراد ... و

الحقیقی الواحد العرف ... که ذات نور محض است و صفات نور محض

... که ذات ... نور ثانی که نفس صفات است نسبت الیه و

Marfat.com

لاغر بحث ... در اول الا ... مجه ... د ... ل

همواں بقف مرا الله از تواکیف است لیس چنانچه نفی برد عین غیر از

نسبت صفات باد است لازم بحثیان ... عین ... بدرجات ذات

از جهت کیه ... آ روا لازم برای فرق ... سوا احد

همون خطا کو نوشته ... که نفسمند مکتوب میان محمد نافع صدور یافت

نافع ... لمطالب ... اسم ... تحقیق المطاوع حل ... از مطالعه

لسمیه علما ریاده ادار ... در زبان آورده اند ... یار

وجود ... جار ... ره وحروف مقطعات الحمد طلع کرده ... ا

کا ... الم ... سوره ... عبارت ... اند و سمیه ... لفظ

شده ... حقانی ... ان ... است ... و معنی کرده ... قالو

الکاه در معنی ثالث کرده ... علیه الرحمة دائره نقطه

ان لازم ... سود ... دلی ... ان ... الم سبان ... حای

نمود ... در تضمن ... سنی ... الله لطف شی ارباد

... براکد ... و تسمیه ... الآن ... رب ود

... قدرت الا ... و ... واحد ... الف ... والکرا

مصنف علیه الرحمة

Marfat.com

[illegible] اردا ز ذکر [illegible] دم شود از حروف

[illegible] عبارت [illegible] ذات [illegible] صفات و کمالات متحده علیحده

مفهوم [illegible] دیگر در صورت حروف [illegible]

[illegible] موافق [illegible] عینی دیگر

[illegible] الا هو عبارة عن تبیین آن است [illegible] لا اله [illegible] تحدید [illegible]

فقط محض است [illegible] ذاتیه را و حقایق [illegible] و محیط دایره اکبر را

از دایره و تحدید دایره مرتبه کمالات و صفات است [illegible] عبارت از کیفی محض بلا زیادت

و لا یقولون الا لی الکلام و جمعیت که قال الصوفیه الوجودیه فی الکثرة و مرکز

تسمیه [illegible] لفظ است محیط الف لام میم را یعنی کمالات راکه

دایره [illegible] عبارت است و میم [illegible] آن است [illegible] میم در حروف ثلاثه

[illegible] است در ذکر حروف ثلاثه منظور مصنف علیه الرحمة در اینجا حرف میم است [illegible] بیرون

تسمیه [illegible] کمالات صفاتیه دایره است [illegible] ظهور تفاصیل صفات [illegible] تسمیه

[illegible] حقایق الف لام میم را جمعیت [illegible] کیفی محض مشتمل است [illegible] ظهور حقایق

[illegible] را بالاطلاق [illegible] عمید و غیرت [illegible] دال [illegible] تفصیل [illegible] مرتبه

عالیه است ذات و صفات [illegible] این ذکر مراد حضرت مصنف علیه الرحمة مجملا از

Marfat.com

بیانات ثلثه وحروف الف لام میم نوشته شد در حاشیه علحده این آیات ثلثه

بر مفصلا بتحقیق دقیق نوشته شده بلد انسته شاید از ملاحظه آن حظ یابند

رباشیه ابوثبت ... برای آن ترقیم یافته سوال و جواب قریب سطر

... م ... ان ... نافع الحمد لله علی نعمائه والصلوة علی رسوله سید الکونین

وسیلة المتحیرین آثار ... رحسب استعداد عالی مظهر انعامات متعالی انفعه الله سبحانه

بالنفع الکثیر از فقیر حقیر ... السیر بعد تجدید ... اسم مطالعه فرمایند رقیمه مشفقانه مع فرد

علحده که متضمن رسوله توبه بود مشرف ... سلوک هر لطیفه با اوراد وادات

آن مرقوم بود ... خوبی ... ت شکر آورد که باستعمال هر لطیفه به پنج روز

عجائبات ... مدار ذکر ... تخیل متعلق ... اسمی ...

نمی بیند ولذت ... شنیدن اسمی آمدن نمی دهد ... کاشف

مشفقا ... سلوک که لطائف ... برای ... اسمی است ...

مسمی بحقیقت عطا ... است

ولا تحصی ... کرده ... حیثی ولدانی

باید بود لما قال شیخ المشائخ سید عبد القادر جیلی قدس الله سره السامی من

اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرک بالله العظیم سبحانه ... لطیفه

...

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible] اکر [illegible] کشید نکه چون بوده [illegible] [illegible]

[illegible] دقات حنی [illegible] باید دانست بتفصیل

کوشید تا رشته هوس ترقی نموده بغیب حقیقی که فی الحقیقه مسمی او

ست تنفی توجه به بی توجهی باید نمود و در آن بی توجهی ظرف قدم باید

کرد تا توجه حقی رخت بربندد و از نایافت تحقیقت نایافت بنوازد

و ثمره بی توجهی علم حضوری در نماید این علم حضوری حقیقی را

از حضور علم واجبی بنمایند اگرچه این مرتبه در علم از علم حضوری است

چنانچه فرمود فرد علم حضوری کجا و حضور علم کجا همین تفاوت

ره از کجاست تا بکجا اما هنوز واسطه علم واجبی که داخل وصول صفات است

باقیست و بوی از زایدیت میآید اگرچه درینجا این بوی زایدیت از

زایدیت علماء ظواهر فرق عظیم دارد و واصل انتهای نفس ولایت

انبیا بتعا بهره مندست پس اگر بنوازند بتفصیل اخص الخواص رهبری

نمایند بنظر بصیرت بی توجه بیابد که ذات منزه از علیم است و علیم قابلیت

Marfat.com

ذاته او است و ذات بذاته بصیر است و بصر قابلیت ذاتیه او است قس
علی هذا فی جمیع الصفات در نیولا انکس بهره منتهی بالاصالت از مرتبه
نبوت انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة خواهد بود بعد ازان اکمل محمدی
المشرب است در بهره منتهی کمالات مرتبه نبوت از هر منتهی مرتبه
نبوت نبی خویش علیه الصلوة و السلام بتدریج یا بالتعجیل یا خواهند نواخت
ذالک فضل الله باز بر مرتبه یاد داشت مسمی تاکید نمائیم که چون لذت
یاد داشت مسمی بی کیفی پیدا اید بقصد رو با تحت نباید آورد و اگر
احیانا بلاقصد آید بالا باید کشید و مسمی را باید داشت غرض از تحصیل
دوام انجواهد و این نوع سخن را حوصله دریافتن است دیگر اکثر علحده
متضمن اسوله است خاص ایشان بجواب در هر مقام به تحقیق افراد
ناقصانه مقلدانه تحقیق محققانه بعینه مرسوله آنست ما قوف
عریضه بنظر خواهد آمد اگر احیانا چیزی سوال باقی ماند مطلع سازند
مکتوب بیان محمد الهدین صدور یافت اکاهی است که صورت متخیله محض
ترا مس خیال است باید دانست که صورت در رنگ و شکل هر چه در
دانش و بینش اید لازم نفی آنست از دید دانش سالکان البکس

مکتوب ... در بیان صدور و ...

ارنوارت

از صورت تنها تحقق اقربیت و معیت و احاطه خود صاحب تراشنده

صورت را از هیچ علاقه بی کیفی نسبتی معلوم خود میشود احاطه و معیت بحیثیتی

بتراشنده صورت صریح ظاهر است که تراشنده آن صورت بی اقربیت و احاطه

و غیر ذالک محال است چرا که تراشنده صورت اگر از صورت دور باشد چگونه تصرف

کند و صورت پیدا آرد و باوجود معیت و احاطه بیکیفی بحیثیتی یعنی تراشنده صورت

باوجود این خود به اقربیت کمال صورت را تراشنده اما خود در مراتب صورت

جمیع مثال خود می باید پس کمثله است چون از تراشنده حقیقت معیت

و احاطه بی کیفیت تراشنده را ثابت شد پس تحقیق یافت که چون

تمام ما سوی حق نزد حق با حق مماثلت و مجانست ندارد چنانچه تراشنده

را با جمیع صور تراشیده شده مماثلت نیست پس این تحقیق بدست

آورد و بصورت تراشیده صورت را از ذهن دور کرده به بیکیفی محض

بذات و صفات حق تعالی عارف بوده به بی توجهی محض شاغل

ذکر ذات و صفات الله سبحانه باید بود اگر در فهم این عبارت

آید بهتر والا بالمشافه ذکر خواهد شد نکته در بیان کمل محمد صدور نیت

الحمد المحمود حقیقی که در بین تعلقات پراکنده و حرص اکثر ذکر و فکر خود

Marfat.com

ان محب صادق را لذتی و شوقی بخشیده و از کاهش را در دریا معطر
با نار عطا فرموده حمد بر حمد افزائید دم بدم از انچه نباید باز آئید و واقعات
حسن اگر در بیداری ثمره ارزانی دارند اناً فاناً از قید تعلقات مذمومه
برآرند و از عیوب انفس آگاه دارند نعمتیست عظمی اگر همین رویا را
رائی را سعود در سازند و از امور مالایعنی دور نه اندازند بلای است
بر بلا شکر این نعمت انکه در بیداری در اطاعت مولی و متابعت
حبیب الله بر ملا نه کم محکم بندید و از ین و آن نه اندیشید اَللّٰهُمَّ
وَفِّقِ الْمُحِبِّيْنَ عَلٰى مَا اَمَرْتَهُ الْحُرْمَتِ مَنْ هُوَ
وَسِيْلَةٌ بِظُهُوْرِ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ نقصور لفظ
در ذکر زبانی است که ذکر از قلب جاری نیست چون ذکر جاری شد
بجای تصور بامسمای ذکر ضرور نیست و تعلق با ذکر زبانی است که مذکور ظهور نفرموده
چون ظهور فرموده تصور ذکر در حضور مذکور مخل میگردد ملک در انجا رفیدکر عین
شرک اگرچه شرک لطیفست اما طالب را هرچه از پیر رسیده در پرورش
آن کوشد پیش و پس نه بیند زیرا که همون دانه اول که در زمین دل مرید تخم
نهاده پیر است ... ده شده ... دریا می آرد اگر باغبان پرورش دانه

[illegible]

ننماید تیره از کجا آید سعادت شعارا عزیزای شما هم نور بخش امیدوار ذات بازر
گر چه بسیار با استغراق کند خود را با بسیار بند بیتاب در درون شوق اسرار دار و دون
به کار دشمن‌ها انجمن زیاد و دشمن کم بود اندر جهان‌ها برای دفع خطره خوف
آیه کریمه الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ولعل حضور قدری کتاب
نمره حضور مسعود نوشته باشند نکته بیان مثل محمد للقائی الحمد لله اولا و آخرا رقیمه سعادت
پیوند عقیدت منش گل محمد فرحت بخشند حقیقت واقعات نور بخش است و صحت واقعات
از لذت باطن و ذکر اعمال صالح در بیداری است امیدوار است با ابراز واقعات برای آنکه
برای ظهور نیز باشند و از خودی دانا باشند برآورده نیستی دمادمی از دید خود
همه این نمره ذکر و نفی با سوی است پس لازم که سعی بلیغ در آمد و رفت انفاس نگاهداشت
بران دارند که پاس انفاس ذکر عالی متحقق شود و همه تعلق مذکور شده باشد بالغ
و راسخ کرده باشند و صرف اوقات برادای اوامر غنیمت دانند زیرا که سلامتی
سواس این است دانسته شد اگر دو ورای صحبت باشند بعد و بعد از نمره است خوشنودی نوشته باشند
است زیر باغ مانند خیریت برادر عزیز شیخ اسفندیار مرقوم نمایند از فقیر
و جماعه فقرا خصوص محمد فاضل و محمد عیسی سلام خوانند الفاقیمان گل محمد
نور در رقیمه مخلص گل صفت فرحت افزود دست دعا بجناب الهی برداشته آمد

Marfat.com

نگاریکه حصول رضا باشد مشغول شود اخوی گل محمد دوی محبت محمدی چون نفس ما باید
مکنون بعربیری مسدود نیست مستقر آنچه اصطلاح بعضی بزرگان که خود را طالبه آ
مشکوبانند نوشته بودند که در عالم مثال ما را چند جهت مشاهده شد اوراک را عالم
مثال میگویند رد شرح تعالی را سبحانه عالم حجابات حصل می انگارند این قول السالکان
ارکان احسنیه طریقه نسبت خود را سبتی میکنند حضرت باقی طریقه احسنیه قدس سره العزیز
در تفسیر فاتحه در شرح کلمه رب العالمین عوالم را از قیاس بیرون فرموده اند و فرموده اند که در شب
معراج حضرت فوق سموات چون تشریف بردند قطار شتر ها روان دیدند که از اول
رسیده بودند که تا حال اول این قطار ها را ندیده اند زیرا که نه دانستند چرا عرض کرد که اول این
... پیدا شده ام این قطار را همین طور روان دیده ام بار حضرت سرور صلی الله علیه وسلم
... این عبارت کردند که خداوندا میخواهم که آنچه نشانه است از حقیقت
این مطلع شوم حکم شد که یک شتر را نشانه زدند چون نشاندند دیدند
که بر پشت او دو صندوق بود ما را بست چون باز کردند یکی جانب شان یک صندوق را
پرده دور کرده اندر آن نظر کردند چه بینند که مثل این عالم در صندوق عالمی
در آن عالم ظهور سرور کائنات صلی الله علیه وسلم و غیره عالم را
حشر و نشر فرموده اند پس ازین قول معلوم شد که علم تفصیل عوالم خاصه

Marfat.com

حق سبحانه است از حد بیان بیرون است و نیز صاحب الطریقة الحسنیة در الکاشف
الاسرار حق سبحانه را عالم کلیات و جزئیات فرموده و منکر را که عالم جزئیات
نداند ملحد و مبتدع فرموده در خلقت سموات آیات ناطق اند چنانچه
خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام فرموده در عالم خلق
داخل ساخته نه در عالم مثال پس باید فهمید که قایل این قول مستوا اند که از
طریقه حسنیه چیزی سند کرده اما کماهو مطلع نیست چنانچه جواهر بود اما این اصطلاح
که الطریقه حسنیه منسوب میسازد بسبب نارسیدگی است وانچه در حالت
وحدت وجودی و وحدت شهودی بعضی عزیزان سخن سکوت نمیکنند در دو
حالت را مبتدع قایل اند مشفقا اگر آن عزیزان منع جمع هر دو نسبت در آن
احد سفیر باشند درست است که بی عروج از اول ظهور نسبت ثانی در تحقیق
ان متحقق را اگر سفیر باشند که هر شخص که به نسبت وحدت وجودی معلوم شد
از بهر بهر که نسبت شهودی روی نمی نماید و همچنین بالعکس این قید
ممنوع است بلکه اصل است که نسبت شهودی آید و وجودی نماند و بالعکس
دل است که هر شخص را اول نسبت وجودی ظهور نماید بعد از آن
عروج میسر آید و نسبت شهودی جلوه کند اما هر که به نسبت شهودی اول

Marfat.com

وصول پیدا کند به نسبت وجودی هرگز نزول نخواهد نمود مگر نادرا النادر کالمعدوم
انرا که نسبت توحید وجودی از لطیفه قلبی خیزد که مقدم است بر جمیع لطائف و نسبت
توحید شهودی از لطیفه روحی ظهور مینماید که فوق از لطیفه قلبی است توحید وجودی
بسبب انصباغ عنصری است که قلب را در وی ملاحظه کثرت بوحدت راه می‌یابد
لهذا موجودات متکثره را بعین واحد می‌یابد اینجا تجلی حق بسالک است و تجلی اسم
الرحیم است که بحکمت بالغه خود را در کثرت نمود از جهت تضعیف استعداد السالک
و چون سالک ترقی ازین مقام نموده بلطیفه روحی رسید لطیفه روحی که از انصباغ عناصر
مبرا است در عین تعلق بدن از عناصر مبرا گشته و غلبه عناصر که سوی کثرت
میکشید در شکسته بی امتزاج عناصر بوحدت او خواهد آورد در کثرت انبساط خواهد
برداشت صاحب وحدت شهودی خواهد بود و شهود وحدت قطع نظر از کثرت
ظهور خواهد فرمود اینجا تجلی حق بر حق خواهد بود و این تجلی اسم الرحمن است لیکن
آن سالک چنانچه در لطیفه روحی از تعلق کثرت خلاص یافته بود لیکن از حبس در ذات
بسوی فوقها از شهود خلاص خواهد یافت زیرا که صاحب شهود گرچه از کثرت کثیره
خلاص یافته اما از حجب اخص باقی مانده که در شهود و مشهود است خلاص او به تضعیف
استعداد و قلت بصیرت و چون بیان لطائف دیگر طولانی می‌شود قلم را از انجا کشیده

افاضه

Marfat.com

[illegible] آنچه مرقوم بود که اگرچه امانت [illegible] قسم [illegible] آثار

[illegible] کرامات [illegible] امانت عام نخواهد [illegible] داری در امانت عام هم [illegible]

هر کمال [illegible] حقیقی [illegible] مرشدان [illegible] ازین قسم

[illegible] داده بود [illegible]

[illegible]

[illegible] اعتبار ساقط بود [illegible]

[illegible] از کمالات اصل [illegible]

استعداد سالک [illegible] امانت حقیقی دارد [illegible]

را [illegible] الله تعالی بهذا السلوک فی الحقیقة امانت

[illegible] خواهد بود اگرچه فی الحال بصورت سلوک نمودار شود فافهم و دیگر آنچه

مرقوم بود آنچه علامات [illegible] مستعد [illegible] بجان [illegible] فقط

این وصی [illegible] العصر [illegible] خلق الله [illegible] کرام از جمله عالم

[illegible] الذاکر فی الله سبحانه [illegible]

عند الله سبحانه [illegible] ظهور کمالاته للعالمین [illegible]

[illegible] رفعه [illegible]

Marfat.com

بعد از تخلق باخلاق واآنچه مرقوم بود که در ولایت خاصه اولیا ست

مثل حضرت جنید و غیره بودند چلوه نوال گفته که انتها

علم حضوری و حصول علم اصلی نباشد تحقیقات این را بیان باید

نه اسامی حضرت جنید را که انبیت هر که در ولایت خاصه مصطلحه حضرت

پیر دستگیر حضرت حضوری است قدس سره و تحت ولایت اخص واخاص

الخواص است البته در علم حضوری و حصول علم ظلی است حضرت جنید

قدس سره از ولایت ظلی ترقی کرده اند چه ایشان را ولایت خاصه مصطلحه

حضرت پیر قدس سره نام نیست کلیه باید فهمید و لا تکن من القاصرین و آنچه

در تحقیق کمالات نوشته بود سابقا این تحقیق و فرق در تحقیق

حضرت ... حضرت پیر قدس سره نوشته ام از انجا غور کرده بفهمد

باز مجدد ... هر کاه صور علمیه واعیان ثابته مصطلحه صوفیه قدس سرهم که الهی

واپیره خاص اند در مرتبه ثانیه که از محمدی است باشد و کمالات معلومات

از لیه مصطلحه حضرت پیر ... در مرتبه اولی ... تفاوت صحیح

ظاهر است مقابل اعیان ثابته مصطلحه صوفیه قدس سرهم با کمالات ... اولیه

مصطلحه حضرت پیر قدس ... در ان ... دوران از مرتبه ظلال دوامین

Marfat.com

در مرتبه اصل [illegible] تنان [illegible] بها کانه [illegible] بین الارض [illegible] در مرتبه اول غیب
محض کویند و امکان معدوم و در مرتبه ثانیه معدمحه [illegible] و را [illegible] نسبت [illegible] امکانیه
در نسبت با [illegible] [illegible] جدا [illegible] منفصل اند [illegible] پس در تحقیق [illegible]
[illegible] قدس سره [illegible] است [illegible] ثبوت امکانیه تقدیری
در تحقیق صوفیه [illegible] مرتبه ثانیه است امکانیه تقدیری اگر [illegible] عبارت [illegible] غیب
فهمند و مفید [illegible] دانند لضعف البصر کما هو شان هذا المرتبة الخاصة پس
حضرت مجدد چون حقیقت عالم را عدم محض فرموده [illegible] لا ثبوت [illegible]
حضرت صوفیه چون حقیقت عالم را اعیان ثابته و صور علمیه [illegible] ثبوت
امکانیه القدرة تحت ثبوت الکونیة المطلقة تحقیق شد [illegible] حضرت [illegible] قدس
سره [illegible] العالم کونیة المحض المطلق الثابتة المتحقق [illegible]
فیها و القدرة الازلیة التی لا دخل و لا شرکة للعدم فیها الا کما قال المجدد
الف الثانی قدس سره تشریک العدم مع الارادة فی حقیقة العالم التحقیق [illegible] مع ثبوته
[illegible] ثبوت [illegible] امکانیه [illegible] المرتبة [illegible] شهودها و ظهورها فی الاعیان
الثابتة التی [illegible] الصوفیة قدس سرهم عینا [illegible] تحقیق شد که ثبوت
العالم فی الغیب [illegible] ما العلم و القدرة بلا تشریک العدم و اعیان

عینا بدله

Marfat.com

الثابتة المذکورة فی تحقیق اه سوفیہ ظہور کے اوّلی فی مرتبہ ا محمدی فیظہر
الفرق بین ثلث المذاہب فرقاظاہر از آنکہ تحقیق مسوفیہ در مندرجات نور
محمدیست وبیان حضرت مجدد قدس سرہ در برزخیت لعلہ بترقی مند قدس سرہ
وتحقیق حضرت پیر قدس سرہ از اصل مرتبہ کمالات صفات جل شانہ
عزیزمن باوجود وضوح تمام چون مدعا بس عالی است بی جلوہ تجلیہ بست
بصیرت ظلی باین رسیدن نمیتواند ذالک فضل اللہ دیگر اینکہ بالبعض
عزیزان کہ در کلام حق سبحانہ سخن درمیان آمد وفیما بین تنقیح شدہ از فقر
استفسار نمودہ بودند متفقا بموجب پیر دستگیر ینوری نور اللہ مرقدہ
تحقیق سبعة احرف چنین است فی سبعة احرف ای فی سبعة درجة
در مرتبہ وجوب سہ درجہ مقرر فرمودہ اند نفس کلام نفسی ونور کلام ظہور
آن کلام بر متکلم این ہر سہ مرتبہ کلام ازلی است وبلا تعدد و تکثر وبلا
حروف واصوات بلا کیفیة واین کلام را ظہور ثانی در مرتبہ شہود اول
بنفس مدعا محض اینجا نیز حروف واصوات نیست واما کیفیت مجہولہ
متحقق اینجا ظہور اطلاقی است وتقیید ظہور نفس کلام کہ ظاہر
محض است اطلاقا وظہور کمالات مخفیہ کلام کہ بذاتہ در خفا محض اند

واین مرتبه ظاهر تقلیداً او ایقاناً تقلیده کیفیة مجهولة وانمرتبه بجز شهود اول
معلوم دیگری نیست ولو کان ملکاً مقرباً لحق سبحانه بمحض فضل خود
این نفس مدعا را چون خواست بلباس حرف و صوت نورانی محض
بر مهتر جبرئیل ظاهر ساخت کما قال ان جبرئیل [illegible] صوتا والا علی کلام الله
علی ما اراد الله این هر دو مرتبه نفس مدعا و حرف و صوت نورانی
بیواسطه مخلوق مخلوق اند و اقرف هیچ مخلوق درین مقدمه [illegible] وانمرتبه
حرف و صوت نورانی را نیز بی سمع جبرئیل در مرتبه ملکی و روحی هیچ یکی
مسموع کردن نمی تواند لعلو درجته و چون برای ابلاغ این وحی بحضرت
جبرئیل حکم میشد بلباس حرف و صوت جرمانی خود بر حضرت سید الانبیا
صلی الله علیه وسلم در اوقات مخصوصه و محال خود و بر امت تعلیماً حرف
و صوت جسمانی خود بیان میفرمودند درین حرف صوت جرمانی و
جسمانی تصرف ملک در اول و تصرف حضرات انبیا ثانی واقع
حضرت جیو قدس سره بیان تفصیل سبعه احرف چنین فرموده اند اگر
خواهد که بعینه عبارت حضرت پیر قدس سره ببیند در خلاصة المعارف
تصنیف الشان نظر خواهد کرد و مکتوب بمیان عبد القادر در عدم وقوع رویت

Marfat.com

از دنیا بخبر رفت باب باید دانست چون سالک بتحقیق علم در مرتبه علم
حضوری است واصل است تا مرتبه ست اما جبلاً و چون بحضور علم رسید
دانست که این حضور بعلم او سبحانه است و مراد مظهریت علم او تعالی
نواخته اند درین وقت مظهریت علم بلکه جمیع صفات بیان علیه کنند
که بغلبه مظهریت بصری گمان می برد که حق را می بینم درین دید معلوب
میشود و حال آنکه نمی بیند چنانچه در مرتبه علم حضوری علم حضور را علم
خود میدانست حالا درین وقت در حضور علم مطلع شد که بعلم واجب
تعالی می دانم جهل سابق که بعلم خود میدانست برخاست اما آنکه بغلبه
مظهریت میداند که می بینم هنوز جهل مرتبه بصری بعینه باقی است چنانچه
در علم حضوری جهل بر علم بود و چون بحضور درجه نور مشرف شد
دانست که ذات بذاته علیم و ذات بذاته بصیر است مراتب یقین اینکه بواسطه
بلا آلة بصیر است بهره دیگر نیست و خصوصیت بصر ما که بروئیت او تعالی مشرف
گردد موقوف بر آخرت در بهشت داشته اند درین حکمتی بالغه است در دنیا
به تعین صاف از مظهریت ترقی نموده در به یقین رسیده و بحق الیقین صاف
که در وجود بصیر است حق سبحانه را بحق الیقین صاف هیچ نیست در ظهور مظهریت
بصری مر ا آخرت

Marfat.com

بصری را برآخرت داشته اند درین وقت زعم رویت از راه مظهریت
[...]ی که بر وجود داشت بر حالت هر دو سر درون [...] از اخص الخواص گشتت
این عارف محقق درین وقت اگر بدان حیثیت جامع صفات علیه وارد مظهریت
را اندراجا داده ماجاذر دو مول ذاتی دارد بخلوت خاص شروع گشته مع
جلوت اما بار که مظهریت است دو در وقت مظهریت بعد الیقینی
خلوت خاص اندراجا دارد اما بارتفاع جهل که زعم رویت بود این شخص
او دیگران در عهد مصیر است اصالت و اندراجا هم در مرتبه یقین عیان
زعم در مرتبه رو بمظاهر ولبس و آنکه رسیدن بمرتبه اخص الخواص حقیقی
بیان اگر آنچه زعم رویت بصری پیدا شده بود و از حقیقت
رویت گمان برده بود پرده برخیزد و یقین پیدا شود که در حق مومنان
رویت بصری در بهشت منحصر است و ظهور خصوصیت مظهریت بصر در
بهشت است و اگر کسی داند که می بینم داند که تتمه شهود خفی در دید
او باقی است که می باید چنانچه توجه در ولایت اخص باقی بود اما نهی
نهایت همچنان در مرتبه حضور علم تتمه شهود با نسبت که برویت قایل
است معنی فهمد لقلت البصرة مثل زن مستحاضه است که از ایام طهر

وحیض مطلع نیست استحاضه را که با حیض فی الجمله مناسبت است بسبب جہل حیض می انگار و چون عسلم پیدا کند و در ایام طہر و حیض تفاوتی صریح یابد استحاضہ را

استحاضہ داند حیض را بر ایام مخصوصہ خود یقین بیند و ذالک فضل اللہ یؤتیہ

من یشاء مکتوب بفضیلت مآب شیخ محمد اکرم الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا

لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق مخاص ... تمیز فضیلت

مآب شیخ محمد اکرم خلاص ... من قول الزائد علی الشرع وعلی تحقیق اہالی التحقیق

در رسالہ در بیان اصطلاح ... نوری قدس اللہ سرہ اراکرده

قواید علمی اکثر در بیان آورده چون اگرچہ اکثر مراتب خلاف اصطلاح ... ت

بیر بوده اند و در خلافیات اصطلاح بیان منحصر نیستند اما چند مرتبہ کہ صریح الدہلوان

... ... اند در تحقیق ... اہالی فوق ... الا الافضل اللہ ... وسرکت حضرات

انبیاء علی ... علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وحضرت پیرو ... اللہ سرہ ... فیہم

رنگ خود چند کلمہ بیاران اہالی امتیاز نوشتہ شد اللہم ایاک نعبد

وایاک نستعین لکالکان وبکالکان را لازم کہ از راه ... پیش

ولیس ... ... طرعبرت برین چند کلمات ... ... نفس الامر

انکار نشوند اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بر ... کہ ظاہری ...

تمامی فرد را باقی نماندست این تحقیق و ماخذ این بیان ظاهر است که
حضرت پیر ما قدسنا الله بسره الاقدس در خلاصة المعارف در فصل
سیوم از باب دویم از قسم ثانی در بیان حقیقت علم حضوری فرموده اند
که چون وجود از ذات و صفات از غیر حق از خود و از غیر خود بر جاست محض
بحضرت واجب تعالی بالتحقیق بیقین صادق بی تردد قرار گرفت اما
یقینی که محض کشفی باطنی نباشد بلکه در ان یقین حواس ظاهری و باطنی
بیانست عقلی و قلبی و علمی همه یک حکم گرفته باشند انتهی و ظاهرست که
مراد از ظاهری درینجا خیالی عقلی و وجدانی قلبی است نه دید بصری چه
مراد انست که ایقان و اطمینان مرتبه علم حضوری از محض تخلیص سری
میسر نمی شود تا که خلو متخیله ها دریں جمع نگردد و متخیله حکم نرسید انکند چنانچه
کلام للحق خلاصه برین مدعا روشن برهان است و ان اینست که چنانچه در
یقین و ایمان سماعی تقلیدی همه ابرابر شک بودند اکنون درین
یقین و ایمان وجدانی موهبی بی سببی هم برابر بی شک و بی شبه و بی
تردد شدند الی قوله هر چند در تونس بخود غور رسی میکند که ایا هیچ معلوم
شود غیر از وصول یقینی هیچ بهره از ان نصیب خود در نمی یابد و این علم الیقین

اهل کمالات مرتبه ولایت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات الا قوله پس این علم حضوری

باشد و چون تحقیق کرده دریافت که مارا هیچ از ادراک ذات و صفات تعالی

ذره بس معلوم نیست پس ذات که فی الحقیقت این حضور مان مرتبه منزه نفس

علم را که از صفات واجبی است سبحانه الی قوله ای عزیز پس این ثابت شد

عین الیقین اهل کمالات مرتبه الولایت انبیا علیهم الصلوة والسلام که بحضور

نفس صفت العلم مطلق تعلق دارد انتهی پس معلوم شد که ذات تعالی

حضور در حضور چنان است که هرگاه تحقیق [illegible] ذات [illegible]

ذات [illegible] شد که [illegible] علم [illegible] ذات

الی قوله پس دارد کمالات خود [illegible] ذات [illegible]

حاضر داشته [illegible] حضور در حضور [illegible] الیقین اهل کمالات

ولایت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات که حضور [illegible] است

انتهی و پیداست که ایشان که درین باب [illegible] هیچ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الانوار در [illegible] هیچ [illegible] [illegible]

در حق این نوع

... ولی ... شهود ... ان ... ان قول ...

سرورها ... ربد ... شهد انتساب المعارف بکرده

وازانجا که ... دیگر ... رسول ... این که تمنای ورد

باقی ... خالی ... بالارم است ... مطلق رتبه علم حضوری یا

حضور علم را ... است ... صاحب این ... ها انسیاق عبارت

... ذال ... از ... علیهم الصلوة والسلام باین کشف بصری

ودیع ... خارجی ... آمدند و دولت این کشف غطاء ...

... ان ... شدند و ... نمازو ...

... حضرت ... موسی علی ... علیه السلام ... تمنا در

... لن ترانی ... گشته ... علی نهاد علمه

... را ... دیدار ... دید ...

و امر ... ماموربشدند ... ان محمدی

علیه الصلوة والسلام ... صاحب

... اوران ... است ...

... صلی الله علیه و آله ... ام ...

Marfat.com

وحصول علم که [illegible] حال انکه این عارف کامل [illegible]

همین دو ملک [illegible] دراول محض ثابت نمیباید زیرا که میگوید که وصول [illegible] علم

حضوری بی حالی کامل است چنانچه از روی فرد اباقی نماند و بر ظاهر است

که بی حصول [illegible] بصری [illegible] دانا نیست [illegible] برین تقدیر [illegible]

مرتبه [illegible] و اختلاف [illegible] باید دانست که حضرت [illegible]

قدس الله سره الاقدس چنانچه در عبارات [illegible] از ارتفاع حجب خارجی

[illegible] السلام اشارات [illegible] کرده اند بجمال

[illegible] نموده اند [illegible] نبی اکرم صلی الله تعالی

علیه وسلم [illegible] واختصوص داشته اند در وصل اول ازباب ثانی

از [illegible] خلاصه [illegible] کرده اند که قطع حجب خارجی هیچ کس

نیز [illegible] بغیر رسول صلی الله علیه وسلم بحجب [illegible] دروح [illegible]

[illegible] دیگر انبیاء علیهم الصلوة والسلام [illegible] دنیا و بعض

[illegible] علیه الصلوة والسلام هم حاصل است علیهم الرضوان

اگرچه [illegible] العلماء ورثة الانبیاء و علماء امتی که

[illegible] ثانی

از فصل دوم

Marfat.com

از قسم دوم فرموده اند که بعد از بسیار سلوک چند اذکار و افکار و تصور است
بعد از مدتی سیر در تجلیات صوری و نوری و معنوی واقع شود الی قوله خیالی الکونی
از الهامی بر آید الی بعضی از اینجا است که میگویند خدا را بسم الله الرحمن الرحیم
سر سودان دیدیم بس هرچه منظور بحرین است بیکیفیت نیست هرچند بیکیف
دانند انتهی و در فصل ششم از باب ثانی آورده اند که پس از حصول قدمی
انحالات صوری به اعتبار ظاهری و باطنی تخصیص بمعراج خاص بوده است لیکن
بوصول نبود در حالة ادا همین حیثیت دل حضر حضرت اقدس علی اخصه
مخفی نیست این عبارات که رویت ورود نیا خاصه حضرت حبیب الله است صلی الله
علیه و سلم و ادراک اسلام روا نیست در ثبوت مظهریت صفات اعنی است
که هرگاه که صفت علم خود را با غیر خود ظاهر شد علم حق را سبحانه باوی ظاهر
[illegible] از ظهور وی و هرگاه غیر مخلوق نظر کار و نصیر حق اجل شانه ظاهر
[illegible] بغیر خود از ظهور وی بواسطه مرتبه کمال تستوی علی [illegible] من قوله
ذاتیت ذات تعینی است باید برداشت کو هم اگر تعیین ادراکی مراد است آن
خود از مرتبه علم حضوری و آنچه مانده است در مرتبه [illegible] دارند که احتراز
[illegible] که [illegible] اگر [illegible] معنوی مراد [illegible] است

Marfat.com

نیز ذات را بذات و کمالات خصوصیه با لاکیف دیدن لازم آید
دیگر عجب از ادای قایل رویت آنکه خود را مظهر اتم ذات و صفات و کمالات
علم نبرده و از جهه مظهریت بعلم حق سبحانه خود را علیم و بصیر او تعالی بصر قرار
داده گفته که با این مظهریت چنانچه حق تعالی خود بصیر ذات بجمیع صفات است
ما نیز ذات را بجهت جامع همین بصر بصیرایم و اندیشه نکرده که مرآت حق تعالی
با جمیع عالم خلق و عالم امر است و من در خود هیچ از این انکشاف امور
نمی یابم پس ذات بحت که بکیف صرف است و غیب محض بالابر
چشم تقلید ظاهری چگونه ببینیم زنهار تا بیکه بیش و لیس و بحث بالا نشیند اهالی
بهشت در دیدن ما برابر نشد این فهمیدن من بیجا است وارد میشود
بالک ترقی کنند و ما چه گوییم که اگر لو فرضاً عالم ملکوت را هم با جمیع تصوم و مثل
بمشتیات لطافتی بدنی و بصری از راه مظهریت له حقیقی عطا فرمایند
چنان در دنیا نزد علما بعض و بعض صحابه که امر از رویه حق سبحانه یک مرتبه
یا دو مرتبه جناب حضرت سرور کائنات است پس بدانیم که این دیدن ما در دنیا
وهم محض است و مرا اینچنین وهم خلاف سنت و جماعت اعتبار موجب ضلالت است
دیگر عجب آنکه نه فهمید و فهمید که فهمید در جهل مرکب ماند حق تعالی اینچنین

قائلان از جهل

Marfat.com

قایلان را از جهل مرکب برارد به نفس الامر بینا کند و در قصیده منظومه شیخ قد

علاء الدوله سمنانی فرماید در حق این چنین قایل فرموده من قال فی الاشیاء نعم

ازاره بعینه فذالک زندیق وطغی وتمردا وخالف کتب الله والرسل

کلها وراع عن الشرع الشریف تباعدا وذالک ممن قال فیه الهنا

یری وجهه یوم القیامة اسودا اما چون قایل این قول شیخی وزاهدی

جامع است قول را در حال سکر و شهود باید حمل نمود بر دو مثل قایلان

غیبیت معذور باید داشت که شهود السبب تمیز نیست و مجهول الکیفی ذو

شهود کلی که [illegible] است فهم بدهد خیال [illegible] فرموده که صاحب حال معذور

[illegible] و [illegible] اما [illegible] محبت خود را از اهل صحو [illegible] تمیز

و [illegible] جهال که [illegible] سنت [illegible] علانیه

تمام است [illegible] را انا الحق [illegible] اری اکه [illegible]

اهل سود ظاهرا [illegible] اوست اگرچه متحقق بر وجه [illegible] سیدان

[illegible] اما داخل اهل سنت و جماعت [illegible] قول [illegible] است

[illegible] که وصول [illegible] الی [illegible] الاعیان

او قمع [illegible] قایل که از مراتب ولایات [illegible] و از علم حضور

Marfat.com

وحضور علم ترقی بیان کرده بحضور در حضور خود بار رسیده بود ذات و مظهریت اتم
قایل حتی که برویت اخروی برعم خود در دنیا رسیده تمام متابعت کمال انحضرت
برخود نا رسیده ازین معلوم شد که انچه این را رسیده متابعت رسیده پس ازین تحقیق
ظاهر شد که انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة و نیز انحضرت صلی الله علیه وسلم در دنیا
نفی ترک ست کانه با وجود رویت دایمی کار عموم اتقایل تا اخر خانه سالک اند
نعوذ بالله منه سبحان الله این عجب رویت است که در عین [illegible] متحقق
چون اینجا رسیدم بسبب این عقیده فاسده قلم را نبد کردم و از بیان دیگر عبارات
که اکثر خلاف اصطلاح حضرت پیر بود سکوت ورزیدم حق سبحانه توفیقش دهد
وازین عقاید منحرف ساخته بر صراط مستقیم ارد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطانا مکتوب بجامی خداداد سید الطایفه حضرت شیخ [illegible] قدس سره
فرموده باشرف کلمه فی التوحید قول ابی بکر رضی الله عنه سبحانه من لم یجعل
لخلقه سبیلا الی العجز عن معرفته عزیزمن در قول حضرت صدیق رضی الله عنه
بیان معرفت من حیث الدرک والکیفیة است نه معرفت کما هو باسمائه وصفاته
بلاکیفیت و درک که ان بایمان بالغیب متحقق است بلاتفاوت لان الکیفیة
دران جناب والدرک معدوم و کلمه عجز که واقع شده هر گاه کیفیت دران جناب

Marfat.com

و بردم شود عجز از جهات در نور محمدی صلی الله علیه وسلم که مجهول الکیفیت است عجز از
یافت کیفیت او اطلاق نتوان کرد که مجهول الکیفیة است و هر چند عقل عاقل در یافت
کیفیت ان غور میکند نمیتوان دریافت الا المجهول الکیفیة که علم کیفیت ان خاصه
علم علام الغیوب است پس درست افتاد که معرفت بالغیب حقیقی ممکن الوقوع است
و معرفت نور محمدی صلی الله علیه وسلم بالکیفیة غیر واقع الا المجهول الکیفیة و
در ذات و صفات الله سبحانه که بی کیف و غیب حقیقی است چون کلمه عجز
مشعر به طلب کیفیت است انجا که کیفیت معدوم اطلاق عجز از جهه و در نور محمدی صلی
الله علیه وسلم اطلاق عجز بسبب عدم دریافت کیفیت ان معقول پس باین تحقیق
تاویلات شارح که در بیان عجز رفته حاجت نماند و در قول حضرت صدیق که کلمه
عجز واقع شده علم ان با آنحضرت باید سپرد است ز دریای شهادت چون نهنگ
ابر بر د هوا تیمم فرض کرد نوح را در عین طوفانش این تمثیل است معنی انکه
چون در دریای شهادت که مرتبه فنا است و از نهنگ مراد سالک است و مراد
از هوا نشئه فنا است یعنی چون سالک بمرتبه فنا برسد اموری که منع شرعیه اند
ز وقت بسبب عدم ارتکاب ان امور مباح میشود چنانچه با وجود دریا که وضو فرض است
با وجود ان عذر ضروری تیمم فرض میشود بخوف مرض استعمال وضو ممنوع است

Marfat.com

مکتوب در جواب تعبیر خواب میان الهدین صدور یافت شیر نر زیست
نفس سبعی موذی نیز نفس بصورت شیر کلان ظاهر شد و مغلوب شد کرده شد
والا طبع خودی تحت الغرض چون مسلم را النفس اول الفریبهای مخفی صنعت نمودات
که مغلوب بسیار ز هر چند فریبهای مخفی کرد غلبه نیافت الا با تمام قوت خود بظاهر
بصورت شیر متمثل شده قصد هلاک مسلم کرد حق سبحانه تعالی مسلم را اجتناب
از فریبهای مخفیه محفوظ داشته همچنین از فریبها جلیه محفوظ داشت بلکه امیدوار است
که مطمئنه گردد و مردن نفس عبارت از مطمئنه شدن است بشارت نیک است
امیدوار اطمینان آن نفس خواب بیننده را باید بود مسئله در سلم هفت شرط
برای جواز سلم لازم است یکی انکه جنس پارچه بیان کند دوم انکه صفت
پارچه بیان کند سیوم انکه پارچه رودی باشد یا صحیح چهارم انکه پیمانه شده یا بارکیل
پنجم انکه پارچه در چند ماه شود ششم انکه در شهر خود بخانه خریدار برساند
یا خریدار خود بر داشته بیارد هفتم انکه در عین همان مجلس مبلغ قیمت
همان وقت ببایع بسپارد زیرا که در مبلغ قرض سلم جایز نیست مکتوب
در جواب واقعات بحقایق و معارف آگاه حاجی محمد امین و حاجی
خداداد صدور یافت بعد سلام فقرا و ...

[illegible] بن ذات [illegible] تعنی انه لیغان [illegible]

[illegible] الله کل یوم سبعین [illegible] او ما [illegible] اختلاف [illegible]

باید فهمید که در حین حیات خود حضرت صلی الله علیه وسلم فرموده از حال که

وقت وجود حضرت و صحابه کرام بود [illegible]

[illegible] رسید که [illegible]

گشته بجائیکه بسقف روضهٔ مبارک رسیده [illegible] چنانچه

حضرات حضرت امتی نخواهند فرمود چون بعضی اعمال حاجی بحضور [illegible]

[illegible] واقع شده اند مثل [illegible] غم را از حضرت [illegible]

و حاجی حضور را باید که [illegible] متوجه بطرف حضرت حق برای منافع ظاهری یا باطنی

نبوی را ضروری خلق بوده باشند تا حصول رضای حضرت سرور کائنات

شده باشد رفع غین قلبه قلبه مبشده باشد زانی که بدانکس رفع غبار

در دل اهل حضرت صلی الله علیه وسلم رحمت بر آنکس انداخته باشد واسطه

در ظاهر آنکس الکرده اند بعد حضرت صلی الله علیه وسلم داخل حجره [illegible] حاجی [illegible]

[illegible] می بینند چیزی تقوی باطنی تفاوتی واقع شده کما قال

الایمان عریان و لباسه التقوی [illegible] اعلاج [illegible]

Marfat.com

استغنا نموده مان از ذنوبی رفع کرده آنچه حاجی خداداد خواب دیده اند
ایشان بر پیشانی حاجی محمد امین بوسه داده حاجی مذهب می پرسد که شما
حضرت صدیق اکبر را دوست میدارید این معنی است تمام نسبت بلکه واقعی است
که بوسه پیشانی از ان خبر میدهد و از حاجی خداداد هم می پرسند که شما از حضرت
صدیق دوست میدارید درین سخن تحقیقی نیست استفهامی بدلالت آید
بر پیشانی اما این دلالت مشعر است برین که دوست داشتن حضرت صدیق
شخصی را از دوست داشتن آن شخص حضرت صدیق را لازم نیست
زیرا که از دوست داشتن آن شخص حضرت صدیق را رضی الله عنه دوست
داشتن حضرت صدیق او را لازم نیست از جهت احتمال عدم قبول دوستی
و دوست داشتن حضرت صدیق آن شخص را از دوستی طرفین مشعر است
نزد فقیر تعبیر این خواب چنین معلوم میشود والله اعلم بالصواب
مکتوب بیان الهدین در جواب استدعای توجه عزیزی که نوشته بود که معنی است
باید فهمید که شود است که یقین پیدا شود که هرچه [illegible] اختیار حق است و هرچه
هست برو دست خود [illegible] نیفزاید چنانچه در حدیث فرموده اللهم
اعطنی ایمانا دائما یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انه لن یصیبنی

Marfat.com

الا [illegible] لي ر [illegible] باد این [illegible] [illegible] لرحمة

او [illegible] [illegible] باید بود واین ضابر [illegible] او

حال [illegible] قی استعداد [illegible] [illegible] [illegible] برحط

لطمه واو [illegible] عزیمت [illegible] انداز [illegible] گفتم [illegible] [illegible] کرداده [illegible]

زیادتی استعداد [illegible] نقصان [illegible] [illegible] بمقابله کمالات

حضرت پیر قدس سره گفتم ادراموختم که خود النسبة [illegible] ارکان مثل

[illegible] رجه بی قوت باید شمرد واستعداد ضعیف باید پنداشت چون ادریت لقمه

نبود لهذا موقوف داشتم سوال [illegible] تخلقوا باخلاق الله [illegible]

ای اتصفوا [illegible] واگر کسی سوال کند که ازینجا تشابه بنده بحق

لازم می آید از انکه چون بنده متخلق باخلاق الله شود شبیه حق گردد

وحال انکه بدلیل عقلی ونقلی ثابت شده که لیس کمثله شیء اصولا شبیه

باشیاء ولا شبیه بنی مکتوب بفضیلت ماب شیخ عبد الهادی طالب علم

درجواب تخلقوا باخلاق الله عزیزمن این عبارت [illegible] حبیب [illegible] مرتبه ولایت

مناسب اهل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جمع

پنج قسم است ولایة عامه [illegible] [illegible] ولایة اخص وولایت خاص

خاص الخواص و ولایت اخص الخواص ولایت اهلی و للدین علماء ظواهر اند

و راسخین در کمالات مرتبه شریعت اند که من کل الوجوه تابع

نقل اند عقل را هیچ گاه بمقتضای آن سبیل نیست من کل الوجوه احکام

نقلی متحقق شده اند بوی از مخالفت نقل در اثبات آن دخل نداده نزد

اهلی ولایت خاصه که بحجاب صفات خداوندی محجوب اند الوهیت

که اندیشه ایشان است اضافات افعال که در ولایت عامه بخود بود نزد

تجلیات چندان صفات خداوند شمار متخیل میکردند فاعل حقیقی بجز

واحد حقیقی نبود و انتفا یافته و مظهریت ذات و صفات و افعال احد

مظهریت حقیقی شهودی باید بجدی که مظاهر مذکوره از نظر منحجب شدند و طور

نظر عین مظهرات می بینند بلکه ظهورات مذکوره در ذات واحد حقیقی عین

ذات جامع می یابند و بهار این مدیات اسم لا التعینات است تعینات

کونیه شهود و ثبوت باز اکسیر هذا الاسرار القیاس ان هذا الشخص الصحیح محل

متحلق بالملاء الاعلی او ذات القیاس و اطلاقیه باقی من بیان تلمت

المراتب السابقة من الولایات لا مثل للمسان الذی مناسب لاهل العقل لهذا

موقوف فی سایه ملتوب سعادت شعار نور الحسین صدور یافت

مشفق مهربان

Marfat.com

فی قلوبهم مرض اند که عبد النبی را امام خوانند یعنی آیه کریمه
والذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا بر سیده بود ند سه قسم است
مرض موت امرض وفاتی مرض موت جاکنده کسانی است که در سیتاق اول
داخل نشده ند مثل ایشان این مرض مقتضی مرا حرکت است روز افزون
در کفر امدادر کفر می میرند کسانیکه اول سجده کرده ند و اخر کفر دیدند مرض او
وفاتی جاحد ان ان بسا امتیه ایمان تا مرت متلامد امی اندر ما ز ساهی
نصیب الشان است در اوفاتی از بکفر ایمان تحدیر دیدت
قلیل یا کثیر نیست حواهد رفت موممان را امی کند در وفاتی الله
اکرا کان می دارند از لو ازمامی می باید که بردار اند که
بی عدا در بهشت روند طایفه سوای تبا علی اولاد علیهم الصلوة
والسلام اما ان ... را اما طایفه الشان ... الی بی عذاب
در بهشت سواهد رفت چون انا عند ظن عبدی فی حدیث قدسی آمده
الشان الله تعالی بر مومن دوا ز ... اعتبار که در کار
... داند و اسلام این حدیث قدسی را در تمام نوشته ... انا عند الظن
عبدی فان خیرا فخیرا وان شرا فشر المکتوب یجامی خدادا د صدور یافته

الحمد للہ الذی نور قلوب احبائہ من نور معرفتہ زالہم علیہم بالملوق بمرتبۃ ہم ناجیانہ کما قال غوث الاعظم رضی اللہ عنہ عن الہام نقلا عن اللہ سبحانہ قال لی سبحانہ یا غوث الاعظم الحال نہی جاار الدعیر بلسان المقال فمن امن بہ قبیل ومن رد الحال فقد کفر ومن اراد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرک باللہ العظیم عزیزمن دریں قسم فقیر حال بر دو قسم است حال من ظہور کمالات صفت اللطیفہ فوجب قبولہ وحال من ظہور الکمالات صفت القہریۃ فوجب انکارہ وردہ فعلامت حال اللطیفۃ متابعت الشرع احسن الحال من کل وجہ وحال القہریۃ نوعان الاول الحال للمؤمن المبتدع ہذا قسم الحال من الرد والقبول ثمن ارد قبول السکوت افضل والثانی الحال للکافر المتکبر وہذا قابل الرد وقبولہ کفر نعوذ باللہ منہ عزیز من طاعت مولا بل ستانہ سر دو مرتبہ است اول مرتبہ مبتدی و متوسط راست کہ ہنوز حجاب در میان دارد وان را عبادت بجوانند متوسط اگرچہ من وجہ حضور دارد اما ہنوز فی نفس الامر غائب است فللغائب لزم العبادۃ باللسان اوبالجنان التکون المواۃ الی بر العبودیۃ وعلامت العبودیت حاۃ اللہ بازنگاہ دارد نظر

الی دانہ لقاء

الی ذاته تعالی و صفاته لیقع منه سبحانه ببصیرة السری سکوت الاول
لان اذا نیظر الی ربه ان یصف ذاته بصفات الکمال بلا نقصان فوصف
العبد الربه الآن شرک و کفر فلزم ترکه فی هذا المرتبة العبودیة کما قال خفرنا
ومولانا فی النظم الفارسیة بیت تذکر غیر حواس غیر مطلق ؛؛
بذکر حسب حق شرک است الحق مکتوب بحقایق آگاه شیخ عبد القادر
جهان آبادی صدر رفت با حقایق آگاه مظهر الطاف الهی معمور محبت.
فقیر طالب دریافت معانی شیخ صاحب انیعانی لو بهره مرتبت آن که
تعلق بحکمه دارند و عدم اطلاع علی الحکمة بالوجه نسبت ایرا
باشنده لوح را ظاهر نیست و باطن باقب سوای خاصه کباران و اهل تکمیل است
ناخوشته چنیان اهلی تکمیل را چه طاقت که در بیان آن زبان کشاید
مگر آنکه بعقیده عدم اطلاع علی الحکمة الخ محکم باشیم و ظاهر آن لعلما
ظاهر تعلق دارد اما چون سوال را از جواب چاره نیست قدری از ظاهر آن
بیان می نمائیم باید دانست چون انسان در شب بخواب مبتلا می باشد
فضل الهی بدو رکعت نماز سنت و فرض مامور کردانید تا در ادای آن
درمانده نشود و بعد نماز فجر تا استوا الفضل و کرم برای کار معاش خود و به

Marfat.com

خالی گذاشتند و چون از کار معاش ضرور به فارغ شد برای تکرار شکرانه
ایزدی دو رکعت زیاد از فجر در ظهر و عصر افزودند اما برای وسعت وقت
ظهر در اول سنت چهارگانی و در آخر آن دو رکعت مقرر فرمودند و چون
وقت عصر عرصه تنگ دارد بجز چهار رکعت فرض تکلیف سنت ندادند
و چون وقت مغرب از عصر تنگی دارد یک رکعت از عصر در مغرب تخفیف دادند
و برای تنگی وقت مغرب فرض را مقدم داشتند سنت را بسبب تنگی
وقت مغرب بر دو رکعت آوردند و چون وقت عشا وقت اکل و
شرب سستی اللازم لسبر است اگرچه وقت عشا وسعت دارد فرض را
مقدم بر سنت مقرر فرمودند بسبب وسعت وقت چهارگانی فرض مقرر
فرمودند و چون وقت سستی بود بید دو رکعت سنت مامور فرمودند و چون طاق
در رکعات نماز روز و شب در کار است و مستحب است سه گانی مغرب در
روز و شب مقرر کردند و باقی شب را نوافل گذاشتند و چون قیام مقرر برای
نیاز و مناجات است قرات را فرمودند و چون در رکوع و سجود شکستگی ثابت
مناسب تسبیح است و چون وقت قومه و جلسه سر بالا کردن است و این
مقتضی تکبر است تکبر را خاصه حق دانسته به الله اکبر بیان باید کرد و چون باین حمد

Marfat.com

ثنا بند از اکر دیق تعالی سامع این حمد و ثنا است پس ضروریه سمع الله
باید پرداخت و چون سمع الله را اعتقاد کرد بتفصل ان ربنا لک الحمد
مقرر شد و چون از همه مراتب و فرائض فارغ شد و الصلوة معراج المومنین
واقع است مناسب آنکه ختم نماز بتشهد باشد تا مخبر از صلوة معراج المومن
شد و چون از همه مراتب نماز فارغ شد بکلمه که بسلامتی از آفات خبر
دهد و مبارکباد باشد بجماعه مومنین است و آن السلام علیکم است متکلم
باید شد و السلام علیکم و علی من تبعکم مکتوب در جواب واقعات
عزیزی از مخلصان در متمثل شدن آب و آتش از بالا فرود
برای آراستگی حرب است و آنکه ذکر الله روح راحت گفته اند بمعنی است یکی آنکه
از روح ظهور بی بوده است درینجا معنی است که در مرتبه ذکر قلبی
تکرار محض می باشد اما مرتبه شهود وحدت می نماید اگر ظاهر هم
منصور نیست وحدت خواهد بود و در وحدت وجود تعلق
بکثرت باقیست هذا راحت موقوف بر توحید شهودی است با نتفار
کثرت و نظر محض وحدت لهذا در شهود راحت است مرا ما بر چند
در شهود راحت است اما درین راحت - تحرکت نفس و خیال باقیست توفیق

Marfat.com

الله سبحانه ازین نیز باید گذشت و بعدم رزاحت باید پیوست قال الله سبحانه لاتفرح ان الله لایحب الفرحین دوم آنکه مراد از روح حقیقت انسانی است در لطایف تحتانیه که ظهور کمالات حقیقت انسانیه اندر راحت بی حرکت خیال است و در حقیقت انسانی بعد قطع سیر لطایف سته راحت حقیقی است بی تحرکت خیال و چون در مرتبه بندگی حقیقی خوف و خشیت لازم عبد است لهذا به لاتفرح تعلیم فرموده اند و ظهور حضرت سرور صلی الله علیه وسلم بدو مرتبه است یکی برای تحریص سالک بر محنت و دریافت این در واسطه است اما این اختیاری کسی نیست محض فضلی است دوم محض برای نوازش و این در مرتبه کمال اکمل به اهالی خدمات قطبیت و غوثیت است و این اهل مناسب را برای تحقیق خدمات ظهور حضرت صلی الله علیه وسلم شرط است تا زمانیکه ظهور حضرت نشود رفوت تصرفات در ادا خدمات پیدا نشود الغرض مبادی راحت ظهور باید اما این المحض بر حصول رضاء حضرت سپارد و بنده کرمحض مشغول شده باشد حفظ طرق تو د والسلام مکتوب بمیان الهدین در جواب تحقیق اسوله قلب که قلب مستعمل نموده بسلطان چگونه لایق معرفت الهی شود و صدر زیارت

قال الله سبحانه

قال الله سبحانه حکایت ابلیس اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ان عبادی
لیس لک علیهم سلطان الا من اتبعک من الغاوین پس از آیه
قرآنی ظاهر شد که انسان دو قسم است مظهر جلال و مظهر جمال و قلب خاصه
مظهر جمال است و مظهر جلال را در قلب شرکت نیست که اوقاتی و آن
دو قسم است ابتدای محض و انتهائی شرکت ابتدای غیر معتبر است
و شرکت انتهائی معتبر و آن در انتها خاتمه بخیر می بخشد و این دو قسم
شرک است بهره از جمال می بخشد اگرچه بنسبت عصیان ابتدای مرتکب
خواهد شد و در آخر ثمره جمال پیدا خواهد آمد المقصود آنکه مظاهر جمال را
فی الحقیقت الله سبحانه تابع انبیاء گردانیده و مظاهر جلال را تابع ابلیس
لعین کرده مسلمین را باید که بحسن ظن خود خود را در خاتمه بالخیر و مظهر جمال
میدارد و از مظهر جلال استعاذه از حق سبحانه بطلبد اگر خاتمه بالخیر یافت
این عمل استعاذه نیز در جمله حسنات خواهند انداخت و اگر نعوذ بالله
خاتمه بالخیر نیافت در ایام اسلام که عمل استعاذه کرده این عمل باعث
تخفیف در عذاب خواهد شد ان شاء الله تعالی و اگر عمر تمام در کفر رفته باشد
[illegible] هم باید مرد و [illegible] خواهد شد [illegible]

اعمالهم کسراب بقیة الظمان یحسبه مکتوب بصلاح

اما ولی محمد صوفی دریا اخوی مشفقی میان ولی محمد از فقیر عبد النبی سلام

خوانند رقعه مشفقانه متضمن طلب بیان مسائل مفصله رسید فرحت

فزایت آنچه بیان نسبت باطنی خود نوشته بودند بمطالعه درآمد اخوی

مسلمات هرگاه نسبت بیکیفی جناب قدس تعلیم یافتند معائنه الوان و تجلیات

وغیره را چه مناسبت به نسبت بیکیفی مگر سابقا ظهور کرده باشد در نسبت

بیکیفی مانع از معائنه الوان و تجلیات است آری تا زمانیکه نسبت بیکیفی

احاطه نکرده اگر تجلیات و معائنه الوان رونماید میتواند شد رابطه که جناب

قدس را منزه از جهات سته بیقین باید ست و علم حضوری و حضور

علم را شان علی است تا زمانیکه نسبت بیکیفی کما حقه جا نگیرد علم

حضوری کی است و حضور علم بعد علم حضوری کمال مرتبه را دارد در

ولایت انبیاء متحقق است و آنچه تفصیل اسامی نوشته بودند

نموداری بحر محیط بیکیف در دلی کیف غوطه همی خورد برای دفع

خلل دماغ باجماعه مسلمین فاتحه خوانده شد خدا سبحانه تعالی شفا بخشد

بعد تعلیم ذکر سلطان تعلیم علم کرده بود مراد از علم علم حضوری است

بعنوز وقت عبادت نیست وعلم حصولی علم مخلوق است وعلم حضوری
حضوری علم وجود بیت برایم .... وہم الکیف ذات اللہ سبحانہ
مع الصفات و مجہول الکیف نور محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم و معلوم الکیف
ہمہ مخلوقات ...... بیان احدیت و واحدیت و وحدیت نیز موقوف
بر صحبت جدیدیست و واجب الوجود ذات باریتعالی است جائز الوجود
علوم است کہ موجود ...... او باختیار خدا سبحانہ است وممکن الوجود
مخلوقات موجود ...... اگر حق سبحانہ خواہد معدوم کند واگر خواہد موجود دارد
ممتنع الوجود شریک باری تعالی است کہ ہرگز ...... وجود ...... نسبت دا اینجا
معدوم است ...... الرحمن یؤمنون بالغیب ...... تذکرۃ بی
سکشفی کمال یقین بہ اللہ سبحانہ تعالی دارند تشنما باید کہ ازجہات
...... اللہ سبحانہ ...... یکیفیت یقین باید ...... ان اللہ
لا یضیع اجر المحسنین وتمام مکتوب بحقایق آگاہ میان عبدالقادر جیو
...... اللہ ...... والسلام ...... نامہ عالی ......
...... ار او ...... از ہیچ کار ...... شدہ بود ...... چون وقت
...... وقت بعبادت ......

...

نماز که اقل ازان متصور نیست فرض کرده اند و وقت ظهر را وسیع کرده اند و وقت و حرکت دکی بسعت است چهار رکعت فرض فرموده اند و چون در وقت عصر نیز از اخی وقت بسیار حرکت دکی طبیعت است چهار رکعت افرسوده اند و وقت شب چون بعد فراغ همه کار دنیوی ماند کی اماست احساناً دکرنا یک رکعت تخفیف داده اند و چون وقت عشا نیز به غفلت الوده است اما چون در وقت عشا کثرت کمال و تمام شب سبب ادای ان اختیار دارد مشابهت ظهر و عصر کردید چهار رکعت دران وقت فرض فرمودند مع کثرت وقت احساناً وکرناً و چون در اخر روز نماز وقت مغرب بر طاق بحکمت بالغه اختیار افتاد بسبب کثرت وقت احساناً دکرناً شب نیز به تعلیم سنت سنیه بنماز وتر به طاق امر فرمودند والله اعلم بالصواب

سوال فقیر صحبت الهدین قبله امان من سنت ا حضرت موسی صلوٰة الله علی نبینا و علیه السلام در راه بکشیانی ارابرند که یا مولی جل شانه باین کلام متکلم هست که خداوندا اگر بیش من بیائی ترا شیر دوشیده بنوشانم جفت براندوزم علی هذا القیاس بسیار کلمه بجناب حضرت

نی لحاظ

حق سبحانه این هستند که بوده‌اند می‌گفت تنها با حضرت موسی
علیه السلام مرافق که مانند رابر و مانع ازنهی بودند و دراین فرمودند که
این کلمات شایان جناب حق هست سبحانه چون از آنجا رفته متکلم
بودلی شدند جا شایان معاتب شدند که برای فصل کردن آن ذات
برای فصل کردن آری قبله کمالات صفات حضرت موسی علیه السلام
باقی که مامور به دعوت خلق الله بودند شبانه کار کردند عالم غیب
بودند که معاتب گردند و اگر این که می‌شود که او از محبت مآل این کلمات
می‌گفت و خاصه جناب پاک بود که کلمات او پسند بودند از این کار
دعوت و احتساب معطل می‌افتد چنانچه بزرگان فرموده‌اند اگر
کسی بر بیدانه و برابر آسمان اود اگر دروی پاس مشروط خلاف شرع
یافته شود و او دا کاذب و مفتری باید انگاشت از اینجا حضرت موسی هم
او را از کلمات که منبع نرمی و ذرنه از ام جواز که انجلیس معاتب شدند
یقین است که فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة عمهات این چنین سبب
رشاد شود از رحدارد مکتوب در تحقیق عتاب حضرت موسی صلوة الله
علی نبینا در جواب میان الهدین صدر رفت بمقتضای عقل عاقل را

Marfat.com

وجود واجب است برای توحید حق سبحانه عقل بمنزلهٔ بی آب است اما در
او همانطور از تعالی و معرفت تفصیلی جوشید قیاس عقل کفایه نمی کند
بنبی صلی الله علیه وسلم برای امور تفصیلی صفات و دیگر احکام واجب تا تعلیم
آن نماید چون آن شبان را دعوت تفصیلی صفات و احکام نرسیده
بود و در مرتبه توحید الوهیت بی تردد بود لهذا معذور بود بسبب علم توحید
و عدم لزوم حق احکام و تنزیه صفات سبحان بی ادبانه او موجب الزام او
نشد لهذا این عتاب بحضرت موسی بود و عتاب دو مرتبه دارد عتاب
لطیفه و عتاب قهریه این عتاب از روی لطف بود چنانچه طفل لا العقل را
کسی از بازی منع کند پدر طفل تابع را اگر ملاطفت که این بازی طفل از
نادانی است منع درست نظر براخر کار باید کرد که چون حضرت موسی
بازان شبان را حسنه یافتند تایب و محقق شدند بو عظ حضرت موسی
کار او پخته شد و تعلیم تفصیلی رسید فافهم سوالی قبل ایمان من شئت
از سبب نقصان کمال خود باز ملتجی این عاصی است نصیحت و ارشاد اعلی
واجب تفصیل معرفت رسیدن بحقیقت الذی شهد لیس با علی با عنت
عتاب چیست اگرچه عتاب لطیفه است را دل قابل انعام و ترقی است

نه لایق عتاب

نه لایق عتاب زیاده بر حد از سبب عتاب خوانند نه انعام ایضا مکتوب بالهدین

در جواب الهدین چون اظهار معجزه برای لزوم قبولیت احکام شرعی شرط است

اما اگر اظهار معجزه که جهت قبول احکام است بر شبان نشد احتمال بود که آن شبان

از آن حالت که بروی بود مضطرب گردد و موجب بی اعتقادی از طرف موسی علی

نبینا علیه السلام شبان را پیدا شود و بسبب عدم اظهار معجزه انکار پیدا کند لهذا

عتاب شد که اولا اظهار معجزه این شبان را کنید بعد تعلیم تا در دل او نسبت تحقیق

معجزه فرموده حضرت جا گیرد دوم آنکه عتاب موجب تحقیق هدایت که شبان شده ثبت

که موسی علی نبینا علیه السلام در پی تجسس او بسبب عتاب شدند و بعد تجسس بهتد

یافتند و بر حقیقت شبان و بر هدایت او مطلع ت او را که او را بسبب کلمات

او ملحد گمان داشته بودند الحال بر حال او اسلام او مطلع شدند مکتوب بجانب

میر نعمت خان صدر رفعت الحمد لله که رقیمه بدستخط خاص عالیمرتبت

والا شأن بدین عاجز پر نواز ساخت و مطالعه آن زحمت شدید مرقوم بود که

بیاد داشت مسمی اشتغال دارم شغل حقیقی بی تکلیفی باید فهمید در اول کار

بدیکی صورت لسنه ملحوظ ذاکر می باشد ذکر دوامی باید که آنچه در دل صورت بندد

آن را حدیث سینه آن را دور باید کرد و سعی باید کرد که خیال از تخیلات خالی گردد

عتاب

Marfat.com

نماند مگر حق حقیقی که از تصور منزه است و نماند مگر ایمان به بیکیفی حقیقی بر جناب اقدس مانده در علم بچه بیکیفی حقیقی هیچ نماند خلو تخیله از خیال میسر اید اگر بعد عمرها این ایمان نصیب گردد چون این از فضل محض است مظهر ان سعی بنده است زیاده انکه انچه حقیقت در خط ثانی نوشته بود بدا که فتح نصیب طایفه مومنین گشت حمد بجا ارند که حق سبحانه طایفه کفار را مقهور گردانید حق سبحانه در هر کاری مدد معاون شان شد مکتوب بمیان رستم خان صدور یافته مشفق مهربان خان صاحب میان رستم خان سلام فقرانه خوانند رقیمه شفقانه متضمن واردی که بفضل حق سبحانه بر شما ظاهر شده بمطالعه در آمد از مطالعه ان فرحت کردید الحمد لله والمنته که بطفیل پیر دستگیر بعد مدت مدید وفات ان حضرت بر شما ظاهر شده شکر خدا بجا اورید که در نابینای این نظر که مقدمه نور بیکیف است بینای بخشیده اما اگاه باید بود و باید فهمید که هر نوری که در خانه و تحت اسمان ظاهر شود کیفیت دارد هر چند سالک ان را بیکیف داند چرا که هر چه در مکان و زمان است متکیف است و بیکیف نیست اما مجهول الکیف است سالک از جهت مجهول الکیفی بسبب عدم دریافت کیف ان را بیکیف می داند سالک را باید که با عقیده شرعی ان را از ان کند و بداند که هر چه در مکان

و زمان کنجد نوری است مخلوق که برای تسلیه سالک مقدمه رویت دار در دنیا
بسالک نموده اند نه رویت و این مقدمه اگر برقع محجب کثیره بر یک حجاب رفت
نور محمدی است صلی الله علیه وسلم که مجهول الکیف است و سالک که غلطی
خورده ان را حق می فهمد از عدم حفظ عقاید شرعیه است که غلطی خورده برویت
رفته رویت در دنیا خاصه آنحضرت وقت معراج یکبار و از دیگر انبیاء مخصوصیت
مخصوص اند ان هم یکبار پس این نور را نور حضرت صلی الله علیه وسلم
یا ظهور نور او صلی الله علیه وسلم در مرتبه ثانی یا ثالث این نور را مقدمه
نور حق باید فهمید و از رویت حق در آخرت امیدواری کمال باید کرد چنانچه
عزیزی فرموده در عبارت عربی شعر من قال فی الدنیا اراه بعینه لا
فذالک زندیق طغی وتمردا ؛؛ وخالف کتب الله والرسل کلها ؛؛
وراغ عن الشرع الشریف والعدا ؛؛ و قول حاجی فریدز قدس سره خلاف
از کلیه دینی است اگر رویت ذات بنده اشته و اگر رویت بصری و کمانی
فهمیده نه رویت بصری درست است و این ظهور نور که بر شما ظاهر شده
از قول میان فریدز مرتبه دیگر دارد این را مقدمه رویت باید پنداشت
و در پرده این نور حق را سبحانه بکیف حقیقی باید دید از مکان و زمان منزه

چون و وانچکون مبرا شد لبس کنم خود زیر کان را این بس است مکتوب مجددیه
ساکن جلنری الحمد لله و سلام علی عباده الذی اصطفی بود در قیمه محبب
صادق اقبالمند متفرع و ملتجی الی جناب مجیب الدعوات خالف حب فقیر
بر حال خود متنبه گردید نبافت حال خود مگر تضرع و التجا اللهم تقبل التجائی
و التجاری ومطالب آن اسوله چند از ان بوضوح پیوسته مرقوم بود که بعضی
عزیزان فرموده اند که اول گردش است و اخر ورزش چه معنی دارد مجبا
گردش بمعنی سلوک است و ورزش بمعنی وصول بجذبه یعنی موافق مذهب
کسی که سلوک او مقدم بر جذبه است دوم معنی انکه گردش بمعنی ریاضت
و ورزش بمعنی اختیار ذکر قلبی از رشد یا سانی بعد ریاضت یعنی
موافق کسی که در طریقه ایشان ریاضت مقدم بر سلوک سوم معنی انکه
گردش بمعنی جذبه متضمنه در سلوک مبتدی و ورزش بمعنی غالب آمدن
جذبه بر سلوک و خالص شدن از امتزاج سلوک یعنی موافق طریقه
حضرت نقشبندیه است قدس سرهم که جذبه را مقدم بر سلوک گفته اند ضمناً
و این به برکت کامل این طریقه است و لهذا ادامت اختصرت لطول بیانها
چهارم انکه گردش بمعنی وصل و ورزش بمعنی فصل وانمرتبه یا یعنی

Marfat.com

حاصل حضرت خواجه نقشبند است قدسنا الله بسره بیانی طویل دارد این پرچه
کاغذ حامل آن نمی تواند شد بهم آنکه کردش بمعنی انابت در رنش
بمعنی اجتبا است بمعنی موافق طریقه احسنیه افضلیه در طریقه نقشبندیه که مخصوص
بحضرت پیر دستگیر حضرت سید آدم است رضی الله عنهما زیرا که شروع
طریقه مخصوص برایشان از انابت است و نهایت آن باجابت میرساند
این انابت را مثل انابت طرف دیگر نباید پنداشت در طرف دیگر انابت
بطل است و انابت ایشان بعد فراغ و خلاصی از ظلال شنمان یا بینها
پس کنم خود زیرکانه از این پس است   آنکه نوشته بودید که در سواری نشسته
نسبت یاد کرد و یاد داشت می یابیم باز نوشته بودید که اگر امر شود نفی و اثبات بجهر
کنم عجب است کسانیکه یاد داشت به وقت از خود می یابند در طریقه ما
از جهر و نفی و اثبات گذشته اند ترقی کرده اند معلوم شد که هنوز آن مرده
نسبت غلبه نکرده اند در صورت نفی و اثبات میکرده باشند و اگر دل رغبت
بر جهر کند در وقت خلوت بجهر متوسط الطریق مسنون گاهی میکرده باشند
تا زمانیکه نسبت قلبی غلبه کند و برای طاقی مرقوم بود فقیر خود را لایق این نیافت
لهذا موقوف ماند و آنچه برای رساله مرقوم بود مختصر نصیحت آنکه در حدیث

Marfat.com

فرموده کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور این را نگذارند تمام رساله مختصر است وانچه لطریق الحاج نسبت ادبار وسیه روی بخود می کنند و نه مومنم نه مسلمان الخ می نویسید این الفاظ اهل ایمان را اگرچه ایمان عام شد نباید بر زبان اورد خود را مسلمان دانند و بسبب عصیان عاصی دانید نه کافر نعوذ بالله من الکفر والشرک اگر عزیزی گفته است مغلوب الحال بوده باشد و قول او لا اعتبار له الغرض اگر نسبت دشواری وغیر ذالک می یابند غنیمت دانند عجز وانکسار قلبی با او متصل سکرده باشند که ذکر عجز وتفرع را از سر غفلت شمرده اند اما تفرع نه این قدر که خود را مدبر و روسیاه دانند زیرا که این القاب در حق کفره واقع اند چنانچه فرموده جل شانه وجوههم مسودة زیاده دعا است مکتوب میان الهدین در جواب تحقیق در انکه بر بعضی مقبرها هیبت میشود این کار بار باختیار کسی نیست بار جود اختیار شرعی بنده بی اختیار است صاحبا مقبرها برین غمناک اند در دفع این هر چند دعای میکنند قبول نمیشود لاچار رضا بقضا داده غمناک می باشند در قبول دعا ادرا ایچنین کار عاجز اند یعنی هر گاه حق سبحانه بهر زرده قریب است در زمان

بعد اطلاع از الهام خداوندی واقف میشوند هر گاه در ملک علّام الغیوب
این چنین کار بقضاء حق سبحانه بوقوع آید مخدوم عالم بهاء الدین را غالب
دانستن عین نادانی است این چنین معاملات را چون بر خلاف شرع دیده
شود بقضا باید سپردم مصلحت نیست ملک بر هم زدن انکار از قضا است
و این کفر محض است لذت بر تقدیر گرفتن این مرتبه ثانی است مرتبه لطیفه است
و در اول مرتبه قهریه است معرکه به بین تفاوت ره از کجا است تا بکجا مکتوب در
تحقیق اسماء تسمیه بعباد شعار هدایت الله باید دانست که اته تسمیه که مرکب بسم الله
و رحمن و رحیم است متضمن سه هزار اسم حق سبحانه است که برای تسبیح خود
بجمیع انبیا و ملائکه تعلیم فرموده تا بآن اسماء هر صنف به تسبیح مخصوص خود
خدا سبحانه را یاد کنند هزار اسم که ملائکه بآن تسبیح می کنند در اسم الرحیم
مودع است و هزار اسم که جمیع انبیاء کرام بآن تسبیح اند سوای چهار نبی حضرت
عیسی و حضرت داود و حضرت موسی و حضرت محمد رسول الله در اسم
الرحمن مودع است و هزار اسم که این هر چهار نبی بآن یاد حق می کنند
در اسم الله سبحانه مودع است اما تفصیل سه صد اسم که بحضرت عیسی
در انجیل تعلیم یافته در چشمه اول های اسم الله مودع است و سه صد اسم

Marfat.com

که بحضرت داود در زبور تعلیم گشته در چشمه دویم که بطرف لام است مودع است
و سیوم اسم که بحضرت موسی در توریت تعلیم گشته در لام اول که بطرف
ها است مودع است و نود و نه نام که حضرت ما محمد رسول الله در حضرت
قران تعلیم یافته در لام ثانی که بطرف الف است مودع است و باقی ماند یک
اسم اعظم که ظهور ان در الف اسم الله است در جمیع اسما و دیگر محیط است
پس هر که تسمیه را بحضور دل و بحضور هر کلام بخواند که سه هزار اسم مذکور را
خوانده باشد و امیدوار ثواب کل باشد مکتوب بمیرجمال الله مفتی
جالندهر در طلب روایات نور العین در تحقیق بعضی مسائل مسئله اول اگر
احسنت بگفت باین نیت که حتی المقدور الفاظ قران ادا کردی درست است
اگر گفت باین نیت که حضرت قران را نیک کردی خوف کفر است مسئله دوم
در غسل نیت شرط نیست کما فی الکتب حقیقة آب پاک می باید اما چون در علم
پاک و پلید سعی نمیکنند گنه کار میشود اما سجده ایشان درست است اما کراهة مسئله
بر قول صحیح مفتی به روح از جسد جدا میشود کما قال الله سبحانه در حق فرشتگان
قابض روح وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا مسئله اگر ناکح و منکوحه راضی نیستند از رسوم که خاصه
کفار اند نکاح درست است و اگر راضی اند باید دید که ان رسم خاصه کفر است و ناکح

Marfat.com

و متکلمه را اضی یا اند خوف خلل در نکاح است و اگر خاصه کفر نیت بان مسلم عاصی میشود
باحتمال جواز نکاح مسئله اگر زن یا مرد از زبان کلمه کفر برآورد و عهد امام علم ندارد اگر
داند هرگز نگوید در صورت بعضی علماء معذور میدارند اما در ترک سعی در علم عاصی
میشود کما ذکر او لا و بعضی علماء در دار اسلام معذور نمیدارند اما بعد اطلاع بر دادن ایشان
توبه لازم اما نکاح نمی شکند مسئله نعقد نکاحی بی شهود در اصل نکاح فاسد است
اگرچه از بعضی علماء جواز ان نقل کرده اما چندان این قول اعتبار نزد جمهور ندارد
مسئله اگر شخصی ادای وجوه قرائت از شخصی دیگر خوب میکند اما آن ادنی اگر
وجود قرائت ادا نمی کند اما الفاظ را صحیح میخواند که تغیر معنی که مفسد نماز نیست
نماز اعلی پس انکس داخل لاباس است و اگر در حروف غلطی میکند اما تغیر
معنی که مفسد نماز باشد در قرائت نیست ترک اقتدای اعلی را و پس انکس اولی است
والا ترک اقتدا لازم مکتوب بمیان محمد فضل در طلب جواب بعضی اسوله
از احادیث صدور رفیت ظاهر است و منحیث وقوع تصرفات و خارق عادات
چنانچه اعتبار سوقی مثلا خاصه علمای باطنی است که جامع علوم ظاهر و باطن اندنه آنکه وعظ
جاهل از علم ظاهری خرق عادت ظاهر کند و محافظت سنت نکند این خرق
عادت در مرتبه استدراج است با انبیای بنی اسرائیل اینها را تشبیه دادن غلط است

Marfat.com

وحدیث نوم العالم عبادت درحق علماء ظاهر وباطن است اما علماء ظاهر بسبب کثرت
مطالعه کتب شرعیه نوم او عبادت است وعلماء باطن را بموجب متابعت حدیث تنام
عینی ولا ینام قلبی در ظاهر نوم ودر باطن قلب بیداری است اگرچه هردو مقبول اند
اما دران ودرین فرق بسیار است کما لا یخفی علی صاحب الفطن ومنع امانت در
حدیث علم عالم است نه اهانت فعل مبتدعانه عالم وایمان شهودی مزید بر ایمان
ترغیبی است ایمان ترغیبی واجب است وایمان شهودی نور علی نور اما واجب نیست
اما که وسعی وطلب بعد حصول ایمان ترغیبی برای حصول ان درجات دارد وامر بین الاختیار
بین القدریه والجبریه بمعنی است که مقابله اختیار الله سبحانه بنده مجبور است ومقابله
ابنای جنس خود خیالیه وحوش وطیور مختار است اینجا اختیار بمعنی تمیز کامل در
میان ابنای جنس خود سوال این اختیار بمعنی تمیز کامل هرگاه بر تقدیر زیادتی در
کمی نمی تواند کرد وماموری ومنهی ساختن چه معنی دارد وجواب حق سبحانه لحکمته
بالغه مظهر امر ونهی این مختار ضعیف را از دو صنف که صاحب تمیزند بی تمیزی است
در تقدیر فرموده ولا یسئل عما یفعل وهم یسئلون را مد نظر خود باید داشت وزیاده
برین سوال کردن بی عقلی است در مسئله جاه واوند باید فهمید که در اصل اوند
پاک دارند پاک وبنین متحقق است پاکی ان پس تا زمانیکه بیقین پلیدی یاد

نرسد پلید گفتن بدظنی است در حق شی که در اصل بیقین پاک است حالانکه

الله سبحانه فرموده یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن

پس بکمال غیر از یقین پلید گفتن منع آمده و گویا مسلمین را باین ظن غیر مقبول

در خلل انداختن است نعوذ بالله منها مکتوب بسعادت شعار بہ ادا ست الیه

خادم در رستدعاء قرارت نماز اشراق وغیره ۵

در نماز اشراق با فاتحه آیة الکرسی در رکعت اول یکبار و در دوم قل یا ایها بخواند

در استخاره در اول الم ترکیف و در دوم لایلاف و در نماز ضحی در اول رکعت

والشمس و در دوم واللیل و در سیوم والضحی و در چهارم الم نشرح چهار رکعت

بیک نیت خواند در وقت مغرب بعد فرض و سنت نفل اوابین خواند اقل

ان دو رکعت و اکثر ان شش رکعت و در هر رکعت سوره اخلاص سه بار باید خواند

دو دو رکعت نیت میکرده شد و در تهجد بعد نیمه شب و قبل صبح صادق هرچه

توفیق باید خواند و در دو رکعت و بهر نیت مقرر کند چهار رکعت اقل نماز تهجد و دوازده

رکعت اکثر ان اگر سوره یسین یاد دارد ختم سوره کند و اگر یاد ندارد در هر رکعت

سوره اخلاص یکبار یا سه بار بخواند باز اگر توفیق باید تا صبح صادق مراقبه کند

و چون نماز فجر گذارد بعد دعا بذکر و تسبیح و مراقبه تا بر آمدن آفتاب مشغول شود

Marfat.com

والدعا مکتوب در تحقیق معنی قول حتی یلج ملکوت السموات حتی یلج الجمل

الی اخره و بیت حضرت مولوی اعوذ باالله من الشیطان الرجیم و باالله المستعین

سوال عزیزی فرموده لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یلد مرتین

و حضرت مولوی مثنوی روم قدس سره نیز فرموده یکصد و هفتاد

قالب دیده ام همچو سبزه بارها روئیده ام درصورت این هر دو قول

معنی تناسخ مفهوم میشود حال انکه اعتقاد تناسخ کفر است الخ موافق شرع

باشد معنی این بیان فرمائید بینوا توجروا جواب معنی عبارات متشابهات

نظر بر قایل ان کرده باید فهمید چنانچه در عبارت حدیث و آیه امثال

لفظ قدم و رجل بر حق سبحانه که منزه از جسم و جوهر است آمده و همین

الفاظ از مجسمه بر ذات او تعالی وارد میشود چون معنی قول مجسمه میکنیم

میگوئیم که نزد مجسمه حقیقت این الفاظ بعینه بر حق تعالی اطلاق کردن

جائز است و این کفر محض و چون معنی آیه و حدیث که این الفاظ وارد شده

میکنیم تسلیم با تاویل و چون او تعالی از جسم و جوهر منزه معنی حقیقی

ان را که ثبت جسمیت اند کفر میدانیم همچنین این اقوال صدر که از

بزرگان دین و صاحبان اسلام تابین واقع اند از ملحد و مبتدع نیز

واقع اند قول ملحد مثبت حقیقت تناسخ است خذلهم الله سبحانه وقول
اکابر دین مقتضی تسلیم یا تاویل موافق عقاید شرعیه بنهجی که بوی جسمیت
از ان پیدا نشود سوال در تسلیم از نمود سکوت محض و قبول ان بحسب مراد ان
بزرگ است اما اگر تاویل کنیم چگونه در موقع بیان اریم بیان فرمایند جواب
چون معلوم شد که معنی حقیقی ان قول مثبت تناسخ است و ان
ممنوع شرعی است صرف ظاهر معنی نموده باید فهمید که در طریق سلوک
تبدیل حالی بحالی و ترقی از مرتبه اول بمرتبه ثانیه رو میدهد مرتبه اول
بفنا می پیوندد و مرتبه ثانیه سالک ان باقی میشود در ین بقا چندین سکونت
کرده باز از ان رو بترقی می ارد باز حالت مرتبه اول بفنا می پیوندد
و بمرتبه اینده باقی میشود و معامله او بطوری دیگر متحقق میشود در ان
مقام نیز قدری سکونت داشته حصول فواید نموده باز رو بترقی
می ارد الی لقتیضی استعداد السالک بهذا و بعضی که اهالی استعداد
کامل اند در یک مرتبه تمام مرتبه فنا حاصل نموده بوصل حقیقی الذی
لا فناء له میرسند و دایما بوصل حقیقی بهره ورند و بعضی بسبب عدم
قوت استعدادیه با ترتیب از مرتبه بمرتبه دیگر ترقی فرموده و در ان

Marfat.com

قوت پیدا کرده مرتبه بمرتبه فنا و بقا حاصل نمایند و صاحبان این استعداد
بعضی مبتدیان اند و بعضی متوسط و بس است که کار پیش هنوز باقی است
در میان کار به بقا مایل فنا محظوظ و مسرور مانند چون این تفصیل فهمیده
باید دانست که نزدیک اکابر تبدیل اوصاف سالک است از مرتبه بمرتبه دیگر
با وجود آنکه همین شخص واحد است که سیر مراتب فنا و بقا نموده و نزد ما صحیح
و نزد ملحد و مبتدع تبدیل جسدی بجسدی واحد واقع و نزد ما باطل و کفر
مکتوب بعزیزی در منع از صحبت کفار که صاحب استدراج اند تحریر یافت
بورود رقیمه عقیدت اسلوب فرحت افزود بمطالعه آن حقیقت مرقومه بوضوح
انجامید شفقا رجوع شما با مردم فقر المحض برای حصول فایده است پیش جوکی
که شما از قبح و ضرر آن خبر نداشته باشید بابابان لازم و واجب است که از آن
خبر دهم و از ضرر آن مطلع سازیم و مخلص آنست که مخلص را از نیک و بد راه
مطلع سازد فرد اگر بینم که نابینا و چاه است اگر خاموش بنشینم گناه است
قسم برب محمد صلی الله علیه وسلم از آن روز که شنیده بودم که شیخ صاحب
بنزد منکر دین محمد صلی الله علیه وسلم با اعتقاد و حسن کشف او میروند
و ظاهر میکنند که بمجرد نشستن آنچه مطلب ما است از صحبت آن منکر دین

Marfat.com

حاصل میشود خوف پیدا شد که مبادا ان معتقدین بظلمت صحبت منکرین
در اعتقاد دین خلل پیدا کنند و باعث ضرر اخرت گردد میخواهم که از بعضی اگاه
سازم لهذا باین تقریب اظهار ضرر صحبت ان نمودم شفقتا بر استدراج کافر
اعتبار نباید کرد ابلیس لعین که مردود قطعی است چنان استدراج دارد که در یک ساعت
ادمی سوموم مثل باد میگردد و از تحت الثرا تا اسمان بیک لحظه سیر میکند و دجال
کافر در وقت حضرت امام مهدی ظهور خواهد کرد و عجائبات استدراج مسلمین
را بطرف خود خواهد کشید و بی دین خواهند شد تا انکه حضرت امام مهدی را
با و اقامت مقابله جنگ نخواهد بود و حضرت عیسی علیه السلام فرود خواهد
آمد و ان کافر بیک نظر قهر ایشان گداخته خواهد شد و ظلمت کفر از جهان
تا چهل سال من کل الوجوه دور خواهد بود هرگاه با وجود انچه بالتصرف این
ملعونان مقهور قهر الهی باشند کفار را بوقت که اثری را از تصرف ابلیس نرسد
و حال انکه ظلمت انکار دین محمدی صلی الله علیه وسلم از ایشان هویدا چه اعتبار
بر ایشان باید کرد مگر ناقصی که در دین و کفر تفاوت نداشته باشد و کرامت
اولیاء و استدراج کافر را برابر فهمید پس انکس کلمه گو کافر است ان مشفق
را چون بعقاید دین اراسته میدانم لهذا بملاحظه انکه مخلص دین در غلطی نفتد

Marfat.com

اگاه نمودم تفهمد که مرا با شما درین نصیحت توعد نگیرند نعوذ بالله منها بلکه از عقاید دین واقف کردم در قران مجید نخوانده اید که حق تعالی از دوستی کفار منع میفرمایند یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء هرگاه خدایتعالی با طایفه کفار را دشمن خود گفته پس دوستی با دشمن خدا دشمنی با خداست و دشمنی با خدا محض کفر است پس دوستی کافر بکفر برساند دیگر انکه با کافر ملاقات شود برای اینکه او را به نصیحت از کفر برارد این ملاقات منع نیست اما کافر را دوست خدا داشتن کفر محض است فقیر را با شما از دل و جان اخلاص است لهذا از اغوا اکلام اصرار زم نومد نکیر در خاطر نیارند فقیر را خیر خواه خود دانند و بدعا اشتغال دارند مکتوب ۱۶۴ بمیان یار علی در تحقیق عارف کامل و واصل صدور یافت سبحان من ظهر فی بطونه وبطن فی ظهوره باید دانست که عالم حقیقت ذات جامع کمالات از مراتب تحتانی یعنی مراتب کونی گذاشته بمرتبه حقایق اشیا که غیب الغیب محض و مراتب مخفیه اند رسیده ذات جامع را چه در مراتب غیب الغیب و چه در مراتب شهادت ظاهر بلا حجاب اطلاقاً می یابد و هر دو مرتبه را محض ظهور حقیقت ذات

جامع می را... پس این عالم کامل از ظلمیت برآمده باصل حقیقت
ذات پیوسته از ظلمیت بوی ندارد و ہمہ ظلال را بحقیقت ذات وجود
و ثابت می یابد درین وقت این عالم کامل از حجاب بی حجابی و از ظلال
گذشته بحقیقت ذات عالم شده و اطلاق سیر را که ان انتقال از مکانی
بمکانی ہست بران جناب مناسب نمی بیند و بجز اطلاق ظہور که ان از
انتقال مبراست برزبان و ستر نمی راند فسبحان من ظہر فی بطونہ و عارف
واصل مراتب ظلال مقید بقید ظلمیت ہست و طالب ترقی ہست
چون بحقیقت ذات نرسیده معامله ترقی او متعلق باسما و صفات است
از ظل اسمی باسمی و از صفتی بصفتی ترقی می نماید لاجا در حق عارف
مذکور اطلاق سیر و انتقال از ظلی بظلی میتوان گفت فسبحان من بطن
فی ظہوره اینجا مقرر زیراکه حجاب بروی ظاہر و حقیقت بلباس
ظل بروی مخفی تا کجا کلام را کشیده بریم که مرتبه حقیقت ذات پایان
ندارد و بر جواب سائل بپردازیم و قصه کوته کنیم سایل را باید که بفهمد که
بنسبت عالم کامل که اول حقیقت او بیان نموده شد نام سیر رو
نهادن از علو به پستی او در دن است و از مرتبه حقیقت ذات سیر آمی

Marfat.com

وصفی مضوب نمودن اری برعارف و اصل بواسطه ظلال است صیر
اسمی گنجایش دارد که او را العالم از مرتبه ظل اسمی بمرتبه ظلی دیگر ترقی
لازم لہذا المحقق اول را العالم کامل نامیده شد زیرا که بحقیقت
رسیده مظہر حقیقت علم واجبی شده از عرفان ہیچ نمانده و محقق
ثانی را العارف مسمی نموده شد زیرا که از ظلال گذشته بحقیقت
علم مطلع نشده اگرچه معرفت ظلی پیدا کرده اما امیدوار است که
ہدایت حق سبحانه رہبری کند و از ظلال کلی خالی ساخته بحقیقت
رساند ان شاء الله تعالی ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم اخوی شفیقی یار علی تحیه سلام خوانده عرضه
مطالعه فرمائید زسته که خط یا بند مکتوب به نواب عبد الصمد خان
در تاکید تعلیم که در اخر ماه رخصت یافته صدور یافت فقیر عبد النبی
بغرض عالی نواب صاحب بعد تحیه سلام میرساند فقیر بعد از رخصت
در رفاقت خانصاحب جانی خان بمنزل رسیده ادا ب خدمت
گشته جماعه بجا اورده خداوند سبحانه زیاده ازین توفیق عطا فرماید
توقع از انجناب انکه بسبب اخیره باطنی راحتی الامکان پرورش

بما دمہا ملہم

نمایند تا سور شهود و حضور حق سبحانه ظهور فرماید و برای فنا و بقا که مآل
صورت متخلیه بیان و در آخر رخصت نموده بودم صورت متخلیه را از نظر آورده
یقین بینند که هر آن هر بنده را از فنا ذاتی و صفاتی است و بقا از مفیض
سوی جل شانه بهیچ کرده پیدا کنند و ملکه گردد و آداب سوی جل شانه
بهیچ کرده پیدا کنند ملکه گردد و آداب کما یلیق للعبد الفانی هویدا گردد توحید
عوام یکی گفتن است نه یکی دیدن عوام دید کثرتی دارند و گفتن وحدت
و خواص کثرت گویند و وحدت بینند زیاده دعا و برکت دارین بخشند بلکه
یا ذاودی مقرر موده باشند مکتوب بیان صوفی بلند ساکن جلال آباد
با الله نستعین وحدت وجودی در اصطلاح صوفیه علیه وحدت در کثرت است
و وحدت وجودی نزد اکابر این طریقه نظر بکثرت و وحدت وجودی
صوفیه قدس سره مانع نظر از کثرت بلکه نظر بکثرت مانع نظر بوحدت
وجودی است و وحدت وجودی اکابر این طریقه مع نظر بکثرت
متحقق نظر بکثرت مانع وحدت وجودی ایشان نیست صوفیه
در نظر بکثرت محجوب شوند و این اکابر بحقیقت الحقایق میرسند
شتان ما بینهما عزیز من صوفیه قایل بوحدت وجودی بسبب غلبه

Marfat.com

شهود در کثرت و غلبه شهود مانع نظر بکثرت شهود حیثیت یعنی
شهود غیب در مرتبه ثانی چون نظر صاحب شهود بر مرتبه ثانی ست از مرتبه
غیب محجوب شتان ما بینهما و در اصطلاح ایشان کمالات صفات
واجبی که بحقائق اشیاء معروف اند در مرتبه ثبوت تقدیری دارا دے
در علمی محض دارند و در مرتبه غیب بکونیه متحقق بحبر وجود غیبی هیچ از
وجود غیبی ثابت و تحقق مقتضی ظهور تقیدی امکانی از عدمیت
منزه و چون وصول صوفیه در مرتبه شهود متحقق و کمالاتی که نزد ایشان
بصور علمیه و اعیان ثابته مشهوراند شهود کمالات غیبی در مرتبه
شهود که اثر اشهود اول بنور محمدی می نامند بکونیه تقیدی مقتضی
ظهور مرتبه امکانی مفصله تحتانیه اند لهذا از نمرتبه مشهود صوفیه بصور
علمیه مسمی است که کونیه انمرتبه غیبیه نیست کونیه شهودی است و اکابر از نظر به
چون از غلبه شهود غیب مرادند ناظر غیب اند و مختاراند در نظر
بغیب و یکتائیت دار محجوب شهود صوفیه عالیه اشیاء را مظهر حق
دانند و مظاهر را عین مظهر می فهمند زیرا که صاحب شهوداند چون
مرتبه شهود اگر چه بنسبت ما تحت خود لطیف الطف ست اما

فی الحقیقة

Marfat.com

فی الحقیقة مقید است بکیفیتی مجهوله اما جای تفاصیل مراتب خود
غیبیت دارد پس صوفیه با طلاق غینیت در هر مرتبه متحقق است من وجه
صادق اما در وصول ناقص مقتضی ترقی و اکابر این طریقه غیر اشیا را
مظهر حق دانند بواسطه حقیقت محمدی اما اشیا را عین حق نه دانند
پس عذاب نزد ایشان بر غیر فرق نزد صوفیه چون قایل عینیت اند
فهم کن که عذاب بر که آمد تعالی الله عن ذالک و در ولایت
خاصه علم حضوری ظلی است و بعلم حصولی متعبر است زیرا که در علم
حضوری زعمی که مظهر علم شهود اول است و علم شهود اول ظل
مرتبه غیب مطلق است اگرچه ظل را اصل دانند و حصول را حضور
فهمند انابت علم است و انابت خاص و انابت اخص
و انابت خاص الخواص انابت تام در ولایت عامه متحقق است
زیرا که روی بحق استدلالی دارند و انابت خاص در ولایت
خاص زیرا که از استدلال گذشته به تحقیق من وجه رسیده اند بطور
کشفی و جدانی انابت بشهود دریافت دارند بواسطه شهود بحق
و انابت اخص در ولایت اخص در ولایت اخص متحقق زیرا که اهل

Marfat.com

اینمرتبه را یافت شهودی ترقی نموده بانابت آورده و از وصل
شهودی بفضل آمده از انابت او بمحض تا یافت متحقق اما چون هنوز
اینکس را توجه حقی باقی است اگرچه مجهول الکیف است بواسطه توجه
حقی مجهول الکیف است از انابت بحق دارد و از انابت خاص الخواص در ولایت
انبیاء متحقق است زیرا که اهل اینمرتبه از استدلال و شهود در مرتبه توجه
مجهول الکیف گذشته وسایط تمام را قطع کرده بغیب حقیقی بغیب محض
رو در ماورای آورده پس صاحب انابت سابقه بواسطه روی
بحق نداشته آن انابت ها را در حساب نا شمرده و انابت اصیل را
بانابت یاد آورده و صاحب این انابت بوصول حقیقی پیوسته ذالک
فضل الله عزیز من وجه تخصیص اینطریقه نه اینست که بجمیع لطایف
متوجه شوند ملک وجه تخصیص اینطریقه بعد گذشتن از لطایف
بذات شریف حضرت علیه الرحمة و از تبع اصحاب استعداد یقین
ابتدای و توسط تعلق خفی و بیتوجهی محض و چون در مرتبه ولایت
عامه از شهود بهره یافته اند و در ولایت خاصه بهره یابند پس خصوصیت
پیدا کرده لاچار بولایت خاصه مسمی اند اگرچه در اصل شهود اند

کثرت منتفی

Marfat.com

کثرت منتفی است اما چون شهود نیز از جمله کثرت است اینها فی الحقیقة
وجه فناء النبی اند و بحقیقت ایشان ممتاز شدند که انجا فنا حقیقی است
فافهم ولا تکن من القاصرین ۸۸ نواب عنایت الله خان وزیر مرید در بیان
فرد سبحانه سبحانه سبحانه الها ها سبحان من تحیر فی ذاته سواها
فسبحان من احتجب عن الخلق بنوره وخفی علیهم لشدة ظهوره
فهو الظاهر الذی لا اظهر منه وهو الباطن الذی لا ابطن منه فسبحان
من ظهر فی بطونه وبطن فی ظهوره پس گذارش این بعد تحیه سلام عرض
از آب عالی جناب سکر داده از رشتن نامه متضمن معانی عجیبه و اسرار عالی
غریبه بمعرفت خان صاحب اعز خان در جواب عریضه بر تواتر کثرت مطالعه
آن بر انواع سعی شهود نمود آمده بمن درین ایام شیب که در مدح آن
وارد است الشیب نوری لا احرقه النار الکبیر آن و زبان بشعر علامت
و سند صداقت بصدق باطن و کمال تشایی در ماندگان خواهد بر داشت
نامید که بکفر از راه سابقه کاهی کرده چه جای که سالها بصدق طویت یقین
معروف کرده اند مسند امارت سند حضرات انبیاست علی نبینا و علیهم الصلوة
والتسلیمات که بعد عروج تمام نزول باین مسند بمنصب نبوت فرمود اند اما حقیقت

کہ اہالی ہوا با امتزاج ظلمات عنصری از انوار فیض عدالت مہجور و مستتر
مانند و چنان می‌نماید کہ گویا این سند مسند اہل ہوا و ضلال است لہذا
بسبب این غلطی غافل ہم بکثرت الہجوم ظلمات طایفہ اہل ہوا الدین
مسند تبرا میخواہد و فی الحقیقۃ لیس کذالک بلکہ اگر دستگیری کنند
جلت شانہ نتیجہ کمال متابعت حضرات معصومین علیہم الصلوۃ و التسلیمات بعد
تعلق این سند و ابلاغ احکام رب تعالی بر ہمگان متحقق الفرض حیث
ما انکم بحکم فی متوجہ ادای حقوق انیکام با داب تمام شتہ مکتوب
بحافظ محمد عیسی در جہا ما ابا جہد در بیت حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ
الوسطی رمز ازین ایۃ کریمہ بتاکید سوی حفظ صلوۃ خمہ لطایف خمسہ
چون در لطایف خمسہ لطیفہ سر مرجع و منبع جمیع لطایف است و سی جمیع
لطائف واقع برای حفظ صلوۃ او تاکید فرمودہ بکلمۃ و الصلوۃ الوسطی
ببلاغتہ کاملہ چون ظاہر است کہ بی حضور این لطایف صلوۃ ظاہر
بر فی ناقص لہذا فرمودہ نبیہ در سولہ صلعم لا صلوۃ الا بحضور القلب
پس با ہمعنی صاحب سلوک لطایف از اہل علم ظاہر افضل و اقوی اند
نعلیکم یا ایہا الاخوان بحفظ السرایر فان اللہ مطلع علی الضمایر مکتوب

بنام میان محمد اشرف

Marfat.com

بمیان محمد اشرف در جواب واقعه اي ذالك الكتاب لاريب فيه
اي كتاب الذي فرمنه رسول الله صلى الله عليه وسلم اسمك محمد صالح
لاريب فيه مبارك متبرك وسمي بهذا الاسم مع ثبوت اسمك من قبل
هذا ولا محل شبهة في اسم الاشرف من جهة انه كان في زمان اسم
اب الكعب كان في اب الكعب اسما بلا مسمي وفيكم بالمعني المحمود بالمسمي
المشهود لانك اشرف الذي سماك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
محمد صالح بارك الله في هذا الاسمين الشريفين بركة تامة اذ كان اشرف
المخلوقات سماه باشرفيت خاصة به اشرف المخلوقات تادبا فخلاصة
الكلام انك اشرف اباحة والصلاح عزيمة مع جواز عمل الرخصة
اولى اختيار العزيمة فالاولى ان اسمك الصالح بضم اوله محمد تبركا صلى الله
عليه وسلم فختم الكلام بالصلوة على من سماك بهذا الاسم اللهم
صل على محمد وآله وسلم مکتوب بمیان شیخ عبد الغنی صدور یافته دانا
فقرا فقیلت ماب شیخ صاحب میان عبد الغنی جیو از فقیر سلام
خوانند چون استحکام رابطه آباد اوری قریب لازم است حقیقت
ماند بود مینویسیان باشند در یگانه و بیگانه بیگانگی باشند زیرا که

Marfat.com

به نسبتی که همه را با مولی عزوجل است چون منظور شد لکانکی بتحقق آمده است بارا
بحب مراتب و داری ظهور کمالات صفاتیه نباید فهمید بحدی که این دید
خالی کرود فقیر را دا با جماعه فقرا اسلام میرسانند مکتوب بعزیزی در تحقیق
معانی العلم نقطة وکثرها الجاهلون بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله
والسلام علی عباده الذین اصطفی در تحقیق معانی العلم نقطة وکثرها
الجاهلون استفسار رفته بود مستفسر حق تحقیق معنی این عبارت هر
متکلم این کلام ظاهر است اما آنچه در فهم رکیک این عاجز می در آید
آنست که در تحقیق اهالی حقیقت درجات علم که ممکن را بان توانسته
اند اجمالاً بر پنج مراتب منحصر ساخته اند اول و اقدم جمیع درجات
مذکوره درجه نبوت مطلق که متشرف بان مسمی به اخص الخواص است
و تحت ان ولایت اهالی نبوت که متصف بان مسمی خاص الخواص است
و تحت ان ولایت ملائکه مقربین که اهل ان موصوف اخص است
و تحت ان ولایت اولیاء است که داخل دران موسوم بولی خاص است
و تحت ان ولایت مومنین عالم که مشهور بعامه و ولایت است پس
بحسب هر درجه این قوات لطف را معنی علی حده و تفصیلی جدا بعینه برطور اهالی

سیر طور اعلی ولایت عامه که ابتدای این ولایت بعد ایمان بالله و تقلید

صحیح شرعی است و نهایت این تا مرتبه اجتهاد و قیاس معنی قول مصدر

ایست علی که بجناب مجتهدین عظام عطا نموده اند محیط و جامع است جمیع

اسباب تفصیل خانه خود را بی احتیاج بسوی تفصیل بحو نقطه که محیط جمیع

مراتب حروف است وان عزیزان در عین آن مرتبه اجمال و بر نقطه

ازان تغیر کرده شد تمام مراتب تفاصیل مندرجه در اجمال راه یافته اند

چون استعداد توابع خود را با حیثیت علم تفصیلی از رسیدن بان علم

مجمل واقف دیده ازان تفاصیل ان علوم مندرجه کشوده اند و بر اصطلاع

اعلی ولایت خاصه که ابتدای این ولایت بعد حصول لذت است

بذکر قلبی و نهایت این تا مرتبه توحید شهودی است ایمعنی است

که علم معرفت عارف حق بجناب قدس او سبحانه محض نقطه شهود

اوست بی لباس حروف والفاظ و چون وصول آن مرتبه خاصه

منتهیان این ولایت است و متوسط و مبتدی را از عدم قابلیت

استعداد به رسیدن بان و شرا رسی الاجار حقیقت مشهود را

نظر بر مراتب مندرجه او که بصورت تجلیات و تلوینات در کار

Marfat.com

متقمّص ظهور اند کرماً و لطفاً برای دور ماندگان بلباس حیثیات
تجلیات وغیره ظاهر ساخته اند و تعلق بآن اهل آن را حجاب برداشته
و بر تحقیق اهالی ولایت اخص اینمعنی است که علم و عرفان حقیقی عارف
مرتبه جهل است بعد از علم چنانچه حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلی
قدس سره السامی از درگاه رب العزت سوال کرد که یا رب ما علم العلم
قال الجهل من العلم و چون بزرگی را باین استعداد علمی سرفراز ساخته
اند لاچار برای دور ماندگان مرتبه نهایت شهود را که متضمن حقیقة
علم مصدر است واضح ساخته اند و اولیای تحت اوراء آن نوخته اند
و بر طریق اهالی ولایت خاص الخواص تحقیق این قول اینست که علم
وصلی که عارف را از آن نصیب است اری جهل از علم است اما
وصول باین جهل بعد انعدام توجه عارف است من کل الوجوه
از حق دون حق و انعدام توجه محض طلب نایافت را توجه مقصود است
نه معدوم یعنی بحسب مجهول الکیفیة و در مراتب سیری او موجود است اینجا
که در آنجا توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه بیچون نماید از جهت عدم
امتیاز بین العبد النفسی و النبی ملک الله را هم توجه موقوف است

بر ظهور حقیقت نیافته‌اند و از ان بهره نیافته است از مظهریت صفات
واجبی بی توجهی عارف و چون این نسبت پس مرتبه است اعلی بحث
این درجه را نیافت نواخته‌اند و سکون دران بانها جایز داشته
پس مرتبه بی توجهی محو و نقطه است و مرتبه توجه بکثرت ظاهر و در تحقیق
مرتبه نبوت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات کرا طاقت که در زند اما
موجب تعلیم اعلی آن مرتبه تحقیق این قول چنین مینماید که کمال عرفان
در حق بنده وقتی تحقق شود که بی توجهی محض حاضر با ایمان بالله باشد
بی مطالعه مظهریت و مظهریت پس نزد این عالم احق هر مرتبه تحتانی
مرتبه کثرت است که بسبب نارسیدگی اعلی مراتب تحتانیه با نیز مرتبه فوقانی
وحدت ایمانی را بکثرت علمی نموده‌اند لطفاً علی العباد و اهل
هر مرتبه را در ضمن کثرت از وحدت حقیقی ایمانی بهره در ساخته
ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم باین
تحقیق معلوم شد جهلی که بسبب کثرت و تفصیل شده جهل نسبی است
و ممدوح است نه مذموم و در کشرها الجاهلون اسناد فعل کثیر
بسوی فاعل حقیقی نیست بلکه مجازیست یعنی اسناد سبب بسوی

Marfat.com

سبب ایں کمالو سببا للتکثر بعدم استعداد فافهم مکتوب
بحافظ محمد عیسی در جواب تحقیق الست بربکم قالوا بلی صدور یافت
مکتوب مشتمل بر چند سوال بود مطالعه آن فرحت حاصل گشت مرقوم
بود که خطاب الست بربکم بعالم ارواح واقعه شده جواب بلی
بجا آوردند در سیولا که روح در لباس عنصر محجوب گشته بجدی که غیر
لغت معروفه خود مثل عربی وغیره بسبب محدود مفهوم نمیکنند مرکب
روح وجسد بقدر مورچه ها برآورده عقل وتمیز داده خطاب الست
بربکم وارد کردند بقول آن انسان که بلی است عهد بستند بعد عهد
باز عود در پشت حضرت آدم علیه السلام نمودند کان لم یکن شدند
بعده که هر فرد از انسان بترتیب مراد خداوندی از پشت حضرت
آدم علیه السلام پیدا شد بوسایط پیدا میشوند از دم لیکن نقشیا
ظهور مینمایند و چون بعد لغت معروفه خود طاقت ادراک ندارند
لهذا از لغات دیگر محجوب شدند و در سر الست دقیق لا یعلم
الا الله سبحانه وبعد انتفاع بروح از جسد چون قوت ادراک
لغات ومعانی عطا خواهند فرمود جواب منکر نکیر واکثر علوم دیگر

Marfat.com

برایشان آسان خواهد بود بفضل الله سبحانه دیگر واضح باد که مرتبه
ذات الله سبحانه چون بقابلیات ذاتیه خویش متحقق از نسبت
نزد محققین صوفیه فی الحقیقة اطلاق مجرد که بمعنی قطع نظر از
صفات جائز نیست آری در مرتبه تفهیم و تصور چون از خصوصیت
ظهور هر مرتبه ذات و صفات از میان چاره نیست لاچار من حیث
حیثیت ظهور هر مرتبه را بمجرد بیان نموده دیگر آنکه چه ذات ما یان
و چه صفات فی الحقیقة فیض یاب از ذات جامع کمالات ذاتیه
خداوند سبحانه است هرگاه صفات کمالات ذاتیه باشند پس
فیضی که در ظاهر از صفات می نماید فی الحقیقت از هم معیت بذات
نامه مکتوب بعزیزی در امور منهیات صدور یافت بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله و الحمد لله و بالصلوة علی رسوله علیه و آله و الصلوة ای ساده
لوحان زمانه از فقرا که در زمانه این ادعا دارید که بعوض هدایا خود را
در اینچنین امور ممنوعه غیر مرضیه او تعالی با ایشان شریک سازند و ایشان
در حصول این بلای اختیار راضی باشند عجب است نمیدانند که برکت
درین طایفه در ترک این امور منهیه است اگر یک سر موی باطن خود را

Marfat.com

در اینچنین مهمات مشغول نمایند جمعیت اصلی و قرب حقیقی از عرصه
باطن ارباب رخت بر بندد ... که ... راه پیدا اید نیز
اینطائفه برای خیر خواهی شما است و اگر خیر خواه نباشند بد خواهی
در حق شما از ایشان هرگز منظور نیست اگرچه شما را چشم شما
دران زینت داده باشند پس ازین جماعت دفع این تعلق
خواهید و خیریت خاتمه با شما است تا مت این امور غیر مرضیات ظلمت
ظهور ایمان للحق نشود و چون اخذ اعداد در سوال مشروط با شرائط
معروفه بود و از افات الشرط فات المشروط مقرر است بنا بر مشکل
قبول این فقرا معذور دارند مکتوب میان الهدین صدور یافت
در نسبت نایافت سالک مثل دیوار می باید که محض مهمل ننماید
و پریشانی و سرگردانی است چرا که حضرت ایشان فرموده است در تعجب
که سرگشته شود طالب دوست عجب نیست که من در اصل سرگردانم لا
شاید که حقیقت نایافت تفهیده اید و الا در نایافت وصل حق
حقیقی است پرگوه سر زدن از جمله وسوسه شیطانی است در یافت
حق از همه یافت بکیفی نایافت پیدا کنند و بس مکتوب بعزیزان
صدور یافت

صدور فیها انت العلیم الحمد لله والسلام علی عباده الصالحین
چون بتفضل خاص بی بهانه خود اولیائی خود را بانواع تلوینات تجلیات
در ابتدای وسط نواخته استعداد ایشان را برای تحمل بار امانت
پرورش میفرمائی و بعد ازان بتفضل اخص از قید توجه بتجلیات
خلاص نموده بمراتب شهودی که داخل وصل تلبس است برادر
نیافت عطا فرمائی درانجا طائفه بی بهانه اخص الخواص
بحقیقت نایافت مشرف میفرمائی زهی اقتدار لکمال تو که بعضی را
مناسبت بمرتبه ولایت غالبا بخلوت رغبت دادی و کار
و بار ایشان را دران خانه خلوت جاری میسازی و بعضی را از انجا
بخانه کرده بجلوت جاری و از منصب ارشاد عام که خاص جناب
انبیا است بمناسبت کمال تبعیت عطا میفرمائی در حق طائفه
اول خلوت تسم قاتل نمودی و در حق آن مکمل که طائفه ثانیه است
خلوت را عین نقصان مقرر فرمودی الا النسبت آن خلوت در دل
ایشان را در رتبه جلوت ترقی آوردی استدعا مینمایم که این عاجز
را از لوث خودی این خم غفیر عطا میفرمائی بایه بپایه مراتب دو نو

Marfat.com

دیوان گلبار

کلام الہ

وجولی اتر ودکلام لو کلام

کمانی

السلام

بیع مخلوقی راز ران صوت حرماے

جنانچہ بیان حضرت کلام ملکی عیسی صلی اللہ

چہارم

عام ہمتوت جواب حاجی صوفی عبدالکریم

یعنی حقیقی کہ اللہ تحۃ علمہ لطائف معلومہ

Marfat.com

... ... حقیقی ... شروع ... د ... ح ...

... ... اس ... علم

... ... این ... کمالات ... ...

... است ... این ... ...

هرچند ... ... است ... مرتبه ذات ... ...

... ... علم حضوری ... حصول علم ... درین ... ...

علم حضوری ... ... حضور ... ...

... در علم ... ... در حصول در ... ... حقیقی بذات

حقیقی است و یقین صادق ... ...

حقیقی متحقق میشود این مرتبه حصول ... حضور ... ... وحدی ...

حقیقت تعلق دارد اگرچه مراتب تحتانی نیز بهر ... لطائف تعلق دارند

این مرتبه متبوع وان مراتب تابع تابع کجا و متبوع کجا مقصود متبوع است

وان مراتب در میانه ترقی ... ترقی است شکر خدا بگوید که این نعمت

... داده مردم دیگر ... را العبد ... ... شکرانه این دولت

نماز خوانده فاتحه خیر خواستید که حق تعالی پایدار ... ... ادید ایضا مکتوب

Marfat.com

در جواب شیخ فی عبد الکریم جیلی در فهیت از ... ارنکی ازیشان

... داد ... ازیرا که ... اتقا مقرر و مقدر گشته

پس دعا خواستن از مبدا ... طایفه ... و آنکه همه

... ازین ... اما مقدر ... مرتبه است مقدر بتقدیر

مبرم ... اشتمال بهیچ وجه جایز نیست پس دعا خواستن

در مبرم تضیع اوقات است دوم معلق ... آنست که گردش ...

... داشته اند چون ... دعا معلق شده ... نماز ...

... معلق ... پس ... ایشان ...

حق سبحانه تعالی ... دعا ... علق ... خلق را بر دعا موقوف

ساخته پس بنده را باید که برای ... دعا خواند چرا که حق تعالی

... دعا ... داشته ... خواسته ...

جل شانه کردانیدست ... بزرگان ما ... که ... اند

که مخالفت با ... جل شانه دارند ... امر ... دعا ...

و اول طایفه که دعا ... شاید که ... داشته باشد ... بیا

نیست مگر بود ... اعلم بالصواب و در عین حضوری ...

برای ...

تاریخ وفات حضرت شیخ عبدالنبی ... قدس الله سره العزیز

ای دریغ از چشم ظاهر بین ... نهان ... سرا ... اولیا

ماه فیض افروز بستان ساکنان ... پرتو خورشید شیخ

شمع جمعی کاره فی شانهم ... دانیا

... اسلام حریم نوشش ... جلوه ... عالم ... جا

شاه ... نماینده ... لا ... اصفیا

... عزت ... علیا

سوز عرفان نور صدق و صدر ... احمد ... ابتر ... برهدا

صدر ارشاد بعید طهران ... منبع ... هدایت ... انتما

صحرا ... لوحد و ساک ... عبدالنبی ... نما

آسمان ... ... آه ... التجا

Marfat.com

یارب از بی فناء جسم و روح و ذوق ها ادی ... اگر ... الما
وصف الاحسان از قدیم ها از برفیض بشارت گل نماء
از کسوف مهر مصر و ... ها صبح روشن شد از فنا چون
شد جهان بی جسم و جان ها کلبه بی شمع دم را ضیا
سوخت ... آتش درد ها ... ده کاک ... با قضا
زآتش این تعزیت راحت کجا ... ای اا ... نار را
کشته طغیانی چو سیل ... اشک خون از درد ... ها
زین جگر ... ای ... درد ... حسرت ... سیا
از بی یار این جدا ... ها دل کجا ... در فلک
یافته از غائب حسن طلب ها ... درد مهر ابتدا

۱۱۴۶

خلیفه علی برحق

۱۱۴۶

عالم علم لدنی ... ها بحر فان مظهر ... ا
... از دنیا از وجود ... فیض ... از شرف ... خواهر از وی ... جلا

قطعہ

Marfat.com

لفظ فنی ... تا ...

... تا ...

... ها ...

طی شد ... اوست اعظم ... سما

... دار بهوت ...

از ... سو ... سد ... اولیا

لوکر صدق و ... اعنه ان ... رتبی

... تا ...

طرفه ... جاهش ...

... ازری ... فی ... ها

... نام ... سوی ... اهای

طلمتی اقصا را اندر ... عالمی تلکر ... ارض و سما

... ال ... الشی از ... چون ... از صدق و وفا

کفت ... هر دامی ... کرم حلم و حیا

... قربان گشت که در روضه است ... ای نور الهدا

Marfat.com

ترجمۂ اردو

مجموعۃ الاسرار

Marfat.com

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ

نام ہائے شجرۂ پیراں شنو اے مہتدی
وردِ خود کن تا تواز امداد ایشاں برخوری

شیخ ما عبدالرسول نقشبندی مرشدی
شیخ او حضرت محمد شہریار معنوی

خواجہ عبدالنبی ہم شیخ طاہر باشرف
حاجی عبداللہ از و حاجی شریف متقی

شیخ آدم شیخ احمد خواجہ باقی خواجگی
خواجہ درویش محمد زاہد احرار ولی

خواجہ یعقوب و بہاؤالدین دیگر میرِ کلال
خواجہ باباواں دگر خواجہ علی رامیتنی

خواجہ محمود است و عارف خواجہ عبدالخالق است
خواجہ یوسف باز شیخ فارمدی بوعلی

بوالحسن پس بایزید و جعفرِ صادق بود
قاسم و سلماں ابابکر و رسولِ ہاشمی

بر نبی و آل و اصحاب ہمہ پیران ما
صد ہزاراں رحمت حق باد نازل دائمی

احقر سعید احمد مہاجر ازمرٹ

Marfat.com

مکتوب : ۱

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ کے بارے میں تحریر ہوا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ فقیر عبد النبیؒ ساکن قصبۂ سیام نے حضرات نقش بندیہ کا طریقۂ سلوک حضرت حاجی عبد اللہ سلطان پوریؒ سے بے انتہا خدمت کے بعد حاصل کیا۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت حاجی شیخ محمد طاہر عالم پوریؒ سے باقی ماندہ حاصل کیا، وہ حضرت حاجی عبد اللہؒ کے خلیفۂ کامل تھے نیز میاں محمد جانؒ ساکن قصبہ میانی کی صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ وہ بھی حضرت حاجی عبد اللہؒ کے کامل خلفا میں سے ہیں، اور ان دونوں بزرگوں یعنی شیخ حاجی محمد طاہرؒ اور حضرت محمد جانؒ نے قطبِ دوراں حضرت عبد اللہ جی سلطانپوریؒ سے براہِ راست طریقت و حقیقت میں کمال حاصل کیا ہے اور حضرت عبد اللہ جی نے علمِ طریقت، غوثِ زماں حضرت محمد شریف جیؒ سے حاصل کیا ہے اور انھوں نے قطب الاقطاب حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے، اور انھوں نے سلسلۂ قادریہ، چشتیہ اور دوسرے سلسلوں میں سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد حضرت مجددؒ الف ثانی غوث صمدانی المعروف

Marfat.com

حضرت احمد فاروقی سرہندیؒ سے براہِ راست فیضِ طریقت حاصل کیا ہے حضرت سرہندیؒ نے شیخِ کامل حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے، اور انھوں نے حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ سے، اور انھوں نے حضرت مولانا درویش محمدؒ سے، انھوں نے حضرت محمد زاہدؒ سے، انھوں نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے، اور انھوں نے حضرت یعقوب چرخیؒ سے اور انھوں نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بندؒ سے، انھوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت میر سید کلالؒ سے، انھوں نے حضرت خواجہ بابا سماسیؒ سے، اور انھوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت خواجہ شاہ علی رامیتنیؒ المشہور بہ عزیزاں سے اور انھوں نے حضرت محمود انجیر فغنویؒ سے اور انھوں نے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ سے اور انھوں نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے اور انھوں نے حضرت خواجہ یعقوب یوسف ہمدانیؒ سے اور انھوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت شیخ ابو علی فارمدی طوسیؒ سے، اور انھوں نے حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانیؒ سے اور انھوں نے بڑی خدمت سے حضرت ابو الحسن خرقانیؒ سے اور انھوں نے بایزید بسطامیؒ سے اور انھوں نے حضرت جعفر صادقؓ سے اور انھوں نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے اور انھوں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے اور انھوں نے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ نیز حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے علمِ طریقت بلا واسطہ حاصل کیا۔

مکتوب : ۲

راہِ سلوک، نقش بندی طریقے سے طے کرنے کے متعلق لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جان لو کہ طریقت میں سلوک کی ابتدا لطیفۂ قلبی کے ذکرِ خفی سے ہوتی ہے اور یہ لطیفۂ قلبی بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے۔ اس لطیفہ میں اسم ذات کی تکرار کی جاتی ہے، اور لفظی صورت میں بھی پسندیدہ نام کو دل کے لوتھڑے میں داخل کیا جاتا ہے، لیکن اس طریقے سے کہ اس پسندیدہ نام کی تکرار میں صرف جامع کمالات کی ذات

Marfat.com

کا یقین ہو۔ اس مقام پر اپنی استعداد کے مطابق سالک فنا اور بقا حاصل کرے گا اور جو شے ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ذکر میں لذت اور جمعیتِ خاطر پیدا ہو اور محبت غلبہ پائے، اور اس کے بعد نفی و اثبات سے حبسِ دم فرماتے ہیں اور اس کا حاصل دنیا سے تعلق کی نفی ہے۔ اس سے ذکرِ قلبی کی طاقت بھی بیشتر ہوتی ہے۔ اس ذکر کے بعد لطیفۂ روحی جسے ایک طرح سے دل ہی کہتے ہیں۔ کا مقام دائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے۔ اس مقام پر تجلیات اور فنا کی کیفیت کچھ اور ہی ہوتی ہے کہ اگر ہاتھ آجائے تو پھر جمعیت خاطر اور لذتِ مطلوبہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد لطیفۂ سرّی کا ذکر سینہ میں، لطیفۂ خفی کا ذکر پیشانی میں، اور لطیفۂ اخفیٰ کا ذکر دماغ میں کرتے ہیں۔ سالک کو اس کی استعداد کے مطابق یہ تجلیات، فنا اور یہ مرتبے حاصل ہوتے ہیں اور ضروری ہے کہ یہ ذکر قلب اور روح میں کیے جائیں۔ جب یہ لطائف اللہ کے نام سے نور حاصل کرتے ہیں ان کو سیرِ لطائف کہتے ہیں۔ اس کے بعد جامعیت کے خیال سے اخفیٰ سے قدم تک وجود کے ہر ذرہ میں ذکر کرتے ہیں اور جب وجود کا ہر ذرّہ ذکر کرنے لگ جائے تو اس کو ذکرِ سلطان کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ذکرِ سلطان اس طرح غلبہ کرتا ہے کہ جس پر نظر پڑے اور جو کچھ سنائی دے، اور جو کچھ چھونے اور چکھنے کے حواس سے متعلق ہو جائے، اس میں اللہ کا نام پایا جائے گا۔ اس کے بعد اگر سالک مستعد ہے اور اسے ہر لطیفہ کی تکرار یاد رہے، تو نام اس طرح تبدیل ہو جاتا ہے کہ ہر لطیفہ میں بلکہ اپنی پوری ذات میں وہ اللہ کا نام آواز کے مدّ و جزر کے ساتھ نورانی اور پُر صفا پاتا ہے۔ اس مقام پر یاد رہے، کلمۂ طیبہ کی نفی و اثبات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ لیکن ضرب اور حبسِ دم ہو یا نہ ہو اللہ کے نام کی مدّ کے ساتھ نفی و اثبات کی تکرار یادداشت کی طرح کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام حرف اور آواز کے بغیر نام کے نورِ صفائی و حضوری کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، اس پر بدن کا ذکر ختم ہو جاتا ہے، لیکن روح کے ذکر کے سلسلے میں اس طریقہ کی خصوصیت

Marfat.com

یہ ہے کہ سالک ان مقامات پر جذبات کی شدت سے بے ہودہ اور فضول باتوں کا مرتکب نہ ہو صرف شرعی عقیدہ کی پیروی سے عبادت میں مصروف رہے اور اگر اس مقام پر پردہ عجائبات کے ظہور کی وجہ سے بے خوفی سے مغلوب ہو جائے، تو اس تمام کو ولایتِ خاصّہ کا سایہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس ذکر کا آغاز ہوتا ہے، جو بدنی مراتب کے ضمن میں روح کے جوہر سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ حضوری ہے جو کسی لفظ، حرف، سمت، مقام، فوق اور تحت سے بے نیاز ہے جیسا کہ اس کی ذات کے شایاں ہے۔ اس کو حضوریِ مسمّی یادداشتِ مسمّی۔ اور شہودِ مسمّی کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر اس طریقہ کی خصوصیت خالص پاکیزگی، بے کیف حضوری اور محض شہود ہے اگرچہ دوسرے طریقوں میں یہ وحدت الوجود اور عینیت بن جاتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور دوسرے متاخرین کے کلام سے پتہ چلتا ہے۔ اس مقام پر سالک کی استعداد کے مطابق تصرفات ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا باقی سب سے قطعِ تعلق مقصود و مطلوب ہوتا ہے۔ یہ مکمل استغراق و تنزیہ ہے، اور اللہ کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کے مالک کا مقصد جب تک تنزیہ اور شہود اور بقا کا حصول ہے، اسے ولایتِ خاصّہ کہتے ہیں۔ اس ولایت کو بزرگوں کی اصطلاح میں ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ جس وقت اللہ پاک کے فضل سے توجّہ جو خیال کے تصرفات میں سے ہے، گم ہو جانے اور نایافتگی کے درجہ پر پہنچ جائے، تو اسے ولایت اخص (انتہائی خصوصی) کہتے ہیں اور چونکہ ولایت اخص میں توجہ معدوم نہیں ہوتی، بلکہ بے کیف ہونے کی وجہ سے خود گم ہوتی ہے اس لئے اس کا کیف نامعلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس ولایت کو ولایتِ مجہولہ کہتے ہیں اور سالک نے اپنی طاقت کے حساب سے جو فضل عام کی وجہ سے موجود ہوتی ہے، محنت و کوشش سے کام کو اس منزل پر پہنچایا ہوتا ہے۔ اس سے آگے فضلِ خاص کی ضرورت ہے تاکہ اس کے علم کے مرتبوں کے مطابق اس پر ضروری علم کا اظہار اور حقیقت انسانی کا انکشاف ہو، تاکہ مخفی توجہ

Marfat.com

سے اطلاع پاکر اس بلند مرتبہ پر فائز ہو اور حقیقی بے توجہی سے جس کا انحصار اللہ تعالیٰ کے علمِ حضوری اور حضوریِ علم پر ہے، مشرف ہو۔ اس وقت توجہ معدوم ہو جائے گی۔ اور توجہ کے بغیر اپنے آپ کو یقیناً کیفِ حقیقی کے بغیر حاضر جناب سبحانہ وتعالیٰ پائے گا۔ اس سے اُسے معلوم ہو گا کہ میری یہ حضوری مروجہ علوم کی وجہ سے نہیں، بلکہ ضروری علم کی بدولت ہے کہ تمام انبیا کا عالم، بے توجہی اور انسانی حقیقت کے مرتبے سے ہے۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ مرشدِ کامل کی پوشیدہ برکت سے خود بخود عطا کر دے، تو یہ محض اس کا فضل ہے ورنہ مُرشد کی باطنی نظر کی تعلیم کی بدولت وہ ادنیٰ مقامات سے اعلیٰ مقامات تک عروج کرے گا اور اپنی انسانی حقیقت کو معلوم کر لے گا کہ اس شخص کا یہ پہلا مرتبہ نورِ اوّل کے ضمن میں بے حجابی سے، پہلے نُور یعنی نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے سے ہے اور اس حضوری کے مرتبہ کے مالک اور حضوریِ علمی کو ولایت انبیاء کے کمالات سے بہرہ وری کہتے ہیں۔ اس مقام پر جس طرح سالک کو صفتِ علم کا اظہار حاصل ہو گا۔ اسی طرح وہ تمام ضروری صفات کے اظہار سے مُجمل یا مفصّل طور پر بہرہ یاب ہو جائے گا اور صرف بے توجہی کی بدولت خود کو اور غیر کو ذات وصفات کے اعتبار سے ذات واجب کے کمالات کے مظہر سے، جو مطلق اور بے کیف ہے، بغیر کسی تشبیہ کے شائبہ کے حاصل کر لے گا اور اس کی نظر اس ذاتِ بے کیف کے حضوریِ اظہار کے ذریعے سے غالب و کامیاب ہو گی اور چونکہ اس اعلیٰ مقام میں صفات کا حصول ہوتا ہے، اس لیے اگر خدا کے فضل سے معلوم ہو جائے کہ ذات اپنے ذاتی اوصاف کی محرم ہے اور اسی طرح دوسری صفات کے بارے میں بصیر وسمیع ہے اور یہ ذاتی اوصاف اس کے یقین سے زیادہ ہیں، تو صرف بے توجہی کی بدولت تحقیق اظہار کی طرف پیش رفت کرے گا اور اپنی تمام ذاتی قابلیتوں کو اُس کے حضور میں صرف کر کے نایافتگی کی حقیقت سے بہرہ ور ہو جائے

Marfat.com

گا اور پھر اللہ کے علم کی بجائے اللہ پر ایمان لے کر حاضر ہو گا۔ اس وقت وہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کمالات سے بہرہ یاب ہو گا اور ذات جامع صفات کو پا لے گا۔

میرے عزیز! ولایت انبیاء اور نبوت انبیاء کے کمالات تک پہنچنے کو آسان نہ سمجھا جائے۔ ان مقامات کی باریکی اور بلندی "نکات الاسرار" سے واضح ہوتی ہے اگر چاہو تو ان کی تفصیل وہاں دیکھ لو۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

مکتوب : ۳

جو صاحب طریقہ احسنیہ کی اصطلاح کے بموجب چھ لطائف کی تحقیق کے بارے ہیں مخدوم زادہ محمد عمر کے نام لکھا گیا وہ حضرت حاجی عبداللہ کرمانی کے فرزندوں میں سے ہیں۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ نبیہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔
(تعریف اللہ کی۔ سلام اسی کے منتخب بندوں پر۔ بالخصوص اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آل اور ان کے تمام صحابہ پر)

اللہ تعالےٰ تمہیں نیک راہ پر چلائے۔ جان لیجیے کہ نقش بندی مسلک میں طریقہ احسنیہ کے مقصد قریب ترین ہے اور سالکوں کو اس کی تفصیل جاننا ضروری ہے مختصر طور پر اس کا کچھ حصہ چند سطروں میں لکھا جاتا ہے۔ جان لینا چاہیے کہ جب کوئی سچا طالب اللہ پاک کی توفیق سے اس طریقہ کے بزرگوں میں سے کسی ایک عزیز سے متوسل ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے استخارہ سکھاتے ہیں اور استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جب سونے کا وقت ہو جائے اور دنیا داری کی باتوں کی ضرورت نہ رہے، تو تازہ وضو کرے اور ایک سو ایک بار "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ" (میں ہر گناہ سے

Marfat.com

اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں، اور توبہ کرتا ہوں) پوری صدق دلی سے پڑھے۔ اس نیت سے کہ تمام جسمانی اور روحانی کوتاہیوں سے جو مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں نے توبہ کی، اور نئے سرے سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد اٹھ کر دو رکعت نمازِ استخارہ کی نیت کرے، یعنی کہ میں دو رکعت نماز استخارہ ادا کرتا ہوں، تاکہ حق تعالیٰ مجھے اپنے رسولؐ کی متابعت میں اپنی رضا کے حصول کے لیے محکم رکھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی ایک بار، اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورہ "الکافرون"، ایک بار پڑھے۔ اپنے آپ پر پوری طرح خوفِ خدا طاری کرے اور گریہ وزاری کرے۔ اور نماز ختم کرنے کے بعد ایک سو ایک بار درود شریف پڑھے، اس کے بعد ایک سو ایک بار کلمۂ تمجید پڑھے اور اس کے بعد نہایت عجز و انکساری سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ جب نیند کا غلبہ ہو۔ تو زمین پر سو جائے اور اگر معذور ہے، تو پھر جس طرح چاہے سوئے۔ اس کے بعد جو کچھ خواب میں بشارت ہو۔ مُرشد سے بیان کرے اور اگر پہلے روز بشارت نہ ہو، تو پھر تین روز تک اسی طرح استخارہ کرے یا استخارہ کے بعد اپنے دل پر نگاہ دوڑائے کہ کیا استخارہ کے بعد اپنے دل کو اُسی طرح اعتقاد میں مضبوط پاتا ہے، جس طرح پہلے تھا۔ یہی بشارت ہے۔

پس مُرشد کو چاہیے کہ تنہائی میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم دے۔ یہ اللہ کا اسم ذات ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان کو تالُو سے لگائے، اور خیال کی نگاہ قلبِ صنوبری پر ڈالے، اور آنکھیں بند کر لے اور قلبِ صنوبری کا مقام بائیں پستان سے دو اُنگل نیچے ہے اور یقین رکھے کہ گوشت کے اس لوتھڑے میں لطیفۂ نورانی ودیعت کیا گیا ہے۔ اسے دل کہتے ہیں۔ پس پوری طرح اس کی طرف توجہ کرے اور اس گوشت کے لوتھڑے کے اندر سے اللہ جلّ شانہ، کا نام کہلوائے۔ اس طریقے سے کہ اس نام کو غیرِ ذات نہ جانے، اور حق المقدور اس حالت کو اُٹھتے بیٹھتے ہاتھ سے جانے

Marfat.com

نہ رہے۔اس کے بعد مُرشد کو چاہیے کہ خود اس کے قلب کی طرف توجّہ کرے۔ اور اس توجہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمّت اپنے مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب کے منہ پر تصوّر کرے ، اس طرح کہ درمیان میں کوئی اور خیال نہ آنے پائے۔ اور پورے خشُوع وخضُوع سے اللہ پاک کی جناب میں التجا کرے کہ ذکر کا نُور سالک کے دل میں قوّت پیدا کرے ، اور قلبی جذب کے ذریعے مرید کے قلب کے باطن کو اپنی طرف کھینچے۔ اور اسی طرح کم وبیش ایک ساعت (گھنٹہ) تک مرید کے حال کی طرف متوجہ رہے ، اس طریقے کے اکابر کی ارواح پاک کو اپنے شاملِ حال جان کر اس تصرّف کو ان کی طرف سے اس وقت یا اس کے بعد امداد جانے۔ اس کے بعد مُرید سے پُوچھے۔ اگر وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہے اور اس نے آرام پالیا ہے، تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لے ، اور اسے خدا کے حوالے کرے اور اسے بتا دے کہ طریقہ نقش بندیہ میں یہ طریقۂ احسنہ خلیفۂ زماں حضرت سیّدی شیخ آدم بنوریؒ کی طرف سے ہے۔ جب مرید اسم ذات کے ذکر میں لذّت پانے لگے ، تو اسے نفی واثبات کے کلمہ کی تعلیم دے۔ جب نفی واثبات کو مشہور طریقے سے اکیس(۲۱) بار تک پہنچا دے اور اپنے دل میں بے تعلقی کا اثر پانے لگے، تو حق تعالےٰ کا شکر ادا کرے۔ اس کے بعد لطیفۂ رُوحی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کا مقام دائیں پستان سے دو اُنگل نیچے ہے، اور لطیفۂ رُوحی کو سفید ، سفید کپاس کی طرح ، تصوّر کرکے اسم ذات کا ذکر جس طرح کہ لطیفۂ قلبی میں لکھا گیا ہے پورے خشُوع سے کرے اور ہر وقت اس سبق کو دہراتا ہے، حتیٰ کہ ذکرِ قلبی کی طرح اس میں بھی خاطر جمعی اور لذّت حاصل کرے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفوں میں تجلیات سے سابقہ پڑتا ہے۔ لیکن سالک کو چاہیے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو ان تجلیوں سے مغلوب نہ ہونے دے ، اور قلبی نظر میں اللہ تعالیٰ کے تنزیہ کو محکم کرے۔ اس کے بعد لطیفۂ سِرّی (خفیہ) کی تعلیم دے۔

Marfat.com

یہ نہ سمجھے کہ یہ سفید یا سُرخ رنگ اس لطیفہ کا ذاتی رنگ ہے، بلکہ یہ اس کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، جو عالمِ مثال میں سالک کی تسلّی کے لیے ظاہر ہوتا ہے اور جب سالک پچھلے مرتبہ پر تعلیم حاصل کرلیتا ہے تو اس لطیفہ کی شکل سالک کی پسندیدہ صورت میں بطور نیک فال کے ظاہر ہوتی ہے، تاکہ متفرّق اُمور سے اس طرح سے جو اُس لطیفہ سے قربت رکھتا ہو تعلق پیدا کرے اور مختلف اندیشوں کی نفی ہوجائے اور اس مخصوص لطیفہ کا مقام سینے کے درمیان ہے، دونوں پستانوں کے درمیان۔ اور اسم ذات کا ذکر اس طریقے سے، جیساکہ اس سے پہلے ذکر ہوچکا ہے، بار بار کرے اور اپنے آپ کو تمام اوقات میں اس ذکر میں لگائے رکھے، حتّیٰ کہ خاطر جمعی اور لذّت حاصل ہونے لگے۔ اس کے بعد اسی طرح لطیفۂ اخفی کی تعلیم دے اور اس مخصوص لطیفہ کا مقام پیشانی میں ہے اور اس مقام پر مذکورہ طریقے سے اسم ذات کی تکرار کرے۔ اس لطیفہ کے حصول کے بعد لطیفۂ اخفی کی تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سالک کے سر کے اُوپر، تالو ——— میں ہے۔ مذکورہ بالا طریقے سے اسم ذات کی تکرار سے یہاں بھی لذّت حاصل کرے۔ یہی بیان ہے، اس حدیثِ قُدسی کا جس میں فرمایا گیا ہے "اِنَّ فِی جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفیٰ وَفِی اَخْفیٰ اَنَا" (بنی آدم کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے، اس قلب میں ایک فواد ہے، اس فواد میں سِرّ (راز) ہے، اس سِرّ (راز) میں ایک خفی ہے، اس خفی میں ایک اخفی ہے اور اس اخفی میں "مَیں ہوں"۔

میرے عزیز! بزرگوں کی اصطلاح میں اس سیر کو سیرِ لطائف کہتے ہیں اور جب بار بار کرنے سے یہ سیر ختم ہوجائے اور سالک اپنی استعداد کے مطابق مختصر یا مفصّل طور پر اس سیر کو حاصل کرے، تو چاہیے کہ اُسے پھر لطیفۂ قلبی کی طرف لایا جائے۔ اور اسم کی یادداشت کی تعلیم دی جائے، کیونکہ اس سے پہلے تکرار اسمی ہی تھی اور اسم کی

Marfat.com

یاد داشت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کو قلب کے اندر سے، جو نورِ محض ہے اس طریقے سے کہے کہ تکرار کا ارادہ نہ کرے، بلکہ اللہ کے اسم کی مد کو لمبا کرے، اور ایک آواز کی طرح نکالے، اور اس ایک آواز کی اس طرح حفاظت کرے، کہ ٹوٹنے نہ پائے اور اگر ٹوٹ جائے، تو پھر نئے سرے سے شروع کر دے اور یادداشت کی قوت کے لیے نفی و اثبات کے نام کو لمبی مد کے ساتھ، چاہے حبسِ دم کے ساتھ اور چاہے حبسِ دم کے بغیر، اختیار کیا جائے اور جب یہ نسبت اس طریقے سے قوت پکڑ لے کہ اپنے دل میں بلکہ تمام لطائف میں، بلکہ تمام بدن میں اس کے نورِ تمام کی بدولت اس آوازِ محض کو ایک جیسا پیدا کر لیں، تو ان لطائف کی بات، جو بدن اور الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں ختم ہو گئی۔ اب اُن لطائف کے بارے میں کوشش کرنی چاہیے، جو الفاظ کے بغیر ہیں۔ اب اسم کی یادداشت کے بعد مُسمّیٰ کی یادداشت کی تعلیم دینی چاہیے۔ یعنی قلب کے مقامِ خاص کو نظر میں رکھ کر اس لطیفہ پر نظر ڈالنی چاہیئے جو ایک امرِ نُورانی ہے اور جس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ محض ایمان سے حق سبحانہ تعالےٰ کو بے پردہ حاضر یقین کرے، لیکن بے کیفی اور بے جہتی سے اور تمام جہات کو نظر سے ہٹا دے اور جان لے کہ اللہ تعالےٰ بے کیف و بے جہت حاضر ہے۔ چنانچہ اس علم کو کسی وقت بھی آنکھ اور سمجھ سے اوجھل نہ ہونے دے۔ اگر غفلت سرزد ہو جائے، تو پھر اسی طریقے سے حاضر کرے، حتیٰ کہ مشاہدۂ نور کو سر سے پاؤں تک گرفت میں لے لے اور اس میں پوری طرح محویت پیدا کر لے، یہاں تک کہ نُورِ حق کے سوا اپنے یا اپنے علاوہ کسی اور کو نہ پائے۔ اس مقام پر اگر اشیاء شہود کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی معیت میں عین حق نظر آنے لگیں۔ تو اس طائفہ کی اصطلاح میں اسے توحیدِ وجُودی کہتے ہیں اور اگر اشیا کو گُم کر دے، تو ان اشیا کے پرے حق تعالےٰ کے جمال کا نظارہ کرے گا اور اشیا کو نظر سے ہٹا دینے کو توحیدِ شہودی کہتے ہیں اور جاننا

Marfat.com

جاہیے کہ یہ دونوں مقامات اس ولایتِ خاصّہ میں پیش آتے ہیں جو اولیائے اُمّت کی ولایت کا حصّہ ہے۔ اس سے پہلے سیرِ لطائف کی تجلیّات وغیرہ سے اسم کی یادداشت تک جو پیش آتا ہے، وہ ولایت اولیا کے سایہ میں ہوتا ہے اگرچہ ولایتِ اولیا والے اُس ولایت کے اہلِ ظلّ کی نسبت زیادہ کمال رکھتے ہیں۔ لیکن ابھی اُس مطلوب حقیقی کا حصُول جو اشیا کے پردے کے بغیر ہو، اس سے آگے ہے۔ اسے اس کی اُمید کرنی چاہیئے۔ سالک کو چاہیے کہ ان تجلیّات و مشاہدات کی لذّت میں پھنس کر نہ رہ جائے، بلکہ مزید ترقی کا طلب گار رہے۔ اس کے بعد اگر وہ پیرِ کامل بن جائے، تو ان غلبات کے گرداب سے محض توجّہ ہی سے اپنے مرید کو باہر نکال لے گا اور اس کے ذہن کو ان تجلیّات و مشاہدات اور توجہات سے خالی کر دے گا اور نایافتگی کی تعلیم دے گا اور نایافتگی کے سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ مرید کے ذہن میں حق کے ساتھ یا حق کے بغیر، خواہ وہ لطیف والطف ہی کیوں نہ ہو، قرار پائے اور تصوّر میں آئے، اُسے بالکل نکال کر خالی الذہن کر دے اور ہر وقت اس کی سابقہ توجّہ کو زائل کرنے کی کوشش کرے، تاکہ اس کے باطن میں مطلوب وغیرِ مطلوب کی طرف کوئی توجہ پیدا نہ ہو، بلکہ اس کا مطلُوب بے توجہی اور یقینِ صاف ہو جائے۔ یہاں تک کہ کچھ بھی معلوم نہ رہے، سوائے نورِ یقین کے۔ سالک جب تک اس معاملہ میں توجہات کے دُور کرنے میں لگا رہتا ہے، وہ ولایتِ اخص کے مرتبہ کا سالک ہوتا ہے اور جب نفی کی حاجت نہیں رہتی اور توجّہات و تصوّرات کی آمد و رفت سے آئینۂ دل صاف ہو جائے، اور بے توجہی اور بے تکلفی حاصل ہو جائے، تو وہ ولایتِ اخص کے کمالات پا لیتا ہے۔ لیکن ابھی اس واصل کی توجہ اور تصور معدوم نہیں ہوا ہوتا، بلکہ مفقُود ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے مکتوب میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ پاکیزہ ولایت چار مقرّب فرشتوں کے سپرد ہے اور ان کی متابعت میں اولیائے اُمّت کے نصیب میں بھی ہے بشرطیکہ

Marfat.com

استعداد کی مناسبت پیدا ہو جائے اور جاننا چاہیے، کہ اس ولایتِ خاصّہ کے مقام میں توحیدِ وجودی، اور توحیدِ شہودی کے مقامات ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے توحیدِ وجودی لطیفۂ قلبی سے پیدا ہوتی ہے اور توحیدِ شہودی، لطیفۂ روحی سے ظاہر ہوتی ہے اور نایافتگی کی نسبت لطیفۂ سرّی کا خاصّہ ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ ہزاروں میں سے کس کس کو اس نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے، دے۔ وہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ جاننا چاہیے کہ نایافتگی کے مقام کے بعد یافت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک لطیفۂ سرّی کو تجلیات سے خالی کر لیتا ہے، تو اس وقت اگرچہ مشاہدہ کا تخیل ہی ہوتا ہے، تاہم وہ وصلِ حقیقی کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتا، اس لیے وہ اربابِ جہل میں سے ہوتا ہے۔ اب اگر پہلے فضل کے بعد اللہ تعالےٰ مزید فضل کرے، تو وہ یک لخت ہی اپنے آپ کو عناصر و نُور کے مرتبہ سے بلند تر پاتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نسبت کو پا لینا حقیقتِ انسانی ہے اور یہ نُورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے، اور نُورِ اوّل، نُورِ محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اس کو شہودِ اوّل بھی کہتے ہیں، یہ علم مُرشد کی تعلیم سے یا شاذ و نادر تعلیمِ غیبی سے علم ہو جاتا ہے کہ میرا مطلوب تک پہنچ جانا، جو ولایتِ خاص تھی، اپنے علم کی بدولت اور اپنے علم کی خصوصیات کی بدولت تھا۔ اس مدت میں کہ مجھے اس نعمت سے نوازا گیا ہے اور اس نعمت کا حصول اللہ تعالےٰ کے علم اور اس کے علم کی خصوصیات کی بدولت ہے اور اپنی خصوصیات کی وجہ سے میرا علم محض توقف و معطل ہے۔ میرا علم جو کچھ جانتا ہے، وہ اللہ تعالےٰ کے علم کی خصوصیات کی وجہ سے جانتا ہے۔ چنانچہ جب یہ بات سمجھ جائیے، تو وہ ہر وقت اپنے ذاتی، صفاتی اور کمالاتی مرتبوں کو اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور کمالات کا مظہر جانے، اور اس کے اظہار کے سوا اور

Marfat.com

کچھ نہ پائے۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے چکھا نہیں اس نے جانا نہیں
چونکہ ولایت کے ہر درجے کی ابتدا، وسط اور انتہا ہوتی ہے اس لیے اس مرتبہ
کی ابتدا میں آخری غلبہ جسے ولایتِ انبیاء (ان سب پر درود وسلام) کہتے ہیں، باطن
کی تنہائی کی کوشش محض ہے، جو حقیقت کی حیثیت سے حق کے پانے یا نہ پانے کی
وجہ سے ہے اور اس مرتبہ کے وسط میں تنہائی میسر ہوتی ہے اور تنہائی کی حقیقت
کو پالینا اس امر کی اطلاع ہے کہ اپنی صفات، اور اللہ تعالےٰ کی صفات کو سمجھ لیا
گیا ہے۔ اس مرتبہ پر اگرچہ وہ جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی بدولت ہی جانتا ہے
اسی کی بینائی سے بینا اور اسی کی قدرت سے قادر ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ابھی تک
اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کی حقیقت اس عارف پر کما حقہٗ
پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی ہوتی چنانچہ جب وہ یہ جان لے گا کہ اللہ تعالےٰ کی صفات
اس کی ذات سے زائد نہیں اور یہ کہ عالم کو علم کی وجہ سے عالم اور بینا کو بینائی کی وجہ
سے بینا وغیرہ، کہا جاسکتا ہے، بلکہ ذات خود جاننے والی (علیم) ہے اور علم ذات
کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات سے بینا ہے، اور بینائی اس کی ذاتی
قابلیت ہے اور اسی طرح وہ تمام صفات ہی غیبت اور عزبیت کے اطلاق کے بغیر
ہے۔ چنانچہ دنیا حق ہے اور اللہ پاک کے حکم سے خود بخود ہے اور عارف کے لیے
یہ سوائے اللہ کی ذات، صفات اور کمالات کے مکمل اظہار کے اور کچھ نہیں اور اس
وقت وہ بجز یقین، اس مرتبہ کی نہایت پر فائز ہوگا۔ لیکن کسی شخص کو اس مرتبہ پر مُجمل
یا مُفصّل طریقے سے نوازا جائے گا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے، دے۔
اے بھائی! جتنی تنہائی کی نسبت زیادہ ہوگی۔ اس دائرہ ولایت میں دخل اتنا
ہی زیادہ ہوگا اور انبیا کی نبوت کے کمالات کے بارے میں کیا کہا جائے کہ اس مرتبہ
کی حقیقت، کہنے اور لکھنے سے ماورا ہے۔ لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اگرچہ انبیا کی ولایت

Marfat.com

اور ان کی نبوّت دونوں اصلیت کے دائرہ کے اندر، اور ظلیّت (سایہ) سے پاک ہیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ولایت میں اللہ تعالےٰ کی صفات کی حقیقت سے وصل ہوتا ہے اور یہ ہر ایک کی استعداد کے درجات کے مطابق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا (یہ رسُول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی۔ اور ہم یہ ہدایت نہ پاتے اگر ہمیں اللہ ہدایت نہ دیتا، اور ہمارے رب کے رسُول نہ آتے)

مکتوب: ۴

برادرانِ دین کے نام اللہ تعالےٰ کی حدیثِ قُدسی کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد برادرانِ دین مطالعہ فرمائیں کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

"اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَالْاَخْفٰی اَنَا : (بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے اور اس قلب میں ایک فواد ہے اور اس فواد میں ایک سِرّ (راز) ہے اور اس سِر میں ایک خفی ہے اور اس خفی میں ایک اخفیٰ ہے اور وہ اخفیٰ میں ہوں) چنانچہ سمجھنا اور جاننا چاہیے کہ بزرگ صوفیہ کی اصطلاح میں ان لطائف خمسہ کے علاوہ لطیفۂ نفس کو بھی شاملِ سلوک کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ضروری مطلب اس لطیفہ کو سنوارنا ہے۔ اس کی اہمیت کے باوجود اس حدیثِ قدسی میں اس کا ذکر یا تو اس کی ابتدائی کمینگی اور بخیلی کی وجہ سے نہیں آیا۔ یا پھر تمام لطائف کو احاطہ اور شامل کرنے کی بنا پر آخر میں ہوگا۔ یا پھر کسی اور وجہ سے ہوگا۔ الغرض ہر

Marfat.com

لطیفہ کے ظہور کے لیے جسم کے اندر مخصوص جگہ ہے جو اپنی مخفی قابلیتوں کی نسبت سے ظہور میں آتا ہے اور اس ظہور کو ظہور ظلی کہتے ہیں۔ اور ایک ظہور مکان کے تعین کے بغیر بدن کے اندر نفس اور ذات کے ظہور سے واقع ہوتا ہے اس ظہور کو ظہور اصلی جانتے ہیں اور سمجھ لینا چاہیے کہ لطیفۂ قلبی کے ظہور کا مقام صنوبری لوتھڑا ہے جو بائیں پستان کے قریباً دو انگل نیچے ہے اور یہ مرتبہ ولایت خاصّہ کی ابتدا کا ہے۔ اس مقام پر ولایت خاصّہ سالک کی شروع کی مشغولیت لفظ "اللہ" کے ذکر سے ہوتی ہے اور ذکر کی صفائی اس وقت ہوتی ہے، جب یہ صنوبری لوتھڑا سوائے اللہ کے نام کے نقش کے، تمام دوسرے نقوش سے پاک ہو جائے اور اس صفائی کی علامت آئینۂ خیال میں سُرخ رنگ کے لطیفہ کی نمود ہے اور لطیفۂ روحی کے ظہور کا مقام جس کو حدیث میں "فواد" کے نام سے پکارا گیا ہے، دائیں پستان کے نیچے قبل ازیں ذکر کردہ فاصلے پر ہے۔ اور لطیفۂ سِرّی کے ظہور کا مقام سینے کے درمیان ہے اور لطیفہ خفی کے ظہور کا مقام پیشانی میں اور لطیفہ اخفیٰ کے ظہور کا مقام دماغ میں ہے۔ یہ تحقیق حضرت شیخ المشائخ حضرت پیر دستگیر آدم بنوریؒ کی ہے۔ اگرچہ بعض عزیز اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں لیکن یہ اختلاف کشفی ہے اور اس لطیفہ کے سالک کی ابتدا بھی اسم اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے اور لطیفۂ روح کی نمود سفید رنگ سے شروع ہوتی ہے۔ لطیفۂ سِرّی کی نمود سبز رنگ میں، لطیفۂ نفس کی نمود زرد رنگ میں، لطیفہ خفی کی نمود زیادہ سیاہ رنگ میں ہوتی ہے اور یہ بلند ذکر ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اپنی الٰہی تجلّیات سے نوازتا ہے جن کی کوئی انتہا نہیں اس مقام پر سالک کی رسائی ظلی مظاہر کے اُن لطایف کی مخفی صلاحیتوں کے ساتھ ہوتی ہے، جن کا کوئی ظہور نہیں ہوتا سوائے نوع بنوع تجلّیات کے۔ اس وصل کو وصل ظلی کہتے ہیں جب سالک کی استعداد اُسے اس مرتبہ سے آگے ترقی کے لائق بنا دے، تو کسی قسم

کے لفظ و حرف کے تکلف کے بغیر وہ باطنی نظر سے ذات پاک کو دیکھنے والا اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس احسنیہ نقشبندیہ طریقہ کی خوبی دیکھئے کہ اکثر دوسرے طریقوں میں سالک کو اس توجہ کی تعلیم تشبیہات کے انداز میں دی جاتی ہے، حتیٰ کہ بعض ساری ساری عمر انہی تشبیہات میں گزار دیتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ اپنی خاص رحمت نازل کرے، بلکہ وہ وصلِ تشبیہی کو کئی مراتب تک رسائی سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تجلّی ذات سے نہیں، بلکہ متجلّیٰ لہٗ کی صورت کے سوا قائم نہیں ہوتی اور جس پر تجلّی کی جائے اس کی مثال بھی آئینہ کی طرح ہے کہ وہ اس میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے اور ذاتِ حق کو نہیں دیکھتا اور ذاتِ حق کو دیکھنا ناممکن ہے۔ پس وہ یہ توقع نہ کرے کہ اس تجلّیِ ذاتی سے آگے کے مدارج کی طرف ترقی ہو سکتی ہے۔ گویا اُسے جوہرِ نفیس کی طلب سے منع کر کے خزف ریزوں پر قناعت کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

ہمارے بزرگوں نے اس سلسلے میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم بھٹکے ہوئے اگر ترقی کی طلب نہ کریں اور انہی خزف ریزوں پر قناعت کریں، تو پھر کام کیا کیا؟ ہر کوئی اپنا اپنا طریقہ اختیار کرتا ہے چنانچہ طریقہ نقشبندیہ کے بزرگ مذکورہ سلوک کے شروع میں تنزیہ محض بے کیفی اور بے جہتی کی طرف توجہ کا حکم فرماتے ہیں۔ اس جگہ پر حضرت خواجہ بزرگ نقشبند کی بات کو مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ ہم فضل حاصل کرنے والوں نے نہایت کو ابتدا میں درج کیا ہے۔ ہمارے راستے میں "فتوح" بہت اور "مشکلات" کم ہیں۔ دوسرے لوگ "مشقتِ کم" کے معنی اور "فتوحِ بسیار" کا مطلب کسی اور طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن اس فقیرِ حقیر کے نزدیک اگرچہ اس طریقہ میں مشکلات زیادہ سے زیادہ ہیں، لیکن ان فتوحِ عالی کے مقابلے میں جو تنزیہ کی ابتدا میں اُسے حاصل ہوتی ہیں، کم ہیں اور اپنے دامن کو تشبیہ کی گرد سے آلودہ نہیں کرنا چاہیئے اگر مجھے ہزار برس کی عمر بھی مل جائے اور ایک لمحہ بھی آرام نہ کروں اور شدید ریاضت

Marfat.com

کردں، تو بھی یہ ساری مشقت ایک جَو کے برابر قیمت نہیں رکھتی اور تشبیہ کے سالک، مقصودِ حقیقی سے بہت ہی دُور ہیں، کیونکہ وہاں تک تشبیہ کی پہنچ ہی نہیں، اور مراتبِ تشبیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ مقصودِ اصلی سے واقف ہی نہیں۔ اگر مشقّت کم کریں گے اور اس کے عوض میں مقصودِ اصلی کو نہیں پائیں گے، تو ان کے لیے مشقّت زیادہ سے زیادہ ہے۔ میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ جب لفظ آواز اور جہت کے لباس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف توجّہ کی جائے، تو اس طریقہ پر چلنے والے کو بے اختیار توحیدِ وجُودی مل جاتی ہے۔ یعنی جلال کے انوار اور جمال کے نُور کے غلبہ سے ہر وجود مضمحل ہو جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اشیا، انوارِ ظلّی کے لباس سے مشہُود ہوتی ہیں اور یہ شہُود جلال و جمال کا ہوتا ہے اور چونکہ اشیا سے وجود کی نسبت ظِلّ (سایہ) کی سی ہوتی ہے، اس لیے یہ درمیاں سے اٹھ جاتا ہے، اور اس کو ظِلّ کے لباس سے ظاہر کرتے ہیں اور یہ قلبی نظر کے ذریعے لطیفۂ قلبی کے نفس کی نمُود ہوگی اور چونکہ رُوح کو ہر وجود کے ذرّہ ذرّہ سے، اور ہر روح سے، جو ہے ایک تعلقِ اتصال ہے، جو الگ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس وقت انھی انوارِ روحی کی بدولت یہ محبوب ظاہر و بے حجاب ہوگا۔ اگرچہ یہ بے حجابی بے شمار ذرائع سے جمال و جلال کے انوار سے حاصل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ دائرۂ ولایت میں داخل ہے، لیکن دوئی کا پردہ پڑا ہوتا ہے اور سالک بے حجابی کی نعمت سے مفلس و محرُوم ہوتا ہے اگر بے حجابی ہوتی ہے، تو انوارِ روحی سے، کیونکہ وہ انوارِ جسم کے اجزا سے منتصل ہونے کی بدولت "گویا کہ وہی" ہو گئے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک جُزو کی خاطر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ پہلا وصل الفاظ کے وسیلے سے اور دوسرا وصل الفاظ کے وسیلے کے بغیر ہے، دونوں وصل پوشیدہ ہیں۔ لیکن اس دوران میں سالک تاریکی کے سایہ کے ایک درجے کو چھوڑ کر نُورانی لباس میں پہنچ گیا اور ترقی کا رُخ

Marfat.com

کر لیا۔ کیونکہ شروع میں وہ ناظرِ مضغہ تھا جس کے پاس خیال کی نظر تھی اور اس کا مقصود انوارِ قلبی تھا اور اب وہ ناظرِ قلب ہے اور اس کا مقصود انوارِ روحی ہے اور جب انوارِ قلبی جسم کی ظلمات سے رنگے جاتے ہیں اور اس رنگے جانے سے انوارِ روحی دور ہوتے ہیں، اس لیے دونوں وصلوں کے درمیان ایک واضح فرق نمایاں ہوتا ہے اس جگہ "لوتھڑے میں قلب اور قلب میں فواد" کا مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ سالک کی ترقی کی خبر دینے والا ہے اور ان کمالات کا حصول ولایتِ خاصہ میں ہے۔ اگر کسی شک اور عیب کے بغیر اللہ تعالےٰ کا فضل سالک کے شاملِ حال ہو اور اسے توحیدِ وجودی سے توحیدِ شہودی کی طرف لے جائے، یعنی اشیا کو دیکھے بغیر دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا بنا دیں اور انوارِ ذاتیہ کی طرف متوجہ کر دیں، تو وہ اس مقام پر لطیفۂ روحی کی طرف متوجہ ہوگا اور لطیفۂ سرّی کے انوار اس کی طرف متوجہ ہوں گے "اور فی الفواد سرّ" (فواد یعنی دل میں راز) کے معنی یہی ہو سکتے ہیں اور روحی اور سرّی نورانیت کا باہمی فرق یہ ہے کہ اگرچہ روح قالب کی ظلمات میں رنگی ہوئی ہے لیکن انوارِ قلبی کی برزخی کیفیت کی بدولت جنھوں نے رنگ کے بوجھ کی امانت کو اپنے لیے نورِ تخریز کیا ہے، یہ رنگ روح پر نہیں چڑھایا گیا۔ اس لیے وہ بالکل پاک اور صاف ہے۔ لیکن برزخ کی مناسبت کی وجہ سے اپنے بلند مرتبہ سے فرق اور دوری رکھتی ہے، خواہ وہ مجہول الکیف ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ یہ وصل بھی پوشیدہ وصل کے دائرے میں داخل ہے، لیکن اس سے پہلے جن دو مرتبوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کا لباس ظلمت اور جسم کا تھا۔ اس مرتبہ نے وہ کچھ دیکھا، جو اس نے دیکھا میرے عزیز! گزشتہ دونوں مرتبے اس ولایت کے سائے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت بنوریؒ کی اصطلاح میں ولایتِ خاصہ کہتے ہیں۔ دوسرے محقّق اسے ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور اکثر بزرگ صوفیہ نے اس مرتبہ پر قیام کیا ہے۔ کیا خبر کس کو یہ اعزاز دیا گیا ہو؟ اس کے

Marfat.com

بعد اگر لباس کی دلیل سے بے حجابی کی طرف لے جایا جائے تو وہ صاف صاف صاحبِ وصل اور منتخب ہوگا۔ یہ دونوں مرتبے ایسے ہیں کہ اگر عین حالتِ شہود میں اس سے پرے کی طرف مائل ہو، تو مطلوب ہے۔ منتخب شخص میں ایک جذبہ ہوتا ہے۔ یعنی اس شخص کا پالنے والا اسم الہادی ہوتا ہے، جو دلیل کے اسم کی تربیت کا امتزاج رکھتا ہے۔ اس مقام پر لطیفۂ سِرّی ناظر ہے اور لطیفہ خفی منظور اور سرِ خفی کو اسی تحقیق سے سمجھنا چاہیے۔ منتخب شخص امتزاج سے پاک اور خالص ہو گیا ہوتا ہے اگرچہ ابھی اس کا انتخاب ظِلّی ہوتا ہے۔ اس وقت رائے قابلیت خفی ہوتی ہے اور جو ظاہر و نورانی ہوتی ہے، وہ اخفیٰ ہوتی ہے اور یہیں سے خفی میں اخفیٰ (فی الخفی اخفیٰ) ظاہر ہوتا ہے اور اس ولایت کو ہمارے حضرت جی کے ہاں ولایتِ اخص (خاص الخاص) کہتے ہیں اور دوسرے اکابر اسے ولایتِ عُلیا کہتے ہیں نیز اس مقام پر توجہ اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے، اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے چنانچہ اگرچہ اس مقام کا پانے والا حُجّت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ "اخفیٰ" اور "انا" کے درمیان کوئی واسطہ نہیں رہتا، جو حجاب بن سکے لیکن ذاتِ پاک کے ساتھ لطیفہ اخفیٰ کا تعلق ہونے کی وجہ سے اس سے مراد "انا" ہے اور چونکہ سالک کا مقصود نُورِ اخفیٰ ہوتا ہے اور اگرچہ وہ ذات پاک سے بے حجابی کا تعلق رکھتا ہے، اس لئے سالک کی توجہ ابھی باقی رہتی ہے، خواہ وہ توجّہ بے کیف اور معدوم ہی کیوں نہ ہو۔ اس مقام پر نفسِ معلوم کی بدولت معلوم شدہ کیفیت، غیر معلوم بن جاتی ہے، اور اس حیثیت کو حیثیت مجہولہ کہتے ہیں، کیونکہ اس کا حامل حقیقتِ مطلوبہ سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ بے خبری سابقہ علم کی نسبت ہزاروں درجے ترقی پر ہوتی ہے۔ اگر اس کے بعد فضل ہو جائے، تو پھر ناظر، اخفیٰ ہوتا ہے اور منظور، ذات الٰہی ہوتی ہے چنانچہ فی الاخفیٰ اسی معنی کی خبر دیتا ہے۔ اس مقام پر توجہ کی بُو نہیں رہتی۔ اور یہ دونوں مقامات

Marfat.com

ایسے ہیں کہ اگر توجہ کی بجائے علم اللہ مل جائے، تو وہ انبیاء کی ولایت کے کمالات کا مالک بن جائے اور اگر علم اللہ کی بجائے "ایمان باللہ" مل جائے تو وہ انبیا کی نبوت کے اصل کمالات کا مالک بن جائے اور یہ قسمت کی بات ہے کہ کس کو مل جائے آخری دو مرتبوں کا ذکر ہم نے اشارتاً کیا ہے، ان تک پہنچنے والا سمجھ جائے گا۔ مقلد کے لیے یہی چند حرف کافی ہیں۔ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم (تم پر سلام اور تمہارے ہم نشینوں پر بھی سلام)

مکتوب : ۵

سید عبدالرشید جہاں آبادیؒ کے خط کے جواب میں۔

شروع خدا کے نام پر جس کا کوئی شریک نہیں، جس کی صفات میں کوئی تنازع یا اختلاف نہیں اور جس کی کوئی صفت اس کی کسی دوسری صفت کے مخالف نہیں سب تعریف اسی کو سزاوار ہے جس نے اپنے فضل سے عبدالرشید کو الواب مکتوبات کے حالات سے معانی اور اشارات کی خبر دینے والا بنایا۔ ہم بھی ان کی متابعت میں اس امر کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جو بہت ہی اہم ہے اور اپنی بات کرنے سے پہلے طوالت سے بچ کر اللہ پاک کی مختصر طور پر حمد کرتے ہیں، جس کی صفات کی کوئی ضد نہیں اور جس کی کوئی صفت ایک دوسری کی ضد نہیں۔ اگرچہ اس کی صفات میں جلال بھی ہے اور جمال بھی، لیکن ان صفات میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ یہ دونوں صفات نقصان کا تقاضا کرتی ہیں، لیکن وہاں کوئی نقصان نہیں حمد وصلوٰۃ اور دعوات و تسلیمات کے بعد مکرمی و مشفقی کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے نوازش نامے کے وصول ہونے سے فقیر پُر تقصیر عبدالنبیؒ سرفراز ہوگیا اور جو کچھ آپ کے مہربان قلم نے معانی و اشارات کی صورت میں لکھا تھا اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ آپ نے نصائح اور ہدایا سے اس عاجز کی رہنمائی کی۔ اس کا شکریہ کس طرح بیان کروں کہ قلم ایسا کرنے سے

Marfat.com

قاصر ہے۔ آپ کے گرامی نامہ کو حُور و قصُور سے معمُور جنّت الفردوس کی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مرتبہ کی تربیت عطا کرے اور نومند کر کے ایسی الفت پیدا کرے کہ حُور و قصُور سے صرف نظر کر کے ہماری توجّہ اس جنّت کی طرف مبذول کرائے، جس میں حُور و قصُور نہیں اور جس میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی سے ہنستے نظر آتے ہیں جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "اللہ کے پاس ایک جنّت ہے جس میں کوئی حُور نہیں، کوئی قصر و محل نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی کے ساتھ ہنستے ہیں۔ اس ہنسنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ہنسنا خطا ہے۔ جب پہلے مقام پر حُور و قصُور کا ذکر ہوا تو اس میں وصل پوشیدہ ہے اور استعدادِ عالی کو اس سے تسلّی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حجاب ہے۔ در حجاب محجُوب سے الگ ہوتا ہے اور خدا سے پوری اُمید ہے کہ وہ اس مرحلہ سے گزار کر بے پردہ توجّہ کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پرے سے پرے، بلکہ اور پرے سے پرے ہے اور اس وصل کو وصلِ عُریاں کہتے ہیں اور اس مقام پر اگرچہ بیرونی غلبہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن وہ توجّہ جو آخری حجاب ہوتی ہے، باقی رہتی ہے اور یہ تربیت دونوں مقامات پر اسمِ وکیل کے ظہُور کے وصل سے ہوتی ہے اور اس کا پھل زِلِم لُدنّی، خدادادِ علم، کا سایہ ہے اور یہاں مدد کرنے والا جذبہ ہے۔ اس لیے ہر اہلِ صفا پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے اُمید رکھے کہ وہ اپنے اسم 'ہادی' کے ظہور کے طفیل ہمارے باطن میں علمِ لُدنّی کے سایہ کی بجائے علمِ لدنّی اصلی ظاہر کر دے تاکہ اس کی بدولت توجّہ منقطع ہو جائے۔ پس جان لیجیے کہ وصل جسے وصلِ تلبیس (پردہ دار) کہا جاتا ہے وہ ولایت کی ابتدا میں ہوتا ہے، اور اس ولایت کے وسط کو بعض کے نزدیک ولایتِ صُغریٰ اور بعض کے نزدیک ولایتِ اولیا کہتے ہیں اور وہ وصل جس کو ہم نے وصلِ عُریاں لکھا ہے وہ اس ولایت کے آخر میں ہوتا ہے اور شروع میں توحیدِ وجُودی حاصل ہوتی ہے اور بعد میں توحیدِ شہودی اور وہ وصلِ ظلّی اور تصرّفِ خیال کی انتہا ہے۔ اور اس کے بعد وصلِ ظلّی کا کوئی دخل نہیں رہتا۔ بلکہ ان

Marfat.com

دونوں مرتبوں کے بعد وصل منقطع ہو جاتا ہے اور فصل ظاہر ہو جاتا ہے اور اس ولایت کو ولایتِ اخص اور ولایتِ ملاء الاعلیٰ اور بعض مشائخ کے نزدیک ولایت العلیا کہا جاتا ہے اور اس سے توجہ کٹ جاتی ہے لیکن معدُوم نہیں ہوتی، بلکہ وجُود اور عدم کے درمیان مشتبہ رہتی ہے ترقی کرنے والے بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس اشتباہ کے دُور کرنے کی دُعا کرے۔ یہ حالت توجہ کے معدُوم ہونے پر موقوف ہے یہ کیفیتِ اصلی علمِ لُدنی کے ظہور سے پائی جاتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے فیضِ عام سے ہے، جو ازلی اور قدیم صفات سے متصف ہے۔ جس کی ذات وصفات سے کوئی مطلع نہیں ہوتا سوائے اس کے، جسے اللہ تعالےٰ اصلی علمِ لُدنی سے سرفراز فرمائے اور اس وصل میں حجاب کا کوئی تتمہ اور کوئی فاصلہ نہیں ہوتا اور اس میں ان روشن اور حقیقی اشیاء کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور کوئی شئے خفیہ نہیں ہوتی اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ آخری بلند مرتبہ خلوالمتخیلہ اور تخلیص السرّی کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی حجاب، فاصلہ، نسبت اور اشارہ بطرفِ مطلُوب نہیں رہتا۔ اس کے تین مرتبے ہیں۔ اس کی ابتدا کو علمِ حضُوری کا مرتبہ، اس کے وسط کو حضورِ علم کا مرتبہ، اور اس کی انتہا کو حضُور در حضُور کا مرتبہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ سے اہل قبُور بھی واقف نہیں۔ حالانکہ وہ حُور و قصُور کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہوتے ہیں اور ان تینوں مرتبوں کی تحقیق نہایت مشکل اور پیچ در پیچ ہے۔ اس کی تشریح کاغذ کے صفحہ پر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اسی مختصر پر اکتفا کیجئے، اس ولایت کو انبیائے بزرگ کی ولایت کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ ولایت کُبریٰ ہے۔

اس مرتبہ کے بعد انبیائے کرام کی نبوّت ہے اور ان دونوں مرتبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں، سوائے تفصیل اور اجمال کے۔ کیونکہ پہلے وصلِ اصلی وعلمی میں حقیقتِ قدیم کی صفات کا تفصیل سے ذکر ہوتا ہے اور دوسرے وصل میں ایقانِ اصلی اور ایمانِ فیبی کی طرف علم کا عرُوج ہوتا ہے اور یہ تمام کمالات سے مزیّن ذات سے وصل ہے اور یہ

Marfat.com

اجمال ہے، جو ایک بحرِ عظیم ہے، جس کی بے شمار تفصیلات ہیں اِس اجمال و تفصیل کو اُس اجمال و تفصیل پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، جو نچلے مرتبوں میں پائے جاتے ہیں، کیونکہ ان میں تشبیہات، حجابات، تلبیس اور غلطیاں بھی ہیں۔ یہ دونوں مرتبے۔ یعنی ولایتِ انبیا اور ان کی نبوّت، انہی تک مخصوص ہے، اللہ تعالےٰ نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ ان کے بعض کمالات ان کے بعض اولیا پر، پیروی اور متابعت کی بدولت مکمل اور حقیقی طور پر، محض تشبیہ اور سایے کے طور پر نہیں، ظاہر کیے جائیں اور یہ اللہ کا فضل عظیم ہے، جسے چاہے اسے دیتا ہے۔ یہ خوش بختی کی بات ہے، دیکھیں کس تک پہنچتی ہے۔ ان دونوں بلند مرتبوں میں خیال و جذبہ کی بُو تک نہیں ہوتی. بلکہ ان میں توجّہ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے پسندیدگی اور برگزیدگی ہے۔

مکتُوب : ۶

یہ مکتُوب اُس حدیثِ قدسی کی تحقیق میں ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں۔ چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔"

اللہ تعالےٰ اپنی تمام صفات شانوں اور اُن کے تقاضوں کے مطابق واحد حقیقی ہے اور عین وحدت و توحید میں اس کی تمام صفات، شانیں، اور ان کے تقاضے مُجمل و مفصّل اسی کو معلوم اور محقّق ہیں اور اُن کے ظہور کے مختلف مراتب میں پابند ہونے کے بارے میں وہ مکمل طور پر بے نیاز ہے جیسا کہ میرے ایک عزیز نے کہا ہے ؎

ہر شان و صفت کہ ہستیِ حق دارد　　　　در خود ہمہ معلوم و محقق دارد

(اللہ تعالےٰ کی ذات جو شان و صفت رکھتی ہے، اسے اپنے طور پر پُوری طرح معلوم ہے)۔

Marfat.com

وہ پابندیوں کے بارے میں آپ اپنا محتاج ہے اور ان کے دیکھنے سے بالکل بے نیاز ہے. چنانچہ کتابوں میں یہ جو خزانۂ پوشیدہ کا ذکر ہے، تو یہ پوشیدگی دراصل پوشیدگی عُرفی نہیں ہے. بلکہ اپنی کمال ذاتی اور صفاتی بے نیازی کے باوجود اُسے اپنی صفات اور ان کے تقاضوں کا ظہور پسند آیا، جیسا کہ اس نے فرمایا "میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" اور چونکہ وحدتِ حقیقی کا مرتبہ صفات و ملزومات کے تمام مراتب کا جامع ہے، اس لیے وہ غیبِ حقیقی کے مرتبے میں اپنی جامعیت کے ساتھ ظاہر ہے، اور اس کی محبت کے تقاضے سے اس کی تمام صفات و ملزومات کے ظہور کا مرتبہ ایسا ہے کہ اسے "غیب الغیب" کے نام سے یاد کرتے ہیں. پہلے اجمالی طور پر شہود کے مرتبے پر اور دوسرے تفصیلی طور پر، کہ کہا "پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ جانا جاؤں" چنانچہ اپنی حکمتِ کاملہ سے اس "غیب الغیب" کے جامع مرتبے کو شہود کی جامعیت سے ظاہر کیا. چونکہ وحدتِ حقیقی اپنی تمام ذاتی صفات کے ساتھ ازل سے ظاہر اور شہود کی قید سے پاک ہے، اسلیئے عین شہود کے عالم میں بھی ظاہر و حادث ہونے کی قید سے آزاد ہے. یہ صرف کہنے کے لیے ہے، جیسا کہ فرمایا "صرف اللہ تھا اس کے ساتھ اور کوئی شے نہیں تھی اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا" جس طرح وہ پہلے کسی قید کے بغیر ظاہر تھا، اسی طرح وہ اب بھی اپنے ظہور سے ظاہر ہے. کوئی حلول، کوئی اتصال، کوئی قید اور کوئی فصل نہیں. اور صاحبِ بصیرت اپنی آنکھوں سے مطلق غیب کو اُسی طرح دیکھ سکتا ہے، جس طرح دنیا کے ظہور کے بعد، اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہیں. اس پہلے دیکھنے کے مرتبہ کو شہودِ اوّل کا نام دیا جاتا ہے اور شہودِ اوّل کا یہ مرتبہ ذات کے ظہور کے ضمن میں اسمائے جامعہ اور صفاتِ حقیقی کی بدولت ہر اسم، صفت اور اس کے ملزومات کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے، خواہ انسان اور فرشتے کے حقائق ہوں اور خواہ جو کچھ زمین و آسمان میں اور ان کے اندر ہے، اور چونکہ شہودِ اوّل کے مرتبہ میں انسانی صفات

Marfat.com

کے انوار دوسری تمام مخلوقات کے انوار سے افضل ہیں، اور انبیا حضرات کے انوار تمام انسانوں کے انوار پر محیط اور عالی ہیں، اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس حدیثِ قدسی کے مطابق "اگر تو نہ ہوتا، تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا" تمام کائنات کے سرتاج اور حاصلِ موجودات ہیں، کا نور تمام انبیا (سب پر سلام و درود) کے نور سے زیادہ افضل، کامل، قابل اطاعت اور ظاہر ہے، وہ شہودِ اوّل کے مرتبہ میں واجب الاطاعت ہیں؛ کیونکہ آنحضرت کا نور مرتبہ اوّل کے غیب مطلق اور وحدتِ حقیقی اپنی تمام صفاتِ ذاتی کے ساتھ ظاہر و موجود ہے اور صفات کے ملزومات جو غیب الغیب ہیں اور ذاتی پوشیدگی کا درجہ رکھتے ہیں؛ اس لیے نورِ محمدی جو اللہ تعالےٰ کی شان کا مظہر جامع ہے شہودِ اوّل کے مرتبہ میں خارجی طور پر ظاہر و موجود ہوا اور دوسرے تمام مراتب شہود اس شہودِ اوّل کے مرتبہ میں مخفی اور پوشیدہ ہیں چنانچہ ثابت ہو گیا کہ اگر شہودِ اوّل کے مرتبہ کو مجموعی طور پر نورِ محمدی کا مرتبہ کہیں تو مناسب ہے اور جب شہودِ اوّل کے مرتبہ کی جامعیت کی حقیقت "جو نورِ محمدی ہے" بیان ہو گئی، تو اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کے مفصّل مراتب کو بیان کیا جانا چاہیے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے نور میں سے ہوں اور تمام عالم میرے نور سے ہے"۔ اگرچہ حکمتِ بالغہ سے نورِ محمدی کے ضمن میں کہ اسے شہودِ اوّل کہتے ہیں، اسماء صفاتِ حسنہ کے تقاضوں کے انوار کو مخلوق فرمایا گیا اور ہر فرد کے نور کو روحانی اور جسمانی ظہور کا مقتضی قرار دیا۔ لیکن چونکہ تخلیق سے مقصود اللہ تعالےٰ کی معرفت کا ظہور تھا؛ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "تاکہ میں جانا جاؤں"، اس لیے معرفت کا ظہور معرفت کے نور کے ظہور کے بغیر اور ہر فرد کے نور کے ظہور کے بغیر ایک دوسرے سے روحانی اور جسمانی طور پر اجمال کے مرتبے سے حاصل نہیں ہوتا اور تمام توابع کا ظہور تمیزی، اولیں واجب الاطاعت کے ظہور پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے، موقوف ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے نور میں دو قابلیتیں ہیں یعنی ایک روحانی ظہور کے مقتضی کی قابلیت اور دوسری جسمانی ظہور کے مقتضی کی قابلیت۔ پہلی قابلیت کے تقاضے کے مطابق کہ ظہور روحانی کی مقتضی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اعظم کی بدولت تمام ارواح، مرتبۂ خارج میں پیدا ہوئیں اور تمام انسانوں کی ارواح کو مراتب کی تفصیل سے درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لیے نام دے کر روح اعظم سے جو اُمّ الارواح ہے، ظاہر کیا، اور پردۂ پوشیدگی سے رہائی دی۔ دوسری قابلیت کے تقاضے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے جو جسمانی ظہور کا مقتضی ہے، آنحضرت کے اصلی بدنِ مبارک کو کہ تمام عناصر کے مراتب کا اجمال ہے عرش کے اوپر پیدا کیا گیا، اور وہاں سے عناصر کے مراتب کے اجمال کو عرش کے نیچے رکھا گیا، اور وہاں سے مناسب ترتیب کے ساتھ عناصرِ مفصّل کو آسمانِ دنیا پر بھیجا گیا اور ان تمام عناصر کو اجسامِ مُفصّلہ کا سرچشمہ قرار دیا گیا اور "عالم میرے نور سے بنے" کا مطلب یہی ہے لیکن ارواح و عناصر کی تمیز شدہ کثرت کے باوجود اصل مقصد یعنی معرفت ابھی میسر نہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ (اللہ ان کی روح کو پاک کرے) کا قول ہے کہ رُوح اپنی پیدائش کے وقت خدا سے بیگانہ تھی لیکن اس بیگانگی کو پہچانتی نہیں تھی کیونکہ شناخت اور پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور شہود وجود کے منافی ہے۔[1] یہی وجہ ہے کہ رُوح نے جو اپنی لطافت کے باوجود اپنے وجود کا احساس رکھتی ہے، اور ماسوا کو فراموش کرنا جسمانی تعلق پر موقوف ہے، اپنی تخلیق کے اصل مقصود کے حصول کے لیے اور رضائے خداوندی کی خاطر جسم کی ظلماتِ میں داخل ہونا گوارا کیا۔ لیکن چونکہ اس ظلماتِ

---

[1] اہل تصوّف کے ہاں مجاہدہ و مشاہدہ سے یہ بات طے شدہ ہے کہ روح عالمِ ارواح میں فرشتوں کی طرح تھی، اور فنا کی نسبت سے منسوب نہ تھی، کہ وہ تلاش کرتی بس اسے سمجھئے۔

جسمانی سے نجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ واجب الاطاعت کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی، اس لیے اللہ تعالےٰ نے سرورِ کائنات کے ظہور کے تمام مقدمات کو اوّل و آخر کے مراتب کی ترتیب سے ہر امت میں ظاہر کیا اور ان کی محبت کی برکت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بعض انبیا نے درجۂ کمال کو پہنچ کر معرفت حاصل کی۔ لیکن چونکہ معرفت کا حصول واجب الاطاعت کے نور کی پیروی کرنے سے ہے، ہر امت کے لوگوں نے اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق اپنے اپنے واجب الاطاعت کی پیروی سے معرفت کا کچھ حصہ حاصل کیا۔ اور مکمل معرفت جو حضرت سرورِ کائنات کے ظہورِ جامع پر دارومدار رکھتی ہے، آنحضرت کے ظہور کے بعد اس امت کے ہر فرد کو اس کی استعداد کے مطابق مرحمت فرمائی اور قیامت تک امید ہے کہ معرفت کے کمال کی انتہا جو خدائے لم یزل کو محبوب ہے، اس اُمت کے خاتمے پر ختم کی جائے گی یہی وجہ ہے کہ قرآن کی موجودگی سے تمام گزشتہ الہامی کتابیں منسوخ ہوگئیں، اور قرآن خود ہر قسم کے نسخ سے محفوظ رہا ہے۔ اے اللہ میرے لیے معرفت اسی طرح آسان کر دے جس طرح تو نے ہمارے نبیؐ پر کی تھی، اور ہمارا خاتمہ ایمان اور اسلام پر فرما۔ اے لوگو! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو، جیسا کہ ان کی شان کے شایاں ہے۔

مکتوب : ۷ (الف) سوال

شیخ سعید ساکن تہارہ کے بعض سوالات کی تحقیق ہیں۔

سُوال۔ نحمدہٗ ونصلّی علی النّبی الکریم۔ حقائق ومعارف کی پناہ اور بزرگی وکمالات کی بارگاہ حضرت شاہ عبدالنّبی جیو کی خدمت میں خداوند تعالےٰ انہیں سلامت رکھے، وہ فقر کی مسند پر متمکن رہیں اور اہل دنیا کو فیض پہنچاتے رہیں۔ از طرف فقیر محمد سعید۔ سلام مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ آپ کی بزرگی کے اوصاف، اور حقائق ومعارف

Marfat.com

کے کمالات بعض لوگوں کی زبانی سُنے، اس وجہ سے آپ سے ملاقات کا شوق بے حد وانتہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسا ذریعہ پیدا کر دے، کہ یہ دُوری کا حجاب اور مہاجرت کا پردہ اٹھ جائے اور آپ کی زیارتِ پُرمسرّت حاصل ہو بعدازاں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ چند سوالات کے جوابات ضمیرِ پُرتاثیر سے مل جائیں تو اس فقیر کی تسلی ہو جائے۔ **پہلا سوال:** تمام درویش اس دنیا (عالمِ ناسُوت) کی بات تو کرتے ہیں، لیکن کسی نے اس کی حقیقت کو اتنا مفصّل بیان نہیں کیا، یعنی کہ اس کی ابتدا کیا ہے؟ اس کی انتہا کیا ہے؟ جس سے بات پُوری طرح سمجھ میں آجائے۔ **دُوسرا سوال:** رُوح کے ذکر کی کیفیت کے بارے میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زبان کا ذکر اس کی سخت آواز ہے، دل کا ذکر اس کا اندیشہ ہے اور رُوح کا ذکر اس کی راحت ہے۔ اس کا مقام کہاں ہے؟ اور اس کا ذکر کیا ہے؟ **تیسرا سوال:** درویش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہے، جہاں نہ کوئی عاشق رہتا ہے، نہ معشوق۔ وہ مرتبہ کونسا ہے؟ اور دونوں کس طرح محو اور ختم ہو جائیں گے؟ **چوتھا سوال:** حضرت رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ربّ کو معراج کی رات ایک بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو معراج کی رات عورت کی شکل میں دیکھا۔ بے ریش لڑکے اور عورت کا کیا مطلب ہے؟ امید ہے کہ آپ براہِ کرم دُرست جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

مکتوب: ۷ (ب) جواب

سیّد محمّد سعید کے مذکورہ بالا سوالات کے جواب میں۔

باسمہٖ۔ تمام عظمت اور بزرگی خدا کے لیے ہے اور جتنی عظمت کا خیال دل میں آئے، اللہ تعالےٰ اس سے بہت آگے ہے۔ چنانچہ جب تُم نے یہ بات جان لی، تو سمجھ لو کہ

Marfat.com

جو کچھ تمہارے دل میں آئے گا۔ وہ عالم ناسُوت سے ہے، اور جب اس سے تجھے چھٹکارا حاصل ہو جائے، اور جب تیری قوتِ متخیلہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا ہر شے سے خالی ہو جائے، تو پھر وہاں رب کی شان ہوتی ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ جو شخص ناسُوت میں پھنسا ہوا ہے، اس پر نسیان کا غلبہ ہوتا ہے۔ عاشق و معشوق میں نقطۂ وحدت سے تعلق رکھنے کے بعد کثرت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ علمِ جُوان دونوں میں تمیز کر سکتا ہے، وہ حقیقت مطلُوبہ سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس لیے اس سالک پر واجب ہو گیا کہ وہ اس مقام سے اللہ تعالےٰ کی طرف ترقّی کی دعا کرے، تاکہ وہ حقیقی مومن بن جائے۔ پس جان لیا جائے کہ یہ ناسُوت کا مقام ہے، جس کی تحقیق کلام کے شرُوع میں ہو چکی ہے اور یہ سب قلب کا کمال ہے، جس کا ذکر مقامِ روح کے نیچے ہے اور جب قلب کے مقام میں وسوسہ اور اندیشہ پیدا ہو، تو یہ مقام سالک کے ٹھہرنے کے لیے نہیں، بلکہ اُسے اس سے آگے بڑھ جانا اور کمالِ روح سے مل جانے چاہیے اور وہاں ربّ کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ مقام راحت ہے، جو ایک طویل ذہنی سفر طے کرنے کے بعد ملتا ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ مقام ناسُوت میں متوسّط سالک کے لیے مختلف صورتوں میں تجلیات ہوتی ہیں، جو بعض اوقات انسان کی صورت میں خواہ مرد یا عورت، کبھی گھوڑے کی شکل میں بھی اور کبھی اس دنیا کی دوسری مختلف صورتوں میں پھرتی ہیں اور ناسُوت کا لفظ الناس (انسان) سے نکلا ہوا ہے، اور انسان کی بزرگی کی وجہ سے اس ساری دنیا کو عالم ناسُوت کہتے ہیں اور چونکہ انبیا کی شان، قوتِ متخیلہ اور متصورہ سے بلند ہوتی ہے۔ اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کو ایسی صورت کے لباس میں دیکھیں۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ رب کے نام کو جبرئیلؑ سے منسوب کریں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کی حکایت میں بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرے رب نے میرے لیے کیا عمدہ ٹھکانا بنایا۔ اور بعض مفسّرین نے ایسے مقامات کی تحقیق میں کہا ہے کہ ایسے الفاظ متشابہات میں سے ہیں۔ ان پر ایمان لانا چاہیے لیکن ان کا کھوج نہیں لگانا چاہیے۔

مکتوب : ۸ (الف) سوال

حضرت میر علیم اللہ کی طرف سے، جو ظاہری و باطنی کمالات رکھتے ہیں، تخلیقِ عالم کے بارے میں استفسار۔ کہو، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اُس کے منتخب بندوں پر۔ فقیر علیم اللہ کی طرف سے یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ تخلیقِ عالم کے بارے میں بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے بیانات میں بظاہر تضاد پایا جاتا ہے، اس لیے کہ بزرگ مجتہد اس دنیا کی پیدائش عدم سے جانتے ہیں۔ اور صُوفیائے کرام نُور سے سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنی اپنی تائید میں کتاب وسنّت سے دلیل پیش کرتے ہیں اور یہ دونوں گروہ دین کے سرخیل ہیں۔ لیکن ان کے اقوال میں تضاد ہونے کی وجہ سے کسی ایک قول کو قبول کرنا مشکل ہے، کیونکہ ایک کی بات کا اقرار کرنے کا مطلب، دوسرے کی بات کا انکار کرنا ہے۔ لیکن محقّق دونوں اقوال میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے تخلیقِ عالم کو منفی صفات کے نُورِ خاص سے جانتا ہے، جو عدم اور وجود سے مخلوط ہے۔ ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک، دونوں مذکورہ ارکان، یعنی عدم اور وجود سے ثابت ہے۔

نکتہ:

واجب الوجود کا وجُود اسی طرح ہے، جس طرح حق تعالےٰ کی ذات کا وجُود صفات کے ساتھ، اور عدم مانعِ وجود ہے، اور اللہ تعالےٰ سے شریک کی مانند ہے، اور ان دونوں کے درمیان برزخ ہے، جسے ممکن الوجود عدم اور ممکن العدم وجُود قرار دیتے ہیں۔ اور تخلیقِ عالم کو ممکن الوجود عدم سے محال نہیں سمجھتے۔ اسی طرح ممکن العدم

Marfat.com

وجود سے اس کی عدمیت کو ناممکن نہیں سمجھتے اور منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (اس کی طرح کوئی اور شے نہیں) اور لم یَلِد ولم یُولَد (نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا) اور لا شریك لہٗ (اس کا کوئی شریک نہیں) وغیرہ وغیرہ، اور مذکورہ صفات کے وجود کو جو عدم و وجود سے ملا جُلا ہے، نُور کے علاوہ نہیں مانتے۔ جیساکہ حضرت جیو قدس سرہٗ نے ایک رباعی میں فرمایا ہے :۔ رباعی

نُوراست وجُود، عینِ نُوراست وجُود!

ظاہرِ علمی بمقتضیاتِ وجُود!

وجہی مخفی کہ بود حیث العرفاں

اظہر شدہ با ظہورِ عرفان بشہُود!

ترجمہ :۔ وجُود نُور ہے۔ اور نُور وجُود کا عین ہے۔ وجُود کے تقاضوں سے علم کا ظہور ہوتا ہے۔ عرفان کے حساب سے ایک رُخ پوشیدہ رہتا ہے۔ اور وہ عرفاں کے ظہُور سے شہُود میں ظاہر ہوتا ہے۔

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ محققّین کے نزدیک ذات و صفات میں سے کوئی شے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول دلیل ہے " ادراک، ادراک کو سمجھنے سے قاصر ہے"۔ اس مرتبہ کو علم الیقین اور علم حضُوری مانا جاتا ہے۔ اور جب سالک اس مرتبہ سے بلند ہو جاتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کا علم جان کر اپنے آپ کو اس علم سے حاضر محسُوس کرتا ہے۔ اس مرتبہ کو عین الیقین اور حضوری علم سمجھتا ہے اور جب اس مرتبہ سے بھی بلند ہوتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کی ذات کے سوا نہیں سمجھتا۔ اس مقام پر اللہ کی صفات لَاغیرہٗ ولا عینہٗ (اس کے سوا اور اس کی مثل کوئی نہیں) کے معانی واضح ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ کو حق الیقین اور

Marfat.com

حضوری حضور گنا جاتا ہے۔ مزید براں چونکہ بزرگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات "لاغیرہٗ ولاعینہٗ" کو ذات کے ساتھ صفات مقرر کر کے واجب الوجود کے واحد مرتبہ سے الگ نہیں گنا جاتا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ خود بخود قائم ہے اور اس کی ذات کے ساتھ اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں۔ اس لیے اس کا کوئی مثیل نہیں اور لاغیرہٗ ولا عینہٗ" کی یہی نسبت اس کی تمام صفات کے ساتھ لازم ہے۔ اس لیے اس کی منفی صفات (کہ اس سا کوئی نہیں)، اور مثبت صفات کے درمیان یہی نسبت جان کر اس کی مثبت صفات کو اس کی منفی صفات سمجھتے ہیں اور اس کی ہر مثبت اور منفی صفت اس مقام پر غیریت کی وجہ سے ظاہر ہے اور ممکن الوجود جو منفی نور کی بدولت کہ عدم اور وجود سے مخلوط ہے، غیریت کی ان دو وجوہ سے مخلوق ہے یعنی نہ وہ واجب الوجود کے مرتبہ پر ہے اور نہ قیام کے مرتبہ پر، کیونکہ وہ خود بخود قائم ہے اور شریک، اللہ تعالیٰ کی صفات کے برخلاف اگرچہ خود بخود قائم نہیں، لیکن واجب الوجود کے مرتبہ میں شریک ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ممکن الوجود ہر حالت میں ذات وصفات سے الگ ہوتا ہے، اور جو لوگ تمام وجوہ سے یا کسی وجہ سے عینیت کے قائل ہیں، واضح غلطی سے منسوب کیے جاتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی شان کے امور کیا کیا ہیں اور وہی ہدایت دینے والا ہے۔ چونکہ منفی صفات کا نور عدم و وجود سے مخلوط ہے، اس لیے بزرگ مجتہد اور صوفیائے کرام تخلیقِ عالم کے سلسلے میں عدم و وجود دونوں کے قائل ہیں۔ اور چونکہ ذات اور اس کی مثبت صفات دونوں مثبت ہیں، اس لیے مثبت صفات اس کی ذات کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کو مثبت صفات سے پکارا جاتا ہے۔ اور مفعول و مخلوق کے مرتبہ میں فاعل و خالق کی ممکنات، منفی صفات کے برخلاف پوری طرح ظاہر ہیں۔ کیونکہ منفی صفات کی ذاتِ ممکن سے قربت ہے۔ وہ عدم و وجود سے مخلوط ہیں۔ لہذا مفعول و مخلوق کی ذاتِ ممکن منفی صفات

Marfat.com

کے خاص نُور کی بدولت ثابت ہے۔

عطیہ :

غیریت کے تمام پہلوؤں کے حساب سے ممکن کا مرتبہ، منفی صفات کے نُور کے مرتبے سے کہ اُسکے نور سے وہ مخلوق ہے، وہی تعلق رکھتا ہے جو متکلّم کی باتوں کی آوازیں کہ وہ آناً فاناً عدم و وجود میں ہوتی ہیں۔ متکلّم اور کلام سے ان آوازوں کو موت کی سی نسبت ہے۔

عطیہ :

واضح ہو کہ خالق، جس طرح مخلوقات کی تخلیق سے پہلے، تخلیق کے وقت اور تخلیق کے بعد باقی ہے اور مخلوقات اپنے خالق کی عینیّت کے بغیر یا غیریت کے باوجود آناً فاناً فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہیں، اسی طرح متکلّم بھی کلام سے پہلے، کلام کے وقت اور کلام کے بعد، ثابت و قائم ہے اور اس کا کلام عینیّت کے بغیر اور غیریت کے باوجود فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہے۔ نیز اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام شاہد ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (اس کی ذات کے سوا ہر شئے ہلاک ہوجانے والی ہے) اور كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (ہر شئے فانی ہے) اس لیے کہ ہلاک اور فانی دونوں دوام کا مفہوم رکھتے ہیں۔ یعنی بلا قیدِ زمانہ اس کے لیے ہلاکت اور فنا ہے۔

مکتوب ۸ : (ب) جواب

منقی دستیدی سید علیم اللہؒ کے نام جو حضرت پیر دستگیرؒ کے خلیفہ ہیں، اس مسئلہ کی تحقیق میں کہ تخلیقِ عالم عدم سے ہے یا نُور سے اور اس بیان میں کہ تخلیقِ عالم مثبت صفات سے انتساب رکھتی ہے یا منفی صفات سے۔

اوّل و آخر، ظاہر و باطن تمام تعریف صرف اللہ کے لیے ہے۔ حضرت میران جیوؒ کے آستانِ سیادت پناہ کے کمترین خادم کی طرف سے نیازمندانہ سلام کے بعد عرض

Marfat.com

ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی آپ کی مُلاقات کا شوق تھا۔ لیکن ان چند صفحات کے مطالعہ نے، جو آپ نے تخلیقِ عالم کی تحقیق کے بارے میں لکھے ہیں، آپ کی کشش کی وجہ سے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے استفادہ کروں۔ لیکن یہ امر وقت پر موقوف ہے۔

آپ کی تحریر کے مطالعہ سے چند شبہات جو اس خاکسار کے دل میں پیدا ہوئے ہیں، وہ پیشِ خدمت ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ ان کی تفصیل فرمائیں گے۔ آپ کے علمِ مبارک میں ہے کہ محققین کے نزدیک اشیاء کی حقیقت سات[1] صفات کے متعلقات سے وابستہ ہے۔ مثلاً معلُوماتِ علم کے متعلق، مقدوراتِ قدرت کے متعلق اور مرادوں کے ارادے کے متعلق، اور علےٰ ہذالقیاس۔ ان صفات اور ان کے متعلقات کا ظہور خود "لا" سے واقع ہوا ہے اور اشیاء کے وجود، صفات کے متعلقات سے عبارت ہیں۔ جیسا کہ خلاقی۔ رزّاقی وغیرہ اور آپ نے معرفت کی جو باتیں لکھی ہیں، ان سے معلُوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ عالم منفی صفات کی وجہ سے ہے، جو عدم و وجود سے مخلُوط ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ مثبت صفات ذات کے قریب ہیں اور منفی صفات ممکن کے قریب اس مقام پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ **پہلا:** یہ کہ چونکہ آں جناب کی کوئی بات خلاف سنّتِ رسول نہیں، پھر یہ کہنا کہ منفی صفات عدم و وجُود مخلُوط ہیں، کس بُنیاد پر ہیں اور کس لیے ہیں، اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے، تو بھی یہ عجیب بات ہے، کیونکہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات وجُوب کا مرتبہ رکھتی ہیں اور عدم محض "لا شے" ہے، تو پھر صفاتِ واجب، عدم کے ساتھ کس طرح اختلاط کر سکتی ہیں؟ اور کیوں کر سکتی ہیں؟ کیونکہ یہ سب امکان و اعتبار سے تعلق رکھتی ہیں۔ **دوسرا:** یہ کہ جس

---

[1] سات صفات، حیات، علم، قدرت، کلام، سمع، صبر اور ارادہ

Marfat.com

طرح ذات کے ساتھ صفات کی معیت برابر ہے اسی طرح صفات تمام ممکنات
کے ساتھ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے کے ساتھ قریب یا اقرب کی نسبت
کس طرح دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ یہ مطلق ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ مخلوقات
میں منفی صفات کے سوا کوئی مُثبت صفات موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ سُننے، دیکھنے، جاننے
اور رکھنے وغیرہ کی صفات ہیں اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مخلوق کی صفات
منفی صفات کی اُمّ الصفات (ماں) ہیں اور باقی تمام صفات ان کے ماتحت ہیں۔
کیونکہ اگر منفی صفات کا ظہور دوسری تمام صفات کے ظہور پر سبقت رکھتا ہے۔ تو
پھر ماننا پڑے گا کہ اس سبقت کی وجہ سے اپنے سوا، ہر قسم کے ظہور پر اس کو بالا دستی
حاصل ہو گی۔ اور صورت یہ ہے کہ تمام اولیا اللہ کے نزدیک سات صفات امّ الصفات
(تمام صفتوں کی ماں) ہیں، خواہ یہ وجوب کا مرتبہ ہو اور خواہ امکان کا مرتبہ۔ کیونکہ قابلِ طاعت
ہونے اور اطاعت کرنے کا اطلاق، صفاتِ واجب پر ان کے متعلقات کو دیکھنے
سے ہوتا ہے نہ کہ خود ان پر۔ کیونکہ وہ سب تو اللہ تعالےٰ کی ذاتِ واحد کی قابلیتیں ہیں
کیونکہ یہ سب سمجھ میں آنے والی ہیں اور اُس مرتبہ میں ہمارے ادراک کا کوئی مقام
ہی نہیں۔ تیسرا یہ کہ منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، لم یلد ولم یولد، وغیرہ ذات
کا نقصان پورا کرنے والی اور کسی دوسرے شریک کے وجود اور مثبت صفات کو مانع
ہیں۔ جیسا کہ علم غیب و حاضر۔ اس کے خالق، باری، اور مصوّر ہونے کا ظاہری مقتضیٰ
مخلوق ہے۔ اگرچہ یہ بھی مخفی طور پر نقصان کو پورا کرنے اور شریک کے وجود کو منع کرنے
والی ہیں۔ اس لیے اس لحاظ سے زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق عالم کا سبب مثبت
صفات کے نور کو کہا جائے۔ اور یہ حقیقت کے لحاظ سے بھی درست ہے۔ کیونکہ
پہلے پہل تمام وجوہ سے کہ اس سے پہلے موجود ہوں علم کے معلوم ہونے، قدرت
کے اندازہ کرنے اور ارادے پا لینے کا استعمال اطلاقاً ہوا ہے، اور یہ سب ازل سے مقرر

Marfat.com

شدہ وقت پر اعتبار کے مرتبہ پر مشہودات کی موجودگی کی متقضی ہیں۔ اور یہ وقت کا مقرر ہونا بھی معلوم و مقدور کی شان رکھتا ہے۔ اور کُنتُ کنزاً مخفیاً (میں ایک مخفی خزانہ تھا) اسی مرتبہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ اور اس صورت کے لحاظ سے بھی کہ تخلیقِ عالم اپنی ہر حیثیت سے پابند ہے خواہ ظاہر کرنے، خواہ ظاہر ہونے کی حیثیت سے۔ اور ایک دوسرے کی نسبت سے مظہریّت، تقدیرِ ازل کے حساب سے مقرّرہ اوقات پر پیدا کرنے اور موت دینے میں موجود تھی، موجود ہے، اور موجود رہے گی۔ یہ حالت ابد تک رہے گی خَلَقتُ الخلقَ لِاُعرَف (میں نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ پہچانا جاؤں) کا مقام اسی حیثیت سے ہے۔ اور اس کا ایک حاصل یہ بھی ہے کہ اس سے بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے اقوال کا تضاد بھی ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ موجودیت کے لیے اور ممکن الوجودِ عدم کے ظاہر ہونے کے لیے ایک ایسے نُور کی ضرورت ہے، جو ازلی اور ابدی ہو۔ اور وہ صفاتِ ذات کا نُور ہے کہ ازل ہی سے اس کے انوار کے کمالات دنیا کی ظاہر و مخفی موجودات پر حکم چلا رہے ہیں اور یہ دنیا تقیّد و حدوث کے مرتبے سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں جا سکتی۔ سوائے عدم کے مرتبہ کے، اور جب تک ازل سے مقرّرہ وقت وجود میں نہ آ جائے۔ زندگی، موت اور دوسری صفات دنیا کے کسی ذرّے سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ اور کوئی شے عدم سے وجود میں نہیں آتی۔ پس دنیا تقیّد، حدوث، اور وجود کی مختلف حیثیتوں سے کہ انہی خصوصیات سے اس نے نام پایا ہے، عدم سے الگ ہے، اور معلومیت، مقدوریت اور مرادیت کی حیثیت سے نُورِ ازل و مطلق سے اس کا کوئی تضاد نہیں رہتا اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا مطلب پوری طرح واضح نہیں ہوا کہ کس قسم کا تضاد پیدا ہوتا ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جس حقیقت سے آگاہی بخشی ہے، تحریر فرمائیں گے۔ تاکہ

Marfat.com

ہم درماندہ لوگ سچی سعادت حاصل کرسکیں۔ کیونکہ یہ بندۂ حقیر لکھنے کے معاملے میں اُمّی ہے، اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو درگزر کریں اور اصل بات کی طرف نگاہ رکھیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اجر دے گا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مکتوب: ۹ (الف) سوال

فضیلت مآب شیخ علی احمد سہارن پوری کی طرف سے بعض حقایق کے بارے میں چند سوالات۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے کے حبیب پر درود بھیجتے ہیں۔ عبدالصمد علی احمد کی طرف سے سلام۔ عرض ہے کہ ہردوار کے اس علاقے میں کفّار کا ایک عبادت خانہ ہے۔ ہر سال ہر طرف سے ہندو یہاں جمع ہوتے ہیں۔ خاص طور پر بارہ سال کے بعد کفار کا زبردست اجتماع ہوتا ہے اور عقل ان کی تعداد شمار کرنے سے عاجز ہے، جب اس معاملہ پر غور کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ اس عبادت خانے کے اندر بھی ایک حقیقت ہے، جس طرح کعبہ معظمہ جو اللہ تعالےٰ کے نام کا مظہر ہے، کے اندر ایک حقیقت ہے اور انسانوں کے دلوں کو، جو مناسبتِ ازلی کے مطابق اس حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں، بے اختیار اپنی طرف کشش کرتی ہے، بلکہ ظاہر بیں نظروں میں وہ حقیقت اُسی ہیئتِ اجتماعی سے عبارت ہے، جس طرح کسی سلطنت کی حقیقت اس کے بادشاہ اور فوج سے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ہندو پُرخطر رستوں کے باوجود ہزاروں منزلیں مارتے، گرتے پڑتے یہاں آتے ہیں اور ایک مقرّرہ وقت پر دریائے گنگا کے کنارے اشنان کرتے ہیں۔ اس لیئے اِن دونوں عبادت گاہوں میں وہ فرق معلوم نہیں، جس کی وجہ سے

Marfat.com

ایک کا برحق ہونا اور دوسرے کا باطل ہونا ثابت ہو۔ حافظ شیرازی نے کہا ہے ؎

در عشق خانقاہ و خرابات فرق نیست

ہر جا کہ ہست پرتو رُوئے حبیب ہست

ترجمہ:(خانقاہ اور شراب خانے کے عشق میں کوئی فرق نہیں۔ جو بھی جگہ ہے،
وہاں دوست کے چہرے کا جلوہ ہے)

اگر ایک کو ہدایت دینے والے کا مظہر کہیں، اور دوسرے کو گمراہ کرنے والے کا مظہر کہیں، تو بھی کافی نہیں، کیونکہ ہدایت و گمراہی اضافی باتیں ہیں۔ اسی طرح جمال و جلال، اور سعادت و بدبختی بھی اس قسم کی چیزیں ہیں مثلاً لاہور جانے والے کی نسبت ہادی کی ہے اور دہلی جانے والے کی نسبت گمراہ کُن کی ہے، اور اس کے برعکس۔ اور یہ کہ اپنے ربّ کی نسبت سے جو بندہ شاہراہ پر ہے، وہ دوسرے کے رب کی نسبت گمراہ ہے اور کعبۂ معظمہ کی حقیقت کا روشن ہونا سب پر مشترک ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت کسی پر کم، کسی پر زیادہ تجلّی ڈالتی ہے، چنانچہ اُس کی حقیقت بھی بعض پر کم اور بعض پر زیادہ پرتو ڈالتی ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے کئی فقیر جو وحدت کے شہود سے واقف ہیں، راقم الحروف کے ساتھ بھی راہ و رسم رکھتے ہیں۔ قبلہ گاہی! آپ پر سلام ہو۔ دنیا کا کاروبار عجیب ہے، اللہ تعالےٰ کی ذات جہاں تک سمجھ میں آتی ہے، وراء الوراء (پرے سے پرے) ہے۔ اور اُسے مخلوق سے کسی طرح کی کوئی نسبت نہیں، سوائے اس کے کہ خلق اللہ تعالےٰ کی مظہر ہے لیکن ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک (مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت)
اور خدا کی قسم کسی نے خوب کہا ہے ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ معشوق کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

ترجمہ (کسی کو معلوم نہیں کہ معشوق کی منزل کہاں ہے، بس اتنا ہے کہ گھنٹی کی آواز آ

Marfat.com

رہی ہے)

حق تعالیٰ کی صفات کے ناموں کی مختلف شانوں اور حالتوں نے جو اعتبارات سے عبارت ہیں، نیستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہور کیا ہے اور اس ظہور کا نام عالم ہے۔ اور افرادِ عالم اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے متحد ہیں، لیکن مُظہر کے تعین کے اعتبار سے ایک دُوسرے کے برخلاف ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مخلوق اپنے رب کے حوالے سے ہدایت یافتہ ہے اور اپنے علم اور ارادے کے مطابق عمل کرتی ہے، جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ مزید براں یہ مشہور حدیث کہ "ہر شخص فطرتِ اسلامی پر ہے" کے مطابق ہے اور حدیثِ قُدسی کے مطابق بھی کہ اللہ کی رحمت کو اس کے غضب پر سبقت حاصل ہے۔ چنانچہ ہر شئے کو اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہے، اور گمراہی اور غضب جو عذاب کا سبب ہیں، اللہ تعالیٰ کی نسبت سے سب سے آخر میں طاری ہوں گے۔ کیونکہ "عرض" کو "جوہر" پر ہمیشہ کے لیے غالب تصور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ شیخ محی الدین عربی، شیخِ اکبر نے یہ جو فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ "اہلِ شقاوت بھی طویل و شدید عذاب سہنے کے بعد سعادت و نیک بختی سے ہم کنار ہوں گے"، درست ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اس فقیر کا اس معاملے میں کہ کتاب و سنّت کے قطعاً خلاف ہے، حضرت شیخِ اکبر کے ایک ماننے والے سے بہت بحث و مباحثہ ہوا، جس کو تحریر کی صورت میں مُلاقات کے وقت آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت ہندوؤں کا یہ مسئلہ پیشِ خدمت ہے کیونکہ اس نے میرے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے چنانچہ ایک درویش کے ہاتھ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس پریشاں دل کے حال پر توجہ اس طرح فرمائیں گے، کہ اس اُلجھن کا حل ہاتھ آ جائے۔ اگر اس کے اندر کوئی حقیقت ہے تو بھی اور اگر نہیں تو بھی، آپ

Marfat.com

کی توجّہ سے میرے دل سے یہ اُلجھن نکل جائے۔ اے اللہ ہمیں اشیا کو اس طرح دکھا جس طرح کہ ان کی حقیقت ہے۔

مکتوب: ۹ (ب) جواب

فضیلت مآب علی احمد سہارن پوریؒ کا مکتوب ملا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے" وہ اللہ ہی ہے جو ایمان لانے کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے اور جو کفر کرنے والے ہیں، وہ شیطان کے ساتھی ہیں، جو اُنہیں نور سے نکال کر ظلمات کی طرف لے جاتا ہے" اے سچے دوست اور علم کے چاہنے والے۔ سلام مسنون۔ ان دونوں باتوں کے درمیان کا فرق مندرجہ بالا آیات کریمہ کے اچھی طرح مطالعہ سے سمجھ میں آ جائے گا۔ انشاء اللہ اس کی تفصیل تحریر کی جائے گی۔ آپ کا مکتوب ملا۔ اور اس کے مضمون سے آگاہی ہوئی یہ جو پوچھا گیا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے اجتماعِ کفار سے (اللہ ان پر لعنت کرے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل اس کا شمار کرنے سے عاجز ہے، بالکل اسی طرح جسطرح کعبہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ پس ان دونوں عبادت گاہوں میں کیا فرق ہے، کہ اس میں ایک کے حقیقت اور دوسرے کے باطل ہونے کا سبب معلوم نہیں، اس کے جواب میں ہادیِ مطلق کی مدد سے یہ عرض کرتا ہوں (اور میں اُسی سے مدد مانگتا ہوں) کہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ ہی حقیقتِ واحد ہے، اور تمام ذاتی وصفاتی کمالات، اس میں جمع ہیں۔ اور اس کے کمالات میں سے کوئی کمال، اور اس کی صفات میں سے کوئی صفت، ایک دُوسری سے اور اس کی ذات سے کسی لحاظ سے بھی متضاد اور مخالف نہیں، اگر حقیقت، جمال اور اس کے تمام کمالات کی صفت ہے، تو جلال اور اُسکے کمالات کی صفت سے محبّت رکھنے والا اُسکا عین (مثل) ہے، اور اسی

Marfat.com

طرح جلال کی صفت کی حالت ہے۔ جس طرح جمال کی صفت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنی پوشیدہ قابلیتوں کو مخصوص شکلوں میں ظاہر کرے، اسی طرح صفتِ جلال کی پسند اور اس کا تقاضا ہے اور اس کے برعکس بھی۔ اور صفات کا ایک دُوسرے سے محبّت کرنا اور ایک دوسرے کا محبُوب ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ انہیں ایسے مراتب کی تفصیل کی موجُودگی میں ذاتِ واحد سے محبّت ہے اور اس کے تقاضے سے وہ ظہُور پذیر ہوتی ہیں۔ چونکہ صفتِ جمال کا تقاضا اور مقصد اللہ تعالےٰ کی ذات کی نزدیکی اور ہمراہی ہے، جو مخصوص مظاہر سے حاصل ہو سکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔ (اللہ احسان کرنے والوں کے قریب ہے) اس لیے اُس کی عبادت کی جاتی ہے، جو قُربت اور ہمراہی کے مراتب کا تقاضا کرتی ہے اور مقدس عبادت گاہیں، جو معبُودِ حقیقی کے قربت کے نُور سے معمُور ہیں، اس کے جمال کے مظاہر کا حصّہ ہیں۔ اور چونکہ صفتِ جلال کا تقاضا ذاتی غضب کی وجہ سے دوزخ کے مختلف طبقات میں دُوری اور محرُومی ہے، اس لیے ان کے اعمال سراب کی طرح ہوتے ہیں، جن کا تقاضا دُوری اور گمراہی کے دوزخ کے درجات ہوتا ہے اور اُن کی تاریک اور پوشیدہ عبادت گاہیں قُرب و نزدیکی کے مراتب سے دُور ہیں، صاحب نظر لوگوں کے نزدیک یہ جلال کے مظاہر ہیں۔ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ ؕ (پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا)[1]

---

[1] پھر ہم نے اُسے سب سے نچلے مقام یعنی عالم طبیعت میں لوٹا دیا۔ تاکہ اس کے ذریعے ظہُور، اظہار، اطوار، اور شعُور کے آثار کو زندہ کیا جائے۔ چونکہ اس آیت کے باریک حقائق تفسیر میں ایک نہایت دل پذیر طریقے سے بیان کیے گئے ہیں، ان احوال کی خبر زیر مطالعہ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو اس طرح زمین میں پیدا کیا، کہ اُسے ایک صورت دی، اور عمر کی ابتدا ایسی ہوتی ہے کہ اس حالت میں وہ کوئی کام نہیں کر سکتا، اور اس عمر میں کسی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی سُورہ والتّین کی یہ تفسیر، تفسیر حسینی کے مطابق ہے

Marfat.com

کا ارشاد اسی مطلب کو واضح کرتا ہے۔ پس عبادت اور عبادت گاہوں کی حقیقت صفتِ جمال کے تقاضے سے جمال کا مظہر ہیں اور اپنے اپنے مظہر کے اعتبار سے مرتبۂ وصال کے قریب۔ پس یہی حقیقتِ حق سے ملانے والی ہے۔ اس کے مقابلے میں پرستش اور پرستش گاہوں کی حقیقت صفتِ جلال کے تقاضے سے غضب کے مظاہر ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے مظہر کے اعتبار سے محرومی و دُوری کے مراتب پر ہیں اور ان دونوں کامل صفات کا تقاضا ازل ہی سے پہلی حالت میں اللہ تعالیٰ کی قربت اور دوسری حالت میں اللہ تعالیٰ سے دُوری ہے۔ "اس سے نہیں پُوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے پوچھا جائے گا۔"

چنانچہ انبیاء کی عبادت گاہوں اور مردود شیاطین کی پناہ گاہوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اللہ انبیاء اور ان کی اطاعت کرنے والوں پر رحمت کرے اور شیاطین اور اُن کی اطاعت کرنے والوں پر لعنت کرے۔ اور مومنوں کی عبادت گاہوں کا نتیجہ اس ذاتِ کامل سے قربت و وصل ہے اور عبادت گزار مومنوں کو یہ چیز ہمیشہ حاصل رہے گی۔ اور شیاطین کی عبادت گاہیں دوزخ کے طبقات میں ڈالنے والی ہیں، اور ہمیشہ کی دُوری اور محرومی ہے، جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی اور "اللہ تعالےٰ کی سُنّت میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے"۔ اور یہ تبدیلی کس طرح ہو سکتی ہے کیونکہ اِن دونوں کامل صفات کا ظہور اپنے اپنے مخصوص مقام پر ہوتا ہے، اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کا یہی تقاضا ہے۔ بے شک اللہ پاک ہے اور یہ جو حدیثِ قُدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے جائے گی، تو اپنے تقاضے کی وجہ سے ایک قربت معبود کی مَظہر ہے اور دوسری محرومی کے دوزخ کے طبقات میں ڈالے جانے کی کیفیت ہے۔ یقیناً یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہو گی۔ "اللہ نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا" اور "حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ" اور "حق کو مت چھپاؤ جب کہ

Marfat.com

تم اسے جانتے ہو" اور یہ جو لکھا گیا کہ "ہر شے کو اپنی اصل کے اعتبار سے حق تعالےٰ کا قُرب حاصل ہے" اس کی حقیقت یوں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی ذات وصفات سے مخلوقات کے ہر ذرے کے ساتھ کسی قسم کی روک ٹوک، حجاب، سمت کے بغیر صاف صاف آیات کے مطابق قُربت ومعیت کا حاصل ہونا ثابت اور طے شدہ ہے۔ لیکن یہ قُرب ومعیت اشیاء کے ساتھ عام ہے، اور اس عام قُربت کا خاص نتیجہ اُن کا موجود ہونا اور نیست ونابود نہ ہونا ہے اور "اللہ کافروں کو گھیرنے والا ہے"۔ پس عام قُرب کے اعتبار سے مومن اور کافر برابر ہیں اور قُرب خاص کا پھل پانا دو وجہ سے بندہ کو توفیق کیا گیا ہے۔ ایک انبیاء کی موافقت اور اطاعت کے حصُول کے لیے، دُوسرے ان کی اطاعت کی بدولت، علمِ لَدُنی سے بہرہ ور ہونے کے لیے۔ اور یہ قُرب جو ہمیں ملا ہے۔ انبیاء پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے نصیب ہوا ہے اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اور اطاعت واعتقاد کے نُور سے محرُوم لوگ ازل ہی سے اس قُرب سے بے بہرہ ہیں۔ بمطابق آیت کریمہ "جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے کفر کیا، وہ پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، اور پھر اس کُفر میں دُور نکل گئے۔ اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور ہدایت نہیں دکھائے گا"۔

میرے عزیز! جب ذات وصفات کی وجہ سے دُوری ومحرُومی، قہر کے مظاہر ہوں، تو کس میں یہ طاقت ہے کہ قہر کے مخصوص مظاہر الگ کر کے اُسے وقت کے سپُرد کر دے۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے قہر کا مظہر ہے، اُسے قبولِ رحمت کا مظہر بنانا، ذاتِ حقیقی کے تقاضے کے برخلاف ہے۔ پس ان دونوں کامل صفتوں میں کس طرح حقیقی موافقت پیدا کرنا ثابت ہو سکتا ہے "اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے"، اور "جو شخص اللہ، اس کے ملائکہ اس کی کتابوں اس کے رسُولوں، جبرئیل، میکائیل کا دُشمن ہے" اور "تحقیق، اللہ کافروں کا دُشمن ہے" کے مصداق کون ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس دُشمنِ غالب

Marfat.com

کو کسی شرط کے پورا کیے بغیر صلح پر آمادہ کر سکے ۔ اور اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوتیں"۔
البتہ رحمت و غضب کے مشترکہ مظاہر جو گناہگار مومن ہیں. کئی زمانے گزرنے کے
بعد ظاہر ہوں گے اور غضب ، رحمت کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور چونکہ گنہگار
کفر کے طریقے پر ہوتے ہیں ، اور ایسا کفر کرنے والا دراصل اللہ کے ساتھ ایمان کی
بدولت قربت رکھتا ہے ، اسلئے اگر اس پر اس گناہ کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے تو ہم
"عرض" کو "جوہر" پر ہمیشہ کے لیے غالب تصور نہیں کر سکتے. جیسا کہ اہلِ سنّت والجماعت
کا مسلک ہے ، اور چونکہ شیخِ اکبر (محی الدین عربیؒ) طریقت کی بلندیوں پر فائز تھے ،
اور شریعت کا کافر اس مرتبے سے نیچے گرا ہوا ہے ، اور اس کا منظور نظر اس مرتبے کا
منکر ہے ، اسلئے اگر مخالفین کے خدشے کو دُور کریں اور اہلِ حق کی بات کے پیش نظر
یہ کہیں کہ اہل شقاوت کا انجام ، یعنی ایسے شقی لوگ جو کفر کے طریقے پر چل رہے ہیں ،
ہزاروں زمانے گزرنے ، اور ہزاروں عذاب سہنے کے بعد سعادت کو حاصل کریں
گے ، تو مناسب ہے ، اور دین کے مقرّرہ امور کے قطعاً مخالف نہیں - وہ شخص
عجیب دانا ہے کہ اس نے شیخِ اکبرؒ کی بات کو وہ معنی پہنا دیئے ، جو ان کے مقام
سے بہت دُور اور ہزاروں انبیاء ، اور تمام آسمانی کتابوں کے مخالف ہے. اور اُس
مطلب سے جو حضرت شیخِ اکبرؒ کی شان کے شایاں اور آیات و احادیث کے مطابق
ہے . غافل و بے خبر ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو حضرت شیخِ اکبرؒ کا اطاعت
گزار کہلواتا ہے ، اور ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے ؎

حرفِ درویشاں بدُزدد مردِ دُون   تا بخواند بر سلیمی زاں فسوں

(ترجمہ : - کمینہ آدمی درویشوں کی باتیں چرا لے جاتا ہے تا کہ ان کی بدولت سلیم الطبع
آدمی پر اپنا جادُو چلائے)

اور جہاں تک حافظ شیرازیؒ کے شعر ؎

Marfat.com

در عشق خانقاہ و خرابات فرق نیست ہر جا کہ ہست پرتو رُوئے حبیب ہست !

کا تعلق ہے، اس کے معنی کتنے عمدہ ہیں، یعنی چونکہ خانقاہ و خرابات دونوں اللہ تعالےٰ کے جمال و جلال کی صفات کا ازل کی حکمتِ کامل کے تقاضے کے مطابق مظاہر ہیں، اس لیے عاشق کو خانقاہ و خرابات کے عشق میں کس طرح فرق محسوس ہو سکتا ہے، کہ وہ ایک کا اقرار اور دُوسرے کا انکار کرے، حالانکہ دونوں اس کی ذاتِ محبُوب کے جمال و جلال کے مظہر ہیں۔ لیکن خرابات کا مالک اور ایسے مقامات کا بانی جو انبیا کی اطاعت کے برخلاف ہے عشق سے دُور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا اور اس کی ذاتی استعداد کُفر اور محرُومی کی تاریکی میں پوشیدہ ہے اور جیسا کہ محبِ حقیقی نے اپنے سچے کلام میں کہا ہے "اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تُم سے محبّت کرے گا" اس لیے محرُوم لوگ اطاعت و پیروی کو کس طرح اپنے عشق سے منسُوب کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا میلان حرص و ہوا کی طرف ہوتا ہے۔ بدترین شخص وہ ہے، جو دُوسرے انسان کو گُمراہ کرتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے حکمت بالغہ سے اس کا نام ازل سے گُمراہ لکھا ہے، ایسے شخص کو عاشق کہنا اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرتا ہے۔

ایک اور لطیف بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ خانقاہ و خرابات کے عشق میں کسی فرق کا نہ ہونا حقیقت و مرتبۂ فنا کی حیثیت سے ہے۔ لیکن ان میں بقا کی فضیلت و مرتبہ کے اعتبار سے واضح فرق ہے۔ اور کیوں فرق نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مظاہر جمال کو محبُوب فرمایا ہے اور مظاہر جلال کو ناپسند کہا ہے اور کون ایسا محبّت کرنے والا اور بقاء غیر کے مرتبہ سے واقفیت رکھنے والا ہو گا، جو حقیقی بقا کے مالک سے دُشمنی کرے گا اور اس کے ناپسند کو پسند کرے گا۔ ایسا وہی کر سکتا ہے، جو دائرہ محبّت سے دُور ہو اور ناپسندیدہ لوگوں کی صف میں شامل ہو اور "ہم اپنے نفوس کی بُرائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں"۔ صاحبِ کمال لوگوں نے بہ

Marfat.com

اقرار کیا ہے کہ اوسط درجے کے لوگ وصلِ غیر حقیقی سے ملبُوس ہوتے ہیں، اور مظاہر کے مرتبوں میں ظاہر ہونے والے کے مرتبہ کو نظر انداز کر کے سوائے نظر آنے والے کے کسی اور کو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اپنی نارسائی کی وجہ سے ان کی یہ دید حقیقت تک نہیں پہنچتی اور دونوں مظہروں کے درمیانی فرق کو معلوم نہیں کرتی، لیکن جب اُسے مرتبۂ بقا مل جاتا ہے اور حقیقی دید میسر ہو جاتی ہے تو پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ محبُوب کا محبُوب کونسا ہے اور محبُوب کا مبغُوض کون ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے اسے دیتا ہے"۔ اور جو یہ لکھا گیا کہ حق تعالےٰ کے ناموں کی مختلف شانوں اور حالتوں نے جو عنبارات سے عبارت ہیں نیستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہُور کیا ہے ...... " تو اے مہربان! اللہ تعالےٰ کی صفات اور شانیں بھی ذات کے رنگ میں منزّہ اور پرے سے پرے ہیں۔ ظالم کے ساتھ اس کی ذات کی عدم مناسبت اس معنی میں ہے کہ وہ ہمارے ادراک کی قید میں نہیں آتی، اور چونکہ اس کی صفات اور شانیں بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، اس لیے بینی میں مناسب طور پر شریک ہیں۔ لیکن چونکہ اُس کی قُربت و معیت استغنا اور بے کیفی کی انتہا کی وجہ سے، حقیقی اور ہر ذرّے سے منزّہ و پاک ہے، اور اس کا فیض بخشنا اور فیض پانا ظاہر ہے اور مناسبت کا نُور پیدا ہے، اس لیے اس نُور کی مناسبت نے انہیں مرتبۂ اعلےٰ پر پہنچایا اور واقفِ اسرار کر کے بے کیفی کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ اگر نُورِ مناسب نہ ہوتا تو پھر مطلُوب کی حقیقت کون پا سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کو عدم مناسبت کے خیال سے دُور نہیں کرنا چاہیے۔ جو اُسے دور تر رکھتا ہے، وہ اس سے دُور تر رہتا ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کے قریب ہے، اور جو یہ لکھا گیا کہ "بعض ہندو شہودِ وحدت کے نشے سے سرشار ہیں"، میرے عزیز! وحدت کے شہُود کے تین مرتبے ہیں۔ اوّل: اللہ تعالےٰ کی ذاتِ وحدت کا شہُود۔ یہ رتبہ انبیاء کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

Marfat.com

جیسا کہ "... اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو..." سے آگاہ کیا گیا ہے، چونکہ ہر ذرّے کے وجود کا تعلق اس وجودِ شریف (اللہ تعالےٰ) سے ہوتا ہے اس لئے اس منبعِ حقیقی سے بے واسطہ کسی وجود کا شہود محال اور ناممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنا طریقہ تبدیل نہیں کیا کرتا۔ **دوئم**: روحِ جامع کی وحدت کا شہود ارواحِ مفصّل کے مراتب میں ہے۔ ان ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے اور یہ شہود بھی ان مومنوں کا حصہ ہوتا ہے جو طریقت کے درمیانی راستہ پر گامزن ہیں اور وہ یہاں سے اللہ پاک کے فضل سے اور ایمان کے نُور کے ذریعے اپنی اصل منزل کی طرف ترقی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اہلِ ہوا میں بھی اس شہود کا ظہور ہوتا ہے یہ اس میں مقید ہوتا ہے اور ایمان کے بغیر باطن میں دکھائی نہیں دیتا۔ **سوئم**: عنصرِ مجمل کی وحدت کا شہود جو عرش کے نیچے ہے، آسمانِ دنیا کے تحت مختلف عناصر کے مراتب میں ہے۔ اور انبیاءؑ کے اکثر منکرین کو اس شہود کے ذریعے مصیبت میں ڈالا جاتا ہے، اور خواہش کی شدّت سے یہ مرتبہ ان کج اندیش لوگوں کی نظروں میں تحقیق شدہ دکھائی دیتا ہے اور عناصر اربعہ کی تاریکی کے دشت و صحرا سے ان کی نظر اُوپر نہیں جاتی۔ اور اگر ریاضت اور مجاہدہ کی کثرت و شدّت سے تزکیۂ نفس کر بھی لیں، تو پھر بھی اسی شہود میں محصُور رہتے ہیں۔ اہلِ ہوا دل کی صفائی سے محرُوم رہتے ہیں۔ اگر یہ دونوں شہود، اہلِ ہوا کے مشاہدہ کو حضرات انبیاء کے اعتقاد کے سرچشمے کے ذریعے، مظہریت میں صفتِ جمال کے مشترک ہونے کی بدولت رہنمائی کر دیں، اور حرص و ہوا سے باہر نکال لائیں، تو پھر درجات میں ترقی ہو گی، ورنہ تاریکی کے دوزخ میں جا گرائیں گے۔ اور ان پر ابدی عذاب نازل ہو گا۔ ایسا مشاہدہ کرنے والا اطاعت و پیروی سے محرُوم رہ کر عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ شہودِ وحدت کے ہر دیکھنے والے کو حقیقی واحد کی ذات سے ملا ہوا نہیں سمجھنا چاہیے۔ جب تک اس میں انبیاءؑ کی پیروی کی دلیل نظر نہ آجائے

Marfat.com

اور "تم خواہشات کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گی"، بلکہ پختہ ایمان نہ رکھنے والے مومنوں کو اس قسم کے مشاہدہ کرنے والے سے دُور رہنا چاہیے، تاکہ اس کی تیرگی اس مومن کے اندر بھی سرائت نہ کر جائے، کیونکہ اس قسم کے لوگوں کی مذمت میں "وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں" کا انتباہ ہوا ہے۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

ترجمہ (اب میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں، کیونکہ سمجھ داروں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

آپ پر اور جو آپ کے نزدیک ہیں اُن سب پر سلام۔

مکتوب : ۱۰

اللہ تعالےٰ کی ذات سے اُس کی صفات کی نسبت کے بارے میں حقیقی تحقیق۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی کوشش نے اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کو ایک مختصر بات یعنی "لاھُوَ" اور "لاغَیرَہ" میں بیان کر دیا ہے۔ اور یہ بظاہر سوال کرنے والے کے جواب میں ہے۔ جس نے عینیت، اور غیریت، کے بارے میں سوال کیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عینیت، اور غیریت، کا اطلاق شریعت عطا کرنے والے نے نہیں کیا۔ اور یہ دونوں الفاظ قوتِ ادراک کی سمجھ کے اعتبار سے نئے ہیں، اور اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات، اس کی تقدیس اور بے کیفی کے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لیے اس کی تعریف کرنا اس فانی علم کے ذریعے جب کہ اس نے علم قدیم کی تعلیم نہیں دی، پرلے درجے کی بے ادبی ہے۔ "پاک ہے وہ تیرا رب، عزت والا رب، ان تمام باتوں سے، جن سے اسے موصوف کرتے ہیں۔ اس لیے عینیت کی نفی اور بے کیفی کی غیریت پر ایمان لانا، ہر ایک کے لیے دائمی طور پر لازم ہے حتیٰ کہ

Marfat.com

خود بے کیفی کا مفہوم بھی ختم ہو جائے۔ اور بے کیفی کے مفہوم کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اللہ کے علم کے ساتھ حاضر رہے بلکہ ایسی حالت ہو کہ یقین رکھنے والا جب خود غور کرے، تو یقین کے خفی بلکہ اخفی مرتبوں کے حصول سے بھی اپنے آپ کو پاک اور صاف سمجھے، اگرچہ اس صفا کا یقین رکھنے والا ایسی خلوت کے کمال پر کھڑا ہے جس کے خاص الخاص درجہ کا ولایت کے کمالات کے حصول کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اجتہاد کرنے والے حضرات اجتہادی قیاسات کی جرأت کے ذریعے ایمانِ بے کیف کہنے کے سوا، خوف زدہ ہیں اور انبیائے پاک بھی اپنی ذات میں کہتے ہیں کہ (اے اللہ) جیسا کہ تو ہے، اس طرح تیری تعریف نہیں کی جا سکتی، کیونکہ نفس، قیاس کے ذریعے خطا و صواب کا مرتکب ہو سکتا ہے، جبکہ ہمارا مقصد محض ایمانِ بے کیف کے ذریعے ہی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، حاصل ہوتا ہے اور "اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے وجود سے خوف دلاتا ہے" کی آیت کے مطابق اس کا نفس، مرتبۂ کمال کو پہنچتا ہے، اور اصل حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں غلطی اور درستی کے اس قسم کے احتمال کے ساتھ غلط اور صحیح کی کوشش کرنا، اور جرأت دکھانا کسی بھی بزرگ مجتہد کی شان سے دور، بلکہ دور ترین ہے، کیونکہ جو مقامِ یقین کے لائق ہے، اسے گمان و قیاس کے سپرد نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ گمان و قیاس سے جو شے ظاہر ہوتی یا تصور کی جاتی ہے، وہ مخلوقات کی قسم سے ہے۔ دنیاوی معاملات کو تفصیل کے بجائے مختصر طور پر بیان کرنے سے ہمارا مقصد حاصل نہیں ہوتا، لیکن شرع میں اس طرح اکثر مقامات پر معاملہ معطل ہو جاتا ہے۔ صورت یہ ہے کہ دنیاوی مسائل کے بارے میں مناسب اجتہاد کے بغیر معاملہ اکثر پابندی و تبدیلی کے مقام پر ہوتا ہے۔ الغرض جب قدیم بزرگوں کی یہ مختصر بات بعد کے بزرگوں تک پہنچی، اللہ ان کے اسرار کو پاک رکھے، تو انہوں نے مذکورہ تحقیق اور اللہ تعالےٰ کی تقدیس کے بارے میں تفصیل کا دروازہ کھول

Marfat.com

دیا اور "لا ھو" اور "لا غیرہ" کے متعلق بیان فرمایا۔ اور ان دونوں پہلوؤں سے یہ طے کیا کہ اللہ تعالٰے کی صفات نہ اس کی ذات سے زاید ہیں نہ الگ اور اسی بات کو اختیار کرنا چاہیے کہ ایسے قیاسی علم میں بزرگوں کی یہی تحقیق ہے۔ اور اللہ ان کی کوششوں کو مشکور کرے۔ اور اللہ تعالٰے کے مقدس مرتبوں پر بے کیفی کے ایمان سے کمال بے نیازی کا حصول اُمّت کے ان لوگوں کے دل کی کجی دُور کرنے کے لیے ہے، جن کے خیال میں اس مختصر سے کلمہ کے ذریعے دو متضاد باتوں میں مفاہمت ہو جاتی ہے اور اس تفصیل سے ان کے دل کی تشفّی ہو جاتی ہے۔ لیکن دانشِ کامل کے نزدیک یہ طے شدہ امر ہے، کہ خواہ اس امت پر ان کی شفقتیں کتنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالٰے کی "ورا الورا جناب" کے بارے میں یہ ایک قیاسی تحقیق ہی ہے، جسے اختیار کر لیا گیا ہے، لیکن ان کی یہ تحقیق اس مرتبۂ قیاس میں بھی بلا وجہ معتبر نہیں، کیونکہ یہ مجتہد کی شان سے بعید ہے۔ چنانچہ اس دینِ متین کے علماء سے جو مجتہدوں کے وارث ہیں، ان وجوہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ اُن کا اِن مجتہدین کی قیاسی بات کو تحقیق کے بغیر قبول کر لینا محض تقلید نہیں ہوگا، کیونکہ ان کی کامل نظر میں بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی پیروی ہی بہتر ہے، کیونکہ اس میں غلطی کا امکان نہیں۔ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ذات کے ساتھ صفات کی نسبت میں لفظ زاید سے متاخر حضرات کی تحقیق کے مطابق بڑے بڑے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ لفظ زاید کے اطلاق میں ایک پوشیدہ غیریت ہے، اور غیریت کو اختیار کرنا خواہ وہ پوشیدہ ہی ہو، بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی مخالفت کرنا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ لفظ اکٹھا آیا ہے اور زاید (بڑھا ہوا) اور مزید (بڑھایا گیا) دو چیزیں ہیں، چنانچہ دو چیزوں کے درمیان عدم انفکاک، ان کے اتحادِ و اتصال کی دلیل ہے۔ تیسرا یہ کہ اگرچہ زاید خارج میں قابلِ انفکاک نہیں ہوتا، لیکن فہم ذہن کے مرتبے میں، کیونکہ ہمارے علوم کی تحقیق کا دار و مدار ہی اس پر ہے، یہ قابلِ انفکاک ہے۔ مثال کے طور پر حیات، وجود، علم اور

Marfat.com

قدرت کی صفات، جو اس کی ذاتی قابلیتیں ہیں، اگر ذات پر زاید کہیں، تو ذہنی نظر سے دیکھئے، کہ اس کی ذات اس حیثیت سے کس شان کی ہوگی، یعنی صفات کی ضد کے بغیر اس کو دیکھا نہیں جا سکتا **چوتھا** یہ کہ آیا زاید اور مزید بلندی مرتبہ میں دونوں برابر ہیں یا ایک، دوسرے سے برتر ہے۔ اگر برابر ہیں تو شرکت یقینی ہے اور ایک دوسرے کی اطاعت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کا دوسرے سے جدا ہونا، دوسرے کا نقصان ہے، کیونکہ صورت یہ ہے کہ صفات کا ایک دوسرے کا تابع ہونا، ان کی ذات سے مقرر ہے اور ذات کو صفات سے جدا کرنے سے اول الذکر کا نقصان ہے اور آخر الذکر کی فنا ہے، اور اگر ایک، دوسرے پر غالب ہے، تو پھر غالب کا مغلوب سے بے نیاز ہونا، کرنا، اور مغلوب کا غالب سے کمال حاصل کرنا قابل فہم۔ حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ ذات سے صفات کی بے نیازی اور صفات سے ذات کا کمال حاصل کرنا غیر معقول ہے اور اگر ہم اس کے برعکس ہیں، تو انہی کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات صفت وجود سے موجود ہے، حیات کی صفت سے 'حی' ہے اور صفت علم کی وجہ سے 'علیم' ہے، جو ان کے نزدیک ذات میں نہیں، بلکہ ذات پر زاید ہیں۔ چنانچہ جب موجود، حی، اور علیم کی ذات، وجود، حیات اور علم کے بغیر نہیں ہو سکتی، تو ذات کی حقیقت کا پوچھنا اور صفات کا تکمیل حاصل کرنا کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں یہ کہ انہی کا طے شدہ مسئلہ ہے کہ ذات خود بخود قائم ہے اور صفات ذات کی وجہ سے قائم و موجود ہیں، کیونکہ اگر ذات صفت کی بدولت قائم ہو، تو مطاع کا وجود مطیع کا مرہون منت ہے اور یہ بات دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ ذات کو اپنی حیثیت سے ازلی طور پر مکمل و کامل تسلیم کریں یا کہ تسلیم نہ کریں۔ اگر تسلیم کریں، تو ان کے قول کے مطابق اسے خود بخود قائم جانیں۔ نہ کہ زاید صفت سے، جو قیام ہے اور اسے ذات سے موجود سمجھیں نہ کہ زاید صفت سے، جو موجود ہے اور اگر ذات سے

Marfat.com

حیّ جانیں نہ کہ صفت زاید ہے جو حیات ہے اور اسی طرح اور۔ اور یہ بات بھی انہی کے طے کردہ اصول کے خلاف ہے، کیونکہ وہ ذات کو اس کی ذات سے قائم قرار دیتے ہیں، نہ کہ صفت کے ذریعے سے۔ موجود، حیّ، علیم، وغیرہ کے برخلاف، اور اسی طرح اور۔ اور اگر ان کے اقرار کے خلاف تسلیم کریں یعنی ذات کو ذات کی بدولت موجود، اور حیّ اور علیم جانیں نہ کہ وجود اور حیات اور علم کے ذریعے۔ چنانچہ اُسے خود بخود قائم جانیں، صفت کی بدولت نہیں، نیز زائد صفات کی تحقیق و ثبوت، محض تحصیلِ حاصل ہے۔ اور اگر ہم ان کی مسلمہ بات مان لیں، یعنی ذات کو خود بخود قائم جانیں اور موجود اور حیّ، وجود اور حیات کے مثل جانیں، تو پھر بھی دو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ **پہلی** یہ کہ اگر اسے اس کی ذات سے قائم جانیں، اور موجود اور حیّ، وجود اور حیات کی وجہ سے، تو اس میں تفریق کی کیا وجہ ہے؟ **دوسری** یہ کہ قائم کا اطلاق اگرچہ اس کی ذات ہی سے کریں، پھر بھی قیام کی صفت لازمی طور پر متحقق نہیں ہوتی خواہ یہ لازمی نہ بھی ہو، کیونکہ اسم صفاتی ہے اور اسم صفاتی صفت کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کا مصدر ہے۔ اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ ذات قیام کی صفتِ زائد سے قائم ہو، اور تمام صفات کے نفوس، قیام کی صفت اور صفتِ قیام کے نفس سے اپنے قیام میں دوسرے کے تابع نہیں ہوتے، سوائے اس کے کہ وہ خود قائم ہوں۔ اور صورت یہ ہے کہ یہ بھی اُن کے ضابطے کے خلاف ہے۔ پس اے اہل فہم، بات کو سمجھو۔ اگر ذات کو کاملِ ازلی کی حیثیت سے خود بخود قائم مان لیں، تو تمام قوموں میں یہ بات ناپسندیدہ ہوگی۔ اور خود بخود قیام ثابت نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہیں کہ زاید کا اطلاق صرف سمجھنے کی خاطر ہے کیونکہ تفہیم کے مقام پر ذات کا مفہوم کچھ اور ہے۔ اور صفات کا مفہوم کچھ اور، تو پھر حقیقت کو پانے کی حیثیت سے کچھ نہیں کہا گیا اور حال یہ ہے کہ ہماری بحث وجوب کے مرتبہ کے بارے میں ہے، جو قدیم اور ازلی ہے اور مفہوم

Marfat.com

و تفہیم پر مقدم ہے۔ ایمان کے لائق یہ ہے کہ یہ دونوں مرتبے اس کے پیدا کردہ ہیں۔ اس لیے اس آیت شریفہ کے مطابق واللہ خلقکم وما تعملون (اللہ نے تمہیں پیدا کیا، اور جو کچھ تم جانتے ہو)، یہ دونوں قابلِ فنا اور تغیر پذیر ہیں (آیت شریفہ: جو شے ہے، فانی ہے، سوائے تیرے رب ذوالجلال والاکرام کے) اور جو چیز قابلِ فنا اور تغیر پذیر ہو اس سے وجوب کا مرتبہ تلاش کرنا انصاف سے دور ہے، اور پراگندہ تصورات سے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ گذشتہ دور کے عظیم مجتہد بزرگوں کی تحقیق کو جو بزرگوں کے متفقہ قول کو لفظ زاید سے بیان کرتا ہے، اسی ایک درجہ پر مذکورہ معنی کے اعتبار سے پابند کرنا کمال کی بدگمانی ہوگا۔ کیونکہ ان مجتہدین کا ارادہ، وجوب کے حقیقی مرتبہ کی تحقیق سے ایک کلمہ جامعہ کے ذریعے جو اللہ تعالےٰ کی بے کیفی کے کمال کو ظاہر کرے، خلقت کی ہدایت کرتا تھا۔ تاکہ ہر مقلد اور محقق تقلید یا تحقیق کے ذریعے ایمان کی حقیقت سے باخبر ہو جائے۔ اور اس خیالی اور تفہیمی تحقیق سے کوئی ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس عبارت سے نفیِ مطلق کی سمجھ نہیں آتی، کیونکہ جب تک میں بات نہیں سمجھوں گا، کس کو منزّہ سمجھوں گا؟ اور کس کی عبادت کروں گا؟ بلکہ فہم کی نفی سے مطلوب کو سمجھنے کا احتمال ہے۔ کیونکہ جب تک میرے یقین کے آئینے سے موجودات کے نقش صاف نہیں ہو جاتے، کیف کے ہونے یا نہ ہونے کا علم میرے خانۂ یقیں میں پوشیدہ رہتا ہے، خواہ اس کا علم نہ بھی ہو اور نہ نفسِ معلوم غیر معلوم ہے، بلکہ وہ معلوم ہے، اور اس نقصان پر قابو پانا جب کہ یہ غیب سے واقع ہو، ایک نفس ہے، اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو سمجھنا ناممکن ترین بات ہے، اور اس قولِ مفصل کی تحقیق، حقیقی تحقیق سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت جاننے کے سلسلے میں ایمانِ بے کیفی کے ذریعے اس کلمۂ جامعہ کو مان لیں اور ان بزرگوں کی منشا کے مطابق جیسے کہ اسلام کے دوسرے مسائل میں مجتہدین کی باتوں

Marfat.com

پر ہم ایمان لاتے ہیں زاید کے اطلاق کو بھی مان لیں۔ان کی تحقیق انہی کے سپرد کریں اور کلمہ جامعہ کو اپنا معمول بنائیں کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی تقدیس وعظمت کا کمال ہے کہ بے شمار ذاتی قابلیتوں کے باوجود جن کو صفات کا نام دیا گیا ہے، اس کی نسبت ،صفات کی جانب ، صرف بے کیفی کی ہے ،کیونکہ بے کیف اور بے کیفی سے بے کیف کی نسبت عینیت وغیریت کی ہے ،بلکہ عینیت وغیریت کا مفہوم اس کی مخلوقات سے ہے نہ کہ اس کی عظیم صفات سے۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

مکتوب : ۱۱

صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے بارے میں تحقیق۔

سلام کے بعد۔جیسا کہ ہم نے ذات سے صفات کی نسبت کے بارے میں تحقیق کی ہے کہ وہ لَا هُوَ اور لَا غَيۡرُهٗ ہے یعنی ذات، جو بے کیف ہے کی نسبت صفات سے ،جو بے کیف ہیں، بے کیفی کی ہے، اور عینیت وغیریت کیفیات کی سی چیزیں ہیں۔اس لیے ذات وصفات کے وجود کو ایک دوسرے پر غیریت وعینیت کا اطلاق کرنا منع ہے۔اسی طرح صفات کی قابلیتوں کے وجود کو صفات سے بے کیفی کی نسبت ہے ،کیونکہ صفات کی قابلیتیں بھی بے کیف ہیں، اور جو کچھ اس مقام پر ظاہر ہے، وہ صفات کی قابلیتوں کے کمال کا ظہور ہے نہ کہ خود کمالات کا۔کیونکہ صفات کے کمالات بذاتِ خود غیب الغیب ہیں، خارج میں ظہور کرنے سے پہلے، اور ظہور کرنے کے بعد، اور یہ کہنا کہ صفات کمالات کے لباس میں ظہور پذیر ہوئی ہیں، حضرت جیو کے مسلک کے خلاف ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۲

منفی صفات کے بارے میں۔

اوّل و آخر ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ میاں حافظ مکمّلؒ اور فقیر اللہؒ کے مکتوب ملنے سے خوشی ہوئی اور اس کے مطالعہ سے اس کی حقیقت واضح ہوئی۔ یہ جو آپ نے اللہ تعالےٰ کی منفی صفات کے بارے میں تحریر کیا ہے، کہ بعض بزرگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کہا ہے اور موجود سمجھا ہے، تو عزیز من! غور سے دیکھنا چاہیے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا، صفت کی نفی کرنا ہے، نہ کہ صفت کا اثبات کرنا، مثلاً "لم یلدْ" (وہ پیدا نہیں کرتا) صفتِ تولید کی نفی ہے۔ نہ کہ اس کا ثبوت۔ اسی طرح "لیس کمثلہٖ" (اس کی مثل کوئی نہیں) مثل کی نفی ہے، اثبات نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ منفی صفت سے اللہ تعالےٰ سے وہ ناقص صفت خارج کرنا ہے نہ کہ اسے ثابت کرنا۔ سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ اس کی منزّہ ذات میں اس نقصان کا ہونا اُسی کا ذاتی وصف ہے، کیونکہ وہ ناقص صفات کو اپنی ذاتِ پاک میں جگہ نہیں دیتا۔ چنانچہ یہ شان اور صفت، مثبت صفت ہے نہ کہ منفی صفت۔ چنانچہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کرنی چاہیے کہ منفی صفت کو مثبت کہنے والا اس کی شان وصفت کو گھٹانے والا ہے اور منفی صفت کو منفی کہنے والا اس کی شان وصفت کو ناقص کرنے والی صفت کو صفات میں سے خارج کرنے والا ہے۔ اگر کہیں ملاقات کا موقعہ ملا، تو اس کی تشریح روبرو کی جائے گی۔

مکتوب : ۱۳

مرتبۂ صفات وکمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کے اطلاق کی تحقیق۔

اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں، ان پر اس کی بے حد حمد وثنا۔ میرے عزیز خوش نصیب

Marfat.com

بھائی، بعد سلام آپ کے مشفقانہ مکتوب کی آمد نے خوشی پیدا کی۔ مدت سے یہ خواہش تھی کہ عزیز کوئی گہرے مطالب کا سوال کرے۔ اس خط کے مطالعہ سے وہ خواہش پوری ہوگئی۔ اے سعادت مند! اس عاجز نے اس تحقیق میں سر دو اختلاف کو حاجی سلطانپوری (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے اس عبارت کے چھ لطیف نکات پر تعجب کرکے فرمایا تھا کہ جو کچھ نکات میں ہے، یہی ہے اور اسے ہی دیکھنا چاہیے اور اس کے بعد اور کچھ نہ کہا اور دوسرے عزیزوں سے بھی اس وقت تک کوئی تحقیق ظاہر نہیں ہوئی۔ اس موقعہ پر اس عاجز کے دل میں خیال آیا، گویا غیب سے ڈالا گیا، کہ ذات وصفات اور ملزومات کی دو شانیں ہیں۔ پہلی شان تو یہ ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا" اس شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ظاہری ذات وصفات کا مرتبہ اپنی ظاہریت سے غیب سے موسوم ہے، اور اس شان میں ملزومات کا درجہ پوشیدگی اور دخلِ محض کا ہے، اور ان کی انتہا غیب الغیب کی مُسمّیت کی متقاضی ہے دوسری شان یہ ہے کہ "میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اس دوسری شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ملزومات کے رُتبے اپنے ظہور کے لباس سے اس شان میں ظاہر ہیں۔ اور اپنی ظاہریت کے سبب غیب کے نام اور ذات وصفات کے مرتبے سے، ملزومات کے ذریعے اس مرتبہ پر اطلاق کی وجہ سے ہویدا ہیں۔ پس اس معنی کے اعتبار سے اس شان میں "ذات وصفات" یہ ہے کہ اس کا نام غیب الغیب رکھا جائے اور جب شان کی تحقیق سے یہ ظاہر ہوگیا کہ ان دو باتوں کے دو پہلو ہیں، یعنی حضرت پیر دستگیرؒ نے پہلی شان کے مطابق، ذات وصفات پر غیب کا اطلاق اور ملزومات پر غیب الغیب کا اطلاق فرمایا ہے۔ اور حضرت محمد شریف جیؒ، چونکہ پیروکار ہیں اور چونکہ اُن کے مُرشد نے غیب کا اطلاق ذات وصفات پر اور غیب الغیب کا اطلاق ملزومات پر جیساکہ دُوسری شان کے مطابق مرتبہ ظہور

Marfat.com

ہے، بیان نہیں فرمایا، اس لیے مجبوراً دُوسری شان کی تحقیق کو، جو پہلی شان کے تحت ہے، مراتب ظہور کے پیش نظر خصوصیت سے ہر مرتبہ کے مطابق بیان فرمایا اور غیب کا اطلاق مناسب ملزومات سے، اور غیب الغیب کا اطلاق ذات وصفات پر زیادہ مناسب سمجھا۔ اور پھر چونکہ ذاتِ انسانی کا راز واحدِ حقیقی کی ذات کے راز کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ہر لحاظ سے اُس کا مظہر ہونے کی وجہ سے اس کی ذات، صفات و ملزومات کی سردار ہے، اس لیے مجبوراً تمام لطائف پر سِر انسانی کی سرداری کو حق مان لیا۔ اور وہ جو فرمایا کہ غیب علمِ حضوری کا مظہر اور غیب الغیب حضورِ علم کا مظہر اور نفس ذاتِ ربانی کے راز کی حقیقت ہے اس سب کچھ کے باوجود حضور کی حیثیت سے اس کا وجود حرف کے مرتبہ میں ہے یہ اس معنی میں ہے کہ چونکہ عروج کی حیثیت سے اُن کی تحقیق دوسری طرف سے ہے، اس لیے عُروج کی سمت حصول کے مرتبے سے، جو نفس ظہور ہے، ملزومات کے مرتبہ سے جو غیب سے اس شان کے اندر اسم یافتہ ہے، اس شان سے شروع ہوتی ہے۔ اور جب حصُول کے علم کے مرتبہ سے عُروج حاصل ہو گیا، تو علمِ حضوری نے ظہور فرمایا علمِ حضوری کے مظہر اس نے غیب کا مرتبہ جو ملزومات میں ہے۔ واقع اور ظاہر کیا، اور علم ظہوری ظہورات کے لباس میں ملزومات کی وصولی ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی ہوئی اور صفات کی وصولی میسّر ہوئی تو حضورِ علم نے ظہور فرمایا۔ پس اس حضورِ علم کا مظہر، مرتبہ صفات ہے اور صفات اس شان میں غیب الغیب ہیں۔ اور ان کی اطلاع کے مطابق یہ امر تحقیق شدہ ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مرتبہ سے عروج ہوا۔ اور ذاتِ جامع کمالات کا وصل میسّر ہوا۔ اور علم حضور کی حضوری میں حضور حاصل ہوا۔ اور اس علم کا حضور اس عارف کے حصہ میں دے دیا گیا، چنانچہ اس بات کو سمجھ لیجئے۔ یہ وہ مظہریت نہیں

Marfat.com

جو مخلوق ہے۔ نہیں۔ بلکہ جب ہر غیب اور غیب الغیب کے مرتبہ کا وصول ظہور میں آئے گا، تو اصل کا نتیجہ علم ضرور کی شکل میں نکلے گا۔ لاچار علم حضوری مرتبہ غیب میں اور حضور علم غیب الغیب کے مرتبہ میں چھ مفصل لطائف صاف ظاہر ہیں، جن کا بیان انسانی راز ہے اور انسانی راز ظہور ثانی کے مرتبہ میں داخل ہے اور ظہور ثانی دوسری شان کے ماتحت ہے اس لیے ملزومات کو غیب سے اور صفات کو غیب الغیب سے موسوم کرنا زیادہ مناسب ہے ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں کیونکہ زیرک انسانوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے) اگر کبھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ تو جو کچھ باقی رہ گیا ہے روبرو کہا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے اور عبادت میں غفلت نہ کیجئے۔

مکتوب : ۱۴ (الف) سوال

احاطۂ ذاتی کے بارے میں تحقیقات۔ کے متعلق۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت بخشی، اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اور ہمارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ انبیاء و رسول آئے۔ میں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ خبردار، اللہ ہر شئے پر حاوی ہے علمائے ظاہر اللہ تعالےٰ کا احاطہ علمی اس آیت کریمہ کی تعبیر و تاویل کے ذریعے کرتے ہیں اور "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا" کی آیت کریمہ کو مفسرین اسی معنی میں سمجھتے ہیں، اور حضرات صوفیہ پہلی آیت سے احاطۂ ذاتی بیان کرتے ہیں۔ اور دوسری آیت سے احاطہ علمی سمجھتے ہیں۔ اور اگر ذہن کی نظر سے دیکھا جائے تو احاطہ علمی والی بات، بلاشبہ درست معلوم ہوتی ہے، اور احاطۂ ذاتی کی بات پر جسم

Marfat.com

اور ظرف کے ہونے کا گماں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی تحقیق بیان فرمائیں تاکہ دونوں باتوں کی تفصیل ظاہر ہو جائے۔

مکتوب : ۱۴۰ (ب) جواب

میرے عزیز! اس عاجز کو اتنا حوصلہ کہاں، کہ اکابرانِ دین کے اقوال کے متعلق زبان کھولے، لیکن چونکہ سوال کرنے والے کو جواب دینے کے بغیر چارۂ کار نہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو"۔ اس لیے اپنی کمزور عقل کے مطابق میں نے صوفیائے کرام کے آفتابِ نُور سے جو کچھ حاصل کیا ہے، اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ علمائے ظاہر کی سمجھ نے جو کچھ سمجھا اور کہا ہے، ہم لوگوں کی بساط کیا ہے کہ اس پر بات کریں، لیکن سائل کے ساتھ چونکہ معاملہ بے تکلّفی کا ہے۔ اس لیے اگر ہمارے حضراتِ ظاہر اور صُوفیہ کے درمیان اس بارے میں جو بحث کی گئی ہے اس کو بیان کیا جائے، تو درست ہو گا، چنانچہ اس لحاظ سے کچھ بات کہی جاتی ہے۔ لیکن سب سے پہلے سائل کے سوال میں جو کمی ہے، اسے بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد عقیدہ کی تحقیق ہو گی۔ یعنی چونکہ سائل حق تعالےٰ کو جسم اور جوہر سے پاک سمجھتا ہے اور احاطہ ذاتی کی تعلیم جو "اِنّہٗ" کی ضمیر سے ظاہر ہے، اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ نہ کہ کسی اور شے سے، اس لیے جسمیت کا وہم کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اکثر لوگ بات کرتے ہوئے تو نفیِ جسم کرتے ہیں۔ لیکن جب اچھی طرح جانچا جائے تو ان کا باطن عقیدۂ جسم سے ملوّث ہوتا ہے، اور جسم کے لیے لازم ہے کہ احاطہ ذاتی کی نفی ضروری سمجھی جائے، اس لیے مجبوراً احاطہ علمی کی طرف رجُوع کرتے ہیں کیونکہ احاطہ ذاتی کے ثبوت میں اُن کے عقیدہ کے مطابق ذات کی مظروفیت اور اشیا کی ظرفیت ثابت ہوتی ہے اور مجسّم جسم کا احاطہ اس حیثیت کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ اہلِ سنّت والجماعت جسم، عرض، بلکہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے تمام حادث قیُود

Marfat.com

کی نفی کرتے ہیں، اور چونکہ وہ یہ بات اللہ تعالےٰ کی پہلی اور دوسری مذکورہ بالا آیت سے سمجھتے ہیں، اس لیے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیّت جو حادث اشیا کا خاصہ ہیں، کا وہم اس جگہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور چونکہ سائل اپنے اعتقاد میں اللہ تعالےٰ کی ذات کو الطف (بے حد لطیف) اور متبوع (فرماں روا) اور صفت کو لطیف اور تابع (فرماں بردار) سمجھتا ہے اس لئے ذات کا جو الطف اور متبوع ہے کسی شے سے احاطہ کرنے سے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیّت کا وہم پیدا ہوتا ہے اور یہی وہم، لطیف اور تابع کے مرتبہ میں جو صفات ہیں، احاطہ کے قابل ہونے سے ضروری ہے کہ اور بڑھ جائے۔ اس لیے اس وہم کی وجہ سے کیا احاطۂ ذاتی اور کیا احاطۂ صفاتی سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور حقیقت یوں نہیں بلکہ اس سے نفی اول اور ثبوت ثانی ظاہر ہوتا ہے اور یہ مرجح (ترجیح دینے والے) کے بغیر ترجیح ہے۔ نیز چونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات خود بخود قائم ہے اور اس کی تمام صفات، ذات کی بدولت قائم، اور ذات سے صفات کا قیام احاطہ ذات کی خبر دیتا ہے۔ اس لیے وہ صفات کو اپنے عقیدے کی رُو سے کیوں نہیں دیکھتے کہ اس عقیدہ کا باعث اشیا سے صفات کا احاطہ کرنا اشیا کو ذات کے احاطہ کی خبر دیتا ہے، کیونکہ بے شک احاطہ گھیرنے والے کی گھری ہوئی جگہ ہے۔ اور چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی وجہ سے صفات، ذات سے الگ نہیں، اس لیے کسی شے سے صفات کا تعلق کہنا اور پھر اس سے تعلق ذات کی نفی کرنا، صفات کے انفکاک (الگ ہونے) کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے اور پھر چونکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ صفات، ذات پر زاید ہیں، عین ذات نہیں۔ پس جب ذاتی علم کو زاید سمجھا، تو اس کے احاطہ کرنے کا قائل ہو گیا اور اس سے کیا چیز سامنے آئی کہ احاطہ ذاتی کا قائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم اس کی ذات کی ایک صفت ہے، اس لیے اس کی ایک صفت کا احاطہ ہے۔ چونکہ سائل سوال کے دقائق و رموز سے بے خبر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے احاطہ کرنے سے، جو اس کے ذہن سے بہت دُور ہے، کیا حاصل کرے گا، قصہ کوتاہ میں بات کو مختصر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ احاطہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ صُوری، معنوی اور حقیقی۔ احاطۂ صُوری ادنٰے سے لے کر اعلےٰ تک کی مخلوقات کے مراتب کا خاصہ ہے، اور اس احاطہ میں ظرفیت و مظروفیّت یا تو ظاہر ہے یا پوشیدہ۔ اگرچہ بعض جگہ واضح نہیں ہوتا۔ اور احاطۂ معنوی حقیقی صفات کا احاطہ ہے خواہ اشیا کی صفات ذاتی ہو یا فعلی۔ کہ اللہ تعالےٰ ازل سے ابد تک تمام ممکنہ مراتب کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے جس طرح قدرت کی صفت ہے، کہ قدرتی معانی کے تصرّفات تمام اشیا کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح علم، ارادہ وغیرہ کی صفات ہیں۔ اور احاطۂ حقیقی اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا خاصہ ہے۔ اور احاطۂ حقیقی یہ ہے کہ خواہ صفات و کمالات کی وجہ سے مراتبِ وجُوب ہوں، اور خواہ جوہر، جسم، عرض کے مراتبِ امکان، اللہ تعالےٰ کی ذات سے ظاہر و باطن، قلت و کثرت اور قیام و وجود رکھتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی اور سے نہیں، اور یہ حقیقتِ حقیقی باقی ہر شے کو گھیرنے والی متحقّق ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے احاطۂ حقیقی کی حقیقت سے باخبر کیا۔ اور اس تحقیق سے جہت و ظرفیت کے وہم ختم ہو گئے۔ اور جس کی ضرورت تھی صفحۂ اعتقاد پر جلوہ گر ہو گیا۔

اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ علمائے ظاہر کا احاطۂ ذاتی پر رُک جانا، اس احاطہ کی نفی ہے، جسے عوام احاطۂ صُوری سمجھتے ہیں۔ اس سے احاطۂ حقیقی کی نفی کا پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس احاطہ کا ثبوت ایمان محض ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مکتوب : ۱۵

شریعت کے بعض عقائد پر یقین رکھنے کی تحقیق کے بارے میں۔

Marfat.com

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفر کی تیرگی سے نکالا اور اپنی مدد اور کامیابی سے دارالایمان میں داخل کیا۔ پاک ہے وہ ذات، جو مُردوں کو زندہ کرتی اور انہیں ولایات کے درجوں پر پہنچاتی ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے مخلوقات میں اتحاد وحلول سے منزّہ ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا جو کچھ ہے، وہ اس کی شانوں اور کمالات کے حسن کا عین ظہور ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے غافلوں کی آنکھوں سے پردہ فرمایا اور اپنے حضور میں حاضرین کو متحیر بنا دیا۔ آپ کے پُرخلوص اور بے کینہ، محبت سے بھرے ہوئے مکتوب کی آمد نے دل کو آسودہ کیا اور پیاسے دل کو طالبین کے سوالات کے پانی سے سیراب کر دیا۔ یہ جو لکھا گیا تھا کہ مفصل جواب لکھا جائے گا، تو انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ جس مسئلہ کو واضح طور پر میں بیان کرتا ہوں، اس کو غور سے سنیئے۔ اگرچہ توحید کے مسائل اور اللہ تعالےٰ کی اپنی مخلوق سے قُربت اور ہمراہی، بہت سے مجاہدوں اور بے شمار ریاضتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو" جو کچھ عبارت برداشت کر سکتی ہے، اسے حوالۂ قلم کرتا ہوں، ہو سکتا ہے، نفع بخش ثابت ہو۔

اوّل یہ جو لکھا گیا تھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر عالم کو حق تعالیٰ کے علاوہ کہیں، تو مخلوق کے ساتھ خالق کا کیا تعلق ہو گا۔ میرے عزیز! یہ اہم حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالےٰ صانع (بنانے والا) ہے۔ اور مخلوقات اس کی مصنوع (بنائی ہوئی) ہیں، اگر ان کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں، تو اپنی صُورت متخیّلہ کی مثال سے دلیل مقصد سمجھ لیں۔ خیالات کی تراش کے بعد اپنی صُورتِ متخیّلہ کے مرتبہ پر غور کریں اور جان لیں کہ قوت متخیّلہ نے سر سے پاؤں تک اس تمام عرصہ ومکان میں، جو تمام صورتیں وضع کی ہیں، وہ محض وہم کے مرتبہ پر ہیں اور ان متخیّلہ صورتوں کا بنانے والا، جو شخص ہے وہ خارج میں موجود ہے۔ اس لیے صاف صاف غیریّت، اور اس صورت کے ساتھ اس شخص کی معیّت کے

Marfat.com

باوجود وہ اس صورت سے اِتّحاد وحلُول کی حد تک منزّہ اور پاک ہے ، مرتبۂ وہم کو حقیقی خارجی مرتبہ سے قریب کی یا دُور کی نسبت نہیں۔ اور یہ مذکورہ باتیں قریب یا دُور کی جنسیّت کے بغیر ثابت نہیں ہوتیں، جیساکہ غور کرنے والے شخص پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔

میرے عزیز! جب دو چیزوں کے درمیان حدُود کی تحقیق ظرفِ زماں اور ظرفِ مکان سے ثابت شدہ ہے تو پھر وہ شخص عجب نادان ہے جو اللہ تعالےٰ کی لامکانی پر ایمان لانے کے باوجود حد کا احتمال پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ ہر حادث صریح طور پر قدیم کی ضد ہے اور تمام اَضداد ایک دوسرے کے سوا حادث پر غیر قدیم کے اطلاق پر رک جاتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دانا کی نظر میں مخلوق، خالق کے بغیر اور خالق و مخلوق کے درمیان غیریّت کے اطلاق سے حدُود کی تحقیق کرنا غیر معقول ہے۔

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی تمام معلُومات وجُود میں آگئی ہیں تو اس سے ضرُوری ہوجاتا ہے کہ ان کے حقائق کی اشیاء ایک واحد شئے ہوں اور یہ درست نہیں کیونکہ اشیا کے حقائق کو ان متصوّف حضرات نے اللہ تعالےٰ کی معلُومات قرار دیا ہے۔ اے نیک بخت! متصوّف، تکلّف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی اس شخص کو جو زبردستی صوفی بنا بیٹھا ہو اور ایسا شخص منزل پر پہنچا نہیں ہوتا اس لیے حضراتِ متصوّفہ کی بجائے حضراتِ صوفیہ کہنا چاہیے۔ تاکہ ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہوں۔ پس جاننا چاہیے کہ معلُومات کے پہچاننے میں بزرگ صُوفیہ کی باتیں بہت ہی دقیق ہیں۔ انتہٰی کہ اگر ہم یہ کہیں کہ تمام معلُومات وجود میں آگئی ہیں۔ تو ضرُوری ہوجاتا ہے کہ اشیاء اور ان کے حقائق ایک ہی ہوں اور اگر یہ کہیں کہ موجود غیر معلُوم ہے تو پھر یہ دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ کہیں کہ معلُوم اور تھا اور موجود اس کے علاوہ۔ اس لیے لازم آیا کہ جو وجود میں آیا، وہ حق کو معلُوم نہ ہو، تو یہ نقصانِ علم ہے کہ دُوسرے کو معلُوم

ہو۔ اور موجود اپنے وقت میں غیر معلوم ہو۔ یا پھر یہ کہوں کہ معلوم علم میں تھا اور جو کچھ وجود میں آیا وہ اس کی شبہ اور مثال ہے۔ اس سلسلے میں وجودِ مثالی اللہ تعالےٰ کے علم میں لازم ہو جاتا ہے اور یہ مخلوقات کی صفات میں سے ہے۔ پس ثابت شدہ بات یہ ہے کہ ہر موجود و مخلوق شئے کو اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات سے دو طرح کا تعلق ہے جیسا کہ قدرت، علم اور ارادے کا ہے۔ اور اس تعلق سے ہر شئے ٹھیک ٹھیک مقدور و معلوم ہے اور حق کی مراد 'لا' سے ہے اور ان بلند صفات کا تعلق اشیا کے وجود سے پہلے، اور اُن کے وجود کے بعد سے برابر کا ہے اس تعلق میں کوئی کمی یا زیادتی یا کوئی پہلے اور بعد کا فرق نہیں۔ اگر کمی اور زیادتی ہے یا پہلے اور بعد کی کیفیت ہے، تو وہ اس شئے کی نسبت سے اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کے اعتبار سے نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے اور وجودِ مثالی کے حصول کے بغیر ہر شئے اس کے علم بلکہ علم حضوری میں ہے۔ اور ہر شئے کو تمام وجود اور اعتبار سے وہ مرتبہ حاصل ہے، جو شُدنی (ہو جانے والا) ہے، جس میں زماں و مکاں کے تمام مراتب شامل ہیں، جو ازل سے ابد تک حق کو جانتا ہے اور ہر شئے اپنی اصل شکل میں اُسے معلوم ہے، نہ کہ ان کے حصول کی شئے جس سے بعض صُورِ عِلمیہ مراد لیتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں صُور اور حصول کی اللہ تعالےٰ کے علم میں گنجائش نہیں، بلکہ یہ شئے اپنے موجود ہونے سے پہلے اور بعد میں اس کے علم میں ہے۔ اور یہ وہ نادر معارف ہیں جو اللہ تعالےٰ طریقہ نقش بندیہ ہیں، طریقہ اجنبیہ کے مالک کے دل پر نازل کرتا ہے۔ اور اس کا تعلق صفاتِ فعلیہ سے ہے جیسا کہ خالقیت اور رازقیت ہے اور اس تعلق سے ٹھیک اسی طرح مخلوق، رزق پانے والی، اور فنا ہونے والی ہے۔ چنانچہ ہر چیز صفاتِ فعلیہ کے تعلق کی حیثیت سے مخلوق، موجود اور حادث (تغیر پذیر) ہے اور صورت یوں نہیں کہ معلوم کوئی اور شئے ہو اور موجود کوئی اَور شئے۔ یہ محض تنازع ہے۔ پس

Marfat.com

تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہی زید معلوم ہے اور یہی زید موجود، نہ کہ غیر زید۔

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ ضروری ہے کہ شے کی حقیقت عین شے ہو، تو میرے مشفق! یہ بات اس وقت ہو سکتی ہے، جب میں یہ کہوں کہ معلوم ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حیوانِ ناطق، حیوانِ ناطق ہے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو موجود ہے، وہ معلوم ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ انسان حیوانِ ناطق ہے۔ پس انسان حیوانِ ناطق کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لیے کسی شے کی حقیقت درست شے ہوتی ہے، فرق عبارت میں ہے۔ شے اور حقیقت میں نہیں ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ: میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ متصوّف حضرات نے مخلوقات کو واحدیت (ایک ہونے) کے مرتبہ میں رکھا ہے اور خالق و مخلوق میں صرف نام کا فرق رکھا ہے، جیسا کہ اولے اور مینہ، حالانکہ وہ ایک ہی شے ہیں۔ میرے مشفق! اگر مخلوقات کو واحدیت کے مرتبہ میں اس معنی میں کہوں کہ واحدیت کے مرتبہ کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔ تو یہ صاف غلطی ہے۔ کیونکہ واحدیت مرتبہ صفات ہے اور مرتبہ صفات، حصّے بخرے کرنے سے پاک اور منزّہ ہے۔ صوفیا میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے حصّے بخرے کرنے کا قائل نہیں۔ البتہ اگر کوئی متصوف ایسی بات کہے، تو بعید نہیں۔ کیونکہ وہ ظلیت (سائیہ) کے مرتبہ پر ہوتا ہے اور صاحبِ ظل غلطی سے محفوظ نہیں۔ اور وہ جو اولے اور مینہ کی مثال دیتے ہیں، اس سے مراد جزئی نہیں، میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں بلکہ میری یہ مثال بعض لحاظ سے صفاتِ مطلق کے ظہور سے ہر شے کی تحقیق و ثبوت کے لیے دی گئی ہے۔ جیسا کہ اولہ صاف صاف پانی کا ظہور ہے لیکن جزئیت کے مرتبے سے بالکل الگ ہے۔ لیکن اگر صرف نام کے الگ الگ ہونے سے کہیں، اور

Marfat.com

حقیقت، کو ایک جانیں، تو یہ اہل صفا صوفی کی بات نہیں ہوگی، بلکہ اہل ہوس متصوف کی بات ہوگی۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنی رحمتِ خاص عطا کر اور ہمارے معاملے کو درست کر دے!

مزید یہ کہ اگر تخت پوش کا ایک تختہ پلید ہو جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر ان سب تختوں کو ایک دوسرے سے میخوں سے اس طرح جوڑا گیا ہے گویا کہ ایک ہی تختہ بن گیا ہے، تو پھر وہ تخت پوش ایک تختہ کی حیثیت رکھے گا۔ اس سارے تخت پوش پر نماز جائز نہیں خواہ پاک جگہ پر نماز ادا کرے یا ناپاک جگہ پر، لیکن اگر تختوں کو لکڑی کے ساتھ جو تختے تختے ہو، میخوں سے جڑا گیا ہو، اور اس لکڑی کی بدولت وہ تختے آپس میں ملے ہوتے ہوں اور اسی لکڑی کی وجہ سے وہ تختے جدا جدا ہو سکتے ہوں، تو پھر پاک تختے پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اُس طویل تختے کا جواب بھی، جس کی ایک طرف پلید ہوگئی ہو، اسی میں پوشیدہ ہے اور چادر کی کیفیت بھی یہی ہے۔ اس کے بھی پاک کونے پر نماز جائز نہیں اگر مقتدی کو غفلت کی بنا پر امام کے رکن کا پتہ نہ چلے، تو چھوٹے ہوئے رکن کو ادا کرنے کے بعد امام سے ملنا درست ہے، اور اگر کوئی رُکن درمیان میں سے چھُوٹ جائے، اور امام سے ملے تو درست نہیں۔

اپنی مسواک کے سوا کسی دوسرے کی مسواک پکڑنا جائز نہیں، گری پڑی چیز اٹھانے میں یہ نیت رکھے کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا۔ اگر کوئی حائضہ اپنی عادت سے پہلے پاک ہو جائے، تو طہارت کے بعد روزہ اور نماز تو ادا کرے، لیکن شوہر کے نزدیک نہ جائے قرآن مجید میں حرفِ 'ا' جیسا کہ "یتلوا" میں لکھتے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے صیغہ جمع اور صیغہ واحد میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ بعض واحد صیغے، جمع کے صیغے کی شکل میں آتے ہیں، جس جگہ "لا" کی علامت ہو، ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔ اور بعض قاری بعض ایسے مقامات پر، جہاں وقف کرنا بہتر ہے، وقف نہیں کرتے اور

Marfat.com

اس کی سند صحابۂ کرام سے لاتے ہیں جو سارا قرآن وقف کئے بغیر پڑھ جاتے تھے۔ اور سُورہ فتح میں "اَفواجا" پر حاشیہ لکھا ہوتا ہے "وقفِ نبیؐ"۔ وہاں تھوڑا سا رکنے میں عذر ہے۔ بزرگوں نے اس کے نہ ہونے کی حالت کو بہتر سمجھا اور کہا ہے، اگرچہ ان کا نام نہیں لکھا گیا۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص ترکیبِ الفاظ کی بدولت معانی سے باخبر ہے، اگر وہ الفاظ کے فرق کو سامنے رکھے، تو اس کے لیے وقف کرنا ضروری نہیں۔ اور یہ وقف اور دوسرے مسائل جو سمجھ میں نہیں آتے، بالمشافہہ صحبت سے دُور ہو سکتے ہیں اللہ تعالےٰ آپ پر رحم کرے اور میری خطائیں معاف کرے۔

مکتوب : ۱۶

کلام اللہ کی حقیقت کی تحقیق کے بارے میں۔

اللہ گنتی کے بغیر ازل سے کلام کرنے والا ہے، ازل سے واحد حقیقی کے کلام سے مخاطب ہے، اور مخاطبوں سے اس کے کلام کا ظہُور متعدد الفاظ میں مرتبۂ حدوث میں کمال فضل وکرم سے، ایک دل پذیر بات کی صُورت میں، جو دوستانِ مہجُور کا شرف بڑھانے والی ہے نہایت پیارے نورانی دوستوں کے ذریعے نہایت اچھے وقت میں ہوئی، اور اُس نے ضروری امُور کی حقیقت سے آگاہی بخشی۔ چونکہ میں نے اُن عزیز کو عقائد کی وضاحت نہ رکھنے والے چند مکتوب لکھے تھے، اور ان دنوں عزیزوں میں ایسے مسائل سر اٹھا رہے ہیں، اور ان کے حل میں وہ بہت کوشش کر رہے ہیں، اس لیے ان عقائد کی تصحیح کے لیے اللہ کے فضل سے جو باتیں بڑی واضح ہوگئی ہیں، انہیں قلم بند کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ کے حکم سے اس سے بھی مسلمانوں کی خدمت ہوگی۔

چونکہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حق تعالےٰ ازل الازل سے خود

Marfat.com

اپنے کلام سے بے حد وحساب کلام کرتا ہے، اور گنتی حروف والفاظ سے پیدا ہونی ہے اسلئے ان دونوں کی اس مرتبہ عالی میں گنجائش نہیں، اور گنجائش بھی کس طرح ہوسکتی ہے کہ حق تعالےٰ کلام نفسی سے خیالی اور زبانی کلام کرتا ہے اور حروف وتعداد کا خاصہ ایسے ہی ہے جیسا کہ خیال وزبان۔ اور خیال وزبان کا نہ ہونا کمال کو ثابت کرتا ہے۔ اور چونکہ اس معنی کی تحقیق اکثر لوگوں کے لیے کئی ایک وجوہ سے مشکل تھی، مثلاً اول یہ کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ازل میں کلام کرنے والا تھا۔ اور اس کے سوا اور کوئی شئے نہ تھی (آیت کریمہ) "اللہ تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی شئے نہ تھی" اس لیے اللہ تعالےٰ کے کلام کا ظہور کسی مخاطب کے بغیر تھا اور مخاطب کے بغیر کلام کرنا بالعموم لغو سمجھا جاتا ہے، اور اگر فرض کرو، ہم بے مخاطب سے بھی مثبت معنی نکال لیں، تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کا بات کرنا سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ہوتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ازلی علم کی بدولت وجوب وامکان کے تمام مرتبوں کا بے کم وکاست جاننے والا ہے اس لیے جو بات کلام سے سمجھی جائے گی۔ وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہوگی۔ یا تو معلوم سے زیادہ یا عین معلوم۔ پہلی صورت میں علم کا نقصان ہے اور دوسری صورت میں تحصیلِ حاصل۔ اور پھر یہ کہ جو کچھ اس سے ظاہر وواضح ہے اور اس سے ہم تلاوت وقرأت کے ذریعے شرف حاصل کرتے ہیں، وہ متعدد ہے اور کثرت سے ہے اور از روئے شریعت عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ کا کلام ہماری زبانوں پر جاری، ہمارے دلوں میں محفوظ اور کتابوں میں تحریر ہے اور جو کچھ جلد کے اندر ہے، وہ قرآن ہے اور اللہ کا کلام ہے۔ اور صورت یہ ہے کہ شریعت کے مقرّرہ مراتب کے لحاظ سے جو کچھ تحقیق اور ظاہر ہوا ہے، وہ مقدار اور اجزا والا ہے۔ اس لیے اگر ہم کلام مطلق کو ان مذکورہ مرتبوں سے پرے جانیں، تو پھر جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اور جو کچھ محفوظ ہے، اسے کیا کہا جائے؟ کیا انہیں مخلوق اور غیر کلام سمجھیں؟ اس صورت میں ہم نے کلام اللہ کی تلاوت نہیں کی ہوگی۔

Marfat.com

اور یہ بات نجات یافتہ فرقہ کے طے شدہ اصُول کے خلاف ہے۔

اور اس معنی کی حقیقت بزرگوں کے طفیل (خدا اُن کے اسرار کو پاک رکھّے) اس عاجز پر یُوں ظاہر کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ ازل سے اپنی ذاتِ قدیم کا خود مدح کرنے والا، خود وصف بیان کرنے والا اور خود تعریف کرنے والا ہے۔ اور اس میں، وحدتِ حقیقی کے تمام محامد اور تمام اوصاف شامل ہیں۔ یہ مدح وتعریف نُورِ مطلق کے ذریعے بے خوف اور بے آواز ---- اس طرح ہے، جس طرح کہ چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کے ناموں میں سے ہر نام نفسِ ذات کی مدح وتعریف ہے، اور اس کی لا انتہا قابلیات میں سے ایک قابلیت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کا سب سے بہترین تعریف کرنے والا، اور اعلےٰ ترین ثنا کرنے والا ہے۔ اور یہ مرتبے لا انتہا اور بے نہائت ہونے کے باوجود گنتی سے پاک اور بری ہیں۔ بلکہ وہی حقیقی طور پر بے کیف ہے کہ لا انتہا کمالات کے باوجود اس میں گنتی اور حصّے بخرے کرنے کی گنجائش نہیں۔ "سبحان اللہ" کا کلمہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور جو اس کے اوصاف میں سے ہے، گنتی اور اجزا کی نفی کرنے کے لیے کافی ہے، کیونکہ جو شئے گنتی اور اجزا میں آجائے، بے شک اس کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے بلکہ ہر عدد اپنے طور پر مُنتہی ہے، کیونکہ جب نہائت ختم ہو گئی تو عدد اور اجزا بھی ختم ہو گئے۔ اور چونکہ متکلّم کے بغیر مدح اور وصف کی تکمیل نہیں ہوتی، اس لئے اسمِ متکلّم سے موسُوم، اور صفت کلام سے موصوف ہے، اس اصلی حقیقت اور وحدتِ تحقیقی کے پیشِ نظر اُس کے لیے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرُورت نہیں۔

چنانچہ اس تحقیقِ کامل سے اللہ تعالےٰ کا کلام بلا عدد اور بلا جُز، اور ازل کے ازل سے بے شک وشبہ موجود وثابت ہے۔ چونکہ کلام کی صفت اس کی ذاتی صفات میں سے ہے اور ذاتی صفات کا ظہور دو مرتبوں میں ہے، قدیم کے اعتبار سے مرتبہ

Marfat.com

واجب ہے اور حدوث کے اعتبار سے درجۂ امکان، اس لیے مذکورہ بالا سنتِ کلام کا ظہور، پہلے مرتبہ میں قدیمی اور ازلی ہے اور اس ظہور سے اللہ تعالیٰ اسم سے مسمّیٰ ہوتا ہے۔ اور اس ظہور میں اسے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں اور دوسرا مرتبۂ ظہور الیل ہے کہ اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کی تمام تعریفوں میں سے ہر تعریف غیب الغیب کی پوشیدہ قابلیات میں سے ہے جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ مخفی قابلیات ظہورِ ثانی اور موجودیتِ خارجی کا تقاضا کرتی ہیں اور اس کے لیے حقیقی ارادہ اور حکمتِ بالغہ کی ضرورت ہے، جو ازل سے مقررہ کردہ اوقات پر موقوف ہے اور یہ اوقات بھی صرف انہی قابلیتوں کے تقاضوں کا ظہور ہیں تاکہ مخفی قابلیتوں کے ظہور سے اس مرتبۂ ظہور پر ظاہر ہوں۔ اور مدح و ثنا کے تمام مرتبے اپنی لانہایت قابلیتوں کے ساتھ، کہ خزانۂ پوشیدہ انہی سے عبارت ہے، غیب کے مرتبے سے شہادت کے مرتبہ میں محبت کی بدولت اپنے نفوس کی حیثیت میں ظہور پاتے ہیں۔ اور اندماج (پیوستگی) کے مرتبہ سے عرفاں کے مرتبہ میں اپنی قابلیتوں کے نفوس کی حیثیت سے تقید یا حدوث کی حالت میں تفصیل سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اور جب ان کے ظہور کے اوقات اپنی مقدورہ شرائط کے ساتھ آپہنچتے ہیں، تو وجودِ حقیقی کے فیض کے ظہور سے موجودیت، عدم کے پردے سے محسوسات کے اس مرتبہ میں ظاہر ہوتی ہے، اور اس کو اس کی نمود کے حساب سے زندگی دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مدح و ثنا کی بدولت ظہور میں آگیا۔ اور غیب کا معاملہ عرفان کے مرتبے میں شہادت اور تفصیل سے ظاہر ہو گیا اور ان مراتب کے شہود میں آجانے سے مکمل ذات و صفات کا ظہور خوبی بخت سے واقع ہو گیا۔ اور اس مقام پر آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں میں ہے اللہ کی حمد کرتا ہے" کے معنی سمجھنے چاہییں، چنانچہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالےٰ کی مدح و تعریف کا ظہور ہے اور اس کے کلام مطلق

Marfat.com

کے ظہور سے دوسرے مرتبہ میں کلمہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں ہے۔ اور لفظِ کلمہ سے مراد حق تعالےٰ ہے اور "مَاتقدت کلمات اللہِ" (اللہ کے کلمات کو قید نہیں کیا جاسکتا) اس مدعا کو ثابت کرنے والا اور اس دعوے کی وضاحت کرنے والا ہے۔

مکتوب : ۱۷

حضرت پیر دستگیر بنوری قدس سرہٗ کے قولِ منظوم کی تحقیق میں۔

من ترا ایستم، ہمیں حمد است تو منی نیستم، ہمیں حمد است۔

(ترجمہ - میں تیرے لیے کیا ہوں یہی تعریف، اور تو میرے لیے نہیں ہوائے اسی تعریف کے۔ اور اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ تو ہے، میں نہیں ہوں، چنانچہ صفتِ کلام کے اس ظہور سے دوسرے مرتبہ پر حدوث وتقید تھا۔ اس ظہور سے اللہ تعالےٰ، اسم سے مسمّیٰ ہوکر بعدِ کمال ظاہر ہوا۔ اور واحدِ حقیقی کے کلام سے دونوں مرتبوں پر متکلّم تحقیقی تھا۔ اور کائنات کا ہر ذرّہ کلامِ مطلق کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے اور مذکورہ بالا تحقیق کی رُو سے اور اس دوسرے ظہور کی بدولت کلام کی صفت دو قسم کی ہے ایک عام اور دوسری خاص۔ اور عام قسم میں مخلوقات کا ہر ذرّہ حصہ دار ہے، اور سب سے نہائت عام مرتبۂ ظہورِ عام کے مرتبہ میں نورِ محمدی کا ظہورِ انوار کے مرتبہ میں ہے، اور جسموں کے مرتبے میں آنحضرت کا جسم ہے۔ اور اس درجہ کا عام ہونا اس معنی میں ہے کہ کائنات کا ہر فرد اگرچہ "کُن" کے حکم سے کلمہ کا ظہور ہے اور تمام حمد وثنا کے لائق اپنے کمالات کے ظہور کی بدولت صرف وہی محمودِ حقیقی ہے لیکن افعال واقوال وغیرہ میں سے جو کچھ اس فرد کے پاس ہے، وہ ان پابندیوں سے منسوب اور ان کے متعلق ہونے کی حیثیت سے ہے، جو اس مرتبۂ پابندی کی وجہ سے حاصل ہے اگر کلام مخلوق ہے، تو وہ مخلوق

Marfat.com

کی طرف مُضاف ہے، اور اگر شنیدہ وغیرہ ہے، تو پھر بھی اسی سے متعلق ہے۔
کیونکہ ان کی تخلیق میں مخلوق کا بھی تھوڑا بہت واسطہ رہا ہے، بلکہ ان کی تخلیق میں مخلوق
کی طرف انتساب کی تخصیص بھی تخلیق کی گئی ہے اور اس خصوصیت کی حفاظت کرنا ہر
فرد پر لازم ہے اور یہ خاص قسم آسمانی کتب کی لفظ و معنی کی حیثیت سے ہے، فقط
لفظ کی حیثیت سے نہیں۔ اور احادیث قدسی کے الفاظ گویا عام اور خاص کے
درمیان برزخی ساخت رکھتے ہیں اور خاص قسم میں بے حد مکمل اور بے حد جامع قرآن مجید
ہے۔ اور اس کتاب میں کسی واشو لفظ کا نہ ہونا اس دعوے کی دلیل ہے اور
اس مرتبہ پر اس کے خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ اور معنی کے حساب سے
اللہ تعالے کی طرف منسوب ہے۔ اور اس کے مطلق حقیقی کا کلام ہونے کی دلیل یہ ہے،
کہ اس صفت میں کوئی دوسری شئے اس میں شریک نہیں، اور سوائے ظاہری
الفاظ کے کوئی مخلوق درمیان میں حائل نہیں، اور کسی غیر کا تصرف نہیں، بلکہ عین
تخلیق میں ان مبارک الفاظ و حروف نے اللہ تعالے سے ذاتی انتساب حاصل
کیا اور ان کی اس خصوصیت کی حفاظت تمام زمانوں میں تمام مسلمانوں پر عائد
کر دی گئی۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ مظہریت میں قابلیات کا ظہور ہے اور خود خالق
حقیقی کا کلام اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ، جیسا کہ اطلاق کی جاتی ہیں، ظاہر ہے۔
اور عین ظاہر ہونے کی حالت میں پڑھا ہوا اور پڑھنے والا زیر حفاظت اور حفاظت
کرنیوالا اور ہمارے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ وہ قرأت کے بغیر قاری، حفاظت کے ادراک کے بغیر حفاظت
کرنے والا اور حروف و کاغذ کے بغیر بلکہ تمام ذرات کو گھیرنے والا ہے اور صرف
بے کیفی کو ظاہر کرنے والا ہے اور جو کچھ سمجھا جاتا ہے اور جس میں وہ گھرا ہوا ہے وہ
قابلیتوں کے ظہور کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اسے (قرآن) اللہ تعالےٰ کے دیدار سے

Marfat.com

قیاس کرنا چاہیے جو آخرت میں مومنوں کو کرایا جائے گا، اور اس وقت اللہ تعالےٰ کو دیکھا جاسکے گا۔ لیکن اس کا احاطہ اور ادراک نہیں کیا جاسکے گا۔ اور اس دیدار میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں۔ اور کلام کی حقیقت کا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کی صفتِ ذاتی کی نسبت سے ہے اور الفاظ وحروف کا انتساب اللہ تعالےٰ کی طرف اس کے مخلوق ہونے کے رتبۂ عالی سے ہے۔ اور اس کا ظاہر ہونا کلامِ مطلق کا خاصّہ بلکہ حقیقت ہے کیونکہ یہ منظم بیان جو تختیوں کا غذوں وغیرہ پر ثبت کیا ہوا ہے، ایسا ہے کہ اس میں کسی مخلوق کا حصّہ دار ہونا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کی مظہریّت کے۔ اور "میں نے اس میں اپنی روح پھونکی" کے یہی معنی ہیں۔ اس جگہ مراد روحِ مطلق سے ہے، جو ساری مخلوقات کا مبدا و منشا ہے۔ سُبحانَ اللہ، اسی سے قرآن کے حُروف اور الفاظ کا بلند مرتبہ سمجھ لینا چاہیے کہ روحِ مطلق کی اضافتِ تعظیمی کو آنکھ سے جوہرِ بسیط کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ ان حروف والفاظ کو اس مرتبہ محسُوس ومرکّب کو مخلوقیت کی رہ سے بے واسطہ تخلیق کیا گیا ہے۔ پس ان حروف کے معنی اور حقیقت کے متعلق کوئی کیا بیان کرے۔

الغرض قرآن کی تمام آیات سے نہایت مکمل، نہایت جامع اور نہایت شامل آیتِ تسمیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر سُورت کے شرُوع میں واقع ہوتی ہے اور ہر سورت کی ابتدا اور اس کا آغاز، بلکہ ہر کام کی ابتدا اس سے ضروری ولازم ہوگئی ہے۔ پس جامعیت کے اعتبار سے تمام کمالات کے مقابلے میں یہ واحد النفسی کلام اس آیتِ عظیمہ کی حقیقت ہے اور اس مبارک آیت کی لفظی صورت ایسی صورت ہے کہ اپنی اصل کی حقیقت ہے جو کلامِ مطلق ہے اور اس کلامِ مطلق کے کمالات پڑھنے اور سمجھنے کے اعتبار سے حقائق ہیں بلکہ قرآن مجید کی دوسری آیات، اور دوسری آسمانی کُتب کے حقائق بھی اسی میں ہیں۔ اور کلامِ نفسی کا مرتبہ جامعیت

Marfat.com

اور مدحِ مُطلق کے اعتبار سے جو تسمیہ کی حقیقت ہے، اپنے تمام کمالات کی متبُوع (سردار) ہے اور تمام ظاہری مراتب، جو قابلیتوں کے ظہور ہیں، کلامِ مطلق کے کمالات ہیں۔ اور مقررہ اوقات کے مطابق ظہُور پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ محض 'کُن' کے حکم کے بلند تقاضوں کے مطابق کلامِ مطلق کی قابلیت سے دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تسمیہ الف، لام، میم کی حقیقت اور صورت کے لیے ایک جامع نقطہ ہے۔ اور الف لام، میم سے وجُوب کے تین مرتبے[۱] مراد ہیں .... اور یہیں سے ان اشعار کی تحقیق کرنی چاہیے جو حضرت پیرؒ نے تسمیہ کے حق میں ارشاد فرمائے ہیں۔ والسلام والاکرام۔

گرچہ دُورم ولے قریب ترم　　　طالبِ روئے دوستان خودم

(ترجمہ: اگرچہ میں دُور ہوں لیکن (حقیقت میں) بہت قریب ہوں (کیونکہ) دوستوں کی دید کا طالب ہوں۔)

اور جان لینا چاہیے کہ تسمیہ حق تعالےٰ کا کلام ہے۔ اگر یہ سوال کریں کہ اہلِ تحقیق کی یہ طے شُدہ بات ہے کہ حق تعالےٰ بے حرف و آواز ہے اور تسمیہ تو تمام حروف پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس پر کلام کا اطلاق کرنا کس طرح جائز ہے؟ جیسا کہ تمام آسمانی کتابیں صحیفوں میں لکھی ہوئی ہیں، زبانوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں محفوظ ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تسمیہ اور تمام آسمانی کُتب پر کلام کا اطلاق دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو تعلقِ تخلیق کی وجہ سے یا تعلّقِ توصیف کی وجہ سے۔ اگر انہی لکھے ہوئے حُروف پر اللہ کے کلام کا اطلاق کریں، تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن اس تعلّق کو تعلقِ تخلیقی کہتے ہیں کیونکہ اس کے تمام حروف حق تعالےٰ کی تخلیق ہیں اور یہ مطلقِ حقیقی کے کلام کا مظہر ہے، جو حرف و آواز سے پاک ہے اور اس کی تخلیق میں کسی مخلوق کے ہاتھ کا دخل تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے مختصر بیان کے اور چونکہ یہ مبارک اور بلند

---

[۱] یعنی الف سے ذات، لام سے صفات اور میم سے مُراد اللہ تعالےٰ کی ذات کے کمالات ہیں۔

Marfat.com

الفاظ تمام مخلوقات کے دخل سے پاک ہیں اور الفاظ کو بولنے والے کی طرف نسبت کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں، اس لیے مجبوراً ان الفاظِ عالیہ کو اللہ تعالےٰ کے کلام سے منسوب کیا گیا ہے، تاہم اس تخلیقی تعلق کی وجہ سے شانِ عظمت ملاحظہ کی جانی چاہیے کہ روحِ اعظم کو، جو تمام مخلوقات میں سے مخلوقِ اول ہے اور پاکیزگی کا بلند مرتبہ رکھتا ہے، روحانی اور نورانی مرتبوں میں تعلقِ تخلیق سے مشرف کیا گیا ہے، جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ "میں نے اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا" اس سے مراد وہ لکھے ہوئے، محسوس کیے ہوئے، قید کیئے ہوئے' اور جسم رکھنے والے الفاظ ہیں۔ جو بے شمار واسطوں سے حقیقی اور قدیمی کلام کے مظہر ہیں۔ انہیں اس حقیقتِ حقیقی سے منسوب کر کے کیا بیان کیا جائے کہ اس کی صفات قدیم، ازلی اور ابدی ہیں۔ کس کو حوصلہ ہے کہ ان مظاہر کے لباس کے بغیر اس کے وصال سے عزت پائے۔ بمطابق آیت کریمہ اور" انسان کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، بجز اس کے کہ وحی کی جائے، یا پردے کے پیچھے سے بات کی جائے"۔ اگر حروف سے نظر اُٹھالی جائے، تو ان حروفِ مبارک کے ذریعے ہمیں حق تعالےٰ کے کلام سے جو حصّہ عطا کیا گیا ہے، اور اس کے بولنے اور اس کے یاد کرنے سے محض ان حروف کو تقدیم و تاخیر کے بغیر ادا کرنے سے صحبتِ حقیقی میسّر ہو جاتی ہے۔ اگر اس مرتبۂ حقیقی پر کلام کا اطلاق کریں، تو بجا ہے۔ لیکن یہ تعلقِ توصیفی کا معاملہ ہے، کیونکہ بات کرتے وقت یہ مبارک الفاظ کہنا مطلقِ حقیقی کے کلام کا ادا کرنا ہے نہ کہ کسی غیر کا۔ اس لیے اگر ان الفاظ کے بولنے سے کلامِ حقیقی کا بولنا میسّر نہ ہو، تو پھر ہم نے کیا کام کیا؟ وہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہم کلامِ مطلق کی شانِ عالی کے باوجود جو حروف کی گرد سے پاک اور منزّہ ہے، ان الفاظ بابرکت کے اظہار سے اللہ تعالےٰ کے کلام سے کمی بیشی کے بغیر فیض یاب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ کلامِ مطلق کا ظہور اوّل تو نفس مدعا کے اعتبار سے ہے کہ اس مقام پر حرف و آواز نہیں، اگرچہ وہ نورانی ہوتے ہیں اور یہ پہلا ظہور، پہلے نور میں ہے، جو حضرت محمدؐ کا نور ہے۔ اور لطیفۂ پوشیدہ اس سے ظاہر ہوا ہے۔ دوسرا ظہور نورانی حرف و آواز سے حضرت جبرئیل کا نور ہے، جو اس آواز کو سنتا اور کلام کرتا ہے۔ اور "جو کچھ اللہ تعالےٰ ارادہ کرتا ہے" سے یہی مراد ہے تیسرا ظہور حرف و آواز کا وہ ظہور ہے، جس سے جبرئیلؑ انبیا سے کلام کرتا ہے، چوتھا ظہور حرف و آواز کا جسمانی ظہور ہے، جس سے انبیا کلام کرتے ہیں، پانچواں ظہور حرف و آواز کا کتابی ظہور ہے، جس سے مقدّس کتابوں کی کتابت کی جاتی ہے۔

اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ ان پانچوں مرتبوں سے جس مرتبہ پر وہ مشرف ہو، اس مرتبہ کے عین وصول ہونے پر کلامِ مطلق کے مرتبۂ حقیقی بلکہ متکلّم ازلی کا کسی حلول اور اتحاد کے بغیر وصول ہونا سمجھے۔ اور اس پر یقین کرے[1] تاکہ کوئی حجّت باقی نہ رہے ؏

یار درخانہ و من گردِ جہاں گردیدم

(دوست گھر میں تھا اور میں دنیا بھر میں پھر رہا تھا)

مکتوب : ۱۸

محمد صادق جالندھریؒ کے نام اس عقیدہ کی تحقیق کے متعلق کہ انسان فاعلِ مختار ہے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو عظیم ہے اور سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو کریم ہے۔ عرض ہے کہ سچے دوست کو صدقِ حقیقی سے حصّہ ملا ہوا ہے اور سچے عقیدے کی پہچان عطا کی گئی ہے، اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق مسئلہ اختیار[1] میں اللہ تعالےٰ کا بے نہایت فضل عطا ہو۔

---

[1] مثنوی معنوی کے اشعار کی طرف اشارہ، جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔
۱۔ اگرچہ اس کا کوئی کام اختیار کے بغیر نہیں، لیکن اختیار اس کے اختیار میں نہیں۔
۲۔ اگرچہ وہ نیکی کرنے سے دُور رہے، لیکن وہ اس اختیار کے ہاتھوں مجبور ہے۔
۳۔ جس پشیمانی سے وہ کانپتا ہے، اس کی پشیمانی کب لرزاں ہوتی ہے۔

Marfat.com

میرے عزیز! تم نے اسم قہار کی نسبت سے اختیار کے مسئلے میں، اور گناہگار بندے کے مبتلائے عذاب ہونے کے بارے میں پوچھا تھا کہ جب ہر ذرہ اور ہر مخلوق ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت کی پابند ہے اور کسی زمانے بلکہ کسی گھڑی میں جو کچھ بھی وہ کام یا آرام کرتی ہے، وہ سب اس کے اپنے اختیار اور ارادے کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے بندہ کو مختار کہنے اور اس فعل اختیاری کو موجبِ عذاب ٹھہرانے کا مطلب کیا ہے اور اس بے انتہا اضطراب کے باوجود اس کو مختار کا نام دینے کا ثبوت کیا ہے اور اس قدر بے اختیاری کے باوجود اس کو عذاب دینا کہاں کا انصاف ہے؟

میرے عزیز! اس مسئلے کو سمجھنے کی دو راہیں ہیں۔ ایک تقلید کی راہ سے اور دوسری تحقیق کی راہ سے تقلید یہ ہے کہ چونکہ میں نے نجات پانے والے اہل سنت والجماعت کو تمام دوسرے مذاہب سے زیادہ حق پر پایا ہے، اس لیے تمام مسائل میں جیسا کہ انہوں نے طے کیا ہے، مسائل مذکورہ کو سن کر ہر خاص و عام کو پورے خلوص سے ان پر یقین واعتقاد رکھنا چاہیے، خواہ ہم ان کے دلائل سے واقف نہ ہوں اور دل کے پورے یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ اہل حق کی اس جماعت نے جو کچھ مقرر کر دیا ہے، وہ برحق ہے جیسا کہ ایک ابتدائی طالب علم کو اعلیٰ علوم کی حقیقت کے بارے میں جس میں اسے دسترس نہیں ہوتی، کوئی شک نہیں ہوتا، اگرچہ وہ بات کو پوری طرح نہیں سمجھتا لیکن وہ اس اعلیٰ علم کی حقیقت پر ایک غیبی اور تقلیدی ایمان رکھتا ہے اس میں اُسے کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی حقیقت کی تحقیق کرنا، اشیا کی حقیقت کی تحقیق کرنے پر موقوف ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ ہمیں بےہودہ مشاغل سے بچا اور ہمیں اشیا کی حقیقت جیسی کہ وہ ہے، دکھا"۔ اور وہ تحقیق بلند مقام رکھتی ہے کہ خاص الخاص میں سے بھی کسی کسی کو یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ نبی پاک کے اتباع

Marfat.com

ہی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور چونکہ آں عزیز کی روشن بیان زبان سے یہ بعید نہیں کہ اس نے مبتدیوں کے سادہ دماغوں میں مسئلے کے سمجھانے کے لیے اس قسم کی باتیں دماغ میں ڈال دی ہوں اس لیے چند باتیں جو بزرگوں کی طرف سے امانت ہیں، حق کی تلاش کرنے والوں کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔

جان لینا چاہیئے کہ وجود میں آنے سے قبل ہر مختار و مجبور اللہ تعالےٰ کے علم، ارادے اور قدرت کی وجہ سے اس کی ذات، صفات اور کمالات کی بدولت معلوم و مقدور تھا، سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں تھا۔ اور یہ سب کچھ مرتبہ خارج میں اس کے اسماء کے حسنِ کمال کے اظہار کے لیے ہے۔ لیکن اسے اس کے اظہار اور اس حکمتِ بالغہ میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ چنانچہ ان معلومات، مرادات اور مقدورات میں سے بعض اپنے مقام پر مخصوص لطایف کی صفات کی مظہر ہیں اور بعض صفات قہریت کی مظہریت۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت اپنے مخصوص مظاہر کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اور چونکہ ان عالی شان مرتبوں میں ظہور کے لیے وہ تمام مظاہر میں کامل تر اور قوی تر ہے اور اس لم یزل کی تمام صفات کے ظہور کے بغیر اس کی مظہریت کی مکمل تحقیق نہیں ہو سکتی اس لیے وہ اعلیٰ علم وارادت اور قدرتِ ازلی کے مرتبہ میں اپنی موجودیت سے پہلے ہی وجود، حیات، علم، ارادت اور قدرت اور سمع و بصر وغیرہ کی صفات سے لائق و موصوف تھا۔ اور معلوم، مراد اور مقدور بن گیا، جیسا کہ صفتِ اختیار سے اور اس بلند درجہ میں موجود وحی، عالم و مرید، قادر و سمیع اور بصیر وغیرہ کے نام سے موسوم ہوا بغیر اس کے کہ موجود ہوں یا خارج، اور اسی طرح اسم مختار سے اور چونکہ موجودیت کے بعد جو کچھ ان کی طرف سے ان کی بدولت ان کے اندر ظاہر و پیدا ہے خواہ وہ ان کی ذات و صفات ہوں، خواہ افعال و آثار: کسی کمی و بیشی کے

Marfat.com

بغیر وہی ظہور پہلے مرتبہ کا ہے، اس لیے اس مرتبہ میں بھی ان اسما کے مسمّٰی اور ان صفات کے موصُوف انہی مخصُوص صفات کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ بغیر کسی کمی یا بیشی کے اور وہ دوسری تمام مخلوقات میں سے زیادہ مختار اور زیادہ صریح ہے اس لیے ذی علم اور صاحب عقل پر لازم و واجب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے جس نام اور جس صفتِ موجودیّت سے قبل مسمّٰی اور موصُوف کیا ہے، اور اپنے ناموں اور صفتوں میں تصرّف کرنے والا بنایا اور اُس کی اِس مرتبہ علم و ارادہ میں استعداد بخشی اور اس نے قبول کرنے سے انکار نہ کیا اور اُسے قبول کر لیا؛ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے کہ "ہم نے اپنی امانت پہاڑوں...." اُسے اپنی استعداد کے مرتبہ سے آگاہی دی گئی ہے اسلیئے اُسے چاہیے کہ موجودیّت کے بعد بھی اس مرتبہ میں اپنے آپ کو اپنی اِن تمام خامیوں اور خوبیوں کو جاننے اور اپنے آپ کو اپنی خواہشات کا غلام بنا کر طبعی ناموں سے موسُوم نہ کرے اور اپنے آپ کو جاہل و مجبور قرار نہ دے اور جان لے کہ دنیا کی تخلیق، صرف اللہ تعالےٰ کی جمالی اور جلالی صفات کے کمالات کے حُسن کے اظہار کے لیے ہے اور ہر صفت اپنے قدیم اور ازلی تقاضے کے مطابق اس بات کی متقاضی ہے کہ مخصُوص خارجی مظاہر میں جلوہ گر ہو۔ اور اس کے تقاضے میں ہر خارجی مظہر کو مخصوص نام سے موسُوم اور ذاتی اور فعلی صفت سے موصُوف کیا گیا ہے اور چونکہ انسان کو تمام دوسرے مظاہر کی نسبت زیادہ مکمّل اور زیادہ عُمدہ مظہر کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اس لیے اگر ہر اسم کے حُسنِ کمال کے ظہور کا ثمرہ مظہر میں پیدا نہ ہو سکے اور اس معاملے میں اگر مظہر میں ویسی تمیز اور علم پیدا نہ ہو، تو اس مظہر کے حق میں مکمّل مظہریت کس طرح ثابت و محقّق ہو گی۔ اِس لئے صفاتِ جمالی کا پھل مظہر کے راحت و آرام میں ظاہر ہوتا ہے اور اس صفت کو ازل میں ثواب کا نام دیا گیا ہے اور جلالی صفات کا پھل درد اور رنج ہے۔ اور اس کو عذاب کا نام دیا گیا ہے اور اس علمی امتیاز کا وجُود تمیزِ حقیقی اور علمِ قدیمی کی صفت

Marfat.com

سے ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی تمیز اس کے قدیمی علم سے اختیار کی صفت کے بغیر واجبی نہیں ہے اس لیے کون وحدوث کے اختیار کو واجبی اور ازلی اختیار کے ظہور کے لیے ایک معلوم مرتبے کے مطابق خارجی وجود عطا کیا گیا ہے تاکہ دوسری ہر شان کے مظاہر سے الگ ظاہر ہو اور اپنی جنس سے فعلِ اختیاری کے سبب جو اگرچہ کوئی ہے، الگ تمیز حاصل کر لے اور خبیث وطیّب کی تمیز اسی بات کی دلیل ہے اور چونکہ خبیث کو طیب سے پہچاننا امر ونہی کے ظہور کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس لیے وہ اس معلومیت اور مقدوریت کے مرتبے میں امر ونہی کے لیے جس کا اُسے حکم دیا جاتا اور منع کیا جاتا ہے، خارجی وجود کے مرتبہ میں اُسی طرح مامور اور منہی ہے اور امر ونہی کے ظہور کے سبب اپنے اندر کمالِ امتیاز پیدا کر لیتا ہے تاکہ جہالت سے نکل آئے اور ظہور کامل کے لائق بن جائے۔

میرے عزیز! لوگوں میں مسئلہ اختیار کے معاملے میں جو شبہ وانکار پایا جاتا ہے، وہ بھی ان کے اختیار سے اس مرتبۂ معلوم میں اللہ تعالےٰ کے اختیارِ حقیقی کے کمالات کے ظہور سے معلوم ومقدور ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اپنے کمالاتِ علمی کے اظہار کے لیے جو صفاتِ جمالی کا خاصّہ ہے۔ انہیں مکرّم ومعزز نہیں بنایا اور یہ بھی ان کی حقیقی استعداد کی نااہلی کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ یہ بات بعض کے حق میں دائمی اور بعض کے حق میں وقتی ہوتی ہے اور چونکہ انہیں مرتبۂ امکان اور مرتبۂ وجوب کے درمیان اتنی قوتِ تمیز نہیں دی گئی جتنی کہ چاہیے تھی۔ اور انہیں ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے والے کے درمیان تحقیق کرنے کی لیاقت نہیں دی گئی، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ اپنے ہر فعل، قول، اسم اور صفت میں مصروف، اور اللہ کی قدرت واختیار کے ماتحت ہوتے ہیں، اس لیے ہم اپنے حق میں مختار وقادر کا نام، اور اختیار وقدرت کی صفت کس طرح مان لیں، کیونکہ کسی فعل وقول میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے

Marfat.com

تعلیم دی، جو اس مہربان ذات کے لائق ہے، اور اسے کثیف اوہام کے گرداب سے بغیر اپنے آپ کو مستقل اور فاعل پالیں، تو پھر البتہ اس فعل وقول میں اختیار کی صفت ہم میں مانی جاسکتی ہے اور چونکہ ایسا نہیں۔ اس لیے اختیار میں نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ اپنے بے انتہا فضل سے اگر اُن کے حق میں ازلی ارادہ سے مخصوص اوقات میں کوئی مقدر شئے ---- ان کے سینے میں ڈال دے، تاکہ وہ جان لیں کہ ہم اور جو کچھ ہم میں پیدا وظاہر ہے وہ ممکن ہے، ہماری ذات سے، ہماری صفت سے ہمارے فعل سے۔ اور ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ذات وصفات اور افعال کی حیثیت سے ہونا اور نہ ہونا واجب الوجود کے زیرِ اختیار ہو۔ اور حق تعالےٰ کے سوا اور کچھ واجب نہیں، اس لیے اگر ذات ہمارا وجود ہے کہ اس سے ہمارا وجود موسوم ہے اور اگر سُننا، دیکھنا، جاننا اور ارادہ کرنا ہماری صفات ہیں، جن کی بدولت ہم سُننے والے دیکھنے والے، جاننے والے اور ارادہ کرنے والے ہیں، تو ہونے اور نہ ہونے میں ہم پوری طرح واجب الوجود کے سمع، بصر علم اور ارادہ کے محتاج ہیں۔ جس طرح ہماری اختیار کی صفت کہ چاہیں تو لیں چاہیں تو چھوڑ دیں، اس درجہ میں ہے کہ اس کی بدولت ہم تمام دیگر مخلوق سے اپنے آپ کو الگ شمار کرتے ہیں اور اس صفتِ اختیار کے لیے ہم واجب حقیقی کے محتاج ہیں۔ اور اختیار اللہ تعالیٰ کا خاصّہ ہے، جو واجب قدیم ہے، ازلی اور لم یزلی ہے، جو غیر، تغیر، اور تبدیلی کی شرکت سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مختارِ کُل ہے۔ اور جو اختیار ہماری صفت ہے، وہ ممکن اور حادث (مٹ جانے والا) ہے۔ وہ فانی اور ہلاک ہونے والا ہے اور ہر آن اپنے بغیر اور اپنے ساتھ ہے، اور اختیارِ واجب سے کسی طرح شرکت کی بُو نہیں رکھتا۔ اور ہم شرکت کی آرزو کس طرح کریں، کہ اللہ تعالےٰ نے تخلیقِ کائنات میں اپنے حُسن اور کمال کا اظہار کر کے اپنی حکمتِ بالغہ سے مخلُوقات کو اپنی ذات اور صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اگر ہم اپنے لیے مستقل اختیار، تلاش کریں، تو یہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ناموافقت کا اظہار کرنا اپنے

Marfat.com

ہوئے احاطہ میں لے سے ، جبکہ ایک کامل اور مکمل عارف ، جس کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے ، جب جہالت کی پستی سے حقیقی علم کے درجے تک پہنچتا ہے ، تو جان لیتا ہے کہ منعمِ حقیقی لیے دعوئے کمال کرنا ، اور اس کے کمال میں کمی تلاش کرنا ہے ۔ اور یہ بالکل نادانی ہے ۔ اور اس عقیدے کو اس نادان کا اختیار کرنا ، اللہ تعالےٰ کے اسم مختار کی وجہ سے قہر کی تجلی ہے ۔

میرے عزیز! اگر تو دیکھے تو تُو پائے گا کہ تیرے مولا نے تجھے فاعل و مختار کہا ہے ، چنانچہ آیت کریمہ " عمل کرو ، جیسا تم چاہتے ہو " سے یہ ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرکے تُو اپنے آپ کو غیر مجبور اور غیر مختار قرار دے رہا ہے ، تو یہ مخالفت خود تیرے اختیار کی کھلی دلیل ہے ، کیونکہ اگر تو مختار نہ ہوتا ، تو یقیناً جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے تیری زبان سے بھی کمی بیشی کے بغیر وہی کچھ نکلتا ۔ اور جان لے کہ اختیار سے انکار کرنا بذاتِ خود اختیار ہے اور اختیار سے انکار کرنا اسی اختیارِ حقیقی کے ظہور کا مظہر ہے ۔ اور صفتِ جلالی کے حُسنِ کمال کی جلوہ گری ازل سے ہے ۔ یہ کوئی نئی شے نہیں ۔ اور نہ ہی کوئی مزید ۔ جب تو اس کو دیکھ لے گا تو پھر قدر و صبر کے کنوئیں سے باہر نکل آئے گا ۔ اور اہلِ حق کی خصوصیت سے مخصوص ہو جائے گا ۔ اے ہمارے ربّ اپنی رحمت عطا کر بے شک تو بے حد عطا کرنے والا ہے ۔

مکتوب : ۱۹

باکمال اور حقیقت آشنا میاں شیخ محمد فاضل جیوؒ کے نام ، اس بارے میں لکھا گیا کہ اپنے روزمرّہ کے علم پر نظر رکھ کر اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ سے دُور سمجھ کر ، اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا سے باز نہیں رہنا چاہیے اور ترقّی درجات کی خواہش کرنی چاہیے ، اور شہود کے مرتبے سے ترقی کی آرزو کرکے خلوت کے مقام کو حاصل کرنا چاہیے ۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اِنسان کو اس وصف و توصیف کی

Marfat.com

نے اسے خاص نعمت سے نوازا ہے، اور اسے اپنی صفات، کی حقیقت کے مظہر کی، اپنے علم قدیمی کے ذریعے تعلیم دی ہے، جو پوری طرح محیط ہے، اور پھر وہ انہی اوصاف سے متصف ہوتا ہے جس کی اُسے علم اور حمد سے تعلیم دی گئی ہے، جو اس قدیم ذات نکلا، اور اپنی تعلیم کے ذریعے حقِ عرفان کی شناخت کرائی اور اوصافِ قدیم سے اپنے آپ کو موصُوف کیا، جو احاطۂ کاملہ کے سبب منفقہ طور پر مسلّم ہے۔ پس انسان کے لیے اللہ سُبحانہٗ نے تعلیم کے ساتھ اسے بیان کیا اور اس کے علم کی مظہریت علم لدنی سے ہوئی، جو اصلی اور قدیمی ہے۔ یہ بات اس اَمر سے خالی نہیں کر انسان نے علم کا اطاعت سے احاطہ کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "وہ لوگ علم سے میرا احاطہ نہیں کر سکتے" یعنی مخلوق کے عام علم سے، جو اللہ تعالےٰ کی مظہریت سے عاری ہے اور عام علم کے ساتھ اسے اپنے اوصاف سے استغنا زیادہ محجُوب ہے، اور اس کی ذات کا تقاضا ہے، کہ ہم اس کی توصیف انہی اوصاف سے کریں، جو اس نے ہمیں سکھائے ہیں، اور اس کی تعریف حمدِ حقیقی سے کریں، جیسا کہ ہم نے اُسے وصفِ قدیمی سے متصف کیا ہے، جب یہ محقّق ہو گیا، تو ثابت ہو گیا کہ وہ عالمِ عارف، عام، وہمی اور خیالی علم سے ملنے والے وصف سے ترقی کر گیا ہے اور تعلیمی و قدیمی وصف کے درجے پر جا پہنچا ہے۔ پس وہ عارف عجیب ہے، جس نے اس دوسرے عالی مرتبے کو ترک کر دیا، جو اُسے محض فضیلت کی وجہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور پھر وہ اپنے متروک ادنےٰ مقام میں گر گیا، پھر وہ اس کی طرف دیکھے گا اور گمان کرے گا کہ اس کا نفس محرُوم ہے اور وہ پُرانے ذاتی اوصاف تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ربّ کی تعلیم کی عدم تحدیث ہے اور اس کے اس قول کی صریح مخالفت ہے کہ" پس تو اپنے رب کی نعمتوں کی تحدیث کر"۔ آپ کو معلوم ہو کہ اس مکتوب کے عین لکھتے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ وہ عارف، صرف وہمی اور رسمی عارف تھا، اور اس کی نظر عالی مرتبے کی وہمی طور پر مقلد تھی، لیکن اس کا مقام مرتبے میں اسفل تھا۔ پس یہ ضرُوری ہے کہ وہ اپنے نفس کو حقیقی وصف تک نہ پہنچنے

Marfat.com

کے لائق ہے۔ وہ ذات اللہ کی ہے، جو ظاہر اور غنی ہے اور جسے غنا محبوب ہے۔ اس کے غنا کا تقاضا ہے کہ وہ ظاہر ہو، اور یہ باطن حقیقی ہے، اس کی یہ باطنی کیفیت اور شہود سے منزہ، محبوب چیز ہے۔ اس کے کمالات کا اظہار اس کے شہود کے اعلےٰ مقامات کا تقاضا کرتا ہے، تاکہ اس کے دوست جان لیں کہ انہیں اسم باطن کے ساتھ مشاہدہ کرایا جارہا ہے اگر اللہ چاہتا، تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا، لیکن ایک خاص مدت تک انہیں مہلت دی جارہی ہے اور پھر اس کے ہاں حقیقی غائب کا اطلاق عدم متزادفات پر مبنی ہے، جس کا تقرر کیا گیا ہے محققین کے نزدیک کیا اس کی کوئی نقل یا خبر ہے؟ پھر کاملین مکملین کے ہاں یہ واضح ہو چکا ہے، کہ طالب کی نظر میں تمام ظلی مرتبوں کا ارتفاع عرفانِ شہودی تک ہے، جس کا حصول خروج کی بجائے لطیفہ روحیہ سے ہے اور اس معروفِ ظاہری سے ہے، جو حضور ستری میں نورِ اوّل ہے۔ پس حضور سے خروج، غایت التصور میں دخول کی انتہا ہے، اور وہ خدائے تعالیٰ کی ذات ہے۔

حاشیہ: وہ لوگ یہ کہتے ہیں، کہ جو احدیت اضافات سے مجرّد ہے، معلوم نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ انہوں نے گمان کر لیا، کہ اس (احدیت) کی بارگاہ تک کسی شخص کی رسائی وحدتِ احدیت کے تعینات کے ظہور کے لباس کے سوا کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔ یہ ظہور مرتبۂ مقیدہ میں ہوتا ہے۔ عارف کی حضوری، مرتبۂ مقیدہ سے آگے نہیں ہوتی اور ان کا یہ قیاس اللہ سے غافل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اصل بات یہ نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ اصحاب معرفت کیلئے یہ ایک ایسا آئینہ ہو، جس کے ذریعے حقیقی حضوری کا علم حاصل ہو جائے اور ایسی حقیقی تعلیم سے وہ عارف، اللہ کی ذاتِ جامع حقیقی سے بلا حجاب واصل ہو جائے، تاکہ اس کا اسم اُس عارف کے آئینے میں پوری طرح واضح ہو جائے۔ گویا یہ اس کے محبوب کا ظہور ہے اور ازل کا مقتضیٰ ہے۔ پس عارفِ اوّل، مرتبۂ ظلال والوں میں سے ہے اور یہ اسم باطن کا مقتضیٰ ہے اور عارفِ ثانی جو عارف کامل اور عالم مکمل ہے۔ اور فی الواقع علم باری تعالیٰ کا مظہر ہے، مرتبۂ اصلیہ میں سے، اور ذاتِ جامع قدیم تک اس کے فضل سے پہنچنے والوں میں سے ہے۔ یہ اس کے اسم ظاہر کا مقتضیٰ ہے۔

Marfat.com

مکتوب ۲۰ : (الف) سوال

میاں عبدالکریم وزیرآبادیؒ کی طرف سے چند سوالات کی تحقیق میں :۔

حقائق و معارف سے آگاہی رکھنے والے، اور تصوف و کمالات میں دسترس رکھنے والے اور محققین کے سردار اور عظمت پناہ میاں محمد جانؒ اور حاجی الحرمین شیخ محمد طاہر جیوؒ خدا کرے ہمیشہ مسندِ ارشاد پر قائم رہیں اور خلقِ خدا کو فیض بخشتے رہیں۔

یہ عریضہ عبدالکریم وزیرآبادی کی طرف سے ہے، جو نیازمندانہ سلام کے بعد آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ آپ سے ملنے کا شوق بے حد و نہائت ہے، لیکن ملاقات وقت پر منحصر ہے، جب بھی اللہ تعالےٰ نصیب فرما دے۔ امید ہے کہ آپ اپنی یاد سے خوش فرماتے رہیں گے، اور اپنی عافیت کے حالات سے اطلاع دیتے رہیں گے کہ اس بات میں فقیر کی سربلندی ہے۔

عرض یہ ہے کہ بعض عزیزوں نے سوال کیا ہے کہ تکوین (تخلیق) کی صفت، صفات سے مشروط ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صفات سے غیر مشروط ہے۔ اور ماہرین کا مسلک بھی یہی ہے کہ صفات سے غیر مشروط ہے۔ اس لیے اس کا بذاتِ خود ظہور مشکوک ہے کیونکہ فرض کیا، اگر باری تعالےٰ کی حقیقی صفات میں سے کوئی ایک صفت سلب کرلیں۔ مثال کے طور پر اگر صفتِ قدرت سلب کرلیں، تو اس سے عجز لازم آتا ہے۔ اسی طرح اگر تکوین کی صفت سلب کرلی جائے۔ تو کیا نقیض پیدا ہوگا؟

مزید یہ کہ تجدّدِ امثال میں حضرت پیر دستگیر حضرت جیوؒ نے لکھا ہے کہ تغیر مطلق ہے اور عدم منقید، اور نفس منبع ابدی ہے۔ اس موقع پر سائل سوال کرتا ہے کہ اگر عالم ایک ہی آن میں معدوم اور موجود بھی ہوسکتا ہے، تو جہاں تک عرضِ دنیا کا تعلق ہے، اس میں تو کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، لیکن جہاں تک جوہر عالم کا سوال ہے، یہ سوال تشنۂ جواب رہتا ہے اگر اسی طرح کا ایک اور عالم اسی وقت پیدا کرلیا جائے، تو

Marfat.com

غیرِ فاعل پر فعل کی جزا لازم آتی ہے اور اگر جوہرِ اول کو وہی پیدا کرتا ہے تو اس سے تحصیلِ حاصل لازم ہوگی (یعنی حاصل شدہ کو حاصل کرنا ہوگا)۔ امید ہے کہ ان سوالات کا جواب ایسی زبان میں لکھیں، جو عوام کی سمجھ میں آ سکے۔

اور یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے حق تعالےٰ ہمیشہ مصروف ہے اور اس کی صفات میں تعطیل جائز نہیں، جب یہ دنیا نہیں تھی۔ تو حق تعالےٰ کیا کر رہا تھا؟ اگر اس کے ذاتی و صفاتی کمالات کے ظہور سے پہلے تعطیل صفات کی تفصیل تھی، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے نقص لازم آتا ہے اور اللہ ایسی بات سے پاک ہے اگر وہ کسی کام میں لگا ہوا تھا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ تسلی بخش جواب عطا فرمائیں۔

مکتوب : ۲۰ (ب) جواب

عبدالکریم وزیر آبادیؒ کے سوالات کے جواب میں مسئلہ تجدید امثال کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اس کے لیے ہے، جس کے لیے تمام عظمت و کبریائی ہے جس نے آدم کو تمام اسماء سکھائے اور درود ہو نبی کریمؐ پر، اس کی آل اور تمام اصحاب پر۔ اس فقیر کی طرف سے سلامِ غائبانہ عرض ہے۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جو سوال درج تھے، ان کا مطالعہ کیا۔ اگرچہ یہ احقر نادانِ محض ہے، اور اس بات کی بساط نہیں رکھتا کہ اتنے اعلےٰ مضامین کے جوابات دے سکے، لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب اور اولیا کے ذریعے جو تعلیم دی ہے اور اپنے دین کے بھائیوں کو بتانے کا حکم دیا ہے، اور وہ اُس کی ضروری امانت ہے، اس لیے جواب تحریر ہے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے، جیسا کہ معلوم ہے، خلق کو خالق نے پیدا کیا ہے اور حق تعالےٰ کا تعلق عالمِ حدوث و امکان سے نہیں، بلکہ وجوب و قدم سے ہے اور اس

Marfat.com

مرتبہ میں کیا عالم اور کیا صُور و امثال۔ وہ بے کیفی سے معلوم ہیں اور یہ شبہ معلوم و موجود کے کے درمیان تفریق نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ حق تعالےٰ کے علمِ حضوری کو خلق کے علمِ حضوری پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ علمِ حصولی میں کسی شئے کی صورت کا حصول ذہن میں ہوتا ہے، جب کہ علمِ حضوری میں خود نفس شئے کا نقشِ شئے کے بغیر حاضر ہوتا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تکوین فعلِ حقیقی کی صفات میں سے ہے فعلِ حدوثی کی صفات میں سے نہیں، جیسا کہ شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور معتزلہ نے قیاس کیا ہے اور وہ تفرقہ جس کی ہر صفت اس کی ذات کی ضد سے موصوف نہ ہو، حقیقی ہے اور وہ صفت جس کی ذات ضد سے موصوف ہو، فعلی ہے اور شیخ ابوالحسن اشعریؒ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن لازم آتا ہے کہ کلام میں ارادے کی صفت حقیقی نہ ہو، کیونکہ ذات ان کی ضد سے موصوف ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا اور اسی طرح "اللہ ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو پاک کرتا ہے اور ان کے واسطے سخت عذاب ہے" اور اگر شبہ دُور نہ ہو تو عقیدۂ حافظیہ، اس کے حواشی اور علم کلام کی دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

میرے مخدوم! تمام صفات حقیقی ہیں اور جیسا کہ پیرِ دستگیرؒ نے بیان فرمایا ہے، صفاتِ فعلی اور صفاتِ ذاتی ہیں، باوجود اس کے کہ سب حقیقی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ صفاتِ ذاتیہ کا ظہور قدیم ہے اور صفاتِ فعلیہ کا ظہور حادث ہے، اور تمام ذاتی اور فعلی صفات بذاتِ خود قدیم ہیں۔ اور صفاتِ فعلیہ کا ظہور حدوث ہے کیونکہ یہ ان کی خصوصیت کہی جاتی ہے، لیکن ظہورِ تبعی میں جو صفاتِ ذاتی کے تابع ہے، یہ قدیم ہے کیونکہ ان کے درمیان "لا ھُو" اور "لا غیرہٗ" کی نسبت ہے۔ اور یہ بات بہت کم سے سُنی جاتی ہے اور اس کی واقفیت کا دار و مدار ان کی اصطلاحات کے جاننے پر ہے۔

Marfat.com

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تجددِ امثال کا مطلب یہ ہے کہ ہر مخلوق خواہ اس کا تعلق جوہر سے ہو یا عرض سے، ہر لحظہ اور ہر آن متغیر ہے یہ تغیر ظاہر میں بھی ہے اور باطن میں بھی، یعنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اور حدوثِ عالم پر علماء کی یہی دلیل ہے، اگرچہ وہ تجدد کے قائل نہیں اور اللہ تعالٰے کا ارشاد "ہر شے ہلاک ہوجانے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے" اس پر دلیل قوی ہے۔ اس لیے یہ ہلاکت تمام مخلوقات کے لیے، کیا جوہر میں کیا عرض میں بلکہ ذات پر لازمی طور پر ہر لحظہ واقع ہوتی رہتی ہے، اور اگر اس آن میں عین ہلاکت میں اس عطا کردہ وجود کی وجہ سے معزز و مکرم نہ ہوں، تو محض عدم میں چلے جائیں گے۔ اور اللہ سبحانہ تعالٰے کے اقتدار کے کیا کہنے۔ ایسی فوری ہلاکت کے باوجود بعض کا ظہور نہیں کیا، اور بعض کو ابدی طور پر ظہور بخشا۔ جیسا کہ عقیدہ شریعت میں مقرر ہے، آٹھ چیزیں فنا نہیں ہوتیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے، جسے حضرت جیو" نے تغیر مطلق اور عدم مقید کہا ہے اور نفس کو جو جزوِ ابدی کہا گیا ہے، تو وہ اس معنی میں نہیں کہ عالم اس واحد میں سے عدم مطلق میں چلا جائے گا۔ اور اس کے بعد پھر اسی مثل میں وجود میں آئے گا۔ کیونکہ یہ خلافِ واقع اور قابلِ اعتراض ہے اور اگر بعض صوفیہ کے کلام میں لفظ عدم آیا بھی ہے، تو اس سے ان کی مراد یہی تغیر مطلق ہوگا۔ نیز یہ بات صوفیہ اور اشاعرہ کا جواب ہے۔ چونکہ صوفیہ عدم مطلق کے قائل ہیں، ان کے لیے جواب عدم مقید کا ہے یعنی عدمیت مقید ہے، اعراض سے اور تغیر مطلق، اشاعرہ کا جواب ہے، جو جوہر کے بغیر تجدید اعراض کے قائل ہیں، یعنی تغیر کی حیثیت سے تجدد جوہر اور عرض میں شامل ہے کیونکہ جوہر و عرض سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ اور ہر ممکن حادث ہے اور اس کے حدوث کی دلیل اس کا تغیر ہے۔ اس بات کو سمجھیے!

چوتھے سوال کا جواب ...... کہ وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے" اس معنی میں ہے کہ اللہ تعالٰے کی ذاتی صفات اپنے متعلقات کے ساتھ ہر وقت کام

Marfat.com

میں لگی رہتی ہیں اور صفات فعلی میں جو تعطیل آتی ہے، اضطراری نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ اگر صفاتِ منفی کو جو صفاتِ ذاتی کی بدولت ہیں، غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ سو جان کے بدلے میں بھی سستی ہیں۔ چونکہ ہم حق تعالیٰ کو اس کی تقسیم کی بدولت حال، ماضی اور مستقبل سے منزہ جانتے ہیں اس لیے تعطیل[1] کو جسے ہم زمانہ مستقبل سے پاک جانتے ہیں، کیوں نہ درمیان سے نکال دیں۔ پس غور کیجیے۔ سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۲۱

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے عدم وقوع کے بیان میں، سوائے رسولِ کریم کے

دنیا کے اندر بیداری کی حالت میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے جواز کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کے چاروں مذاہب متفق ہیں، اس پر اللہ کا شکر ہے لیکن معتزلہ اس جواز کے منکر ہیں، کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے وقوع کے بارے میں دنیا میں ہی سر کی آنکھوں سے دیکھ لینے کے متعلق مذاہبِ اربعہ میں سے کوئی شخص انبیاء و اولیاء کے دیکھ لینے کا قائل نہیں لیکن سردارِ انبیاء کے بارے میں صحابۂ کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ اور کئی دوسرے صحابہ دنیا میں رؤیت بصری کے قطعاً نہ ہونے کے قائل ہیں، نہ شبِ معراج میں اور نہ کسی اور موقع پر۔ بعض صحابہ آنحضرت کے شبِ معراج اور ایک اور موقعہ پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت بصری کے قائل ہیں، ان دونوں گروہوں میں بھی اختلاف قیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔

---

[1] کہ لَا هُوَ اور لَا غَيْرُهُ میں، اس سے قطعاً تعطیل کا مفہوم برآمد نہیں ہوتا۔ میرے محترم اس سے آگاہ ہونا چاہیئے یہ ایک بہت باریک بات ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ اور بعض صحابہ نے آنحضرت کے معراج سے واپس آنے کے بعد ان سے پوچھا. کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ؟ یعنی کیا آپ نے معراج کی رات اپنے ربّ کو دیکھا. انہوں نے کہا اللہ نُور ہے، پس میں اسے کیسے دیکھ سکتا ؟ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اللہ کو دل کی آنکھ سے دیکھا. بعض دوسروں نے پوچھا. کیا آپ نے معراج کی رات اللہ تعالےٰ کو دیکھا. آپ نے فرمایا کہ اللہ نورانی ہے، میں نے اسے دیکھا. اور ایک بار یا دو بار دیکھنے میں بھی اختلاف ہے. لیکن زیادہ تر اتفاق اس کے خلاف ہے حضرت امام اعظم رضؓ نے فرمایا کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ چشم سر سے معراج کی رات یا کسی اور وقت رؤیت کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں خاموشی اختیار کروں اور کچھ نہ کہوں. اور اس بات کا علم اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دوں. اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اصحاب کبار میں سے اور بزرگ مجتہدین میں سے کوئی بھی دنیا میں اپنے طور پر رؤیتِ بصری کا قائل نہیں، اور کسی کو بھی کمال کے باوجود دنیا میں یہ چیز حاصل نہیں کیونکہ انبیاء کا پہلا قدم اولیا کی انتہا ہے، اس زمانہ کے بعض جاہلوں[1] کا عجیب حال ہے کہ آنحضرت کے حق میں ایک بار بھی رؤیت ثابت نہ ہونے کے باوجود. اپنے اور اپنے تابعین کے حق میں رؤیت کا دعویٰ کرتے ہیں. حالانکہ وہ نتائج اخذ کرنا بھی نہیں جانتے، اور پھر بھی ہر گھڑی اور ہر زمانے میں

---

[1] - میرے عزیز، یہ جاہل کہنے والے بے دلیل دعوے کرتے ہیں، کیونکہ عین دعوے کرتے ہوئے تین احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور ان سے بے کھٹکے قوتِ ظلماتی کی خاطر لذت اندوز ہوتے ہیں، حالانکہ رویت کے وقت بہشت کی نعمتیں فراموش ہو جائیں گی، جیسا کہ قصیدۂ امالی میں کہا گیا ہے "جب وہ اسے دیکھیں گے، تو تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے"

Marfat.com

بے توقف اس رؤیت کے قائل ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ بغیر رؤیت کے ایمان مکمل نہیں ہوتا، بلکہ ناقص رہتا ہے، ان کی یہ بات رؤیت کی بات سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ ان کی اس بات سے لازم آتا ہے کہ ان کا ایمان اس شخص کے ایمان سے بھی عالی ہو جس کے حق میں "لَنْ تَرَانِیْ" کا واضح خطاب آیا ہے۔ اور یہ صاف کفر ہے۔ وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔ وہ شیطان کی جماعت ہیں۔ خبردار! بے شک وہ شیطان کی جماعت ہیں، وہی خسارے میں ہیں، اور یہ جو بعض اولیا کی طرف سے رؤیت کی بات ہوئی ہے، وہ خفیہ رؤیت ہے، رؤیتِ بصری نہیں، کیونکہ یہ گمان اہلِ سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے اور ان کے حق میں ایسا کہنا انتہا درجہ کی بدگمانی ہے ایک قصیدۂ منظوم میں کہا گیا ہے:۔ ترجمہ:

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے، وہ زندیق ہے۔ اس نے سرکشی کی اور عزر کیا۔

(۲) اس نے اللہ کی کتاب اور تمام رسولوں کی مخالفت کی، اور وہ شرعِ شریف سے بھٹک گیا۔ اور دور ہو گیا۔

(۳) جس شخص نے بھی ایسا کہا، قیامت کے دن وہ روسیاہ ہو گا۔[ل]

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ "لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ......" کی شرح دیکھ لی جائے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اس تفسیر سے یہ بات تحقیق تک پہنچ گئی کہ وہ جو بعض نادانوں نے تفسیر بیضاوی میں سے "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کے معنی سے رؤیتِ بصری مراد لی ہے، وہ ان کی محض نادانی ہے۔ اور یہ

ل اور یہ وہ شخص ہے جس کی شان میں کہا گیا ہے کہ اس دن بعض چہرے سفید ہوں گے، اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے

Marfat.com

نادانی تفسیر کی عبارت نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ہے۔ اور دنیا کے اندر رؤیتِ الٰہی کے بارے میں عقیدے کی وضاحت کے لیے کُتبِ حدیث میں سے معتبر اسناد کے ساتھ حسبِ ذیل عبارتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

فصل اوّل

حضرت جریر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بے شک تم جلد ہی اپنے رب کو کُھلم کُھلا دیکھ سکو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم عنقریب اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اور اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ اس لیے اگر تم سے ہو سکے، تو سُورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غرُوب ہو جانے سے پہلے کی نماز کو فراموش نہ کر دینا۔ پس انہیں ادا کرو۔ اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (سُورج کے طلُوع اور سُورج کے غروب سے پہلے اپنے ربّ کی حمد بیان کرو) متفق علیہ۔

اور حضرت صہیبؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب جنتی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالےٰ اُن سے فرمائے گا: "کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں مزید انعام سے نوازوں" وہ عرض کریں گے" کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں بنا دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنّت میں داخل نہیں فرما دیا؟ اور کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی"؟ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اس موقع پر پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور جو کچھ بھی انہیں دیا گیا ہو گا۔ اس میں سب سے زیادہ محبُوب انہیں اپنے ربّ کو دیکھنا ہو گا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا

Marfat.com

الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ" (صحیح مسلم)

فصلِ ثانی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، آپ نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ادنٰے ترین جنتی کی قدر و منزلت یہ ہوگی، کہ جنت میں اپنی جگہ سے ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغوں، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے تختوں کو دیکھ سکے گا، اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک گرامی قدر وہ ہوگا، جو صبح و شام اپنے رب کی ذات کو دیکھے گا۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَۃٌ" (اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا)

حضرت ابو رزین العقیلیؓ سے روایت ہے، آپ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو خلوت میں دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ "ہاں"۔ ابو رزینؓ نے کہا، میں نے عرض کیا کہ کیا اس کی مخلوق میں اس کی کوئی نشانی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا، اے ابو رزینؓ کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں کے چاند کو روک ٹوک کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ ابو رزینؓ نے کہا کہ "ہاں"، حضورؐ نے فرمایا کہ چاند اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالےٰ بزرگ و برتر ہے (روایت ابو داؤد)

فصلِ ثالث

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ (روایت مسلم) ابن عباسؓ نے آیت مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ۝ "نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اس میں جھوٹ نہ ملایا۔

Marfat.com

اور ایک بار پھر اُس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اترتے ہوئے دیکھا) کے متعلق فرمایا. کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو دفعہ دیکھا (روایت مُسلم) اور ترمذی کی روایت ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا "اُسے بینائیاں نہیں پاسکتیں، مگر وہ بینائیوں کو پالیتا ہے" اس پر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تم پر، یہ اُس وقت ہے، جب اللہ تعالےٰ اپنے ذاتی نُور سے تجلی فرمائے گا۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حضرت کعبؓ سے میدانِ عرفات میں ملے اور انہوں نے حضرت کعبؓ سے ایک بات پوچھی انہوں نے زور سے اللہ اکبر کہا جس سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں حضرت کعبؓ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے رؤیت اور کلام کو حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ سے کلام کیا اور حضرت محمدؐ نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ کو دیکھا حضرت مسروقؒ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا: کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہہ دی ہے، جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، میں نے کہا ذرا ٹھہریے اور پھر میں نے اس آیت کی تلاوت کی "لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى" اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔ وہ تو جبریل علیہ السلام تھے (جن کو حضورؐ نے دیکھا) جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

Marfat.com

کو دیکھا یا کوئی ایسی چیز چھپائی جس کے اعلان کرنے کا حکم تھا یا یہ کہ حضورؐ پانچ چیزوں کو جانتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے" صرف وہی جانتا ہے، قیامت کب ہوگی، اور یہ کہ بارش کب ہوگی...... الخ" تو اس نے حضورؐ پر بہتان باندھا. اس آیت سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا. حضورؐ نے جبرئیل کو اس کی اصل صورت میں دو بار دیکھا. ایک دفعہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس اور ایک دفعہ اجیاد (جگہ کا نام) میں. ان کے چھ سو پر تھے، جنہوں نے سارے افق آسماں کو روک رکھا تھا. (اسے ترمذی، بخاری اور مسلم نے کچھ اضافے اور فرق کے ساتھ روایت کیا، اُن کی روایت میں یُوں آیا ہے۔ حضرت مسروقؒ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر حضورؐ نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا، تو پھر اس آیت " ثُمَّ دَنٰی، فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی (پھر قریب آیا، اور اوپر معلّق ہوگیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا) کا کیا مطلب ہے"؟ آپ نے فرمایا، "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے، جو انسانی شکل میں آیا کرتے تھے. اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی صُورت میں آئے اور سارے افق پر چھا گئے"۔

اللہ تعالےٰ کے قول فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی، اور" مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" اور" لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" کے بارے میں حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ان سب میں مراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا جن کے چھ سو پر تھے۔ (متفق علیہ) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے" مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" سے متعلق کہا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک سبز جوڑے میں دیکھا اور اس نے زمین و آسمان کے درمیان سارے افق کو بھر دیا تھا. اور ایک روایت ترمذی اور بخاری میں ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے قول

Marfat.com

لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ کے متعلق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے اُفق آسمان کو روک رکھا تھا۔

حضرت مالک بن انس ؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ کے قول" الیٰ ربھا ناظرۃ" سے کیا مراد ہے؟ آپ سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اپنے رب کے ثواب کو دیکھنا ہے۔ حضرت مالک ؓ نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ بھلا وہ کفار کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے اس قول سے کیا مراد لیں گے" کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون" (اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے) حضرت مالک ؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کی طرف دیکھیں گے۔ نیز فرمایا کہ اگر مومن قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے، تو پھر اللہ تعالےٰ کفار کو یہ عار کیوں دیتا ہے کہ اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے (اسے شرح السنۃ میں روایت کیا گیا)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے، اس وقت اچانک ان پر اللہ کا نُور چھا جائے گا۔ وہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے، کہ یہ ان پر اللہ تعالےٰ کی تجلی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا:" اے اہل جنت السلام علیکم"۔ یہ اللہ تعالےٰ کے قول" سلامٌ قولاً من رب رحیم" کا مطلب ہے۔ حضُور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے، وہ کسی اور نعمت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے۔ اور صرف اس کا نُور باقی رہ جائے گا (روایت ماجہ)

Marfat.com

مکتوب ۲۲:

بعض بزرگ مشائخ کے اقوال کی تحقیق میں، جیساکہ" میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے" تحریر کیا گیا۔

پاک ہے اللہ تعالےٰ اور سب تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس نے اپنے مقبول بندوں کے حق میں کتنا فضل فرمایا کہ ان کو اپنے اخلاق کے نمونہ پر پیدا فرمایا۔ جیساکہ اُس نے اپنے کلام مبارک میں، آیاتِ محکمہ اور آیاتِ متشابہہ دونوں میں فرمایا۔ اسی طرح اس نے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رح کو بھی کلماتِ محکمہ اور کلماتِ متشابہ سے الہام پذیر فرمایا۔ تاکہ اہلِ صفا اور اہلِ کجی ایک کسوٹی سے متشابہہ آیات کو پہچان لیں، جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے"... لیکن جن کے دلوں میں کجی ہے وہ آیاتِ متشابہ کی کھوج میں لگے رہتے ہیں"۔

سوال بعض اولیاء کلمۂ عینیت اور ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اور بعض لوا نے (پرچم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پرے اپنا "لوا" رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور حضرت ایشانؒ کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام سے بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو متشابہات میں سے گنتے ہیں، یا محکمات میں سے؟

جواب۔ یہ تمام اقوال متشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اگر کوئی شخص ان اقوال کے ظاہر پر تاویل کے بغیر اعتقاد لے آئے، تو کیا خرابی واقع ہو گی؟

Marfat.com

جواب۔ ان دونوں قولوں میں سے پہلے قول پر کفر لازم ہے کیونکہ پہلے قول کے ظاہر سے ناحق کو حق کہا گیا معلوم ہوتا ہے جبکہ دوسرے قول میں اپنے آپ کو خاتم الانبیا محمدؐ سے بھی اعلیٰ تر سمجھنا ظاہر ہوتا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں. اور دوسری دو باتوں پر عقیدہ رکھنے والا ان کے معانی کے لحاظ سے بدعت میں مبتلا ہے. کیونکہ پہلی بات کے ظاہر سے جو حضرت الیناںؒ سے منسوب ہے' ان کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بزرگی ظاہر ہوتی ہے جبکہ دوسرے قول سے جو حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے. تمام صحابہ (اور اگر صحابہ کو صدر اوّل کا دیکھا ہوا کہیں، کہ وہ اس بیان سے مستثنیٰ ہیں، تو کم از کم) امام مہدی پر تو بزرگی کا ادعا ظاہر ہوتا ہے. اور حقیقت یہ ہے کہ حدیثِ پاک، اور اجماعِ جمہور کے مطابق امام مہدی کو صحابۂ کرام کے بعد تمام اولیا پر قیامت تک بزرگی حاصل ہے یہ ایک طے شدہ اور مسلّم امر ہے. اس لیے یہ بات مسلّم امر کے خلاف ہے. اور بدعت اور گمراہی ہے۔

میرے عزیز. حضرت غوثِ اعظمؒ اپنے اُوپر امام مہدی کی فضیلت کو بُرا نہیں سمجھتے، اور جب وہ بُرا نہیں سمجھتے، تو پھر بُرائی کیسے کریں گے، کیونکہ عالم کو عِلم اللّدنی کی تعلیم محض اللہ کے فضل سے ہے۔ اور احادیث کے مطابق ایسا عالم بھی امام مہدی کی فضیلت کو اپنے اوپر روا سمجھتا ہے۔

سوال. اگر ان بزرگوں کا ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو. اور عبارت کے ظاہر پر عقیدہ رکھتا ہو. اور اس کو فرطِ محبت کا نام دے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب یہ فرطِ محبت کی وجہ سے نہیں، بلکہ فرطِ حرص و ہوا سے ہے. اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا، اس سے بدی کرنا ہے، اور اس بات میں ان کی ناراضگی ظاہر ہے.

Marfat.com

مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح، پیروکاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیرِ عتاب آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے فرمایا "کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ خدا مانو......" تو متبوع (جن کی پیروی کی جاتی ہے) سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے۔ اور کہیں گے "تیری ذات پاک ہے، ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا، کہ اللہ کی عبادت کرو، جو ہمارا اور تمہارا ربّ ہے۔" اس لیے ہر پیروکار پر لازم ہے، کہ ان کی اطاعت کرے اور ایمان لائے، اور اس کے پیشوا حق پر ہیں۔ جو کچھ وہ کہیں، اس پر ایمان لائے، اور اس میں کوئی باطل دخل نہیں دے سکتا یا پھر ایسی دلیل دے، جو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔

سوال۔ چونکہ ایسی باتوں کے ماننے سے چھٹکارا شاذونادر ہی ہوتا ہے، اس لیے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے، ان کی تاویل بیان فرمائیں۔

جواب۔ ہم جیسے کم علم رکھنے والوں کی کیا بساط ہے کہ اپنی طرف سے ان متشابہ اقوال میں دخل اندازی کریں، لیکن ہمارے عزیزوں نے ان اقوال کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، وہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے مطابق کہ "اپنے ربّ کی نعمت کا اعتراف کرو" کچھ عرض کرتا ہوں۔ اسے غور و فکر سے سنیئے۔ جب عینیت کی بات ماننے والے نے یہ جان لیا کہ دو عدموں کے درمیان غیر کا وجود اس طرح ہے، جس طرح دو خونوں کے درمیان خرابی کو پاک کرنا ہے اور یہ بات کہنے والا تمام داخلی اور خارجی تعلقات کا منکر ہے اور حقیقت میں وہ کلمہ طیبہ کے معنی سے چھٹکارا پاکر یہ چاہتا ہے کہ توحید کی حقیقت کے متعلق بات کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ علم کا وجود، جو غیر کی نفی کرنے میں تمیز رکھتا ہے، باقی ہے اس لیے وہ کلمہ طیبہ کی حقیقت میں پناہ تلاش کرتا ہے۔ تاکہ علم کی دوئی بھی ختم ہوجائے اور موجودِ حقیقی کی مدد سے علم بھی عالم کے ساتھ صحرائے

Marfat.com

نیستی سے نکل جائے۔ پس جب شہود کے لواحق میں سے کوئی شاہد باقی نہیں رہتا اور مشہودِ حقیقی اور اس کی صفات ہیں سوائے شہود کے، کوئی علم اور تمیز باقی نہیں رہتی، تو پھر اس کی تحقیق کیجیے۔ اور جب صورِ حقیقی پھونکا جاتا ہے، تو اس کے سوا ہر شے مٹ جاتی ہے "لا" کا لفظ بھی اسی طرح ہر شے کو مٹا دیتا ہے، جس طرح اسرائیل صور پھونکنے کے بعد کوئی شے باقی نہیں رہتی تو پھر اللہ تعالیٰ شہود کے تمام لواحق کے سامنے "کلمہ ہمہ اوست" سے کلام کرتا ہے۔ یعنی جب اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جس روز صور پھونکا جائے گا، تو پھر اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ صور اور صاحب صور (اسرافیل) سمیت سب کچھ مٹ جائے گا۔ تو پھر وہ بلا واسطہ، بلا مظہر، اور بلا مخاطب کلام کرے گا۔ "آج خدائے واحد القہار کے سوا کون بادشاہ ہے"۔ پس جب یہ تحقیق ہو گئی، تو یہ دونوں طرح ثابت ہے۔ یہ قولِ حق ہے اور کسی غیر کی شرکت کے بغیر سوائے پہلی مظہریت کے اس کا کلام ہے۔

جہاں تک "لوائی فوق لوائی محمد" کا تعلق ہے۔ یہاں "لوا" سے مراد پیش رو (آگے آگے چلنے والا) ہے۔ جیسا کہ معراج میں حضرت جبرئیلؑ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش رو تھے۔ اس لیے پیش رو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت نہیں رکھتا اور اگر کہا جائے کہ آنحضرت کی پیش روی میں تمام دنیا شریک ہے، تو اس دعوے کرنے والے کی خصوصیت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ عوام آنحضرت کے بے شمار سایوں کے وسیلوں کی نسبت سے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں، جبکہ بات کہنے والا ان سایوں کو قطع کر کے آگے نکل گیا ہے اسلیئے وہ پیچھے چلنے والا نہیں رہا بلکہ آگے آگے چلنے والا ہے۔ دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

اور حضرت ایشانؒ کا قول کہ میں اپنا مقام حضرت صدیق اکبرؓ کے مقام سے بھی

Marfat.com

بلند پاتا ہوں۔ اس معنی میں ہے کہ جب انہوں نے اولیائے طریقت کے قدموں سے اپنی استعداد کے مطابق عروج کا مرتبہ حاصل کر لیا، تو صحابہ کرام کے زیر قدمی ہونے کی صفت پائی۔ اور جہاں یہ زیر قدمی ختم ہوتی ہے وہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی زیرِ قدمی شروع ہوتی ہے اور چونکہ حضرت ایشاںؒ نے اپنی استعداد کے مطابق اس زیرِ قدمی سے نصیب حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس زیرِ قدمی میں اگر حضرت صدیق اکبرؓ کے کمالات کی بدولت وہ کسی خاص مقام پر متمکن ہو گئے، تو انہوں نے اس صاحب قدم اور ترقی کی استعداد رکھنے والے کو آنحضرت کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور چونکہ ہر زیرِ قدمی کو اس صاحبِ قدم کی قوتِ استعداد کے طفیل اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاص مقام عطا کیا ہوا ہے، اس لیے حضرت صدیقؓ نے بھی اپنی قوتِ ہدایت سے حضرت ایشاںؒ کو ان کے رُشد و ہدایت قبول کرنے کی اہلیت کی وجہ سے (اپنے زیرِ قدم کو) مقامِ خاص عطا فرمایا اور اس طرح انہوں نے حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ قدمی میں استعداد کے مطابق خاص مقام پایا ہے۔ اس لیے عروج میں یہ تمام مقامات جو ہر زیرِ قدمی میں حضرت ایشاںؒ کو عطا کیے گئے تھے، حضرت ایشاںؒ کے نام سے بحال ہیں اور انہی کی ملکیت میں ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک کو دوسرے پر برتری اور فوقیت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح صحابہ کرام میں بھی فوقیت و اولیت مسلم ہے۔ چنانچہ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت ایشاںؒ کے قول میں بلا تردد بعض باتیں چھوٹ گئی ہیں یعنی وہ مقام جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو عطا کیا ہے، اس مقام کے نیچے ہے، جو حضرت سرورِ کائنات کی زیرِ قدمی نے ہم کو عطا فرمایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے، کسی سے پوشیدہ نہیں۔

میرے عزیز! حضرت ایشاںؒ کا یہ قول کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پس رو (پیچھے چلنے والا) ہوں، بلا وہم خلافتِ مذکورہ کے معنی کو پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

اَب میں حضرت غوث الثقلینؒ کے قول کا مطلب بیان کرتا ہوں. میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں، تاکہ کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت حمادؒ حضرت غوث الثقلینؒ کے ہم عصر تھے. حضرت غوثؒ اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے. انہوں نے کہا کہ یہ بچّہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا. نیز حضرت غوثؒ کی وفات کے ایک مدّت بعد حضرت شیخ فریدؒ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا. آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا، تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا. بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ اُن کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے، بعد کے اولیا کی گردنوں پر نہیں. اور حضرت پیر دستگیر بنوریؒ نے اس قول کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی ولی کو قطبیت اور غوثیت کے دونوں مراتب پر بیک وقت فائز نہیں کیا گیا. چونکہ ان کو ان دونوں مرتبوں پر ایک ہی وقت میں فائز کیا گیا، چنانچہ یہ ان کی خصوصیت تھی. اس لیے اگر یہ کہوں کہ وہ قطب اور غوث. جن کو آپ کی وفات کے بعد قطب یا غوث کا مرتبہ الگ الگ بخشا گیا، اُن کے قدموں کے تلے ہیں، تو جائز ہے، اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان مناصب پر حضرت غوثؒ کی رُوح کے طفیل فائز کیا ہے، اور ان کی زیر قدمی دوسروں کے لیے غوثیّت کا مرتبہ رکھتی ہے اور جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکل گیا، وہ امامت کے مرتبے سے جا ملا. وہ اس زیر قدمی سے باہر ہے، اور یہ جائز ہے کہ اس مرتبہ پر جو غوثیّت سے اُوپر ہے، ان کے برابر ہو جائے. سبحان اللہ کتنی کم اندیشی ہے، کہ عرُوج کے مراتب. غوثیت تک محدُود کرتے ہیں، امامت کا مرتبہ غوثیّت کے رتبہ سے اُوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبے سے اُوپر ہے. اُسے محدُود کرنا جہالت ہے۔

میرے عزیز! وہ حضرت غوثؒ سے مخاطب ہیں نہ کہ امام یا خلیفہ سے حضرت امام مہدی، امامت اور خلافت. دونوں پر فائز ہیں، جو کہ مرتبۂ غوثیت سے اُوپر

ہیں۔ اور خلافت و امامت دو ایسے مرتبے ہیں جو جلی اور خفی ہیں اور ہر ولی جو اصحابِ کرام اور حضرت امام مہدی کے علاوہ ہے اور غوثیت کے مرتبہ سے بلند ہو گیا، وہ امامت یا خلافت کے کمالات تک پہنچ گیا۔ وہ امامتِ خفی یا خلافتِ خفی تک پہنچا ہے اور خلافتِ جلی صرف صحابۂ کرامؓ کی خصوصیت ہے۔ اور ان کے بعد حضرت امام مہدی کا حصّہ ہے، اس لیے سمجھنا چاہیے کہ جس وقت کوئی ولی خلافتِ خفی سے بہرہ مند ہوتا ہے، تو وہ اس شخص سے جو غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہے، خواہ اس میں دو مناصب جمع ہو گئے ہوں۔ یعنی قطبیت اور غوثیّت، پھر بھی اعلےٰ و برتر ہے۔ خلیفۂ جلی، خلفائے راشدین سے نسبت رکھتا ہے اور اُن کی فضیلت احادیث میں ثبت ہے۔ اُن کا کیا بیان کیا جائے اور کون ہے، جو ان کی گہرائی کو پا سکے؟

میرے عزیز! حضرت غوثؓ کا یہ قول کہ اگلوں کے سُورج ڈوب گئے، اور ہمارا سُورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہیں ڈوبے گا، اُن لوگوں کے بارے میں ہے، جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں، ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقعہ ہے کہ بعض آنے والوں کے سُورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔ اور آخری سُورج خاتم الانبیا کی سنت پر خاتم الولایت ہو گا اور اُسے تمام توابع پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہو گی۔ ظاہر ہے کہ تمام اولیاء کا خاتم امام مہدی ہے اور سوائے صحابۂ کرامؓ کے، جس کسی نے خود کو امام مہدی پر فضیلت دی، تو اُس نے صاف صاف غلطی کی۔ اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور عقیدہ سلف کی طرف لوٹ آئے۔

Marfat.com

مکتوب : ۲۳

مومنوں کی اقسام کی تحقیق میں۔

مومن چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) منحرف (۲) مقید (۳) متوجہ (۴) سالک۔

منحرف وہ ہے جو محجوب تک پہنچنے والا اور حاضر سے ملنے والا ہو۔

مقید وہ ہے، جو غفلت کے حجاب میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہو گیا ہو اور قید میں پڑ گیا ہو، اُس کا علاج ندامت اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کرنا ہے۔ جب تک توبہ کی قبولیت کے آثار پیدا نہ ہوں، اُس کے حق میں دُوسرے تمام کلمات سے زیادہ نفع بخش استغفار ہے۔ جب توبہ قبول ہو جائے اور اللہ کا خاص فضل رہبری کرے، تو پھر منزل طے کرنے کی طرف متوجہ ہو گا۔ اس دوران اس شخص کو توجہ کی بنا پر سالک کہا جائے گا۔ اور جب راہ کے پردے مثلاً شہوت اور خواہش ہوں، جن کا تعلق جھوٹے خدا سے ہو، تو ان دونوں سے تعلق وحدت خدائے حقیقی کے انوار کے ظہور کو روکتا ہے۔ اس کا علاج کلمہ طیبہ کی تکرار (وِرد) ہے۔ جب تک خواہش و شہوت کی رکاوٹوں کے دُور ہونے کے آثار یقینی نہ ہو جائیں، کلمہ طیبہ کی تکرار بالخصوص اس کے پہلے جُز یعنی لا الٰہ الاّ اللہ کی تکرار اس کے حق میں شفا بخش اور کافی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے خصوصی فضل کے بعد جب مذکورہ بالا رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی، تو وہ محجوب تک پہنچنے والا ہو جائے گا۔ اگرچہ بعض لوگ یہ منزل طے کر لیتے ہیں، لیکن وہ مجلسِ خاص کی دربانی پر ہی رہ جاتے ہیں اور انہوں نے صاحبِ خانہ سے واقفیت پیدا نہیں کی ہوتی۔ اس مقام پر اس شخص کو کلمہ کی صورت کی ضرورت کم پڑے گی، بلکہ اس کو نفع پہنچانے اور پردہ اٹھانے کے لیے لفظ اللہ زیادہ کام آئے گا، کیونکہ یہ اسم معظم ہے اور اللہ تعالےٰ کی، جو محبوبِ حقیقی ہے، تمام صفات کا مجموعہ ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی حقیقی محبت مدد کرے گی اور اس لفظِ معظم کی تکرار اسم کو یاد کرے گی، تو اس اسم کی یادداشت اسے اس اسم کے مسمّٰی سے

Marfat.com

واقف کو دیگی۔ اور پھر آناً فاناً شہود و حضور کے مرتبے اس صاحب ولایت پر کھل جائیں گے۔ اس موقعہ پر اس واصلِ حاضر کا کلام کے ذریعے بولنا اور لفظ کو ادا کرنا، اگرچہ وہ لفظ اللہ ہی ہو، مسمّٰی کے حضور میں بے ادبی سمجھا جاتا ہے، سوائے اس کے کہ اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا جائے۔ اس مقام پر شہود کا مطالعہ اس خاص شخص کو ایسے مقام پر پہنچا دے گا، جہاں اُس کی آنکھوں میں متعدد خارجی اور باطنی اشیا کا ظہور و شہود سوائے اس واحد حقیقی کے وُجود کے کچھ نہیں ہوگا۔ چونکہ متعدد اشیائے ظلی کی موجُودات، وجُودِ حقیقی کے سوا کوئی ثبوت و قیام نہیں رکھتیں، اس لیے ہر وہ وجُود جو اپنی بقا کے لیے دُوسرے کا محتاج ہو۔ درحقیقت اپنا اطلاق صُورت پر کرتا ہے۔ وجُودِ حقیقی پر نہیں کرتا۔ اس لیے اگر ساؤں کے تمام مراتب میں وجُود ہے، تو وہ اُس موجُودِ حقیقی کا ظہور ہے۔ اگر ثبوت نفسی ہے، تو اسی ثابت نفس الامری کا ظہُور ہے۔ اس لیے یہ عارف اس مرتبہ پر پہنچ کر ان مظاہر کے اندر سوائے وجُودِ واحد کے اور کچھ نہیں پاتا۔ اور یہ باطنی دید "ہمہ اوست" (سب کچھ وہی ہے) کہلاتی ہے اور اس کے باطن پر واضح ہو جاتی ہے اور بعض اوقات باطن میں اس نسبت کے ظہُور کے غلبہ کی وجہ سے یہی کلمہ اس کی زبان پر آجاتا ہے اور چونکہ وہ ظاہر بیں، اس سایہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا اس لیے کُفر کے سایہ سے وجُود کی نفی شمار کرتا ہے، اور نہیں جانتا کہ سایہ نورِ وجُودِ حقیقی کی نسبت کی نفی سے گواہ ہے اگرچہ کوئی عقل مند ظِل کی ظلیت سے انکار نہیں کرتا لیکن جو اصل کی حقیقت ہے، اُس کی نسبت سایہ کی طرف اصل میں سایہ کی شرکت سمجھتا ہے، اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں"۔

میرے عزیز ظِل (سایہ) کچھ نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کمالاتِ ذاتی کے ظہور سے ظلی صورت میں ظاہر ہوتا ہے لیکن کوئی حلول یا اتحاد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اور چونکہ وجودِ حقیقی، جو اصل ہے، کا سایہ میں ظہور دو مرتبوں میں ہے، ایک علمِ حقیقی کے کمالات سے فیضِ کمال کے ظہور کے بغیر، لہٰذا وہ سایہ، جو ظہورِ علمی سے فیض یاب نہیں ہوتا اور وجودِ ظلی کی ہستی کی حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتا نیز وجودِ صوری کو وجودِ حقیقی سمجھتا ہے، اس کا نام ظابین (دوہم زلف) رکھا گیا ہے اور دوسرے کو چونکہ علمی ظہور سے نوازا گیا ہے، اس لیے اسے سایہ میں وجودِ حقیقی کے مشاہدہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ یہ ہے اربابِ شہود کی کثرت میں وحدتِ وجود۔ اور وحدتِ وجود کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مظاہرِ کثیرہ میں مشاہدۂ وحدت، اس کو کثرت میں وحدتِ وجود کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کا مالک ظلیت (سایہ پن) کے درجے سے ترقی نہیں کرتا اگر مثال کے طور پر درمیان میں سے ظل کو دور کر دیں، تو وہ محجوب ہو جائے گا۔ اس وصل کو جبلی وصل کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر بینی کی منزل سے آگے نکل گیا ہو۔ اور اسے راہِ حقیقت مل گئی ہو، لیکن ظلیت کے لباس کے بغیر اسے اصل تک راستہ نہیں ملتا۔ اس لیے کہ ابھی اس کا کام نامکمل ہے اور ظلیت کی حجت درمیان میں حائل ہے اور جب اللہ تعالےٰ کا خاص فضل رہبری کریگا، اور اسے کھینچ کر قبولیت تک پہنچا دے گا، تو اس شخص کا معاملہ اصلی علمِ لدنی کے ذریعے دوسری طرح کا ہوگا۔ اور وہ ظلیت سے نکل کر وحدتِ وجود سے کثرت کی طرف تحقیق کرے گا۔ اور اگرچہ یہ دونوں ظل سے وجودِ حقیقی کی نفی میں اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ کثرت میں صاحبِ وحدتِ وجود مُظہر کی قید میں ہوتا ہے، اس لیے وہ غلبۂ ظہور کی وجہ سے مَظہَر در مُظہِر کو عین مُظہِر سمجھتا ہے اور ظہور کے غلبہ کی شدت کی وجہ سے مَظہَر کو مُظہِر نہیں سمجھتا، کیونکہ مَظہَر کو عین مُظہِر جاننا غیر کو وجود کی حقیقت میں شریک جاننا ہے اور کثرت میں واصلِ وجودِ وحدت سایوں کی کثرت کے باوجود، وجودِ حقیقی کی حقیقت کو مراتبِ ظلال سے ماوراء پاتا

Marfat.com

ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ لیتا ہے کہ میرے وجُود کی حقیقت اپنے کمالات کے ظہور کی وجہ سے تمام مظاہرِ بے قید" ہیں"۔ ایک قسم کی قید کے اطلاق سے ظاہر ہے اور اس عارف کے زمانے میں مطلقِ حقیقی کے علم کا منظہر بلاشبہ ظلیت ہو گا اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اتنی تشریح و توضیح کے باوجود اگر کوئی شبہ ہے، تو وہ اس مسئلہ کی گہرائی کی وجہ سے ہے، جو دلیل کے اُٹھ جانے پر موقوف ہے۔

مکتُوب : ۲۴

میاں الہ دینؒ کے نام جو طریقۂ قادریہ میں ہیں۔

میں شیطانِ مردُود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور" اپنے دل میں اپنے اللہ کو یاد کر! گڑگڑا کر، اور چھپ کر، صبح اور شام، بغیر اس کے کہ آواز بلند ہو"۔

سعادت مند اور عزیز بھائی میاں الہ دینؒ۔ فقیرانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ ایک عزیز سے سُنا تھا کہ آپ مراقبہ اور سکُوت کے بارے میں شک و شبہ رکھتے ہیں، حالانکہ یہ طریقہ فقرا کو اولیا اللہ سے اور ان کو اصحابِ رسول سے اور صحابہ کرامؓ کو خود رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملا ہے۔ امید ہے کہ عزیز کا یہ شک و شبہ استفسار کی غرض سے ہو گا، انکار کی غرض سے نہیں۔ کیونکہ اس امر کا انکار بہت بڑی مصیبت ہے۔ چنانچہ فقرا کے اس طریقۂ مراقبہ و سکُوت کے بارے میں چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سے آپ کے شکُوک و شبہات دُور ہو جائیں۔

معلوُم ہونا چاہیے کہ ایمان کے دو رُکن ہیں۔ تصدیق اور اقرار۔ اصلی اور دائمی رکن تصدیق ہے اور اقرار عارضی اور وقتی رُکن ہے۔ اور یہ تصدیق کی

Marfat.com

شاخ[1] ہے۔ اقرار ساری عمر میں ایک بار کافی ہے۔ بلکہ بعض جگہ قوتِ گفتار کے باوجود اگر جان کا خطرہ ہو یا تصدیق کے باوجود اقرار کا اظہار نہ بھی ہو، تو یہ پھر بھی ایمان کے منافی نہیں، چنانچہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان دونوں ارکان کے کئی متعلقات اور توابع ہیں اور وہ جو ذکرِ قلبی ہے، وہ تکرار، یاد داشت، حضوری، دائم آگاہی غم، فکر، خضوع و خشوع کی بدولت ہے، اور یہ دل کی خاصیت ہے۔ اور تصدیق کے متعلقات اور توابع میں سے ہے اور وہ جو زبان کے ذکر کی بدولت الفاظ تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوت قرآن و حدیث وغیرہ، دین کے ظاہری علوم کا پڑھنا ہے، وہ اقرار کے متعلقات و توابع میں سے ہے۔ اس لیے مومن کو اصلی رکن یعنی تصدیق سے کسی وقت بھی گریز نہیں۔ بلکہ اگر خانۂ دل ایک لمحہ کے لیے بھی تصدیق سے خالی ہو جائے، تو کفر پیدا ہو جاتا ہے اور ایمان اٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح تصدیق کے متعلقات و توابع کے بغیر ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں رہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غم و فکر اور خشوع و خضوع میں

---

[1] جب کوئی شخص رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسلام قبول کرتا تھا، تو حدیث پاک کہ "اللہ اور بندے کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں" کے بموجب ایمان لاتے ہی وہ تمام پردے اٹھ جاتے تھے۔ رسولِ کریم کے بعد جو ظاہری علوم اور باطنی اسرار کے جاننے والے تھے، ان کے توابع روزِ قیامت تک اتنے بلند استعداد ہیں کہ بعض صرف تعلیم سے ہی اہلِ انکشاف بن جاتے تھے۔ اور بعض کو ریاضت اور توجہ کی ضرورت ہوتی تھی، اسی لیے طریقۂ سلوک شرع کے مطابق مقرر کیا گیا، تاکہ پراگندہ نہ ہو جائیں اور آنکھیں بند کرنا، کان بند کرنا اور گوشہ نشینی اختیار کرنا مقرر کیا گیا۔ اے صاحبِ تمیز! غور سے دیکھ ان میں کون سی بات شرع کے خلاف ہے۔

ہوتے تھے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اُس وقت میرے ساتھ ہوتا ہے، جب کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی اور نبی وہاں نہیں آسکتا"۔ آپ نے یہ بھی فرمایا "میری آنکھ سوتی ہے، لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔ اور اسی قسم کی متواتر اور مشہور احادیث موجود ہیں، جو حضور کے باطنی ذکر و فکر کی وضاحت کرتی ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا یہ قول کہ "میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" چشمۂ باطنی سے جوش مار کر ابھرا ہے۔ اور دوسرے اولیا اللہ کے بارے میں کہاں تک بیان کروں، کیونکہ کاغذ تنگ ہے۔ اور اتنی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

اور اقرار، رکنِ فروعی ہے اور یہ تصدیق کی شاخ ہے چونکہ یہ عارضی و وقتی ہے، دائمی نہیں، اس لیے اس کے متعلقات بھی وقتی اور عارضی ہیں، جیسا کہ نماز وغیرہ کہ بعض حالات میں ان کا ادا کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ جنابت کے وقت، بیت الخلا میں یا جماع کے وقت، اور استنجا کے وقت، برہنگی کی حالت میں اور پیشہ ورانہ بات چیت کرتے وقت، اقرار کے ان متعلقات کے ادا کرنے کو ممنوع فرمایا گیا۔ اس لیے دانا آدمی کو چاہیے کہ حقیقتِ کار پر نظر کرے، اور جان لے کہ وہ ذکر اور حضوری، جو صبح و شام چاہیے، ایسا ذکر ہے کہ تصدیق کی طرح ہم اس سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہیں رہ سکتے اور یہ ہماری ذات پر لازم ہے اور چونکہ یہ بات علمائے ظاہر کے درس کے ذریعے ہاتھ نہیں آسکتی، کیونکہ وہ شرعِ ظاہر کے وارث ہیں اور تکرار لسانی کے لیے وقت مقرر کیے گئے ہیں، اسلئے ضروری ہے کہ علمائے باطن کا دامن مضبوطی سے پکڑیں، جو فقرا ہیں، اور شرع کی باطنی حقیقت کے وارث اور دائمی اور حقیقی حضوری سے بہرہ یاب ہیں، جیسا کہ اولیائے کرام کی سنت ہے: تاکہ اُن سے فیض یاب ہوں۔ اور میں بعض اہل جہر کے ذکر کے متعلق بات نہیں کرتا، جو مدعا تک پہنچنے کی خبر نہیں دیتا کیونکہ زبان کا ذکر لقلقہ (سخت آواز) ہے۔ قلب کا ذکر وسوسہ (زیور کی جھنکار)

Marfat.com

ہے۔ اور روح کا ذکر خوشی و مسرت ہے۔ یہ اصُول اولیا کا مقرّر کردہ ہے۔ لیکن جس شخص کو دل اور روح کا ذکر حاصل نہ ہو، اس کے لیے ضرُوری ہے کہ زبان کا ہی ذکر کرے اور طلب کرتا رہے، حتیٰ کہ اسے باطنی ذکر بھی نصیب ہو جائے۔

مکتُوب : ۲۵

نُورِ محمدّی کے اظہار کے بارے میں۔

سب تعریف اس کے لیے ہے جس نے نُورِ محمدّی کی تخلیق کی۔ اس نے ارادہ کیا، اور اُسے الہامی علم کے مرتبے میں تعینِ اوّل کہا اور اُسے الوحدت کا نام دیا اور وحدتِ حقیقی میں نورِ محمدّی کے تمام متضمنات شامل ہیں اور اسے تعینِ ثانی کا نام دیا گیا ہے، اور یہ اصطلاح نُزلاتِ خمسہ والوں کی رکھی ہوئی ہے۔

ہمارے شیخ المشائخ شیخ آدمؒ نے فرمایا کہ حقیقتِ محمدّی ایک جامع ذات ہے، جو ہر قسم کے زوال سے پاک اور منزّہ ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ حقیقت کا اطلاق کئی وجہ سے ہوتا ہے یہاں حقیقت سے مراد مبداءِ فیض ہے۔ وہ حقیقت نہیں، جو جنس اور نوع سے مرکب ہوتی ہے کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے۔ چونکہ اس بات کی تحقیق بالمشافہہ طویل گفتگو کی متقاضی ہے اس لیے اسے آپ کی حاضری پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ان دنوں سے جب کہ مکمّل جلاب لیا تھا، اب تک پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے اور ہر روز آٹھ سے لے کر دس تک دست آ رہے ہیں۔ آپ کے یہاں آجانے کے بعد مفصل بات کی جائے گی۔ ابیات:

چونکہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد   موسیٰؑ با موسیٰ اندر جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی، کاں داشتی   موسیٰ و فرعون دارند آشتی

Marfat.com

(ترجمہ) چونکہ بے رنگی، رنگ کی قید میں آگئی، اس لیے موسیٰ، موسیٰ کے ساتھ لڑ پڑا جب تو بے رنگی تک پہنچ جائے گا، تو موسیٰ اور فرعون کے درمیان آشتی ہو جائے گی۔

یہاں بے رنگی سے مراد وہ مرتبہ اطلاق ہے جس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ رنگ سے مراد مظاہر کی کثرت ہے، اور اسیر ہونے سے مراد نورِ آفتابِ وحدت سے آبگینوں میں روشنی کا انعکاس ہے اور موسیٰ سے موسیٰ کا جنگ کرنا ایک نبی کی شریعت کا دوسرے نبی کے ہاتھوں منسوخ کیا جانا ہے۔ اور بے رنگی کا حصول ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کا صلح کرنا، ظاہری مقابلے کا ختم ہونا اور ذمہ داری کی بساط کا اٹھ جانا اور رنگا رنگ کے مختلف آبگینوں کو ختم کر دینا ہے کیونکہ وہ کثرتِ اعداد کا سبب ہے۔ مندرجہ بالا ابیات کی یہ شرح میر محمد رضا عفی عنہٗ نے کی ہے۔

لیکن فقیر یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر محمد رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں کہا ہے، اگرچہ بہت پاکیزہ اور خوبصورت ہے، لیکن یہ مطلب شیخ فانی کی مناسبت سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ صاحبِ فنا کے لیے ظاہری کمزوری اور تقیدات کے مرتبے ہیں۔ حتیٰ کہ علمِ فنا بھی جب فانی شخص میں باقی رہ جائے، تو پھر بھی انھوں نے اس کے حق میں آدھی فنا ثابت کی ہے۔ اس لیے میر مرحوم نے ان اشعار کی شرح میں بیرنگی تک پہنچنے کو اضمحلال کا پابند ہونا ایک عارف کی نظر سے کہا ہے۔ عارف کا تعین کیا ہے اور غیر عارف کا تعین کیا؟ اس معنی میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ بیرنگی کا اسیر ہو جانے کی وجہ سے آفتاب کے نور سے بے شمار آبگینوں کے انعکاس سے جو مراد لی گئی ہے، اس میں دو شبہات پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہوتا ہے، اس کی

Marfat.com

حقیقت تو بیان کر دی گئی ہے، لیکن خود آبگینہ کی حقیقت کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا، کہ آیا وہ مستقل ہے یا نورِ آفتاب کا پرتو ہے۔ دوسرا یہ کہ بیرنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال بیان کیا گیا ہے، اور پھر اس مقام پر حضرت موسیٰؑ کی فرعون کے ساتھ صُلح قرار دی گئی ہے اور صُورت یہ ہے کہ اس مقام پر ان دونوں کا نام و نشان بطورِ ذات تصور میں نہیں لایا جا سکتا کیونکہ اس مرتبہ پر نام کا ثبوت پیش کرنا اضمحلال کے منافی ہے۔ اس لیے صُلح جو اُن کی صفت ہے، اسے ثابت نہ کرنے کے بغیر ان کی ذات تحقیق شدہ نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ کی موسیٰؑ سے جنگ کرنے سے مراد دوسری شریعت کو منسوخ کرنا ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کا تقاضا ہے اور ناسخ و منسُوخ کی وجہ سے کسی ایک کو دوسرے سے کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ منسُوخ خود اپنے وقت پر منسوخ کرنے والے کا محجوب ہوتا ہے، اس لیے جنگ کی تحقیق میں شبہ ہے المختصر مذکورہ بالا اشعار کے معانی کسی شخصِ باقی کی شان کے شایاں نہیں، ایسا شخص جو باقی کامل ہو۔ تحقیق کے مطابق اللہ تعالےٰ ہی ازلی اور باقی اور جمال و جلال کی صفات سے مَوصُوف ہے اور ان دونوں عظیم صفات میں ہر صفت اپنے ظہور کے اقتضا کے باوجُود، بالخصوص اپنی خصوصیت کے لحاظ سے، کسی دوسری صفت کے ظُہور کی مقتضی ہے، اور ظہورِ ازلی کے وقت ہرگز ایک دوسرے کی مخالف نہیں تھی۔ جیسا کہ لَا ھُوَ اور لَا غیرہٗ سے ظاہر ہے۔

حضرت مولانا رومؒ کے مذکورہ بالا[1] اشعار کی شرح بعض عزیزوں نے یوں

---

[1] اسے بیرنگ کہنا اسی بات کی دلیل ہے ورنہ اس کا اطلاق عالمِ ارواح اور حق تعالےٰ پر کیسے کیا جا سکتا ہے، اور کون کر سکتا ہے رُوح نہ سرخ ہے نہ سفید اور نہ سیاہ و زرد، وہ مجہُول الکیف ہے اور حق تعالےٰ بے کیف ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

Marfat.com

کی ہے کہ بے رنگی سے مرتبۂ اطلاق، اور رنگ سے مرتبۂ تقید اور اسیر ہونے سے مختلف مراتب میں ظہورِ انعکاس مراد ہے اور تقید میں صُلح کو محال سمجھا ہے، لیکن اس عاجز کے دل میں یہ خیال ڈالا گیا ہے کہ بیرنگی سے مراد ان کا شرعی تکالیف سے مبرا ہونا اور مرغوباتِ طبیعت کی طرف عدم میلان ہے اور یہ دونوں عالم ارواح کے مرتبہ سے متعلق ہیں۔ اور وہ بھی اس وقت جب کہ ابھی انہوں نے جسمانی تعلق اختیار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ارواح کی حیثیت سے سب کی آپس میں صُلح ہے، اور جنگ کی وجہ شریعت کی پابندیاں اور طبعی مرغُوبات سے تعلق رکھتا ہے، جن کا تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب ہر ایک روح جسم میں اسیر[1] ہو جاتی ہے اور طبعی مرغوبات کی طرف مائل اور شریعت کی پابندیوں کی مکلف ہو گئی، تو اس وقت لُطف کے مظاہر اُن کے قبول و اختیار میں ظاہر ہونے۔ اور قہر کے مظاہر اُن سے مُنہ پھیر لینے کے سبب واقع ہوئے۔ چنانچہ ہر مُظہر کو اپنے مظہر کا حق ادا کرنے میں ایک دوسرے سے جنگ پیش آئی۔ جیسا کہ فرعون سے حضرت موسےٰؑ کو، اور کبھی حضرت موسےٰؑ کو حضرت خضرؑ سے رضائے حق کے خلاف کام کرنے پر جنگ کی صورت پیدا ہوئی، لیکن چوں کہ وہ فے الواقع جنگ نہ تھی، اس لیے اُسی مجلس کے اندر جنگ صلح میں تبدیل ہو گئی، اور بہت سے علوم کے حصُول کا سبب بن گئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اُن کی برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں"۔ غرض یہ کہ جب صاحبِ صفا کو جو صفاتِ لطیفہ کا مظہر ہے، اس جسمانی مرتبہ سے روح اور علم کا

---

[1] اس دنیا کا تقاضا ہے کہ اسیرِ رنگ ہو، اسی لیے بھائی بھائی کے ساتھ لڑتا ہے۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ حضرت موسےٰؑ نے حضرت ہارونؑ کے ساتھ کیا۔ چنانچہ ہارون نے کہا۔ "اے میرے ماں جائے، مجھے میری داڑھی اور سر سے نہ پکڑ۔"

Marfat.com

عُروج حاصل ہوا۔ اور وہ روح کے اعلیٰ مراتب تک جا پہنچا، اور شریعت کی پابندیوں کو، جو جسم کے تعلق کی وجہ سے تھیں، اس نے وہاں نہ پایا، اور لڑائی کرنے کو اپنی ہمت سے زیادہ پایا، تو وہ صلح کرنے پر مائل ہو کر، اور جنگ سے فارغ ہو کر حقیقی مطلوب کی طرف متوجہ ہوا، اور اس جنگ کا، جو جسم کے تعلق کی خاطر صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر واقع ہوئی تھی، ثمرہ حاصل کر لیا۔ اور اس کے برعکس فرعون جو صاحبِ ظلمت تھا، اللہ تعالےٰ کی صفاتِ قہر کا مَظہر تھا اور اس کی جنگ محض کینہ کی وجہ سے تھی۔ چنانچہ وہ مطلوبِ حقیقی تک نہ پہنچ سکا۔ اور آخر کار مبتلائے عذاب ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور اُن کا آخری ٹھکانہ دوزخ ہے" اور چونکہ اس کی جنگ شریعت کے احکام کی حقیقت سے ناواقفی کی وجہ سے تھی اور جب اُسے تکالیف کی حقیقت کا علم ہو گیا، تو پرانی جنگ پر نادم ہو کر صُلح کی طرف مائل ہو گیا، لیکن چونکہ اس کی جنگ شیطنت کی وجہ سے تھی، اس لیے خوف زدہ ہو کر صُلح اختیار کرنے کے وقت وہ قہر کے ظہور کے ثمرات سے، جو عذاب اور دوزخ کی آگ ہے، ممتاز ہو گیا، اور عین عالمِ تمیز میں خباثت کو پاکیزگی سے جدا کر لیا۔ سبحان اللہ۔ پالنے والے کا یہ کیا کمال ہے، کہ عین جنگ میں ہر ایک مظہر دوسرے سے ممتاز تھا۔ اور عین صُلح میں دونوں مظاہر، جو صلح کے تقاضے کے مطابق تھے، ظہور پذیر ہوئے نیز انہوں نے ان دونوں کمالات کے ظہور کے نتیجے میں تمیز پیدا کر لی۔ اللہ خبیث اور طیب میں تمیز کرتا ہے۔ یہ عجب کاروبار ہے

بعض عزیزوں نے نقش بندی طریقے کو رنگ سے تعبیر کیا ہے اور آشتی کو اس میں ناممکن سمجھا ہے۔ اور اس تحقیق میں جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، جنگ کے بعد پابندی کی حیثیت سے صُلح ظاہر ہوئی ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۲۶

آیت کریمہ "آسمانوں اور زمین میں ہے، جو کچھ ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے" کے معنی کے بیان میں۔

میرے معنوی بھائی حافظ عیسٰیؒ کو فقیرانہ سلام۔ اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات، نباتات اور حیوانات ہیں۔ اور انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے، کیونکہ وہ ان تینوں مراتب میں بھی برابر کا شریک ہے، اور یہ تسبیح ان میں سے ہر ایک کے لیے لازمی ہے۔ انسانی تسبیح جو انسان کامل کا خاصّہ ہے، ہمتِ کامل سے ہوتی ہے، اور ان میں اوامر پر چلنے اور نواہی سے بچنے پر، جو انسان کامل کا خاصّہ ہے، انحصار ہوتا ہے اور اس مخصوص تسبیح کو مومنوں بلکہ کامل انسانوں کا خاصّہ سمجھا جاتا ہے اور اسے اعلٰے درجات اور مثبت نیک اعمال کا تقاضا گردانا جاتا ہے اور اس نیک جماعت کی تسبیح کو اللہ تعالےٰ کی صفاتِ لطیفہ کے انوار کا مظہر پہچانتے ہیں۔ اور کافر، جو حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے گئے گزرے ہیں، اس تسبیح سے محروم ہیں اور حیوانوں سے تشبیہ دیئے جانے کی وجہ سے وہ انسانوں کے سے ناموں اور رسموں کے باوجود انسانیت کے دائرۂ قواعد سے مکمل طور پر الگ ہیں اور چونکہ ان کی تسبیح، صفاتِ قہر کے کمالات کے ظہور، اور ان صفات کے حکم سے عدم انحراف کی وجہ سے ہے، ان میں سے ہر فرد کی تسبیح، صفاتِ لطیفہ کی مظہریت کی مناسبت اور مطابقت سے ہر لحاظ سے معدوم ہوتی ہے۔ لہٰذا اعمالِ حسنہ خواہ وہ صورتاً ہوں، صفاتِ لطیفہ کے ظہور سے، جو امانت کی طرح ہیں، اس موقع پر تصویری طور پر ظہور میں آتے ہیں۔ اس وقت جبکہ پوشیدہ حقیقی مناسبت صفاتِ قہریہ میں ظاہر ہوتی ہے، تو صاحبِ امانت، اپنی امانت کو ان لوگوں سے واپس لے لیتا ہے۔ اور امانت کی یہی واپسی جو احاطۂ اعمال

Marfat.com

کے نام سے موسُوم ہوتی ہے اور انسانی صورت کی یہ جماعت انسانِ حقیقی کے درمیان برزخ ہوتی ہے اور انسان کے علاوہ باقی تین صفات یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات کے درمیان بھی برزخ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صفاتِ قہر کی یہ پابندی، اُس صفتِ اختیار سے ہے، جو انسان میں پائی جاتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دل میں صفتِ قہریہ کی فرماں برداری کے باوجُود، وہ آخرت کے درجات سے محرُوم اور بے بہرہ ہیں اور ان اصناف میں شامل ہیں، جن کے بارے میں حق تعالےٰ نے یہ کہا ہے کہ "وہ جانوروں کی طرح ہیں" لیکن چونکہ باقی تین اصناف درجات کی بلندی سے محرُومی کی طرح عذاب سے بھی محفوظ ہیں۔ اور یہ برزخیہ جماعت، عذاب سے محفُوظ ہونے کی کوئی مناسبت نہیں رکھتی اور وہ اس مقام سے بہت دُور ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، کہ "ان کا رستہ اِس سے بھی بُرا ہے"

جان لینا چاہیے کہ چونکہ صفاتِ قہریہ کے کمالات، تسبیح خاص کے اقتضا سے اپنے مخصوص مظاہر کی وجہ سے ان کے اعمالِ حسنہ کو سلب کرتے ہیں۔ ان کی استعداد کا تقاضا اس سلبِ توجہ سے اپنے مظاہر کو عذاب کے درکات میں ڈالنا چاہتا ہے، اس لیے اس جماعت کی اپنے ربّ کے احکام کو قبُول کرنے کی استعداد محض تسبیح اور اس کے امر کی اطاعت سے ہے، اور یہ نہ سمجھے کہ ہر تسبیح کرنے والے کی تسبیح، بہت بڑے اجر کا تقاضا کرتی ہے۔ نہیں، بلکہ مخلُوق کے بعض افراد کی تخلیق صرف اطاعت کے لیے ہے۔ بعض صرف صفاتِ لطیفہ کی اطاعت کے لیے اور بعض دوسرے صفاتِ قہر کی فرماں برداری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ جنّت کے درجات، صفاتِ لطیفہ کی اطاعت کرنیوالوں کیلئے اور دوزخ کے طبقات، صفاتِ قہریہ کے متّبعین کے لیے ہیں کہ وہ سب اپنی تسبیح کے عوض میں اجر کے طلب گار

Marfat.com

ہیں۔اس بات سے آگاہ رہیے، کہ مظاہر قہریہ، دل میں اطاعت کرنے کی وجہ سے درجات کا تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مربّی کا محبوب طبقات دوزخ کا مقتضی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تسبیح کے دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں، اور مربّی کی مخالفت کرتے ہیں عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔

من تراکیستم، ہمیں حمد است   تو مرا نیستم، ہمیں حمد است

میں کس لیے تیرا ہوں، صرف اس حمد کے لیے، اور تو میرے لیے اور کچھ نہیں، صرف اس حمد کے لیے۔

مکتوب : ۲۷

نمازی کی اپنے رب سے مناجات کرنے کی تحقیق میں۔

شروع اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے نماز میں کلام حقیقی سے کلام کرنے والا وہی ہے، اور وہی نماز ادا کرنے والے میں ظاہر ہوتا ہے۔ نیازمندانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ فقیر کو خدشہ تھا کہ نمازگزار اپنے رب کے عذاب سے نجات پاتا ہے، اور جب میں نے نمازگزار کی قرأت پر نظر ڈالی۔ تو ثنا و فاتحہ کو مناجات کے معنی میں پایا، لیکن بعض سورتوں میں دیکھا، کہ آیات، مناجات کے معنی رکھتی ہیں۔ مثلاً "رَبَّنا آتنا" وغیرہ صاف صاف مناجات ہیں۔ لیکن اس کے برعکس قُل ھُوَ اللہ احدٌ اور قُل یا ایھا الکافرون، جیسی سورتیں نماز کی حالت میں نمازگزار کی مناجات سے کیا مناسبت رکھتی ہیں؟ اسی طرح وہ سورتیں اور آیتیں جو فرعون اور ابلیس کے قصّوں کی خبر دیتی ہیں۔ اس لیے مناجات کرنے والے کے لیے اس قسم کی مناجات کس طرح مناسب ہے، اور اس قسم کے قصّے تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے اس طرح حضوری قلب کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس خدشہ کو دُور کرنے اور قرأت کے معنی کی تحقیق میں بمطابق "اقرا....." جو کچھ اس فقیر پر ظاہر ہوا ہے، اس کو ظاہر کرتا ہوں اور یہ صرف آپ کی آواز کی اصلاح کے لیے ہے۔ "جب نمازی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس حکم کی تشریح کرے، جس کا مناجات میں اسے حکم دیا گیا ہے، تو پھر عالم علم کے حصول کی قوت کی طرف دیکھتا ہے اور اس میں بہت نقصان پاتا ہے۔ جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ملجاؤ ماوٰے نہیں، پھر وہ بلند آواز سے پکارتا ہے، اور اللہ اکبر کہتا ہے: اے اللہ تو سب سے بڑا ہے، یہ مناجات ہی میرا سرمایہ ہے اور پھر اللہ تکبیر کے ساتھ اس کی حمد کو سنتا ہے، اس کی مناجات کا پتہ، قدیمی اور حقیقی کتاب میں سے سُورہ فاتحہ کے ذریعے ملتا ہے۔ اسے پوشیدہ الہام کے ذریعے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ مناجاتِ تعلیمی میں حضُورِ قلب کے ساتھ حاضر رہے۔ چنانچہ نمازی کے لیے ضرُوری ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے یہ سُننے کے بعد، نماز کی حفاظت کی طرف متوجّہ رہے اور جب فاتحہ ختم ہو جائے، اور نمازی نے اس کے معانی کی حفاظت کر لی ہو، اور اپنی مناجات کا آغاز پھر فاتحہ سے کرنے کا ارادہ کر لیا ہو، تو اس سے فاتحہ کی تکرار ہو گی، جو ممنوع ہے۔ اس مقام پر نمازی کے لیے مناسب ہے کہ مولائے حقیقی کی طرف اپنے علم کے ساتھ توجہ کرے اور اسے آمین کے لفظ سے یاد کرے اور اس کے معانی میں کلامِ حقیقی یعنی فاتحہ کے جُملہ معانی شامل ہیں اور پھر نمازی الہامی تعلیم کے ساتھ آمین پڑھتا ہے اور اللہ کے حضور میں حمد و ثنا کے بعد اپنے مقصد کی التجا کرتا ہے اور یہ مقصد صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت ہے۔ پھر وہ غور کرتا ہے، تو اللہ تبارک کو غنی اور عظیم پاتا ہے، اور پھر عاجزی کے ساتھ خاموش ہو جاتا ہے۔ گویا اسے جواب مل گیا ہو، اور اللہ نے اس کی التجا کو دلی دعا کی بدولت قبول کر لیا ہو۔ پھر وہ قدیمی کلام مثلاً قُل ھُوَاللّٰہُ اَحَد، یا قُل یٰاَیُّھَا الکافِرُون

یا دوسری سورتیں اور آیات پڑھنا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے، جس کے ساتھ وہ کلام کرتا اور سنتا ہے اور حضورِ قلب کے ساتھ حاضر رہتا ہے اور اس سے اور اس کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے۔ اور ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازی یہ جانتا ہے کہ مناجات کے لفظ سے مراد "آمین" اور "فاتحہ" ہے۔ جو اللہ کا کلام ہے اور مناجات کی تعلیم کے طور پر اس سے کلام کرتا ہے اور پھر صراطِ مستقیم کی وضاحت کے لیے، قرآن مجید کے ساتھ کلام کرتا ہے اور نمازی یہ دیکھے گا کہ وہ اللہ سے دو طرح کلام کرتا ہے۔ کلامِ حقیقی ہے جس میں نمازی کی طرف سے سوائے "آمین" کے اور کچھ نہیں، یا الہامِ خفی ہے، اور دونوں بار اور ساری قرأت میں حضورِ سرّی کے ساتھ حصول اور تقید کے بغیر متکلمِ حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور ولایتِ خاص الخاص سے اس کی شان کے مطابق استفادہ کرتا ہے۔

مکتوب : ۲۸

نماز جمعہ کے فریضہ کے بارے میں حقایق آگاہ جناب محمدؐ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

اوّل و آخر تمام تعریف صرف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ہمارے پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت آدمؒ نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ نمازِ جمعہ قطعی طور پر فرض ہے اور علماء نے اس کی شرائط میں اختلاف کیا ہے مجھے اللہ تعالےٰ کی تعلیمات کے بارے میں انتظار تھا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صحیح تحقیق حاصل ہو جائے۔ اگر اللہ تعالےٰ کسی بہانہ کے بغیر یہ تحقیق و الہام فرما دیں، تو اس پر عمل کروں۔ لیکن اس انتظار کے باوجود میں طرفین میں سے ایک طریق کار پر عمل کیا کرتا تھا۔ اچانک اللہ تعالےٰ کے محض فضل

Marfat.com

سے کسی بہانہ کے بغیر میں نے سرورِ عالم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو تین دفعہ کسی شک و شبہ کے بغیر خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے کمال شفقت سے فرمایا کہ نمازِ جمعہ میں شک کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی۔

اس کے بعد میرے دل میں آیا کہ چونکہ اولیائے امت کی تحقیق اور کشف، ظنی اور قیاسی ہے، اس نے اسے شرع کے ترازو پر بھی تولنا چاہیے۔ جب فقہی مسائل پر گہرا غور کیا، تو کئی روائتیں بزرگوں کی طرف سے ایسی ملیں، جو میرے الہام کے مطابق نکل آئیں۔ چنانچہ ہمارے عُلماء پر یہ اختلاف پوشیدہ نہیں، اگرچہ انہوں نے دونوں کو مرجوع سمجھ کر اس بات کو ختم کر دیا ہوا تھا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس طرح ہدایت بخشی۔ پس ہمارے دوستوں اور مخلصوں کو چاہیے کہ جمعہ کی نماز میں کوئی شک نہ کیا کریں اور اطمینانِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عاید کردہ فرض کو ادا کریں۔ الہام شدہ حقیقت اس فقیر پر اس طرح واضح ہوئی کہ اس کے بعد بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں یہ بزرگانِ عظام پر اظہارِ حق کے لیے ہے، بعض مسائل کے معاملے میں وہ اسمِ ہادی کی صفت کا مظہر ہے۔ اور بعض میں صفتِ اسم دلیل کا مظہر ہے۔ کیونکہ پہلے ظہور کے ساتھ سیدھا راستہ عطا کرتے ہیں اور دوسرے ظہور میں ان تمام بزرگوں کے اعمال میں اعتدال نظر آتا ہے اور دونوں کامل صفتوں کا ظہور پوری طرح ثابت ہو جاتا ہے اور خلافت کا معاملہ آیت کریمہ "انی جاعلٌ فی الارضِ خلیفہ" (میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) خلیفہ حقیقی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے واضح ہوتا ہے۔ اور ذاتی استعداد جو عظمتِ رتبہ کے مطابق ہے کے باوجود صلاحیت سے بہرہ وری ان کی اطاعت سے رونما ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات میں کوئی شک نہیں

Marfat.com

کہ ہر اختلافی مسئلہ میں ایک پہلو اسم ہادی کا مظہر ہے اور دوسرا پہلو صفت اسم دلیل کا مظہر ہے اور ان دونوں اسمائے مبارک میں سے ایک کی خصوصیت اسم ستار کے ظہور کی بدولت حالات کی پردہ پوشی ہے، سوائے اس کے جو اولیا پر کشف کر دیا گیا، یا جیسا کہ علما پر قیاس کے ذریعے ظاہر کر دیا گیا. جب اس تحقیق کا پتہ چل گیا، تو اب نمازِ جمعہ کے اختلاف کی طرف نگاہ دوڑائیے۔ جب اس مرتبہ کے ولی کامل کے کشف سے، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہو. اور جیسے اللہ تعالےٰ نے قبول کیا ہو، اُن کی بات اور روایت کا صراطِ مستقیم پر ہونا تحقیق شدہ اور مدلل ہے، تو وہ پیروی کے لائق اور مناسب تر ہے. یا وہ اقوال جو دیکھنے میں علمائے ظاہر کے قیاس سے اس قابل ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے اُن کا اجر عطا کیا جائے. اگر اس کشف کے انوار جو بہت واضح ہیں، ان کی نظروں میں اپنے ہی نور میں محجوب ہو گئے ہیں اور نورِ بصیرت کی کمزوری سے انہیں معلوم نہیں ہوتے، تو پھر یہ لائق اور مناسب تر ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ ستارِ حقیقی نے، ان حق کے قاصدوں اور سچے مجتہدین کے قول پر پردہ ڈالا ہو گا، اور ان کی وفات کے بعد وہ لوگ، جو ان سے نسبت رکھنے کے بعد بھی ان کی پیروی نہیں کرتے، اگر اس مسئلہ میں ان کی متابعت نہیں کریں گے، تو سعادت کی چمکدار دلیل اس شخص کو حاصل ہو گی، جو اس نادرِ روزگار کے برحق کشف کو بے تردد اختیار کر لے گا. اور دوسری طرف کے قول کو مختلف اقوال میں سے سمجھ بوجھ کر ظاہری ادب کی خاطر کسی شک وشبہ کے بغیر نمازِ جمعہ کو نیتِ عام اور دلی خلوص کے ساتھ بطورِ عبادت ادا کرے گا۔ یہ نماز عوام کی نماز کی طرح نہیں ہو گی. بلکہ ان کا معاملہ شک وشبہ کے بغیر ہو گا۔ اور ان کے کام کاج میں دلی اطمینان ہو گا. اور کشف کے ذریعے ثابت شدہ

Marfat.com

بات روحانیت پرستوں کی عین رضا کے مطابق ہے۔ یہ عین حق ہے اور ان کے بارے میں حقیقی ادب چاہیے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۲۹

جناب محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

درُود و سلام کے بعد خاکسار عبدالنبیؒ کی طرف سے اپنے معنوی سعادت آثار بھائی محمد اشرفؒ کے نام، جو جب بھی یاد آئے، اس دُعا کے قابل ہے "اے ہمارے اللہ، اس کو اپنے افضل بندوں میں سے اشرف بنا، کیونکہ شرف فرشتوں کے لیے ہے، اور فضل انسانوں کے لیے" سلامِ فقیرانہ کے بعد عرض ہے کہ سعادتمند میاں غلام رسولؒ کو جو ایک دل پذیر کیفیت کے حامل ہیں، استخارہ کیے بغیر طریقۂ احسنیہ میں داخل کر لیا گیا ہے، اور اسمِ ذات سے واقف کر کے درویشی نام بھی رکھ دیا ہے۔ حق تعالےٰ اسے سعادت مند کرے۔ اچاہیے کہ اُسے اپنی صُحبت میں تربیت دیں، تاکہ اس راہ کی لذت حاصل کرے۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ اس ماہ کے آخر میں نفی و اثبات سے مطلع کریں۔ اور تمام دوستوں اور حال پُوچھنے والوں کو سلام و اکرام۔

مکتوب : ۳۰

جناب محمد اشرفؒ کے نام جو "لقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البرّ والبحر ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علیٰ کثیرٍ ممّن خلقنا تفضیلا" (ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی، اور اُسے بحر و بر میں اٹھایا اور ہم نے اسے پاکیزہ

Marfat.com

اشیاء سے رزق دیا اور ہم نے اسے اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی" کی خلعت سے مشرّف ہوں۔ نیازمند عبدالنبیؒ دعائے غائبانہ اور توجہ مربیانہ کا امیدوار ہے۔ فقیر از سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئے کئی ماہ کا عرصہ گزر چلا ہے۔ اگر فرصت میسّر ہو، تو اس عاجز کو کمالِ تکلیف کے بغیر ملاقات سے نوازیں۔ اور بڑی امید یہ رکھتا ہوں، کہ دنیا و مافیہا کو فانی اور ہلاکت پذیر سمجھ کر اپنے آپ کو، اپنے آپ کے سپرد نہ کریں اور اس شیرینی کو جو باطن کا خزانہ اور اصل مراد ہے، ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اور جب ظاہر ہی باطن کے مطابق ہو جائے، تو توقع رکھنی چاہیے۔ کہ دل کی برکت سے بات کرنا، کھانا کھانا اور سونا بھی باطنی نسبت سے مرتبۂ بدنی پر ظاہر ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ اپنے فضل و کرم اور مظہریت کی نظر کو ذراتِ کائنات سے الگ نہیں کرے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گویائی اور سکوت بھی فکر و نظر کے ساتھ عبرت کے لیے تھی۔ اور اس عریضہ کے حامل کو اس سے پہلے ہی تعلیم کی خاطر آپ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ یقین ہے کہ آپ نے وقت کی ضرورت کے مطابق اس کو تعلیم دی ہوگی اور اس اثنا میں روحانی صحبت کے حصول کے بعد اطلاع دیں گے اور اسی طرح دوسرے لطائف سے بھی بتدریج واقف کرائیں گے۔ نیز اپنے دوستوں کو اپنے تقویٰ اور ہمت سے نصیحت فرمائیں گے، اور کم گوئی، اور کم خوری کی تعلیم دیں گے۔ اے ہمارے ربّ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمیں اچھائی عطا فرما!

مکتوب : ۱۵۱

اشرف الاخوان محمد اشرفؒ کے نام، خدا کرے کہ بہترین وقت اور بہترین زمانہ، بہترین عزیز کے شاملِ حال رہے۔ میرے عزیز۔ وقت کو غنیمت سمجھئے، آپس

Marfat.com

پاس سے خود کو بلند کیجیے، لمحاتِ زندگی کی حفاظت کیجیے، تاکہ کوئی وقت بھی غفلت میں صرف نہ ہو اور ہمارا کام عبادت میں کوشش کرنا ہے۔ رزق کے بارے میں تشویش کرنا اور غم کھانا، دانا کا کام نہیں، کیونکہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمہ نہ ہو۔ چونکہ ہر ذی جان کا رزق، اس حیوانات کو زندہ کرنے والے نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور بڑا پکا وعدہ کیا ہے اس لیے وہ شخص بے حد احمق ہو گا جس کو اس بارے میں شک وشبہ ہو۔ آپ کے کام کا تعلق بے شبہ محکم ومضبوط ہے، لیکن کام بہت زیادہ ہے جب تک زندگی باقی ہے ترقی کا امید وار رہنا چاہیے اور یہ ترقی تشبیہ سے تنزیہ کی طرف نہیں، بلکہ تنزیہ میں ترقی ہے۔ آدمی وہ ہوتا ہے جو دنیا کو فانی سمجھ کر ایک جَو کے بدلے میں بھی نہ خریدے۔ سعادت مند میاں علی محمدؒ یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے اسم ذات سُنا تھا۔ چاہیے کہ انہیں نفی واثبات کی تعلیم دی جائے۔ اور وعظ ونصیحت، اور مزید فوائد سے بہرہ مند کیا جائے۔ آپ کم گو بنیں، اور اپنے دوستوں کو بھی کم گوئی کی تعلیم دیا کریں۔ نیز کبھی کبھی اس عاجز کو بھی یاد کر لیا کریں۔ فقیر کے لیے لازم ہے کہ اپنی ذات کو سمجھے، اور اپنے عقیدت مندوں کو فقر کا خواہش مند بنائے تاکہ ان کی برکت سے وہ بھی مقبولوں کے سلسلے میں اکٹھے ہو جائیں۔ سلامتی ہے اس شخص کے لیے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۳۲

محمد اشرف جیو سلمہ اللہ تعالےٰ کے نام۔

نیاز مندانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں میرے عزیز! ولایت میں اصلی اور ظلی مراتب کی تحقیق کے بارے میں آپ کی تحریر بہت خوب ہے، لیکن ان تحریر شدہ

Marfat.com

تمام مراتب کا مقصد، ابھی مخصوص دائرہ کے اندر ہے اور ولایت و نبوت کے مرتبہ کی حقیقت اس سے زیادہ ہے، اور تعلیم پر موقوف ہے مغز، جو اس کے نُور سے معطّر ہے، اس مرتبہ کی بشارت سے فیض یاب ہوگا۔ اس لحاظ سے خود ہی احتیاط کا اہتمام کرنا چاہیے اور وہ جو واسطہ کے دُور کرنے کے بارے میں لکھا گیا ہے، تو میرے عزیز! واسطہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک واسطۂ تعلیم، جو مثبت الحجاب (حجاب چاہنا) ہے، دوسرا واسطۂ طفیل جو مرتفع الحجاب (حجاب اٹھانا) ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اور اولیا اور انبیا کی جسمانی اور رُوحانی تعلیم کے نُور سے سالک کی نورانی استعداد قوّت و وسعت پیدا کر لیتی ہے اور اس کے اندر اللہ تعالےٰ سے علمِ لدنی حاصل کرنے کی قابلیّت پیدا ہو جاتی ہے، تو اس وقت جائز ہو جاتا ہے کہ جسمانی اور روحانی تعلیم کے بغیر اللہ تعالےٰ سے علوم کی تعلیم حاصل کرے۔ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ کسی وقت بھی رُوحانی تعلیم سے فارغ نہ ہو، خواہ اسے کوئی مرتبہ ملے یا نہ ملے۔ دوسرا یہ کہ کسی وقت بھی واسطۂ طفیل کو قطع نہ کیا جائے، جو کوئی اس کو قطع کرے گا، وہ عدمِ قُربت کا نشان ہوگا۔ سُبحان اللہ۔ بعض لوگ رفعِ واسطہ کو ہی کمال سمجھتے ہیں، حالانکہ صورت اس کے برعکس ہے۔ بعض اولیا، کا نفیِ واسطہ کے قابل ہونا، اس واسطہ سے مراد ہے، جو واسطۂ تعلیم ہے۔ سلام آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر مفصل بھی اور مُجمل بھی۔

مکتوب : ۳۳

محمدؒ اشرف جیوؒ کے نام لکھا گیا۔

جو میری راہ پر چلا، وہ میرا بیٹا ہے اور جو میری راہ پر نہ چلا، وہ میری اولاد

Marfat.com

میں ۔ سے نہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اسراف سے سلامتی میں رکھے۔ اوراق کے مسوّدوں پر پر جس طرح کی عبارت لکھی ہوئی تھی، اگرچہ لکھنے والے کے لیے فرحت بخش تھی؛ لیکن یہ اسراف میں داخل ہے۔ اس کے معانی کو مختصر یا مفصّل طور پر باطن کے صفحہ پر لکھیں۔ اور رات اور دن کے عمل کے وقت کام میں لائیں؛ تاکہ اس کا نتیجہ برآمد ہو، راقم کو حاضری کا مشتاق سمجھیں۔

مکتوب: ۳۴

میاں محمدؒ اشرف جیوؒ کے نام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ سعادت کی شرف اندوزی اشرف کے نصیب میں ہو اور اللہ غفور کی یاد سے وہ غرور کی زیادتی سے محفوظ و مسرور رہے اگرچہ درمیان میں فاصلہ بہت ہے۔ لیکن جاناں درجان، کے مصداق وہ قریب اور پوشیدہ ہے۔ صورت کی دوری۔ نقصان کی صورت نہیں۔ اس سے محبت میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ جام محبت پئیں۔ قطعہ

تو اُو نشوی ولے اگر جہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

(ترجمہ) تُو وہ تو نہیں بن سکتا؛ لیکن اگر تو کوشش کرے، تو تُو ایسی جگہ پہنچ جائے گا کہ تو اپنے آپ سے الگ ہو جائے گا۔

چنداں برو ایں رہ کہ دوئی برخیزد ور ہست دوئی، براہ روی برخیزد

(ترجمہ) اس راہ پر اتنا چلتا جا کہ غیریت ختم ہو جائے۔ اگر کوئی غیریت ہوئی بھی، تو راستہ طے کرنے سے ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالےٰ سچی محبت کو صدق کی حقیقت سے بہرہ مند کرے کہ حقیقی فنا و بقا اُسی میں جمع ہے، اور آں عزیز (مکتوب الیہ) کے رواں رواں کو مطلوب کے

Marfat.com

شہود کے غلبہ سے مضمحل اور معدوم کر دے۔ اور دنیا کے ننگ و ناموس کی بجائے بے رنگی اور بے نامی کی خلعت پہنائے، جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

از ننگ چہ پرسی کہ مرا نام ز ننگ است ۔ وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است

ترجمہ: مجھ سے شرم کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ میری شہرت شرم سے ہے۔ اور شہرت کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ مجھے شہرت سے شرم آتی ہے۔

اور ظاہری و باطنی متعلقات کو آنعزیز سے متفق کرے، کیونکہ جب دو[۲] دل متفق ہو جائیں تو پھر پہاڑ کو بھی توڑ سکتے ہیں۔ میرے عزیز، لوگ بے نامی کو نام دیتے ہیں اور بے ننگی کو ننگ پکارتے ہیں۔ تمام لوگ تم سے حال اور مال میں جدا ہیں۔ ایک دوسرے پر کوئی اعتماد نہیں رکھتے، سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی کوئی غرض اور مراد باقی نہیں رہتی۔ اس کی محبت میں ذاتی محبت معلوم ہوتی ہے۔

اور تم نے اپنے خط میں جو واقعہ تحریر کیا تھا، بہت اچھا ہے الحمدللہ۔ اللہ کا شکر بجالاؤ۔ کیونکہ بزرگوں نے اس نعمت کو بڑی محنت کے بعد حاصل کیا ہے۔ اس خاندان میں ریاضتِ شاقہ کے عوض میں پیر و مرشد اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوط اعتقاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ ریاضت اور مجاہدہ کے بغیر کام جیسا کہ چاہیے، مستور رکھا گیا ہے لیکن وہ ریاضت جو نبی پاک ؐ کی پیروی میں کی جائے وہ "ریاضت کی ماں" ہے۔ کیا لکھوں، خدا کے سپرد کیا۔ خدا کے سپرد کیا، خدا کے سپرد کیا۔ امیدوار ہوں کہ حق تعالےٰ تمہارے جیسے مخلص جوانوں کی برکت سے اس ناکارہ عاجز کی بھی مغفرت فرما دے۔ اور اس گنہگار کو بھی سعادت مندی سے بہرہ مند کرے، کیونکہ اپنے جیسا اور کوئی خراب اور گناہگار

Marfat.com

نظر نہیں آتا، اس لیے شفاعت کرنے والا بھی کوئی کامل ہونا چاہیے۔

مکتوب : ۳۵

میاں محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے پاک نام سے۔ دور و نزدیک کے تمام دوستوں کے کام کاج خدائے تعالےٰ کے سپرد ہیں بلکہ سپرد کہنے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ سب اُسی کا ظہور ہے، بلکہ اپنے مفصل مظاہر کی بدولت وہی ظاہر و حاکم ہے۔ اس عاجز دعاگو عبدالنبیؒ کے سلام فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ چونکہ کافی مدت سے آں عزیز کی طرف سے کسی جسمانی اور روحانی اطلاع سے سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی اس لیے عین تنہائی کے وقت بھی آنکھوں میں آنسو تھے اور دل درد سے معمور تھا۔ حق تعالےٰ اس عاجز کو ان عزیزوں کے پُر نور چہروں کی زیارت سے مشرف کرے۔ مجھے توقع ہے کہ عزیز روزی کمانے کے تفکرات میں اتنے مشغول نہیں ہو جائیں گے کہ عبدیت کا طریقہ ہی ختم ہو جائے۔ بلکہ آخرت کی عمارات کے طلب کرنے میں لگے رہیں گے اور مصلحت کے مطابق کوئی پیشہ اختیار کریں گے۔ اور اختیار کرنے میں اپنے آپ کو فارغ رکھیں گے۔ آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمت نازل ہو۔

مکتوب : ۳۶

میاں محمد اشرفؒ کے نام۔

قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے، جو اس میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ برادرِ مشفق۔ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ میاں مکملؒ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ رخصت

Marfat.com

ہو گئے۔ اگر زندگی باقی رہی، تو پھر کسی وقت آنے کا ارادہ فرمائیں گے۔ زندگی کے دن بڑی تفرع و زاری سے بسر کرتے ہیں۔ اور جناب شیخ صاحب میاں محمد فاضل جیو کی خدمت میں جواباً خط لکھا گیا۔ دن گزر رہے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں۔

مکتوب : ۳۷

میاں محمد اشرفؒ کے نام۔

صدق کا ایک ذرہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔ میدانِ خیال مثال کے اعتبار سے وسیع ہے۔ لیکن سچے دوستوں کے اوصاف کی گنجائش نہیں رکھتا۔ کاغذ کا صفحہ عجز سے بھرا پڑا ہے "قلعہ"

خواهم ز تو تو خود نباشی ‌‌ ‌ ‌ باحق باشی، ز خود نراشی

(ترجمہ) میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے آپ میں نہ رہے۔ تو حق کے ساتھ مل جائے اور اپنے آپ سے کٹ جائے۔

ہر چیز کہ رہزنِ طریق است ‌ ‌ ‌ ‌ ہستی است کہ راندۂ ہر فریق ہست

(ترجمہ) ہر وہ شئے جو طریقت کی رہزن ہے، ایسی ہستی ہے، جو ہر طرف سے دھتکاری جاری ہے۔

میرے عزیز! یہاں انار تو مل جاتا ہے، لیکن سرکہ انگوری نہیں ملتا۔ اگر وہاں سے قیمتاً مل جائے، تو لے لیں۔

میری طرف سے سلام اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل و محبت۔ میرے عزیز! یہ آخری نسبت حقیقت میں فنا و بقا کی جگہ ہے۔ لوگ اس میں اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ اپنے اور اپنے سوا کا ذرہ، ذرہ سوائے اللہ تعالیٰ کے عرفانی شہود کے ظہور کے، بے تکلف اور بے تاویل کوئی اور شئے سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اس

Marfat.com

مرتبہ کی حقیقت اس کے حکم کے ماننے اور اس کی منع کردہ شئے سے بچنے میں ہے۔ بلکہ مباح اُمور کا کرنا بھی گناہ ہے۔ اس گروہ کے نزدیک نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں مشہور ہیں۔ برکت کے ساتھ رہیں، بیس دن تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں، اس کے بعد اختیار ہے

مکتوب : ۳۸

میاں محمد اشرف کے نام لکھا گیا۔

"اشرف العرب اور افضل العجم کی اطاعت کی جائے"۔ سلام فقیرانہ ملاحظہ فرمائیں۔ چونکہ بڑی مدت ہوئی کہ آپ سے جسمانی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور یہ عاجز حقوقِ دینی کی پابندی کی وجہ سے متعلقہ لوگوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے، اس لیے اگر آپ قوتِ اخلاص کی رہنمائی میں تھوڑا بہت صحبت کے شرف سے بہرہ ور فرمائیں۔ تو زہے نصیب! اگرچہ ایسا کہنا ہے تو بے ادبی لیکن میں معذور ہوں۔

مکتوب : ۳۹

میاں محمد اشرف کے نام لکھا گیا۔

"اور اپنے رَب کو گڑگڑا کر اور چھُپ کر یاد کر"۔ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں بات چیت میں ضائع نہ کریں۔ کسی بات کو اللہ کے ذِکر سے بہتر نہ سمجھیں، خواہ یہ ذِکر تکلیف سے ہی کیوں نہ ہو۔ اپنا تمام وقت اسی فکروغم میں صرف کریں۔ اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ کسی اور کام سے خوشی کا راستہ نہ کھلے، اگرچہ یہ فعل عرفان، عبادت کے ساتھ ہی ہو، سوائے منعم کی تعریف کے۔ اگرچہ

Marfat.com

نعمت کا اظہار کرنا خود کو اور دوسروں کو بھی فرحت بخشتا ہے، لیکن وہ فرحت اور ہی شئے ہے، جس کی تعلیم نبی پاکؐ نے دی ہے اور تعریف اور شئے ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ الحمد للہ کہو۔ چاہیے کہ اُمورِ باطنی میں سے کسی امر کے ارتکاب کے وقت خشوع کی حقیقت سے، جو فنا ہے، غافل نہ ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ طریقہ احسنیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت نفس کو قلب سے جدا کرنا ہے اگر یہ نہیں ہے، تو نفس قلب سے جدا نہیں۔ اور وہ کام میں اپنا حصہ وصول کرے گا۔ تمہارا رب تمہیں ہدایت دے گا۔

مکتوب : ۴۰

میاں محمد اشرفؒ کے نام

بزرگ ترین بھائی پیٹ کی بھوک[1]، بدن کی عریانی اور مکر کی بزرگی سے سیراب ہو کر اپنے متعلقین بلکہ تمام مسلمانوں کو کھانا کھلانے، تن ڈھانکنے، اور پانی پلانے سے دریغ نہیں کرتے۔ عزیز مکملؒ کے بارے میں آپ کا شکایت آمیز رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ آں عزیز کھانا کم کھاتا اور لباس وغیرہ مختصر پہنتا ہے۔ حیرت ہوئی کہ آپ جیسے دانا اور محرم نے کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں لکھا ہے گویا لباس پہننا اور سیر ہو کر کھانا ہی اس مخلص کو پسند ہے۔ اے عقل مند! ایسی باتوں سے چمٹا نہیں کرتے، والسلام۔

---

[1] حاشیہ: جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو، اپنے بدنوں کو ڈھانپو، اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کرو، جو اپنے رب کی عاجزی سے اطاعت کرتے ہیں۔

Marfat.com

مکتوب : ۴۱

میاں محمد مکملؒ کے نام۔ تخلیقِ نُور کی اوّلیت کی تحقیق اور رُوحِ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔

اے برخوردار! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اپنے نُور اور رُوح کی تخلیق میں تمام پیغمبروں پر مقدم ہیں، اس لیے اِن تمام مراتب میں بھی وہ ان کے سردار ہیں۔ اور چونکہ پیروکار کا ہر کام خواہ وہ وجُودی ہو یا فعلی، اپنے سردار کی طرف رجُوع کرتا ہے، اور خواہ وہ رجُوع جَلی ہو، جس کا تعلق فعلِ اختیاری سے ہے، خواہ رجُوع خفی سے، جس کا تعلق فعلِ اضطراری سے ہے۔ اس لیے اگرچہ عالمِ ارواح کو تکلیفِ شرعی کا مرتبہ حاصل نہیں، لیکن تعلیم حاصل کرنے کے لیے، جس کی اس مرتبہ میں ضرُورت ہے، اسے معلّم کی ضرورت ہے اور اس مرتبہ میں معلّم ہی ان کا سردار ہے اور وہ روحِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہیں۔ اور معلّم بھی خبر دینے والا ہوتا ہے چونکہ عالمِ ارواح میں اس کا مطلب درست ہے، ، عالمِ اجسام میں جو نبی بھی ظاہر ہوا، وہ اُن کے ظہُور کا پیش رَو ہے اور تمام تعلیم کا منشا اُن کی حقیقت ہے۔ مصائب کے وقت صبر و قناعت ضرُوری ہے اور عینِ وصل کی حالت میں مصائب آتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں کا ایک وقت میں جمع ہو جانا درست ہے۔ والسّلام۔

مکتوب : ۴۲ (الف) سوال

میاں محمد مکملؒ کی طرف سے سوال

خاکِ پا مکمل، فیض مآب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ افعالِ عزیمت پر استقامت کی اور افعالِ رُخصت سے پرہیز کی تعلیم ضرُوری ہے اسی طرح

Marfat.com

ایفائے وعدہ کی تعلیم، جو بندے اور اللہ کے درمیان، جو اس عاجز سے وقوع میں آئے۔ نقوشِ ملامت کی تعلیم سے دِل کی تختی پر ان کا نقش جاگزیں نہیں ہوتا اور ملامت سے غم میں اضافہ نہیں ہوتا۔ حفظِ اوقات کی تعلیم بزرگوں کا قول ہے۔ بہترین عمل حال کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حقوق کی ادائیگی بھی ہے، جیسے والدین کی خدمت (اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے) کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی تعلیم کس طرح میسّر ہو اور اس کے اعلےٰ نتائج کی ترغیب دینے اور ان کی زیادتی پر ڈرانے کی تعلیم کس طرح ہو، اوقات کو معیشت میں کس طرح صرف کرے۔ اور اگر اس ضمن میں کوئی پریشانی آجائے، تو اس کا کیا علاج کرے؟ مُبتدی اور متوسط کی تعلیم کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے یا محفل کی رسم وراہ سے آگاہی بھی لوگوں کے لیے بعد کے بغیر بھی اجتناب کی تعلیم مناسب ہے، یا نہیں؟

مکتُوب: ۴۲ (ب) جواب

میاں مُحمّدؐ مکمّلؒ کی طرف جواب

عزیزِ من! اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ آگاہ رہنا، اور نفس کا فنا ہونا، جو پہلی جڑ ہے، دو وجُوہ سے تعلق رکھتا ہے۔

بے فنائے کُل و بے جذبِ قوی ۔۔۔۔ کے حریمِ وصل را محرم شوی

(ترجمہ) مکمل طور پر فنا ہونے اور جذبۂ قوی کے بغیر تو حریمِ وصل سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے؟

عزیمت یہ ہے کہ صرف انتہائی ضرورت کے وقت کسب (کمانے) سے تعلق پیدا کرے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خرید وفروخت، اللہ کے ذکر سے غافل

Marfat.com

نہیں کرتی) اور اگر ایسی شکل پیش آجائے، تو اس شکل کو بھی اللہ کے ظہورات میں سے ایک ظہور سمجھے۔ اور اسے دُور کرنے میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگے۔ اگر مبتدی ہو یا متوسط، تو پیر کی صحبت کے سوا تنہائی بہتر ہے۔ اس شخص کا احتساب زبان سے یا حق تعالیٰ کی درگاہ میں دُعا سے کرنا چاہیے۔

سوال۔ جس وقت سالک کو عوارض کی وجہ سے یا عوارض کے بغیر قبض ہو جائے، اور حق سبحانہٗ سے جو پُرانا تعلق تھا، زوال پذیر ہو جائے، تو اس کا کیا علاج ؟

فائدہ: آپ کے دونوں خطوط مل گئے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جواب۔ اس کا علاج اللہ تعالیٰ کی طرف رجُوع ہے، ندامت کے طریقے سے، اور اس بات کی تحقیق سے، جسے تو نہیں سمجھتا، الگ رہنا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میرے دل پر کسی جذبہ کا غلبہ ہوتا ہے، تو میں سو بار اور دوسری روایت کے مطابق ستر بار استغفار کرتا ہوں۔

سوال۔ اللہ کے نام پر کوئی شے، کمالِ صنعت سے اللہ کی بنائی ہوئی شے محرُوم کے پاس اللہ کی خاطر ایک کاسہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے ذاتی وصفاتی کمالات کے اظہار کے لیے پیدا کیا، اور محض اپنی کمال مہربانی سے نوازا۔ اگر کوئی ازل سے محرُوم ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ اور یہ اس کی مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دونوں جہانوں میں اس کی اچھی جزا دے۔

جواب۔ وہ محرُوم نہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے، کیونکہ اس کے نزدیک ہر شے کی مقدار عالمِ غیب میں مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہر حالت میں شاکر وصابر رہنا چاہیے اور اس اثنا میں جو کچھ اور جتنا کچھ مل جائے، اس پر شکر کرنا چاہیے اور جو کچھ مستقبل میں پیش آنے والا ہے، اس پر بھی صبر کرنا چاہیے اور شک کرنا ابلیس کی طرف سے وسوسہ اندازی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ صحبت یافتہ

Marfat.com

فقیر دل جمعی سے اپنے کمال و تکمیل کے کام میں مشغول رہتے ہیں، اور اس طرف دھیان نہیں کرتے. والسلام

مکتوب : ۴۳

میاں محمد اشرفؒ کے نام طلب عتاب کے بارے میں سوال .

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند ¹ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(ترجمہ کیا ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو اکسیر بنا دیتے ہیں، ہماری طرف بھی ایک نظر کریں.)

یک نظر فرما کہ مستثنیٰ شوم زبنائے جنس سگ کہ شد منظور نجم الدینؒ، سگاں را سرور است

(ترجمہ) مجھ پر ایک نظر ڈالئے تاکہ میں ابنائے جنس سے مستثنیٰ ہو جاؤں وہ کتا جو نجم الدینؒ کو پسند آگیا، کتوں کا سردار بن گیا ۔

خاک شو خاک، تا بر دید گل کہ بجز خاک نیست مظہر کل

ترجمہ. مٹی ہو جا مٹی، تاکہ پھول اُگیں، سوائے مٹی کے مظہر کل کہیں اور نہیں.

حق تعالےٰ آں عزیز کے باطن کی خرابی کو اور زیادہ کرے، تاکہ اس میں جو گزشتہ آبادی و معموری تھی، وہ ختم ہو جائے. اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تاکہ وہ بقا کے مظہر کے لائق ہو جائے. میرے عزیز! مٹی چونکہ مٹی ہے، اس لیے مخلوقات میں سب سے افضل و اعلےٰ ہے. جب یہ کیمیا ہو گئی، تو حقیقت بدل گئی. اس نے شرف حاصل

---

¹ سائل، صاحب نظر سے رحمت کی نظر چاہتا ہے تاکہ اس مرتبہ کو پہنچ جائے کہ خاک کو کیمیا بنا سکے نہ کہ اپنے آپ کو کہ خاکی ہونے کی وجہ سے جو آخری مکمل مرتبے پر ہے، سونے میں بدلنے کی آرزو کرے .

Marfat.com

کر لیا اور فضیلت چمک اٹھی۔

اور مٹی سے یہ عام مٹی قیاس نہ کیجئے۔ بلکہ اس سے مراد معروف قابلیت ہے، جو نورِ اوّل کے مرتبہ میں تمام لا انتہا قابلیتوں کی سرتاج ہے۔ اور اس سردار اور صفتِ انسانیت رکھنے والے تمام تابعینِ برگزیدہ کا خاصّہ اور واجب الوجود کی صفات کا جامع مظہر ہے۔ اور مٹی ہونے سے مراد اصل سے مل جانا ہے اور وہ پیوستگی کی دلیل کے بغیر خود بخود اصل سے قطع نسبت اور اضافے رکھنا تھا۔ اور اب اللہ تعالےٰ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات کے ظہور سے نسبت رکھنا، مجبوبی طریقہ پر چلنا ہے۔ جب ایسا ہو گیا تو پھر مکمل فنا[1] حاصل ہو گئی۔ ایسی حالت میں مستثنیٰ کون اور استثنا کس کے لیے ہے؟ عزیزِ من! اگرچہ یہ دو اشعار بظاہر کمال کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن جو مطلب اوپر بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھیے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ معاملہ برعکس ہے اور کامل کو اس جنگ طلبی سے بچنا ضروری ہے۔ حق تعالےٰ اس کی حقیقت سے باخبر کرے اور حسد کو نکال دے۔

کہاں تک لکھوں کہ کاغذ چھوٹا ہے اور قلم کا فیض بے انتہا۔ والسلام والاکرام

بہتر یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو نمازِ جمعہ شہر کی مسجد میں ادا کریں۔ اور اگر آپ کے قصبہ کی مسجد گنجائش رکھتی ہے، تو قاضی کی اجازت سے شہر کی شرط پوری ہو

---

[1] اعلیٰ درجہ کی فنا حاصل ہونا استثناء ہے حضرت سلیمان ؑ نے کہا (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ) ترجمہ (اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو تو ہی بہت بڑا عطا کرنے والا ہے) اور یہ استثناء شرک و نفاق و بدعت کے شرکا سے ہے اور ظاہری اور باطنی کر خفی (پوشیدہ) بلکہ اخفیٰ (پوشیدہ ترین) ہے۔

Marfat.com

جاتی ہے۔

مکتوب : ۴۴

میاں اللہ داد کے نام، جنہیں پیراہن، چادر اور مسواک دی گئی اور جنہوں نے حضرت جیو کے خادموں کے لیے ٹوپیاں بھجوائیں۔

اللہ تعالیٰ نے میاں اللہ داد کو جو فطرتاً نیک اور پرہیزگار ہیں، پرانے پیراہن کی جگہ جو رسمی پرہیزگاری کا نشان ہے۔ اور ظاہری صورت سے ہٹا کر جو فیض پہنچانے کا عام طریقہ ہے ایک ایسی نئی نورانی قمیص عطا کرے، جو تنہائی و دانائی کی حقیقت سے بنی ہوئی ہو اور صرف خاص الخاص اولیا ہی اس قابل ہیں کہ انہیں نوازا جائے۔ اور ابتدائی مراحل سے ترقی دی جائے، اور انہیں چادرِ عصمت عطا کرکے اور استغفار کی مسواک سے سرفراز کرکے حقیقتِ کلمہ کا زرومال بخشے، کیونکہ نفس اسی کی برکت سے مطیع ہے، اور کثرت کی اجناس کی بجائے اسے وحدت کی نقدی سے مالا مال کرے، اور دو ٹوپیوں سے یعنی 'محبی' اور 'محبوبی' کے کمالات سے آراستہ و پیراستہ کرکے معزز و مکرم ٹھہرائے اور لفظ و معنی سے ترقی دے کر مطلوبِ حقیقی کے حضور میں، جو بے کم وکیف ہے اور چھ جہات اور انعام کے ثمرے سے دور رہے، ہمیشہ کامل امداد سے اُن کے باطن کو اپنی توجہ سے حاضر رکھے اور کائنات کے ہر ذرے کو دل کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات کی قابلیتوں کے ایسے مظاہر بنائے، جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے، اور اصلی بشریت تک ہر شے بے حجاب ہو جائے اور کامل فنا حاصل ہو جائے حتیٰ کہ نہ تو کوئی نام رہے نہ نشان، جو کچھ دکھائے، خدا خود دکھائے اور جو کچھ بتائے وہ خود بتائے اور اس قدر توجہ دی جائے کہ توجہ کرنے والا اور توجہ لینے والا ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ترقی ملے اور

Marfat.com

اصلی نسیر بنی اور پوشیدہ نجات مل جائے۔ اس کے بارے میں لکھا جانا چاہیے اور سالکِ منزل تفصیل سے اجمال کی طرف مضبوط ہوتا ہے۔

عزیزِ من! اہلِ غفلت کی صحبت سے بچنا چاہیے، بالخصوص ایسے شخص سے، جو اس طریقۂ کار کا انکار کرے۔ ایسے شخص کو دشمن سمجھنا چاہیے اگرچہ بظاہر وہ تمہارے ساتھ دوستی میں شکر کی طرح ہو، لیکن حقیقت میں وہ زہرِ قاتل ہو گا اور آخری بات کے متعلق جو تمہارے رخصت ہونے سے پہلے تمہیں کہی گئی تھی، پوری پوری کوشش کریں تاکہ ہمیشگی کا ملک ظاہر ہو اور اس کا نتیجہ برآمد ہو۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ عزیز نے اطلاع کا جو پرچہ بھجوایا ہے اس میں جسمانی مرض کا تو ذکر کیا گیا ہے، لیکن باطنی صحت اور کیفیت پوشیدہ کا، جو آپ سے مطلوب تھی، کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ میرے عزیز! ابھی بہت کام باقی ہے۔ آپ کمرِ ہمت باندھ کر رات دن مراقبہ میں گزاریں اور لوگوں کی تعریف سے دھوکہ نہ کھائیں اور کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ اور تم جو ایک فقیر ہو، تم سے فقیری کام کے سوا کسی امیری کام کی ضرورت نہیں۔ جس جگہ بھی رہو، اپنے طریقے کے آدمیوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت نور بخش بھی ہے اور نورانی بھی رہیں کسی جگہ، مطلب کام سے ہے۔ اگر کہیں یاد کا موقع مل جائے تو دعائے مشفقانہ میں یاد رکھیں، اور دو سادہ سی باتیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر یا کسی عزیز سے لکھوا کر حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے رہیں۔ تم جہاں بھی رہو، اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی)

مکتوب: ۴۵

اسفندیارؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

اے کعبۂ مراد کے طالب، اے سعادت کے پُر خطر راہ کے راہی، اے میرے عزیز۔ جس اندیشہ نے بیس سال سے پرورش پائی ہو۔ اور ابھی تک اس کی جگہ خیال نے نہ لی ہو، وہ اچانک اپنے وطنِ مالُوف کو کس طرح چھوڑ سکتا ہے البتہ اتنا ہے، کہ چونکہ ذکر کے نُور کو پکڑ لیا گیا ہے، امید ہے کہ اگر ریاضت اور مجاہدے کو جاری رکھا گیا، تو تمام خطرات دُور ہو جائیں گے۔ اور اس راہ میں گھڑی روز، ماہ، سال کو کوئی حیثیت نہیں دینی چاہیے، بلکہ ہمت بلند رکھنی چاہیے اور ساری زندگی کو مقصدِ حقیقی کی طرف ایک گھڑی سمجھ کر مراقبہ و مجاہدہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اگر ہزار سال کی کاوش کے بعد بھی اصل مقصد حاصل ہو جائے، تو عتاب کی نسبت غنیمت ہے، یوں سمجھو کہ ایک گھڑی میں کعبۂ مقصود تک پہنچ گئے۔ ذرا اولیا اللہ کی حکایات کے حالات پر نظر دوڑائیے، تو پتہ چلے گا کہ اس میں بیسیوں برس بلکہ عُمریں گُزر گئیں۔ بے شک پراگندہ خیالات ہجُوم کریں، کمربستہ رہنا چاہیے اور خوف نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اللہ کے فضل سے حق کے لیے ایک گھڑی بھی ضائع نہیں جاتی، بلکہ فائدہ بخشتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ذاتی نام کے نقش کی طرف پُوری ہمت سے توجہ دینی چاہیے اور نفی و اثبات میں لگے رہنا چاہیے، تاکہ پراگندہ خیالات کا خس و خاشاک، جل کر خاک ہو جائے۔ اولیا اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ بس ایک پَل میں کعبۂ مقصود سے واقف کرا دیں اور اصل منزلِ مقصود تک پہنچا دیں، لیکن چونکہ مخلوقات میں سے افضل ترین انسان کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ منزل تک بتدریج پہنچایا گیا ہے، اس لیے اولیا اللہ کے گروہ کو بھی کہ نبی پاکؐ کے پیروکار ہیں، مشقت و محنت میں ڈالا گیا ہے اور یہ مشقت جو دشمن کو دُور کرنے میں صرف کی جاتی ہے، درحقیقت عاشقوں کے لیے راحت و لذت ہے۔ تم پر جسے حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہاری اولاد پر سلام اور

Marfat.com

اگر خدا توفیق دے، تو بہتر یہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد حضرت جی کا درود الحاح وزاری سے پڑھیں۔ اگر اس وقت موقع نہ ملے، تو اشراق کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لیا کریں۔

مکتوب: ۴۶

میاں محمد صادقؒ کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے اللہ! ہمیں سچا ایمان اور یقین عطا فرما کہ اس کے بعد کفر نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ایمان و یقین سے بہرہ ور کرے، تاکہ اس کے بعد کفر نہ ہو۔ پس ہر یقین جو اس کی قید میں متعین ہے اور کمال تک نہیں پہنچا۔ اس کا انجام کفر ہے۔ اس سے آگے کی طرف ترقی کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ جس یقین کی تلقین کی گئی ہے اس پر پورا یقین ہے، کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس کی خبر دی ہے۔ الغرض جو مرتبۂ یقین میں مقید ہو جاتا ہے، اور یقین کی قید میں ہے، اس کی نفی کرنے میں دریغ نہ کریں اور اُسے کاٹنے میں غم نہ کھائیں۔ حتیٰ کہ غیر مقید اور غیر مُدرک کے مُتعین ہونے کا یقین ہو جائے۔ الغرض چونکہ تمہیں یہ امتیاز دیا گیا ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اور ترقیات کے امیدوار رہو اور اس حمد کی حقیقت، اگر اس کے لائق نہیں، تو اس کی نفی کرنے میں سخت محنت سے کام لو، حتیٰ کہ "حق آگیا اور باطل مٹ گیا"، کے مرتبہ پر پہنچ جاؤ۔

والسلام والاکرام۔

مکتوب: ۴۷

میاں محمد قاسم ساکن سیام کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

بوالہوس گرلافِ عشقت می زند، باور مکن، اے سرت گردم، محبت را نشانِ دیگر است

(ترجمہ) اگر بوالہوس تمہارے عشق کا دعوٰے کرے، تو یقین نہ کرنا۔ میں تم پر قربان جاؤں، محبت کی علامت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

دنیا کا طریق کار عجب ہے، مثلاً لوگوں نے سُنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کیتنے صاحبِ کمال تھے، اور اُن کا شیشۂ دل ہوس کے زنگ سے کس قدر پاک تھا۔ لوگوں کو ان کے درجے کی کتنی ہوس ہے، لیکن اُن کی طرح تعلقات کو ترک کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ حق کے ماسوا دوسرے تعلقات میں گرفتار ہونے کے باوجود ان درجات کے خواہش مند ہیں، جو صرف ماسوا کی نفی کرنے ہی سے مل سکتے ہیں۔ بے شک جو محبت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، وہ وہم کی قوت رکھتی ہے، اور قوتِ وہمی کو تعلقات پر ترقی بھر غلبہ میسّر نہیں۔

میرے عزیز! آپ نے اپنے مراسلے میں جو اس ہیچ مداں، گمراہ و جاہل کے بارے میں تعریف کی ہے، میں اس کے قابل نہیں بخدا ہرگز قابل نہیں، ہرگز نہیں۔ کچھ نہ جاننے کے باوجود عقیدت مند اور ملنے والا سوائے سچا جاننے کے اور کچھ نہیں چاہتا، کیونکہ اس نے حق کی طلب کی ہوتی ہے، اور اپنے آپ کو آناً فاناً راہ حق میں پاکر حالتِ قبض کو اپنی استعداد کی قابلیت سمجھ لیتا ہے۔ اور بسط کو مُرشد کی توجّہ کے نُور سے تعبیر کرتا ہے، لیکن حکم کے مطابق ریاضت و مجاہدہ کی بدولت جسے خُوب کیا گیا ہو، اگر میرے نصیب میں مُرشد کی زندگی میں کچھ میسّر ہو، تو بہت بہتر، ورنہ بظاہر عبادت گزار ہوں اور ممکن ہے طالبوں اور مجاہدوں کے گروہ میں شمار کر لیا جاؤں۔ اور اگر کوئی اتنا باہمت ہو، تو اس سے بہتر کیا ہے، کہ اس کے باطن کی زمین شفقت و مرحمت کے پانی سے تازہ و سیراب رکھی جائے اور وہ امانت جو عزیزوں کی طرف سے پہنچی ہے، اسے پہنچا دی جائے۔

Marfat.com

عزیزمن۔ اس معاملے میں بہت کوشش کی گئی، لیکن چونکہ اکثر اس کے اہل نہیں تھے، اس لیے چھوڑ دیے گئے۔ آپ کو اور آپ کے ہم نشینوں کو سلام۔

مکتوب : ۴۸

اپنے بھائی حافظ عیسیٰؒ کے نام۔

میرے بھائی حافظ عیسیٰؒ عرفانِ حقیقی سے بہرہ ور ہوں۔ تحریر کیا گیا تھا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اس لئے میں نے خلق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالےٰ کی پہچان ہے۔ اس لیے یہ بات اس شخص کے حق میں بلاشبہ صادق آتی ہے، جسے معرفت نصیب ہو گئی ہو، کسی دوسرے کے حق میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ میرے سعادت اطوار بھائی معرفت کے دو درجے ہیں، معرفتِ اختیاری اور معرفتِ اضطراری۔ معرفت اضطراری دنیا کی ہر مخلوق کو اس کی پیدائش ہی سے ودلیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ کی تسبیح کرتی ہے" اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہے۔ معرفتِ اختیاری کے دو درجے ہیں، ایک معرفتِ عام اور دوسری معرفتِ خاص۔ معرفتِ عام دنیا کے تمام ذی عقل انسانوں کو ملی ہوئی ہے اور اس میں کفار بھی شامل ہیں، اگرچہ وہ انبیا کی طرف مائل نہیں ہوتے اور ان کی تعلیمات کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ آیت کریمہ "کہو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری اطاعت کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا" سے واضح ہے لیکن چونکہ خلقت کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی معرفت ہے، اس لیے اس کے قبول

Marfat.com

ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معرفتِ خاص کے مزید دو درجے ہیں: ایک معرفتِ خاص دوسری معرفتِ اخص معرفتِ خاص، توحید، ذات وصفات اور تمام احکام شریعت کو قبول کرنا، (اس طرح کہ اُن میں کوئی شک وشبہ نہ ہو،) احکام کو ماننا اور نواہی سے بچنا ہے، خواہ پُوری طرح ممکن ہو یا نہ ہو، یہ معرفتِ عام ایمان لانے والوں کے نصیب میں ہے اور معرفتِ اخص اس شخص کے نصیب میں ہے، جسے شریعت کے تمام احکام کی پیروی کے طفیل، عمل اور پرہیز کی قوت بخشی گئی ہے اور ایسے لوگ خاص ہوتے ہیں۔ وہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کہلاتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے، اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مکتوب ۴۹:

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے سعادت شعار! وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس وقت رُوح سارے جسم پر محیط ہوتی ہے، اس وقت جو افعال وہ بدن کے متعلق کرتی ہے، ان کی وجہ کیا ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ ہر فعل جو کسی صورت میں واقع ہوتا ہے، خواہ وہ حرکت ہو یا سکون، چلنا ہو یا ٹھہرنا، چونکہ مظاہر دیکھنے میں اس کا تعلق بدن سے ہوتا ہے، اور روح کا معاملہ اگرچہ وہ بہت عالی ہے، لیکن مخفی ہے، اس لیے ان حالات میں افعال کے بدن کے متعلق ہونے کے سوا، کوئی چارہ نہیں اور چونکہ جسم کے متعلق تمام افعال کا واقع ہونا رُوح کی وجہ سے ہے، اس لیے سلوک کے بعد جب جسم پر معنی کا اظہار ہوتا ہے، تو اس کی نسبت رُوح سے ہوتی ہے، بلکہ جب اسے ترقی ملتی ہے، تو افعال کی نسبت رُوح سے ختم ہو کر فاعلِ حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ سے ہو جاتی ہے۔ اور روح بیچوں نہیں، بلکہ بیچوں نما ہے، اور مجہول الکیف ہے۔ اس لیئے اس میں

Marfat.com

فی الحقیقت "کیفیت وچوں" ہے، لہٰذا حقیقی بیچوں کے درمیان' جو معدوم الکیف ہے، اور' بیچوں نما' کے درمیان' جو مجہول الکیف ہے، فرق ظاہر ہے، کیونکہ جس میں 'چوں' ہے، خواہ وہ مجہول ہی کیوں نہ ہو، پابندی کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شے پابند ہے، وہ حادث اور محتاج ہے، اور آیت کریمہ "جن لوگوں نے کفر کیا، وہ طاغوت کے دوست ہیں، انہیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں،" میں کفار کے اخراج کی نسبت، طاغوت کے اندھیرے کی طرف ایسی ہی ہے جیسی کہ فعل کی نسبت سبب سے ہے چونکہ طاغوت ہی کفار کے اندھیروں کا سبب بنا ہے اس لیے فعل کی نسبت طاغوت کی طرف کی گئی ہے۔ فی الحقیقت کفار کے اخراج کی نسبت، اللہ تعالےٰ کی صفتِ قہر کے نور سے ہے، کیونکہ طاغوت اس کا سبب بنا ہے، اور چونکہ معرفتِ عام جو کفار کو حاصل ہے، صفتِ قہر کے ظہور کی وجہ سے ہے، اس لیے کفار مجبوراً ولایتِ حق سے محروم ہیں۔ کیونکہ ولایتِ حق خاص اہلِ معرفت کا حصّہ ہے، جو صفاتِ لطیفہ کا مظہر ہے۔ قہر کے مظاہر کو ولایتِ حق سے کیا کام؟ قہر کی صفات کا ظہور، مظہر پر ظہور کا تقاضا ہے، نہ کہ ولایتِ حق کا تقاضا۔ ولایتِ حق صفاتِ لطیفہ کے ظہور کی بدولت ہے۔ کفار کے حصّے میں ولایتِ حقیقی میں سے کچھ نہیں، بلکہ ان کے حصّے میں ولایتِ طاغوت ہے، جیساکہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آیا ہے۔

مکتوب: ۵۰

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

فقیرانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ سالک کے کام کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے ذکر سے لذت پانے سے ہے، اور اس کے کام کی انتہا اس کا مشاہدہ ہے۔

Marfat.com

اور یہ ابتدا (بدائت) وانتہا (نہایت) صوفیائے وجودیہ کی اصلاحات ہیں۔
ہدایتِ کار، ولایتِ اخص میں، جو ملاءِ اعلیٰ کی ولایت ہے، مطلوب و مذکور کی طلب نایافت ہے۔ اور نہایتِ کار حصولِ نایافت ہے۔ اگر سالک اس سے ترقی کر جائے، تو اس کی ہدایت علمِ حضوری سے ہے اور اس کی نہایت حضور در حضور میں ہے۔ اور حضورِ علمی اس مرتبہ کا وسط ہے۔ اور یہ تینوں آخری مرتبے ولایتِ خاص الخواص میں حاصل ہوتے ہیں، بحیثیت ہدایت، وسط، اور نہایت کے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ ولایت کے ان تینوں مرتبوں کی تحقیق، جن کا یہاں ذکر ہوا، پیرِ دستگیر حضرت بنوریؒ کی تحقیق و اصطلاح کے مطابق ہیں اور اس مختصر کی تفصیل بھی ہے جس کے لیے طویل شرح درکار ہے۔ اور ولایتِ خاصہ، ولایتِ اخص اور ولایتِ خاص الخواص میں فرق یہ ہے کہ ولایتِ خاصہ میں مطلوبہ یافت موجود ہے، ولایتِ اخص میں یافت مفقود و غیر معدوم اور ولایتِ خاص الخواص میں "حقیقتِ نایافت" موجود ہے اور نفسِ یافت معدوم، اور حقِ نہایت اس مقام پر متحقق و ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ولایتِ خاصہ کے مرتبے کی یافت، جو علم کا پل ہے، حجابِ اکبر ہے، کہ سالک شہود کی لذات کے گرداب میں پھنس کر حقیقتِ مطلوبہ سے حجاب میں ہوتا ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی پا جاتا ہے، تو حجاب اُٹھ جاتا ہے، اور اگر تو غور کرے تو معلوم ہوگا کہ نایافتِ مطلوب بھی، جو مرتبۂ اخص میں مطلوب ہے، علم ہے، جو حقیقتِ نایافت کے مرتبے کا حجاب ہے۔ اور سالک نایافت کی لذت میں ترقی سے دور رہے (حجاب میں ہے) اور چونکہ ان دونوں مرتبوں میں علمِ حصولی ہے، اس لیے مجبوراً مرتبۂ علمِ حضوری کے لیے حجاب ہے اور ان دو مرتبوں کے بعد، مرتبۂ خاص الخواص ہے۔ چونکہ اس مرتبے کا اہل، علمِ حضوری سے بہرہ در ہے، اس لیے وہ حجاب

Marfat.com

سے منزہ اور دُور ہے۔ چنانچہ اس آخری مرتبہ میں جب حقیقت ایمان بالغیب پر پہنچ جاتی ہے اور ہر مومن کے علم کی ابتدا ہی ایمان بالغیب سے ہے، تو گویا عین انتہا میں اس مناسبت سے رجُوع ایمان بالغیب کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ عام مومن پر ظاہر ہوا ہو۔ نیز یہ ابتدا کی طرف رجُوع (رجوع الی البدایت) ہے۔ یعنی ابتدا میں تعلقاتِ دنیا کی چاشنی تھی۔ درمیان (وسط) میں یہ تعلقِ چاشنی بھی ٹوٹ گیا اور سوائے اللہ تعالےٰ کے ہر شے فراموش ہو گئی اس کے بعد نہایت کو پہنچ کر مذکورہ تعلق پھر تازہ ہو گیا اس تعلق کا بیان مرتبۂ عالی میں ہے۔ چنانچہ اگر معرفت و توحید سے مراد تصوف کی معرفت و توحید ہے، جو ولایتِ خاص کی خصوصیت ہے، تو انبیا علیہ السلام کا دامن اس قسم کی معرفت کی گرد سے پاک ہے، کیونکہ صُوفیا کی معرفت و توحید کی دُنیا خیال و وہم ہے۔ اس عالی شان جماعت کے مرتبۂ ولایت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ وہم و خیال کی تراش ہے کہ مغلوب الحال ناظر، اشیا کو اس حال میں معدُوم سمجھتا ہے۔ ہم اس موجودیت کے عالم میں اسے معدُوم نہیں سمجھتے، لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اس امرِ موجُود کے معدُوم ہو جانے کو محال نہیں سمجھتے۔ چنانچہ کمال کی بدولت انبیاء علیہم السّلام کو "حضُور در حضُور" کا وہ مرتبہ میسر ہے، کہ ان کے کمالات بھی اللہ تعالےٰ کے کمالات کی طرح لا انتہا ہیں، ان کی ترقّی سے مراد ہر لحظہ اور ہر آن نئے نئے انعامات کا ظہور ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ اور ہمیشہ ترقّیِ درجات حاصل ہے۔ اور یہ ترقی نہ شہُود کی حضُوری سے ہے اور نہ تنزیہ تک تشبیہ کی بدولت، بلکہ یہ ایسی ترقی ہے، جو ہر ایک کے بیان سے باہر ہے۔ اس ترقّی کی حقیقت کو اس کا اہل ہی جانتا ہے۔ دوسرا اس سے کیا سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ "ظلم اور جہالت" جو ولایتِ خاصّہ کا حصّہ ہے، اور شئے ہے اور اخص اور خاص الخواص کے مرتبے میں

Marfat.com

وہ اور ہے۔ ہر ایک اپنے سے نیچے کی تعریف کرتا ہے اور اپنے سے اوپر کی مذمت۔ یہ باتیں تنگیٔ کاغذ کی وجہ سے محض اشارات ہیں۔ پس اے سالکِ راہ! جن مرتبوں کو میں نے بیان کیا ہے، انہیں جان لے! ذکر کی تعلیم کا حصول زندگی میں، خواہ روحانی تربیت سے ہو، یا جسمانی تربیت سے، اکثر کیلئے مراتب کی تکمیل کیلئے کامل مرشد کی تعلیم کے ذریعے ضروری ہے۔ بلکہ اس کی موت کے بعد بھی خواہ یہ روحانی تعلیم ہو یا اس کی زندگی میں ہی جسمانی تعلیم اور اللہ سبحانہٗ قادرِ مطلق ہے کہ وہ اس کے برعکس ظاہر کر دے۔ لیکن زیادہ تر یہی طریقہ ہے۔ جس کا ذکر کیا گیا پس سمجھ لینا چاہیے کہ ابتدا میں طلب ہوتی ہے۔ درمیان میں درد اور انتہا میں عشق۔ اور اس انتہا کو حقیقی انتہا نہ سمجھا جائے، کیونکہ انتہائے حقیقی سے عشق قاصر ہے۔ وہاں معاملہ عشق عالی و فاخر سے پرے ہے۔ چنانچہ جہاں تک عشق کا تعلق ہے وہ مرتبۂ حقیقی بہت بلند ہے۔ نیز اس اصطلاح سے، کہ "طالب فانی ہے اور مطلوب رفیع الشان"، مراد اسکا مرتبۂ حقیقی ہے، جو اس مقام پر حقیقتِ نفس الامری کی حیثیت سے جلوہ گر ہوتا ہے دیکھنے والے کو اس مقام پر اختیار نہیں رہتا کہ اس کے ثبوت کی نفی میں اختیار رکھتا ہو۔ ہاں اختیار اس وقت تک ہے، جب تک اس کی نسبت کا سبب وہم و خیال ہو، اور یہ مرتبہ بہت بلند ہے، کیونکہ یہی حقیقتِ نماز ہے یہاں وسوسوں کا گزر نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے جس پر مہربانی کرنا چاہے، اُسے نوازتا ہے۔

فائدہ: جو نور، خیال کی گرفت میں آجائے، وہ مخلوق ہے، قابلِ نفی ہے، یعنی ہر اس نور کو جو حساب و تخیل کے دائرے میں آجائے، اسے مخلوق سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہر لطیفہ کا نور، جو عالمِ خیال میں شکل پذیر ہو کہ سرخ، زرد، سفید، یا بنفشی دکھائی دے، وہ اس لطیفہ کے تزکیہ و صفا کی علامت ہے، یہ نہیں کہ سالک

Marfat.com

اس رنگ کی طرف رغبت کرے اور اس کو اپنا معبود بنا لے۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس طریقۂ احسنیہ کے سالک کا ارادہ، خواہ وہ مبتدی ہو، خواہ متوسط، یہ ہوتا ہے کہ اپنے ایمان میں اُس بے کیف حقیقی کی ذات کے سوا کسی کو جگہ نہ دے۔ اور جو کچھ محسوس ہو، اُسے قابلِ نفی سمجھے، خواہ وہ حسِ خیالی محسوس ہو یا حسِ ظاہری، جیسا کہ دیکھنے اور سننے کی حِسّیں ہیں۔ اور پھر یہاں سے عین مُضغۂ دِل کی طرف توجّہ کے عالم میں ذاتِ بے کیف میں یقین رکھے اور مُضغہ والفاظ کو مرتبۂ بے کیف کے حصُول کا وسیلہ سمجھے، اسی طرح اگر لطائف کا نُور شکل پذیر ہو، تو اسے وسیلۂ ترقی سمجھنا چاہیئے نہ کہ عین مقصود۔ اللہ اس سے وسیلۂ ترقی محفُوظ رکھے۔

مکتُوب : ۵۱

آپ نے جو سوال کیا ہے وہ بے ربط عبارت میں لکھا ہے۔ ہم پہلے سوال کی عبارت کو صاف اور مربُوط کریں گے اور اس کے بعد جواب لکھیں گے۔ انشاءاللہ۔ سوال کی ترتیب یہ ہے :۔

سوال۔ لطائفِ خمسہ، لطافت کا درجہ رکھتے ہیں۔ چاہیے کہ کام کی ابتدا میں جسمانی ظُلمات پر غلبہ حاصل کرلیں، مگر صُورت یہ ہے کہ مغلُوب و مخفی، جسمانی ظُلمتوں پر غالب آجاتے ہیں، لیکن سلُوک اور مشقت کے بعد اُن پر غلبہ اور صفائی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب ہر مرتبۂ لطیفہ، خواہ وہ ارواح سے تعلق رکھتا ہو، خواہ لطائف سے، جب عناصر کی قید میں آجاتا ہے، تو اس پر جسم کا حکم نافذ ہوجاتا ہے اور نُورانی خصوصیت پوشیدہ ہوجاتی ہے اور اس میں حکمتِ خداوندی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

سلوک کے مراتب کی تعلیم اپنے چیدہ چیدہ بندوں کو خود دی ہے : تاکہ سلوک کی ترتیب جذبۂ غیبی کے ظہور کی بدولت ان مقید لطائف میں سے ہر ایک کو ظلمت کی قید سے نکال کر اصلی خصوصیت تک، جو نورانی ہے اور صفا ہے، پہنچا کر اپنا حصہ وصول کرے ۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

فائدہ : ۔ اسم ذات کی تعلیم سے پہلے ، جب سالک کو تمیز نہیں ہوتی اس کا تمام وجود وسوسوں کی گزرگاہ ہوتا ہے ، اور عین اس حالت میں وہ خیالات سے محظوظ ہوتا ہے۔ لیکن جب اسے اسم ذات کی تعلیم مل گئی ہو ، اور اس نے یہ ارادہ کرلیا ہو کہ اس اسم کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ آنے دے گا اور صورت یہ ہو کہ پہلے ہی دل میں بے شمار وسوسے ہوں اور اس اثنا میں جب اسم ذات کی وحدت خانۂ دل میں داخل ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دل اسم ذات کا گھر ہے ، تو وہ وسوسے جنہوں نے خانۂ دل کو بُری طرح اپنی گرفت میں لیا ہوا ہوتا ہے ، فوراً حرکت میں آجاتے ہیں ۔ اگر جذبہ وسوسے کی مزاحمت سے فارغ ہو جائے ، تو جذبہ غلبہ حاصل کرلیتا ہے ، اور اچانک تمام وسوسے دل سے باہر نکل جاتے ہیں ۔ اور سالک جذبے کی مدد سے وسوسوں کی مزاحمت سے فارغ ہو جاتا ہے اگر جذبہ غالب نہ آئے ، تو سالک کا کام رک جاتا ہے ، اور جب وسوسے ، صاحبِ دل کو دل میں آنے سے منع کر دیتے ہیں ، تو سالک کو اس حالت میں وسوسوں کے لشکر سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے سالک کو چاہیے کہ اسمِ ذات کی وحدت کی قوت سے وسوسوں کے لشکر کی اکثریت سے گھبرا نہ جائے اور اس بات کا تہیہ کرلے ، کہ اسمِ ذات جو دل کے گھر کا مالک ہے ، دل میں اپنی جگہ بنائے ۔ اور وسوسوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس

Marfat.com

وقت تک کوشش کرتا رہے، جب تک وہ وسوسے دُور نہ ہو جائیں سلوک کے معنی یہی ہیں۔ اس لیے اس بارے میں غم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اُن وسوسوں کو دُور کرنے کے لیے بہادروں کی طرح کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں قلب کا رنگ کسی وقت سالک کو سُرخ نظر آتا ہے۔ غالباً پہلی بار سالک اس طرح کے سُرخ رنگ کو پسند کرے گا۔ اور اگر ذکر غلبہ کرے، تو وہ آواز پیدا کرے گا۔ اور رنگ سُرخ، جو ضروری نہیں، ختم ہو جائے گا۔

فائدہ :۔ اسم ذات اگرچہ چند حروف سے مرکب ہے اور حُروف مخلوق ہیں، لیکن ایک مُبتدی کے لیے ذاتِ حقیقی کی یاد ان حُروف کی ترکیب کے بغیر مشکل ہے اس لیے بولتے وقت یہ حادث لفظ اپنے سامنے مسمّٰی کو رکھتا ہے اور وہی اس اسم کی طرف رہنمائی کرتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں لَا کی مد کو ناف سے پیشانی تک کھینچنا چاہیے اور وہاں سے اِلٰہ کے کلمے کو دائیں طرف لانا چاہیے اور وہاں سے کلمہ لا الٰہ کی مد کو کھینچ کر قلب پر ضرب لگانی چاہیے اور پھر اس میں اضافہ کرتے جانا چاہیے، حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس ضربیں لگ جائیں، لیکن آہستہ آہستہ اور یہ سب حبس دم کی حالت میں ہوں۔ شروع میں یہ تین بار اور مسلسل ہونی چاہیں اور اگر اس سے زیادہ لگ جائیں، تو وہ بھی درست ہیں۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں یہ جو زرد یا سُرخ یا کوئی اور تصور میں آتا ہے، وہ محض مصفّا ہوتا ہے کیونکہ وہ رنگِ خارجی سے باہر ہے۔ اُسے نُور قرار دینا چاہیے یا خیال۔ اگر وہ قبلۂ نُور کی طرف سے ہے، تو وہ بھی عبادت ہے اور اگر خیال کے زُمرہ میں ہے، تو وہ سابقہ خیالات سے متعلق ہو گا۔ اس وقت خیال کی نفی کی ضرورت

Marfat.com

ہے اور وہ نُور، جو اللہ سبحانہٗ کی ذات سے مختص ہے، وہ مُنزّہ ہے، وہ بشر کے حیطۂ تصوّر میں کس طرح آسکتا ہے۔ اگر سالک کو اس نُورِ منزّہ سے کچھ حِصّہ حاصل ہے، تو وہ اس کا پَرتو ہے، اور بے تصوّر ہے، پس اسے سمجھیے۔

فائدہ: جو کوئی محو ہوگیا، اُس حالت میں اس کا ہر فعل عُذر کے درجے میں داخل ہے۔ اس پر کوئی مواخذہ (پکڑ) نہیں لیکن ابھی یہ محویت و فنا جس میں سالک ناپسندیدہ اُمور کا مرتکب ہو جاتا ہے، مرتبۂ اصلی میں داخل نہیں، اور نقصان دِہ ہے[1]

فائدہ: سُلوک محبّت کے شروع میں ہے، اور عشق غلبۂ محبّت کا نام ہے[2]

فائدہ: جن باتوں سے روکا گیا ہے، اُن سے بچنا چاہیے، کیونکہ ان کی تیرگی دل میں خلل پیدا کرتی ہے۔ اور آیت کریمہ "اللہ کی خفیہ تدبیر پر ایمان لاؤ" اسی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

فائدہ: نیند کو مَوت کی بہن اس معنی میں کہا گیا ہے کہ بس ظاہری تعلق کٹ جاتا ہے، نہ کہ مَوت کی طرح باطنی تعلق بھی، بلکہ باطن میں معاملہ اور ہوتا ہے (حاشیہ۔ اگر سوتے میں ایک نماز فوت ہوجائے اور آدمی مرجائے، تو آدمی سے اس نماز کی باز پُرس نہیں ہوگی) سالکوں کا طریقہ گاہے بسط یعنی کشائشِ ذکر ہے اور گاہے قبض یعنی تفرقہ۔ اس صورت میں غم نہیں کرنا چاہیے اور کام میں مشغول رہنا چاہیے والسلام۔

---

[1] ترتیبِ جمال کی قابلیت رکھنے والا مودّب ہے اور ترتیبِ جلال کی قابلیت رکھنے والا گستاخ ہے۔

[2] اگر وہ ردّ نہ کرے تو جائز ہے، بلکہ ناز ہے۔ اس بات سے باز آ، کہ قصّہ طویل ہے۔

Marfat.com

باسم سبحانہٗ۔ بندے کے لیے پروردگارِ عالم کا ذکر دو طرح سے واجب ہے۔ ایک ذکر لباس کے ساتھ ہے اور دوسرا لباس کے بغیر۔ لباس کے ساتھ، ذکر مُبتدی اور متوسط کا خاصّہ ہے لیکن جہاں تک ذکرِ بے لباس کا تعلق ہے، بے لباس کو انجذاب کے غلبہ سے مغلوب ہو کر (جو اسم الدلیل کی تربیت سے پیدا ہوتا ہے) سالک عین لباس سمجھتا ہے۔ یہ صاحبِ تشبیہ کا ذکر ہے۔ خواہ وہ مُبتدی ہو یا متوسط۔ اگر اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں اسم 'ہادی' کی تربیت سے لباس کو صاحبِ لباس کے وصول کا ذریعہ پاتا ہے اور لباس کے تعلق کے باوجود اس کا باطن، صاحبِ لباس سے تنزیہ کی بدولت آگاہی رکھتا ہے اور لباس کو ذریعۂ وصول کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا تو وہ صاحبِ تنزیہ ہے، اگرچہ دونوں کے معاملے میں وصلِ مُتلبّس (وصل بحالت لباس) سے چھٹکارا نہیں پایا ہوتا لیکن اوّل و ثانی دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ اوّل کی صاحبِ لباس سے آشنائی اضطراری اور ضمنی ہے، جب کہ دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ اختیاری اور کُھلم کُھلا ہے۔ اسی بات سے حضراتِ نقش بندی کے کمالِ استعداد کا اندازہ لگا لینا چاہیے کہ ابتدا و توسط میں ہی فراغت سے پہلے معنی و الفاظ کے لباس کی عین ضرورت کے وقت لباس سے عاری ہوتے ہیں۔ یہ ہوشیاری کا مرتبہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق صاف ظاہر ہے۔ اور صاحبِ تشبیہ کو اگرچہ یہ شے ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہے، لیکن اس طرح کہ گویا اُسے خدائی تدبیر سے امکانِ امن حاصل ہے، کیونکہ یہ اسم الدلیل کی تربیت کے حساب سے ہے، اور صاحبِ تنزیہ کا مُربّی چونکہ اسم الہادی ہے، اس لیے امن کی ظلمت کو اپنے مربّی کے نور سے جو اسم ہادی ہے، دُور کر کے وہ خوف کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

فائدہ: البتہ وہ خوف اچھا اور لازم ہے جو آخر کار "لاخوفٌ علیھم" کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے 'اذکیا' پر واجب ہے کہ چونکہ آیت کریمہ "اس کے چہرے

Marfat.com

کے سوا ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے" کے مطابق ہر مخلوق کی ہلاکت ایک یقینی امر ہے، اسلئے ہلاک کرنیوالے کے حکم کو عین قدیم شے، جو لم یزال ولم یزل ہے، نہ سمجھے اور اگر کہا جائے کہ ہالک کے حکم کو، جو معدوم کی طرح ہے، نظر انداز کر کے اسے عین کہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ عینیت کی نسبت، طرفین کے ملاحظہ کے بغیر یقینی نہیں ہوتی۔ چنانچہ جس وقت طرفِ ثانی نے عدم نسبت کا مرتبہ پایا، تو اس کی عینیت، امرِ موجود کی بدولت منفی ہو گئی۔ چنانچہ وہی واحد حقیقی ہے، جو عینیت میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں رکھتا۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک (خاک کو عالمِ پاک سے کیا نسبت) دو صورتیں ہیں، یا تو وہ غیر حق کو پالیتا ہے یا نہیں پاتا۔ اگر پالیتا ہے، تو ہالک لم یزل کی کی عینیت محض جھوٹ ہے اور اگر نہیں پاتا، تو اس وقت عینیت کی نسبت عقل کے قاعدہ کے خلاف ہے پس سمجھئے۔ والسلام والاکرام۔

سوال ۔ حدیثِ قدسی میں مضغہ کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور قلب، جو لطیفہ نور ہے کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب ۔ اگر مرتبۂ ادنےٰ سے مرتبۂ اعلےٰ کی طرف جایا جائے، تو پہلے مرتبۂ ادنےٰ کا ذکر ضروری ہے، لیکن اگر اعلےٰ سے ادنےٰ کی طرف بیان کیا جائے، تو اعلےٰ کا ذکر پہلے آئے گا۔

سوال ۔ جس وقت اصل لطیفہ کی کیفیت معلوم نہ ہو، اور اس لطیفہ کی قابلیّات کے معانی کے ظہور سے بہرہ وری ہو، تو اس وقت ناظرِ مضغہ اور انوارِ قلبی کا منظور، جیسا کہ لکھنے میں آیا ہے، کس طرح واقع ہوتا ہے؟

جواب ۔ ناظر کے دو مرتبے ہیں، اگر حجاب کی وجہ سے ناظر ہے، تو جب تک درمیان میں حجاب ہے، ایسے ناظر کی بہرہ وری کو منظورِ ظلّی کہا جاتا ہے، اور اگر لباسِ شاہد کے بغیر، بے واسطہ شہود ہے، تو اس بہرہ وری کو وصلِ اصلی کہتے ہیں۔

Marfat.com

سوال : حضرت پیرِ دستگیرؒ نے فرمایا ہے نفس، روح اور جسم سے پیدا ہوتا ہے اس قول کی مفصل تحقیق بیان فرمائیں؟

جواب : اللہ سبحانہٗ نے جسم کو عناصرِ اربعہ سے تخلیق فرمایا ہے اور روح کو اپنی حکمتِ بالغہ سے، زندہ، عالم، بینا اور سمیع بنایا۔ لیکن جسم کا مرتبہ رُوح سے مُتمیّز رکھا اور ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے۔ جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ اور عنصرِ خاص کا تقاضا ظلمت و کدورت ہے، جو کفر و معصیت کا منبع ہے اور روح کے مرتبہ کی مناسبت نُور و صفا سے ہے، جو اطمینان و اطاعت کا سبب ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک پیدائش کے مرتبے میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اور ان دونوں کی تخلیق کی غرض ترکیبِ وجود کے بعد اختیاری ہے اور یہ نُور و ظلمت کے مجموعہ اتحاد پر بنی ہے۔ لہٰذا قدرتِ کاملہ نے جسم میں سے عناصر کی تیرگی کو بلندی بخشی، اور رُوح میں سے لطائفِ نُورانی کو نزول بخشا، اور برزخیت کے مرتبہ میں ان دونوں کو جمع کر کے ایک ہیئتِ متحدہ پیدا کی، اور اس کو ایمان و طاعت، اور کفر و معاصی کا مجموعہ بنا دیا، اور اسے مجبوری کی حبسِ صُورت سے نکال کر اختیار کی صفت سے موصُوف کیا اور اس کا نام نفس رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ جیسا کہ آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے نفس نے امانت کو اُٹھانا قبول کر لیا اور دوسروں کی طرح انکار نہ کیا اور اللہ تعالےٰ کے جمال و جلال کے کمالات کا مظہر بن گیا اور اللہ کے فضل کی طرح، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ چونکہ اس تحقیق کے لیے تفصیل کی ضرورت تھی، اس لیے اتنے ضروری بیان پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ کسی اور جگہ زیادہ باریک فہم کے لیے پھر بیان کیا جائے گا۔

والسلام۔

Marfat.com

مکتوب : ۵۲

ایک عزیز کے نام۔

باسمِ سبحانہٗ۔ جان لیجیے کہ حدیثِ قدسی میں جن پانچ لطائف کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ہر لطیفہ، صفا کے بعد ایک ولایت سے بہرہ ور ہے اور یہ ولایات پانچ ہیں، یعنی ولایتِ عامہ[1]، ولایتِ خاصہ[2]، ولایتِ اخص[3]، ولایتِ خاص الخواص[4] اور ولایتِ[5] اخص الخواص۔ لطیفۂ قلبی اپنی ابتدا اور وسط میں ولایتِ عامہ سے بہرہ یاب ہے اور جو ولایت اولیاء کا سایہ ہے، اسے ولایتِ خاصّہ کہا جاتا ہے اور پھر لطیفۂ قلبی کے آخر اور لطیفۂ روحی کی ابتدا اور وسط میں ولایت خاصّہ کا حِصّہ ہے اسے ولایتِ صُغریٰ کہتے ہیں۔ اور پھر لطیفۂ روحی کے آخر اور لطیفۂ سِرّی کی ابتدا اور وسط میں ملاءِ علیٰ کے کمالات سے جو بہرہ حاصل ہے اُسے ولایتِ اخص کہتے ہیں اور بعض اکابر کے نزدیک اس کا نام ولایتِ عُلیا ہے۔ اور لطیفۂ سِرّی کے آخر اور لطیفۂ خفی کی ابتدا اور اوسط میں ولایتِ انبیا کے کمالات کا حِصّہ ہے۔ اسے بعض محقق، ولایتِ کبریٰ کا نام دیتے ہیں اور لطیفۂ خفی کے آخر اور لطیفۂ اخفی کی ابتدا اور وسط میں نبوّتِ انبیا کے کمالات کا حِصّہ ہے، اولیا اللہ کی استعداد کے مطابق اور لطیفۂ اخفی کے آخر میں خاص نفسِ ولایت و نبوّت انبیا کا حصول ہے اور اس پر صاحبانِ نبوّت اپنے اپنے مراتب کے مطابق جاگزیں ہیں۔

مکتوب : ۵۳

ایک عزیز کے نام۔

چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد ۔۔۔ موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد

چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی ۔۔۔ موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی

ترجمہ۔ جس وقت بے رنگی رنگ میں قید ہو گئی، تو موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے درمیان جنگ

Marfat.com

چھوٹ گئی۔ لیکن جس وقت بے رنگی ملی تو صورت یہ ہوئی کہ موسےٰ اور فرعون کے درمیان بھی صلح ہو گئی۔

بیرنگی سے مراد مرتبۂ اطلاق ہے کہ اس میں تعین کی گنجائش نہیں، اور رنگ سے مراد مظاہر کی تعداد اور تعینات کی کثرت ہے اور اسیر[1] ہونے سے مراد آفتاب وحدت کے نور کا بے شمار آبگینوں میں منعکس ہونا ہے اور موسیٰ کے موسیٰ سے جنگ کرنے سے مراد ایک پیغمبر کی شریعت کا دوسرے پیغمبر کے ہاتھوں منسوخ ہونا ہے، اور بے رنگی کے پا لینے سے مراد آخر کار ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کی صلح سے مراد متقابل صورتوں کا اضمحلال، شخصی تعین اور تکلیف کو ختم کرنا۔ اور مختلف رنگوں کے آبگینوں کو جو کثرت اعداد کا باعث ہیں ختم کر دینا ہے (شرح میر محمد رضا عفی عنہٗ)،

فقیر (شیخ عبدالنبیؒ) یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں فرمایا ہے۔ بہت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ لیکن یہ مطلب ایک فانی انسان کے لیے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ صاحب فنا کا کمزور ہونا ظاہر ہے اور وہ مراتب کی قید میں ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر کسی فانی شخص میں علم فنا، کمال حاصل کر لیتا ہے، تو بھی اُسکے حق میں فنا ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا بیرنگی تک پہنچنے کو میر مرحوم نے ابیات کی شرح میں عارف کی نظر سے تعینات کے اضمحلال میں مقید کیا ہے۔ عارف اور غیر عارف کے تعین میں کوئی فرق نہیں۔ اس معنی پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں، پہلا یہ کہ اسیر بے رنگی

---

[1] اسیر رنگ کہنا عالم ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ حق کی طرف حق تعالےٰ کو کون اسیر کر سکتا ہے اور روح نہ سرخ و سفید نہ سیاہ و زرد۔ بلکہ مجہول الکیف ہے، جب کہ حق تعالےٰ بے کیف ہے۔

Marfat.com

ہونے سے آفتاب کے نُور سے بے شمار آبگینوں کا انعکاس مراد لیا ہے۔ اس مقام پر دو شبے وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہے، اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے، لیکن آبگینہ کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا کہ آیا وہ مستقل بنفسہٖ ہے یا آفتاب کے نُور کا پرتو، دوسرا یہ کہ بے رنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال کہا گیا ہے، حالانکہ وہاں ان دونوں کے نام و نشان کا تصور بھی نہیں، کیونکہ اس مقام پر صُلح کا ثبوت اضمحلال کے منافی ہے، اس لیے آشتی و صُلح، جو ان کی صفت ہے، ان کی ذات کے ثابت رکھنے کے بغیر متحقق نہیں۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ موسٰی کی موسٰی سے جنگ سے مراد، ایک شریعت کی تنسیخ دوسری شریعت کے ذریعے ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کے تقاضے کی وجہ سے ہے، اور کسی نبی کو دوسرے نبی سے ناسخ و منسوخ کی بنا پر مخالفت نہیں ہے، اور مخالفت کی تو بات ہی الگ رہی، منسُوخ خود کسی وقت ناسخ کا محبُوب رہا ہوتا ہے۔ اس لیے جنگ کی تحقیق میں کوئی کسر باقی ہے۔ چنانچہ ان مذکورہ اشعار کے معانی کی تحقیق ان کی شان کے مطابق حضرات کامل نے یوں کی ہے کہ اللہ تعالےٰ ازلی و باقی ہے اور جمال و جلال کی صفات سے موصوف ہے۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت، اپنے ظہُور کا تقاضا اور اپنی خصوصیتِ خاص کی وجہ سے دوسری صفت کے ظہُورِ خاص کا تقاضا کرتی ہے اور ہرگز اس کے ظہُورِ ازلی کی مخالف نہیں، چنانچہ "لاھُو" اور "لا غیرہٗ" اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور اسی طرح ہر ظاہر کا ظہُور اپنی ظاہری موافقت کی وجہ سے کسی خاص وقت میں کسی دوسرے ظاہر کے ظہور کا مُنکر یا مخالف نہیں، اور چونکہ نفس الواقع اس کے معانی اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی میں ہیں، اس لیے بانیِ کامل نے جب اس حقیقتِ بے رنگی کو پالیا، اور رنگوں کو بے رنگی کے مخالف نہ پایا اور عین حالتِ شعور میں اس

Marfat.com

اس نے اس کے مظہر و بقا کو علمِ حقیقی کے مطابق تلاش کیا، تو مظہریتِ کاملہ کے ایک مظہر کے ساتھ سوائے صُلح و آشتی کے کسی اور حالت میں نہیں پایا۔ لیکن جب باقی ہوا نے، جس نے فنا کا راستہ نہیں پایا، اور جو بے رنگی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہوا، اور جس نے بے رنگی کو مختلف رنگوں میں مخفی رکھا، بصیرت کی صفت کی بدولت اس بات کو سمجھ لیا، تو یہ پوشیدگی وہ مرتبہ نہیں رکھتی۔ وہ گویا اسیری کے ارادے کو اطلاق و بے رنگی کا مرتبہ دیتا ہے، اور یہ اُن اہلِ ہوا کی مذمت اور تذلیل میں پہلے مصرع میں کہا گیا ہے یعنی کہ جب بے رنگی اسیرِ رنگ ہو گئی۔ اور یہ نہیں کہا گیا کہ حقیقت، نفس الامری کی نسبت سے بے رنگی کے مرتبے میں اسیر رنگ ہو گئی۔

اللہ تعالےٰ بزرگ ہے، وہ مرتبہ عشق ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ کسی شے کا وجود نہیں اور شروع سے اب تک اس کی یہی حالت ہے بھلا مقید کو اتنی قدرت کہاں کہ مطلق اُس میں قید ہو جائے۔ مطلق مقید کو گھیرنے والا۔ اور اسیری گھرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ مذکورہ اشعار کے معانی شخصِ بانی کی شان کے مطابق ہیں، یعنی چونکہ محبوب کی نظر میں مطلقِ حقیقی کا علم عدم مظہریت کی وجہ سے بے رنگی کے مرتبے میں مختلف رنگوں میں پوشیدہ ہے، اس لیے وہ حضرت موسیٰؑ کو دوسرے حضرت موسیٰؑ سے شریعتوں کی صورتوں میں اختلاف کی وجہ سے حالت جنگ میں پاتا ہے، کیونکہ حقیقت کے ادراک سے پہلے مختلف رنگوں کی صورت، جنگ سے مشابہت رکھتی ہے، لیکن حقیقت کے ادراک کے بعد مرتبۂ فنا سے مرتبۂ بقا پر ترقی پا جانے کے بعد جب اسے حقیقت کا علم ہوتا ہے، تو اُسے پتہ چلتا ہے کہ صفات و شیون کا ہر مرتبہ اپنے ظہورِ خاص کا مقتضی ہے اور چونکہ صفات کی آپس میں "لا ھو" و "لا غیرہٗ" کی نسبت تصدیق شدہ ہے، اس لیے ایک خصوصیتِ خاص کا ظہور دوسری کے لیے محجوب ہے اور مختلف انواع کے

Marfat.com

ظہورات کے باوجود کوئی ظہور اپنے متبوع کے مخالف نہیں، اور بے رنگی کے مرتبہ کے تقاضے کے مطابق ان میں سے کسی ایک میں بھی آشتی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور آشتی کیسے نہیں ہوگی، جب کہ تمام واحد حقیقی کی ذات کے ظہورات ہیں اور شرکت کی ان میں گنجائش نہیں، اور چونکہ جنگ شرکت کا تقاضا ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کی لاشریکی نے مظاہر کی ذات میں آشتی کے سوا اور کچھ پیدا نہیں فرمایا۔ ع۔ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ:۔ اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

فائدہ: ۔معلوم ہونا چاہیے کہ تجلّی کے چار درجے ہیں، آثاری[1]، فعلی[2]، صفاتی[3] اور ذاتی[4]۔ تجلّیِ آثاری میں سالک کا فعل، حق کے فعل کے آثار کے غلبہ کی وجہ سے مضمحل ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کے آثار کو حق کے فعل کے آثار سمجھتا ہے اس طرح تجلّیِ فعلی میں اپنے افعال کو مغلوب پا کر عین افعالِ حق سمجھتا ہے، یہی حالت تجلّیِ صفاتی کی ہے کہ وہ اپنی صفات کو حق کی صفات سمجھنے لگ جاتا ہے اور جب وہ تجلّیِ ذاتی سے بہرہ ور ہوتا ہے، تو حق کے آئینے میں اپنی صورت کو دیکھتا ہے اور تجلیات کی یہ تفصیل اس مرتبہ کے متوسطین کی حیثیت سے ہے اور انتہا کو پہنچے ہوؤں کی تفصیل دوسری طرح ہے اور وہ ان لوگوں پر مخفی نہیں۔

فائدہ: ۔ ہر تجلّی، اللہ سبحانہ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، لیکن اگر تجلّی بسط و صفا کے وجود کے لیے ہے، تو وہ تجلّی، نافع ۔ فائض اور معطی کے اسما کے کمالات میں سے ایک کمال ہے اور اگر تجلّی وجودِ قبض کے لیے ہے، تو اس تجلّی کو قابض و مانع کے نام کے کمالات میں سے ایک کمال سمجھنا چاہیے۔ پہلے ظہور کے بعد عجز، حمد اور ثنا ضروری ہے۔ دوسرے ظہور کے بعد استغفار و تضرع کرنا چاہیے دلوں کا قبض، نفوس کے بسط میں ہے، اور دلوں کا بسط نفوس کے قبض میں

Marfat.com

ہے، اس لیے اگر عین قبض میں استغفار و تضرع ہو جائے تو پھر بسط و صفا کی منزل شروع ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے، اسے دیتا ہے۔

فائدہ:- وجود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے، واجب الوجود اور ممکن الوجود. واجب الوجود وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو اور کسی اور کا محتاج نہ ہو، ممکن الوجود وہ ہے جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔ بلکہ دوسرے کی وجہ سے ہو۔ اور یہ شریعت کے مقررہ عقائد ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ واجب تعالیٰ پر وجود کا اطلاق اپنی ذات میں ازل سے ابد تک ثابت ہے۔ اس لیے واجب تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے، اضافی و اعتباری نہیں، جو کسی دوسرے کے اعتبار سے ہو اور ممکن پر وجود کا اطلاق اس معنی میں ہے کہ اس کا ثبوت عدم کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے کئی معنی پھوٹتے ہیں، یہ وجودِ حقیقی کے فیضِ وجودی کی بدولت وجود میں آتا ہے اور وجودِ حقیقی کی نسبت سے اس کے وجود کو فیضِ وجودی کہتے ہیں۔ چنانچہ وجودِ ممکن حقیقی نہیں یعنی اس کا وجود اپنی ذات سے نہیں، اس لیے یہ اعتباری اور اضافی ہے۔ الغرض صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقتِ وجود کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے، جو اپنی ذات کی بدولت قائم ہے، اور وجودِ اضافی و اعتباری کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے دوسرے کے فیضِ اعتبار سے وجود پایا ہو۔ پس اسے سمجھیے اور پیچھے نہ رہ جائیے۔ اگر شک باقی رہ جائے، جائیے، انشاء اللہ دور ہو جائے گا۔

فائدہ:- جو سالک غیر حقیقی مقاصد کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس میں نفی کی تاثیر کی علامت، فساد اور حسد اور اسی قسم کی، دوسری بری صفات کو دفع کر دیتی ہے۔ اگر سالک کی ذات سے یہ بری صفات مضمحل ہو جائیں، تو عوام کی دشمنی اور حسد سے سالک کی ذات کو نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ عوام سالک کے کھانے پینے اور سونے کو اپنے کھانے، پینے اور سونے پر قیاس کر کے مخالفت پیدا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے

Marfat.com

ہیں"، یہ کیسا رسول ہے، جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے"۔ چاہیے کہ تمام بری صفات کو مختصراً نفی کی زد میں لے آیا جائے اور اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ مراقبہ میں " اِنّی اَنَا اللّٰہُ" (بے شک میں اللہ ہوں) "تمہارا ربّ ہوں" کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ حق سبحانہ' وتعالےٰ کے ظہور کا لطائف کی صورت میں ظاہر ہونا مان لیجیے۔ اور اپنے آپ کو حق سبحانہ' کے کلام کے مظہر کے سوا اور کچھ نہ جانیے۔ ان کلماتِ مقدّمہ کا ظہور، پہلے پہل اخفیٰ پر، پھر اخفیٰ سے خفی پر اور پھر خفی سے روح کے سرور میں ہوتا ہے اور اس کے بعد قلب پر، پس لطیفہ کو پانے والا، اپنی استطاعت کے مطابق پاتا ہے، کوئی تو مرتبہ اخفیٰ میں پاتا ہے اور کوئی اپنی استطاعت کے مطابق نچلے درجوں میں پاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق شامل حال ہو، وہ اللہ پاک ہے۔ وجودِ اعتباری کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ وجود اور شے ہے' اور موجود اور شے، اور دونوں چیزیں حقیقی ہیں۔ وجودِ اعتباری کا مطلب کسی شے کے موجود ہونے پر غیر کے وجود کا اضافہ ہے اس لیے وجودِ اعتباری جس کا موجودِ اضافی پر اطلاق کیا جاتا ہے، لفظ "ہونے" کے اطلاق سے ہے اور لفظ "ہونے" سے عبارت ہے۔ یہ مصدری معانی ہیں۔ اور جب یہ ظاہر ہے کہ وجود اور موجود کے درمیان 'ہونا' کا لفظ اعتباری ہے، حقیقی نہیں، تو حقیقت بالآخر وجودِ اعتباری کے موجود ہونے کی عبارت سے اس طرح معتبر ہوتی ہے کہ اس کے اعتبار کے بغیر یہ ایک ایسا نام ہے، جو بے معنی ہے اور ایک ایسا لفظ ہے، جو اپنے وجود کے ثبوت کے لیے کوئی شے نہیں۔ پس ایسی شے جو اپنے ثبوت کی محتاج ہو، محض اس لحاظ سے کہ اس کا نام بھی اپنے اعتبار سے قائم ہے نہ کہ اس حقیقت زائدہ سے، جس میں حقیقت کی کوئی بو ہو، ہر لحاظ سے ناقابل اعتماد ہے۔ چونکہ حقیقت کے علاوہ تمام چیزیں ممکنات میں سے ہیں، اس لیے ظنّیت کے مرتبہ کے حساب سے احتیاج میں غرق ہیں، اور اصل کی مدد کے بغیر اپنی کوئی حقیقت

Marfat.com

نہیں رکھتیں اِس لیے مجبوراً ان کی اس ذاتی ضرورت کو فنا و عدم سے تعبیر کر کے انہیں معدوم و فانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس کا اپنا کچھ نہ ہو، وہ فی الحقیقت معدوم و فانی ہے "وہی اوّل ہے وہی آخر، وہی ظاہر ہے وہی باطن اور اسے ہر شے کا علم ہے۔" اِس آیت کریمہ کی تشریح رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے: رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ہمارے اللہ تو سب سے اوّل ہے، اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو سب سے آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں، تو ظاہر ہے اور تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں، اور تو باطن ہے اور تجھ سے پرے کوئی شے نہیں۔"

فائدہ:۔ اللہ پاک ہے۔ میں نے دونوں جہانوں کے خیالات کو اپنے دل سے اس طرح دھو دیا ہے ع کر شُد بر تختۂ زریں زیک نقطہ دو خط پیدا (کہ سنہری تختے پر ایک نقطے سے دو خط پیدا ہو گئے)

فائدہ:۔ اہلِ تصوف کی اصطلاح میں توحید خالص کو تمثیل کے انداز میں نقطہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، نیز ان کی اصطلاح میں کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان سوائے توحیدِ خالص کے اور کوئی شے نہیں۔ چنانچہ جب تمثیل کے انداز میں نقطہ کا بیان کرتے ہیں اور نقطہ کی سَیر سے مراد خط کا وجُود ہے، تو توحیدِ خالص کے ظہور کو، کیا مرتبۂ وجُوب اور کیا مرتبۂ امکان، سَیر سے تعبیر کرتے ہیں اور مرتبہ وجُوب کو خطِ اوّل سے اور مرتبہ امکان کو خطِ ثانی سے بیان کرتے ہیں، جب یہ بات طے ہو گئی۔ تو پھر سالک نے تخیّل کے مرتبوں کو، جس وقت اعداد و شمار سے خالی ہو کر دیکھا۔ تو وہ اپنے دیدۂ بصیرت کے سوا مضمحل ہو گیا، اور پھر کیا مرتبۂ وجُوب اور کیا مرتبۂ امکان، اس وقت اس کی آنکھوں میں سوائے توحیدِ خالص کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ جان جاتا ہے کہ وہ خود ہی ہے، جس نے اپنے آپ کو ان مراتب پر جلوہ گر دیکھا ہے۔ اور اس سے پہلے

Marfat.com

لا سے مرتبۂ وجوب وحدوث سے مرتبۂ امکان میں وہ کثرت کا نظارہ کرتا تھا اور حقیقت سے غافل تھا۔ اِس زمانے میں وہ حقیقت سے باخبر ہوا۔ اور آدمی کثرت کے مراتب پوشیدہ کی سیر کرتا اور اسرار غیب کے ظہور کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فائدہ: یہ ان لوگوں کی تحقیق ہے جو ذات کے مرتبے سے، اضافی چیزوں کو گرا دیتے ہیں خواہ یہ اضافت اجمالی ہو، کیونکہ وہ اُسکو وحدت کا نام دیتے ہیں اور یقین اوّل کہتے ہیں اور خواہ اضافت تفصیلی ہو کہ اس کو یقینِ ثانی اور واحدیت کہتے ہیں اور ان مراتب کے ظہور کو علم کے مرتبے میں جانتے ہیں۔ حضراتِ انبیا کے کمالات ولایت کے محققین، ان کی جامع الصفات ذات کو وحدتِ حقیقی میں شمار کرتے ہیں اور دونوں مراتب کو اعداد و شمار کے بغیر اور تقدیم و تاخیر کو صرفِ نظر کر کے وحدت میں صرف خارجی مظاہر سمجھتے ہیں یعنی علم اللدنی کی تعلیم کی بدولت، صفاتِ ذاتیہ کے کمالات کو، جو صفات کے تقاضے ہیں اور غیب والغیب کے مرتبہ میں ہیں، علم ظہور کے مرتبہ میں جانتے ہیں اور اُس ظہور کو ارادت و قدرت کے مرتبۂ علم میں معلوم و مراد اور مقدورِ ازلی کا نام دیتے ہیں اور اس ظہور کو ظہورِ ازلی و ابدی بھی کہتے ہیں جیسا کہ کہا گیا کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا" اور جب صفات کے تقاضوں کو علومِ ظہور کے مرتبہ میں ظہور کے باوجود موجودیتِ خارجی کے مرتبہ میں محجوب و مقرر فرمایا، تو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا "پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلقت کو پیدا کیا تاکہ وہ پہچانے" ان تمام معلومات اور ازلی مرادات کو ممکن الوجود کے خارجی مرتبہ میں ظاہر کیا اور اس کا نام عالم امر اور عالم خلق رکھا۔ جب ذات وصفات مع اپنے غیب اور غیب الغیب کے تقاضوں کے اپنی حقیقی جمعیت کے ساتھ ازلی ہے اور مرتبۂ وجوب اس کے ضمن میں ہے، تو اس مقام پر سیر کے اطلاق کو، جو تفصیل و اجمال کا مقتضی ہے، جائز نہیں رکھتے۔ چنانچہ صفات کی مقتضیات کی جامعیت کو جو غیب الغیب

Marfat.com

محض ہے، ایک نقطہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے ظہور کو جو عالمِ امر اور عالمِ خلق کے مراتب پر واضح ہوا، دو خطوط میں بیان کرتے ہیں چنانچہ جب سالک ظلیت کے مرتبہ سے عروج کی طرف جاتا ہے اور معلومات کے ظہور سے وہ جس مرتبہ میں تشبیہاً مبتلا ہوا تھا اس سے ترقی کر جاتا ہے، اور نقطہ معلومات کو معدوم الکیفیت تک پہنچ کر علم اصلی کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے تو دونوں جہانوں کے مراتب مفصلہ کو، جو دو خطوں کی طرح ہیں، ظہورِ معلومات اور غیب الغیب کی ازلی مرادات میں پا لیتا ہے۔ یہ شعر یہاں تک کی خبر دیتا ہے، اور اس سے پہلے خاموش ہے۔ کیونکہ اس شعر کے مالک کا مقام متوسط معلوم ہوتا ہے اور جب غیب کے فضلِ اخص ہے مرتبہ معلومات سے، جو علم حضوری کا مقدمہ ہے، ترقی پا کر علم کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس مقام پر حضورِ علمی متحقق ہے اور علم کا مرتبہ معلوم کے مرتبے سے اوپر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ مرتبہ علم میں علم حضوری ہو اور محض علم اور معلوم کچھ بھی نہیں اور چونکہ علم، عالم سے زیادہ نہیں اس لیے جامع کمالاتِ ذات اس مقام پر خود حاضر ہے یہ حضور در حضور کا وہ مقام ہے، جس کی خبر حضرت پیر دستگیر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مصنفات" میں دی ہے۔

"اے اللہ اگر ہم نے کوئی بھول کی ہو، یا غلطی کی ہو تو اس پر گرفت نہ فرما" میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق کچھ باتیں کہی ہیں، انہیں سمجھئے۔

فائدہ:۔ اللہ کے پاک نام سے۔ ذات وصفات سے جس شئے کا تصور پیدا ہوتا ہے، وہ لطیفۂ خیال کے صفا سے مغلوب ہوتا ہے۔ اگر تصور کردہ شئے شرعِ شریف کے سانچے کے مطابق نہیں، تو یہ خیال، لطیفۂ نفس کا پیش کار ہے اور اگر شرعِ شریف کے مطابق ہے، تو خیال لطیفۂ قلبی سے مستفیض ہے۔ پہلے خیال کا نتیجہ کفر، بدعت،

Marfat.com

اور اسلام سے محرومی ہے اور اسی طرح دوسرے لطائف کا قیاس کر لیں۔

فائدہ:۔ رُباعی۔

ہر جاکہ وجُود کردہ سیر است، اے دل! دانی بیقیں کہ محض خیر است۔ اے دل!
چُوں شر زِ عدم بود، عدم غیرِ وجُود پس شر ہمہ مقتضائے غیر است، اے دل!

(ترجمہ:۔ اے دل! جس جگہ بھی وجُود نے سیر کی ہے، یقین رکھ کہ، وہ محض خیر و نیکی ہے، چونکہ شر عدم اور عدم غیرِ وجُود سے ہے، اس لیے شر غیر کا مقتضیٰ ہے۔)

ان اشعار کے معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ موجُودات میں سے جو موجُود شئے اللہ کی مرضی سے موافقت رکھتی ہے اور اس کی موافقت امرِ وجُودی سے ہے، اس کا وجود سراسر خیر ہے۔ اور جو موجود شئے اللہ کی مرضی سے موافقت نہیں رکھتی اور چونکہ عدم موافقت امرِ عدمی ہے۔ اس لیے عدم موافقت کی وجہ سے وہ سراسر شر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خیر امرِ وجود کا لازمی تقاضا اور شر امرِ عدمی کا مقتضا ہے۔ اور خیر و شر کا پیدا کرنے والا اللہ سبحانہٗ ہی ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست، معرفتِ کردگار

(ترجمہ صاحب ہوش کی نگاہ میں سبز درختوں کا ایک ایک پتہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا دفتر ہے)

ہر پتے سے معرفت کی خبر دو طرح سے ملتی ہے، یا تو استدلال سے، یا کشف سے۔ چنانچہ جو شخص ان میں سے کسی طرح معرفت کی خبر نہیں رکھتا، وہ غفلت میں پڑا ہے۔ اور یہ جو انسان اور جن کو خاص عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، وہ عبادتِ اختیاری ہے ورنہ یوں تو ہر مخلوق کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے لیکن وہ عبادتِ اضطراری ہے یہی وجہ ہے کہ عبادت اور اس کے وصف کی تشریح نہیں کی گئی۔

فائدہ:۔ جو مرید اپنے باطن میں اکثر اوقات راسخ العقیدہ ہونا چاہے، اس کے

Marfat.com

لیے ضرورت کے وقت ظاہری خدمت بھی ضروری ہے اور اگر بلا ضرورت میسر نہ ہو سکے، تو اس سے عنبر سے میں نقصان اور کمی پیدا نہیں ہوتی۔ والسلام۔

فائدہ:۔ ایک عزیز نے کہا کہ مخلوق بات میں نہیں سماتی اور بات میں اس کی قیمت نہیں پڑتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوق کی بات میں قیمت نہیں پڑتی۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مخلوق کی خرید کے لیے زر کی ضرورت ہے اور یہاں بے زر سخن کی کیا قدر و قیمت۔ دوسرا یہ کہ سخن کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مخلوق، جو غیر حق سے مراد ہے۔ مرتبہ ادنیٰ رکھتی ہے اور اعلیٰ شئے کو ادنےٰ شے پر خرچ کرنا نادانوں کا کام ہے۔ رہی یہ تحقیق کہ مخلوق (مکون) سخن میں نہیں سما سکتی، تو اس میں شک و شبہ ہے، کہ آیا عزیز مذکور اپنے کلام میں مذکورہ مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے، یا غیر مذکور مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے۔ پہلی حالت میں ظاہر ہے کہ کلام میں گنجائش ہے۔ دوسری حالت میں جو غیر مذکور ہے، ذکر کے بغیر اس کی نفی کرنا درست نہیں ہے۔ یہ ذکر خواہ زبانی ہو یا نیت میں ہو۔ اگر یہ زبان سے ہوا، تو اس سے مراد اصل حقیقت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس وقت میں لفظِ مخلوق کو اپنے مفہوم تک پہنچا دیتا ہوں۔ تو وہی عینِ حقیقت ہے، اور سوال کرنے والے کا غالباً مطلب بھی یہی ہے کیونکہ کسی لفظ کا بیان اس کے معانی کی اطلاع دیتا ہے، یعنی اس لفظ کے ذکر سے حقیقت تک پہنچا جاتا ہے۔ اگر یہ صورت ہے تو پھر درست جواب حاصل نہ ہوا، بجز اس کے کہ یہ کہوں کہ عزیز کی مراد حضورِ حقیقی کی طرف نسبت کی ترغیب دینا ہے، کیونکہ وہ وصلِ عریاں اور وصلِ نومیدی ہے، تاکہ وصل سے مرتبۂ عالی کی طرف ترقی کا میلان پیدا ہو، اور لباسِ عمر کی قید سے رہائی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہدایت دے اور تمہیں منزلِ حقیقی تک پہنچائے۔

فائدہ:۔ موجود کی دو قسمیں ہیں۔ ایک واجب الوجود دوسری ممکن الوجود، ممکن الوجود

مزید دو حصوں میں قابلِ تقسیم ہے۔ اوّل یہ کہ جوہر ہو۔ اور اس کی پانچ اقسام ہیں۔ جسم[1] ہیولیٰ[2]، صورت[3]، عقل[4] اور نفس[5]، دوسرا حصہ عرض ہے' اور اس کی نو[9] قسمیں ہیں کم[1]، کیف[2]، این[3]، متیٰ[4]، فعل[5]، انفعال[6]، ملک[7]، اضافت[8] اور وضع[9]۔ اور واجب اس سے پاک ہے۔

فائدہ: صانع کے وجود کو ثابت کرنے کا انحصار دو طریقوں پر ہے، ایک عقل ہے، دوسرا ریاضت ہے، اور عقل سے ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں، وہ جو دلائل عقلی سے اور انبیا علیہم السّلام کی سنّت و سیرت سے شہادت لاکر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں متکلمین کہتے ہیں، اور وہ جو صرف دلائل عقلی سے انبیا کی پیروی کے بغیر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں حُکماء اور مشائین کہتے ہیں، اور وہ جو ریاضت اور انبیا کی پیروی کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، انہیں صوفیاء کہتے ہیں اور وہ جو صرف ریاضت سے انبیا کی پیروی کے بغیر پیدا کرنے والے کو ثابت کرتے ہیں، انہیں اشراقیں کہتے ہیں (حاشیہ مُلّا کا ترجمہ مواقف کی شرح پر ہے)

فائدہ: ۔ گمان چار قسم کا ہوتا ہے، پہلی قسم مامُور بہ، اور یہ نیک گمان ہے، اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی نسبت، اور حدیث میں آیا ہے کہ نیک گمان ایمان کا حصہ ہے۔ دوسری قسم حرام گمان کی ہے اور یہ خدا اور مومنوں کی طرف بدگمانی ہے۔ تیسری قسم "مندوب الیہ" کی ہے اور یہ اُمورِ اجتہادیہ میں گمانِ غالب سے کام لینا ہے۔ چوتھی قسم مباح کی ہے اور یہ وہ گمان ہے' جو دنیا اور تلاشِ معاش کی مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ اس میں بدگمانی اکثر سلامتی کا سبب اور بڑے بڑے کاموں کے انتظام میں مفید ہوتی ہے، اور اسے اچھی صورت میں شمار کیا گیا ہے۔ رباعی

آنکس کو لوائے عیب افراختہ است
اُو از تنِ مرداں غذا ساختہ است
وانکس کہ بعیبِ خلق پرداختہ است
زانست کہ عیبِ خویش نشناختہ است

Marfat.com

فرد: بدنفس مباش، بدگماں باش   دز فتنہ و مکر در اماں باش

ترجمہ (رباعی): جس شخص نے عیب جوئی کا پرچم بلند کیا ہوا ہے، اس نے لوگوں کی آواز کو اپنی غذا بنایا ہوا ہے۔

اور جس شخص نے خلقت کی عیب جوئی میں اپنے آپ کو مشغول کر لیا ہے، وہ اس لیے ہے کہ اس نے اپنے عیب کو نہیں پہچانا۔

فرد: بدنفس مت بن، بدگمان بے شک بن، اور اس طرح فتنہ و مکر سے اماں میں رہ

فائدہ: حکم کے دو مرتبے ہیں، ایک ایجابی اور دوسرا ایجادی۔ حکم ایجابی وہ ہے، جو واجب قرار دیا گیا ہو۔ بندوں کو کہہ دیا گیا ہو کہ فلاں کام کرو۔ چنانچہ حکم ایجابی میں اگر کسی بندے سے حکم کے خلاف بات ہو جائے، تو ممکن ہے، اور حکم ایجادی یہ ہے کہ کسی شے کو موجود ہونے کا حکم دیا جائے۔ اس کے خلاف ممکن نہیں، اس کو بھی حکم کہتے ہیں۔

فائدہ: جان لو، کہ نیکی رضا و محبت اور اللہ تعالےٰ کے امر، ارادے اور قضا و حکم سے ہے۔ اور بدی اس کے حکم و ارادت و قضا سے ہے، نہ کہ رضا و محبت و امر سے، اور رضا و محبت کی یہ نفی متعدی ہے، لازمی نہیں۔

فائدہ: جان لو کہ اللہ کے نام کے چار[1] حروف ہیں۔ الف کی حقیقت سے حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باخبر ہیں۔ پہلے لام کی حقیقت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ، باخبر ہیں اور دوسری لام سے حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ باخبر ہیں اور ہائے (ھ) کی ایک آنکھ سے حضرت داؤدؑ اور دوسری آنکھ سے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ واقف ہیں، ہمارے نبیؐ اور دوسرے انبیا پر صلوات و تسلیمات۔

---

[1] یہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کی تحقیق ہے۔

Marfat.com

فائدہ:۔ حیرت کے دو مرتبے ہیں: ایک حیرتِ مقبول اور دوسری حیرتِ مردود ،
حیرتِ مقبول یہ ہے کہ اپنے باطنی حواس کو ادراک کے ممکنہ حاصلات سے خالی رکھے ،
اور تمام حواس کو تصوری حاصلات سے خالی پانے کے لیے جتنا زیادہ غور کرے ، کچھ
نہ پائے اور اس نہ پانے کو پانے کی حقیقت سمجھے ، اور حقیقت نہ پانے کو ہی
قرب و معیت سمجھے ۔ حیرتِ مردود یہ ہے کہ حواس باطنی کے خلا سے مضطرب اور
پریشان ہو جائے ۔ محبوب کے قرب سے دور ہو جائے اور اس کی ہمراہی سے اپنے
آپ کو محروم کرلے ۔

فائدہ: شرح امالی میں کہا گیا ہے کہ بعض گمراہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں اس طرح
ہے ، جس طرح گھاس کے اندر تری ۔ اس یقین سے کفر لازم آتا ہے ، کیونکہ اللہ تعالےٰ
کو نہ زمانے کے اندر کہا جا سکتا ہے اور نہ باہر ۔ دونوں باتیں کفر ہیں کیونکہ کسی جگہ کو
خدائے تعالےٰ سے نسبت دینا کفر ہے ۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جب عرش ، کرسی ، آسمان
زمین ، آدمی اور پری ، کچھ بھی نہ تھا ۔ خدا تھا ، اس کی کوئی جگہ نہ تھی ۔ وہ کسی چیز میں نہیں
تھا اور کسی چیز کے اوپر نہیں تھا اور اب بھی اسی طرح بے مکاں اور بے جگہ ہے اور
کسی چیز میں نہیں ہے ۔ بات ختم ہوئی ۔

سوال : یہ جو کہا جا سکتا ہے کہ خدا نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر ، تو یہ بات دو حالتوں
سے خالی نہیں ۔ یا یہ کہ وہ اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے یا کہ تیسرا مرتبہ بیان کریں کہ وہ
اندر اور باہر سے پرے ہے ، لیکن یہ تو وہی پہلی بات ہے یعنی جس وقت میں نے
اسے پرے کہا ، تو یہ بھی باہر ہی کی ایک قسم ہے ، اور پھر یہ کہ مصنف نے خود اس
سے پیشتر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام مخلوقات سے پہلے تھا اب جب کہ اور
مخلوق بھی پیدا ہو چکی ہے ، وہ اسی طرح ہے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ
عالم سے باہر ہے اور یہ بات دونوں باتوں کی ضد ہے ۔

Marfat.com

جواب: - اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ عالم سے باہر ہے نہ اندر۔ اور اس تحقیق کی دو وجوہ ہیں:-

اوّل یہ کہ جس کو عالم کے اندر اور باہر کہتے ہیں۔ اور اس نام سے پکارتے ہیں، وہ تمام عالم سے ہے۔ پس اگر اللہ تعالےٰ کو عالم میں کہوں، تو وہ عالم میں مقید ہو جائے گا اور اگر عالم سے باہر کہوں، خواہ اس باہر کو عالم سے باہر سمجھوں، تو کیسے ؟ کیونکہ وہ عالم سے باہر نہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ پس یہ بات بھی کہی جائے گی کہ اللہ تعالےٰ عالم میں ہے اور اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو موجود و ثابت کہوں اور یہی عقیدہ رکھوں لیکن اسے اندر یا باہر نہ کہوں۔ کیونکہ یہ دونوں حالتیں حادث ہیں۔ دوئم یہ کہ بالکل اندر کہنا اللہ تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں، اور باہر کہنے کے دو مرتبے ہیں: ایک یہ کہ ایک حد سے دوسری حد تک تجاوز کرنا۔ دوسرا ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے سے غیریت اور دوئی رکھنا۔ اگر پہلے معنی کا اللہ تعالےٰ پر اطلاق کروں، تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس کی جناب میں حدود کی گنجائش نہیں، اور اگر دوسرے معنی میں کہوں، تو یہ درست ہے، کیونکہ وجوب کا مرتبہ امکان کے مرتبے سے پرے ہے۔ اور یہ خود ایمان ہے اور اس کی ضد کفر ہے پس نہ پہلا نصف مراد ہے نہ دوسرا نصف۔ کیونکہ دوسرے کے بارے میں خود کہا گیا ہے کہ جس جگہ خدا ہوگا، عالم نہیں ہوگا۔

فائدہ: - اہلِ بصیرت کے نزدیک کوئی اسم اپنے مسمّٰی کے بغیر نہیں ہوتا۔ سمجھنا چاہیے کہ اسم کے تین مرتبے ہیں (۱) مرتبۂ لفظی، (۲) مرتبۂ وصفی اور (۳) مرتبۂ ذاتی جسے مرتبۂ علمی بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اسم مرتبۂ لفظی کے اعتبار سے مسمّٰی کے بغیر ہے اور مرتبۂ وصفی کے لحاظ سے نہ عین مسمّٰی ہے نہ اس کے بغیر۔ جیسا کہ صفات کی نسبت کی تحقیق میں ہم اس سے پہلے مکتوبات میں بیان کر چکے ہیں اور مرتبۂ ذاتی یا مرتبۂ علمی کے اعتبار سے اسم

Marfat.com

عین مسمّٰی ہے اور ہم مقتول، اجل کے مقطوع ہیں۔

فائدہ:۔ جو شخص کسی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے، اس کی اجل کا وقت کم نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کے لیے جو مہلت لکھی ہوتی ہے، اس میں کمی نہیں ہوئی ہوتی۔ اس کی موت وقت مقرّرہ پر ہی ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی موت آجاتی ہے، تو اس میں اتنی کمی وبیشی بھی نہیں ہوتی جتنی کہ ایک چیونٹی کے قدم اٹھانے اور رکھنے میں ہوتی ہے۔ اس میں کوئی آگے پیچھے نہیں ہوتا، بلکہ وہ یقیناً اُسی گھڑی میں وفات پائے گا۔ لیکن گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ فلاں کے ہاتھوں نہ مارا جاتا، تو کچھ اور مدّت زندہ رہ جاتا۔ اُن کی یہ بات کفر ہے۔

سوال۔ جب موت کا مقرّرہ وقت کم نہیں ہوتا، تو پھر اس کو قتل کرنے والا قابلِ عذاب کیوں ہوتا ہے؟

جواب۔ جب کسی شخص کا مقرّرہ وقت آجاتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اُسے یقیناً موت دے دے گا۔ لیکن بندے پر واجب ہے، کہ جب اس کی اجل آجائے تو قتل نہ کرے، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ملکیت ہے اس ملکیت میں تصرف بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہے اور چونکہ بندہ فاعلِ مختار ہے، اپنے اختیار سے خونِ ناحق کرنا جس کا کرنا اس پر واجب نہ تھا، لائقِ عذاب ہو جاتا ہے۔ اس کی شرح کا علم خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال:۔ چونکہ تمام مخلوقات کی اَجل اللہ تعالےٰ کے ارادے اور تقدیر سے ہے، اور بلا شک وشبہ اپنے وقت سے تجاوز نہیں کرتی، اسی طرح فاعل کی حرکات و سکنات بھی خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری، اللہ تعالےٰ کی مرضی اور تقدیر سے ہیں، اور مقررہ حرکات وسکنات کی حد سے بڑھنا بھی گویا خدا کی تقدیر اور اس کے ارادے کے ظہور کے مطابق ہے، یہ دونوں باتیں آپس میں متضاد ہیں۔ اس لیے

Marfat.com

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا عذاب قاتل پر ہو، کیونکہ اگرچہ اس کی حرکت اختیاری ہے تاہم مقتول کی اجل اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور ارادے سے ہے۔

جواب :۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ افعال کی صورت کے مطابق اور دوسری وجہ حقیقت کے بموجب ہوتا ہے۔ صُورت کے مطابق یہ ہے کہ جو کچھ ہے، وہ خدا کے ارادے اور قضا کی وجہ سے ہے۔ لیکن فاعل کی دُو[۲] حیثیتیں ہیں، یا تو فعلِ منظور کا وقت خود امر و نہی رکھتا ہے اور اس فعل کے مطابق ظہور کرتا ہے، یا یہ کہ اسے منظور نہیں ہوتا۔ اگر منظُور ہے، تو اس کے حق میں ارادہ و تقدیر، مع تقدیر فعلی اس پر تقدیر ثواب مقرر کیا گیا ہے۔ اگر منظور نہیں تو عذاب کی تقدیر اور امر و نہی کا ظہور قضا و قدر کے ظہور میں توقف کا جواز نہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ خبیث طیب سے جُدا ہو جائے۔ اور بموجب حقیقت یہ ہے کہ عالم کی تخلیق یا تو صفاتِ جمال کے ظہُور کی بدولت ہے، یا صفاتِ جلال کے ظہُور کی بدولت۔ جس کی تخلیق صفاتِ جمالیہ کے ظہُور کی بدولت ہے۔ چنانچہ اس کے افعال اللہ کی مرضی اور حکم سے مقرّر کیے گئے ہیں، جن میں کوئی تجاوز نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو کچھ ثواب و درجات سے ہوتا ہے، وہ یہی صفاتِ جمالیہ کے ظہُور کی بدولت اس کے حق میں عطا کیا گیا ہوتا ہے جس کی تخلیق اس کی صفاتِ جلالیہ کے ظہُور سے ہوتی ہے، جیسا کہ اس کے افعال کا ظہُور صفتِ رضا کے خلاف ظہُور میں ہوتا ہے۔ اس طرح جو کچھ عذاب اور طبقاتِ جہنم ہوتے ہیں، وہ یہی صفاتِ جلالیہ کے ظہور کی وجہ سے ہوتے ہیں پس جب سوال کرنے والے کو معلُوم ہو گیا کہ حرکت اور غیر حرکت، جو کچھ بھی ہے، وہ خدائی تقدیر ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ عذاب و ثواب کو بھی ازل سے مقرّر کردہ سمجھے۔ اس پر ناک بھوں نہ چڑھائے اور بُغض نہ رکھے۔

فائدہ :۔ رُباعی :

Marfat.com

روزی فلک ہر آئینہ بر ما جفا کند　　　دز دوستانِ ہم درم مارا جدا کند
آساں کنی اَز مرگ خدایا ہر آں کسے　　　کیں نسخہ من بخواند مارا دعا کند

(ترجمہ) بے شک آسمان ہم پر کسی دن ظلم کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عزیز دوستوں سے جدا کر دیتا ہے۔ اے خدا اس شخص کی موت آسان کر دے، جو میری یہ کتاب پڑھے اور میرے لیے دعا کرے۔

آسمانوں اور ستاروں کے آثار کی نسبت دو طرح کی ہے: ایک یہ کہ اس بات کا اعتقاد کر لیا جائے کہ یہ حقیقی موثر ہیں۔ یہ کفر ہے۔ اگر یہ اعتقاد رکھے کہ مُؤثّرِ حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کے اسما کے احکام کے ظہور کے وسیلے ہیں اور ان میں سے کوئی اسماء وصفات کے تقاضوں سے تجاوز نہیں کرتا، تو یہ ایمان ہے۔ پس اس رباعی کے مُصنّف کی مراد آسمان کے افعال کی نسبت دُوسری قسم کی ہے۔ پہلی قسم کی نہیں۔ اور چونکہ اس قسم کے وہم انگیز اطلاقات میں غیر شرعی معانی بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اولیا اللہ نے اسی قسم کے اطلاقات کو جن سے وہم پیدا ہوتا ہے، ترک کر دیا ہوا ہے، اور دوسروں کو بھی منع فرمایا ہے۔

فائدہ:۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اے لوگو اگر میں چاہوں، تو تم کو دُور کر دوں اور تمہاری جگہ اَوروں کو لے آؤں"

سوال: اس آیت سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس مخلُوق کو ختم کر دیں اور اس کی جگہ اور مخلُوق کو لایا جائے۔ تو درست ہو گا۔ اور صُورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی قدرت اور ارادے سے معلُوم ہے کہ جو مخلوق اس وقت دنیا میں موجود ہے، ان میں سے بعض کے لیے ابدی ثواب و عذاب مقرّر ہے اور اس مرتبۂ ابدیت کے زوال سے محفوظ ہیں، جو ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس لیے اگر مذکورہ بالا آیت کریمہ کے مطابق اس کو ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسری مخلُوق کو

Marfat.com

پیدا کر دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ابدی عذاب و ثواب کا معاملہ نہ کیا جائے تو پھر مقدور، مراد، اور ارادے میں نقصان کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بات لائقِ عقیدہ نہیں۔

جواب ۔ خدائے قدوس کا مرتبہ اس کی قدرت اور ارادے کی صفات سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسے دو کاموں کی تصحیح کرنے کی قدرت اور ایک کام کی تخصیص کے ارادے کی طاقت بھی ہے اس لیے اگر دو کاموں کی تصحیح کی قدرت کے باوجود جو ثابت ہے، اور ایک کام کی تخصیص کے، جو قدرتِ کاملہ سے ہو جائے اور صفاتِ افعال کے ظہورات کی وجہ سے خالقیت وغیرہ ہے، وہی کام وجود میں لایا جاتا ہے اور ان سے ابدی معاملے کا سلوک کیا جاتا ہے، تو دونوں کاموں کی تصحیح میں جس کے لیے اس کی قدرت ثابت ہے، کیا نقصان پیدا ہوتا ہے اور اس تحقیق مذکور کے بعد جو ارادۂ خاص کی صفت سے ظاہر ہوئی، اگر ہم قدرتِ کاملہ کو جو دونوں کاموں کی تصحیح سے ظاہر ہے، ظاہر کریں، تو کیا خوف پیدا ہو گا، بلکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا کمال ہو گا کہ ایک طرف کی تخصیص میں اس کی طاقت کے معاملے میں کوئی زوال نہیں آتا۔ چنانچہ ابدی معاملے کو ان اشخاص پر مرتب کرنے سے مراد حق سبحانہ و تعالےٰ کے ارادے اور علم کو معلوم کرنا ہے، نیز قدرتِ کاملہ کی خصوصیت کا ثبوت ہے۔ کہ دو کاموں کی تصحیح سے اس کی شان ظاہر ہے اور اس سے اللہ تعالےٰ کے ارادے اور علم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں زوال کہاں؟ پس سمجھیے۔

ما کہ واپس ماندہ ذرّاتِ وئیم ٭ اُو دو عالم آفتابی فی ایم

(ترجمہ) ہم جو پیچھے رہ گئے ہیں، اس کے ذرات ہیں، وہ دونوں جہانوں کا آفتاب ہے اور ہم اس کے اندر ہیں۔

بعض اشعار میں حق تعالےٰ کو آفتاب سے تشبیہ دی گئی ہے اور مخلوقات کو ذرات سے۔ اور حالت یہ ہے کہ آفتاب تقید و احتیاج کے مرتبے میں ہے اور تمام

Marfat.com

ذرات اپنے آپ میں مستقل۔ اس پر سوال وارد ہوتا ہے اول یہ کہ مقید کو مطلق سے کس طرح تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ دوئم یہ کہ ذرات جو مستقل بالذات ہیں، مخلوقات سے جو فنا پذیر ہیں، کیا نسبت رکھتے ہیں، کہ ان سے تشبیہ دی جائے۔

فائدہ: مثال سے محدود کرنا مقصود نہیں، بلکہ اس مثال سے آفتاب کی اپنی روشنی اور اس روشنی کے بغیر ذرّوں کا پوشیدہ رہنا مراد ہے چنانچہ نورِ مطلق کے وجود کا فیض جب عدم کی ظلمت پر اپنا پرتو ڈالتا ہے اور ان کو عدم کے پردے سے وجود میں لاتا ہے، تو وہ اس طرح ہے جیسے آفتاب کی روشنی، کہ ذرّوں کو پوشیدگی کے مرتبے سے جو عدم کے برابر ہے، ظہور میں لاتی ہے اور یہ تشبیہ کم نظروں کو سمجھانے کے لیے ہے، جن کی نظروں میں آفتاب کا معاملہ بہت واضح ہے، ان کے لیے آفتاب کی روشنی سے ذرّوں کا ظاہر ہونا زیادہ قابلِ فہم ہے اور ان کی نظروں سے حقیقی معاملہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ مخلوقات کو فیض پہنچانے کی ضرورت کی بات، اُن کی سمجھ سے بہت دُور ہے۔ لہذا ایسے لوگ کسی ظاہری مخلوق شے سے کسی پوشیدہ شے کی تحقیق کرتے ہیں اور اس طرح تسلی پا لیتے ہیں۔

فائدہ: سوال۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے "لبیک" بعید ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: لبیک کے معنی ہیں، مَیں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور اس معنی سے لازم آتا ہے کہ کلام کرنے والا اپنی رضا کا اظہار کرے اور جس سے بات کہی جائے، اس کی مرضی طلب کی جائے۔ اس سے اس لفظ کے معنی مخلوقات کے درمیان منصورہ لازم ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نسبت ایسی بات دُرست نہیں۔

فائدہ: تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) کی آیت ذات وصفات وکمالات کے مراتب کو جمع کرتی ہے۔

Marfat.com

سوال: تسمیہ حروفِ تہجی کے چند حروف سے مرکّب ہے وہ محدود ہے اور حادث۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات اپنے تمام مراتب کے ساتھ قدیم ہے اور حدود سے منزہ ہے اس لیے آیت تسمیہ کس طرح اس قدر عالی ومرتبہ اور قدیم ہو سکتی ہے؟

جواب: اچھی طرح جان لیجئے کہ تسمیہ کے دو مرتبے ہیں، ایک مرتبہ تلفظ کا اور ایک مرتبہ ذات وصفات وکمالات کی حقیقت کا جیسا کہ ہم کہتے ہیں۔ مرتبہ تلفظ بھی حقیقت رکھتا ہے۔ بس جب ایسا جان لیا گیا تو سمجھ لیجئے کہ تلفظ کا مرتبہ جو تسمیہ سے ثابت ہے، ذات وصفات وکمالات کے مرتبے کا جامع ہے، اور مرتبۂ حقیقت بھی جو تسمیہ سے ثابت ہے، اسی طرح ذات وصفات وکمالات کی حقیقت پر مشتمل ہے۔

فائدہ: جس جگہ کوئی وجود ہے، وہاں خدا کے لطف کا ظہور ہے۔ اور جہاں وجود نہیں، وہاں خدا کے قہر کا ظہور ہے۔

فائدہ: شرعی عقیدہ یہ ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کو شے اور ذات تو کہتے ہیں لیکن تمام ۶ سمتوں سے پاک۔

سوال: یہ عقیدہ اور اس عقیدے کو بے تردد ماننا، ہر اہل ایمان کے لیے لازم وواجب ہے، خواہ وہ اس تفصیل کی تحقیق کو جانے، یا نہ جانے۔ لیکن خواص کے لیے تفصیل ناگزیر ہے۔ اس لئے بیان کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالےٰ ایک وجود رکھتا ہے، تو پھر سمتوں کی نفی کرنا دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ ہے کہ وہ وجود اتنی وسعت رکھتا ہے کہ اس کے عرض وطول کا سلسلہ لاانتہا ہے یا یہ کہ اس کی انتہا ہے۔ ان دونوں صورتوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے، پہلی صورت پر یہ اعتراض ہے کہ اگرچہ اس کی کوئی انتہا نہیں لیکن اس کے مرتبۂ وجود کی وجہ سے سمتوں کا ہونا تو لازم ہے، کیونکہ وجود کی حیثیت خود اس مرتبہ کی متقاضی ہے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں اور دوسری صورت پر اعتراض تو ظاہر ہے۔

Marfat.com

جواب: واجب کے وجود کی تحقیق تعقل کی وجہ سے ہے یا معقول کی وجہ سے۔ اور طریق تعقل کے معنی ہیں وجوب کے مرتبہ کو تحقیق سے طلب کرنا، غور کرنا، اور فکر اختیار کرنا، جبکہ تعقل کسی شے اور ادراک کا مقتضی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات ان دونوں باتوں سے منزہ ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس کی ذات کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو محقق اس تحقیق میں ناکام رہتا ہے اور وجوب کے مرتبہ کی حقیقت جاننے سے دور بلکہ بہت ہی دور رہتا ہے، جیسا کہ فلسفی حکما چونکہ سائل کا سوال تعقل کے پہلو سے ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کے مرتبہ تنزیہ کی تحقیق چھ جہات سے کرنا درست نہیں اور وجوب کے مرتبہ کی تحقیق پر غور کرنا، مراتب جہات میں ہے چونکہ جہات میں تصور و ادراک کرنا جائز ہے، جیسا کہ حدیث مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں پر غور کرو اس لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بات کرنے والا اہل ایمان ہے اور عقل سلیم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں ازلی قدیم، اور موجود ہے اس کی ذات کے سوا باقی سب کچھ مخلوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق بے شک وشبہ عدم سے نکلی ہوئی ہے اس لیے ۶ جہات کو میں عین حق کہتا ہوں، یا غیر حق، صاف صاف ممتنع ہے، اس لیے لازم ہے کہ اسے غیر حق کہوں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر تحقیق کر چکے ہیں، جو غیر حق ہے، وہ مخلوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق شے عدم سے وجود میں آئی ہے۔ اس لیے لازماً ۶ جہات بھی عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ اس لیے جو کچھ عدم سے وجود میں آیا ہو، اس کو مرتبہ قدیم میں ثابت کرنا غیر معقول ہے اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ قدیم اور ازلی ہے اور جہت و مکان وغیرہ سب عدم سے وجود میں آتے ہیں۔

پس بات ثابت ہو گئی۔ سب تعریف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے، جس نے ہمیں اس بات کی ہدایت بخشی اور اگر اللہ، جس نے ہماری طرف رسول بھیجے، ہمیں ہدایت نہ

Marfat.com

بخشتا، تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔

مکتوب ۵۴:

فنا فی الشیخ کی ترغیب کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

عظمت و کبریائی اسی[1] کے لیے ہے، اللہ جل شانہٗ حضرت مولوی صاحبؒ کو اپنی خاص بلکہ خاص الخاص دولتِ بندگی سے سرفراز کرے تاکہ مولائی اور مولا کے ساتھ نام میں بھی شرکت پیدا نہ ہو۔ لفظ مولا کے دو معنی ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں، مولائی کے معنی بندگی کے بھی ہیں۔ اسی لحاظ سے مولانا رومؒ نے، خدا اُن کے راز کو پاک کرے، فرمایا ہے ؎

مولوی ہرگز نشد مولائے روم　　　تا غلامِ شمس تبریزی نشد

ترجمہ: مولوی رومیؒ کو اس وقت تک ملک روم کی سرداری نہ ملی جب تک وہ شمس تبریز کا غلام نہ بن گیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی خاص الخاص بندگی، بندے کے لیے فنا فی الشیخ کے اندر پوشیدہ ہے، یہ جوہر بہت نایاب ہے اور بہت کم لوگوں میں یہ جوہر رکھا گیا ہے۔ اور اگر اکثر مریدوں میں اطاعتِ شیخ یعنی فنا فی الشیخ کی استعداد پائی جاتی ہے، تو وہ اس لیے ہے کہ انہیں امامت حاصل ہو، اور لوگوں میں حکمرانی مل جائے۔ اور یہ شرکِ خفی ہے، اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے بچائے۔

آپ کے مکتوب گرامی کے آنے سے اس فقیر کو جمعیتِ خاطر نصیب ملی اور آپ کی طرف سے یاد آوری اس گنہ گار کے لیے تعریف کا باعث بنی۔ میرے عزیز

---

[1] : کبریائی میری چادر ہے۔ عظمت میرا تہ بند ہے جس کسی نے ان دونوں میں سے کوئی شے چھیننے کی کوشش کی، میں اسے عذاب دوں گا۔

Marfat.com

کو نیستی مطلوب ہے اور وہ اپنے شیخ کی اطاعت میں اسی کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہو چکا، نیستی اور شے ہے۔ اور فنائے حقیقی اور شے ہے۔ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ میری طرف سے دُعا ہے، قبولیت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ مخصوص اوقات میں اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں۔ اور ظاہری رابطہ میں بھی کہ ہمارے درمیان ہے، یاد کرتے رہیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب: ۵۵

فضیلت مآب مشیخت پناہ شیخ محمد اکرم جیو کی خدمت میں لکھا گیا۔

وہ جو چاہتا ہے، اپنی قوت سے کرتا ہے، کیونکہ وہ قوی و عزیز ہے۔ وہ اپنی حکمت سے جیسا چاہتا ہے، تدبیر کرتا ہے، کیونکہ وہ باخبر حکمت والا ہے۔ جب وہ کچھ کرتا ہے، تو اس کے بارے میں مت پوچھو، کیونکہ وہ اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے۔ اور ہر شے کو حکمت سے بناتا ہے اس لیے مالکِ حقیقی اور حکیم تدیمی سے اس بارے میں کوئی سوال نہ ہو۔ عاشقوں کے دل محبوبوں کے ہجرت کر جانے سے زلزلۂ فراق سے متزلزل و حیران ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے وصل اور ہجر کے بارے میں جو کچھ تخلیق کیا ہے، اسے ماننا پڑتا ہے۔

صدقِ دل سے محبت کرنے والے، خلوصِ نیت رکھنے والے، گہرے حقائق سے جو طریقہ احسنیہ کے علوم کے ہیں، واقفیت رکھنے والے اور صاحب شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علوم میں فضیلت رکھنے والے میرے بھائی کو جو آیت کریمہ "اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ شرف والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے" کے کلام کے زیور سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو کمال تقویٰ کے زیور سے آراستہ کرے اور اس تجلی سے

Marfat.com

جو صاحبِ طریقۂ احسنیہ نے نُورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کی ہے۔ اس پر بہترین سلام۔

سلامِ فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ آپ کے خط سے، جو اخلاص کے معنی کے موتیوں اور خصوصیت کے گوہروں سے بھر پُور تھا خیریتِ حال معلُوم ہوئی اور فُرقت زدہ دلوں نے راحت پائی۔ گویا آدھی ملاقات میسر ہو گئی۔ لیکن اس بات پر تعجب ہوا کہ زیارتِ حرمین شریفین سے اتنے سال تک فوائدِ معانی حاصل کیے، لیکن ان حقائقِ اصلی کے بارے میں جو ان مقاماتِ متبرک سے حاصل ہوئے، ایک رتی بھی قلم کے سپُرد نہیں کیے۔ اگرچہ قلم حقائق کی تصویر کشی سے عاجز ہے، لیکن عظمتِ شان کے باوجُود اس عبارت میں بھی اس کے ظہور کا کچھ بیان ہے اور اسے جاننے والے تصویرِ قلمی کے مطالعے سے ظاہری تصویر کے بغیر حقائق معلُوم کر لیتے ہیں۔

جس وقت اللہ تعالےٰ کا کلام اپنی پُوری آزادی کے باوجُود، ہمارے حافظے میں، ہماری تقریریں، ہماری قرأت میں اور ہمارے مکتوب کی کفایت میں، بے حلول اور قید ہوتا ہے اور اس کی آزادی کے باوجود تحقیق کرنے والا اس سے صرف فائدہ حاصل کرتا ہے، اُس کے بیان سے تحقیق شُدہ معلُوم حقائق، لکھے ہوئے معلُوم و متحقق بیان کی طرح یقیناً نہیں ہوتے۔ اس لیے یقیناً کھرے معلُوم کردہ حقائق بے مکتوب بھی ہوتے ہوں گے۔ اور اس حکم کے مصداق کہ "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے،" دونوں اطراف کی تحقیق، دونوں طرف کے آئینہ میں ظاہر ہوتی ہے اور ہر طرف کی تحقیق قابلِ شکر اور قابلِ اصلاح ہوتی ہے۔

عزیزِ باتمیز، صاحبِ فضیلت وکمالات، عالی مرتبہ شیخ نعمت اللہ ملقب بہ سلیمان، جنھوں نے کئی ماہ سے طریقۂ احسنیہ کی کئی ضروری کُتب کے مطالعہ سے فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ حرمینِ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں، اپنی

Marfat.com

ملاقات اور آپ کے پُرخلوص مَراسلے کے مطالعہ کے بعد وہ بڑی محبت سے پیش آئے، اس مُلاقات کے بعد حاجیوں کے طریقہ کی ضرورِیات کا ذکر ہُوا۔ جن کی وضاحت سے انھوں نے کوئی دریغ نہ کیا، وہ بڑی خوش خُلقی سے بات چیت سے لوگوں کو مائل کرتے ہیں، تاکہ اُن کی صحبت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

مکتوب: ۵۶

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضُور میں ایک عرضداشت۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے، جس نے اپنا بھید[1] انسان کی حقیقت کے ساتھ ظاہر کیا اور اس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے، جو اللہ کے نُور سے ہے، اور جس کے نُور سے اللہ تعالےٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا۔ اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ اے میرے اللہ! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام بھیج۔ اس کی بزرگی میں اضافہ کر۔ اسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر۔ اسے برکتیں دے، جو عرب وعجم کا سب سے زیادہ سعادت مند ہے، امامِ کعبہ وحرم ہے، علم وحکمت کا منبع ہے، خُلق واحسان اور سخاوت وکرم کی کان ہے، جو عرش ولوح کا مظہر ہے، جو کلامِ قدیم کا ترجمان اور معلّم ہے۔ جو ہمارا سیّد، ہمارا رہبر، ہمارا شفیع ہے، جس کا نام محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صلوٰۃ وسلام ہو تم پر اے احمد۔ اے اللہ کے حبیب، تم پر صلوٰۃ وسلام۔ اے حمید، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کی دلیل، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے برگزیدہ حامد، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے دوست محمُود، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

Marfat.com

اے اللہ کے رسُول تم پر صلوٰۃ وسلام۔

اے مخلوق میں سے سب سے زیادہ فیّاض، دنیا کے عطیّہ میں سے مجھ پر مہربانی فرما، اس دنیائے حوادث میں آپؐ کا وجود ہی کافی ہے۔ مجھ پر ٹوٹ پڑنے والے حوادث آپؐ پر اللہ کے عطا کردہ علم کی بدولت ظاہر ہیں۔ آپؐ کا یہ گناہگار غلام عبدالنبیؒ جو جنّت کی آرزو میں مستغرق ہے، عاصی اور شکستہ پا ہے۔ آپؐ کے قدموں اور آپؐ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے اب تک محرُوم ہے، جو سب سے زیادہ خسارہ پانے والا اور سب سے بڑا گناہگار ہے، وہ اپنے احوال کی عین حالت گناہ میں، التماس و التجا کرتا ہے، کیونکہ آپؐ کا علم سب سے زیادہ وسیع اور آپؐ کا خُلق سب سے زیادہ بسیط ہے۔

میرا دینی بھائی نعمت اللہ المعرُوف بہ سلیمانؒ اپنے کمال کے ذریعے زیارتِ حرمین الشریفین کا ارادہ رکھتا ہے، چنانچہ جب اسے حرم شریف کی زیارت حاصل ہو جائے، تو اسے آپؐ کے کمالِ کرم سے اُمید ہے، اس کی نظر آپؐ کے لطفِ کریمانہ پر ہے، تاکہ وہ ان دونوں وسیلوں کے طفیل حرم کعبہ کے جوار میں مقیم ہو اور وہاں قیام کرنے کے ثمرات سے بہرہ یاب ہو، اور اس سے زیادہ کی التجا سوئے ادب ہے۔

مکتُوب: ۵۷

روضۂ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم کے نام۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ فقیر حقیر عاصی عبدالنبیؒ کی طرف سے تسلیمات کے بعد جناب افضل الفضلا، حرم شریف کی برکات سے معمُور کی خدمت میں معرُوض ہے، اور ان برکات میں سے یہ ضعیف و نحیف حضُورِ قلب

Marfat.com

اور آداب حرم کے ساتھ حاضر ہے اور مہربانیوں اور بزرگوں کے ظہور کے مظہر اور ہمارے سیّد اور اشرف الاشراف سے فیض کا خواستگار ہے اور اپنے احوال کے ساتھ التماس کرتا ہے کہ یہ فقیر ولایتِ ہند میں مقیم ہے اور کثرتِ عوارض اور ظاہری جسم کی تگ و دو کے باوجود شرفِ زیارت کے مرتبۂ عالی سے اب تک محروم ہے اور قاصر ہے۔ اور اُمید رکھتا ہے کہ اس جسمِ ظاہر کے ساتھ یہ شرف بھی کسی وقت حاصل ہو جائے گا۔ پس آپ کے حضور میں التماس ہے کہ میرے حق میں دُعا کریں، کہ میں اپنے مقصود کو جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں، حاصل کر لوں۔

نیز میرا بھائی نعمت اللہ عرف سلیمانؒ اپنے کمال کی بدولت، حرمین الشریفین کی زیارت کے ارادے کے ساتھ حاضر ہو رہا ہے۔ پس جب اسے اپنا مقصود مل جائے اور اللہ کے فضل سے شرفِ زیارت سے باریاب ہو جائے، تو آپ کے علم و کرم سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ آپ کی اعلٰے ہمسائگی میں قیام کرے اور ان دونوں برکتوں یعنی علم اور کرم سے استفادہ کرے، جیسا کہ کسی اہلِ کمال نے کہا ہے ؎

(ترجمہ) میں دونوں جہانوں کے غنی کے ہاتھوں سے لینے کی التماس نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں اُسے پکڑتا ہوں، جو نیکی اور ہمت والا اور سب سے بڑا سہارا ہے۔

پس جب ذریعہ مل گیا، تو طویل کلام ختم ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ کے حبیب پر درود و سلام۔

مکتوب : ۵۸

جناب پیر دستگیر مُلہم بطریقۂ احسنیہ کی خدمت میں لکھا گیا۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس عالی مرتبہ کی خدمت میں، جس نے وہ طریقۂ احسنیہ معلوم کیا، جو محبت اور محبوبیت کے درجات سے ملاقات

Marfat.com

کرتا ہے۔ اے اللہ ہم اس کی تعریف کس طرح کریں، جب کہ تو نے اسے قطب الاقطاب کے لقب سے مخاطب کیا ہے اور جو غموں کو دُور کرنے والا ہے۔

سلام کے بعد یہ فقیر حقیر عبدالنبیؒ عرض کرتا ہے کہ اپنے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کی شامت سے ابھی تک حضرت پیر دستگیرؒ کی زیارت کے شرف سے محروم ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس گناہگار کے حق میں توجہ کریمانہ فرمائیں گے، تاکہ رُوحانی مدد سے اس گناہگار کو توبۂ نصوح میسر ہو جائے اور تمام ظاہری اور پوشیدہ گناہوں سے زندگی کے آخری لمحات تک آپ کی توجہ کی بدولت محفوظ رہوں۔ اور توجہ مستقیم کے ذریعے جہاں تک فطری استعداد کا تعلق ہے، چہرے کی سیاہی کو دھو کر آپ کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔

میرے دینی بھائی نعمت اللہ الملقب بہ سلیمانؒ، صحیح عقائدِ شرعیہ سے آراستہ ہو کر حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہو گئے۔ امید ہے کہ وہ روضۂ مبارک کے سامنے جاتے ہی ولایتِ حقیقی سے شرف یاب ہو جائیں گے اور قیاس و گمان کے حجابات اٹھ جائیں گے اور اس گنہگار کی طرف سے اِذنِ مسلسل کی برکت سے وہ طریقۂ احسنیہ میں داخل ہو کر نسبتِ تعلیمی کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اُمید ہے کہ وہ خُدامِ خاص میں جگہ پالیں گے۔ اور انہیں خاص خصوصیت حاصل ہو جائے گی۔

مکتوب ۵۹:

فضیلت مآب شیخ موسیٰؒ ساکن ہوشیار پور کے نام۔

جناب فضیلت مآب شیخ موسےٰ جیوؒ، فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ قرآنِ مجید اور حدیثِ قُدسی کے الفاظ کی قُربت کے مراتب میں،

Marfat.com

جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں درج ہے، فرق بیان کیا جاتا ہے، لیکن اس فقیر نے اپنے قدسی اسرار عزیزوں سے جو کچھ بروئے تحقیق پایا، وہ یہ ہے: اوّل یہ کہ حدیثِ قدسی اللہ تعالےٰ کے کلام کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، معنوی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی، لیکن معنوی طور پر حضرت جبرئیلؑ پر، یا لفظاً حضراتِ انبیا پر القا ہوتا ہے اور پھر ان معانی کو الفاظ کے تصوری لباس کے مطابق ان بزرگوں کی جماعت کے قلوب پر الہام کے طور پر نازل کیا جاتا ہے، اور وہاں سے زبان کے الفاظ کے لباس میں ان کے علاوہ پر بھی ظہور میں آتا ہے یعنی فرشتے سے انبیا پر اور انبیاؑ سے امت پر۔ اس طرح ظاہر ہوا کہ حدیثِ قدسی کو کسی غیر کے واسطے کے بغیر القا کیا جاتا ہے۔ جس میں خصوصی اسرار کو انبیا کے قلوب اور زبان پر معنوی طور پر ایک لباس میں ظاہر کیا جاتا ہے اور قرآن مجید جو آسمانی کتابوں کو جمع کرنے والا ہے اور احادیثِ قدسیہ، اس حکم کے مطابق کہ "کتابِ مبین میں رطب و یابس نہیں"، جامعیتِ کلام کے اعتبار سے ذات، صفات، اور کمالات سے معنوی اور لفظی طور پر اسرار و بیان سے باہر ہیں، اور حکمتِ بالغہ اور صانع حقیقی کی صنعت سے، ہماری صنعت کی شرکت اور ہمارے خیالات کے تصرف کے بغیر، نوری الفاظ کے لباس میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورت کے مطابق حضرت جبرائیل کو سنائے گئے؛ جیسا کہ کہا گیا ہے "جبرئیل نے آواز سنی۔ اللہ کا کلام اور جو کچھ اللہ نے چاہا" آخر تک — وہی نورانی الفاظ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مظہر الفاظ کے لباس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، اور اس میں جبرئیلؑ کا کوئی تصرف نہ تھا، سوائے اس کے کہ انہوں نے ظاہر کیے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو کسی قسم کے تصرف کے بغیر جسمانی زبان کے ذریعے اُمت کو پڑھ کر سنائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے نور سے، صاحبانِ بصیرت پر ان دونوں

Marfat.com

کے مرتبہ کا فرق ظاہر ہو گیا اور چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مرتبہ حقیقی ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی تھی، اور تمام مراتب کو جمع کرنے والی تھی، اس لیے کسی قسم کے لباس کے بغیر نفس مدعا وغیرہ کو دنیاوی حد کے لباس میں اپنے سننے کے مرتبے کے مطابق، اس بے لباس کو جس کے متعلق قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے" اور کسی بشر کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے ..... الخ" سنا. چنانچہ اس استماع کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ تھے، اور اللہ سبحانہ کے فضل سے وہ اپنے اصل مرتبہ تک، جو عرش سے اوپر ہے، عروج کرتے ہیں، اور وہاں سے اپنے بلند مرتبے کو، جو نور محمدی کا مرتبہ ہے، پہنچ کر ایسے مرتبے پر پہنچے ہیں کہ لامکان بلکہ کل مکان، ان کے کمالات کے ظہور کی وجہ سے دوسرے مرتبے پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان کی حقیقی استعداد اللہ تعالےٰ کے فضل محض سے ظہور فرماتی ہے، اور اللہ سبحانہ نے انہیں اپنے کلام پاک سے بغیر کسی وسیلے کے فیض یاب فرمایا، پس برکتیں دینے والے رب ارباب نے اپنے قابل سماع کلام کو اس دنیاوی لباس سے عروج بخشا، اور اس مرتبہ عالیہ پر، جو تمام مخلوقات کی تخلیق کے آغاز میں تھا، پہنچا دیا. اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے کلام کا یہ مرتبہ اس کی ذات سے الگ نہیں، اس لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات کو کیفیت اور جہت کے بغیر دیکھا اور اللہ تعالےٰ سے لفظ اور آواز کے بغیر کلام کیا. اور یہ بیان اس مرتبے کے بارے میں ہے، جس کے متعلق محب بیان نہیں کرتا.

مکتوب : ۶۰

سوال: اللہ دین کی طرف سے عرض کیا گیا:-

Marfat.com

قطعہ

اے فخرِ بشر کہ در بلا ہا مددی — وز خُلقِ حسن شفیعِ ہر نیک و بدی

در چاہِ ضلالتم پریشاں حالم — فریاد رسا اخُذ بیدی بیدی

ترجمہ :۔ اے فخرِ بشر، تو ہی مصائب میں مددگار ہے، تو اپنے نیک اخلاق سے ہر اچھے اور بُرے کی شفاعت کرنے والا ہے میں پریشاں حال گمراہی کے گڑھے میں پڑا ہوں، اے فریاد کو پہنچنے والے مجھے ہاتھوں ہاتھ پکڑ لے۔

اگرچہ یہ حقیر شخص رتی بھر قابلیت نہیں رکھتا، لیکن پھر بھی کرمیوں کے لیے مدد کرنا مشکل نہیں۔

جواب :اب جب کہ تم فقیروں کی صحبت میں پہنچ گئے ہو، سرِ تسلیم خم کر دو۔ ذکر و تسبیح میں مشغول رہا کرو۔ جو کچھ تمہارے نصیب میں ہے، اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے گا، کام یہی ہے کہ اپنی ذات کو درمیان سے خارج کر دو۔

مکتوب : ۶۱

اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اُسی واحد اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی اللہ دینؒ تکمیلِ دین کے لیے کمربستہ رہتا ہے اور تلخی کی تیز گی سے، جو حالتِ یقین میں پوشیدہ ہوتی ہے اور ظہورِ بسط میں، جو آرام و دل جمعی کا سبب ہوتا ہے، تاخیر کی وجہ سے پریشاں نہیں ہوتا۔ محبت کرنے والے کو آرام و لذت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اگر لذت و آرام مل بھی جائے، تو سالک کو اس استعدادِ ضعیف کو ضبط میں رکھنے کے لیے تسلی دیتے ہیں قبضِ محمود جلال کا جلوہ ہے، جو بارگاہ کے آخر میں ہے اور واصل کو ہر قسم کی جمعیت و آرام سے، جو سالک کی تسلی کے لیے ظہورِ جمال ہے، سے ہٹا کر آخر کار مکمل خلوت سے

Marfat.com

ہم کنار کرتی ہے، اور حیرت اور بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

بدرد و یقین پردہ ہا را خیال نماند سرا پردہ الا جلال

ترجمہ:۔ دردِ و یقین کی بدولت خیال کے پردوں کے لیے سوائے جلال کے کوئی بارگاہ نہیں رہتی۔

میں اس بات کو ذرا زیادہ وضاحت سے بتاتا ہوں کہ فیضِ محمود انتہائے نایافت کی حقیقت کا ظہور ہے اور بسیطِ بُندی، متوسط یافت کا آغاز ہوتا ہے ع بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (ترجمہ، فرق دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک ہے) "ہر نہایت اپنے آغاز کی طرف لوٹتی ہے" کا مطلب یہی ہے۔ جب تک سالک کو لذت و جمعیت حاصل رہتی ہے اُسے فنا سے کوئی غرض نہیں ہوتی، اگر فنا ہو بھی، تو وہ محض خیالی ہوتی ہے، کیونکہ بشریت کا تتمہ اس کی بغل میں ہوتا ہے اور فنائے حقیقی میں بشریت کا معدوم ہو جانا موجود ہوتا ہے، جو جلال کی سطوتوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ پس سبحان اللہ۔ اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا، کہ محبت کرنے والے کے لیے حقیقی جمعیت خاطر اسی جمعیت میں ہے اور وہ حیرت و سرگرانی ہے۔ جس نے چکھا نہیں اُس نے سمجھا نہیں۔

فائدہ: اے سعادت مند النفی و اثبات کے بارے میں تحقیق کی خاطر لکھا گیا ہے، اس عبارت کو سمجھ کر اس پر عمل کر ؎

تا بجاروب لا نروبی راہ نرسی در سرائے الا اللہ

ترجمہ: جب تک تو راستے کو "لا" کے جھاڑو سے صاف نہیں کرے گا، الا اللہ کے گھر تک نہیں پہنچ سکے گا۔

لفظ "لا" سے نفس کے مقام سے، جو زیر ناف ہے، خیالات کے گرد و غبار

Marfat.com

کو، جو جھوٹے خدا ہیں، دائیں بائیں سے سمیٹ کر، اور اس میں ضمناً جو خباثتِ نفس داخل ہو گئی ہو، جس نے دِل اور رُوح کو اپنا محکوم بنالیا ہو، اُسے اکٹھا کر کے راز کے مقام پر، جو سینہ ہے، راز کے سامنے جو تمام مراتب کا سردار ہے، حاضر کر کے، وہاں سے خفی اور اخفیٰ کے مقامات تک جو علے الترتیب پیشانی اور دماغ ہیں، لے جا کر "لا" کے جھاڑو کے نیچے، جھوٹے خداؤں سے جو کچھ جمع ہو چکا ہو، دائیں طرف مُنہ کر کے پشت کی طرف پھینک کر دستِ ہمّت کر توحید کے الف سے مضبُوط کر کے، "اثبات" کے الف سے دل پر شدّت کی بیش سے، لام کے ساتھ ملا کر ضرب لگانی چاہیے۔ چونکہ ایک دفعہ کی جاروب کشی سے، یعنی بار بار کرنے کے بغیر، کام مکمل اور راہ صاف نہیں ہوتا، اس لیے حبسِ دم کو، جو مختلف خداؤں کے ذرّات کو، ضبط کر کے جھاڑو کی زد میں لانے والا ہوتا ہے، اختیار کر کے بار بار اس کی ورزش کرنی چاہیے، حتیٰ کہ یا تو کام مکمل ہو جائے، یا جان نکل جائے، اور شہادت حاصل ہو جائے۔

میرے عزیز! لکڑی کا جھاڑو تو محض عارضی گرد و غبار کو سمیٹتا ہے، لیکن اگر اصل غبار کو، جو ذرّاتِ زمین پر مشتمل ہے، اٹھانا ہو۔ تو اس کے لیے طویل عمر چاہیے، اور پھر یہ لکڑی کا جھاڑو تھوڑی سی مدت بس ہی پرانا ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اس سے معلُوم ہوا کہ جب تک سالک کو عطا کردہ جسم نہیں دیا جاتا، اس وقت تک اصل بشریت کے غبارِ غم سے رہائی نہیں ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ اصل بشریت کا زوال، عطا کردہ وجُود کے سپُرد کرنے کے بعد ہے اور وہ ولایتِ انبیا کا مرتبہ ہے۔ ان پر درُود و سلام۔ اللہ کا فضل چاہیے تاکہ وہ کمال کا دروازہ کھول دے۔ عجیب زمانہ آیا ہے کہ نفی و اثبات کا رستہ جسے گزشتہ دور کے بزرگ پندرہ بلکہ بیس سال تک طے کرتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں اس سے ایک ماہ کے اندر ہی بعض

کے دماغ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کی ہمت جیلہ گری کی طرف راغب ہو جاتی ہے اور نفی واثبات کو ایک فالتو کام سمجھ کر ان کے لیے اس سے تعلق پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ مبتدی، متوسط، اور منتہی کا ایمان ہی نفی واثبات سے ہے اللہ کسی شخص پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اس کے فضل کی اُمید، بغیر کسی بہانہ کے رکھنی چاہیے اور طاقت کے مطابق کوشش کرتے جانا چاہیے۔

فضیلت مآب شیخ بدر الدینؒ اور فقرا کی تمام جماعت کو اور فقیر زادوں کو اس احقر کی طرف سے سلام و دعا کہیں، تاکہ ' بے حیثیتی ' سے ' حیثیت ' کی حالت میں آجائے۔

مکتوب : ٦٢

حقائق و معارف سے آگاہ حاجی محمد امینؒ کے نام۔

حمد و صلوٰۃ اور سلام کے بعد جامع علوم حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے مکتوب شریف کے ملنے سے عزت افزائی ہوئی۔ اس مکتوب نے دقیق نکات سے مطلع کیا۔ حضرت مجددؒ کے ایک مکتوب کے بعض معانی کی تحقیق کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔

وصولِ نظری اور وصولِ قدمی میں فرق پوچھا گیا ہے۔ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کو اتنی ہمت کہاں، کہ اپنے خط میں ان دونوں کے درمیان، جو فرق ہے، اُسے بیان کروں۔ اور اس بیان کی شرح کروں۔ لیکن ضرورت کے ماتحت اپنی ناقص سمجھ کے مطابق عرض کیے دیتا ہوں۔

یہ بات واضح ہے، کہ ' سلوکِ صوفیہ ' سے مراد ' علمی حرکت ' ہے، زمین یا آسمان

Marfat.com

کے فاصلے طے کرنا نہیں، کیونکہ "بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، خواہ ہم کہیں بھی ہوں"۔ اور علمی حرکت سے مراد علم کو تاریکی کے بعض ان پردوں سے نکالنا ہے، جو علم کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس تک رسائی کرنا ہے، کیونکہ اس کے وسیلے میں "اصل زعم" (قیاس اصلی) حائل ہوتا ہے۔ لیکن تیرگی کے پردوں کو چاک کرنے والے نورِ علمی کے دو درجے ہیں، ایک یہ کہ کیا یہ شخص اس مرتبہ کا اہل ہے کہ وہاں اقامت کر سکے؟ دوسرا یہ کہ استعدادِ عالی کے مالک کو، بغیر اس کے کہ ابھی اُسے اس مرتبہ سے نکل جانے کی قوت عطا ہو، اس پر اس مرتبے کے اُوپر سے جلوہ دکھاتے ہیں اور اس کے فوراً بعد یا کچھ عرصہ بعد اسے پھر پہلے مرتبے میں لے جاتے ہیں اور اس سے چھپ جاتے ہیں یا اس سے تھوڑی سی آگاہی رکھتے ہیں، حتیٰ کہ یہی آگاہی اسے کھینچ کر اُوپر لے جاتی ہے، چنانچہ وہ وصولِ مقامی جس کا یہ شخص اہل اور جس میں قیام کرتا ہو، وصولِ قدمی ہے اور جس وصولِ مقامی کو اس نے جلوہ کے ذریعے دیکھا ہو، وصولِ نظری ہے۔ چنانچہ معلوم ہونا چاہیے کہ عُروج کے مراتب میں جب تیرگی کے پردوں کو پوری طرح دُور کرنا حاصل ہو جاتے اور کسی تیرگی کے شائبہ کے بغیر اصل الاصُول تک رسائی ہو جائے، تو اس عرصہ میں وصولِ نظری سے جو عُروج کے وقت حاصل ہو جائے، فارغ ہو جائے، وصولِ نظری کیلئے جو نزُول کے مراتب میں رونما ہو، تیار ہو جاتے۔ پہلے وصولِ نظری میں "میں اللہ اللہ کی طرف سیر ہے اور دوسرے وصولِ نظری میں اللہ سے اللہ تک کی سیر اشیاء کے اندر ظہور فرماتی ہے۔ اس لیے اصحابِ عُروج میں اسی نسبت سے فرق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اصحابِ نزُول آپس میں فرق پیدا کرتے ہیں جیسا کہ ان مراتب والوں پر مخفی نہیں، پس خواہ یہ نظری اوّل ہو خواہ نظری ثانی، اس کا حامل دُور سے جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ صاحب قدم، حق الیقین کا مالک ہوتا ہے، اگرچہ

Marfat.com

وہ نبی ہو۔ اور صاحبِ نظر عین الیقین یا علم الیقین کا مالک ہوتا ہے اور صاحبِ عروج کو حقیقی حق الیقین کا حصول تمام تیرگیوں کو دور کرنے کے بعد متحقق ہوتا ہے، اور صاحبِ نزول کو حق الیقین کا حصول اس ساری جہالت کے دور ہونے کے بعد ہوتا ہے، جو حقائقِ اشیا کی تفصیل میں حائل ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلا، کمال کے حساب سے ولایتِ انبیا میں رکھی ہے اور دوسرا، کمال کے حساب سے نبوتِ انبیا میں اکمل ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

مکتوب : ۶۳

حضرت پیر دستگیرؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق میں۔

حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کے الہامی ارشادات کی تحقیق میں، جن کے کمالات کے نور کی بدولت قصبۂ بنور، پُرنور ہے اور جہاں کے نور کی وجہ سے انشاء اللہ اطرافِ عالم، قیامت تک منور اور مسرت آمیز رہیں گے۔ اور اس کی سرور آوری پر مجھے بھی فخر ہے، بلکہ ہر اس کو ہے، جو حضور وقصور کا وارث ہے۔ نفس، بدن کی روح سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی انسانی روح عالمِ ارواح میں اپنی انتہائی لطافت کے ساتھ موجود تھی۔ اور جو کچھ اس کی نورانی قابلیتوں کا تقاضا تھا، ان کی انتہائی پوشیدہ لطائف کی بدولت عناصرِ اربعہ عرش کے نیچے غیر مفصلہ پیدا تھے اور ان کی تیرہ اور مفصلہ حیثیات کی وجہ سے کمالات کا ظہور خفیہ تھا، اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق یعنی روح اور عنصر، اللہ تعالےٰ کی حکمتِ بالغہ سے حق سبحانہ وتعالےٰ کے مراتب کے ظہور اور جلوہ گری کے لیے تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے پہلے عنصرِ مجمل کو آسمانِ دنیا کے نیچے الگ کیا اور جب ہر روح کے خاص بدن کو ان عناصرِ اربعہ سے ترتیب دے لیا، تو روحِ مذکور کو بڑے اعزاز سے ایک معین

Marfat.com

وقت پر اس بدن کے اندر پھونکا۔ ان دونوں مرتبوں یعنی روح اور بدن کے اجتماع کے بعد، اس میں ایسی قابلیتیں پیدا ہوتی ہیں جو نور کو گھٹاتی اور جسم کی تیرہ حیثیات کو بڑھاتی ہیں، چنانچہ انہیں عالمِ برزخ میں ظہور بخشا گیا اور چونکہ صرف اپنے مرتبہ کی جدائی اور تنہائی کی وجہ سے ان کی خصوصیت کا خاص ظہور تھا اور ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ تھا اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق میں حکمتِ بالغہ کے تقاضوں کا ظہور، جو ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کے لیے تھا، ان دونوں کے امتزاج کی ترکیب کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے ان دونوں یعنی رُوحانی قابلیتوں اور جسمانی قابلیتوں کے ظہور سے عین برزخیت میں چاند کی طرح ایک واحد صُورت میں ان دونوں مرتبوں یعنی مرتبۂ رُوح اور مرتبۂ بدن سے ایک تیسرا عالم پیدا کیا گیا اور اس کا نام نفس رکھا گیا۔ یعنی ذات مقدّس کا مظہرِ کامل۔ جس میں جمالی قابلیتیں ہیں، جو نُورانی مخلوقات کی موجودگی کا باعث ہیں۔ اور جلالی قابلیتیں بھی، جو تیرگی کی حیثیات کا مظہر ہیں۔ چونکہ بدن کے مکان کے اندر رُوح بالکل پوشیدہ ہوتی ہے، اس لیے اس کی قابلیتوں کا ظہور بھی پوشیدہ ہوتا ہے اور بدن کی حیثیت غالب ہوتی ہے۔ جب تک اس کا یہ استکبار دُور نہیں ہو جاتا، نفس کُفر کرنے اور حکم دینے میں لگا رہتا ہے اور جب اللہ تعالٰی کے فضلِ عام سے نُورِ جمال یعنی صفاتِ لطیفہ کا ظہور ہوتا ہے، تو پھر تیسرا حصہ یعنی انانیت و تکبر زوال پذیر ہو جاتا ہے اور نورِ ایمانی سے مومن کا سینہ کُھل جاتا ہے اور نفس کے اس مقام کو ملامت سے یاد کیا جاتا ہے۔ (یعنی نفس امّارہ، نفس لوامّہ بن جاتا ہے اور دنیاوی خواہشات رکھنے کی بجائے گناہوں پر ملامت کرتا ہے)۔ اور جب اللہ تعالٰی اپنے کرم سے اس ظہورِ عام کے بعد، ظہورِ خاص سے اُسے حقیقتِ انسانی کی خلعت پہناتا ہے اور جو کچھ جاننے کے قابل ہے اُسے بتاتا ہے، اور اس کے

Marfat.com

باقی دو حصّوں کی پرورش کی جاتی ہے، تو اُس وقت نفس کو نفسِ مُلہمہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ولایتِ اولیا تک کا ہو سکتا ہے اور چونکہ اولیائے امت کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و اطاعت میں نبی کی ولایتِ معصومہ کے کمالات میں سے حصہ حاصل ہوتا ہے، اگرچہ حصہ ملنے کے بعد وہ نہ تو معصوم ہو گا اور نہ معصوم جیسا، اس لئے اللہ تعالےٰ سنت کی پوری پوری پیروی کرنے کے طفیل، اُسے نُور سے منور اور پُر کر دیتا ہے اس مقام پر اس ازلی نیک بخت کو نفس مُطمئنہ کہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اے نفس مُطمئنہ! اپنے ربّ کی طرف اس طرح لوٹ کر تو ربّ سے راضی ہو اور ربّ تجھ سے راضی ہو۔

میرے عزیز! اس وقت یہ نادرِ زمانہ، نفسِ لطیفہ قابلِ تعریف و مدح ہو گا۔ کیونکہ جاہلیت کے وقت تمام رُوحانی لطائف پر اسمائے قہریہ کے مظہر کے قریب ہونے کی وجہ سے عناصر کو غلبہ حاصل تھا، اس وصل کے عالم میں دُوریاں دُور ہوتی جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں کمال اطمینان کے بعد اسمائے لطیفہ کا مکمل مظہر ہونے کی بدولت، جو اس کی تخلیق کا مقصود ہے، وہ ذاتِ مقدس سے واصل ہو جائے گا۔ اور اس پر قربتوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس مقام پر اس حدیث کا مفہوم سمجھنا چاہیے کہ تمہارے جاہلیت کے نیک، اسلام کے بھی نیک ہوں گے ۔ اگر غور کیا جائے!

مکتوب : ۶۴

حاجی الحرمین حاجی محمدؐ امینؒ کے نام۔

حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمدؐ امینؒ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ میں نے ایک سابقہ مکتوب میں لکھا ہے کہ کلمۂ صاحبِ نظر، حق الیقین نہیں بلکہ

Marfat.com

میں نے صاحبِ قدم اہلِ حق الیقین، صاحبِ نظر اہلِ عین الیقین یا اہلِ علم الیقین لکھا ہے اور چونکہ صاحبِ نظر کے لیے تتمہ سلوک باقی ہوتا ہے اور عین الیقین اور علم الیقین والے دونوں راہ میں ہوتے ہیں، اس لیے لاچار وہ ان دونوں میں سے ایک ہوگا۔ اور اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ جو حضرت مجددؒ نے مکتوب میں لکھا ہے، برحق لکھا ہے اور اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ ایک اصول ہے کہ سالک کو عروج کی راہ میں جو تفاصیل پیش آتی ہیں، اور جب وہ تیرگیوں سے گزر کر اصل تک پہنچ جاتا ہے، تو ایسے مقام پر حق، حق کی طرف ترقی کرتا ہوا بڑھتا ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدا سلوک یا جذبہ سے ہوتی ہے لیکن جذبہ و سلوک کے مرحلے طے کرنے کے بعد حق تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ ترقی کا تتمہ ابھی باقی ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ شروع سے اصل میں ہوتا ہے اور سلوک و جذبہ کو روک کر حق سے ابتدا کرتا ہے، حالانکہ اس جگہ تک پہنچنے کے لیے سلوک و جذبہ طے کیا ہوتا ہے۔ پس اس سے جذبہ و سلوک متحقق ہو گیا۔

اور مکتوب مع ہدیہ کے مل گیا، دعا اور فاتحہ پڑھی، توقع ہے کہ اس طرح معانی کی تحقیق اور بزرگوں کی عبارتوں سے آپ بہرہ یاب ہوتے رہیں گے۔ فقیر زادوں اور شیخ موسیٰ جیوؒ کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب: ۶۵

اللہ سبحانہٗ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید[۱]، سات حروف یعنی سات قرأتوں

---

[۱] معلوم ہونا چاہیے، کہ قرآن مجید کے کلام کے سات مرتبے ہیں تین مرتبے وجوبی، اور چار مرتبے امکانی۔ تین وجوبی مرتبے یہ ہیں، وجودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام متکلم پر۔ اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں۔ اوّل نفسِ مدعا، کہ حرف و آواز اگرچہ نورانی ہوں اس کی گنجائش نہیں رکھتے۔ دوم حرف و آوازِ نورانی جس سے حضرت جبرئیلؑ کو حصہ ملا، چنانچہ کہا گیا ہے جبرئیل نے آواز سنی۔۔۔ الخ" یہ دو مرتبے اگرچہ مخلوق ہیں، لیکن ان میں کسی مخلوق کو کوئی تصرف حاصل نہیں۔ سوم حرف و آوازِ روحانی، جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا فرشتوں کی زبان میں بات کرنا، جس کی سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو کوئی اطلاع نہ تھی۔ چہارم حرف و آوازِ جسمانی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صحابہ کرامؓ سے اپنی طرف سے اضافہ کے ساتھ بیان کرنا۔

Marfat.com

پر نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام قاری حضرات کے نزدیک یہ تحقیق شدہ بات ہے اور اس کے معانی بھی سات طرح کے ہیں۔ اور علمائے ظاہر کے مطابق بھی یہ بات پکی ہے اور اہلِ باطن کی دو تحقیقات ہیں سے ایک تحقیق کے مطابق ہے اور ہفت بطن (معنی) کی دوسری تحقیق بھی اہلِ باطن کی ہے اور اس دوسری تحقیق کی تفصیل حضرت پیر بنوری قدس سرہٗ کے نزدیک اس طرح ہے: اللہ تعالےٰ کے کلام کے تین مرتبے ازلی اور قدیمی طور پر درجۂ وجوب میں ہیں، اور ان تینوں مرتبوں کا نام وجودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام ہے۔ ان تینوں مرتبوں کا متکلم اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ کسی اور کے وجود کے بغیر جانتا ہے۔ اور یہ تینوں مرتبے دوسرے چار مرتبوں کی مظہریت کے ساتھ، جو مخلوق اور محدث ہیں، عالمِ اصل الاصول، عالمِ انوار، عالمِ اجرام اور عالمِ اجسام میں ظاہر ہیں۔ ان میں سے دو مخلوق واسباب کے واسطے کے بغیر مخلوق ہیں۔ ایک نفسِ مدعا ہے جو حرف وصوت کے لباس کے بغیر ہے، نہ نورانی اور نہ غیر نورانی۔ یہ نورِ اوّل کی مظہریت کے طفیل ہے اور مظہریت اوّل کے ذریعے وہ تین مرتبے بغیر کسی پردے کے وجوب کے سامنے ہیں، چنانچہ اہلِ صفا پر "القاء سِرّی" (پوشیدہ القا) اس پر گواہ ہے۔ دوسرا نورانی حرف وصوت ہے، جو عالمِ ارواح میں ان مراتبِ وجوب کی جامعیت کا مظہرِ ثانی ہے، جیسے حضرت جبرئیلؑ نے سنا۔ چنانچہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ کے کلام کو آواز سے سنا یا جیسا اللہ تعالےٰ نے چاہا، مثلاً اہلِ نور کے دل میں بات ڈالنے کی طرح۔ اور کلام کے چار مظاہر میں سے دو مخلوق کے واسطے سے مخلوق ہیں، ان میں سے ایک جسمانی حرف وصوت، جس کا حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ پر ظہور کیا۔ اگرچہ آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظہور غیر کے واسطے سے نفسِ مدعا کے بیچ ہے، جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا، اور حدیث کہ "آدم کی بنیاد پانی اور کیچڑ پر رکھی گئی،" اس مفہوم پر گواہ ہے اور دوسرے درجہ پر آنحضرت کے جسمانی حرف وصوت

ہیں، جن کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام بلند مراتب کے ساتھ اس کلام کو قیامت تک کے لیے تمام مخلوقات پر ظاہر کیا۔ پس جو کچھ ہمارے پاس محفوظ ہے، وہ مذکورہ بالا مظاہر کے طفیل ہے، وہی اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ کچھ اور نہیں اور اس کا محفوظ ہونا، قاری کی قرأت کے احاطہ سے پاک ہے جس طرح ہمارے احاطہ کے باہر اللہ تعالےٰ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو بے کم وکاست سمجھنا چاہیے۔ پس سمجھیے۔

مکتوب: ۶۶

"تحیّر فی ذاتِ سواہٗ" کے ضمن میں:

پاک ہے وہ ذات جس کے بارے میں کسی نے سوچ بچار کی، اور وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور پاک ہے وہ جو اپنے ذات کو چھوڑ کر اس کی ذات میں متحیّر ہے۔ یعنی اللہ سبحانہ کی جناب میں عین حالتِ ایمان میں مقام بلند کی "نایافت"۔ تحیّر کے معنی نایافت؛ (نہ پانا) ہے اس لیے نایافت سے پہلے جس کی آپ کو تعلیم حضوری تھی، اور وہ حضوری ظلی تھی اور "یافت" کے ساتھ جمع تھی اور چونکہ یافت کے معنی، ادراک (پانا) ہے اور ادراک کو اللہ تعالےٰ تک رسائی نہیں، خواہ یہ ادراک خفی ہو۔ اس کے بعد "نایافت" کی تعلیم نفیِ ذات کے لیے ادراک کا احتمال رکھتی ہے، نفیِ حضور کا نہیں، جس وقت سالک نفیِ یافت کی تعلیم کے بعد "نایافت" میں مشغول ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ حضوری کو کم کر دیتا ہے اس وقت پھر حضورِ تعلیم سے گزر کر عین نایافتِ حضور میں جو وصول بشری کا خلاصہ اور اصلیت یا نایافت کے دائرہ میں داخل ہے، شامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نایافت، آخرت میں روایتِ بصری حاصل کرنے کے بعد ثابت ہو جاتی ہے۔ البتہ اس جگہ "یافت" ہے، جس کا تعلق تجلی سے ہے، ذاتِ پاک سے نہیں۔ جب ذاتِ پاک

Marfat.com

پاک سے تعلق ہو گیا، تو گویا نایافت کو ظاہر کر دیا گیا۔ اس لیے چاہیے کہ عین نایافتِ شہود میں نورِ ایمان کی بدولت اللہ تعالےٰ کی حضوری سے جو حاصل ہونے والی یافت سے پاک ہے۔ بہرہ ور ہو کر غفلت سے احتراز کرے۔

پس تحریر: اگر کوئی شبہ ہے۔ تو انشا اللہ ملاقات کے بعد روبرو دُور کر دیا جائے گا۔ مختصر یہ ہے کہ حضوری کی طرف توجّہ کیے بغیر محض "نایافت" میں وقت گزارنا چاہیے، یہاں تک کہ مطلوب کے بغیر توجہ قائم ہو اور حق کی حضوری غالب آ جائے۔

مکتوب: ۶۷

میاں عبدالہادیؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

بے غرض دوست کی طرف سے مکتوبِ محبت آمیز نہایت اچھے وقت میں ملا مضمون سے آگاہی ہوئی۔ وبا کے پھیلنے کے متعلق لکھا گیا تھا۔ اور بچوں کی سلامتی مطلوب تھی۔ میرے مشفق! کوئی شے تقدیر سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔ اور موت ہر ایک کو ایک ایسے طریقے سے بہر حال آتی ہے جو مقدر ہو چکا ہو۔ اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ ہاں اگر کم اندیشوں کی تسلی کی خاطر تعویذ یا علاج کرتے ہیں، تو یہ موت کا علاج نہیں، بلکہ وہ تسلی نامہ ہوتا ہے، جو اس کے حال کے لیے ہوتا ہے پوشیدہ امر کے ظہور کو رد کرنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف اس لیے کہ غم ہی پریشان نہ ہو۔ دانا آدمی کو چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کا کوئی علاج نہیں، اس لیے وہ تعویذ طلب نہیں کرتا البتہ بعض امراض کا علاج اللہ نے دوا سے کیا ہے اور موت ہرگز کسی ایک شے میں نہیں۔ یہ ایک ہی بار ہے۔ بار بار نہیں آتی۔ ہم نے آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو خالقِ موت کے سپرد کیا۔ خدا آپ کو صبر و شکر عطا فرمائے۔

آپ نے چند مسائل کے متعلق لکھا ہے۔ تو میرے مشفق! فرائض ہر حالت میں فرض

Marfat.com

ہوتے ہیں، کسی اور کی طرف سے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتے۔ البتہ نوافل جس کسی کے لیے چاہے، وہ اپنا ہو یا بیگانہ، خواہ تمام خواہ آدھے، خواہ تہائی، عطا کرنے کے مطابق پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پہنچتا ہے۔

وقتی نکاح (متعہ) ہمارے مذہب میں باطل ہے۔

بعض روایات میں دفن کرنے کے بعد راستے سے لوٹ کر کسی چیز سے میت کی امداد کرنا جائز سمجھا گیا ہے۔ لیکن جمہور کا یہ طریقہ نہیں۔

قبروں پر چراغ جلانا بدعت ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت پیش آجائے، تو جائز ہے۔

جس عورت کو ایک یا دو بار، پانچ روز یا سات روز کی عادت ہو، اور بعد میں عادت سے تجاوز کر جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے، کہ اگر مدتِ حیض اکثر اوقات کم ہو جائے، تو اس صورت میں پہلی عادت ختم ہو جائے گی اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اگر مدتِ حیض اکثر اوقات بڑھ جائے، تو پہلی عادت ہی معتبر رہے گی۔ ایامِ حیض عادت کے مطابق گنے جائیں گے۔ اور زیادتی کے دنوں کی نمازیں قضا ہوں گی اور ان کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ مثلاً عام عادت پانچ دن کی ہے اور بعد میں سات یا آٹھ یا دس دن میں پاک ہو اور پھر یہ عادت بن گئی۔ تو یہ تمام دن ایامِ حیض شمار ہوں گے اور باقی تمام دن ایامِ استحاضہ شمار ہوں گے۔

مُردے کے ساتھ کاغذ لکھ کر رکھنا منع ہے البتہ اگر خشک انگلی سے میت کی پیشانی یا سینہ پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنا چاہے، تو یہ برکت کے لیے ہے۔

ولدالزنا کا جنازہ درست ہے۔

ہلالی کی رات یا عید وغیرہ کے دن مبارک باد دینے کی تیاری میں غلو کرنا اور اسے لازم کرنا یا جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یہ تمام باتیں ممنوع ہیں اور لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے ملاحظہ ہو شرحِ کافی باب "الکرہات"

Marfat.com

مکتوب : ۶۸

میاں عبدالہادیؒ کے نام

برادرم میاں عبدالہادیؒ کی خدمت میں سلام ۔ خط ملا ۔ سفارش لکھ کر دے دی گئی ۔

اور عنین (نامرد) کے بارے میں جو مسئلہ پوچھا گیا ، تو عنین وہ ہوتا ہے جو عورت کے قابل نہ ہو ، یا شادی شدہ عورت کے تو قابل ہو ، مگر کسی دوسری عورت کے قابل نہ ہو ۔ اس لیے اگر عنین خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دے ، تو اس پر پورے حق مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عدت واجب ہو گی اور اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت مجامعت کا انکار کرے ، تو اگر وہ کنواری ہے ، تو دوسری عورتیں اس کا ملاحظہ کریں ، اگر اس کا کنوارپن زائل ہو گیا ہو ، تو پھر مجامعت ثابت ہو گئی اور اگر عورت کنواری نہ ہو ، تو پھر شوہر کی بات یا قسم مانی جائے گی ۔ خلوتِ صحیحہ وہ ہے کہ عورت جو مرض سے اور حیض سے پاک ، رمضان کے سوا دوسرے ایام میں اپنے شوہر کے ساتھ کسی خالی مکان میں ، جہاں کوئی دوسرا نہ جا سکتا ہو ، رہے ۔ یہ خلوت حکمِ مجامعت رکھتی ہے ۔ اس لیے عدّت کے ایام لازمی ہیں ۔

مکتوب : ۶۹

اللہ سبحانہ کی ذات وصفات کے مرتبہ کی تحقیق میں ۔

اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کا مرتبہ اپنے تمام ذاتی اور صفاتی کمالات کے ساتھ ازلی و ابدی ہے اور ذاتی وصفاتی نشانوں کے کمالات کے اسرار پوشیدہ ہیں اور صرف اللہ تعالےٰ کی بلند ذات کو معلوم ہیں ، اور کوئی شے اس کی ذات سے دور اور اس کی معلومات سے پرے نہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے یہ مرتبے مختصر یا تفصیل کے

Marfat.com

ساتھ ظہورِ خارجی کے لیے کسی شے کے محتاج نہیں، اور اس کے حُسن کا تقاضا اس کی ہر صفت اور ہر شان کے بارے میں عالم و بصیر ہے، لیکن چونکہ ہر صفت کا حُسن اپنی ظاہریت کے باوجود، خارجی ظہور کے تقاضا کرنے کی حد تک اللہ سبحانہ کے علم میں ہے، اور ہر صفت کے حسن کا یہ تقاضا ظہورِ اظہر کا مقتضیٰ کہلاتا ہے، اس لیے اپنے انتہائی استغنا کے باوجود، اس نے ذاتی و صفاتی شانوں کے اقتضا کے مطابق اپنے خارجی اور عدم سے وجود میں آنے والے مرتبے کو اس عالمِ شہود میں ظاہر کیا۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہٗ کی صفات کے دو مرتبے (پہلو) ہیں. ایک لطیفہ اور دوسرا قہریہ. حُسنِ صفاتِ لطیفہ کے تقاضے کے مطابق، اس کے مظاہر دنیا میں ظاہر ہوئے. چنانچہ اس دنیا میں ایمان و اطاعت اور اوامر کی تعمیل اور نواہی کے اجتناب میں سے جو کچھ ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ لطیفہ کا ظہور ہے اور اس ظہور کی جزا آخرت میں جنّت الفردوس میں منتقل قیام اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا ہے، اور اس مقام کی تمام نعمتوں میں افضل و اعلیٰ نعمت، اللہ سبحانہٗ کا دیدار ہے۔

اسی طرح حُسنِ صفاتِ قہریہ کے مظاہر بھی اللہ تعالےٰ نے دنیا میں پیدا کیے ہیں، چنانچہ جو کچھ کفر اور گناہ اور اللہ کے حکم کی نافرمانی وغیرہ دنیا میں ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ قہریہ کا ظہور ہے اور اس ظہور کی جزا کے مراتب آخرت میں جہنّم میں منتقل ٹھکانہ اور طرح طرح کے عذاب ہیں، اور ان میں سے سب سے بڑا عذاب اللہ سبحانہٗ کے دیدار سے محرومی ہے۔

اے عقل مند باخبر دار. اگر تو اس ذاتِ پاک کی صفاتِ لطیفہ کے حُسن کمالات کے کا مظہر ہے، تو اس معرفت کو عرفاں کی نظر سے دیکھے گا اور قدم کو شریعت کے سیدھے راستے پر رکھے گا، ورنہ عین معرفت میں استقامت کے بغیر ظہورِ قہریہ کے سیدھے

راستے پر اپنے آپ کو الحاد کے گرداب میں پائے گا۔

الغرض ملحد صفاتِ قہریہ کا ظہور ہے اور عارف صفات لطیفہ کا ظہور۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ربّ کی تربیت سے ہٹنے کا چارہ نہیں اور اس سیاہ جنوں کے ثمرات سے خلاصی نہیں۔ اور اللہ تعالٰے کی ذات وصفات، اس فیض بخشی اور عدم اور مظاہر کے قریب ہونے کے باوجود مظہر میں حلول کرنے سے پاک اور مبرّا ہے پس اسے سمجھئے۔

فائدہ:۔ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا، اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں، یعنی اسے معرفت میں کسی شے کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

فائدہ:۔ تیرے دو دانتوں کے اوپر تیرے دو فرشتوں (کرامؑ کاتبین) کی نشست گاہ ہے، تیری زبان اُن دونوں کا قلم ہے اور تیری تھُوک ان کی سیاہی، چنانچہ وہ پوری حکمت سے تیری زبان اور تیری تھُوک سے تیرے اچھے اور بُرے اعمال لکھتے ہیں۔ ان میں سے تیری کوئی شے نہیں۔ اور تو نے فرشتوں کے قد وقامت کے بارے میں سُنا ہوگا، لیکن اس عظمت وجلال کے باوجود تیرے دو دانتوں کی تنگ جگہ میں انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہوا ہے، اور تجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔

چنانچہ ان لوگوں پر حیرت ہے، جو اس آیت کے مفہوم "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ" (حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے) کو اللہ تعالٰے کی قُدرت سے بعید سمجھتے ہیں، اور عقلی محال کو خدائی محال قرار دیتے ہیں۔

اے مومنِ سُنّی۔ آگاہ رہ کہ ہم بندوں کے ساتھ قبر، عذاب اور حساب اتنا نازک اور پوشیدہ ہے کہ حساب وعذاب کا معاملہ عام انسانوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور حساب کے معاملہ میں قبر کی زندگی اسی طرح ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں بیداری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مُردہ شخص کی قبر پر کوئی جانور بیٹھ جائے تو صاحب

Marfat.com

قبر جانتا ہے کہ وہ جانور نر ہے یا مادہ۔ جو لوگ قبر کے معاملے کو ایک محسوس معاملہ نہیں پاتے، وہ فطری جہالت سے لاچار ہو کر اس معاملہ کو خواب کی طرح خیال کر لیتے ہیں، اور اس عقیدے کی وجہ سے اہلِ سنّت والجماعت کے مذہب سے دُور ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں معلوم نہیں ہم اس جہل مرکب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ گمراہ کرے، اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

مسئلہ: حمل خواہ لونڈی کا ہو یا شریف خاتون کا، جب تک اس میں جان نہ پڑے، اس کا ضائع کیا جانا جائز ہے۔ لیکن جب اس میں جان پڑ جائے، تو پھر اس کو ضائع کرنا منع ہے۔ لیکن اس زمانے میں بعض عُلما نے کہا ہے کہ یہ فساد کا زمانہ ہے۔ اکثر اولاد بدکار ہوتی ہے اگر جان پڑنے کے بعد بھی حمل ضائع کر دیا جائے تو جائز ہے لیکن پہلی بات پر ہی عمل کرنا چاہیے یعنی جان پڑنے کے بعد ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا ہے، تو حمل کا ضائع کرنا بالکل درست نہیں، خواہ اس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔

مسئلہ: کسی شئے کا، جو وزن میں برابر ہو، ہاتھوں ہاتھ اُدھار لینا دینا جائز ہے۔ لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ دو ماہ کے بعد اس سے اعلیٰ ادا کروں گا درست نہیں، کیونکہ یہ سُود ہے۔ الغرض ایک جنس میں زیادتی اور دوسری طرف سے وعدہ، دونوں منع ہیں۔ خواہ وزن میں برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ایک چیز کا لینا اور دوسری کا وعدہ کرنا ایک ہی جنس میں منع ہے۔ اور دوسری جنس میں ایک طرف سے زیادتی جائز ہے۔ تاہم اُدھار اس وقت جائز نہیں، جب کہ دونوں وزن یا پیمائش میں برابر ہوں۔ اور اگر دونوں غیر جنس ہوں، ایک پیمائش میں اور دوسری وزن میں تو پھر اس طرح کا اُدھار جائز ہے۔

مسئلہ: سوتے وقت اگر قرآن مجید پاؤں کی طرف ہو، اور وہ انسان کے

Marfat.com

قد کے برابر بلند ہو. تو پھر سونا جائز ہے اور اگر بلندی اس سے کم ہو. تو جائز نہیں.

مسئلہ: اگر کوئی صاحبِ ایمان سویا ہو اور نماز کا وقت ہو جائے، تو اسے بیدار کرنا جائز ہے، اگر اس کی مرضی معلوم ہو. ورنہ اسے بیدار کرنا جائز نہیں. اگر اس کی مرضی یا غیر مرضی کا علم نہ ہو، تو اسے آخر وقت تک نہ جگائے. اور اس کے بعد اُسے جگا دے.

مسئلہ: اگر غسل خانہ کی چھت ہو، تو اس میں ننگے بدن ہونا اور غسل کرنا جائز ہے. اگر اس کی چھت نہ ہو، تو اختلافِ روایت سے مکروہ ہے، البتہ دونوں حالتوں میں بات کرنا منع ہے.

مسئلہ: اگر سجدہ کے وقت پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو، تو ایک روایت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے.

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کے عُرف یا ذات کی وجہ سے حقیر جانے اور کہے کہ فلاں جولاہا ہے اور فلاں موچی ہے، تو وہ کافر ہو جاتا ہے. رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وہ نہیں مرا، جو مر گیا. ہاں البتہ وہ مر گیا جس نے موت سے پہلے موت کی آرزو کی. اگر وہ نیک ہے، تو وہ اپنی نیکی کی طرف جائے گا، اس لیے اس کی تدفین میں جلدی کی جائے اور اگر وہ گنہ گار ہے، تو بھی جلدی کی جائے، تاکہ اس کے گنہ کم ہوں.

مکتوب: ۷۰

ایک عزیز کو ان ابیات کے جواب میں لکھا گیا:۔

چشمِ چشمانہ تواند دید نت — در خیال آرد غم و خندید نت

ترجمہ:۔ ان آنکھوں سے تیری آنکھیں دیکھی جا سکتی ہیں، لیکن پھر اپنے غم اور تیری ہنسی کا خیال آتا ہے.

Marfat.com

من چہ باشم لائق ایں وصفِ پاک — عاصیم، حیران ولا ملجا سواک

میں اس پاک صفت کے لائق کہاں ہوں؟ — میں ایک گنہ گار ہوں جس کی پناہ تیرے سوا کہیں نہیں

خاک را برداشتی از زیرِ پائے — خود نہادی بر سرِ گنبد علا

تو نے اپنے پاؤں کے نیچے سے مٹی کو اٹھایا — اور پھر اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا

نیازمندانہ سلام اور مطالعۂ مکتوبِ گرامی کے بعد عرض ہے کہ اس مکتوبِ گرامی کا بیان اس سیہ رُو گنہ گار کے لیے ایک شہادت ہے اور دعا ہے۔ حضرت مولانا رومؒ کے بیت کے معنی خُوب لکھے گئے ہیں لیکن دوسرے مصرع میں صرف تائے (ت) موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ ورنہ اس کے معنی بہت عُمدہ ہیں اور میرے ناقص ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پہلا مصرع استفہامیہ انکاری ہے۔ اور جس وقت عاشق نے اپنی آنکھوں سے اپنے جسم کو محروم پایا، تو مجبوراً تسلّی کے لیے غم اور خندۂ معشوق کا خیال کیا۔ یعنی اس کی ناراضی اور خوشی کے بارے میں خیال کرتا ہے اس لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ میری آنکھوں میں یہ بساط نہیں تاہم ناراضی ورضامندی کا مشاہدہ، جو بیم ورجا کا ثمرہ ہے۔ خیال میں لاتا ہوں تاکہ میں ان دونوں باتوں سے محروم نہ رہوں۔ چنانچہ ایک عزیز نے کہا ہے ؎

از ہرچہ در خیال، خیالِ تو خوشتر است — وز ہرچہ در وصال، وصالِ تو خوشتر است

ترجمہ: جو کچھ بھی میرے خیال میں ہے، اس میں سے تیرا خیال ہی سب سے اچھا ہے، اور جو وصال بھی ہے، اس میں تیرا وصال ہی سب سے اچھا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ صحیح کیا ہے۔

مکتوب: ۱۷

صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام لکھا گیا۔ ؎

Marfat.com

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد — فدائے یک تنِ بیگانہ، کآشنا باشد

ترجمہ: سینکڑوں رشتہ دار جو خدا سے بیگانہ ہوں، اس ایک اجنبی پر قربان، جو اللہ سے آشنا ہو۔

اے برخوردار، عزیز القدر، اس ملک کے لوگ اس طرح قربان و فدا ہیں اور یہاں کے صالح لوگوں کی ایک جماعت دن رات اللہ کی یاد میں اس طرح معروف ہے، کہ میرا ان سے جُدا ہونا، جان سے جانے کے برابر ہے۔ بہر حال چونکہ دُور رہنے والے رشتہ دار بھی دُنیا داری کی وجہ سے خواہش رکھتے ہیں، اس لیے آنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، ایک ذاتی سبب کی وجہ سے پانچ چھ دن کے لیے رُک گیا ہوں۔ لہذا صاحبزادہ کو یہ خط لکھا ہے کہ آپ اتنے دن میرے غریب خانہ کو اپنے مبارک قدموں سے سرفراز کریں۔ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں، اور آپ کو چاہیے کہ ہر طرح ان کی خدمت میں رہیں۔ اور آداب بجا لائیں۔ اس فقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ تشریف آوری کی خبر سُن کر رُک جاتا، لیکن ایک وجہ سے چند روز رُکنا پڑا ہے۔ ان شاء اللہ ان پانچ چھ دنوں کے بعد خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ شیخ عبد الغنی جیو اور شہر یار جیو اور تمام حاضرینِ مجلس کی طرف سے دعا و سلام۔

مکتوب: ۷۲

میاں محمد فاروق کے نام لکھا گیا۔

گر شود عالم پُر از خوں مالا مال! — کے تَرسد اہلِ حق غیر از جلال؟

(ترجمہ) اگر ساری دنیا بھی خون سے لبریز کیوں نہ ہو جائے، اہلِ حق سوائے اللہ کے جلال کے اور کسی سے کہاں ڈرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات کا ظہور اللہ تعالےٰ کے جلال کی تجلیات ہیں۔ جو لوگ اوامر کی پابندی اور نواہی سے پرہیز نہیں کرتے،

Marfat.com

ان کی تنبیہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے جلال کی ایسی شکلیں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ تاکہ ان کے ظاہر ہونے کے بعد اگر لوگ توبہ اور ندامت کی طرف رجوع کریں، تو ایسی باتوں کا ظہور اُن کے حق میں جلال کے پردے میں جمال کا ظہور ہوگا، اور معاذ اللہ اگر وہ بے ادبی کے طریقے سے باز نہ آئیں اور دنیا اور آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہو جائیں، تو اس قسم کے واقعات ان کے حق میں عذاب کی دلیل ہوں گے۔ جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔

ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ لوگوں کے پانی خون بن جایا کرتے تھے۔ میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ اس قسم کے واقعات غیب سے کسی واسطہ کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں یا جنوں کے ذریعے یعنی جنوں کو اس بات پر لگایا جاتا ہے کہ ان کو بازیچہ اطفال دکھائیں۔ چنانچہ جن لوگوں پر اس طرح کا واقعہ ہو جائے۔ انہیں چاہیے کہ وہ غسل کر کے تمام اہل خانہ کے ساتھ دل و جان سے توبہ اور ندامت کا اظہار کریں اور غسل اور وضو کے پانی کو کسی برتن میں جمع کر کے جس جگہ خون کے قطرے پائے جائیں، وہاں چھڑکیں اور مغرب کی نماز کے بعد اس گھر میں حضرت پیر دستگیرؒ پر درود بھیجیں اور تین دن تک خشوع و خضوع سے اس کام کو کریں اللہ نے چاہا، تو توبہ کی سچائی کی برکت سے ان آفات سے نجات کی امید ہے اور اگر خالص حلال مال میسر ہو، تو اس کا صدقہ کریں اور جتنی توفیق ہو، فقیروں اور غریبوں میں خیرات کریں۔ اگر اُس شخص نے کسی کا کچھ دینا ہو، تو اسے راضی کرنا پسندیدہ ہے۔

میاں محمد فاروقؒ کو جس کے نام یہ مکتوب لکھا گیا ہے، چاہیے کہ اپنا وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ہاتھ نہ اٹھائے اور لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے۔ اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جو کچھ میسر ہو، اسے جمعیت دل کے ساتھ یا اس کے بغیر حال اور مستقبل کی جمعیت سمجھے۔ بہت سے لوگ زیادہ کی طلب میں تھوڑے بہت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ انہی کی طرح تم بھی

Marfat.com

ہو جاؤ اور دونوں طرف سے محروم ہو جاؤ۔ تھوڑے کو بہت سمجھو، تاکہ عطا کرنے والے کا شکر ادا ہو سکے۔ اور یہی شکر، کثیر کے حصول کا سبب بن جائے۔ اگر یہ دولت ہزار سال میں بھی میسّر ہو، تو پھر بھی غنیمت سمجھو۔

مکتوب: ۴۳

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

مکتوب کے مطالعہ کے بعد سوالات سے آگاہی ہوئی، چونکہ دوسرے اہم مسائل میں سے اہم تر مسئلہ حق تعالٰے کی ایجاد ہے، اس لیے سب سے پہلے اسی کی تحقیق سے شروع کرتا ہوں جاننا چاہیئے کہ مسئلہ ایجاد کی پہچان کا کمال، عذاب پانے والے کافر اور توبہ کرنے والے مومن کے لیے حقائقِ اشیا کی پہچان پر دار و مدار رکھتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اے ہمارے اللہ ہمیں حقائقِ اشیا اس طرح دِکھا، جس طرح کردہ ہیں۔ بہت سے مذاہب حقائقِ اشیا کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے قضا و قدر کی تحقیق کی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اور ایمان سے ٹوٹ کر کفر سے جڑ گئے ہیں۔ تمہاری یہ ناقص عقل جو عدم ایجاد کو ترجیح دے کر کافر ہو گئی ہے، ایمان سے ٹوٹ کر کفر سے جڑ گئی ہے۔ اس سے توبہ کریں اور تجدیدِ ایمان کریں۔ اور یہ اعتقاد رکھیں کہ اس کی تحقیق دو قسم کی ہے۔ ایک مجمل اور ایک مفصل۔

مجمل یہ ہے کہ جان لیں کہ اللہ تعالٰے حکیم مطلق ہے اور اس حکیم مطلق کا کام پوری حکمت سے ہے وہ ترجیح دیئے جانے سے پاک ہے۔ ایک طرف کو دو طرف پر ترجیح دینا، اس کے اختیار کے ماتحت اور اس کی حکمت کے مطابق ہے۔ اس کا اختیار دوسری طرف کے تابع نہیں، یعنی ترجیح کے دو اطراف میں سے ترجیح شدہ طرف اس کے اختیار اور ارادے سے ہے، نہ یہ کہ اللہ تعالٰے کے ارادے سے قبل ہی وہ ترجیح شدہ

Marfat.com

طرف تھی، اور اختیار اس کے تابع تھا۔ یہ محض کفر اور واضح جہالت ہے۔

اور یہ کہ اگر عقل بعض دقیق باتوں کو نہیں سمجھ سکتی، تو یہ عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی ایجاد و حکمت کا قصور نہیں، کیونکہ حکمت سے باخبر نہ ہونا ہماری اپنی کوتاہی ہے۔ یہ عجیب بے عقلی ہے کہ انسان خود اپنی عقل کے ناقص ہونے کا قائل ہے لیکن اس کے باوجود اس کی عدم دریافت کو نقصان کا سبب سمجھتا ہے۔ اور ایجاد میں نقصان کی تجویز کو نقصان سے پاک ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مجمل پر ایمان رکھے، کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، وہی ہونا چاہیئے تھا اور متفرق خیالات کو شیطانوں کے تیر سمجھے، اور ان کے دُور کرنے کی کوشش کرے تاکہ راہِ راست سے نہ ہٹ جائے۔

اور مفصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات، صفات اور شانوں کے ساتھ ازلی اور قدیم ہے، نیز کہ اس کا ارادہ جمال و جلال کی صفات کے کمالات کے حُسن کے ظہُور کے لیے دوسرے درجے میں شہادت ہے، اور اس کے ظہُور کے باوجود غیب ہونا درجۂ اوّل ہے، یعنی مرتبۂ صفات ہے اور استغنا کے باوجود اللہ تعالےٰ ظہورِ ثانی سے ازلی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانے۔
پس اللہ تعالےٰ کا ارادہ "لا" سے مخصوص اور غالب ہو کر قہر کی نازک صفات کے حُسنِ کمالات کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور پھر مغلوب و معدُوم ہو کر عدمِ ظہُور کی طرف آیا اور چونکہ جلال کی صفات کا حُسن اس بات کا مقتضی ہے، کہ مظہر سے حُسن سلب کر لیا جائے اور جمال کی صفات کا حُسن مظہر کو بخشا جائے، اس لیے لاچار ان دونوں کامل صفات کے تقاضے سے، کہ ان کی مخالفت ممکن نہیں، کافر، جلال کی صفات کا مظہر ہے، اور چونکہ اس کا وجود، صفتِ مذکور کے تقاضائے حُسن کے ظہُور کی وجہ سے

Marfat.com

ازلی تھا۔ اس لیے سلوک کے حسنِ ایمان کی وجہ سے کفر مغلوب و معیوب ٹھہرا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا، تو صفتِ جلال کا حسن ظہور میں نہ آتا، اور یہ بات غیر معقول ہے کہ کافر کا وجود، حسنِ جلال کے ظہور کے لیے ازلی مراد کے تقاضے کے مطابق ازلی ہوتا اس لیے وہ کون صاحبِ عقل ہے، کہ اس کے ظہور کی نفی تجویز کرتا۔ مختصر بات یہ ہے کہ اگر صفات کے تقاضے کے لحاظ سے بھی نہ دیکھیں، اور عقل کو ہی اپنا حاکم بنا لیں، تو عقلِ سلیم بھی حسنِ صفات کے وجودِ ظہور پر حاکم ہو گی نہ کہ عدمِ ظہور پر۔ پس ہماری رمزوں کو سمجھئے۔ اے بھائی دامنِ کاغذ تنگ ہے۔ اس لیے مفصل بات کو مجمل انداز سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ اگر اللہ نے چاہا، تو کسی دوسری ملاقات میں باقی ماندہ شبہ بھی دُور ہو جائے گا۔

اضافہ :- ذبح اور صدقے کا مسئلہ میں نے لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اور ترکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہے اور وہ شوہر کا ترکہ فروخت کر کے یا قیمت لگا کر اس میں سے مہر اپنے پاس رکھ لے، تو جائز ہے اور اگر اس کی قیمت مہر سے کم ہو، تو اتنا نقصان عورت کا ہو گا۔ اور اگر مہر شوہر کے ذمہ نہ ہو، اور غلط طور پر شوہر کے ترکے کو بیچ دے، تو بالغ بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنے حصّے کی بیع فسخ کر سکتے ہیں، خواہ وہ سب سلامت ہوں یا ہلاک ہو گئے ہوں، اور خریدار سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں والسلام۔

مکتوب : ۷۴

فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔

مجی اکرمؒ۔ اس آیت عظیمہ کے نور سے کہ " اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے "۔ آپ کے لکھے ہوئے شفقت آمیز

Marfat.com

خط نے وہاں کے حالات سے مطلع کیا، اور یہاں کے حالات جاننے کی خواہش سے آگاہ کیا۔ میرے عزیز! چند دن کے لیے یہاں بھی بہت سی خرابی دیکھنے میں آئی۔ چنانچہ بہت سے لوگ اپنے قبیلوں کے ساتھ بے وطن ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ اطلاع محض افواہ تھی۔ بعض لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آئے ہیں۔ میں بھی شہر میں آ گیا تھا۔ ابھی تک اکثر لوگ خوف زدہ ہیں، دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ توقع ہے کہ دشمن و دوست کے خلاف جو بھی پیش آئے اسے رضائے خدا سمجھ کر تمام امورِ عبادت میں پورے توکل اور صبر سے کوشش کرتے رہیں کہ دراصل یہی کام ہے اور باقی سب کچھ ہیچ۔ اگر آپ کو موقعہ ملے، تو کسی وقت قدم رنجہ فرمائیں۔

مکتوب : ۷۵

فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔

اللہ کے پاک نام سے، اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بلند معانی سے لبریز آپ کے مراسلے کی آمد نے دل کو فرحت بخشی، اور سعادتِ ازلی کے آثار سے جو حقیقی اہلِ تقویٰ کا حصہ اور نبوتِ مصطفویؐ کے کمالات سے بہرہ ور ہیں، کا پتہ دیا۔ اے اللہ! جو مستعدین سے دانائی حاصل کرتے ہیں ان میں اضافہ کر، اور انہیں مرتبہ حق الیقین کے حاملین میں سے بنا، میرے عزیز! جو کچھ بلندیٔ نسبت کے متعلق لکھا گیا تھا، تو یہ سب کچھ نسبتِ سابقہ کا ماحصل ہے ہر چند سابقہ نسبت درجے کے اعتبار سے زیادہ روشن اور زیادہ کامل نیز زیادہ لطیف اور زیادہ غالب ہے، لیکن چونکہ بعض مستعد حضرات ذاتی مناسبت کی بدولت تنہائی کے مرتبہ سے آگاہی پانے کی وجہ سے تفصیل اور مظہریت کے درجہ سے بالکل قطع تعلق

Marfat.com

چاہتے ہیں اور تخلیص کا یہ مرتبہ، مقامِ تفصیل کا محیط و مرکز ہے اور حقیقی مظہریت اس مقام پر بے تامل حاصل ہوتی ہے، اور وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر تنہائی کی اس حیثیت کے، جو معلوم ہو چکی ہوتی ہے، اور اس سعادت کے جو مل چکی ہوتی ہے، سپرد کر دیتے ہیں، اور فکر و اندیشہ سے رہائی پا لیتے ہیں، کیونکہ یہ نسبتِ عالی، سابقہ معانی کو اپنے دامن میں لیے ہوتی ہے، اور ذاتِ حقیقی کے وصال سے بہرہ اندوز ہو کر لاانتہا قابلیتوں کی مالک بن جاتی ہے، اس لیے سابق مرتبہ، صفات کی پیوستگی سے باخبر ہوتا ہے، کیونکہ معدوم الکیفی کی نسبت حقیقت میں غیرت رکھتی ہے لیکن چونکہ مرتبۂ خلو کے بعض حقائق سے آگاہی دینا ملاقات پر موقوف ہے، اس لیے ان شاء اللہ اگلی ملاقات پر اُن باریک نکات سے بھی واقفیت دی جائے گی۔ اس لیے چاہیے کہ اپنے آپ کو اسی مختصر حیثیت کے، کہ یہی مرتبۂ خلو ہے، سپرد کر کے اوقات کو اسی طرح مرتب کریں، کہ کوئی وقت بھی اس مقصد سے خالی نہ رہے اور مسلسل ترقی ہوتی رہے اور اعمال کی درستی، اور اخلاق کی بلندی کے لیے انتہا درجے کی احتیاط روا رکھی جائے۔ اور توکل کی کمر مضبوط باندھ کر، اور فقر و فاقہ کو اہلِ طریقت کا خلاصہ جان کر ظاہری اور باطنی نظر کو ہر لحاظ سے اہلِ جہاں سے پوری طرح پاک رکھیں۔ حیف صد حیف اس شخص پر، جو اصل سے ملنے والا ہو، مگر مظہریت، وصولِ صفاتی اور درجۂ تفصیلی اس کے لیے حجاب بن جائیں، اور اللہ تعالے کے بغیر یہ سب تقصیریں اور گناہ ہیں۔

میرے عزیز! ایا یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ اہلِ صفا ظاہری اعمال کی آراستگی اور تہذیبِ اخلاقی کریں۔ اور ظاہر کی آراستگی اسی بات کی خبر دیتی ہے اگرچہ باطنی کمال کے بغیر ظاہری آراستگی اس کے مشابہ ہوتی ہے، لیکن اس کا مقام اور ہے۔ اور اس کا مقام اور۔

اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں میرا سلام پہنچائیں اور اگر موقع ملے تو تمام اعزہ

Marfat.com

کو بھی سلام پہنچائیں۔ میاں پیر محمد کو ایک اسم کی یاد داشت سے واقف کرایا تھا۔ اگر قلتِ صحبت کی وجہ سے کوئی شک رہ گیا ہو تو اس کو جلدی سے پورا کر دیں اور اپنی صحبت کے ذریعے اس پر توجہ کرنے سے دریغ نہ کریں، زیادہ وقت تنہائی، خاموشی اور مراقبہ کو دیں اور بہت تھوڑا، بلکہ بہت ہی تھوڑا وقت مسائل ضروری کے بارے میں کلام کریں۔ اکثر باوضو رہیں، کیونکہ ظاہری طہارت باطن سے اتفاق کرتی ہے۔ اور جب صورت یہ ہو جائے، تو معاملہ نورٌ علےٰ نور ہو جاتا ہے۔ والسلام والاکرام

مکتوب : ۷۶

محمد فاروقؒ کے نام لکھا گیا۔

برادرم محمد فاروقؒ خدا کی تائید سے حق و باطل میں فرق کرنے والا بنے۔ انہوں نے ہمارے حضرتِ ایشانؒ کے چند مبارک کلمات کے بارے میں جو بہت دقیق اور گہری عبارت میں لکھے گئے تھے، اس احقر سے اُن کے معانی کی تحقیق کے لیے تکلیف فرمائی، جس سے مجھے سعادت حاصل ہوئی۔ اگرچہ اس حقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ اتنے دقیق اور گہرے کلمات کے معانی میں دخل دے۔ لیکن سوال کرنے والے کو جہاں تک ممکن ہو، جواب دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اپنی ناقص سمجھ کے مطابق چونکہ ان کی اصطلاحات سے قدرے واقف ہوں، اس لیے ہر کلمہ کے معانی الگ الگ بیان کرتا ہوں، ذرا توجہ سے سنیں۔

لکھتے ہیں کہ حضرت ایشانؒ نے فرمایا ہے "کہ حق تعالےٰ میرے معاملے میں اتنی غیرت رکھتے ہیں، کہ وہ نہیں چاہتے کہ میری تربیت میں کسی غیر کا واسطہ ہو۔" اس عبارت سے حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کی نفی ہوتی ہے، اور یہ ممنوع ہے۔

Marfat.com

میرے مُشفق! واسطہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مُثبتُ الحجاب (حجاب برقرار رکھنے والا) اور دوسرا مُرتفع الحجاب (حجاب اٹھانے والا)۔ مُثبتُ الحجاب وہ واسطہ ہے، جس میں کسی زبان کی تعلیم، پیشوا و سردار کی وحی اور تعلیم کے ذریعے ہوتی ہے اور مرتفع الحجاب پیشوا اور سردار کی اطاعت کا واسطہ ہے۔ جب حضرت سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی پیروکار کمال پیروی کے واسطے سے مکمل استعداد پیدا کرلیتا ہے اور اس قابل ہوجاتا ہے کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانی اور رُوحانی تعلیم کے واسطے کے بغیر علم لدنی کی تعلیم سے تربیت پا لے، تو اللہ تعالےٰ اس قدر اطاعت کی استعداد رکھنے والے کی تربیت خود فرماتا ہے۔ اور یہ تربیت درحقیقت پیشوا کی پیروکاری کے واسطے کے تحت ہوتی ہے اور اس کے نبی کے معجزہ کا اظہار ہوتا ہے، جو ان کے پیروکار کی پیروکاری کی بدولت ظہور میں آیا۔ اگرچہ بظاہر کوئی واسطہ نہیں لیکن حقیقت میں حقیقی واسطہ ہے، جو پیشوا کی پیروی کا واسطہ ہے۔

چنانچہ جب ہمارے حضرت ایشانؒ کو کمال پیروی سے، جو اللہ تعالےٰ نے حضرت ایشانؒ کو عطا کی، مذکورہ بالا استعداد میسر آگئی اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کردیا، تو غیرتِ خداوندی کا ظہور ہوا، اور علم لدنی کے ذریعے اصلی تعلیم عطا فرمائی؛ تاکہ یہ محبوبِ خدا کا محبوب، راستے میں نہ رہ جائے اور اس کے پیشوا کی بزرگی ظاہر ہوجائے۔ سُبحان اللہ یہ کتنا عظیم الشان بزرگ ہے اور بُرہانِ عظیم کا محبوب ہے کہ اس نے اپنی تعلیم سے پیروکار کو حریم کبریا کے قابل بنادیا اور اس کی تعلیم کا کام اللہ تعالےٰ کے سپُرد کردیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی غیرت نے اپنے محبُوب کی عزت افزائی کے لیے اس کے پیروکار کو کسی اور کے حوالے نہ کیا۔ یہ بزرگی درحقیقت پیشوا کی بُزرگی ہے، بے بضاعت پیروکار کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس بارگاہ کے قابل ہو۔ حقیقت میں یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیض ہے، کہ

Marfat.com

انہوں نے مہربانی کی۔ اللہ کے فضل نے اس خادم پیروکار کو پیشوا کی فیض بخشی کے طفیل، اور اُسے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنے کی بدولت اپنے پیشوا کی طرح تعلیم دے کر سرفراز کیا، جیسا کہ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

ما مریدانیم و شاگردانِ حق علم ما از علمِ حق گیرد سبق

(ترجمہ) ہم اللہ تعالےٰ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ ہمارا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے سبق لیتا ہے۔

نیز اس دولتِ تعلیم سے وہ اپنے پیشوا کا ساتھی بن گیا اور ساتھی بننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ برابر ہو گیا، کہ ایسا ہونا معدوم ہے، البتہ وہ شرکت، جس سے برابری کا سوال پیدا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص سبق میں شرکت ہے، نہ کہ ایک معلم کی تعلیم میں شرکت۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ کی سنتِ ایجاد میں عام و خاص شریک ہیں لیکن مخصوص موجودیت اور خاص تربیت میں وہ باہم شریک نہیں اور پہلی شرکت میں برابری ملحوظ ہے، لیکن دوسری شرکت میں برابری نہیں، سبحان اللہ۔

شیخ عبدالحق دہلویؒ نے، اللہ اُن کی خطا معاف فرمائے، حضرت ایشانؒ کے قول کی حقیقت پر، جو شرکت سے ظاہر ہوتی ہے، اس گروہ کی اصطلاحات کو نہ جاننے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا، جو کچھ کہا۔

اور یہ جو محبتِ حقیقی کے وصولِ اوّل کو مرکز سے تعبیر کرتے ہیں، تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا کا حصہ ہے اور وصولِ ثانی کو دائرہ تماثیل میں دکھاتے ہیں، جو اصل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقام ہے۔ چنانچہ حضرت ایشانؒ نے، جو حضرت خاتم الانبیا اور حضرت خلیل اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے، اسی پیروی کی مناسبت سے اس دائرہ محبت میں راہ پیدا کر لی۔ اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، جو عالی مرتبہ ہونے کی وجہ سے مرکز سے وصل کرنے والے، اور مکمل تفصیل ہیں، مرکز میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ دائرہ کی تفصیلات حاصل کرنے کی طرف توجہ

Marfat.com

نہیں رکھتے۔ اس لیے ہمارے حضرت ایشاںؒ کی حیثیتِ تفصیلی سے پیوستگی، جو دائرہ سے عبارت ہے، "جس نے ان کی سُنّت کو روشن کیا، اس کے لیے اجر ہے، اور جس نے اس پر عمل کیا اس کے لیے بھی اجر ہے" کے حکم کے مطابق مرکز کے مجمل کمال کے باوجود، جو خاتم الانبیاء کے لیے ثابت و مسلّم ہے، آنحضرت کی طرف لوٹ کر آتا ہے، اور ضمنی امانت صاحبِ امانت کو پہنچ جاتی ہے۔

نیز حضرت ایشاںؒ کے اس قول کی تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تفصیلی محبوبیت کا مرتبہ میری بدولت، جو کہ اُن کا کمترین غلام ہوں، حاصل ہوا، محبت کے مرتبے کی تحقیق سے واضح ہوگئی اور اس میں کوئی مشکل نہیں۔ اور چونکہ ولایتِ ظلّی کا مرتبہ شہودِ حق ہے اور جو شہود ہے، وہ وصلِ پوشیدہ اور ظہور کے دائرہ میں داخل ہے اور جب تک شہود سے غائب میں نہیں آتا۔ ظاہرِ حقیقی کا وصول وصل یا اس سے میسّر نہیں ہوتا۔ اس لیے اربابِ شہود کے لیے ظاہرِ حقیقی کے وصل کو کل پر اٹھا رکھا گیا ہے اور چونکہ ہمارے حضرت ایشاںؒ نے مرتبۂ شہود سے گزر کر مرتبۂ غیب تک، ظاہرِ حقیقی کے مطابق اور علمِ لدنی کی تعلیم سے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، پہنچنے کا شرف حاصل کر لیا ہے، لہٰذا اصحابِ شہود کے لیے جس شے کی امید آخرت میں ہے، وہ انہیں دُنیا ہی میں حاصل ہے۔ چنانچہ غیب سے شہود میں آنا ظاہرِ حقیقی سے حجاب میں ہونا ہے، اس لیے واصلانِ غیب کے حق میں بہ معنی لینا محض شرک ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ حقیقتِ محمدیؐ سے حقیقتِ کعبہ افضل ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرتِ کعبہ کی دو حقیقتیں ہیں۔ ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے اور یہ نورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ نورِ اوّل نورِ محمدیؐ ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے، جو معبودیت یعنی جس کو سجدہ کیا جائے، کی حقیقت ہے

اور کعبہ کی یہی حقیقت اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنے کی مقتضی ہے۔ در آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دو حقیقتیں ہیں، ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے۔ جو نورِ اوّل کی ذات ہے اور تمام قابلیتوں کو جمع کرنے والی ہے اور کعبہ بھی ان قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے، جو ذات کی قابلیت ہے۔ اور علمی اعتبار سے ہے، تاکہ تمام شیون وصفات کو اجمالی طریقے سے جمع کرنے والی ہے۔ اور یہ قابلیت معبودیت کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے، چنانچہ ہمارے حضرت ایشاںؒ کا قول فضیلتِ کعبہ کے متعلق دوسری حقیقت ہے نہ کہ پہلی پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ میری تخلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرشت کے بقیہ میں سے ہے، تو جاننا چاہیے کہ ہر نبی کی حقیقی انسانیت کی تخلیق کا الگ مرتبہ ہے، جس میں اپنے کمال کے تمام تابع حقائق شامل ہیں۔ اور انسانی حقیقت، علمی قابلیت ہے، اس لیے ہر نبی کو اس حقیقت سے ایک مخصوص بلکہ نہایت مخصوص حصہ ملا ہوتا ہے، اور ان کے پیروکاروں کو بھی باقی ماندہ میں سے کچھ حصہ میسّر ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ایشاںؒ کا قول بھی آنحضرتؐ کی بقیّہ طینت میں سے حصہ لینے کا مطلب اس فقیر کے نزدیک یہی ہے۔ اور اس کے بارے میں حدیث نبوی بھی ہے: اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمْ لِاَنَّہَا مِنْ بَقِیَّتِ طِیْنَتِ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَام۔ "بزرگوں کی عزت کرو کیونکہ وہ حضرت آدمؑ کی طینت کے بقیہ میں سے ہیں" مناسبت انسانی کی خبر دیتی ہے اور وہ جو لکھا ہے کہ بعض اولیاء بعض صحابہ کرام سے، بلکہ کئی ایک انبیاء سے افضل ہیں اور اُن کو تمام اولیاء پر شرف حاصل ہے، تو میرے مشفق! یہ تحقیق خبر کے سلسلے میں ہے اور اس کا جواز حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ظاہر ہے، جو

Marfat.com

کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ آنحضرت کے چاروں یاروں میں سے مَیں ہر ایک کے درجے سے آگے گزر گیا، اور درجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوا۔ اور میں نے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگا ہوا پایا۔ اس قول کی تحقیق اس طرح ہے، کہ بعض اولیائے کمال کو کسی مقام پر متمکن ہو جانے، استعداد کی فراوانی اور راہِ سلوک کی سیر سے فراغت کے بعد یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام اور انبیائے علیہم السلام کے مقامات کا معائنہ کیا جائے، تاکہ پیروکاروں کے مرتبے کی پستی اور پیشواؤں کے مرتبے کی بلندی کے حقیقی فرق کو معلوم کرکے اس تقلیدی اور سماعی عقیدے کی جو ان کی نسبت رکھا جاتا ہے، تحقیق کی جائے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان بلند مراتب کا معائنہ، ادنٰے پیروکار کو ان مراتب کی نورانیت کے تھوڑے بہت رنگ سے محروم نہیں رکھے گا اور دریائے اشارہ کے طے کرنے کا مطلب اپنی استعداد کی تنگی کا آنحضرت کی استعداد سے مقابلہ کرنا ہے، جو بے شمار مراتب حاصل کرنے کے بعد بھی مزید ترقی کے خواہاں ہیں، چنانچہ "قُل رَّبِّ زِدنِی عِلماً" کی آیت اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے، سُبحان اللہ کیسی بات کہی ہے کہ اس میں ایسے معنوی اشارے بیان کر دیے گئے ہیں کہ اکثر ظاہر بین انہیں نہیں سمجھ سکے، بلکہ انہوں نے اس کے برعکس مطلب لیا ہے ؎

بس کنم، خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ) اسی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ سمجھ داروں کے لیے یہی کافی ہے۔

مکتوب: ۷۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس کی ہر روز ایک نئی شان ہوتی ہے، اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ، کی کئی شانیں ہیں۔ اور ہر شان ایک مخصوص تعیّن کو پیدا کرتی ہے، اور تمام تعینات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض انتہائی ادنٰے ہیں، اور یہ مناسب نہیں کہ ان میں سے بعض کو کثیر واسطوں کے بغیر حاصل کر لیا جائے، اور بعض کے لیے یہ مناسب ہے کہ انہیں واسطوں کے بغیر پا لیا جائے اور وہ لوگ جو بغیر وسیلے کے پا لیتے ہیں، وہ انبیا ہیں۔ دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں، جو اولیا ہیں اور ان کے درمیان بھی درجات کا فرق ہے بعض ہمیشہ کئی وسائل کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض صرف ایک وسیلے کے۔

معلوم ہونا چاہیے، کہ کثیر واسطوں والوں کی ابتدا سلوک سے، اور انتہا جذبے سے ہوتی ہے۔ اور ان کے درمیان بھی بعض میں ابتدا ہی سے فرق ہوتا ہے۔ بعض میں وسطے میں، اور بعض میں آخر میں۔ جو لوگ ابتدائے جذبہ میں ہوتے ہیں، وہ ولایت خاصّہ کے سایہ میں ہوتے ہیں، جسے ولایتِ اولیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور بعض محققین کے نزدیک وہ ولایتِ صغریٰ میں ہوتے ہیں۔ اور ابتدا کے لوگوں کے لیے یہ عجب نہیں کہ وہ مسنونہ عبادات میں کوتاہی کریں۔ چنانچہ وہ بظاہر بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور احتیاط کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ، مراتبِ قیود میں سخت پابند مرتبہ ہے۔

اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک اس مقام سے رہائی پا کر درمیانے جزُ کے ظہور کے ذریعے ولایتِ خاصّہ نفس کے کمالات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس مقام پر اگرچہ وہ بدعات کے ارتکاب اور ترکِ نماز سے محفوظ رہے گا، لیکن توحیدِ وجودی سے مغلوب ہو جائے گا۔ اور سُکر کے غلبہ کی حالت میں کبھی کبھی فرائض پنجگانہ سے قاصر رہے گا، کیونکہ یہ محفوظ صورت ہے، اور جب خاص فضل سے بغیر کسی بہانے کے اس سے خلاصی مل جائے گی اور مرتبۂ انتہا کو پہنچنے والے جزُ کا ظہور ہوگا۔ تو وہ

Marfat.com

شخص توحیدِ شہودی کا مالک بن جائے گا، اور اہلیتِ نفس سے ولایتِ خاصہ کی بزرگی حاصل کرے گا۔ اور ان دونوں مراتب پر پہنچ کر علمِ مطمئن کے کمالات یعنی معلوماتِ ازلی کے ظہور سے، مختلف درجات کے حساب سے آئینۂ عرفانیت میں ظاہر ہوگا۔ پس اس کے وصول کا تعلق ولایتِ کامل کے وسط میں محصول الکیفیت کے علم سے اور ولایتِ کامل کے آخر میں مجہول الکیفیت کے علم سے ہوگا۔ اس اثنا میں اس کا علم، ظلی علم لدنی سے جو عرفان کی تعبیر کرنے والا ہے، منسوب ہوگا۔ اور علمِ حضوری اور اصلی علمِ لدنی آئینۂ عرفان میں ظہور نہیں کرے گا اور جب بے حد خاص فضل کا ظہور ہوگا، تو اصلی علمِ حضوری کے ظہور سے غیب کی معلومات کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اگرچہ اس مرتبہ پر پہنچ کر معلومِ حصولی اور مجہول الکیفی سے ترقی کر کے اور معلوم سے معدوم الکیف تک۔ جو معلومات کی حقیقت ہے، غیب کی حقیقت پا کر اصل کے مرتبے پر پہنچ جائے گا۔ لیکن ابھی اس کا علم ادھورا ہوگا۔ چنانچہ اس اثنا میں علمِ حضوری کی ابتدا سے مشرف ہوگا اور یہ ابتدا انبیا کی ولایت ہے۔ اس مرتبہ پر علم کے کمالات میں سے کچھ حصہ میسّر ہو جائے گا۔ لیکن ابھی اس حضوری کی حقیقت بہت آگے ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل مدد فرمائے گا، تو اللہ کی صفتِ علم تک پہنچ سکے گا اور اس حضوری کو اللہ تعالیٰ کے علم سے حضوریِ ذات پائے گا۔ اس مقام پر علم محض اور معلوم ہیچ ہوگا۔ اس مقام و مرتبہ کو حضوریِ علم کا نام دیتے ہیں اور یہ مرتبہ ولایتِ انبیا کے وسط سے تعلق رکھتا ہے اور جب پتہ چل جائے گا کہ ذات خود علیم ہے، اور علم اس کی ذاتی قابلیت ہے اور ذات پر زائد امر نہیں، تو اس اثنا میں نبوت کے کمالات میں سے وہ کچھ حصہ پا لے گا۔ (ہمارے اور تمام انبیا پر صلوٰت) اور اس مرتبہ کو حضوری میں حضور کہتے ہیں اور کمالاتِ نبوت اور ولایتِ انبیا میں سے کچھ حصہ پانے کے بعد وہ کمال کو پہنچ جائے گا۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب: ۷۸

شیخ محمد اکرم درویشؒ کے نام جو ان دنوں مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے ہیں۔

اے اللہ مجھے متقیوں میں سے آگے بڑھنے والا بنا، کیونکہ ہم نے تیرے ہاں کے متقی لوگوں کو بزرگ مانا ہے۔

اور صلاح پیشہ اور سعادت اندیشہ شخص اپنے مقصود کی طرف کوشش کرنے میں مخلص و صادق ہوتا ہے، اور اس کے صدق کی علامت یہ ہے کہ وہ جس شے کی کوشش کرتا ہے، اسے پالیتا ہے، اور اس کا مقصود کعبۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی علامت پرسکون آبادی اور اس پرنور دیار میں وقار کا وجود ہے۔ اور اس کی استقامت اور اس کا تقویٰ روز بروز بڑھتا ہے۔ جیسا کہ اہلِ ہدایت شیخ اعظمؒ پر پوشیدہ نہیں۔ اے میرے اللہ! اُسے صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اس معاملے میں اس کا اتباع کرنے والوں میں بنا تاکہ ہم بھی اس کی طرح مقصودِ معرفت تک پہنچ جائیں۔

اے شیخِ قوم! ہم آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں، اور اس میں کوئی تکلف اور ریا نہیں۔ اور پھر ہم آپ سے قیام شریفہ کے اوّل مناسک میں ہمیں یاد رکھنے کی درخواست کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشات اور گناہوں کے اندھیرے سے نکالے جو اس طویل عمر کے دوران سرزد ہوئے ہیں، اور جن کا کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ سے ان کے عفو کی اُمید رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس گنہ گار کا ایک متقی بھائی مقام شریف پر اس کا ذکر کرے گا۔ اور وہ ذکر قبولیت سے خالی نہیں ہو گا۔ اور ہم اس بات کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اے اللہ! اسے خالص توبہ کرنے والوں میں بنا، اور اس دیارِ امن میں ایمان پر خاتمہ کر۔ اس عریضہ کا حامل، ایک مخلص درویش قلندر ہے۔ اس نے صرف دلی محبت کی وجہ سے حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا ہے۔ اسے شرفِ ملاقات

Marfat.com

بخش کر وعظ و نصیحت سے سرفراز فرمائیں۔

فائدہ: مرتبۂ ولایتِ خاص میں نایافت مطلوب ہے۔ اس لیے توجہ معدوم نہیں، بلکہ گم ہے۔ یعنی معمولی سے توجہ ہے، لیکن معلوم نہیں ہوتی۔ جانتا ہے کہ معدوم ہے، اور جب اللہ تعالےٰ کا فضل رہبری کرتا ہے، تو توجہ مفقود یعنی توجۂ خفی پر اطلاع پا لیتا ہے۔ اس وقت سمجھ جاتا ہے کہ ابھی توجہ باقی ہے، اور جب توجہ باقی ہوتی ہے، تو اس کا حصول بھی اللہ کے فضل سے باقی ہوتا ہے۔ ولایتِ انبیا کا آغاز ظہور فرماتا ہے اور توجۂ خفی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے، چنانچہ جب ولایتِ اخص (خاص الخاص) میں علمِ لدنی کی تعلیم سے ابھی بہرہ مند نہیں ہوتا، تو علمِ حصولی، خفی ہوتا ہے، اور علم حصولی سے کام نامکمل ہوتا ہے، اور ولایتِ انبیا میں علم حصولی ہر لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی علمِ حضوری سے شرف یاب ہوتا ہے، اور مجبورًا توجہ معدوم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

میرے عزیز! مفقود و معدوم توجہ کا بیان لکھنا اور کہنا آسان ہے، لیکن اس کی پوشیدہ بصیرت کو اگر اللہ کا فضل بے توجہی کی نسبت بخش دے، تو یہ ایک نادر بات ہے، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ہے۔ تنہائی کی متخیلہ بات کو کہنا آسان ہے، لیکن اس تک پہنچنا میرے نزدیک بہت مشکل ہے۔

مکتوب: ۷۹

شیخ عبد الغنیؒ کے نام جو حاجی حرمین الشریفین میاں فیروز شاہؒ کے مخلصین میں سے ہے، لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب پر، جو اُسی شے کا علم رکھتا ہے، جسے اللہ نے دیا ہے۔ سلام اس

Marfat.com

کی آل پر اور صحابہ پر جو اُمت کے بہترین لوگ ہیں جنہوں نے کشف الغطا کے ذریعے حق کو پایا۔

میرے مشفق بھائی شیخ عبدالغنی ؒ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث کی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں" احمد بلا میم" ہوں۔ مگر اس کی شرح میں بعض عزیزوں نے فرمایا ہے کہ جب لفظ احمد سے حرف 'م' کو نکال دیا جائے تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور میم کا حلقہ، حلقۂ عبدیت کو ظاہر کرتا ہے، اور ثبوت فراہم کرتا ہے اور جب آنحضرت کی ذاتِ پاک نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لی اور اضافات و نسبتی سے فارغ ہو گئی، تو پھر دوئی نہ رہی، اس وقت سوائے 'احد' کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ عینیّت کے قائلوں نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں آنحضرت کو عینیت کے قائلین پر جو ادیا نے متاخرین ہیں، کوئی بزرگی نہیں رہتی۔ اور ہمارے طریقۂ عالیہ کے بزرگوں نے (خدا ان کے اسرار پاک رکھے) نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں۔

میرے عزیز! اس بے سروسامان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس قسم کی عبارت میں جو رموز و اشارات پر مبنی ہے، کوئی دخل دے، تاہم میں نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا ہے، اور امانت رہ گیا ہے اسے بیان کرتا ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے، کہ حضراتِ انبیاء کی ذات مغلوبیت اور عینیّت کے مرتبے سے ماورا ہے۔ وہاں صرف صحوِ خالص، عبدیت اور التجا ہے، اس لیے جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مطلب صحوِ خالص کے اعتبار سے یہ ہے۔ کہ "میں تمہاری طرح ایک بندہ ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے فضل سے غیب کا علم مجھ پر وحی کرتا ہے۔ اس لیے عِلم لدنی کے مخصوص علم کی تعلیم سے میں "احمد بلا میم" ہوں اور میم سے مراد مثل ہے۔ یعنی میں ایسا اللہ کی حمد کرنے والا ہوں، جس کی کوئی مثل نہیں، اور جس کا حمد میں کوئی شریک نہیں، بلکہ جو شخص بھی

Marfat.com

اللہ کی حمد کرتا ہے، وہ میری حمد کے کمالات میں سے ایک کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔

حاشیہ: میں احمد بلا میم ہوں یعنی میں اپنی آرزو اور امید سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اس وقت میں حق کے ساتھ ہوں، اس لیے حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہوں، اب جو کچھ میں کہتا ہوں، حق کے فرمان کے مطابق کہتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ باقی ہوں، اس طرح عینیت لازم نہیں آتی فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے بھی یہی معنی ہیں۔

مکتوب : ۸۰

فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کی خدمت میں بعض سوالات کے جوابات میں۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ سلامتی صرف اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس عقیدت مند اور سعادت کیش کی طرف سے جو فقر کی نعمت سے صاحب افتخار ہے، دو خطوط یکے بعد دیگرے وصول ہوئے جن میں بعض امور کی کشائش اور دل جمعی کا حصول شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ دوسرے کے عروج میں پہلے کا نقصان پورا ہو، اور جو کچھ شرافت کے سایہ سے مطلوب ہے، اس کی حقیقت کھل جائے، اور اسے ترقی ملے۔ پہلا واقعہ جس نے دل پر ہجوم کیا ہوا ہے، اور اس کی وجہ سے گناہوں کی عادت پڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے گا) سے کچھ حصہ عطا کیا ہے اور اس آیت کے آخر میں کہ "جو بعد میں ہونگے" امیدوار ہیں"۔ ایک عمدہ واقعہ ہے، اور یہ جو بھیڑ کو آپ کے سامنے چیر پھاڑ کیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی مثال حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہے۔ وہ شدید تکلیفیں جو آپ کے وجود

Marfat.com

پر نازل کی گئیں۔ گویا فدیہ ذبح پر اکتفا کیا گیا، یہ ایک خوشخبری ہے، لیکن اس انعام کے باوجود ریاضت و محنت کو عبادت کا لازمی جزو سمجھ کر جہاں تک ممکن ہو بجا لانا چاہیے۔ اس گنہ گار کے بارے میں آپ جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ ہمارے بزرگوں کے نور نے نیک گمان سرایت کر کے اس فقیر کے ذریعے آپ کے عقیدے میں جگہ پیدا کر لی ہے۔ اس تمام واردات کو ہمارے بزرگوں کی طرف منسوب کریں اور اس فقیر کے واسطہ کو درمیان میں نہ لائیں اور اللہ آپکو اپنی رضا پر چلنے کی توفیق دے اور اسی طرح سے لوگوں کو عجیب و غریب حالات و واردات سے روشناس کرایا جاتا ہے، تاکہ ربط و ضبط میں اضافہ ہو۔

مکتوب : ۸۱

میاں اللہ دینؒ کے نام تحریر ہوا

سعادت شعار، قائم خدمت، صاحب ہمّت میاں اللہ دین جیوؒ کو فقیر عبد النبیؒ کی طرف سے سلام۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی چنانچہ سواروں اور بندوقچیوں کو رخصت کر دیا گیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ چند روز کے بعد فقیر خود حاضر ہوگا اور شہر کے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دے گا۔ اور استفادہ کرے گا۔ آپ اس طرف آنے کی زحمت نہ کریں فقیر وہیں آپ سے ملاقات کرے گا۔

مکتوب : ۸۲

اس امر کی تحقیق میں کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل "سورۂ یٰسین" ہے۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی میاں اللہ دینؒ، دینِ مستقیم پر قائم رہے اور راہِ حق کی تلاش میں میرے جیسے پیر کی قید میں نہ رہے، کیونکہ اس

Marfat.com

کی صحبت میں اس کے کام میں ترقی نہیں ہو گی اور اس طرح کے مقید انسان سے راہِ طریقت کے بزرگ راضی نہیں، ضرورت بہتری کے دن کی ہے نہ کہ اس مریدی کی، جو رسمی، بیکار اور غفلت میں مبتلا ہو۔ خط مع سوال کے ملا۔ میرے بھائی! ہر شے کے دل سے مراد اس شے کا خلاصہ ہے، جس پر جسم اور روح کے تمام مراتب کی ترقی کا انحصار ہو، لیکن چونکہ اس خلاصہ کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصّہ ہے اس لیے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اس کی تعلیم کے بغیر اس کے بیان میں اپنی زبان میں نہیں کھولتے اور جب ہم نے انسان اور دوسرے حیوانات میں دل کو آیتِ قرآنی اور حدیثِ رسول کی رُو سے جسم کا خلاصہ معلوم کر لیا ہے اور اسی طرح جمادات، نباتات وغیرہ میں دِل کے ہونے پر ایمان لاتے ہیں، کیونکہ ان کا بھی خلاصہ ہوتا ہے اور اس خلاصہ کو دل سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن چونکہ اس قسم کے تمام جسمانی اجزاء کے خلاصہ کی تعلیم نہیں دی گئی، لہٰذا ہم اس پر غور نہیں کرتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ جب ہم نے یہ طے کر لیا اور سمجھ لیا کہ قرآن مجید کا خلاصہ سُورۂ یٰسین ہے اور اس سورت کے قرآن کا خلاصہ ہونے کا باعث حدیث یا آیت نہیں، بلکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے اور ایسا سمجھنے کی وجہ پر ہم غور نہیں کرتے، دوسری بات یہ کہ کلامِ خداوندی، کلام کی ذات اور اس کلامِ مطلق کی برحق آیات کے کمالات کا نام ہے چنانچہ نفسِ کلام کے ساتھ کلام کی نسبت "لاھو" اور "لاغیرہ" کی نسبت سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود کمالات کو اطاعت پذیر اور کلامِ مطلق کو قابلِ اطاعت سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ نفوسِ کمالات کو حقیقت کی نظر سے "لاھو" اور "لاغیرہ" جانتے ہیں اور ظہور کے اعتبار سے بعض کمالات کے ظہور کو قید کے مرتبے میں ظہور کے برابر اور بعض کو بعض پر برتر اور بہتر سمجھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کو اس وقت تک منسوخ یا فراموش نہیں کرا دیتے، جب تک اس سے بہتر یا ویسی ہی

Marfat.com

آیت نازل نہیں کر دیتے۔ یہ فرق آیات کے ظہور میں ہے۔ مثلاً کسی وقت دو بہنوں کا بیک وقت ایک کے نکاح میں ہونا حلال تھا۔ پھر بعد میں حرام ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے کمال کا ظہور، پہلے کمال کے ظہور سے بہتر ہے۔ اور پہلا کمال اپنے ظہور کے کمال پر بہتر ہونے یا دوسرے کمال سے متفق ہونے کی وجہ سے اس کے ماتحت ہے۔ چنانچہ فضیلت۔۔۔ماب میاں محمد فاضل جیو نے آیات کے ظہور کے بارے میں ان کی کمی اور بیشی اور افضل یا غیر افضل کے متعلق کہا ہوگا، ان کی حقیقت کے بارے میں نہیں کہا ہوگا۔ کیونکہ آیات کی حقیقت اصل میں "لا ھُو" اور "لا غیرہٗ" کی نسبت سے ہے۔ پس اسے سمجھئے۔ فقیر زادوں اور فقرا کی طرف سے سلام۔

مکتوب: ۸۳

صلاح آثار صوفی بلندؒ کے نام جو حاجی محمد فیروزؒ کے مخلصین میں سے ہے۔

سعادت شعار صوفی بلندؒ کی ہمت ارجمند ہو۔ جب فقیر کمالِ فقر کو پہنچ جاتا ہے تو غیر حق کی خواہش اس کے پوشیدہ دل میں کانٹوں پر چلنے کے برابر ہوتی ہے، اور انتہائی غنا کا کمال، حقیقی غنی پیدا کرتا ہے، اور اس وقت اس کی استعداد کو "کُن فیکُون"، کے قول کا مظہر بنا دیتا ہے، لیکن اس میں یہ صفت اللہ کے حکم "کُن" کے ظہور کی مقید ہوتی ہے، کیونکہ حق تعالےٰ مطلق ہے۔ اور وہ ہر وقت اور ہر آن اس امر کا حاکم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اس معنی میں کہا گیا ہے، کہ فقیر وہ ہوتا ہے، جو کسی شئے کو جب کہے ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے، اور یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے آپ سے خالی ہو جائے۔ اور اپنے آپ سے خالی ہونے کے دو مرتبے ہیں، ایک ولایتِ خاص کے مرتبہ میں، جب اللہ کے سوا ہر شئے کو بھلا کر نشۂ محبت سے مغلوب ہوتا ہے، اس وقت امرِ "کُن" کا ظہور

Marfat.com

اس کے وصفِ غنا کی بدولت کائنات کے امور میں تصرف کرتا ہے، لیکن تصرفات ہیں تحقیقِ علمی کی رُو سے اسے اللہ تعالیٰ کے مراتب سے کوئی نسبت نہیں، جب تک محض توجہ سے علوم کے مراتب مناسب تحقیق کے بعد واضح نہ ہو جائیں اور طبیعت کے لباس سے الگ نہ ہو جائے، کیونکہ امرِ کُن کا مظہر اس مفہوم میں حقیقی متخیلہ کے خالی ہونے پر موقوف ہے، اور ولایتِ خاصہ کے مرتبہ میں خلوئے متخیلہ ایک صورت ہے۔ یہ عرفان ہے علم نہیں اور اس کے پوشیدہ مراتب خیال کے تصرفات سے الگ نہیں، چنانچہ حضرت بیرز (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے) کی بات ہے کہ خلوتِ متخیلہ ضروری ہے، یعنی علمِ حقیقی میں تصرفات کے حصول کی تحقیق خلوتِ متخیلہ پر موقوف ہے، اور یہ مقام حضرات انبیاؑ کے مرتبۂ ولایت میں داخل ہے اور ولایتِ خاصہ کے مرتبے میں سالک کو توجہ سے ملتا ہے۔ یہ بات متحقق ہے۔ اس حالت میں عرفان حاصل ہوتا ہے، اور ولایت اخص کے مرتبے میں صرف نایافت کی طرف توجہ رہ جاتی ہے، اور خاص الخواص کے مرتبے میں نفسِ توجہ معدوم ہے۔ جاننا چاہیے کہ خلوتِ متخیلہ میں جب خاص الخواص کی ولایت میں علمِ ازلی کی جانب توجہ حاضر ہوتی ہے، تو ایسے شخص کو غالباً صفاتی وصل حاصل ہوتا ہے، اور وہ صاحبِ علم ہوتا ہے، لہٰذا وہ علمِ حق سے حاضر ہوتا ہے نیز اس کے دل میں کمالات وخلافت کا ظہور ہوتا ہے اور خلافت کے کمالات کے ظہور کی وجہ سے یہ مرتبہ، امامت کا مرتبہ ہوتا ہے ابھی یہ شخص خلافت کے مرتبہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ جب وہ اس مرتبے سے ترقی کرتا اور اخص الخواص کے مرتبہ کو حاصل کرے گا تو اس کی خلوتِ متخیلہ ایک اعلیٰ شان کی مالک ہوگی، اور وہ اللہ کے علم کی بجائے ایمان باللہ کو دیکھنے والا بن جاتا ہے۔ اور خلافت کے منصب پر علم کے ذریعے قائم ہو کر علمِ مطلق تک پہنچتا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ

Marfat.com

شخص نایاب ہے، اور مکمل و کامل ہو کر فقیر بہرہ ور بن جاتا ہے اور صفات و ذات کی ذاتِ جامع کے سوا راہِ وصل میں کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔ یہیں سے فقرا کا یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ میری ذات "ہو اللہ" ہے۔ اگرچہ اُسے ذات خاصہ، ولایت اخص اور ولایتِ خواص الخواص میں نیز اس کے مرتبے کی مناسبت سے فقر میں کاملیت حاصل ہوتی ہے، لیکن اس کی کاملیت اخص الخواص کے مرتبے میں طے شدہ ہے اور نکات الاسرار میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں یعنی اس کے علم کے بارے میں سوائے ایک تستوری اور منافی نسبت کے اور کچھ نہیں، اور محض دخل و تصرف، ایک خیال ہے اور وہ علم کے ساتھ معلوم ہے۔ لیکن یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ وہ خلافت کے ظہور میں معلوم ہے؛ لیکن اس کے غیر کی طرح اس وقت تک نہیں، جب تک وصل و شہود نہ ہو جائے اور نفسِ خلافت کے مرتبہ میں، جو حضور در حضوری کا مرتبہ ہے، اس کا علم بھی ظہور ہے اور ایمان محض ہے۔

کاغذ تنگ ہے اور معنی زیادہ۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لئے یہی کافی ہے۔)

مکتوب : ۸۴

پُرخلوص حافظ عیسٰی کے نام چند سوالات کے جواب میں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد میرے مشفق بھائی حافظ جیوؒ کے نام جس پر اللہ کا لطف ہو۔ ان کے خامۂ مہربان کے لکھے ہوئے خطوط، جو حافظ جیو، نواب اعز خاں الحال نواب صاحب عنایت اللہ خاں اور مشفقی عطا اللہ خاں کے نام تھے، پہنچ جائیں۔

Marfat.com

نیز میاں اسمٰعیلؒ کا لکھا ہوا مکتوب بھی موصول ہو جائے گا۔ یہاں ہر طرف سے تسلی رکھیں۔ سابقہ سوالوں کے جوابات مفصل لکھے گئے، اُن کا مطالعہ فرمائیں۔ اثبات کی نفی میں حضورِ معنی ضروری ہے، اگر لطیفۂ قلبی کی توجہ کے وقت لطیفۂ روحی کی توجہ الٹ ہو جائے، تو بہتر ہے، اگر اتنی طاقت ہو تو مختلف مخصوص رنگوں کے لطائف کا مشاہدہ بابرکت ہوگا۔ ذکر کی لذت کی ضرورت ہے، اگر نفس کا تصور نہ بھی ہو، تو مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی جانور اُونچے گھونسلے سے گر پڑے۔ تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے اعضائے جسمانی درست ہیں، خواہ اس کے پر و بال نہ نکلے ہوں اور زندہ ہے۔ تو ذبح کر لینا چاہیے۔ تاکہ وہ مُردار نہ ہو جائے۔

تلاوت کے وقت اگر معانی کا علم نہ ہو، تو اتنی توجہ سے ضرور کام لے کہ اللہ سبحانہٗ متبرک الفاظ کے ذریعے کلام ازلی سے بول رہا ہے، اور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں کلام سن رہا ہوں۔

فنا فی الشیخ کے بارے میں یاد رکھنا چاہیے کہ مبتدی کسی معاملے میں کبھی اپنی حد تک شیخ کی رضا کے خلاف کوشش نہ کرے، متوسط کی حالت یہ ہوتی ہے کہ شیخ کی محبت کا غلبہ اس کو اس حال پر پہنچا دیتا ہے، کہ جدھر نظر کرتا ہے، صورتِ شیخ نظر آتی ہے حتیٰ کہ خود کو شیخ کی صورت میں دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ رہ جاتا ہے۔ اور وہ خود محو ہو جاتا ہے اور پھر اس دید کا علم بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

جس وقت نمازی، نماز کے لیے کھڑا ہو گیا، تکبیرِ تحریمہ کہہ کر اللہ تعالےٰ کے کلام کی طرف متوجہ ہوا۔ تمام دنیاوی تعلقات سے فارغ ہو گیا، اب ان گزرے ہوئے اوقات کی نسبت جب اس کا تعلق غیر سے تھا، اس کے لیے معراج کا وقت ہے۔ معراج عالی اور بلند وقت کو کہتے ہیں۔

اگر بے علمی میں معاش میں کوئی فساد پیدا ہو جائے، اور ایسا مال، حلال مال

Marfat.com

ہیں مل جائے اور ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے، تو سارے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور ایسی ادائی بھی ثواب سے خالی نہیں۔

بعض دفعہ جب محنت کم ہوتی ہے، تو یہ استعداد کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن اگر استعداد محنت میں پختگی نہ پیدا کرے، تو کسی وقت پختگی پیدا ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں امید بخشتہ ہے، خوف نہ کرے۔ استقلال سے کام کرے۔

اگر کسی شخص کی منکوحہ گناہ کی مرتکب ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہی اچھی بات ہے، سوائے اس کے کہ جب کلماتِ کفر کا ارتکاب کرے، تو اس وقت اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

سوالات کے جواب جلدی جلدی لکھے گئے ہیں، ان کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔

مکتوب : ۸۵

سالک کے قبض و بسط کے بیان میں

پاک ہے وہ ذات، جس نے سالکین کے لیے بسط کے بعد قبض اور قبض کے بعد بسط بنائی۔ اولاً اگر کسی کوتاہی یا واضح گناہ سے قبض ہو جائے، اور سالک کو اس کے سبب کا علم نہ ہو، تو دونوں صورتوں میں احتمال تقصیر کی وجہ سے استغفار واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ استغفار کرتا رہے، حتیٰ کہ رضائے ایزدی سے بسط ظاہر ہو جائے۔ اور ثانیاً اگر اس کے بعد پھر پہلے کی طرح قبض ہو جائے، جیسا کہ اس کا امکان ہے، تو وہ ظلال و محیط کی قید میں ہے۔ اور اس کے بعد قبض ممکن نہیں، گویا وہ اس قید سے رہا ہو گیا، اور جو اس قیدِ ظلال میں ہوتا ہے اُسے قعرِ نسیاں میں گرا ہوا کہا جاتا ہے، اور جب یہ قید ختم ہو جاتی ہے، تو اس کا بشریت کی طرف اعادہ ممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا تتمہ باقی رہتا ہے۔ اور جو قیدِ ظلال سے ترقی کر جاتا ہے اُسے قعرِ نیستی میں گرا

Marfat.com

ہوا پایا جاتا ہے۔ اور جو اس سے نکل کر اصل فنا تک جا پہنچے، اس کا بشریت کی طرف لوٹنا ممکن نہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نہ اُسے لوٹایا جاتا ہے اور نہ وہ امن کے طریقے سے واپس ہوتا ہے۔ اور یہاں اس کی مراد بشریت سے ہے، وہ بشریت جو اصلی ہے۔

مکتوب : ۸۶

حقایق آگاہ میر محمدؒ کے نام

حمد و صلوٰۃ و تسلیمات کے بعد، صاحب دانش و آگاہی، میر محمدؒ کی خدمت میں سلام محبت کے بعد عرض ہے، کہ خاکسار کے عریضہ کے جواب میں آپ کا مکتوب شریف ملا۔ اور اس کے مطالعہ سے لکھی ہوئی باتوں سے اطلاع ملی۔ ان کا لبّ لباب یہ معلوم ہوا، کہ چونکہ اس فقیر نے اپنے کسی گزشتہ خط میں غیبت سے منع کیا تھا، کیونکہ یہ شریعت میں ممنوع ہے، تو اس سے یہ قیاس کر لیا گیا، کہ امر بالمعروف سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تائید میں قرآن مجید کی وہ آیت لائی گئی، جو مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ کہ " وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بدی سے روکتے ہیں" یہ نہیں سمجھا گیا کہ میں نے منکر (بدی) سے منع کیا ہے۔ کیونکہ غیبت مسلمانوں کی جماعت کی طرف بدگمانی اور ان کے حالات کی ٹوہ لگانا ہے، اور یہ وہی بات ہے، جسے آپ نے خود بھی لکھا ہے۔ " اور جو بدی سے روکتے ہیں" اور اس بات کا خیال نہیں کیا کہ بدی سے روکنا دراصل نیکی کا حکم دینا ہے، اور اس مہربان کی عبارت جو مکتوب شریف میں درج تھی، اسی طرح یہاں نقل کرتا ہوں، تاکہ آپ معروف و منکر میں فرق معلوم کر سکیں اور وہ عبارت یہ ہے " اور وہ لوگ جو تمہارے ہاں پسندیدہ ہوتے ہیں، اُن میں سے اکثر دنیا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر دنیا کی مرادوں کے لیے اللہ کی عبادت

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اور وہ اس غرض کے سوا نہیں ملنے کے لیے نہیں آتے۔ اکثر کا حال اسلام کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور یہ منافقین کا حال ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر کہا ہے، کہ "وہ ایمان نہیں رکھتے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام لائے......"
اور یہ نہ صرف غیبت کی طرف اشارہ کرتی ہے، بلکہ اس کی تصریح کرتی ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ غیبت کیا ہے۔ یعنی کسی مومن بھائی کی غیر حاضری میں اس کے گناہوں کا ذکر کرنا، اور اگر معاصی نہ ہوں، تو غلط طور پر گناہوں سے متہم کرنا۔ اس لیے آپ کی یہ عبارت دو صورتوں سے خالی نہیں، یا تو اس فقیر کے پاس آنے والے گناہ گار ہوتے ہیں یا گناہگار نہیں ہوتے۔ اگر وہ گناہ گار ہوتے ہیں، تو اُن کی غیر حاضری میں اُن کی یاد گناہوں سے کرنا غیبت ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے، کیونکہ اس گروہ کا نام منافق ہے۔ اور بدگمانی غیبت سے بھی بڑی ہے۔ "اے صاحب بصیرت لوگو، عبرت حاصل کرو"۔ اور اگر وہ لوگ گناہ گار نہ ہوں، تو یہ صریح جھوٹ ہے، بلکہ منافقوں سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے کفر کا خوف ہے۔
"یہ دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے اور یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے"۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک دفعہ جب کہ ابھی پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اور وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف رکھتی تھیں، دیکھا کہ ایک شخص جا رہا ہے۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا، تو بی بی عائشہ رضؓ نے فرمایا "اے اللہ کے رسول، یہ آدمی کتنا لمبا تھا"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "عائشہ رضؓ تو نے ایک مسلمان کی غیبت کی ہے، گویا تُو نے مُردار کھایا ہے"۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا "یا حضرتؐ میں نے سچی بات کہی ہے کیونکہ میں نے صرف لمبے کو لمبا کہا ہے"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "عائشہ رضؓ غیبت یہی تو ہے کہ کسی شخص کے عیب کو اس کی غیر حاضری میں حقارت سے بیان کیا جائے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر ایسا ذکر جھوٹ

Marfat.com

ہوگا" مزید یہ کہ ایک دفعہ بعض صحابہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی غیر حاضری میں انہیں بد قدم (منحوس) کہا تھا۔ اس کے بعد جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے منہ سے مردار کے گوشت کی بدبو آرہی ہے صحابہ نے متعجب ہو کر پوچھا "یا حضرت ہم نے تو مردار نہیں کھایا" آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے کسی مومن کی غیبت کی ہوگی۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

"میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اے ایمان لانے والو، ظن سے بے حد بچو، کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ نہ لگاؤ اور غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے" پس اس سے کراہت کرو۔"

میرے عزیز امر اور نہی کے ظہور کا جو مقام ہے تو یہ تحریر کسی بھائی کی غیبت میں اس کے گناہوں کا ذکر ہے اور برائی میں شامل ہے اور حکم معروفات میں داخل ہے۔ پس اسے سمجھئے اور گمان سے بچیے۔ اور اس گمان سے بچئے جو تم نے میرے اور میری بلند پایہ جماعت کے بارے میں قائم کر رکھا ہے۔ اور وہ جھوٹ اور غیبت سے الگ نہیں ہو سکتی۔ تم شکر گزار رہو۔ کیونکہ ہمارے علم کے مطابق تم نے اللہ کی عطا کردہ نعمت کو جھٹلایا اور نعمت پر شکر واجب ہے۔ اس لئے تم کوتاہی کرنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اور یاد رکھو، نبوت کی وراثت نہیں ہوتی ہے۔

مکتوب : ۸۷

حضرت میر محمد کے نام۔

اس ذات پاک کے نام سے اس کی مدد چاہنے کے بعد۔ شاید میں نے جواب میں کوئی کوتاہی کی ہے، جس کی وضاحت آپ نے طلب کی ہے۔ اور میں کہتا ہوں،

Marfat.com

"اے رب! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں" اور میں مزید کہتا ہوں، کہ سمجھ لو، کہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک روح کے ذریعے اور دوسری بدن کے ذریعے۔ روح کے ذریعے کی عبادت زیادہ تر مرتبہ ولایت پر واجب ہے، اور روح اور بدن کی ملی جلی عبادت انبیا اور ہمارے نبیؐ، سب پر صلوٰۃ و تسلیمات، پر واجب ہے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں کہا ہے ؎

اے بسا ناآوردہ استثنا بگفت　　جان شاں با جان استثنا است جفت

ترجمہ:۔ اکثر ایسا ہوا، کہ استثنا کیے بغیر بات کی گئی۔ حالانکہ ان کی جان استثنا کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ کا حال یہ ہے کہ ان میں سے بعض اکثر اوقات عالم سکر میں رہ کے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو علم نہیں، کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے ساتھ ہونے سے پہلے غارِ حرا میں چھ ماہ تک مقیم رہے، اور نزول احکام کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن پر بدنی عبادت واجب نہ تھی۔ اور وہ اس زمانے میں باطنی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جب انہیں علم ہو گیا، اور ان کا دل مضبوط ہو گیا، تو انہیں طریقۂ عبادت کا پتہ چل گیا۔ اس وقت تک ان کے دل میں طریقۂ انبیا مسلّم اور متحقق تھا۔ لیکن اسے زبان پر لانا موجب عتاب تھا، کیونکہ اس کے بارے میں احکام واضح نہیں تھے۔ اور یہ توقف خطا کے احتمال کی وجہ سے تھا۔ اور یہ لغزش کوئی بڑی لغزش نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ معصوم عن الخطا تھے۔ اور توقف کی یہ حالت چالیس دن تک رہی۔ اس توقف کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی جسے شفقت و کرم کی جہت سے بیان کیا جاتا ہے، تاکہ اس کے بعد وہ آداب میں کوئی کوتاہی نہ کر جائیں، اور دوسری یہ کہ وہ ان کی قدرت میں نہیں تھی۔ کیونکہ دعوتِ نبوت کا ظہور چند گنتی کے دنوں میں لازم تھا۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ عدم ظہور اور ظہور نبوت کے درمیان ساٹھ دن کا عرصۂ جاہلیت تھا، تاکہ اس اثنا میں وہ اس امر پہ قدرت حاصل کر لیں۔

Marfat.com

اور یہ حُسن جلالی کے ظہور کا تقاضا ہے، بالخصوص جن کو دعوت دی گئی ہو۔ اور آپ کے حُزن پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ آپ کا حُزن والم عدم اطلاع کی وجہ سے تھا، کہ وحی میں کیوں رکاوٹ پڑ گئی ہے۔ اور اس حُزن والم کی دو وجوہ تھیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو اتنا عرصہ دعوت نہ دی جا سکی، اس کا لازمی تقاضا حُزن تھا، کیونکہ یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ حُزن کسی نقصان پر ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ آنحضرتؐ کی طرف توجہ نہ کی گئی تھی، اور نبوت کا ابھی پوری طرح ظہور نہیں ہو رہا تھا، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے، اور آپ سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے اور آخری نبی تھے۔ اور اسی طرح سورۂ اسرائیل میں فرمایا گیا "لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ روح امرِ ربی ہے، اور تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے، وہ بھی واپس لے لیں، اور پھر تو ہم پر کوئی زور نہیں ڈال سکے گا۔ سوائے اپنے رب کی رحمت کے۔ بے شک آپ پر اس کا فضل بہت زیادہ ہے" اور جیسا کہ تحریر کیا گیا، اس سوال کا جو تم نے "سِرّ استغنا" کے بارے میں کیا تھا جواب لکھ دیا گیا ہے، جیسا کہ اس ضعیف نے اپنی استعداد کے مطابق ظاہر کر دیا ہے۔ اور میں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ لوگوں کے حال کو ان پر واضح نہیں کرتا، اور قاصر رہتا ہے ہم اللہ تعالےٰ سے اس کے بیان میں خطا کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے اہل عقل، سمجھ لو کہ ساری کائنات ایک جملۂ واحدہ ہے، جو اس کی دو حسین صفات یعنی صفتِ جمال اور صفتِ جلال کا مظہر ہے۔ اور اس کی ہر صفت کا خاصّہ اس کا ظہور ہے، اور صفتِ جمال، "میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی" کے مطابق ہے، اور ہر وجود کا سبب اور ہر مظہر کا ثبوت، مظہر کے اندر ہوتا ہے، جو ظاہری اور باطنی طور پر اس کی ذات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے

Marfat.com

قبل کہا گیا، وہ تقاضائے حسن کے مطابق وجود کے ظاہر اور باطن سے ظہور میں آتا ہے۔

اور صفتِ جلال کا ظہور ایک خیرِ محض ہے، جو مظہر کے اندر ظہورِ اطلاقی کی حیثیت سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے قبل تھا، اور وہ ظہور کی حیثیت سے خیر تھا، اور وہ ظاہر جو کہ اس کے حقیقی فعل کی طرف منسوب ہے، اس کی تخلیق کے اندر خیرِ محض ہے، جیسا کہ باطنی ظہور کے وقت تھا، جبکہ اس ذات پاک کے لیے مخلوق کا نفسِ مقید، شرِ محض تھا، اور اس میں صرف عذاب دیے جانے اور انعام و اکرام سے محروم رہنے والے ہی نہیں تھے، بلکہ ان پر زیادتی بھی کی گئی۔ نعمتوں کا سبب جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ "ہم نے ان کی جلدوں کو دوسری جلدوں سے بدل دیا، تاکہ وہ عذاب چکھیں"۔ اور یہ صفتِ جلال کا تقاضا تھا، کہ ان کو نعمتوں سے محروم رکھا جائے، اور ان پر آناً فاناً عذاب نازل کیا جائے۔ اس طرح اس کے کمالاتِ حسنہ کے مطابق اس کے وجود اور آثارِ شر کا نام لیا گیا ہے۔[۱]

---

[۱] بے شک جنہوں نے حق کو چھپایا، اور توحید کے دلائل، قرآن کی آیات اور پیغمبر کے معجزات کے باوجود اس کی طرف مائل نہیں ہوئے، ہم جلد ہی ان کو ایسی آگ میں ڈالیں گے جو ان کی کھالوں کو پکا دے گی، یا جلا دے گی۔ اور ہم ان کی کھالوں کو بغیر اس کے کہ وہ پختہ ہوں یا جل جائیں، دوسری کھالوں میں تبدیل کر دیں گے، اور یہ تبدیلی ایک ساعت میں سو بار ہو گی۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ یہ جلدیں گیارہ سو میں ہزار مرتبہ تبدیل ہوں گی۔ ان کی تحقیق ہے کہ جلدیں جب جل جایا کریں گی، تو پھر اصلی حالت میں آ جایا کریں گی۔ یہ تبدیلی صفت میں ہو گی، ذات میں نہیں ہو گی۔ اور یہ عذاب کی صورت ہو گی۔ یعنی انسان کو ہر لحظہ تازہ کیا جائے گا۔ اور اسے عذاب کا مزا چکھایا جائے گا۔ اور یہ عذاب دائمی ہو گا۔ بے شک خدا غالب ہے، اور کوئی اُسے عذاب دینے سے منع نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

درجب میں نے دونوں مذکورہ متصل ظہوروں کو دیکھا، اور ان پر غور کیا، تو میں نے معلوم کیا کہ ان کے قریب رہنے والے لوگوں پر واجب ہے، کہ وہ ہر وقت ظاہری ظہور کی طرف دیکھیں، اور کبھی اس باطنی حقیقت پر نظر نہ کریں جس کو شرک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس طرح شرک کے ساتھ صدق ثابت ہوجاتا ہے، سوائے اس وقت کے جب کوئی شرعی ضرورت لاحق ہوجائے، یا انہیں دوا کا حکم دیا جائے، یا جب حدود اور اس طرح کی کوئی نئے شریعت کے ساتھ واقع ہوجائے، اور اس وقت عارفوں کے لیے واجب ہوجاتا ہے کہ وہ حدود کے اندر رہ کر انہی کے حق میں دعا کریں، اور وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف طاری کرے۔

جب مجھے اس بات کا علم ہوگیا، تو میری زبان اور دل پر سکوت واجب ہوگیا، تاکہ اس کے گناہ میرے دل پر نہ پڑیں، یا دل میں مذکورہ ضرورت سے پہلے اس کی عیب چینی کرنے لگ جاؤں اور جب تمہیں اس بات کا پتہ لگ گیا، جو میں نے کہی، تو تم پر بھی ضرورت سے پہلے خاموشی واجب ہوگئی، کیونکہ ان میں سے اکثر فقراء کو میں نے بلاضرورت غافل پایا ہے، پس اس نے اولیاء کی اصطلاح میں مرتبہ کُل سے گرا دیا ہے، اور جب یہ لغزش طویل ہوجائے، تو پھر گزشتہ احوال پہ توبہ لازم ہوجاتی ہے، اور مستقبل میں استغفار بغیر عمل کے زبان سے ترک کرنا ضروری ہے۔

اے دوست! ہم نے عربی زبان میں قدرت حاصل نہیں کی، اور اب ارادہ ہے کہ فارسی میں لکھیں، اور جب ہم نے قلم اُٹھایا، تو لوحِ محفوظ سے عربی کے کلمات ٹپکے جس طرح کہ خشک زمین پر بارش کے قطرے گرتے ہیں، اور اس کے حسن و نعمت میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اللہ تجھے جزائے خیر دے، کہ تو نے اس اُمّی سے پوچھا، اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ان علوم کے ظہور کا سبب بنا ہوں تاکہ ہدایت پانے

Marfat.com

والے نفع پا سکیں، اور سوال کرنے والے دوست کو اس کی جزا عطا ہو۔

مکتوب : ۸۱

فیضِ عام و خاص کے بیان میں تحریر کیا گیا۔

پاک ہے وہ ذات، جو دونوں جہانوں پر دو طرح سے فیض کرتی ہے، ایک فیضِ عام اور دوسرا فیضِ خاص۔ فیضِ عام والے لوگ وہ ہیں۔ جو جلال و جمال کی منزلہ خصوصیت کے ظہور سے وقتاً فوقتاً فیض یاب ہوتے ہیں، اور اس کے جمال کے انوار کے مظاہر ان کے وجود و ثبوت کے لیے ہیں۔ لیکن وہ اس قابل نہیں، کہ ان سے شریعت کے پردے اٹھا دیئے جائیں، اور انہیں بخشے ہوئے وجود عطا کیے جاتے رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مقامِ قرب تک ان ظلماتی اور نورانی حجابات کو اٹھاتے ہوئے پہنچ جائیں، جو حکمتِ بالغہ سے صفتِ جمال کے نقاضے کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ اور ان کے درمیان پڑ گئے تھے۔ شاید رعبِ جلال اور ذات پاک کی اس پاکیزگی کی وجہ سے وہ کہیں مضمحل نہ ہو جائیں، جو ان پر پڑ رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالےٰ نور و ظلمت کے ستر ہزار پردوں میں ہے۔۔۔۔ تا آخر" اور یہ فیضِ عام کے لوگ ہیں، جو بشری وجود میں موجود ہیں۔ ان کے عروج میں اللہ تعالےٰ کے جلال کی سطوت مانع ہے یہ لوگ برگزیدہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں لباسِ بخشش عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فیضِ خاص کے ظہور سے اللہ کے رنگِ اخلاق میں رنگے جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالےٰ کے خاص جمال کا ظہور ہے۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی، تو پھر انبیا، اولیا اور اہلِ جنت پر ایک نگاہ ڈالیں، اس لیے کہ انہیں دوسری مرتبہ زندگی دی گئی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فرشتے آسمانوں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے، جب تک انہیں دوسری زندگی نہیں دی

Marfat.com

باقی. اور بشری وجود اور اس کے کمالات سے وہ ہر طرح خالی ہو جاتے ہیں. اور ان میں اس طرح کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہتا. اور وہ اللہ پاک کے اخلاق پیدا کر لیتے ہیں. پس اب یہ لوگ اس طرف نہیں لوٹ سکتے، جو ایک حدیث میں اس کلمہ کی صورت میں واقع ہے، "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے اخلاق پیدا کر لیے ہیں"

جب یہ ثابت ہو گیا، تو یہ بات بھی ثابت ہوئی، سارا عالم انوارِ جمال کے فیض سے عالمِ وجود میں ہے، اور جلنے سے محفوظ ہے۔ چونکہ جلانا، اللہ تعالےٰ کے جلال کے انوار کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے، اور اس کا ظہور حجاب کے اٹھنے کے بعد ہوتا ہے اور وہ لوگ جو مرتبۂ تام میں ہوتے ہیں، ان کا حجاب اٹھایا نہیں جاتا. جمال و جلال کے مشترکہ انوار کا اظہار ان کے اس مرتبہ میں ترتیب کے بغیر صفتِ جمال کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور ترتیبِ جمال اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک وہ انوارِ جلال کے برداشت کرنے کے قابل رہتے ہیں، اور جب وہ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے، تو پھر انہیں بخشے ہوئے وجود کے ساتھ زندگی نہیں دی جاتی. اور نہ ہی انہیں اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے.

جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "بے شک اللہ سبحانہٗ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے" یعنی ان لوگوں سے جو وجودِ لِنہ سے باہر نہیں آتے، اور اس کی صفات کے ساتھ اپنے آپ کو متصف نہیں کرتے. اور جب وہ متصف ہو جاتے ہیں، تو اللہ سبحانہٗ ان کے حق میں فرماتے ہیں کہ "میں (ایسے بندے کا) کان ہوں، اس کی آنکھ ہوں، اس کا ہاتھ ہوں اور اس کا پاؤں ہوں. وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے" اس لیے وہ مردِ کامل ہوتا ہے. وہ دو مرتبوں پر فائز ہوتا ہے. ایک مرتبۂ مظہریت، جو کہ وجودِ بشریت کی جہت سے ہے، اور دوسرا مرتبہ مظہریت، جو اس کے اخلاق میں رنگے جانے کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

مرتبۂ بشریت کی حیثیت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میں بھول جاتا ہوں جس طرح کہ تم بھول جاتے ہو۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کرادیا کرو"۔ اور اللہ کی صفت سے متصف ہونے کی بدولت آپ نے فرمایا "میں احمد بلا میم ہوں۔ اور ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب اللہ میرے ساتھ ہوتا ہے، اور کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل وہاں نہیں ہوتا"۔

پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی شریک نہیں، اور انبیا اور اولیا میں سے کوئی اس ذاتِ مقدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے بخشے ہوئے وجود کے، اور اس کی صفات سے متصف شخص کے۔ پس ایسے شخص کے لیے کوئی خوف نہیں سوائے اس کے کہ اس کی تجلی سے جل جائے۔ ع۔ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ) اس پر ختم کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس فقیر درماندہ کی اتنی بساط کہاں کہ احادیث کی حقیقت کے بارے میں تحقیق کی جرأت کروں۔ لیکن سوال کا جواب دینے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لیے چند باتوں کا دروازہ کھولا۔ اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ہو تو دوبارہ لکھ بھیجیں تاکہ مجھے پتہ چل جائے۔

مکتوب: ۸۹

حضرت خواجہ بزرگ کے قول کی تحقیق میں۔

روحِ انسانی، اللہ سبحانہ، کو غیر سمجھتی تھی، لیکن پہچانتی نہیں تھی، کیونکہ پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور وجود، شہود کے منافی ہے، اس سے خواجہ (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) صاحب کی مراد بشریت اصلی ہے، لیکن عارضی بشریت، بشر کے لیے لازمی ہے اور انبیائے کرام سے بھی بشریتِ الگ نہیں۔ غرض یہ ہے

Marfat.com

کا علم مختصر طور پر عقل کا نام ہے اور روح تخلیق سے پہلے اور جسم کے ساتھ متعلق ہونے سے پہلے اللہ سبحانہٗ کو جانتی تھی کہ وہ میرا خالق ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات کے ظہور کے طریقے سے اپنی ذات و صفات کی حقیقت کی تفصیل کو نہیں جانتی تھی مظہریت کی حقیقت، اور بشریتِ اصلی کی مظہریت، جو ایک وجودِ دانا ہے، ایک مسلمہ بات ہے، اور یہ مختصراً کسی شئے کے جاننے کو کہتے ہیں، اور جب اسے اپنی مظہریت اور اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات کی مظہریت کے بارے میں علم دیا گیا، اور اس نے اپنے ہر مرتبہ پر خواہ وہ اسم ہو، خواہ صفت، اسماء اور صفات کا مشاہدہ کر کے، اور اس کے ان آثار کو جو بشریت کی وجہ سے اس سے منسوب تھے، اللہ تعالےٰ کے آثار کا مظہر پایا، تو بشریت کے وجود کو فنا پذیر پایا۔ اس کو پہچاننا کہتے ہیں۔ چنانچہ روح کو شہود سے نسبت جسم کے تعلق کے بعد عطا کی گئی۔ تعلق سے قبل کو جاننا کہتے ہیں، پہچاننا نہیں، کیونکہ اس کا انحصار شہود پر ہے۔

مکتوب : ۹۰

خواجہ فیض اللہ صاحب کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

سعادت شعار اس بات پر شکر ادا کرتے ہیں، کہ ایک ہی صحبت میں جمعیتِ خاطر حاصل ہو گئی، اور ترکِ دنیا منظورِ نظر بن گیا، اور اسے اللہ کا فضل سمجھتے ہیں۔ دنیا اور دنیا داروں کی صحبت مبتدی اور متوسط کے لیے زہرِ قاتل ہے، اور جو صاحبِ کمال منتہا پر پہنچا ہوا ہو۔ وہ دنیا داروں کی صحبت میں بھی اور مال و دولت کے جمع کرنے میں بھی اہلِ دنیا اور مالِ دنیا سے الگ تھلگ ہوتا ہے۔ ایسا صاحبِ کمال شخص اللہ کا نائب ہوتا ہے، جو غافلوں کو تربیت دیتا ہے، اور تربیت بلا صحبت حاصل نہیں ہوتی، حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض بندے ایسے

Marfat.com

ہوتے ہیں کہ انہیں لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا ہمارے ذکر سے غافل نہیں کرتا۔ اور دنیا سے دلی تعلق پیدا کرنے میں آنکھیں بند کر لینی چاہییں۔ گویا دنیا سے الگ ہیں۔ دوسرے پر نظر نہیں ڈالنی چاہیئے، سوائے نیک گمان کے۔ اور اپنے بارے میں جتنی کوشش کی جائے، نیک بختی ہے۔

رہا دوسرا اور تیسرا واقعہ کہ، آپ نے اپنے آپ کو ہماری صورت میں پایا، تو یہ عقیدے کے کمال کی دلیل ہے اور شیخ میں گم ہو جانے کو "فنا فی الشیخ" کہتے ہیں۔ یہ ذکر کا نتیجہ ہے کہ مرید، پیر میں فنا ہو جائے۔ اور رہا اپنے آپ کو کم دیکھنا، تو یہ دل کی نورانیت کی دلیل کا آفتاب ہے۔ چونکہ کام ابھی ترقی پر ہے، اس لیے آپ نسبتہً کم حصہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات مبارک ہے اور جتنا زیادہ حصہ ملے گا۔ اتنی ہی ترقی کی علامت ہے۔ کوشش کرتے جائیں کہ اپنے آپ کو گم کر دیں، تاکہ حق کی ہستی اور مرشد کی مرضی کے سوا کچھ بھی پسند نہ رہے۔ والسلام۔

مکتوب : ۹۱

مذکورہ بالا عزیز کے جواب میں لکھا گیا۔

تیسری بات کہ جب دل ذکر سے معمور ہو جاتا ہے، تو جو شخص جتنی دیر تک ناپختہ رہتا ہے، جوش میں رہتا ہے، جب پختہ ہو جاتا ہے، تو جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ القصہ اپنے آپ کو اس طرح پیش کریں کہ دل ان مقامات کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، متعینہ مقامات کے سامنے اس کا مرتبہ ایسا ہے، جیسا دریا کے سامنے قطرے کا۔ والسلام۔

واقعہ اوّل کی تعبیر۔ اس شخص کے ۶ لطائف اس طرح ہیں، جیسے قلب اور روح اس واقعہ میں تجلیات بخشتے ہیں، کبھی ستارہ کی شکل میں، کبھی چاند کی صورت میں اور

Marfat.com

کبھی آفتاب کی مانند: یہ تمام دل کی صفائی کی علامتیں ہیں، بہت اچھی بات ہے۔
دوسرا واقعہ۔ اس صفائیِ دل کا ثمرہ ہے۔ اور لوگوں کو پھول دینا اس بات کی بشارت ہے۔ کہ جو ثمرہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملا ہے، اُسے عوام میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے۔ کہ یہ دونوں لطائف یعنی روح اور دل دو شمعوں کی طرح ہیں۔ اور ہماری صُورت دیکھنا اس بات کی بشارت ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہیں تاکہ شیطان دخل نہ دے سکے۔ ان تمام بشارتوں کو سعادت مندی سمجھ کر مراقبہ کے کام پر کمربستہ ہو جاؤ: تاکہ انوارِ سفلی۔ انوارِ لطیفہ کی صُورت میں ظاہر ہوں، اور یہ کیفیت ختم ہو جائے۔

مکتوب: ۹۲

خواجہ فیض اللہ کو تعبیرِ واقعات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

جو لوگ اللہ کا شُکر ادا کرتے ہیں، انہیں سولی پر چڑھایا جاتا ہے، اس سے مُراد طریقت میں مجاہدہ و ریاضت ہے، اور آپ جو خوف زدہ نہیں ہوتے، تو یہ بلندیِ استعداد ہے۔ کیونکہ آپ مجاہدہ کو راہِ محبت سے اختیار کرتے ہیں، اور وہ جو انوار کم ہو جاتے ہیں۔ اور آپ خدا کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، تو یہ کلامِ حق کی تجلیات ہیں، اور وہ جو اپنی تمنا کو گھٹاتے ہیں، تو سالک کی انتہائے فنا یہ ہوتی ہے کہ سب کو گُم کر دیتے ہیں، یہ سکر و مستی کی ابتدا ہوتی ہے۔ روٹیوں کا آجانا حق تعالےٰ کا انعام ہے۔ جو آپ کو عطا ہوتا ہے، اور لوگوں میں تقسیم کرنا، اس امر کی خوش خبری ہے کہ اللہ کی نعمت کا ذکر عام کرو۔ جو کچھ آپ کو ملتا ہے، دوسروں کو دو۔ یہ تمام بشّرات (خوش خبری) ہیں جو سالکوں کو ملا کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شُکر ادا کر کے اس کے حضور متوجہ ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

مکتوب : ۹۳

مذکورہ بالا سائل کے جواب میں لکھا گیا۔

میرے مشفق، سلام عرض ہے۔ ایک نورانی برتن ہے، جسے کھینچا نہیں جاتا، یہ تمام معاملہ جو تحریر کیا گیا ہے، اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اطلاع نہیں ملتی، اور دوسرا برتن جو سیاہ بھی ہے اور نُورانی بھی۔ آپ نے اس کا بیان طلب کیا ہے اور اس کے ٹوٹنے اور جُڑنے تک پہنچے ہو۔ دوسرے ظرف کا بیان ظاہر ہے چاہیے کہ پہلے صرف نُورانی برتن کے بارے میں اطلاع دیں، اگر آپ جانتے ہیں، تو تفصیل سے لکھیں، تاکہ دوسرے ظرف (برتن) کے بارے میں لکھا جائے اور آپ کو آگاہ کیا جائے۔

مکتوب : ۹۴

سائل کی درخواست پر شبہات کے جواب میں۔

مشفق عزیز! چونکہ آپ نے سوال کے مطابق جواب نہ لکھا اور اس برتن کے بارے میں کچھ نہ بتایا، جو بالکل نہیں ٹوٹتا، اور وہی پُرانی کیفیت لکھ دی، اس لیے معذرت کر دی گئی، ورنہ ضرور جواب لکھتا۔

میرے عزیز! سب سے پہلے آپ کو شہودِ اوّل، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ شہود غیب کے مقابلے میں ہے۔ مرتبۂ غیب اللہ تعالےٰ کی قدیمی، ازلی اور بے کیف ذات وصفات کا مرتبہ ہے۔ شہودِ اوّل، نُورِ اوّل کا مرتبہ ہے، جو نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے۔ اگرچہ یہ مرتبہ حادث ہے، لیکن یہ مخفی البدائت اور مخفی الکیف ہے۔ لہذا اس مرتبے کو یعنی شہودِ اوّل کو، غیب نسبی، قدیم نسبی اور مجہول الکیف بھی کہتے ہیں، اور شہودِ ثانی

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شہودِ اول کی عظیم روح ہے اور شہودِ ثالث ان کا جسم مبارک ہے جو عرشِ اعظم کے اوپر ہے۔ اور تمام اصولِ مفصل کا عنصرِ اول اور عنصرِ مجمل ہے اور اس جسمِ مبارک سے جو محض نور ہے۔ تمام مراتب مجمل اور عناصرِ مفصل نے ظہور پایا ہے، پس جو سالک فنا کا رخ کرتا ہے۔ احاطۂ عناصر جو مخلوقات کے اجسام کے مراتب کو احاطہ کرتا ہے، لطافتِ محض سے راہِ حق کے سالک و طالب کو اپنی ذات میں جذب کر لیتا ہے، اور سالک تمام داخلی اور خارجی مراتب اس سے حاصل کرتا ہے اور کسی طرف سے بھی اس کو نسبت نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ ظرفِ شہود سے یہ تعلق قائم رہنے کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے سالک کو اس شہود سے آگے ترقی کرنی چاہیے، اور اس سے وہ جو کچھ حاصل کرتا ہے، سابقہ علم کی درجہ سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے، اور ظرفِ شہود اس کو شامل کرنے والا اور جائے بازگشت ہوتا ہے۔ اسے جو کچھ ملتا ہے، یہیں سے ملتا ہے، اسی طرح ترقی کے مدارج ہیں، جو اسے جا بجا ملتے ہیں۔ وہ پہلے سے بے اختیار ہو کر دوسرے میں جذب ہو کر ترقی کرتا ہے اور آخرکار تمام مراتبِ شہود تک پہنچ جاتا ہے، اور وہ شہودِ اول ہے اور یہ شہودِ اول کا مرتبہ ہے، جب کہ اس سے اوپر کوئی شہود نہیں۔ اور اصحابِ شہود پر باقی رہتا ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس شہود سے ترقی کر کے کوئی غیبِ حقیقی سے جا ملے۔

چونکہ کاغذ تنگ تھا، اس لیے اتنے پر ہی اکتفا کیا۔ کچھ باقی رہ گیا ہے، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شہود جو ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ولایتِ اولیا کے سایہ میں شامل ہیں اور اس ولایت کو بعض "ولایتِ خاصہ" اور بعض "اولیا صغریٰ" کہتے ہیں۔ یہ شہود اپنی اصل کا کچھ رنگ رکھتا ہے، لیکن اپنی اصل سے بہت دور ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ کس کو اس سے باہر نکالا جاتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۹۵

سوال : مشفق عزیز! آپ نے جو تحریر کیا ہے، در سالکوں کے سلوک اور مجذوبوں کے جذب کے متعلق لکھا ہے، اور یہ سائل کے کام کی بات نہیں کہ وہ ظرف چھوٹا سے مخلوق ہے، بنیا ہے، اور دوسری اطراف سے آنے جانے والا ہے۔ وہاں ہر مستحق کو اس کے استحقاق کے مطابق پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں۔ اس معاملے پر غور کر کے مسائل کے جواب لکھیں۔

جواب : مشفق عزیز! میں نے جو کچھ لکھا تھا، اس میں سے کیا مرتبۂ جذب اور کیا مرتبۂ سلوک، کوئی شے خارج نہیں۔ چنانچہ اپنی تحقیق کے ضمن میں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ہر ایک کو پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں۔ یہ جذب کتنی ہے۔ تعجب ہے کہ میری تحقیق کو نظر انداز کیا ہے اور اپنی طرف سے بات کو مختلف معانی پہنا دیتے ہیں۔ یہ طریقہ خلاف حدیث ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آسانی والے بنو، نہ کہ تنگی والے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لباس کے متعلق تھوڑی سی بات کی جاتی ہے، تو یہ ایک امتحان ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آزمانے والا محروم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں تین اشخاص کی ایک کہانی بیان کی جاتی ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے دو کی نیت بزرگ کو آزمانے کی تھی۔ اس لئے وہ بے نصیب واپس آئے، تیسرا خوش اعتقاد تھا، وہ مقبول ہوا۔ جب کبھی میں نے سلوک، جذب، توبہ، اجتہاد، اور اصطفا کے مراتب کے بارے میں کوئی جامع اصول پیش کیا ہے، تو سمجھا نہیں گیا، میں کیا کروں۔ پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ سلوک کیا ہے اور جذبہ کیا؟ اور کس مقام میں ہوتا ہے اور توبہ کیا ہے اور قبولیت توبہ کیا؟ اس مقام کے حامل کون ہوتے ہیں؟ اصطفا کیا ہے؟ اور کس مقام کا کیا خاصہ ہے؟ اگر آپ لکھ بھیجیں تو بہتر۔ ورنہ لکھ بھیجو کہ معلوم نہیں، اس وقت ان پانچوں

Marfat.com

مراتب کی تفصیل لکھ کر بھیج دوں گا۔

اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ ایک برتن اس قسم کا ہے۔ تو معلوم ہونا چاہیے، کہ سلوک و مراتب کی راہ میں قرب ایسے ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ سب مراتب کی تفصیلات ہیں۔ جنہیں کم فہمی کی وجہ سے سالک، مرتبۂ لطیف کو تفصیل صورت، مثلاً برتن میں دیکھتا ہے۔

مکتوب: ۹۶

میاں محمد ہاشم کو صدائے حدیث کے استفسار کے جواب میں لکھا۔

"کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے اس کے کہ اسے وحی کی جائے یا پردے کے پیچھے سے ......" اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا، کہ جو کچھ آواز کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے، وہ یا تو نورانی آواز ہو گی یا جسمانی آواز۔ تمام لباس حادث و فانی ہیں، بلکہ آواز و حرف کے مرتبے سے پرے ہے جو مقصد و مدعا ہے۔ اور کلام مطلق کا پہلا لباس بھی تقید و حدوث کے مرتبے میں ہے لیکن کلام کرنے والا یا تو قدیم ہے یا حادث۔ اگر قدیم ہے، تو وہ ذات و صفات کے اعتبار سے، ذات و صفات کی جامعیت سے وحدت و کثرت کے بغیر، زمان و مکان کے بغیر کئی لباسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس ظہور کے بھی دو مرتبے ہیں۔ ظہورِ اطلاقی یا ظہورِ تقیدی۔ اگر یہ ظہور اطلاقی ہے۔ تو یہ جامع حقیقی کی ذات کا حقیقی ظہور ہے اطلاقی طور پر اپنی پوشیدہ صفات کے کمالات کا ظہور ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر یہ ظہور تقیدی ہے، تو یہ کمالاتِ مخفی کا ظہور ہے۔" پہلے ظہورِ اطلاقی کی مظہریت کے لیے متکلم ازلی کا یہ بیان دو مرتبوں سے ہے، اگر متکلم

Marfat.com

حادث ہے، تو پھر اس کی تقسیم کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ وہ ہر لحاظ سے حادث ہے، اور کمالاتِ مخفیہ کے ظہور میں داخل ہے، اور اسے پہلے مرتبہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ متکلم دو طرح کے ہیں، وہ جو کلام کے ظہور نفس والے۔ اور ان کانوں کے لیے یہ بات غلط نہیں کہ وہ علمِ لدنی اور اصلی کی تعلیم سے ہے، اور ان کے اتباع میں بعض اولیا کو بھی یہ مقام حاصل ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں، جو نچلی ولایتوں کے درجات سے ترقی کر کے مرتبۂ ولایتِ انبیا تک پہنچ جاتے ہیں، اور یہ کلام نفس کے ساتھ مرتبۂ ثانیۂ حادثیہ کہلاتا ہے، جو کہ شہودِ اوّل میں درج ہے، اور جسے نورِ محمدی سے موسوم کیا گیا ہے۔

عزیزِ من، اس بیان میں مَیں اصل آواز ہوں۔ اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں اُسی کی ذات سے موجود ہوں اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۹۷

ایک عزیز کے نام تحریر ہوا۔

شروع اس ذاتِ پاک کے نام سے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو میرا رب ہے جس کی تجلیات اور ذات وصفات سے اولیاء تربیت پاتے ہیں، اور جو پھر صفات کی تربیت سے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں، اور ان کے اکثر معاملات تجلیاتِ ذاتی کی بدولت ہیں۔ اگرچہ وہ تجلیِ ذاتی سے بہت کم بہرہ یاب ہوتے ہیں، اور اس تجلی کو ان کے حق میں ترقی کہا جاتا ہے۔ اگر تجلیِ ذاتی اور تجلیِ صفاتی کے درمیان فرق کے بارے میں پوچھا جائے۔ تو میں کہوں گا کہ جب رب اپنی تجلی کرتا ہے، اور اپنے لباسِ صفات میں صورتِ معنوی کو جلوہ گر کرتا ہے، جو اس صفت کے لیے مخصوص ہے، اور وہ شخص اس معنیِ محض کی خصوصیت تک پہنچ جاتا

Marfat.com

ہے اور پھر دُوسرے وقت دُوسرے معانی کے ساتھ اس طرح، جیسا کہ اللہ چاہے۔ اور اسے صفات کے اندر سیر در سیر کہا جاتا ہے۔ اور جب اس کی استعداد کے بعد اُسے یہ سیر حاصل ہو جاتی ہے، تو یہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کر سیر کرنے والا ایک مقام پر کھڑا رہے اور حالتِ خوف میں رہے، اور یہ معانی بیان ہو چکے ہیں، اور موت تک اس میں قید رہے، اور دوسرا یہ اُسے اپنی استعداد کے مطابق سیر حاصل ہو جائے، اور اس پر ذاتِ متجلّی تک پہنچنے کا ذوق و شوق غالب آجائے، اور اس کا باطن کثرت سے وحدت کی طرف آنے سے کراہت کرے۔ اور پھر یہ بھی دو طرح سے ہے، ان میں سے بعض مقامِ دنیا پر کھڑے رہتے ہیں، اور بعض اس کے بَین بَین رہتے ہیں، اِلّا ماشاءاللہ۔ اور بعض اس مرتبۂ فضیلت سے بلا توقف ترقی کر جاتے ہیں، اور یہ مراتب تجلّیات وصفات سے مرتبۂ اجمال تک ہوتے ہیں۔ اور یہ تجلّیٔ ذات کا مرتبہ ہے، اور اس پر مقامِ اجمال کثرتِ معانی کے بغیر جامع واحدہ کی تجلّی کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ تجلّیات وصفات کی شان ہے۔

جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو یہ بھی سمجھ لیں، کہ واصلِ اوّل مقیّد ہے، اور یہ ولایتِ خاصّہ کے کمالات کے مرتبے میں ہے، جسے بعض کے ہاں ولایتِ اولیا اور بعض دوسروں کے ہاں ولایتِ صُغریٰ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ولایتِ مذکورہ کے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اس ولایت کے لوگ صراطِ مستقیم کی شرط سے مشروط ہیں۔ اور جو کوئی اس مقام پر ہوتا ہے، وہ تجلّیاتِ صفاتیہ والوں میں سے ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر ان کی قید کا سبب اغراض سے عدمِ خلوص ہے، چاہے وہ مخفی ہو، اور یہ اہلِ فنا مقیّد ہیں۔ اور ان کے لیے فنا میں فنا داخل نہیں ہوتی وہ دونوں مرتبے جن کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ کثرہ ظلال کے فرق کے ساتھ مراتب ظلال کے لوگ ہیں، اور اس مرتبے کی قلت ہے، کیونکہ وہ سب تجلّیات سے

Marfat.com

مغلوب ہیں۔ مثلاً کیا تم جانتے ہو کہ تجلی کیا ہے؟ وہ کس چیز کی صفت کا ظہور ہے؟ یا کوئی ذات ہے، جو حجاب میں ہے چاہے وہ اہل تجلیات کے ہاں قلیل ہو یا کثیر۔ جب آپ نے یہ بات سمجھ لی، تو بس باقی بھی سمجھ لیں۔

مکتوب : ۹۸

ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ اور سب تعریف اُسی کے لیے ہے، جو دو مرتبوں میں "حامد اور محمود" ہے، ایک قدیم اور ازلی، اطلاق کے مرتبے پر، جو حدوثی تقیدی اور شہودی ہے، اور کسی واسطہ کے بغیر اول ہے، اور دوسرا احدوثی مظاہر کے واسطے سے۔

پاک ہے وہ ذات، جس نے خلقت سے بذریعہ نور حجاب کیا، اور جو نور کے ظہور کی شدّت سے پوشیدہ رہا۔ اور وہ ایسا ظاہر ہے جس سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں، اور وہ ایسا پوشیدہ ہے۔ کہ اُس سے بڑھ کر کوئی پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا اکیلا ہے جو پوشیدگی میں ظاہر ہے اور ظاہر میں پوشیدہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ لطیفۂ مشفقانہ کو معانی مل گئے اور سینہ کھل گیا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

مکتوب : ۹۹

چند واقعات کی تعبیر کے بیان میں

ایک عزیز نے فرمایا ؎

خاک شو خاک تا بر دید گل   که بجز خاک نیست مظہر گل

(ترجمہ) خاک ہو جا خاک، تا کہ پھول اُگیں، کیونکہ خاک کے بغیر گل کا مظہر اور کوئی نہیں، خاک کے چھڑکنے سے پھولوں کی افزائش ہوتی ہے، خوب بات ہے، اس

Marfat.com

سے مراد طفلِ نفس ہے۔ وہ جب موافقت پیدا کرلیتا ہے، اور سرکشی سے باز آ جاتا ہے، تو علم و معانی کی کثرت کا امیدوار ہو جاتا ہے۔

دُودھ سے مراد علم کا خزانہ ہے۔ جو شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ میں دُودھ پی رہا ہوں، تو حدیث میں آیا ہے کہ اسے کثرتِ علم کی بشارت ہو۔ حق تعالےٰ اس بشارت کو کہ مقدمہ فنا ہے، منتہٰ ظہور میں لاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے اے اللہ نُور کو میرے اُوپر، میرے نیچے، میرے سامنے اور میرے پیچھے پیدا کر دے یا مجھے نُور بنا دے، یہ نُورٌ علیٰ نُور کی بشارت ہے۔

سالکانِ طریقت کے حق میں یہاں دریا سے مُراد وحدت و معانی کا دریا ہے، اور ظاہر ہے کہ دریائے معانی حق تعالےٰ کے لاانتہا اسرار میں سے ہے۔ لہذا قرآن شریف میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا "کہہ! اے رب، میرے علم میں اضافہ کر"۔

کشتی اپنے پیر کا وسیلہ ہے۔ کہ اس وسیلہ در وسیلہ کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے

اور آبِ حیاتِ دائمی سے مراد دریائے معانی کا پانی ہے، اور دل میں ظلمت کے گمان ہونے کے مطلب یہ ہے کہ انوارِ الہٰی کی ظلمت ایک پوشیدہ لطیفہ ہے کہ سالک آخرکار اس نُور تک جا پہنچتا ہے، اور آپ کو شروع ہی میں اس کا نظر آنا عالمِ مثال کی تمثیل میں استعدادِ قوی کی خوشخبری ہے۔

یہ واقعات اور ان کے جوابات جو لکھے جا رہے ہیں، ایک الگ کاغذ پر نقل کر کے رکھ لیں۔

شبِ برات کا دیکھنا، یہ مطلب رکھتا ہے، کہ حساب سے چھٹکارا دے دیا گیا ہے، سُورج کے کم دکھائی دینے سے مراد یہ ہے۔ کہ اس میں بعض مکروہ اور

Marfat.com

بعض مُباح داخل ہوگئی ہیں۔

گھوڑے سے مراد نسبتِ قلبی ہے، اور قبلہ رُو ہونے سے مطلب قوتِ ایمانی ہے، اور دریائے نُورِ وحدت ہے، جو قریب سے قریب تر آ رہا ہے تاکہ گھیرے۔ گھوڑے کے پانی پینے کا مطلب نفع بخش نظر نہیں آتا، یہ جذبِ غیبی ہے کہ اس میں اختیار نہیں۔

آپ کو جو خوف آتا ہے، وہ اس خاکی جسم کا تقاضا ہے، جس نے رُوح کے حکم کو قبول نہیں کیا اور جو وحدت کے سمندر میں اپنے آپ کو سپرد نہیں کرتا۔ اور جو دنیا میں تمہیں نُور کا احاطہ نظر آتا ہے، وہ تمہاری تسلّی کے لیے ہے۔

وہ نُور جس میں دھواں ملا ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ سائے کے مراتب ہیں اور حقیقت کا ظہور سائے کے لباس میں ظاہر ہو رہا ہے اور صاف نُور کا معاملہ ابھی دُور کی بات ہے ؎

تو مباش اصلا، کمال اینست بس گم شدن گُم کن وصال اینست بس

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے۔ کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے، وصال بس یہی ہے کہ تو گُم ہو جائے اور اپنے آپ کو گُم کر دے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت دے، اور اپنے فضل و کرم سے مراتبِ ظلال کی طرف اور اصل اصول کی طرف روز بروز ترقی دے۔

جوابِ واقعہ:۔ یہ سب لطائفِ روحی کے انوار ہیں، جو ان تجلیات کے لباس میں نظر آتے ہیں، اور یہ اس امر کی علامت ہیں، کہ لطائف، جسم کے غبار کے زنگ سے صاف ہو چکے ہیں، جواہرات سے بھرے ہوئے طبق سے مراد، قُربت کے مراتب کا درست ہونا ہے۔ اور عَلم (پرچم) نشانِ پیر کی علامت ہے جو آگے آگے چلتا ہے اور مرید کا رہبر ہے، تاکہ وہ غلطی سے کسی اور طرف نہ چلا جائے۔

اور غرق ہونے والے آدمی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شریعت کے

Marfat.com

تابع اور سنّت کے پیرو کو اس حالت میں دیکھے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکمل طور پر فنا فی اللہ ہے اور اگر گاہے گاہے دیکھے، تو معاملہ وسط میں ہے دوسرا یہ کہ اگر وہ شخص بدعتی ہے۔ اور شرع کے خلاف چلتا ہے، تو یہ اس کی مکمل گمراہی اور کامل محرومیِ سنّت کی علامت ہے الغرض اگر ان واقعات سے پہلے اور بعد میں تضرّع وزاری ہے، اور غیر حق کی خواہشات کی نفی ہے۔ تو یہ رحمانی ظہورات ہیں، اور اگر اس سے پہلے یا بعد میں دِل میں پراگندگی اور اندیشوں کی کثرت ہے، تو ایسے انوار سے دست کش ہو کر استغفار کرنا چاہیے کہ ان سے غیر رحمانی (شیطانی) باتوں کی خبر ملتی ہے" ان کو سنا دو، کہ میرا داؤ بڑا سخت ہے" اللہ تعالے نے اسی دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ ظلمت و نور میں سے جو کچھ نظر آئے، اسے شرع کے ترازو پر تولنا چاہیے۔ اور غافل لوگوں میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ نورانی اور دوسرے واقعات اچھے ہیں، لیکن ہر واقعہ کے ظہور سے پہلے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سر جھکا دینا چاہیے۔ اور کسی واقعہ کا انتظار یا اس کی طرف توجّہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اگر یہ خود بخود ظہور فرمائیں، تو نور بخش ہیں۔

مکتوب: ۱۰۰

واقعات کے جواب میں۔

پہلا واقعہ کہ رحمتِ الٰہی کا پانی حق کا ذکر کرنے والے شخص کے دل اور جسم پر گراتے ہیں، اس امر کی علامت ہے کہ یہ آبِ رحمت، جو دائیں طرف سے آتا ہے اور زمین پر نہیں گرتا، بلکہ تمام کا تمام بدن میں چلا جاتا ہے۔

دُوسرے واقعہ کا جواب۔ یہ ایک نورانی خلعت ہے، جو میرے وسیلے سے تمہیں

Marfat.com

عطا ہوتی ہے۔ اور تمہارے سر پر باندھتے ہیں، اور وہ نُورِ سفید لطیفۂ رُوحی کا نُور ہے کہ اس کے ظہُور سے شہُود کے سامنے محو ہو جاتا ہے، اور بدن پر دانوں کا گرنا جواہر کی طرح ہے کہ ان کی تاثیر سارے بدن میں ہوتی ہے۔

تیسرے واقعہ کا جواب یہ ہے، کہ کبوتر نفس ہے، جو اس شکل میں ظاہر ہو کر فریفتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے شامل حال ہے، حقیقت باپ کی صُورت میں ظاہر ہوئی ہے، اور تمہیں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی تعلیم دیتی ہے تاکہ تم زینتِ نفس کے دھوکے میں نہ آجاؤ۔

چوتھے واقعہ کا جواب کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہو، عرُوج و ترقّی کی خوش خبری ہے، اور راستے میں پتھر کا حائل ہونا ذکر کا چھُوٹ جانا ہے، اور ان چیزوں کے بعد دُوسری چیزوں کا ظہُور یعنی پہاڑ کو پھاڑنا اور نُور کا ظاہر ہونا رفعِ قبض اور نُور کے ظہُور کی علامت ہے، اور پتھر کا اڑنا عرُوج کی روکاوٹوں کے دُور ہونے کی علامت ہے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پانچویں واقعہ کا جواب یُوں ہونا چاہیے۔ نماز کی رعایت کی وجہ سے ہر اختیار مختارِ حقیقی کے پاس ہے، اس لیے اگر بے خودی کے عالم میں رکُوع و سجُود کی خبر نہ رہے، تو اس نماز کی قضا دُوسری نماز کے وقت ادا کرلینی چاہیے۔

دُوسرا جواب یہ ہے، کہ آپ نے واقعہ میں فرمایا ہے کہ میں عاشق کو قتل کر رہا ہوں چھُری کا ظاہر ہونا اور اس کا قبُول ہونا، تمہارے مرتبہ عشق کی تصدیق کرتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر۔

تیسرے واقعہ کا جواب بہت خوب ہے۔ یہ شرع کی پیروی کی خبر ہے۔ اور نیکی کا حکم دینے کی کوشش کے قبُول ہونے کی علامت ہے اور نفس و شیطان کے علم سے حفاظت اور رسالت پناہ ؐ کی طرف آنے اور عقیدے کو یاد رکھنے کا نشان ہے۔

Marfat.com

اور پتھر کے اندر سیر کرنا، تصرفِ اولیا کا نمونہ ہے۔

دُوسرے واقعہ کا جواب اللہ کی جناب میں گریہ وزاری اور نیازمندی کی حقیقت، پانی کی طرح ہے، جو موتی بن بن کر آنکھوں سے ٹپکتا ہے اور چونکہ جو پانی زمین پر گرتا ہے، وہ ضائع اور برباد ہو جاتا ہے، اس لیے یہ عاشقوں کی آنکھ کا پانی جسم میں غرق ہو کر ہر عضو کو نُورانی مدد پہنچاتا ہے اور سستی اُور کاہلی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ یہ اللہ تعالٰے کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

ایک اور واقعہ کا جواب نُور پُر نُور لطیفۂ قلبی سے ظہُور فرماتا ہے اور کشتیٔ غیبی امداد ہے کہ اس سے دریا کی مسافت آسانی سے طے ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے اللہ تعالٰے کے حضُور میں لاتے ہیں، اور جو کچھ حق کے خلاف ہو گا، اسے سینے میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ "نہ آنکھ چُندھیائی، نہ حد سے تجاوز کیا" کو شاملِ حال جانیں۔ اس واقعہ سے کثرتِ انوار اور غیبی واردات کی خبر ملتی ہے۔ ترقی کی امید رکھیں۔ ؎

تو مباش اصلا، کمال ایں است ولبس   گُم شدن گُم کن وصال ایں است ولبس۔

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے۔ وصال بس یہی ہے کہ تو گُم ہو جائے، اور اپنے آپ کو گُم کر دے اسی لیے چاہیے کہ ہر خلافِ شرع بات کو نقصان دہ سمجھیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جو کچھ بھی نقش وکیفیت حاصل ہو، اللہ تعالٰے کو اس سے پَرے سمجھیں، اور اس کی نفی میں کوشش کریں اور جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا، فی الحال اخلاص ویقین و عشق کے اسی طریقہ پر قائم رہیں چونکہ معاملہ سابقہ کی طرح پیرویِ شرع ہے اس لیے یہ بھی عرُوج و ترقی کی بشارت ہے۔ فی الحال اسی قدر سمجھ لینا چاہیے کہ جس واقعہ کی تاویل سمجھ میں نہ آتی ہو اور مشکل ہو، اُسے ضرور لکھ بھیجا کریں اور اپنا زیادہ تر وقت مراقبہ میں گزاریں۔ جس واقعہ کی سمجھ نہ آئے اُسے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ کا جواب نیک

Marfat.com

بشارت ہے۔ وہ ظلمت و غبار جو نفسِ سفلی کی وجہ سے دل پر جمع ہو گیا تھا، رحمت کے پانی نے اسے دھو ڈالا ہے اور دل کو صاف کر دیا ہے تاکہ دل میں وسوسے پیدا نہ ہوں۔ اچھی بشارت ہے۔ مبارک ہو۔

واقعہ کا جواب اچھا ہے۔ دل جمعی سے اپنے کام میں مشغول رہیے یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور بڑا فضل کرنے والا اور عظمت والا ہے یہ نعمتیں آپ کی استعداد کی خوبی کو ظاہر کرتی ہیں۔ حضور پُرنور اس مقام پر دُوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ کے لیے شروع میں اللہ کی تعریف بجالاتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر طرح سے حضور کے سپرد کر دیتے ہیں۔ تمام دنیا حضور پرنور کے سامنے اس طرح گم ہو جاتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے سامنے، اور حضور اپنے آپ کو اس طرح محو کر دیتے ہیں، کہ اپنی ہستی درمیان سے اُٹھ جاتی ہے۔

دُوسرے سوال کا جواب، کہ عاشقوں کا دل خواب میں بھی بیدار ہوتا ہے یہ ہے: مسجد سے مُراد اللہ تعالےٰ کا قُرب ہے۔ اور آخر کار سالک کا قُرب اپنی اصل سے ہو جانا ہے، اور باپ سے مُلاقات سے مراد اپنی اصل سے ملاپ ہے، اور باپ کی مہربانی سے مراد اُس ملاپ کا حاصل ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنی اصل سے مل جاتا ہے، تو اس وقت حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اس مقام پر حجابات کا مقصد حضور محض ہے۔ بے حجاب اور محو ہو جانے سے مُراد بالکل اصل رنگ میں رنگا جانا ہے۔

اور دو فقیر جو راہ میں دیکھے گئے، وہ دربان ہیں، جو بیگانوں کو روکتے ہیں جب وہ راستہ عبُور ہو گیا، تو ان سے یگانگی پیدا ہو گئی۔ اور پاؤں کھینچ لینے سے یگانگی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان دو کو مہربان پایا اور اپنی خصوصیت بیان کی کیونکہ انہوں نے ایک دُوسرے سے نیکی کی بات کی اور کہا کہ ایک کی خاطر اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں، اور اُمید دلائی تاکہ ہمت سے اس راہ کو طے کریں۔ یہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، اُسے عطا کرتا ہے۔

اور واقعہ کا جواب جاننا چاہیے، کہ تلوار کو ڈاکوؤں اور کافروں کو ختم کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ چونکہ سلوک کے راستے میں شیطان ڈاکو ہوتا ہے۔ اور اس کو ختم کرنے کے لیے سالک کی ہمت بلند ہوتی ہے، جو نفس اور شیطان کے کسی فریب سے بھی ترقی سے نہیں رُکتا۔ اور ہمت کی تلوار سے نفس اور شیطان کے ہر فریب کو ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک عزیز نے ڈاکوؤں سے جہاد کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں صاحبِ ہمت قرار دیا ہے۔ اور یہ خوشخبری ہے کہ اس واقعہ کے مالک کی فطرت میں ہمت رکھ دی گئی ہے، تاکہ وہ حرص و ہوا کو کاٹ کر رکھ دے۔

اور وہ جو برہنہ تھا، اس سے مُراد اضطراری ہمت ہے۔ جب قُربت کے مرتبہ میں ترقی کی، تو اسے ہمتِ اختیاری دی گئی۔ اور غلاف سے مراد اس مقام پر سلک کے اختیار کا غلاف ہے، تاکہ ہمت سے کام لے، اور غلط طور پر خرچ نہ کرے

رونق عہدِ شباب است اگر بُستاں را	می رسد مژدۂ گُل بُلبلِ خوش الحاں را

مشنو اے بُلبل ایمن تو خود از بادِ خزاں	کہ نباید فرح از رونقِ گُل، مُرداں را

(ترجمہ) اگر باغ میں عہدِ جوانی کی رونق ہے، تو سریلی بُلبل کے لیے پھول کی خوشخبری ہے۔

اے بُلبل تو اپنے آپ کو خزاں سے محفوظ نہ سمجھ، کیونکہ مرجانے والوں کو پھولوں کی رونق سے کوئی فرحت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا "اُمت اِتراؤ، کیونکہ اللہ تعالٰے اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

Marfat.com

مکتوب : ۱۰۱

سوال : فیض اللہ بیگ لاہوری کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ خداوند کریم کی مہربانی سے، اور حضرت کی برکت سے ہر طرح دل جمعی ہے۔ حضرت جی کے فضل و کرم سے اُمید ہے، کہ اس خاکسار کی ترقی کے لیے آپ اپنی ظاہری اور باطنی توجہ فرمائیں گے۔ آپ سے بات پوشیدہ نہ رہے، کہ

(۱) حالتِ مراقبہ میں کئی واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ میں ایک روز مراقبہ میں تھا کہ سوتی کپڑا لایا گیا، اور میرے لیے کُرتہ سیا گیا۔ اس کی تعبیر لکھیں۔

(۲) نیز اکثر مراقبہ کی حالت میں قبلہ گُم ہو جاتا ہے، اس کی تعبیر کیا ہو گی ؟

(۳) ایک اور دن جب میں مراقبہ میں تھا، تو ایک مور میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ مور بے حد خوبصورت تھا۔ اس کے چند بچّے بھی تھے۔ اتنے میں ایک جانور آیا اور اس کا ایک بچہ اٹھا کر لے گیا۔ مور ہوا میں اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنا بچہ چھین کر لے آیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مور کس طرح اتنی جلدی اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنے بچے کو چھڑا لایا۔ ابھی میں اس واقعہ پر تعجب ہی کر رہا تھا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ چھ یا سات مور ہیں اور ان کے کئی بچے ہیں۔ اس کی تعبیر لکھیں۔

(۴) ایک روز میں رسالت پناہؐ کی طرف توجہ کیے ہوئے تھا کہ میرے دل نے یہ آواز سُنی۔ کہ حضور تشریف لاتے ہیں۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی، کہ شام کی طرف سے کئی شعلے اٹھے۔ اس وقت مجھے ایک باغیچہ نظر آیا، جو نُور سے معمُور تھا۔ اسی اثنا میں رسالت پناہؐ میری طرف تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے مُلاقات کی۔

(۵) ایک اور دفعہ میں مراقبہ میں تھا، کہ مجھے ایک بہت بڑا عَلَم دیا گیا۔ اس کا سرا آسمان تک پہنچتا تھا۔ میں ہر ایک کو کہتا پھرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے

Marfat.com

بہت بڑا جھنڈا دیا ہے۔ اس پر ایک شخص نے مجھے کہا کہ نوابوں کے پاس علم ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے تو یہ جھنڈا اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور نواب تو اپنا جھنڈا خود بنایا کرتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی تعبیر فرمائیں!

جواب : فیض اللہ بیگؒ کو واقعات کی تعبیر میں لکھا گیا۔

فقیروں کے دوست مرزا فیض اللہ بیگؒ کی خدمت میں سلام۔ آپ کا خیریت کا خط، جس میں واقعات درج تھے، موصول ہوا۔ میرے مشفق یہ تمام واقعات تجلیاتِ الٰہی کا ظہور اور روحانی ترقیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں تضرع اور فقر کی حالت طاری ہو، اور خوشی و مسرت محسوس ہو۔

پہلے واقعہ کی تعبیر حق تعالےٰ کی طرف سے انعام و نوازش کی علامت ہے۔ کرتہ کے لباس سے مراد تقویٰ کا عطا کیا جانا ہے دوسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے آپ کو گم کرنا مقدمۂ فنا کی نایافت ہے، اور اس کی بشارت تقویٰ ہے۔

تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے: خوش نما اور دلکش موروں کا آنا مختلف قسم کی تجلیات ہیں۔ جو حق تعالےٰ کی جامع صفات کے ظہور سے، ہر صفت میں اپنی خصوصیت کی وجہ سے جلوہ نما ہے۔ ان کے بچوں سے مراد تجلیات میں مزید نسبت اور ترقی ہے۔ کیونکہ بعض صفات جمادات کی طرح ہوتی ہیں کہ ان میں نشوونما نہیں ہوسکتی۔ اور وہ اسی مرتبہ پر انحصار رکھتی ہیں۔ جبکہ بعض نباتات کی طرح مزید ترقی کی مقتضی، اور مفصل سیر کر پہنچانے والی ہوتی ہیں، اور بچے کو لے جانا جو ترقی میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے، شیطان کا کام ہے، لیکن چونکہ ان اہل تجلی کی استعداد میں ترقی کا تقاضا ہے، اس لیے وہ فعل جو رکاوٹ کی وجہ ہے صاحبِ واقعہ سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے شیطان کا منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا۔

چوتھے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا آغاز آنحضرت

Marfat.com

پر اعتقاد و خلوص کا کمال ہے؟

شاید کہ تیرے رب کی رحمت تیری سچائی کے مطابق تجھ پر چھا جائے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سبب بن جائے۔

اور اسی طرح ظلمت کے مقام سے ترقی، تجلّی کی نشان دہی کرتی ہے اور بزرگی کے مراتب کی طرف لے جاتی ہے۔ اور سیاہ کی طرف سے شعلوں کا اٹھنا، اس فقیر کی نا اہلی کے باوجود سلسلۂ نقش بندیہ کے انوار کی بدولت ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے اور عَلَم کی نمود، ولایتِ محمدیؐ کے عَلَم کے ماتحت ہونا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سلاطین و امرا کے جھنڈوں کو آنحضرتؐ کی ولایتِ نُورانی کے علم سے کیا نسبت؟ یہ جوہر نفیس ہے، جبکہ وہ ایک حقیر سی ٹھیکری۔ الغرض ان تمام مشاہدات سے اپنے باطن کو خالی کرکے قوّتِ متخیلہ کو حق تعالےٰ کی جنابِ بے کیف کی طرف متوجہ کرنا چاہیے، اور جو کچھ نظر آئے، اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے اور اسی کی طرف مشغول ہونا چاہیئے اور قلب و نفس کی عدم تفریق کی وجہ سے جو فرحت و لذّت حاصل ہوتی ہے، اسے باہر نکال دینا چاہیے، اور حضورِ حق میں زاری کرتے رہنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۱۰۲

فیض اللہ بیگؒ کے نام جس میں مُبتدی اور منتہی کو تعلیم مراقبہ دی گئی اور عادات سے دُوئی کو دُور کرنا، کہ یہی حجاب ہے، سکھایا گیا۔

خواجہ فیض اللہ صاحبؒ کی طرف سے ایک گرامی نامہ ملا، جس میں چند عجیب واقعات کا ذکر سُنا اور ان کی تاویل طلب کی گئی تھی۔ ان واقعات سے آپ کی استعداد معلُوم ہوئی جس میں کئی کمالات پوشیدہ ہیں۔ حق تعالےٰ واقعات سے نظر آتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق ہر واقعہ کی تاویل و تحقیق لکھ بھیجی جو مطالعہ میں آ چکی ہوگی محض واقعات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بہت کوشش کرنی چاہیے تاکہ محبوب کا نظارہ آئینۂ عالم کے واسطے کے بغیر حاصل ہو سکے۔

دُوسرے عزیزوں، بالخصوص چھوٹے بھائی کو، جو اس طریقہ میں شامل ہے سلام پہنچائیں۔ اور یارانِ محفل کو بھی سلام کہیں۔ مراقبہ کیا کریں۔ آنکھیں بند، پاؤں کھلے مراقبہ کریں۔ مراقبہ کے دو درجے ہیں ایک درجہ مراقبۂ سالک اور دوسرا درجہ مراقبۂ مُنتہی۔ سالک کا مراقبہ اغیار کے دخل اور مزاحمت کو دُور کرتا ہے اور مُنتہی کا مراقبہ سینہ و دل سے دخلِ اغیار کی نیرنگی کو دُور کرتا ہے۔ اس سے اغیار کی مزاحمت کے بغیر وہ مطلوبِ حقیقی کی حضُوری حاصل کرتا ہے حتّیٰ کہ تمام ظاہری اور باطنی حواس مطلوبِ حقیقی کی حضُوری و موجودگی پر متفق ہو جائیں ع شاہی بارگاہ میں سوائے جلال کے اور کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ ایک بُزرگ نے فرمایا ہے ؎

چنداں بروایں رہ کہ دوئی برخیزد | در ہست دوئی بر بہر روئی برخیزد
تو او نشوی ولے اگر جہد کنی | جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ترجمہ: اس راہ پر یہاں تک چلتا جا، کہ دوئی ختم ہو جائے۔ اگر دوئی ہوگی بھی، تو ہر طرح سے ختم ہو جائے گی اگرچہ تو وہ نہیں ہو سکتا، لیکن اگر تو کوشش کرے۔ تو ایسی جگہ ضرور پہنچ جائے گا کہ تو خود ختم ہو جائے۔

بہترین بات وہ ہے، جو مختصر اور مدلّل ہو۔

مکتوب: ۱۰۳

حضرت میر بنوری کی تحقیق کے مطابق نفسانی و شیطانی خطرات کے بیان

میں ـ

Marfat.com

پیر دستگیرؒ، اللہ ان کے راز کو پاک کرے، کی تحریر سے معلوم ہوا کہ خیال و اندیشہ یا تو نفس کا کام ہے یا شیطان کا کام۔ جب تک دِل غالب نہیں ہوتا، دل کا نور، اندیشہ کے بعد تمیز نہیں کرتا کہ یہ اندیشہ باہر سے آیا ہے یا نفس سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو مکروہ سمجھا جاتا ہے، اور اسے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ جب تک دل غالب نہیں آتا۔ نفس اور شیطان اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، اگرچہ اندیشوں کی کثرت کی نسبت جمعیتِ خاطر کم ہوتی ہے، لیکن جب دل کا نور تمیز کر لیتا ہے کہ یہ اندیشہ شیطان کی طرف سے ہے، یا نفس کی طرف سے، اور اسے مکروہ سمجھتا ہے، تو اس کا سارا وبال ان دونوں پر پڑتا ہے اور اس شخص کی طرف منسوب نہیں ہوتا، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عناصرِ اربعہ میں عدم اعتدال کی وجہ سے یہ دونوں دشمن دخل دیتے ہیں۔ اور اگرچہ عناصرِ اربعہ کا اعتدال پر رہنا کمال پر موقوف ہے، لیکن دل کا نور اس کے آنے کے بعد اس کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، اس لیے اسے مکروہ سمجھنا چاہیے۔ اور دِل کے نور کو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنے دینا چاہیے اور اس سے بیزار رہنا چاہیے۔

حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا، کہ کمال سے پہلے اور بعد بھی اندیشہ آتا رہتا ہے، لیکن کمال کے بعد اور جب تک عناصرِ اربعہ میں اعتدال ہو، قدم آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اور ناقص مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور جب دِل کے نور سے تمیز ہو جاتی اور دشمن کا خطرہ و اندیشہ معلوم ہو جاتا ہے۔ تو اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس کا روکنا ممکن نہیں، لیکن اس کے تابع نہیں ہو گا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر اس خیال سے کہ میں کاملوں کی طرح کیوں نہیں، تاکہ اندیشہ ہرگز دل میں داخل نہ ہو، پریشان نہیں ہونا چاہیئے اور مجاہدہ کرتے رہنا چاہیے۔ جب تک کہ اللہ چاہے۔ "تمام کام اپنے وقت کے پابند ہوتے ہیں"، چنانچہ اس خیال سے دل کو تسلی دے لینی چاہیے کہ اکثر

Marfat.com

لوگ اندیشوں سے مغلوب ہو کر خود اندیشہ بن جاتے ہیں، اور اسے پسند کرتے ہیں کہ دل کا وہ نُور جو تمیز کر سکتا ہے، ابھی ان میں ظاہر نہ ہوا ہوتا۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ دل کے نُور سے تمیز پیدا ہو گئی ہے اور دل اندیشہ کو اندیشہ ہی سمجھتا ہے۔ اپنا مقصود نہیں سمجھتا۔

مکتوب : ۱۰۴

اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے، وہ ان کو تاریکی سے نکال کر اپنی قدرت کے کمال سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور وہ اس کے کمال قدرت سے امید کرتے ہیں کہ وہ نور سے نُور کی طرف عُروج بخشے گا۔ اور اس کا حصُول شیخ المشائخ عبدالقادر نقش بندیہ کے کمالِ توجہ کے طفیل ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس مدد اور تقویت کی جزائے خیر دے۔ اور سلام ہے ان کے ہم نشینوں اور نزدیکیوں پر۔ اور اس میں یہ دُعا بھی شامل ہے۔

مکتوب : ۱۰۵

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

حق تعالےٰ کے پاک نام سے، اس بے بضاعت کی طرف سے، اس جامعِ علوم پیر و مُرشد کے نام، جو اللہ کی مشیّت سے حکمتِ دینی کے رہبر و رہنما ہیں سلام۔ دُعا کرتا ہوں کہ اس پیاسے کا سرمایہ، تنقید و دلیل کے مرتبے سے گزر کر اُن مظہرِ عجائب کی توجہ سے تحقیق تک پہنچ جائے، اور وہاں سے بسہولت آگے نکل جائے۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں، اور ان کے ہم نشینوں کو سلام اور اس میں یہ دعا بھی شامل ہے اور میں آپ سے قُربت رکھنے والوں سے دعائے خیر

Marfat.com

کی اُمید رکھتا ہوں۔

فائدہ:۔ "وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ صاحب بصیرت لوگوں کے ضمیروں سے یہ بات پوشیدہ نہیں، کہ اہل ظاہر کی اصطلاح میں جو ولایت عامہ سے واقف ہیں، خدائے باطل کی نفی کرنے والی یہ آیت آفاقی ہے۔ کیونکہ کافروں نے سورج، چاند اور تاروں کو مستحقِ عبادت سمجھ کر ان کے لیے خدائی آداب اختیار کر رکھے ہیں۔ حالانکہ ان کے بے استطاعت ہونے کے بارے میں تھوڑا سا غور کرنے سے بھی پتہ چل جاتا ہے، اور اس کام کے لیے کوئی زیادہ مجاہدے کی ضرورت نہیں، اور ولایتِ خاص کے لوگوں کے نزدیک کثرت کا وجود، بلکہ کثرت کا ثبوت، خدائے باطل کے اعتراف میں شامل ہے، چنانچہ اس ولایت میں آیت کریمہ میں کثرت سے تعلق کی نفی کی جاتی ہے، یہاں تک کہ اُس صاحب ولایت کی ذات وصفات کو بھول جانا، اس علم نسیاں کے نسیان سمیت ضروری ہے، بلکہ وہ کثرت کے مراتب میں عین وحدت کو پاتے ہیں، بلکہ کثرت کو عین وحدت سمجھتے ہیں۔

اور یہ حالت فیضِ عام کے ظہور کے غلبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ ایسے شخص کی نظر میں کثرت، وحدت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اور غلامی کے دائرے سے نکل کر خدائے باطل کے حکم میں داخل ہو جاتی ہے اور جب سالک کی نظر میں کثرت، آدمی کی توفیق کے مطابق وحدت کا حکم اختیار کر لیتی ہے اور وحدت کا نور ہر شخص کثرت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، تو اس پابندی سے تعلق توڑنا مجاہدات واقعی بلکہ خصوصی فضل سے تعلق رکھتا ہے، یہاں تک کہ اس طریقے سے عارف کا جوش وخروش اعتدال کی حد پر آجاتا ہے۔ اور غلامی کا وہ داغ جو قلتِ بصارت کی وجہ سے پوشیدہ ہوتا ہے، ظاہر ہو جاتا ہے، اور غلبہ

Marfat.com

کا وہ غبار جو دل کی بصیرت پر پڑ گیا ہوتا ہے فضلِ اخص سے مٹ جاتا ہے۔ سمجھ لو کہ یہ وہ بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ ہے اور وہ عبد اور معبود میں تمیز کر سکتا ہے اور وہ ولایتِ اخص سے اس طرح تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا ولایتِ خاص سے تعلق رکھتا ہو۔ پھر وہ غیب پر ایمان لانے والا بن جاتا ہے اور ترقی کر کے مرتبۂ شہادت و شہود و کثرت پر پہنچ جاتا ہے، اور کوئی پردہ نہیں رہتا۔ اور یہ تحقیق شدہ بات ہے۔ لیکن چونکہ ابھی اس کا وصل توجہ سے وابستہ ہوتا ہے، خواہ یہ توجہ بے کیفی کی ہو، اس لیے اس کا تعلق توجہ کے ذریعے خدائے باطل کے تعلق کی حیثیت رکھتا ہے، اور جب ایسے شخص کی توجہ بے کیفی کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے، تو اس توجہ کو قطع کرنے کے لیے مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب توجہ ختم ہو جائے، تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ وہ "عبدہٗ" رہ جاتا ہے اور اس کا تعلق ولایتِ خاص الخواص سے ہوتا ہے، اور یہ ولایتِ انبیا ہوتی ہے، ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر درود و سلام ہو۔ اس موقع پر یہ شخص حقیقی شرک کے تمام اثرات سے آزاد ہو جاتا ہے، اور وہ ایمان بالغیب والا مومن بن جاتا ہے، جیسا کہ کوئی اور مومن ایمان بالغیب والا ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے، جن کے حق میں کہا گیا ہے کہ "علما انبیا کے وارث ہوتے ہیں"۔ پس اس فرق میں، جو ولایتِ اربعہ میں ہوتا ہے، جا ملتے ہیں۔ لیکن ابھی حقیقی صفات کا لباس، پاکیزہ ذات کے وصال پر موقوف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دوران میں اس کا تعلق پاکیزہ صفات سے ہوتا ہے، اور چونکہ وہ صفات، جو قائم نہیں ہوتیں، دو پہلو رکھتی ہیں۔ ایک پہلو ذات کی حیثیت سے وجوب کا، اور دوسرا پہلو نفوس کی حیثیت سے امکان کا۔ اس عارف کا تعلق ان نفوس کے ساتھ غالبانہ ہوتا ہے۔ اور اس غلبہ کا سبب خواہشات کی باقی صفات کی خوشبو ہے، اور خواہش اگرچہ

Marfat.com

تھوڑی ہو، لیکن پھر بھی اسے ایک خدائے باطل کا درجہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا، جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا تھا" اس لیے اس خواہش سے قطع تعلق کرنا اور اس ذاتِ جامع کی طرف ترقی کرنا، اخص الخواص سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدہ کو کوئی دخل نہیں۔ اور جب یہ مرتبہ مل جاتا ہے، تو یہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے اور وہ خود اطاعت کے ذریعے کمالات نبوّت سے جا ملتا ہے۔ لیکن اس شخص کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔ جب اس آخری مرتبہ کے بارے میں تحقیق کی جائے، تو معلوم ہوگا کہ یہ حق سبحانہ، کے فضل و کرم سے عام نبیوں کے انوارِ نبوّت میں سے ایک حصّہ ہے، جو ہمارے نبیؐ اور ہمارے نبیؐ کی پیری میں دُوسرے انبیا کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ ان تمام انبیا پر سلام و درود۔ پس معلوم کیجئے، کہ تمام انبیا اور اولیا اس ذاتِ جامع سے ملنے والے ہیں۔ لیکن ہمارے نبیؐ کی نسبت حصولِ ذات کی طرف سے ہے، جس میں صفات کی طرف تھوڑا سا میلان ضروری ہے، اور یہ تھوڑا سا میلان تھوڑی سی خواہشات کی وجہ سے ہے، اور اگر یہ خواہشات اباحت و عزیمت کے مرتبے تک ہیں، تو اس کے کٹنے کی متقاضی ہیں، اور یہ شانِ عزیمت ہمارے نبی اکرمؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

"اے اللہ ہمیں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات سے ان کی تھوڑی سی متابعت کی برکت سے سہولت بخش۔"

مکتوب : ۱۰۶

میاں الہ دینؒ کے سوال کے جواب میں

اللہ تعالےٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے، اور اس کے ظہورِ عام

Marfat.com

کا رُخ خاص طور پر مظہر کی طرف ہے، جس طرح انسان کی صفات مثلاً سُننا، دیکھنا، بات کرنا وغیرہ کو حق تعالےٰ کی صفات کا فیض کہتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں صفاتِ حق نہیں کہتے، صفاتِ انسانی کہتے ہیں۔ اور ظہورِ خاص میں ان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے جوڑتے ہیں۔ اسے انسانی صفت نہیں کہا جا سکتا، جیسا کہ کلامِ حق کی صفت میں، جو متعدد کتبِ آسمانی میں ظاہر ہوا ہے اور حرف و آواز کے لباس میں سامنے آیا ہے۔ ان سب کو ہم کلامِ حق کہتے ہیں۔ اور حقیقت اس طرح ہے کہ انسان کو جو صفات ملی ہیں، ان کے فیض سے ان کا ظہور انسان کی صفت کا فیض قرار دیا گیا ہے، جس طرح کہ انسان کا بات کرنا، اور دیکھنا، اور انسانی علم وغیرہ اور ان دوسری صفات کا یہی ایک پہلو ہے، جو کلام کی صفت کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ صفت دو طرح سے ظہور میں آتی ہے۔ ایک عام اور ایک خاص۔ عام صفت کے ظہور سے انسان میں کلام کی صفت پیدا ہوتی ہے، اور اس سے وہ کلام کرتا ہے صفت کا یہ ظہور اور کلام کرنا انسان سے منسوب ہے۔ بشر کے کلام کو، جو کلامِ حق کا مظہر ہے، ہم کلامِ حق نہیں کہتے۔ کیونکہ بات کرنا انسانی صفت ہے اور انسانی کوشش سے تعلق رکھتا ہے۔ حرف اور آواز انسان کی کوشش اور حصول سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ظہورِ خاص کی بدولت اُن آسمانی کُتب سے، جو انبیا علیہ السلام پر نازل ہوئی ہیں، حق تعالےٰ کلام کرتا ہے، یہ کلام حرف و آواز کے لباس میں ہے، اور اس لباس میں جو کلام میں مدعا کی شکل میں ہے، نورانی حرف و آواز ہے۔ اس میں مخلوق کی کوشش کا کوئی حصّہ نہیں، بلکہ حق تعالےٰ نے اپنے کلام کو کسی واسطہ کے بغیر حرف و آواز کے لباس میں ظاہر کر کے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا، ہم آپ کو بہترین قصّہ سناتے ہیں۔ اور اگرچہ شہودِ اوّل مخلوق کے واسطے کے بغیر ہے، لیکن اس جامعہ شہودیہ

Marfat.com

کے مرتبے کو حق تعالےٰ نے ہرگز اپنی ذات وصفات نہیں فرمایا، بلکہ مخلوق فرمایا کہ ہماری مخلوق ہے اور جو کچھ ذات وصفات میں سے پہلی مخلوق موجود ہے، اُسے حق تعالےٰ کی ذات وصفات نہیں کہتے، بلکہ اسے ذات وصفات کا فیض کہتے ہیں۔ جیساکہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ دنیا میرے نُور سے ہے اور میں اللہ کے نُور سے ہوں، یعنی اپنے آپ کو ذات اللہ نہیں کہا، بلکہ نُور اللہ کہا۔ اور اس طرح عالم کو اپنا نُور کہا، اس طرح میں دُنیا کے ہر انسان کو حضرت کی ذات یا نُور نہیں کہتا بلکہ نُور کا فیض کہتا ہوں۔ سوائے کلامِ مطلق کے کہ اس کو ظہورِ خاص کی صفت جیساکہ اُوپر ذکر کیا گیا، مخلوق حرف و آواز کے لباس کے باوجود ذاتِ حق کا کلام کہتا ہوں۔ اور یہ نسبت صفتِ کلام کا محض خاصّہ ہے، جو صفات کے فیض کی طرح، فیضِ عام سے مستفیض ہے اور فیضِ خاص سے دُوسری صفات کے فیض سے ممتاز ہے۔ جو محض کلام نفس سے ظاہر ہے اور کسی بھی صفت کو اس معاملہ میں شرکت نہیں۔ اس بات کو میں زیادہ وضاحت سے کہتا ہوں کہ فیضِ عام سے ہر صفت، صفت کی ایجاد اور انسان کی صفات میں سے ہے اور اس صفت کے ذریعے انسان خود عالم کی بنیاد اور کلام کرنے والا ہے۔ اور انسان کی یہ صفت کلام کرنے کا باعث بنی، اور انسان کے کلام کی حیثیت میں کلام کرنا ایک اضافی بات ہے۔ اور حق تعالےٰ اپنے فیضِ خاص سے نفسِ مدعا کے لباس میں خود بخود کلام کرتا ہے جبکہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مظہرِ خاص ہیں۔ اور نُورانی حرف و آواز کے لباس میں حضرت جبرئیل مظہر ہیں۔ اس تکلم میں کلام کی صفت نہ غیر ہے نہ کوئی غیر متکلم ہے۔ کلام کرنے والا خود اپنے نفس سے کلام کرتا ہے، پس اس طرح حق تعالےٰ کی صفاتِ کاملہ کی توحید کے شہودِ اوّل کا فرق ظاہر ہو گیا۔ ان کا خلاصہ انسانی حقائق ہے، اور اس مقامِ حقائق پر انسانِ کامل یعنی

Marfat.com

آنحضرتؐ کی حقیقتِ انسانیہ اور انسانوں کے حقائق شہودِ اول میں درج ہیں۔ اور شہودِ ثانی میں تمام انسانوں کے حقائق ہیں، جن میں سے ہر ایک انسان کے رُوح اور جسم پر حاوی ہے، اور اس نے خارج میں مفصل ظہور کیا ہے، بالخصوص اس اثنا میں ہر ایک کو مقررہ اوقات پر رُوح اور جسم کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام پر روح اور جسم کی جامعیت پر وہی حقیقت ایک نشان پر موجود ہوتی ہے اور اس مقام پر روح اور جسم کے اسرار خصوصیت خاص سے مقررہ اوقات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ابدالآباد تک رہتے ہیں۔ اسرار کے ظہور کا یہ معاملہ اس دوسری جامعیت کی بدولت واقع ہوتا ہے۔ اہلِ جنّت کے لیے جنّت ہیں اور اہلِ دوزخ کے لیے دوزخ ہیں۔

شہودِ ثانی کے بعد ہر وہ حقیقت جو اس شہود میں ہوتی ہے، اپنی خاصیت کے ساتھ ظہور میں آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تاہم یہ تمام ظواہر، واجبی اعتبار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ہر حقیقت دُوسری حقیقت سے جُداگانہ ہوتی ہے۔ تاہم اس فیض کے ذریعے جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاصّہ ہے، یہ حکمت بالغہ سے فیض یاب ہیں اور کسی کو بھی اس سے گریز نہیں۔

مکتوب : ۱۰۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

آپ کا گرامی نامہ جس میں کئی معانی و اسرار مع چند سوالات درج تھے، وصول ہوا۔ اور اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی۔ لیکن چونکہ اس مکتوب میں بعض عبارات حضرت پیر دستگیرؒ کے طریقۂ احسنیہ کی اصطلاح کے مطابق نہیں، اس لیے ان کی تحقیق میں عرض خدمت ہے۔ کہ ان کی ثابت شدہ تحقیق کے مطابق عالم کو موہوم

Marfat.com

کہنا غلط ہے، کیونکہ عالم کی موجودگی صفتِ حقیقت کے اظہار کے لیے ہے نہ کہ صفت موہُوم کے لیے۔ اور جو لوگ عالم کے عدم استقلال کے پیشِ نظر اسے موہُوم کہتے ہیں۔ اور ہر لحظہ اسے تیزی سے موجُود و موہوم دیکھ کر اس پر اس بات کا اطلاق کرتے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ موجُود ہونے اور معدوم ہونے کے دونوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو بھی موہوم نہیں؛ بلکہ وجُود کے پہلُو سے اپنے وقت پر حقیقی وجُود ہے۔ اسی طرح عدم کا پہلو اپنے وقت پر حقیقت کا وجُود ہے، اور وجُودِ عالم سے مراد، وجُود کا پہلُو ہے نہ کہ معدُوم کا پہلو ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

چنانچہ اس لیے ہم وُجود کے پہلو کو جو حقیقت کا عالم ہے، جانتے ہیں لیکن یہ غیر مستقل اور ہر لحظہ متبدل و متغیّر ہے، ہم جانتے ہیں، کہ یہ تغیّر و تبدّل حقیقی ہے، وہم نہیں اس لیے تغیّر و تبدّل وہمی نہیں۔ پس جس پر دو واقعات گزر سکتے ہیں، وہ وہم کیسے ہو سکتا ہے یہ عجیب تحقیق ہے۔ کہ جانتے ہیں کہ یہ شہُود و غیب دُوسرے مرتبے میں مطلق ہے، تاکہ اس شہُود میں صفتِ حقیقی کا ظہُور ہو۔ اس لیے شہُود جو حقیقت کا مظہر ہے، کس طرح وہم ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ استقلال لازم نہیں، اس لئے اگر اسے وہم کہیں، تو ضرُوری نہیں کیونکہ اس کا تغیّر و تبدّل صاف صاف عدم استقلال کی نشان دہی کرتا ہے، اس لیے ہم عالم کو حقیقی کہتے ہیں۔ اور عین تغیّر و تبدّل میں جو نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ وہ بھی وہم نہیں ہوتے۔ نکات و خلاصہ کی کتابوں میں غور کریں، تاکہ اُن کی اصطلاحات سے واقف ہو جائیں، دوسرا یہ کہ آیت کریمہ "ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو" کو پیش نظر رکھو۔

میرے عزیز! آنحضرتؐ اگرچہ تمام مخلوقات میں سے افضل اور تمام انبیاءؑ کے سردار ہیں، اور اصل میں ان کے شہُودِ اوّل کی تخلیق سے علوم و معانی اُن کے

Marfat.com

حصّے میں دیئے گئے ہیں، لیکن ان کی اطلاع وقت مقرّرہ پر رکھی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خلافت کے طریقے سے علوم و معانی کے حساب سے، جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ ہیں، شہودِ اوّل میں اپنے مرتبۂ مخصوصہ میں ظہور فرمایا ہے۔ اور جامعیت مذکور کو ملّتِ ابراہیمی سے منسوب فرمایا ہے اور دُوسرے انبیا کو بعض کمالات و معانی کے حساب سے خلافِ ظلّیت رکھا ہے۔ اور ایک منفرد ملتِ جامع پیدا کی ہے، اور اس جامعیت و انفرادیت کے مطلب کی اطلاع اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی پر موقوف تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "ہم نے تجھے وہ علم دیا، جو تو نہیں جانتا تھا" نیز یہ بھی فرمایا "اور ہم نے تجھے نادار پایا اور پھر مالدار کر دیا" اور جب آپ کے ظہور کا وقت آیا اور آپ ظاہر ہوئے۔ اور بشریت کے تقاضے کے مطابق لباس کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ملت کو اختیار کرتے لیکن چونکہ ان کی جامعیت کا سرچشمہ ملّتِ ابراہیمی تھا۔ اس لیے ان کی پیروی پر مامُور ہوئے، تاکہ اس کے مطابق جامعیت کے تمام مرتبے وضع کریں اور مرتبۂ تفصیل پر جلوہ نمائی کریں اور "وَاتَّبِعْ" (پیروی کرو) کا لفظ معاملے کو آگے بڑھانے کے لیے ہے تاکہ جامعیت کی تفصیل کے مرتبے کو حاصل کیا جا سکے۔ ورنہ حقیقت میں مقدمہ جامعیت کی تفصیل کے تحت ہے اور مقدمہ سے مقصُود تفصیل ہے اور جب تم نے اسے سمجھ لیا تو یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت ابراہیمؑ اور ہمارے نبی کریمؐ پر دُرود شریف ان کے مقدمے کی شان کی وجہ سے ہے۔ اور ہمارے نبیؐ پر ان کی شان اور جامعیت، جو کہ اصل مقدمہ ہے کی وجہ سے ہے اور مقدمہ سے مراد اس کا اجمالی ظہور ہے، اور نبوّتِ ابراہیمی تو اپنی انتہا کو پہنچ گئی، لیکن ہمارے نبی کریمؐ کی نبوت یوم قیامت تک قائم رہے گی، اور اسی طرح ان پر قیامت کے دن تک دُرود شریف رہے گا۔ اور امتِ مُسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کے حق میں، اُن کی شان کی بلندی

Marfat.com

اور ان کی دلیل کی جامعیت کی وجہ سے قیامت تک درُود شریف پڑھتے رہیں۔

مکتوب : ۱۰۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اللہ تھا، اور اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ اللہ کی ذات ظاہری کمال کی صفات کی جامع ہے اور اس کی ہر صفت اس کے مخصوص حُسنِ ازل، جس میں مظاہر سے بے نیازی بھی شامل ہے، کے مظاہر کا تقاضا کرتی ہے۔ پس اس نے اللہ کی قُدرت کو غیب الغیب میں ظاہری وجُود کی جہت کی تخصیص سے دو فعلوں کی تصحیح کے ساتھ دیکھا۔ کسی نے بھی اس کی موجودیت کے اوقات کو جس طرح وُہ جانتا تھا، نہیں جانا۔ جس طرح اس کی ہر صفت اپنے تقاضے سے پہلے علم سے متعلق ہے، اس طرح اس کے ساتھ علم کا تعلق ہے اور یہ مرتبۂ غیب الغیب ہے، یہ ایک مخفی خزانہ ہے اور یہ حقیقتِ عالم ہے، جو کہ اس حیثیت سے مقدر ہے، اور مرتبۂ تقدیر میں وجودِ علمی بلکہ تقدیری کے نام سے معرُوف ہے، اور خارج میں اصلی اعتبار سے موجُود نہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا، کہ وہ موجود ہو، تو پھر اس نے غیب الغیب کے مرتبے سے تعلق کا ارادہ کیا۔ صفتِ تخلیق اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہے۔ جو اولاً مجموعی اعتبار سے منظورِ محض ہے اور یہ جامع ظہور ہے، جس کی ترتیب میں اطلاقی طور پر تمام صفات شامل ہیں۔ اب یہاں وہ ایک ایسی مقدُور اور معلُوم و موجود ذات ہے، جو کسی شے میں نہیں، سوائے ایک شئے کے، اور اس مرتبہ کو دو ناموں یعنی معلُوم، اور مُراد سے موسُوم کرتے ہیں اور مقدُور تعلقِ قدرت کی وجہ سے ہے۔ اور اس کے ساتھ ارادہ و علم ہے، اور مخلوق و موجود،

Marfat.com

تخلیق وایجاد کے تعلق کی وجہ سے ہے۔ جب یہ پوچھا جائے، کہ عالم کی حقیقت کیا ہے، تو جواب میں کہا جائے گا، کہ یہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کے تقاضوں کا ظہور ہے، جو پوشیدہ تھیں۔ اور جو عین پوشیدگی میں دنیا کے خارج کے ابتدائی اوقاتِ مقدورہ میں ظہور کے لیے مطلوب و مراد و معلوم تھیں۔ اور نورِ محمدی کی تفصیل نکات میں مذکور ہے اور یہ طریقۂ احسنیہ کے بانی کی روشنی اور تحقیق سے حاصل کیا گیا ہے، کیونکہ ہمارے پیر و مرشد کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی صفات، ذات واجبی کی طرح ظاہر ہیں۔ اور ظاہر کی ظاہریت تحصیلِ حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ غیب الغیب میں ضمنی تقاضے خارجِ دنیا میں اس ثواب و عذاب سے بلاشبہ و نادیل، تعلق کے ظہور کا تقاضا کرتے ہیں، اور صوفیائے کرام، جو اہلِ ولایتِ خاصہ ہیں، کے نزدیک صفات عین ذات ہیں، اور ذات اضافات سے خالی ہے، اور صفات علم واجبی کے مرتبہ کے سوا، ذات سے علیحدہ ہیں، اور ان کے نزدیک تجیز دو طرح کا ہے، اجمالی اور تفصیلی۔ پہلے کو وحدت، اور دوسرے کو واحدیت کہا جاتا ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ پہلا عکس اجمالی ہے اور دوسرا عکس تفصیلی ہے، اور دوسرے کو اعیان ثانیہ کا نام بھی دیتے ہیں، اور بعض دوسرے کو صورِ علمیہ کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس مرتبۂ ثانیہ کو حقیقتِ عالم اور عالمِ انعکاس بھی کہتے ہیں۔ یہ دوسرا مرتبہ ظاہری وجود میں نور کا آئینہ ہے، اور اس تحقیق میں ثواب و عذاب مشکل ہے، سوائے دُور از کار تاویلوں کے، جیسا کہ اہلِ سکر کی شان ہے، اور اسے علمی اعتبار سے حق اور عالم سے خارج قرار دیتے ہیں، اور انہیں اس سلسلے میں کوئی شبہات واقع نہیں ہوتے، جیسا کہ "تقابل الصفات فی نکات الاسرار" میں ذکر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک عالم کی حقیقت اللہ تعالےٰ کی ان صفات کا عکس ہے، جو عدم کے

Marfat.com

کے آئینے میں ہیں۔ اور عالم اس کے وجود کا فیض ہے، جو ان تمام سایوں اور عدم کے ساتھ اور وجود اور صفت کی حیثیت سے، وہم کے مرتبہ میں ہے، اور وہم کا یہ مرتبہ صانع کی ایک قسم کی صفت سے پیدا ہوا ہے، جسے دُور نہیں کیا جاسکتا، یہاں عذاب و ثواب کا ترتیب پانا، نادیلات سے بیان کیا جاتا ہے، چنانچہ ان نکات اور تحقیقات کے درمیان فرق کو معلوم کیجئے، اہل بصیرت کے نزدیک ان کی اصل ایک ہی ہے۔

مکتوب : ۱۰۹

حضرت صوفی بلندؒ کی طرف لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، حمد و ثنا کے بعد محبِ صادق، طالبِ حق اور بلند ہمت کی خدمت میں سلام پہنچے۔ آپ کا شفقت نامہ ملا۔ جس میں حضرت کی عبارت کے بعض نکات کی شرح کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔ ہم بے مایہ کو اتنی جرأت کہاں، کہ وہ کلام جو مرتبۂ خلافت سے تعلق رکھتا ہو، اسے بیان کریں۔ اور اپنے خیال سے اس حقیقت کے متعلق لکھیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ وہ بزرگ خلافت و نبوت تک پہنچنا آسان نہیں سمجھتے۔ لیکن جو کچھ بزرگوں سے سُنا ہے اور جو کچھ مری ناقص سمجھ میں آیا ہے، اُسے بیان کر دینا چاہیے۔ جان لیجیے کہ ولایتِ خاصہ میں علم کے ذریعے پہنچنا اور اس سے فیض یاب ہونا معلوم الکیف اور ولایتِ اخص میں علم کے ذریعے پہنچنا حضوری ہے۔ لیکن اس علم میں سے تھوڑا سا باقی رہتا ہے۔ اور اس کا حاصل مجہول الکیف ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلی توجہ میں معلوم اور دُوسری توجہ میں مقصود ہے، اور ولایتِ انبیا کے کمالات میں علمِ حضوری تک پہنچنا حصول کی بُو نہ

Marfat.com

رکھتا ہے۔ لہٰذا اس مقام پر یافتِ مطلوب، ادراک کی یافت کے بغیر ہے۔ اس کے برخلاف مرتبۂ اخص، جو توجۂ خفی کے ذریعے بھی معلوم ہو جاتا ہے، جیسا کہ توجۂ خفی کی شان ہوتی ہے۔ پس یہ اصل سے ملنے والا اللہ کے علم کے ساتھ اللہ کے علم کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ مرتبہ، توجۂ معدوم کا ہے، عرفان بھی غیر موجود ہوتا ہے، کیونکہ عرفان علمِ حصولی سے تعلق رکھتا ہے اور اس مرتبہ پر یافت بلا ادراک بھی تحقیق شدہ ہے۔ اور چوں کہ علمِ ازلی کے ساتھ حاضر ہے، علم کا جاننا ضروری ہے۔ پس حق علم سے معلوم ہے اور اس کے سوا نہیں۔ یعنی نہ اہلِ ولایتِ خاصہ کی طرح، کہ وہاں معلوم، حصول کے طریقے سے ہوتا ہے اور نہ ہی اہلِ ولایت اخص کی طرح کہ وہاں معلوم مجہول الکیف ہوتا ہے اور ولایتِ انبیا میں، یہ اگرچہ معلوم ہے، لیکن مجہول الکیف نہیں، بلکہ معدوم اور معدوم الکیف ہے۔ چنانچہ حضرتؒ نے یہ جو فرمایا ہے کہ معلوم، ہیچ نہیں، نہ محصول تو مجہول کے معنی کو ظاہر کرتا ہے، اور مشیّتِ معلوم معدوم الکیف ہے اور یہ امامت کا مرتبہ ہے جو علم کے حضور میں حاضر ہے، اگرچہ وہ واصلِ اصل ہے، لیکن واصلِ صفات بھی ہے، اور ابھی وصولِ ذات میں صفات کا حصول ہے اور یہ جو فرمایا ہے "معلوم ہیچ نہیں، نہ محصول نہ مجہول۔ اور اللہ تعالےٰ کی، جیسے تعریف کی جاتی ہے، مجہول الکیف ہے لیکن معلوم بلا کیفیت ثابت ہوا ہے۔ اور انبیاءؑ کے کمالاتِ نبوّت میں سے اسے حصہ حاصل ہے، کیونکہ ذات، اپنی ذات کے ساتھ حاضر و علیم ہے اور علم اس کی قابلیتِ ذاتیہ ہے، اور ولایتِ انبیاءؑ کے مقام پر علم کے ساتھ حاضر ہے، اور علم کے ساتھ حاضر ہونا گویا، ایک زائد صفت، صفتِ علم، کے ساتھ حاضر ہونا ہے، اور یہ صفت زاید یہ عجیب معلوم ہوتی ہے اور ذات کا اپنی ذات کے ساتھ حاضر ہونا، قابلیتِ ذاتیہ کے علم کا محقق ہونا ہے اور یہ اس پر زائد نہیں،

Marfat.com

اور جب ذاتی طور پر حاضر ہو اور تعلق معلوم ہو تو یہ علم ہے، چنانچہ "معلوم" کچھ نہیں جیسا کہ مرتبۂ ولایت میں ہوتا ہے کہ علم حاضر ہے اور بے کیفی کی معلومیت موجود، اور مرتبۂ نبوت میں کہ ذات خود حاضر ہے اور معلومیت غیر متحقق۔ معلومیت تین اقسام کی ہوتی ہے اور مرتبہ خلافت میں اس کا آنا متحقق ہے۔ کیا حق اور کیا غیر حق، کمالِ خلو موجود ہوتا ہے۔ خلو غیر حق سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور حق یعنی مرتبۂ خاصہ واخص سے جو کچھ ملتا تھا، اُسے حقیقی حق سے جا ملنا چاہیئے، اور عرفان کے مرتبے سے آگے نکل جانا اوراک کے ماحصل کو پا لینا، ولایت انبیا میں پسندیدہ ہے، اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور خلافت میں بہتر طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔
اور جو کچھ میاں محمد شریف (اللہ انکے راز کو پاک کرے) نے فرمایا ہے، تو جاننا چاہیے کہ یہ معلومیت کی نفی حضرتِ ذات کے حصول میں علم کے ظہور کی بدولت ہے۔ نہ کہ وجودِ علم کی راہ سے، یعنی جو کچھ حضور وظہورِ علمی میں معلوم ہوتا ہے اُس کا خود حضورِ ذات پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم صفتِ وجودِ علم کے قابل ہونی چاہیے۔

میرے عزیز، سوالات کے تتمہ کا جواب اس عبارت میں درج کر دیا گیا ہے، اسے غور و فکر سے سمجھ لو اور اسے اسی طرح یاد کر لو۔ اسی تھوڑے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مکتوب : ۱۱۰

فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ وغیرہ کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے، آپ کی ذات بابرکات ہمیشہ سیدھے راستہ پر رہے۔ سوالات اور روایات کے مطالعہ، نیز اللہ تعالےٰ کی کمالِ قدرت

Marfat.com

کے بیان میں مسودہ تصنیف، اور اس کے استثنا سمیت جو اس کی قدرت میں ہے، کا ملاحظہ کرنے سے پوری حقیقت واضح ہو گئی، اور ان دوستوں کی زبان سے بھی جو استفتاء کرائے تھے۔ آپ کی خواہش و طلب معلوم ہو گئی، تاکہ اسے پورا کیا جائے۔ اس فقیر کے خیال میں حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس شے کو قدرت کے تحت دینا، قادرِ مطلق کے کمال میں نقصان ہو، اسے قدرت کے تحت دینا غلطی ہے، چنانچہ اللہ تعالے کی ذات و صفات اور اس کے عدم ممتنع الوجود میں، جو باری تعالے کا شریک ہو، اگر اس کے ماننے سے اللہ تعالے کی ذات و صفات کو نقصان نہ پہنچے، تو بعض حالات میں محض قبول، جیسا کہ ممکنات ہیں۔ اور بعض حالات میں سکوت جیسا کہ محال عقلی باتوں میں، اور اس کا علم اس علام الغیوب پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر اس بات سے اہلِ مجلس کی تسلی ہو جائے، تو ٹھیک ہے ورنہ آپ خود دانا ہیں، کسی اور کی ضرورت نہیں۔

مکتوب : ۱۱۱

مذکورہ بالا بزرگ کے نام ہی تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ آپ کے نوازش نامہ کے موصول ہونے سے گمان و قیاس واضح ہو گیا، ہر مبتدی اور متوسط اپنے کمال سے جو کچھ حاصل کرتا ہے، اُسے ظاہر کر دیتا ہے۔ ولایتِ عالیہ کی انتہا تحصیل علم کے ذریعے اجتہاد کے درجے تک ہے۔ اس ولایت کے کمال کے لیے جمعیتِ باطن شرط نہیں ہے۔ اگر جمعیت مل گئی، تو اس مرتبہ کے مناسب ہے اور ولایتِ خاصہ کے سایہ کی انتہا، انوارِ روحانی کا سایہ ہے، اور روحانی کمالات کا ظہور اور اس کا آرام ظاہری، باطنی اور نوری تجلیات میں ہے۔ اس کا پالینا اس

Marfat.com

پر منحصر ہے۔ اگر تجلیات کے ظہور میں توقف ہو جائے، تو وہی وقت بے آرامی کا ہے اور وہ نور کو بعید سمجھتا ہے اور اہلِ ولایتِ خاصّہ کے وصل کی انتہا انوارِ نفس کا ظاہر ہونا نیز مراتب ارواح کا پالینا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شیوخؒ نے فرمایا کہ میں تیس سال تک خدا کی جگہ روح کی پرستش کرتا رہا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل میری دستگیری نہ کرتا، تو اس ہلاکت خیز مقام سے نجات پانا محال تھا۔ اور اُن کا کاروبار شہود سے متعلق ہے۔ اور ان کے اکثر بلکہ تمام معارف بے شہود اور بے آرام ہیں، اور ان کا کچھ حاصل نہیں، ان کا اکثر یہ کہنا ہے ؎

دمے بے حق زدن محض این گناہ است   بخود مشغول بودن کفرِ راہ است

ترجمہ (حق کے بغیر ایک سانس بھی لینا محض گناہ ہے، اپنے آپ میں مشغول رہنا، راہ حق سے ہٹ جانے کے مترادف ہے۔)

شہود کے مقام پر غیریت کا ثبوت دینا اُن کے نزدیک کفر اور زندیقی ہے، اور اس مقام پر ان کی منزلِ مقصود، اپنے مطلوب سے مل جانا ہے۔ اور ان کا وصل، وصلِ تلبیس ہے، یعنی تلبیس کے بغیر انہیں اپنے مراتب نہیں ملتے۔ اور اہلِ ولایت کی آخری منزل ملائے اعلیٰ ہے، جو انوارِ روحانی کے مراتب سے پرے ہے۔ اور اس کی معرفت محسوساتِ خمسہ سے بہت آگے ہے، اور شریعت کی زبان سے بڑھ کر جو بات کی جائے، ہرگز پسندیدہ نہیں ہوتی، اور یہ اس حد تک ہے کہ اگرچہ اس مقام پر عرفان مطلوب ہوتا ہے، لیکن ابھی اس کا معلّم بھی موجود نہیں۔ اور اس مرتبے کے لوگ اہلِ جہالت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ حقیقتِ مطلوبہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور اکثر کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے ؎

عنقا شکار کس نشود، دام باز چیں   کانجا ہمیشہ باد، بدست است دام ما۔

ترجمہ عنقا کسی سے شکار نہیں ہوتا۔ اپنا جال اٹھا لیجئے۔ کیونکہ اس جال سے صرف

Marfat.com

ہوا ہی قالو میں آتی ہے۔

اور ان کا وصل، عُریاں وصل کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ ان کا باطن ظلی، کشفی، نوری اور شہودی حیثیتوں سے خالی ہوتا ہے۔ اور ان کا مقصد ہمیشہ اپنے مطلوب کو نہ پانا ہوتا ہے، اگر ایسے شخص کے باطن میں کشفِ شہودی کی کوئی بُو آجائے، تو وہ حد درجے کا انکار واستغفار کرتا ہے اور اس مقام پر حدیث "جب میرے دل میں کشمکش برپا ہوتی ہے......" کا سہارا لیتا ہے۔

ولایتِ انبیا کے اہلِ کمال کی آخری منزل سایوں سے پرے، اور جہالت سے پاک ہے۔ بلکہ عرفانِ ظلی مفقود ہے اور علم اصلی موجود، اپنے آپ میں بے خود ہے۔ لیکن کسی تعریف کے بغیر۔ ایسا شخص عقل کے دائرے اور کشفِ ظلی سے دُور ہوتا ہے۔ اور اشیائے خاصہ کی حقیقت تک پہنچنے میں یگانۂ روزگار ہوتا ہے۔ اور ایسے عزیز کا وصل یاس سے ہوتا ہے اور اس وصلِ سعید میں نایافت کی حقیقت میسر ہوتی ہے۔

وصفِ تُرا چنانچہ تُوئی، چُوں کنم بیان   کز ہر چہ در خیال من آید زیادہ ای

ترجمہ۔ تو جیسا ہے میں اس کا وصف کس طرح بیان کروں۔ کیونکہ جو کچھ بھی میرے ذہن و تصور میں آتا ہے۔ تو اُس سے کہیں زیادہ ہے۔

اہلِ کمالاتِ نبوّت کی اہلیّت کے بارے میں کیا بیان کروں، اور جو کچھ بیان ہوگا، بہت کم آدمیوں کی سمجھ میں آئے گا۔ اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے منتقی لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں، کہ وہ ان لوگوں کے لیے دعائے نجات یا استغفار کریں، جنہوں نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہو، ان کی مثال مُردہ لوگوں یا نشہ بازوں کی ہے یا ان کی، جو دُوسروں کا مال جان بُوجھ کر یا ظلم سے ہتھیاتے ہیں، جب تک وہ توبہ

Marfat.com

ذکر لیں اور اصلاح نہ پالیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان امور کے بعد آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ "جس طرح کہ وہ ظلم کرتے تھے، اور آپ ان کو سمجھنے والے تھے۔"

مکتوب : ۱۱۲

بحقائق آگاہ محمد نافعؒ کے تفسیر تسمیہ کے سوال کے جواب میں۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

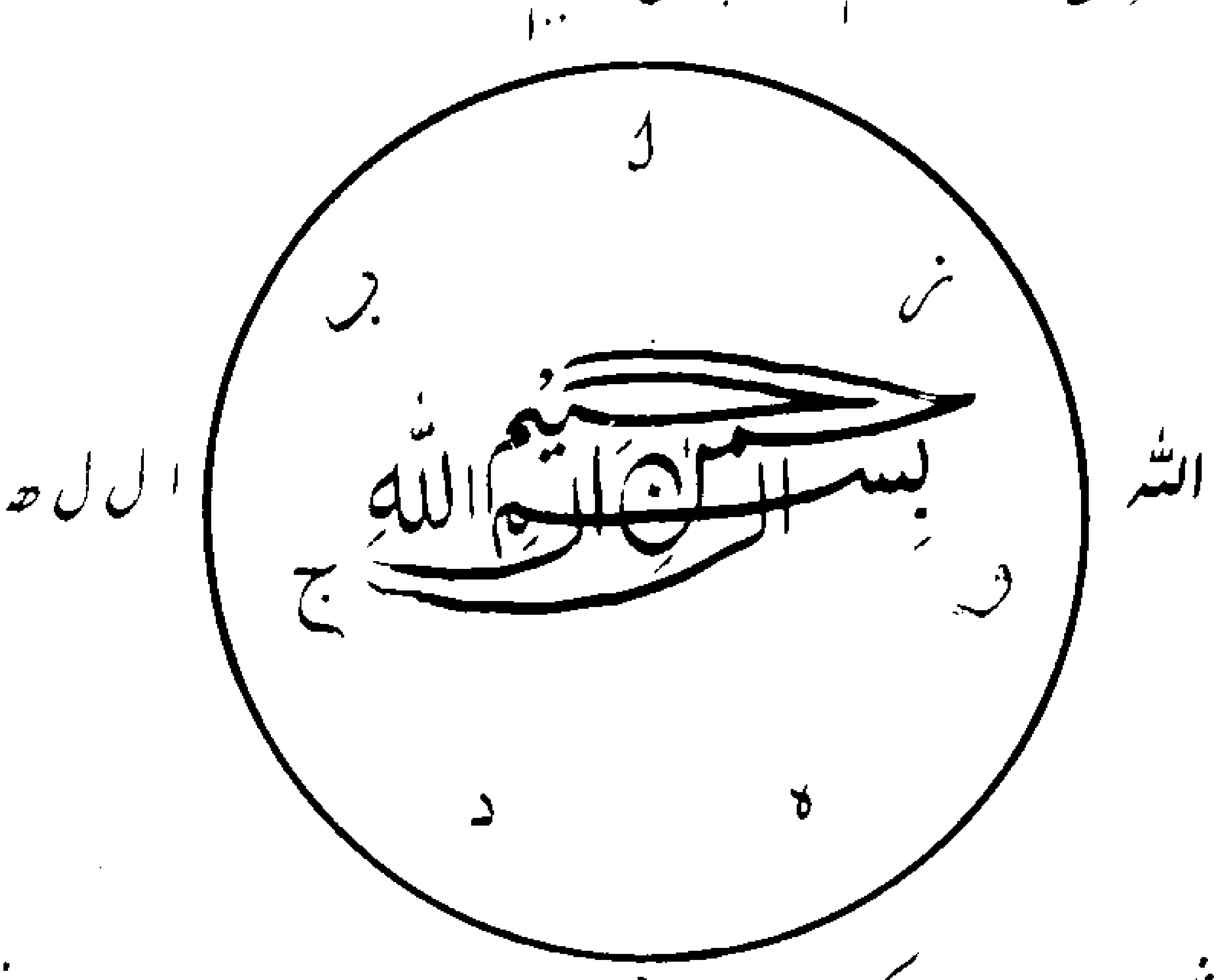

(۱) چشمہ اوّل میں جو "لام" کی طرف ہے، تین سو اسماء جو زبور میں درج ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

(ب) رحمٰن کے نام کے اسرار کتب انبیاء میں ایک ہزار ہیں۔ اور ان کے علاوہ چار اور مذکور ہیں، جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

(ج) رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جن کی تسبیح ملائکہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوگا۔

Marfat.com

([illegible]) چنانچہ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیاء کا ذکر ہے ہمارے نبی پر سلام و درود۔

([illegible]) لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں، کہ اُن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

([illegible]) اور لام اول میں قرآن میں مذکور ۹۹ نام ہیں۔ اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

([illegible]) لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسم اعظم ملاحظہ ہو کر الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

اور جان لینا چاہیے کہ اسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی الف اور لام اول مندرج ہیں۔ کیونکہ اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں اور اسم رحیم کے مراتب، لام کے حقائق کا ظہور ہیں۔ اور حقیقت میں تمام اسماء کا رجوع الف سے ہے، کیونکہ یہ غالباً اسم اعظم کا مظہر ہے۔ اس مختصر لوح ایجاز ملاحظہ کیا جانا چاہیے۔ اگرچہ ان سب کا ملاحظہ علی حضوری سے ہے تاہم جس قدر میسر آ جائے، قرأتِ تسمیہ کا ملاحظہ غنیمت ہے۔ دوسرا یہ کہ ابتدائے تسمیہ کے بارے میں یہ سمجھنا چاہیے، کہ الف سے لام اور میم سے مراد ذات، صفات اور کمالات ہے۔ الف سے مرتبۂ ذات اور لام سے مرتبۂ صفات، اور میم سے مرتبۂ کمالات۔ اور اس کے ساتھ پہلے بیت یعنی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں الف لام میم کے نقطۂ تدویر (گولائی) میں ذات کا بیان ہے۔ اور نقطہ، اور دائرہ، اور محیط کہ جو لکھا گیا ہے، اطاعتِ ذات کی مثال ہے۔ کیونکہ تسمیہ کہ اس معنی میں الف لام میم کا نقطہ تدویر کہا گیا ہے، اور تدویر کا ذکر محیط کے ساتھ رمز یہ ہے، کیونکہ ذات کا مرتبہ، صفات اور کمالات کے تمام مراتب کا سردار ہے اور دونوں مراتب بے کیفی کے تابع ہیں۔ چنانچہ نقطہ سردار اور مقدم ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ دائرہ کے وجود اور اس کے محیط کی حقیقت ہے، اور چونکہ تسمیہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا مظہرِ کامل ہے، اس لیے تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کو کمالِ ذات کے مظہر کی حیثیت سے

Marfat.com

نقطہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ان تینوں حروف مقطعات کو اس کے ماتحت کیا گیا ہے کہ سیدھا الف درمیان میں لایا گیا ہے اور دوسرے بیت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے کیونکہ اگرچہ ذات کی نسبت سے کمالات کو مرتبہ نقطہ حاصل ہے لیکن کمالات کی نسبت سے خود بمنزلہ نقطہ ہے۔ اور چونکہ کمالات کو محض پوشیدہ رکھا گیا ہے اور ذات وصفات ظاہر، اس لیے نقطہ سے ذات کو اور محیط سے صفات کو یاد کیا گیا ہے اور محیط کا ارشاد کمالات کی طرف خطاب کرتا ہے اور تیسرے بیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں الف لام میم نے نقطہ کے دائرہ کا ارشاد کمالات کی طرف ہے۔ اور چونکہ کمالات صفات کے اندر درج ہیں، اور دائرہ بھی نقطہ اور محیط کے درمیان درج ہے، اس لیے کمالات کو دائرہ میں بیان فرمایا گیا اور چونکہ ذات، صفات اور کمالات میں بے کیفی کی نسبت ہے، تینوں ابیات میں الف لام میم لائے گئے ہیں، حالانکہ خصوصیت کے لحاظ سے ہر ایک حرف میں ''لاھو'' اور ''لا غیرہ'' سے حضرت جیو قدس سرہ کی مراد یہی ابیات مفصل ہے۔

آں جناب نے ان ابیات کے معنی خوب سمجھے ہیں اور اس مختصر کو اس تفصیل کے ساتھ جمع کر کے حاضر ہوتے ہیں۔ چونکہ تسمیہ کے گرد حرف اللہ اور دوسرے اسماء ہیں جن کا تسمیہ میں اشارہ کیا گیا ہے، تین ہزار اسما کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس لیے ہر ایک حرف اور اسم پر سے خاص خط کھینچ دیا گیا ہے۔ شاید اس کے دیکھنے سے سمجھ میں نہ آتے۔ اس لیے اس بات کو تفصیل سے عبارت میں بیان کرتا ہوں۔

تسمیہ میں اللہ کا نام ہزار اسماء کا جامع ہے اور یہ چار انبیاء یعنی حضرت سرور کائنات، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام

پر سلام، در رود) اس نام کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ۹۹ نام جو تمام کے تمام اسمائے الٰہی ہیں الف لام میں درج ہیں۔ لیکن غالباً پہلے لام میں اور تین سو تسبیحی نام جن کی تعلیم حضرت موسیٰ کو دی گئی توریت میں مذکور ہیں۔ اور لام ثانی میں حقیقت کے کمالات ہیں۔ اور تین سو اسماء، جن کی تسبیح کا حکم حضرت داؤد کو دیا گیا۔ اور زبور میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ چشمہ اول "ہ" کے کمالات حقیقت ہیں اسم اللہ میں، ہیں جو لام کی طرف۔ ہیں اور تین سو نام، جن کی حضرت عیسیٰ تسبیح کیا کرتے تھے انجیل میں درج ہیں۔ اور حرف "ہ" کے چشمہ ثانی میں جو طرف رحمٰن میں ہے۔ حرف "ہ" درج ہیں۔ اور چشمہ ثانی کے کمالات حقیقت حروف ہیں۔ اور اسم اعظم الف۔ اور لام اول میں ہے، لیکن غالباً اسم اللہ کے الف میں ہزار نام درج ہیں، جو اسم اللہ کے بیان میں آتے ہیں۔ ایک ہزار اسماء جو چار مذکورہ انبیاء کو تسبیح کے لیے دیئے گئے، وہ اسم رحمٰن کے اسرار ہیں۔ اور ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اور ایک ہزار اسم جن کی تسبیح کی جاتی ہے، اسم رحیم کے کمالات ہیں۔ اور اسم رحمٰن کے مراتب اسم اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں۔ اور اسم رحیم کے مراتب لام اور ہا کے حقائق کے ظہور ہیں۔ اور تمام اسماء، جو تعداد میں لاانتہا اور ان گنت ہیں، اللہ کے الف سے رجوع کرتے ہیں، جو غالباً اسم اعظم کا مظہر ہے۔

چنانچہ اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ جو کوئی تسمیہ پڑھتا ہے، بظاہر تمام اسماء کو پڑھ لیتا ہے۔ اندراج کرنے میں اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اضطراراً اور دوسرے جہلاً۔ ہم میں سے بعض عالم ہیں اور بعض جاہل۔ اور یہ فرق مراتب ہر ایک کے لیے ہے، جو یا تو جماعت کی تقلید کے لیے اضطراری طور پر بولا جاتا ہے۔ یا اختیاری طور پر۔ اور اسی طرح بزرگی کے بھی تعلیم مرشد کی وجہ سے دو مرتبے ہیں،

Marfat.com

جیسا کہ پہلا نادی امکانی ہے، اور یہ بھی تقلید والا ہے، اور ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے، یا حضور بیتری یا علم حضوری کا اطلاق ہے سب ہے، اور یہ عارف ہے جو تسمیہ کا کلام حضور علم سے کرتا ہے، اور تسمیہ میں تمام اسمائے الٰہی حقیقی طور پر بغیر گنتی اور بغیر جز کے شامل ہیں۔

آپ کا خط بے انتہا انتظار کے بعد فقیر کو ملا۔ جو کچھ میری ناقص فہم میں آیا اور جو کچھ میں نے حضرت پیر جی سے سمجھا اُسے پیش کر دیا۔ اس نعمت کی تحصیل کے لیے دُور و نزدیک سے لوگ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے

مکتوب : ۱۱۳

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اگر سالک نے تمام لطائف کی سیر کر لی ہو، اور ... کی حالت کو پہنچ گیا ہو، اور اس کی نظر اوپر کی طرف چلی گئی ہو، تو پھر جب چاہے گا کہ اسی طریقے سے دوبارہ نزول کر کے اس کی تفصیل معلوم کرے تاکہ اس طریقہ کی خصوصیت میں شامل ہو جائے تو وہ نیت کر کے طور پر پانچ روز تک ہر ایک لطیفہ کی سیر کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی لفظ میں مبتلا ہو کر نہ رہ جائے۔ اور اگر اسم ذات کی تکرار میں زبان اور دل کو اس بے کیفی کی طرف متوجہ رکھے، جسے اس نے حاصل کیا ہو، تو یقین ہے کہ وہ ... ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب اسم ذات کی یادداشت پر پہنچ جائے، تو رفتہ رفتہ اس طرح عروج کرے گا کہ نظر اسم پر نہیں رہے گی، اور اس کا مطلوب محض بے کیفیت ہو گا۔ تکرار میں نظر اسم پر ہو گی، اور مسمیٰ کو پیشِ نظر رکھے گا۔ اور اسم کی یادداشت میں نظر اسم سے مسمیٰ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اور جب بے کیفی پر نظر مضبوط ہو جائے گی تو

Marfat.com

نظر لطائف سے اکھڑ جائے گی، اور اس کا تعلق جسم کے پرے سے ہو جائے گا۔
اور جب یہ ہم سے پرے متوجہ ہو گی، تو پھر یہ نظر روحانی ہو گی۔ اور اگرچہ یہ
مراتب سب کیف بدن گئے پھر بھی ایک طرح داخل وصل ہو گی۔ اور اس مرتبہ
کو نفس ولایت خاصہ کے ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ فضل خاص ہے۔
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسی مقام پر کئی کئی سال گزر جاتے ہیں۔ اگر مرشد صاحب
اصل ہو تو اس کو اس مرتبے سے کسی کی توجہ کے ذریعے اور اکثر تعلیم کے ذریعے
باہر نکال لاتا ہے۔ سالک اس کی تعلیم سے آگاہ ہوتا ہے، اور صاف صاف دیکھتا
ہے کہ میرا مرشد الواقع نفی وصل تھا۔ اور جہاں تک ہمارے علم میں ہے اگرچہ
یہ نفس یہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل سایہ ہوتا ہے اور در سمجھ جاتا ہے کہ بے بستی
کے بغیر کسی اور میں الجھا ہوا ہوں، اور حق کے فیض سے مرشد کی توجہ خفی سے
بانسبت جلی سے اس شہود در معلوم کی نفی میں جو سراپا سایہ ہے، کوشش کرتا ہے۔ جو
کچھ ملتا ہے، وہ دانش ہے اور حقیقت میں نفی کے تحت لا ہوتا ہے۔ اگرچہ
نفی شہود حاصل ہوتی ہے، لیکن آخر کار ایک طرح بے کیفی کے لباس میں اس کی
معلومات میں پوشیدہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس بے کیف نمائی کی وجہ سے وہ اس
کا دامن نہیں چھوڑتا۔ جب تک یہ سالک سایہ کی مزاحمت میں مبتلا ہوتا ہے
اور اس کی نفی کرنے میں لگا ہوتا ہے، وہ نایافت کا طلب گار ہوتا ہے اور جب
اکثر سایوں کی مزاحمت سے فارغ ہوتا ہے سوائے آخری سایہ کے، جو نورانیت
کی توجہ کا مطلوب ہوتا ہے، تو اس کو صاحب نایافت کہتے ہیں۔ اور وہ صاحب
ولایت اخص ہوتا ہے اور اس پر فضل اخص ہوتا ہے۔ پہلے مرتبہ میں متوسط، اور
دوسرے میں منتہی اخص۔ یہ مقام برزخ کا ہے، جو ولایت الخاصیہ اور ولایت خاص
الخواص کے درمیان ہے اس مقام پر مرتبہ نایافت میسر ہوتا ہے۔ لیکن یافت

Marfat.com

کی حقیقت غیر حاصل ہوتی ہے اور وہ صفات سلبیہ سے (۳) کرنے والا ہوتا ہے۔ اور سلب سے کام میں نقصان ہوتا ہے۔ اگرچہ اثبات سے مقصود حقیقی معلوم ہوتا ہے، لیکن ابھی خاص الخواص کا فضل میسر نہیں ہوتا، اس مرتبہ سے نکل کر اثباتِ حقیقی تک پہنچا دے۔ ولایتِ خاصہ میں نفی اولیٰ ہوتا ہے اور اس مقام میں حصول خفی، کیونکہ حضوری کا لباس پہن کر سالک اس طرح مستعد ہوتا ہے، کہ لباس کی حضوری کو بھی نفی میں شمار کرتا ہے، لیکن حضورِ حقیقی سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے ؎ قلم ایں جا رسید و سر بشکست (قلم یہاں تک پہنچا تھا کہ اُس کا سر ٹوٹ گیا۔)

دوسرا جواب

تجدد امثال کے جواب ہیں، کہ ثواب وعذاب کی خاطر ان کی توجیہات لکھی گئی ہیں، لیکن ان توجیہات سے باوجود نفس مرنے کے بعد نفس یا ذات کی حیثیت سے کوئی خبر نہیں دیتا سوائے اس المتجدد کے جو مرنے کے بعد متجدد الاوّل کے علاوہ ہو اور یہ بیان، بیان اللسانی پر مبنی ہے اور چونکہ تجدّدِ امثال کا مسئلہ مشکل اور نازک ہے، اور صاحبِ حصول کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا، خواہ متجدد کا مشاہدہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس لیے مشاہدۂ تجدّد اور علم کے باوجود اس کی کیفیت صحیح طور پر اہلِ حق اور اہلِ صاحبانِ علم حضوری کے سپرد کر دینی چاہیے۔ تجدید پر اعتقاد رکھنا چاہیے، اور عذاب وثواب اُخروی کا قائل ہونا چاہیے۔ اور در علم کیفیت جس کو عذاب و ثواب اُخروی کا پیدا کرنے والا سمجھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ صوفیا اور علمائے ظاہر دونوں کی بات درست شمار ہو۔ والسلام۔

مکتوب : ۱۱۴

ایک عزیز کے نام لکھا گیا

خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود و سلام کے بعد اور سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کا شفقت نامہ موصول ہوا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کی عنایات سے اپنے اور یارانِ محفل کے بارے میں اطلاع دی۔ میرے عزیز اس فقیر کی طرف ... ہے اگرچہ ... کارہ ہے اور اس کی وجہ سے فقرا کا نام باعث ... ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام انبیا ذات جامع صفات سے واصل ہیں ... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متابعت کی وجہ سے۔ جو طرح اللہ کے نام کا الف قابلِ اطاعت ہے۔ اور دوسرے بطور حروف اس کے مطیع ہیں چنانچہ قابلِ اطاعت تو الف کے حرف سے اطاعت حاصل ہوتی ہے۔ اور اطاعت کرنے والوں کو باقی حروف کے بارے میں اس لیے جان لینا چاہیے کہ اللہ اسم ذاتی ہے اور رحمٰن و رحیم اسم صفاتی ہیں، چنانچہ تمام انبیا کے وصول کے باوجود اور سب کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے کے باوجود بعض کا وصول ذاتی غالب ہے۔ ان کو غالباً اسم ذات کے حرف سے حصہ حاصل ہے۔ اگرچہ انہیں اسم صفاتی کا کچھ حصہ بھی حاصل ہے، اور یہ نسبت زیادہ تر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کو حاصل ہے۔ لہٰذا وہ اسم ذات کے ہر حرف کے اسرار سے بہرہ یاب ہیں اور چونکہ ان کی نسبت دوسروں کو وصول صفاتی کا حصہ زیادہ حاصل ہے، اس لیے وہ اسم رحمٰن اور اسم رحیم سے زیادہ بہرہ ور ہیں۔ اور ان کی مبارک کتابوں میں ان دونوں متبرک ناموں کے اسرار کا ذکر زیادہ ہے، اسی طرح چونکہ اللہ کے نام کی حقیقت

Marfat.com

متبوع ہے اور دُوسرے حروف تابع ہیں۔ اور ذات متبوع ہے اور صفات تابع، اس لیے مجبوراً ذات جامع صفات کا وصول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا ہے، اور انکی نسبت سے چونکہ دُوسروں کو صفات سے جو تابع ذات ہیں حصہ ملا ہے، اس لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ صفات سے منسوب ہوئے ہیں، اگرچہ انہیں وصول ذاتی بھی حاصل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے تین ہزار ناموں کی تفصیل حق تعالےٰ کو ہی معلوم ہے، یا حضرت کو اللہ تعالےٰ کی تعلیم خاص کے ذریعے حاصل ہے۔

مکتوب : ۱۱۵

جناب میر محمد کے نام لکھا گیا۔

آپ کے نوازش نامہ سے یہ گنہ گار بے حد مستفید ہوا۔ اور اس کے مطالعہ نے حیران کر دیا، کہ اس قدر متقی انسان، صاحب، دنیا لوگوں کے متعلق بے موقع باتیں کرتا ہے۔ اور اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ ہم جیسے کم حوصلہ لوگوں کے لیے تو پُرحکمت ہونا چاہیئے تھا کیونکہ غیبت آمیز بیان سے بہت صدمہ ہوا۔ لیکن جب آپ جیسا صاحب وعدہ شخص متعدد بار خدا کے ساتھ باتیں کرتا ہو، تو سکوت کو ضرور سمجھ کر وعدہ پر قائم رہنا چاہیے۔ وعدہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک، وعدہ الہامی، جو مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا وعدہ وحی جو عام ہوتا ہے۔ ہر وعدہ الہامی خاص ہوتا ہے، جو عارفوں کے لیے مخصوص ہے اور وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ وعدہ وحی عام ہوتا ہے، ہر ایک کے لیے، چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے بعض لوگ بعض کی غیبت کرتے ہیں۔ اور اُسکا ترک کرنا جس کا سب کو حکم ہے۔ لازم ہونا

Marfat.com

چاہیئے ۔ بزرگوں نے فرمایا ہے، زبان نو در کنار اگر دل کے اندر بھی اس کا خیال آئے ، تو وہ بھی ایک مسلمان کی غیبت ہو گا۔ پس قلم اور زبان کی تو بات ہی مشہور ہے ۔ بس اسی پر ختم کرتا ہوں ، کہ غافلوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۱۱۶

میر محمد جیو کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے ، کہ حضرت ایشاں کلاںؒ نے اپنے ایک مکتوب میں ، جو قلب کی تحقیق کے بارے میں ہے ، اس کا بیان مختصر طور پر کیا ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کی مدد سے اس کی تعبیر وضاحت سے بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے اس طرح فرمایا ہے ۔ کہ حضرت ایشاںؒ کا دل ایک مرتبہ ہے ، اور اس دل کے دائرے میں چار اور دل ہیں ، دائرہ در دائرہ ۔ چنانچہ پہلا دل چھ لطیفوں پر مشتمل ہے ، یعنی لطیفۂ نفس اور لطیفۂ قلب تو ہیں ہی ، لطیفۂ روح ، لطیفۂ سِرّی لطیفۂ خفی ، اور لطیفۂ اخفیٰ بھی ہیں ، ہر مذکورہ قلب میں مذکورہ لطائف موجود ہیں لیکن اس قلب میں جو پہلے قلب کے بعد ہے ، تنگی کی وجہ سے لطیفۂ نفس اور لطیفۂ اخفیٰ ظاہر نہیں ۔ اور تیسرے قلب میں لطیفۂ خفی بھی ظاہر نہیں اور چوتھے قلب میں لطیفۂ سِرّی بھی ظاہر نہیں ، اسی طرح پانچویں قلب میں لطیفۂ روح بھی ظاہر نہیں ، اور یہ آخری قلب ، جسے پانچواں قلب کہا گیا ہے سوائے اس قلب کے جس کی طرف تمام قلوب ہیں ، کوئی اور دکھائی نہیں دیتا ۔ اور جو کچھ تمام قلوب میں اسرار و روایات کی طرح کا ظاہر ہے ، اس پانچویں قلب میں عارف پر ظاہر ہوتا ہے ، اور اس مرتبہ کو باقی تمام مراتب کی انتہا سمجھا جاتا ہے ، اور اس کی مظہریت کے لائق اور کمال کی مناسبت کے اعتبار

Marfat.com

سے کسی اور شے کو پیدا نہیں کیا گیا، انہوں نے اسے نہایت عُمدہ طریقہ سے بیان کیا ہے تاہم حضرت پیرِ دستگیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق اس بیان کی انتہا سے جو پانچویں لطیفہ قلب کے بارے میں ہے اور ولایت ملائے اعلے تک جو نبوتِ انبیا کے تحت ہے، ولایت اخص کے نام سے موسُوم ہے، اور ولایتِ کمالاتِ انبیا کے بیان کے بارے میں خاموش ہے۔ اللہ ہی اس راز کو جانتا ہے، اور اس کا بیان نہیں ہوگا۔

حضرت بنوریؒ (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) کی اصطلاح کے مطابق قلب چھ ہیں۔ پہلا قلب حقیقتِ انسانی ہے، اور باقی تمام قلوب کی اصل اس کے تحت ہے۔ اور دُوسرے پانچ قلوب، پہلے قلب کے سایہ میں ہیں، اس لئے ولایتِ عامہ کا تعلق دیکھتے ہیں قلبِ اوّل سے ہے اور اس قلب اوّل کا ظرف مُضغہ ہے۔ اور ولایتِ خاصّہ کا سایہ اس قلب اوّل سے متعلق ہے، اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے صاحبانِ کمال، قلب ثانی سے، جس کا ظرف قلبِ اوّل ہے، تعلق رکھتے ہیں اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے اعلیٰ کمال تیسرے قلب سے تعلق رکھتے ہیں، اور ظاہرِ ولایتِ اخص کے صاحبانِ کمال اس چوتھے قلب تک، جس کے ایک طرف تیسرا قلب ہے، پہنچتے ہیں۔ اور وہاں سیر کرتے ہیں اور نفسِ ولایت، جو ولایت ملائے اعلیٰ کے نام سے مشہور ہیں، کے صاحبانِ کمال پانچویں قلب کے لوگ ہیں کہ اُن کے ایک طرف چوتھا قلب ہے۔ اور پانچویں قلب کے لوگ تمام چاروں نچلے مراتب کو طے کر کے اصل کی طرح صاحب مرتبہ ہو جاتے ہیں۔ اور چاروں نچلے قلوب کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ظلِ تک پہنچ جاتے ہیں، اور پھر نچلے سالوں سے خلاصی پا کر وصل سے وصل تک اور یافت سے نایافت تک پہنچ جاتے ہیں، اور

Marfat.com

صاحبِ کمال ہوجاتے ہیں. گویا وہ اپنے نچلے مرتبوں سے سو مرتبہ اُوپر ابھر گئے ہیں، اور حصول کی یافت، سے اس میں کوئی بُو نہیں رہتی، لیکن نایافت کے باوجود، توجہ کی بُو باقی رہتی ہے. کیونکہ علمِ حضوری کے ظہور کے بعد توجہ سے قطعِ مطلق ضروری ہے. اور ایسا شخص نفسِ ولایتِ اخص کا عالی منزلت صاحب ہوتا ہے اور یہ ولایت انبیاءؑ کا خاصہ ہوتا ہے، اور علمِ حصولی اور علمِ حضوری کے مرتبے میں برزخ کی طرح ہے۔

اسی لیے حضرت پیر دستگیر بنوری قدس سرہ نے اس مرتبے کے حق میں فرمایا ہے کہ پوشیدہ توجہ سے وہ رنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے البتہ ایسے عالی ہمت کا کوئی ثانی نہیں ہوتا چنانچہ چھٹے قلب والے کا مرتبہ، کہ وہی حقیقت انسانی ہے، نچلے تمام پانچوں قلوب سے واصل ہوتا ہے اور کمالاتِ ولایت انبیا، اور کمالاتِ نبوت، انبیا کے صاحبان کا خاصہ ہوتا ہے (ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر سلام و درود) اور چونکہ یہ دونوں مرتبے تمام نچلی ولایتوں میں شرف رکھتے ہیں، اس لیے ان دونوں مرتبوں کے صاحبان قلبِ وصلی پر ہوتے ہیں. اور یہ شرافتِ حقیقت، میں مرتبہ نایافت کو پہنچ کر، علمِ حصولی سے گزر کر، علمِ حضوری سے، حضورِ علم اور حضور در حضور پہنچ جاتے ہیں اور تمام قلوبِ تجلّیانیہ کے مالک ہو کر تمام قلوب کو آخری قلب کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں، اور ان قلوب میں علمِ حصولی کی بُو تک نہیں چھوڑتے. سوائے علمِ حضوری کی مظہریت کے، اور ان تمام چھ لطائف کے حقائق و معانی کے مالک بن جاتے ہیں لیکن ان پانچوں قلوب میں علمِ حصولی کی بدولت ان مراتب کے حقائق کی اطلاع ہو جاتی ہے، اور اس آخری دل کے مالک کو تمام اُوپر اور نیچے کے حقائق کا علم ہو جاتا ہے. اور دونوں میں بڑا فرق ہے کہ بہ بیں تفاوتِ رہ از کجا ست

Marfat.com

تابکجا (اور دیکھیئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک کتنا فرق ہے)، اور وہ جو لطائف خمسہ کی پوشیدگی کا قلب کے علاوہ مختلف مقامات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تحقیق یہی ہے

مکتوب: ۱۱۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے ربّ، حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا کر، اور انہیں وہ مقامِ محمود دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے، اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت عطا فرما بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مقامِ محمود اور "مقامِ نصیرا" کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ مرتبہ جو آنحضرتؐ کو زندگی میں دنیا ہی میں عطا ہوا۔ اور اس مرتبے کے بھی دو حصے ہیں۔ کمالِ مرتبۂ نصیرا اور کمالِ مرتبۂ بصیرتِ سرّی، آنحضرتؐ کو دائمی طور پر عطا کیے گئے۔ اور یہ بصیرت تمام انبیا میں عام اور آنحضرتؐ میں خاص ہے۔ دوسرا مرتبہ رویتِ بصری کا ہے، جو آپ کو معراج میں میسر ہوا۔ اور آنحضرتؐ کو اس مرتبے سے سرفراز کیا گیا۔ چنانچہ اسی کی دو نشانیں سرّی اور بصری ہیں یعنی بصیرت اور رؤیت۔ اس مقام پر آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ سے میرے تعلق کا ایسا وقت آتا ہے، جب کوئی مقرب فرشتہ، کوئی نبی اور کوئی مرسل درمیان نہیں ہوتا۔"

اور جو دائمی ہے، وہ مقامِ محمود ہے۔ جس کا آنحضرتؐ سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہ دعا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کی ہے، اور مرتبۂ شفاعت میں ہے جو امت کے حق میں آخرت میں بوقتِ حساب ہے۔ اسی وقت کسی شخص کو شفاعت کی جرأت

نہیں ہوگی ۔ تمام دوسرے انبیا اور اولیا خدا کے حضور "نفسی نفسی" کہہ رہے ہوں گے اور آنحضرت "اُمتی اُمتی" پکار رہے ہوں گے ۔ اللہ اللہ کیا بزرگ شان ہے ۔ اور یہ جو بعض فقرا کہتے ہیں کہ عرش کے اُوپر دو مقام ہیں ۔ تو یہ ایک کمزور بات ہے ۔ جس جگہ آنحضرت معراج کے وقت پہنچے ہوں گے ۔ وہاں نیچے اور اُوپر کے مقام کی کہاں گنجائش ہو سکتی ہے پس اسے سمجھنے والو ، بات کو سمجھو ۔

مکتوب : ۱۱۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ۔ فقرا کے مراقبہ کی تحقیق کے بارے میں پوچھا گیا تھا ۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مراقبہ کی چار قسمیں ہیں ۔ مراقبہ کی صورت ہے معنی ہیں ، حقیقت ہے ، اور حقیقت الحقائق ہے ۔ مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ دل کا ذکر جاری کرنے کے لیے سر کو جھکا لیا جائے ۔ مراقبہ کے معنی انتظار کرنے کے ہیں ، اور اس کے دو مرتبے ہیں ایک ولایتِ خاصہ میں یعنی تجلیات کے وارد ہونے کا انتظار ، دوسرا ولایت اخص میں یعنی نایافت کی حقیقت کا انتظار اور مراقبہ کی حقیقت علم حضوری میں اور حضورِ علم میں ہے کہ وہ ولایتِ انبیا میں ہے اور حقیقت الحقائق یہ ہے کہ حضور در حضور میں ہوا جائے اور یہ نبوتِ انبیا کے کمالات میں سے ہے ۔ ہمارے نبی اور تمام انبیا پر سلام و درود ۔

معلوم ہونا چاہیے کہ انتظار کا مطلب توسط میں ہے ، اور ظلال ، حقیقت اور حقیقت الحقائق ، انتہائے حقیقی میں ہیں ۔ اور یہی اصل مرتبہ ہے ۔ اس لیے جن عزیزوں نے مراقبہ کے مطلب کو صرف انتظار پر ٹھہرایا ہے ، انہوں نے صرف ولایتِ خاصہ کے مراقبہ کا ذکر کیا ہے اور مراقبۂ ولایتِ انبیاء اور کمالاتِ

Marfat.com

نبوّتِ انبیاء کے بارے میں کچھ نہیں کہا، کیونکہ اکثر ولایت خاصہ سے ہی گزرے ہیں اور بہت کم نے اُوپر کی ولایتوں تک رسائی حاصل کی ہے اور "نادر معدوم ہوتا ہے" کے مصداق اُن کا بیان حذف کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی صحیح علم رکھتا ہے۔

مکتوب : ۱۱۹

عالی قدر بیگم جیوؒ کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ عالی قدر مکرمہ حضرت بیگم جیوؒ کا نوازش نامہ مبارک وقت پر موصول ہوا اور اس سے ذاتِ مبارک اور برخوردار عالی قدر خواجہ محمّد یوسف جی اور چھوٹی بیگمات کی خیریت کا علم ہوا، اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔ بالخصوص یادِ حق کے بیانِ شوق سے اطاعت گزاروں کی خیریت معلوم ہوئی۔

چاہیے کہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نام کو دل پر نقش کیا جائے اور سر کو نیچا کر کے، زبان کو تالو سے چپکا کر، پُوری طرح یقین کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بھر اُوپر آ جانے تک اسی طرح متوجہ رہیں۔ اور تقویّتِ ذکر کے لیے کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ" کا وِرد بھی نمازِ اشراق کے بعد کریں، اور یہ اس طرح ہو کہ آنکھیں بند کر کے، خیال کی نظر ناف پر ڈالیں۔ 'لا' کے لفظ کو ناف سے اُوپر کھینچ کر اپنے سانس کو بند کر کے اس کی مد کو سینے کے راستے پیشانی تک لے جا کر 'الٰہ' کا اشارہ دائیں طرف خیال کریں اور لا الٰہ کا مطلب، غیر حق کی نفی میں تصوّر کر کے 'الا اللہ' کو دائیں بازو سے کھینچ

Marfat.com

کر دل پر جو بائیں پستان کے نیچے ہے، خیال ہیں ضرب لگائیں، اور مطلب یہ لیں کہ میرا مقصود ذات اللہ ہے۔ اور سانس کو ناک سے گزار کر قلب کے اوپر اللہ کے نقش کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر خیالی نظر ناف پر ڈال کر سانس کو روک کر لا الٰہ کو اوپر کھینچیں۔ اس طرح نماز اشراق کے بعد مسلسل اکیس بار کر کے دعا پڑھیں اور زبانی وظیفہ جتنا ہو سکے، کریں۔ اگر شوق ہمت دے، تو اسی طرح پھر اکیس بار سانس کھینچ کر اور دل کو ہر شے سے خالی کر کے دعا کریں۔

مکتوب : ۱۲۰

صوفی بلند ساکن جلال آباد کو تحریر کیا گیا۔

مشفق و مہرباں جناب صوفی صاحب، سلام کے بعد عرض ہے کہ حضرت پیر دستگیر میاں محمد شریف جیوؒ نے اللہ ان کے راز کو پاک کرے اس عبارت میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، وہ صاف صاف ہے، اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اور عزیز نے اس کی جو شرح لکھی ہے۔ وہ بھی عارف کی نسبت سے اور عارف کی نظر سے ہے اور ذات وصفات کی حقیقت کی نسبت سے بالکل خاموش ہے۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیرؒ فرماتے ہیں۔ رباعی ؎

حق ہستیِ مطلق است بالذات وصفات   باوی زقیاس وجملگی مفہومات
عینیت و غیریت، مفہوم الکیف   او پاک تراز تحقیق ایں اطلاقات

(ترجمہ) حق اپنی ذات وصفات کے ساتھ ہستیِ مطلق ہے۔ اُس کے بارے میں یہ قیاسات اور مفہومات، عینیت، غیریت اس کی ذات سے دُور ہیں اور کیف کے مفہوم سے پرے ہیں۔ وہ ان تمام اطلاقات سے پاک ہے۔

چنانچہ اس رباعی کے مطابق حضرت میاں محمد شریف جیوؒ نے نُور کو 'لا ھو' اور 'لا غیرہ' کی صفات سے نسبت دی ہے۔ اور یہ دُرست ہے، لیکن نُورِ ذاتی

Marfat.com

کے ظہور کو جو عین ذات فرمایا ہے وہ اُوپر درج شُدہ رباعی کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انھوں نے مذکورہ بالا رباعی میں کیا "عین" اور کیا "غیر" کے اطلاق کو مفہوم الکیف بیان فرمایا ہے۔ حقیقتِ ذات اَور ہے، اور حقیقتِ ذات وصفات اور ہے، صفات مفہُوم الکیف سے آزاد ہیں کیا "عین" اور کیا "غیر" اور اس میں کوئی کلام نہیں۔

اور وہ جو لازمیہ اور متعدیہ کہا گیا ہے، وہ عارف کی نظر سے ہے۔ ذات وصفات کی حقیقت کی شان، اطلاقِ محض سے علیم وعالم حقیقی ہے جیساکہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا، "اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہیں تھی۔ یعنی وہ اطلاق محض سے علیم اور عالم تھا اور اب تک جیسا تھا اسی طرح بلاتفاوت اور بلاقید وہ علیم وعالم ہے۔ اور یہ بات عارف پر اصلی علمِ لدنی کے ظہور کے بعد دو طرح سے ثابت ہوئی۔ ایک ذات وصفات کے حضور در حضور میں تعلقِ معلوم سے خلوءِ محض کی بدولت اور دوسری صفات مع کمالات اور اس کے مقتضیات کے بلا کیف تعلق معلوم اور حضوری علم اور علم حضُوری کے نقص سے، اور علمِ حضُوری کے ظہور کی کیفیت سے جو علم حصُولی کے آئینہ میں عرفان کے لیے ہے۔

چنانچہ حضرت محمدؐ شریف جیپؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا ظہُور عارف کی نظر میں دو قسم کا ہے۔ آثار یا احکام کی حیثیت سے حقیقت الذات وجُودِ محض ہے اور وحدتِ حقیقی سے ظاہر و اظہر ہے۔ یہ عارف کی نظر میں ظہُور ہے۔ اور ظہُور سے ظاہر تک پہنچنا ہے پہلے ظاہری صفات سے مراتب کی ترتیب کے حساب سے، اور حقیقی واحد کے مرتبۂ اطلاق میں کوئی ترتیب نہیں۔ اور پھر یہ کہ ذات نُورِ محض ہے اور صفات بھی نُورِ محض ہیں۔ اور نُورِ اوّل کو جو ذات ہے، نُورِ ثانی کے ساتھ جو نفس صفات ہے، " لاہُو" اور " لاغیرہ" کی نسبت تحقیق شدہ

Marfat.com

ہے۔ اور نورِ اوّل کو جو ذاتِ محض ہے اپنے ساتھ عین کی نسبت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ وہ مقولۂ کیف سے ہے۔ چنانچہ ہر دو عین کی نفی۔ اور ذات کے ساتھ سوائے صفات کی نسبت کے، اُسی طرح لازم ہے۔ جس طرح وحدتِ ذات کے مرتبہ میں عین کی نسبت کیفیت کے اعتبار سے ممنوع ہے والسلام۔
سوال کی قُربت کے اعتبار سے جواب اسی خط کی پشت پر تحریر کر دیا گیا ہے، اس سے کچھ اور نہ سمجھیں۔

مکتوب : ۱۲۱

یہاں محمدؒ نافع کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالٰے کے اسم نافع کی مظہریت کی وجہ سے آپ نافع المسلمین تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے مطالعہ سے دلی طور پر اُس سے کہیں زیادہ نفع حاصل کریں، جو آپ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے اور حقِ سبحانہٗ آپ کو حروفِ مقطعات کے اسرار سے واقف کرے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ الف، لام، میم اللہ تعالٰے کی ذات، صفات اور کمالات کے حقائق کے اسرار ہیں۔ تسمیہ شریفہ ان حقائق کا مجموعہ اور ان کا بیان کرنے والا، بہت درست ہے۔ اور یہ معنی کہ آپ جیسے حقائق آگاہ نے تیسرے شعر کے معنی میں جس میں مصنف نے تسمیہ کو الف، لام، میم کے نقطہ کا دائرہ فرمایا، فے الاصل الف۔ لام میم سے تسمیہ میں زیادتی بیان کی ہے۔ اس میں پریشانی اور تردد کی کوئی بات نہیں، کیونکہ کسی شے کے مجموعہ میں اور اس کے بیان کرنے

Marfat.com

والے کے درمیان کسی شئے میں رمز کے طور پر زیادتی صریح ہے، اس لیے کہ رمز میں کسی شئے کا ملانا، اور بیان کرنا سوائے اشارہ کرنے کے اور کچھ نہیں، اور تسمیہ میں صاف صاف زیادہ کرنے اور جزا دینے کے معنی درج ہیں۔ اور اس کے ساتھ مصنف علیہ الرحمۃ کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ ان تین اشعار کے ذکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حروفِ مقطعات کے ہر حرف سے ذات، صفات اور کمالات کا الگ الگ مفہوم نکلتا ہے اور ہر حرف دوسرے حرف کی حقیقت کی زیادتی کی خبر دیتا ہے، اور تسمیہ شریفہ ہر حرف کی حقیقت پر زیادہ سے زیادہ حقیقی معانی کی اطلاع دیتا ہے جو "لا ھُو" اور "لا غیر ھُو" میں شامل اور بیان کرنے والے ہوتے ہیں مثلاً تسمیہ مرتبۂ ذاتیہ کی حیثیت سے صرف حقائق ذاتیہ کا نقطہ ہے، نیز حقائق دائرہ اور محیط دائرہ کا۔ اور دائرہ اور محیطِ دائرہ سے مراد مرتبۂ کمالات صفات ہے۔ یہ بے کیف اور بلا زیادتی پُل ہیں جیسا کہ اہل الکلام کہتے ہیں اور بے عینیت ہیں، جیسا کہ وہ اہل تصوف کہتے ہیں، جو کثرت میں وحدت کے قائل ہوتے ہیں اور یہی تسمیہ کمالاتِ صفات کی حیثیت سے تفصیلاتِ ذات کے ظہور کا دائرہ ہے۔ اور وہی تسمیہ مرتبۂ صفاتی کی حیثیت سے الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے یعنی ان کمالات کا جن پر دائرۂ تحتانیہ مشتمل ہے اور میم اس کی رمز ہے۔ چونکہ میم حروفِ ثلاثہ میں شامل ہے، اس لیے حروفِ ثلاثہ کے ذکر میں مصنف مرحوم نے یہاں میم کا ذکر کیا ہے، اور وہی تسمیہ جو صفاتِ دائرہ کے کمالات کی حیثیت سے ہے۔ صفات کی تفصیل کا ظہور ہے۔

اس لیے تسمیہ شریفہ محض بے کیفی کی معیت میں الف لام میم کے حقائق پر، اور مراتب کے حقائق کے ظہور پر بے عینیت اور غیریت کے اطلاق کی بدولت

Marfat.com

مشتمل ہے۔ اور اس کے ساتھ تینوں بلند مراتب یعنی ذات، صفات اور کمالات کی تفصیل بھی ہے۔ اور یہاں حضرت مصنفؒ کے ابیاتِ ثلاثہ اور الف لام میم کے حروف کا ایک اور مطلب لکھا گیا ہے اور ابیاتِ ثلاثہ کا مطلب ایک الگ حاشیہ میں تفصیل سے بڑی تحقیق کے بعد لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ لطف اندوز ہوں۔ اور اس حاشیہ کو آپ کے نامۂ مبارک کی پشت پر اس لیے لکھا گیا ہے تاکہ سوال و جواب آمنے سامنے رہیں۔ والسلام۔

مکتوب : ۱۲۲

میاں محمد نافعؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کی نعمت کی وجہ سے سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ اور درود اس کے رسول اور وسیلۂ کونین اور وسیلۂ متحیرین پر ہو۔

صاحبِ استعدادِ عالی، اور مظہر انعامات الٰہی، اللہ تعالےٰ اسے نفع کثیر سے مالا مال کرے، فقیر حقیر عبد الغنیؒ کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے، آپ کا نوازش نامہ مع ایک الگ کاغذ کے جس میں بڑے اہم سوالات درج تھے، موصول ہوا۔ ہر لطیفہ کا سلوک واردات سے پُر تھا اور آپ کی استعداد کی خوبی کی خبر دیتا تھا۔ آپ اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائیں کہ ہر لطیفے کے استعمال سے پانچ دن کے اندر اس کے عجائبات آپ کو نظر آئے، اور انہوں نے آپ کو لذت بخشی۔ اور اسی طرح یادداشت کے تعلق سے اسم کو ترقی دے کر مسمّٰی کر دیا گیا، اور مسمّٰی کی لذت

Marfat.com

سے اسم کی یاد کی فرصت نہیں ملتی بجز تکلف کے۔

اے مشفق! یہ تمام سلوک جو ذکر سے لطائف اور جلوہ مسمّٰی کے لیے یادداشت ہے، جب جلوۂ مسمّٰی، حقیقت ہی عطا کیا گیا، تو اسے پھر تکرار اور یادداشت میں لانا شرک انگیز ہے۔ اس حالت میں محض بے کیف ذاتِ حقیقی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جسے بے جہتی اور لامکانی کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے، کہ "جس نے وصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ تعالےٰ سے شرک کیا" سبحان اللہ کیا لطیف بات کہی جو پُر معنی اور تمام مراتب کی حامل ہے اور جو مبتدی اور متوسط کے حسبِ حال ہے اور انہوں نے ہر وصولی و کامیابی کے نچلے مرتبے کو عبادت سمجھا۔ اور اوپر کے مرتبے کو نسبتہً یا حقیقتہً وصول سے تاکید کیا۔ وہ اس طرح کہ جب مسمّٰی کو جلوہ سے غلبہ کرے، تو ما تحت کو سلوک و مقدمات سے سمجھے، اور حتی الامکان اپنا چہرہ ہر وقت مسمّٰی کی طرف رکھے۔ اور بزرگی کے لیے کوشش کرے، تاکہ مسمّٰی کے شہود سے ترقی کر کے، غیبِ حقیقی کو کہ دراصل وہی مسمّٰی ہے، نفیِ توجہ اور بے توجہی سے حاصل کرے۔ اور عین بے توجہی میں نظر ڈالنی چاہیے تاکہ، توجہ خفی رخصت ہو جائے اور نایافت سے نایافت کی حقیقت مل جائے۔ اور بے توجہی کا پھل علم حضوری کی صورت میں مل جائے۔ اور اس حقیقی علم حضوری کو حضورِ علم سے زیادہ واجب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ علم کا مرتبہ علم حضوری سے بلند ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے ؎

علمِ حضوری کجا، وحضورِ علم کجا بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ترجمہ۔ کہاں علمِ حضوری اور کہاں حضورِ علم، دیکھئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک فرق ہے۔

لیکن ابھی علمِ واجبی کا واسطہ جو وصولِ صفات میں داخل ہے، باقی ہے۔ اور زاہدیت

Marfat.com

بُو ظاہر ہے اگرچہ یہ زاہدیت کی بُو علمائے ظاہر کی زاہدیت کی بُو سے بہت مختلف ہے، اور اس مرتبہ کے حاصل کرنے والے نفسِ ولایتِ انبیا کی پیروی کی بدولت بہرہ مند ہیں چنانچہ اگر وہ مہربانی کریں اور اخص الخواص کے فضل سے رہبری کریں تو سالک سے بصیرت کی نظر سے بغیر توجہ کے حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ ذات، اپنی ذات میں علیم ہے، اور علیم اس کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات میں بصیر ہے اور بصر اس کی قابلیت ذاتی ہے اور باقی تمام صفات کا بھی اسی طرح قیاس کر لیجئے۔

اس مقام پر ایسا شخص مرتبۂ نبوتِ انبیا کی مقبولیت سے بہرہ مند ہوگا، اور اس کے بعد اگر وہ مشربِ محمدی پر ہے، تو مرتبۂ نبوتِ محمدی سے بہرہ مند ہو کر کمالاتِ مرتبۂ نبوت سے بہرہ ور ہوگا اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ بس پھر یادداشتِ مسمّٰی کے مرتبہ کی تاکید ہوں۔ کہ جب مسمّٰی اور بے کیفی کی یادداشت کی لذت ظاہر ہوتی ہے ارادے سے نچلے مرتبے کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہیے اور اگر بلا ارادہ ایسا ہو جائے، تو اسے اُوپر اٹھانا چاہیے اور مسمّٰی سے مل جانا چاہیے۔

میرے عزیز، وصل غیر کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ وصل اپنے آپ سے چھٹکارا پانا ہے۔ اور وہ جو الگ کاغذ پر سوالات لکھے ہوئے تھے، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناقص مقلدانہ عقل سے خاص تحقیق کر کے ہر سوال کے آگے اس کا جواب لکھ کر اس مکتوب کے ساتھ ملفوف کر دیا ہے اگر اتفاق سے کسی سوال کا جواب رہ گیا ہو، تو اس کی اطلاع دیں۔

مکتوب : ۱۲۳

میاں محمد اللہ دینؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اچھی طرح سمجھ لیجئے، کہ صورتِ متخیلہ صرف خیال کی تراشن خراش ہے جان

Marfat.com

لینا چاہیے کہ صُورت، رنگ، شکل جو کچھ دانش و بینش میں آتا ہے، وہ سالک کے لیے دید و دانش کی لامِ نفی ہے۔ لیکن صُورتِ متخیلہ سے خود صُورت نراشس سے قُربت و معیت کی وجہ سے بے کیفی کی نسبت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ احاطہ و معیت کا کیا مطلب، صُورت تراشس کی صُورت سے ظاہر ہے۔ کہ کسی صُورت کا تراشنا قُربت، تعلق وغیرہ کے بغیر محال ہے، کیونکہ صُورت تراشس اگر صُورت سے دُور رہے گا، تو وہ کس طرح تصرف کر سکتا اور صُورت بنا سکتا ہے اور معیت اور احاطہ بے کیفی کے بغیر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ صُورت تراشے۔ اس کے باوجُود کہ کمال کی قربت کی بدولت اس نے صُورت کو تراش لیا، وہ خود تمام صُورتوں میں اپنے جیسا کسی کو نہیں پاتا۔ "اس جیسا کوئی نہیں"۔ جب تراشنے والے کے لیے معیت و قُربت کی حقیقت، تراشس کی بدولت ثابت ہو گئی، تو یہ تحقیق ہو گیا۔ کہ ماسوائے حق کوئی شے حق سے مماثلت اور مجانست نہیں رکھتی۔ اس لیے صُورت تراشس کی، اس کی اپنی تراشی ہوئی صُورتوں سے کوئی مماثلت نہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ صُورت اور صُورت تراشس کو ذہن سے دُور کر کے محض بے کیفی سے حق تعالےٰ کی ذات و صفات کو پہچان کر بے توجہی سے اللہ سبحانہ کی ذات و صفات کے ذکر میں لگا رہنا چاہیے۔

اگر یہ عبارت آپ کی سمجھ میں آجائے۔ تو بہتر، ورنہ رُوبرُو بات ہو گی۔

مکتوب: ۱۲۴

میاں گل محمدؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

سب تعریف اس محمودِ حقیقی کے لیے ہے، جس نے اس پریشان اور حرص سے معمور تعلقات میں اپنے ذکر و فکر سے اس سچے عاشق کو لذت و شوق عطا کیا، اور معطر خوابوں کے باغ اسرار سے بہرہ ور کیا، اور حمد پر حمد کا اضافہ کیا، اور جو سانس نہیں آتا اُسے واپس لایا جاتا ہے۔ اگر اچھے واقعات حالتِ بیداری میں بارور ہوں، اور رائے کو آنا فانا بُرے تعلقات کی قید سے باہر لے آئیں، اور اس شخص کے عیوب سے واقفیت رکھیں، تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر اسی خواب کو معذور رکھیں اور غیر ضروری امور سے دُور رہیں، تو یہ مصیبت پر تنبیہ ہے۔ اور اس نعمت کا شکر ادا کریں اور حالتِ بیداری میں اللہ کی اطاعت، اور اللہ کے حبیب کی پیروی میں کمر ہمت مضبوطی سے باندھیں، اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں۔ "اے اللہ مجھ سے محبت کرنے والے کو، اس ذات کی حرمت سے جو اوامر و نواہی کے ظہور کا وسیلہ ہے، وہ کچھ کرنے کی توفیق دے، جس کا تو نے حکم دیا ہے۔" ذکر میں لفظ کا تصور اس وقت کا ہے، جب تک ذکر قلب سے جاری نہیں ہوتا۔ جب ذکر جاری ہو جائے تو تصور کی بجائے ذکر کی پاسبانی زیادہ ضروری ہے اور ذکر کے ساتھ تعلق اس وقت تک ہوتا ہے، جب تک ذکر کیے جانے والے کا ظہور نہ ہو۔ جب ظہور ہو جائے، تو تصور اور ذکر، مذکور کے حضور میں مضمحل ہو جاتے ہیں، بلکہ اس جگہ تو ذکر بھی عین ترک بن جاتا ہے، اگرچہ یہ ترکِ طریقت ہے، لیکن طالب کو جو کچھ پیر سے حاصل ہو جائے۔ اسے اس کی نشو و نما میں کوشش کرنی چاہیے، اور وہ اس معاملے میں ہرگز پس و پیش نہ کرے، کیونکہ وہی پہلا دانہ جو مرید کے دل میں پیر کا بویا ہوا ہوتا ہے آہستہ آہستہ درخت بن جاتا ہے اور پھل لاتا ہے۔ اگر باغباں دانہ کی پرورش نہ کرے، تو درخت کس طرح بن سکتا ہے؟

اے سعادت شعار! آپ کے خواب، نور بخش اور ترقی کے اُمیدوار ہیں۔ اور

Marfat.com

ذکر جتنی بھی حالتِ استغراق پیدا کرے، اپنے آپ کو اس کے سپرد کرنا چاہیئے
؎ از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش این چنیں زیبا روش کم بود اندر جہاں
(ترجمہ) اندر سے آشنائی پیدا کر، باہر سے بیگانہ رہو ایسا اچھا طریقہ دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔
خوف کے خطرے کو دُور کرنے کے لیے آیت کریمہ " اِنَّ اَولیاء اللہ لا خوفٌ علیہم ولا ھم یحزنون "۔ "تحقیق، اللہ کے اولیا کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غم کرتے ہیں" کا وِرد کرنے کے بعد وضو کے بعد کا چلو بھر پانی پی لیا کریں۔

مکتوب : ۱۲۵

میاں گُل محمد کو لکھا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ ہی کے ہے۔ عقیدت مند اور سعادت کیش گُل محمدؒ کے خط نے خوشی بخشی۔ واقعات کی حقیقت نور بخش ہے، اور واقعات کی درستی، ذکر اور اعمال صالحہ سے لذت حاصل کرنا بیداری کا دروازہ ہے۔ امید ہے کہ واقعات کا نور براہِ راست حالتِ بیداری میں ظاہر ہوگا، اور خودی و انانیت سے نکال کر، نیستی میں لے جائے گا۔ چونکہ یہ سب کچھ ذکر اور نفیِ ماسوا کا ثمرہ ہے، اس لیے لازم ہے کہ اس کی آمد و رفت اور نشست و برخاست کا سلسلہ جاری رکھیں، کیونکہ ذکرِ عالی سے انفاس کی پاسداری مسلّم ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلق ذکر سے قائم ہوتا ہے، ہمتِ بالغہ سے صبر کو طریقہ بنانا چاہیے اور اپنے تمام اوقات احکام بجا لانے میں غنیمت جاننے چاہیں، اور حواس کی سلامتی کے لیے فاتحہ پڑھتے رہنا چاہیے، اور وضو کے بعد بچے ہوئے پانی میں سے تھوڑا

Marfat.com

سا پی لینا چاہیے۔ اور گیلا ہاتھ سر پر ملنا چاہیے۔ برادر عزیز شیخ اسفندیارؒ کی خیریت کی اطلاع دیں اور فقیر زادہ، جماعتِ فقرا بالخصوص محمد فاضلؒ اور محمد عیسیٰؒ کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔

مکتوب : ۱۲۶

میاں گل محمدؒ کو تحریر کیا گیا۔

مکتوبِ خلوص کے آنے سے جو پھول کی طرح تھا، طبیعت میں فرحت پیدا ہوئی۔ اور آپ کی خیریت کے لیے دعا کے ہاتھ بلند ہو گئے، جس کام میں حصولِ رضا کی آرزو ہو اس میں مشغول ہو جائیں۔ میرا بھائی گل محمدؒ، محبتِ محمدی کی خوشبو سے ہمیشہ خوش دماغ رہے۔

مکتوب : ۱۲۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

میرے مشفق! آپ نے یہ جو لکھا تھا، کہ بعض عزیز، جو اپنے آپ کو طریقۂ احسنیہ سے وابستہ کہلاتے ہیں، وہ اپنی اصطلاح میں عالمِ مثال کے دائروں کو ایک سو سے زیادہ شمار کرتے ہیں، افلاک کو بھی عالمِ مثال کہتے ہیں، اور پھر حق تعالےٰ کو جزئیاتِ مفصل کا عالم نہیں سمجھتے، تو اُن کی یہ بات طریقۂ احسنیہ کے اصول میں سے نہیں۔ وہ یہ بات اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ طریقۂ احسنیہ کے بانی نے (خدا ان کے بلند راز کو پاک کرے) سورہ فاتحہ کی تفسیر میں رب العالمین کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے

Marfat.com

کہ عوالم قیاس سے باہر ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شبِ معراج کو جب حضورؐ آسمانِ بالا پر گئے تو انہوں نے ایک قطار اونٹوں کی دیکھی، جو چلی جا رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا، اے جبریلؑ یہ قطار کب سے رواں دواں ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ جس روز سے میں پیدا ہوا ہوں میں اس قطار کو اسی طرح رواں دواں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے رب العالمین کی درگاہ میں عرض کیا کہ خداوند میں چاہتا ہوں کہ اونٹوں پر جو کچھ ہے، میں اس کی حقیقت سے واقف ہو جاؤں حکم ہوا کہ ایک اونٹ کو بٹھایا جائے جب بٹھایا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر اونٹ پر دو صندوق ہیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک صندوق کو کھولا گیا، اور اس کے اندر دیکھا گیا، تو معلوم ہوا کہ ہمارے اس عالم کی طرح صندوق میں ایک اور عالم ہے اور اس عالم کے اندر ظہور سرورِ کائناتؐ ہے۔ اور ہر عالم کا حشر و نشر ہے۔ چنانچہ اس قول سے معلوم ہوا کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حق سبحانہٗ کا خاصّہ ہے، اور وہ بیان سے باہر ہے۔

مزید براں طریقۂ احسنیہ کے صاحب نے "نکات الاسرار" میں اللہ تعالےٰ کو عالمِ جزو کُل فرمایا ہے۔ اور انکار کرنے والے کو، جو علم جزئیات نہیں رکھتا ملحد اور بدعتی قرار دیا ہے، اور سمٰوات کی تخلیق پر آیاتِ ناطق موجود ہیں جیسا کہ " اس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کو چھ دن میں پیدا کیا، کی آیت کریمہ میں فرمایا۔ اور اسے عالم خلق میں داخل کیا ہے، نہ کہ عالمِ مثال میں پس سمجھ لینا چاہیے کہ ممکن ہے، اس بات کے کہنے والے نے طریقۂ احسنیہ سے کوئی سند لے لی ہو، لیکن جیسا کہ ہونا چاہیے، وہ اس سے واقف نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ احسنیہ ہو، لیکن یہ اصطلاح، جس کو وہ طریقۂ احسنیہ سے منسوب کرتا ہے، ناپختگی کی وجہ سے

Marfat.com

ہے۔

اور وحدتِ وجُودی اور وحدتِ شہُودی کے بارے میں، جو لوگ باتیں کرتے ہیں اور دونوں حالتوں کے بیک وقت قائل ہیں، تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اگر وہ لوگ اس ایک واحد میں دونوں نسبتوں کو جمع کرنے سے منع کرتے ہیں، تو بات ٹھیک ہے، کیونکہ اوّل سے بے عرُوج، نسبت ثانی کا ظہور، ایک تحقیق شدہ بات ہے، اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص وحدت الوُجُود کی نسبت سے معلُوم ہو گیا اس پر وحدت الشہُودی کی نسبت قائم نہیں کی جا سکتی اور اسی طرح اس کے برعکس، تو یہ ایک ناممکن قید ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وحدت الشہُود کی نسبت ہوتی ہے اور وحدت الوجُود کی نسبت نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح اس کے برعکس، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص پر پہلے وحدت الوجُودی کی نسبت ظاہر ہوتی ہے، اور اس کے بعد اُسے عرُوج میسّر آتا ہے اور وہ وحدت الشہُودی کی نسبت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص پہلے وحدت الشہُود کی نسبت پر فائز ہوتا ہے، وہ وحدت الوجُود کی نسبت پر نیچے نہیں اُترے گا۔ سوائے کسی استثناء کے اور استثناء کا درجہ معدُوم کا درجہ ہے۔ وہ اس لیے کہ توحیدِ وجُودی کی نسبت لطیفۂ قلبی سے اُٹھتی ہے، جو تمام لطائف سے مقدّم ہے اور توحیدِ شہُودی کی نسبت لطیفۂ روحی سے ظہور فرماتی ہے، جس کا مقام لطیفۂ قلبی سے اُوپر ہوتا ہے۔ توحیدِ وجُودی، عنصری رنگ کی وجہ سے ہے۔ جو قلب ہے، اور وہ کثرت کا ملاحظہ کرنے کے بغیر وحدت کا رستہ نہیں پا سکتا۔ اس لیے وہ وجُوداتِ کثیر کو وجُودِ واحد سمجھتا ہے۔ اس جگہ سالک پر حق کی تجلّی پڑتی ہے اور یہ تجلّی اسم رحیم کی ہوتی ہے، جو اپنی حکمت بالغہ سے اپنے آپ کو سالک کی استعداد کے پیشِ نظر کثرت میں ظاہر کرتی ہے۔ اور جب سالک اس مقام سے ترقی

Marfat.com

کر کے لطیفۂ روحی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو لطیفۂ رُوحی جو رنگِ عناصر سے ممیز ہوتا ہے، تعلقِ بدن کی عین حالت میں عناصر سے ممیز ہوکر اور عناصر کے غلبہ سے، جو کثرت کی طرف کھینچتے ہیں، الگ ہوکر عناصر کے امتزاج کے بغیر اُسے وحدت کی طرف لے آئے گا اور کثرت کو نظر سے گزارے گا۔ اور صاحب وحدتِ الشہود بن جائے گا۔ اور کثرت کو چھوڑ کر وحدت الشہود میں ظہور فرمائے گا۔ اس مقام پر حق کی تجلی بجا طور پر تجلیّ ہوگی۔ اور یہ تجلی، اسم رحمٰن کی تجلی ہوگی۔ اس کے بعد سالک نے جس طرح لطیفۂ روحی میں کثرت کے تعلق سے چھٹکارا پایا تھا، اسی طرح وہ ترقی کر کے شہود کے مقام سے خلاصی پالے گا۔ کیونکہ صاحبِ شہود نے اگرچہ کثرت سے رہائی پالی ہوتی ہے لیکن اُسے آخر کی خبر نہیں ہوتی اس لئے ابھی اس نے کثرت سے جو شہود کے اندر ہوتی ہے ضعفِ استعداد اور قلتِ بصیرت سے رہائی نہیں پائی ہوتی۔ اور چونکہ دوسرے لطائف کا بیان طوالت چاہتا ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ قلم کو ادھر سے کھینچ کر کسی اور طرف لے جاؤں، کہ اس سے اعتراض پیدا ہوسکتا ہے۔

میرے مشفق! وہ جو لکھا گیا تھا کہ اگرچہ توبہ چار قسم کی ہوتی ہے، لیکن مبتدی کے لیے جو طریقہ بھی ہوگا، اس سے توبۂ عام کی خبر نہیں ہوگی۔ تاہم توبۂ عام کے بھی درجے ہیں۔ جس کا مُرشد توبۂ حقیقی تک نہ پہنچا ہو، ایسے مُرشد کے مرید کی توبہ تین نچلے درجوں کی ہوگی اور یہ تینوں قسم کی توبہ نسبتی توبہ ہوگی۔ اور ایسا کوئی مُرشد حقیقی توبہ کے تینوں مراتب میں سے ایک بھی اپنے مرید کے سینے میں داخل نہیں کر سکے گا۔ اس لیے حقیقت میں وہ توبہ اعتبار کے درجے سے گری ہوئی ہوگی اور جس کا مُرشد توبۂ حقیقی کے مقام پر پہنچا ہوا ہوگا۔ اور اسی فوقیت حاصل کر چکا ہوگا، بلکہ اپنی استعداد کے اعتبار سے کمالات کے مراتب

Marfat.com

سے بہرہ یاب ہوگا، وہ اپنے مریدوں کے سینوں میں حقیقی توبہ داخل کر سکے گا، اگر اللہ چاہے، اس لیے سلوک دراصل مذکورہ توبہ سے ہوگا۔ خواہ فی الحال وہ سلوک کی اسی صورت میں ظاہر ہو۔ بس اسے سمجھیے۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس طرح عذاب اپنی ذات کے لیے تیار ہوتا ہے، اسی طرح دوست کے لیے بھی تیار ہوتا ہے۔ تو میرے مشفق، یہ اس وقت ہوتا ہے جب میں حبیب کو ساری خلق کا عین کہوں۔ بلکہ ایک دوسرے کے سوا۔ لیکن اگر میں تمام عالم کے بارے میں کہوں جیسا کہ خلق کی مظہریت اور غیریت میں حق تعالیٰ کا ذکر ہوا اور جیسا کہ رسول اللہؐ کے بارے میں ذکر ہوا کہ عالم اُن کے کمالات کے ظہور کا مظہر ہے، ان کے کمالات کا کوئی ثانی نہیں اور عین کے قول پر عذاب کا وقوع ہوتا ہے۔ جب عینیت ہی اُٹھ گئی، تو حبیب پر عذاب کا شبہ بھی اُٹھ گیا۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ ولایتِ خاصہ میں پرانے اولیا مثلاً حضرت جنیدؒ وغیرہ تھے، تو ان کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں علم حضوری اور علم اصلی کا حضور حاصل نہیں۔ میرے مشفق اصول بیان کرنا چاہیے نہ کہ نام۔ حضرت جنیدؒ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جو کوئی ولایتِ خاصہ میں، جو حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، اور ولایتِ اخص اور خاص الخواص کے تحت ہے، وہ یقیناً علم حضوری اور حضورِ عالم ظلّی میں ہے۔ حضرت جنیدؒ، ولایت ظلّی سے یقیناً ترقی کر گئے ہوں گے۔ کیونکہ انہیں ولایتِ خاصہ جو حضرت پیر قدس سرہ، کی وضع کردہ اصطلاح ہے، میں شمار کرنا چاہیے، اور اس سے کم میں نہیں۔ اور وہ جو کمالاتِ صفات کی تحقیق میں دوبارہ لکھا گیا تھا، تو پہلے یہ حضرت ایشانؒ اور حضرت پیر قدس سرہ کی تحقیق اور فرق کے پیشِ نظر لکھا تھا۔ اس پر غور کر کے بات کو سمجھیں ایسے

Marfat.com

مختصر طور پر دوبارہ تحریر کرتا ہوں۔

جس وقت صورِ علمیہ اور اعیانِ ثابتہ، جو اُن صوفیائے کرام کی اصطلاحات ہیں، جو ولایتِ خاصّہ کے رہنے والے ہیں، دُوسرے مرتبہ میں، جو نُورِ محمدی ہے۔ ہوتے ہیں، اور ازل کی معلُومات کے کمالاتِ غیب، جو حضرت پیرؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کے پہلے مرتبہ میں ہوتے ہیں، تو اُن عیانِ ثابتہ کا، جو صُوفیائے کرام کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کمالات و معلُومات کی اس اصطلاح سے جو حضرت پیر قدس سرہ نے وضع کی ہے، مقابلہ کرنا دانائی سے بعید ہے، وہ مرتبہ ظِل (سایہ) سے اور یہ مرتبۂ اصل میں ہے اور ان دونوں میں اتنا بڑا فرق ہے، جتنا کہ زمیں اور آسمان میں ہے۔ غیب کے پہلے مرتبہ میں صرف کونیّہ (جو شے وجُود میں آچکی ہو) اور امکانیہ (جس کے وجُود میں آنے کا امکان ہو)، معدُوم ہوتے ہیں اور دُوسرے مرتبہ میں نُورِ اوّل شامل ہے۔ فوقِ امکانیہ کی نسبت اور اپنے ماتحت کی نسبت، جو موجودات ہیں، وہ محض کونیہ ہیں، اس لیے حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق کے مطابق یہ ثابت ہے کہ کونیّہ بے ثبوت اطلاق ہے۔ اور امکانیہ تقیّد (بندش ہے) اور صُوفیہ کی تحقیق میں جو مرتبۂ ثانیہ ہے، امکانیہ بندش ہے۔ اگرچہ شہادت کو غیب سمجھتے ہیں اور مقید کو مطلق جانتے ہیں اور یہ عقل کی کمزوری ہے، جیسا کہ اس مرتبہ خاصّہ کی شان ہے۔ پس حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب حقیقتِ عالم کو عدم محض فرمایا، تو اس معنی میں کوئی ثبوت نہیں اور حضراتِ صُوفیہ نے جب حقیقتِ عالم کو اعیانِ ثانیہ اور صُورِ علمیہ کا نام دیا، تو امکانیہ مقیدہ کا ثبوت کونیّۃ المطلقہ کے تحت تحقیق کیا اور حضرت پیر قدس سرہٗ کے نزدیک، عالمِ کونیّہ کی حقیقت مطلق الثابتہ تحقیق ہوئی، اور قدرتِ ازلی ایسی ہے کہ اس میں عدم کا دخل یا شرکت نہیں، جیسا کہ مجدد الف ثانی قُدّس سرّہٗ نے فرمایا ہے عالم کی حیثیت

Marfat.com

میں عدم کو مع ارادت، شریک کرنا ثابت ہے۔ امکانیہ میں ثبوت کا کوئی نشان نہیں۔ اس لیے مرتبۂ امکانیہ میں شہود ہے اور مرتبۂ ثانی میں ظہور ہے۔ اور صوفیائے کرام یہی خیال کرتے ہیں۔ اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ کونیۂ عالم کا غیب میں ہونا ایک امر ثابت ہے، جو علم اور قدرت سے ہے اور عدم اور اعیانِ ثانیہ کی شرکت کے بغیر ہے۔ صوفیہ کی تحقیق کے مطابق پہلا ظہور نورِ محمدی کے مرتبہ میں ہے۔ اس سے تینوں مذاہب میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اس لیے کہ صوفیہ کی تحقیق نورِ محمدی کے مندرجات میں ہے اور حضرتِ مجدد قدس سرہٗ کا بیان برزخ میں ہے تاکہ وہاں سے ترقی کی جا سکے۔ اور حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق اللہ تعالےٰ کی صفات کے کمالات کے مرتبۂ اصل سے ہے۔ میرے عزیز اس تمام وضاحت کے باوجود چوں کہ اس کا مطلب بہت بلند ہے، اس لیے متخیلہ کو چھوڑنے بغیر اس کے سایہ تک بھی نہیں پہنچا جا سکتا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

مزید براں بعض عزیزوں نے اللہ تعالےٰ کے کلام پر بھی بات کی ہے، اور اس سلسلے میں وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے فقیر سے پوچھا گیا تھا۔ میرے مشفق! حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق سات حروف کی تحقیق اس طرح ہے۔ سات حرفوں یا سات درجوں میں مرتبۂ وجوب کے تین درجے مقرر ہیں۔ نفسِ کلام، نورِ کلام اور اس کلام کا متکلم پر ظہور۔ یہ تینوں مراتب کلامِ ازلی ہیں۔ اور عدد و کثرت کے بغیر، حرف اور آواز کے بغیر، اور کیفیت کے بغیر ہیں۔ اور یہ کلام، ظہورِ ثانی سے مرتبۂ شہودِ اوّل میں بغرض مدعا و مطلب ہیں۔ اس جگہ حروف اور ان کی آوازیں بھی نہیں، تاہم ایک ناقابلِ فہم کیفیت ضرور موجود ہے۔ اس جگہ اطلاقی اور تقیدی ظہور ہے۔ نفسِ کلام کا ظہور جو ظاہر ہے، اطلاقاً ہے اور کلام کے مخفی کمالات کا ظہور بذاتِ خود پوشیدہ ہے۔ اور یہ ظاہری مرتبہ ایک ناقابلِ فہم کیفیت میں مقید

Marfat.com

ہے۔ اور یہ مرتبہ شہودِ اوّل کے سوا کسی اور کو معلوم نہیں، خواہ وہ حق تعالےٰ کا مقرّب فرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ جب حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ چاہا۔ کہ اس نفسِ مدعا کو نور کے حرف و صوت کا لباس پہنائے تو اسے حرف سب سے بزرگ فرشتے حضرت جبرئیلؑ پر ظاہر کیا، جیسا کہ فرمایا گیا "بے شک جبرئیلؑ نے آواز سنی"، جو اللہ تعالےٰ کے کلام اور ارادے پر دلالت کرتی تھی۔ اور یہ دونوں مرتبے یعنی نفسِ مدعا اور نورانی حرف و آواز، مخلوق کے واسطہ کے بغیر مخلوق ہیں، اور ان میں کسی مخلوق کے دخل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس نورانی حرف و آواز کے مرتبے کو سوائے جبرائیلؑ کی سماعت کے کسی فرشتے یا کسی روح کے سننے کا یارا نہیں تھا، کیونکہ اس کا مرتبہ بہت بلند تھا، اور جب اس وحی کے پہنچانے کا حضرت جبرائیلؑ کو حکم ہوتا تھا، تو وہ اپنے جسم کے حرف و آواز کے لباس میں انبیا حضرات اور ہمارے نبیؐ پر، اور وہ مخصوص اوقات اور ضروری حالات میں امت کی تعلیم کے لیے انسانی حرف و آواز میں خود بیان فرماتے تھے۔ اور ان ملکوتی اور جسمانی حرف و آواز میں پہلے حضرت جبرئیلؑ اور پھر حضرات انبیاء کا تصرف ہوتا تھا۔

حضرت جیو قدس سرہٗ نے سات حروف کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ حضرت پیرؒ کی اصل عبارت دیکھے، تو وہ ان کی تصنیف "درخلاصۃ المعارف" میں دیکھ لے۔

مکتوب : ۱۲۸

میاں عبدالقادرؒ کے نام دنیا کے اندر رویتِ باری کے عدم وقوع کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب تحقیقِ علم کا سالک علمِ حضوری کے مرتبے میں ہوتا ہے، تو وہ تین مرتبوں سے جبلی طور پر ملا ہوتا ہے۔ اور جب وہ حضورِ علم میں پہنچ جاتا ہے، تو جانتا ہے، کہ یہ حضوری اللہ تعالےٰ کے علم سے ہے اور مجھے اللہ تعالےٰ کی مظہریتِ علم سے نوازا گیا ہے۔ اس وقت مظہریتِ علم بلکہ تمام صفات اس طرح غلبہ کرتی ہیں، کہ مظہریتِ بصری کے غلبہ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ حق کو دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ وہ اس دید سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں دیکھتا۔ چنانچہ ایسے شخص نے علمِ حضوری کے مرتبے میں علمِ حضور کو اپنا علم جانا۔ جاہل لوگ حضورِ علم میں پہنچ کر سمجھتے ہیں کہ علم سے اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور پرانی جہالت، جسے وہ علم سے جانتا ہے ختم ہو جاتی ہے، لیکن یہ جو کچھ مظہریت کے غلبہ کی وجہ سے جانتا ہے، کہ وہ دیکھ رہا ہے، ابھی تک اس کی بصیرت پر جہالت چھائی ہوتی ہے چنانچہ علمِ حضوری میں علم پر جہالت ہوتی ہے اور جب وہ حضور کے حضور میں باریاب ہو گیا، تو اس نے جان لیا کہ ذات خود ہی علیم ہے اور ذات خود ہی بصیر ہے، اور اس خبر کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذات خود ہی بصیر ہے۔ کسی اور کا حصہ نہیں، اور ہمارے دیکھنے کی خصوصیت جو اللہ تعالےٰ کے دیدار سے شرفیاب ہو گی۔ اُسے آخرت میں بہشت میں اُٹھا رکھا گیا ہے۔ اس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ اس اثنا میں مظہریت سے ترقی کر کے صاف صاف، یقین پر پہنچ کر سوائے یقین صاف کے، کہ وہ خود دیکھنے والا ہے، حق تعالےٰ کے بارے میں کامل یقین کی خبر نہیں ہوتی، اور مظہریت کے ظہور کو آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت کو آخرت پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔ اس وقت آنکھوں سے دیکھنے کا گمان، جو اسے تھا ختم ہو گیا اور وہ مرتبہ اخص الخواص پر فائز ہو گیا ہوتا ہے۔ یہ عارفِ محقق اگر اس وقت ذات میں جامع صفات کا غلبہ رکھے گا، تو مظہریت

Marfat.com

کو وصولِ ذاتی میں داخل و شامل پائے گا۔ اور خلوتِ خاص سے معزز ہوگا اور اس کے ساتھ جلوتِ خاص سے بھی جو مظہریت ہے۔ اور مظہریت کے وقت خلوتِ خاص یقینی ہوگی۔ لیکن اس جہالت کے ختم ہونے سے، کہ جس سے دیکھنے کا گمان تھا، اس شخص کو ہر وقت دو عیدیں حاصل ہوں گی۔ یعنی ایک بقینِ خاص کے مرتبے پر، اور دوسری مظاہر کے مرتبے پر، اور اخص الخواص حقیقی کے مرتبے کی دلیل یہ ہوگی کہ وہ جو رؤیت بصری کا گماں پیدا ہوگیا تھا، اور رؤیت کی حقیقت کا خیال کیا تھا، تو اس سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور یقیں پیدا ہو جاتا ہے کہ مومنوں کے حق میں اللہ تعالے کا دیدار بہشت پر منحصر ہے، اور مظہریت کی خصوصیت کا ظہور یقیناً جنت میں ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ جانے، کہ میں دیکھتا ہوں۔ تو اسے جان لینا چاہیئے کہ اُس کی دید میں ابھی شہودِ خفی کا تتمہ باقی ہے، جو نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ولایتِ اخص کی طرف توجہ باقی رہتی ہے، لیکن وہ اسے نہیں پاتا۔ اسی طرح حضورِ علم کے مرتبہ میں شہود کا تتمہ باقی رہتا ہے، وہ رؤیت کا قائل رہتا ہے اور عقل کی کمی کی وجہ سے اسے نہیں سمجھتا۔ اُس مستحاضہ عورت کی طرح، جو ایام طُہر اور ایامِ حیض سے واقف نہیں۔ وہ استحاضہ کو کہ اُسے حیض سے کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے، ناواقفیت کی وجہ سے حیض ہی سمجھتی ہے، اور جب اُسے علم ہو جاتا ہے اور ایام طُہر اور ایامِ حیض میں واضح فرق پاتی ہے، تو پھر وہ استحاضہ کو استحاضہ ہی جانتی ہے اور حیض کو مخصوص ایام تک ہی محدود سمجھتی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۲۹

فضیلت مآب شیخ محمدؒ اکرمؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں ہدایت دی تاکہ ہم ہدایت یافتہ ہوں۔ اور اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی، تو ہم کچھ بھی نہیں تھے اور ہمارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ رسول آئے۔

مخلصِ دانا، صاحبِ تمیز، فضیلت مآب شیخ محمد اکرمؒ کو خداوند تعالےٰ شرع سے زائد باتوں سے خلاصی دے، اہلِ تحقیق نے حضرت پیر دستگیر بنوریؒ (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے) کے "رسالہ دربیانِ اصطلاح" پر اپنی تحقیق بیان کی ہے، اور اپنے خیالات کے مطابق اکثر قواعد پر بحث کی ہے۔ چونکہ اکثر مقامات، حضرت پیر کی اصطلاح کے خلاف ہیں، اور اصطلاح کے خلاف بیان کیا گیا ہے، اور بعض جگہ تو بالکل غلط ہیں، ان کی تحقیق اور حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ اور انبیا علیہم السلام کی برکت سے اور حضرت پیرؒ کی دُعا سے اپنے فہم کے مطابق اہلِ دانش کے سامنے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اپنوں اور بیگانوں کے لیے لازم ہے کہ سیدھے راستے سے اِدھر اُدھر نہ جائیں، اور نگاہِ عبرت سے ان چند باتوں پر نظر ڈال کر اصل حقیقت سے آگاہی حاصل کریں۔

میں شیطانِ مردُود سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کسی ظاہری اور باطنی قوّتِ ادراک میں کُل کی آرزو باقی نہیں رہتی۔ اس تحقیق کے مقصد اور اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ ہمارے پیرؒ نے خلاصۃ المعارف، فصل سوئم، فصل دوئم اور قسم ثانی میں علمِ حضُوری کی حقیقت کے بیان میں فرمایا ہے کہ "جس وقت وجُود سوائے حق کی ذات و صفات سے خود سے اور غیرِ خود سے اٹھ گیا، تو محض خدائے تعالےٰ کے حضُور میں تحقیق اور یقینِ صادق سے اس نے بلا تردّد قرار حاصل کرلیا، لیکن وہ یقینِ

Marfat.com

جو صرف کشفی و باطنی نہ ہو، بلکہ اس میں ظاہری اور باطنی حواس نے عقلی قلبی اور علمی یافت سے ایک مقام حاصل کر لیا ہو،..." ظاہر ہے کہ یہاں ظاہری سے مراد خیالی، عقلی و جدانی اور قلبی ہے نہ کہ ظاہری آنکھوں سے دید، مراد یہ ہے علم حضوری کے مرتبے کا ایقان واطمینان، صرف تخلیص بشری سے حاصل نہیں ہوتا۔ تاکہ خلوت متخیلہ جمع نہ ہو جائے، اور متخیلہ راز کی حیثیت اختیار نہ کر لے۔ چنانچہ کلام کا خلاصہ جان سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح یقین و ایمان میں سماعی تقلید برابر کی شریک ہوتی ہے اسی طرح اس یقین و ایمان میں اللہ کی دین بھی برابر، بے شک و شبہ اور بلا تردد ضرور شامل ہوتی ہے..... الخ۔

جہاں تک غور کیا جائے کہ کچھ معلوم ہو جائے، مگر اس سے اپنے حصے میں سوائے یقین کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ علم الیقین ہے، مرتبۂ ولایت انبیا کے اہل کمالات کا۔ ان پر صلوٰۃ و تسلیم ــــ لاقولہٗ

پس یہ علم حضوری ہوتا ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے ادراک کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا۔ اس لیے جان لیا کہ حقیقت میں یہ اس نفس علم کے مرتبۂ پاک میں حضوری ہے، جو اللہ تعالےٰ کی ذات کی صفات کلیہ ہے۔ انتہیٰ۔

اے میرے عزیز! یہ وہ عین الیقین ہے جو ولایت انبیاؑ کے مرتبہ کے اہل کمال کو حاصل ہے اور علم مطلق کی نفس صفت کے حضور سے تعلق رکھتا ہے ــــ انتہیٰ، فرماتے ہیں کہ حضور در حضور کے ذوق کی دریافت ایسی ہے کہ جس وقت اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ علم ذات کے بغیر نہیں، کیونکہ حضوری ذات میں رکھی گئی ہے، نیز یہ کہ ذات اپنی ذات سے علیم ہے، نہ کہ غیر ذات کے وصف زائدہ سے۔ الیٰ قولہٖ پس کمالات کی ذات خود بخود حاضر ہوتی ہے۔ وہ غیر ذات کی صفت نہیں، کہ

Marfat.com

اُسے ذات سے جانا جائے۔ یہ ہے حضور در حضور اور یہ ہے مرتبۂ ولایتِ انبیاء کے اہلِ کمالات کا حق الیقین جو صرف حضور ہے۔ انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے، کہ جنہوں نے اس سلسلے میں مذکورہ تینوں مرتبوں سے کسی مرتبہ میں بھی دنیا میں رُویت کا ثبوت اور آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں کوئی اشارۃً یا کنایۃً نہ کیا ہو، بلکہ اس کی ممانعت میں صاف اشارہ کیا ہو۔ اور پھر اسرار کے اس منبع اور پاک انوار کے مطلع سے کسی قسم کا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی اس بارے میں نہ کیا ہو، بلکہ اس کی مطلق ممانعت کی ہو، اور جب پیر پیراں حضرت ایشاں قدس سرہ نے بھی اس معاملے میں سختی سے منع فرمایا ہو، تو پھر اس قسم کی باتوں کو کس سے منسوب کیا جائے؟ اور کس طرح کہی جائیں؟ پھر یہ بھی ہے، کہ اس قسم کے کشف ویقین کا ظہور اور حصول، کر آنے والے کل کی کوئی آرزو نہ رہے، دو لحاظ سے خالی نہیں، یا تو مرتبۂ علم حضوری کے لیے مطلقاً لازم ہے، یا حضورِ علم کے لیے۔ اور اس میں ان دونوں مرتبوں کا ہر مالک شامل ہے۔ عبارت کا سیاق وسباق اس بات کا گواہ ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاءؑ اس کشفِ بصری یا حجاباتِ خارجی کو دُور کرنے کی بدولت دنیا میں سب سے زیادہ لائق ہیں، اور اس پردے کے اُٹھ جانے، اور کل کی تمنا نہ رکھنے کی وجہ سے وہ زیادہ شایاں ومستحق ہیں، اور حالت یہ ہے کہ وہ یہ تمنا ہی لے کر چلے گئے۔ حضرت موسیٰؑ اسی آرزو کی وجہ سے دنیا میں "لن ترانی" (تو نہیں دیکھ سکتا) کی ڈانٹ سے معتوب ہوئے، اور حضرت شعیبؑ تین بار آرزوئے دیدار کرنے کی وجہ سے آنکھوں سے محروم ہو گئے۔ اور انہیں " رد پھر رد اور پھر رد" کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ اور پھر میں کہتا ہوں، یہ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو اپنے نبی کی وراثتِ خاص میں ملا ہے اور وہ حضور در حضور ہے۔ درجہ علمِ حضوری اور حضورِ علم میں نہیں کیونکہ اُن میں مشترک ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ یہ عارفِ کامل اسے انہی دو میں بلکہ پہلے میں ثابت

Marfat.com

کرتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ علمِ حضوری کا حصولِ مرتبہ، حالِ کامل کے بغیر ہے۔ چنانچہ کل کی آرزو باقی نہیں رہتی اور یہ بھی ظاہر ہے، کشف بصری کے حصول کے بغیر کل کی آرزو باقی رہتی ہے چنانچہ اس لحاظ سے باقی کے دو مرتبوں سے بھی بے نیازی پیدا ہو گئی، اور یہ بات متضاد ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے پیرؒ نے (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) جس طرح سابقہ عبارات میں دنیا ہی میں خارجی حجابات کے اٹھنے کے بارے میں، سوائے ہمارے نبیؐ کے، اشاروں میں منع فرمایا ہے، اسی طرح انہوں نے دوسری عبارتوں میں بھی ممانعت کی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالتِ مخصوص، معراج شریف کے موقعہ پر حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے خلاصۃ المعارف کی پہلی فصل، دوسرے باب اور دوسری قسم میں لکھا ہے۔ کہ خارجی حجابات کو دور کرنا کسی کے بس میں نہیں سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ انہوں نے جسم و روح کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ لیکن جسم و روح کے ساتھ جبکہ جسم بے بصر ہو، بعض دوسرے انبیاء اور امتِ محمدی کے بعض افراد کو بھی حجابات دور کرنے کا شرف حاصل ہے، خواہ یہ شاذ و نادر ہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علماء وارثانِ انبیا ہیں" اور "میری امت کے علما ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیا"۔

نیز انہوں نے باب ثانی کی دوسری فصل کے دوسرے قول میں فرمایا ہے کہ طویل راہِ سلوک کے بعد کئی اذکار و افکار، اور تصورات، صوری، نوری اور معنوی تجلیات کی مدت تک سیر کرنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں ۔۔۔۔ الی قولہ

چنانچہ اس جگہ سے اکثر لوگ باہر نہیں آتے سوائے چند ایک کے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اسی دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لیے جو کچھ منظور و محسوس ہے، وہ بے کیف نہیں، خواہ اسے بے کیف ہی کیوں نہ

Marfat.com

سمجھا جائے۔ انتہیٰ۔

اور باب ثانی کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں کہ چونکہ انتہائی دُوری کی حالت میں قدامت کو پانا، ظاہری اور باطنی طور پر صرف معراج سے مخصوص ہے، اس لیے اولیائے نماز کی حالت میں بھی آنحضرت کے کمال کی بدولت اس کمال کو پا لینا کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اور ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر رؤیت صرف آنحضرتؐ کا خاصّہ ہے اور اُن کے سوا کسی اور کو ہرگز جائز نہیں۔

اور صفات کی مظہریت کے ثبوت کے معنی یہ ہیں، کہ جب بھی علم کی صفت اپنے آپ کو یا اپنے بغیر دیکھتی ہے، تو اس کے ساتھ علم حق تعالےٰ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ اس کا ظہور ہوتا ہے اور جس وقت مخلوق کی نظر پہ نظر ڈالتا ہے، تو اللہ تعالےٰ کی نظر کو ظاہر و حاضر پاتا ہے۔ اور اپنی نگاہ کو اس کے ظہور کے وسیلے سے مرتبۂ کمالات پر پاتا ہے، اور اسی طرح اور قیاس کر لیجئے۔

قولہٗ ذاتیت ایک معین ذات ہے۔ اسے برداشت کرنا چاہیے، اگر یہ کہوں کہ اس سے تعینِ ادراکی مراد ہے، تو وہ خود علمِ حضوری کے مرتبے سے پیچھے رہ گیا ہے، اس مقام پر یہ گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے، کہ اُس سے پیچھے ہٹا جائے۔ اور اگر "ہُوِیت" ناقابلِ فہم مراد رکھتی ہے تو یہ دُرست نہیں۔ کیونکہ ذات، صفات اور کمالات کے مرتبۂ جمع کو اس کی تمام خصوصیات سمیت بلاکیف جاننا لازم ہے۔ دُوسری عجیب بات اس قائل رؤیت کی دانائی کی ہے، جسے اپنے آپ کو ذات وصفات وکمالات کا مظہرِ کامل سمجھ کر اور اللہ تعالےٰ کے علم کی مظہریت کی وجہ سے، اپنے آپ کو علیم وبصیر قرار دے، اور کہے کہ جس طرح حق تعالےٰ جامع صفات ہونے کی وجہ سے بصیر ہے، اسی طرح میں بھی جامع بصر ہونے کی بدولت بصیر ہوں، اور اس نے یہ نہ سوچا، کہ حق تعالےٰ تو تمام عالمِ خلق اور عالمِ امر کا دیکھنے والا

Marfat.com

ہے، اور میں اپنے آپ میں ان امورِ عقیدہ میں سے کسی کا انکشاف نہیں کرپاتا، اس لیے وہ ذات، جو صرف بے کیف ہے اور غیب محض، اس خاکی آنکھ سے کس طرح نظر آسکتی ہے۔ اور جب تک آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، کو میں اہلِ بہشت کی طرح نہیں دیکھ سکتا، میرا یہ سمجھنا درست نہیں، اور حق سے بعید ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سے ترقی کر کے اپنے آپ سے کہتا ہے اگر میں عالمِ ملکوت کو بھی دیکھنے لگ جاؤں اور ہمنشینوں کی طرح مظہریت کے رستے بدنی اور بصری لطافت مجھے بھی عطا فرمائی جائے، تو کیا ہو. جیسا کہ دنیا میں بعض علما اور بعض صحابہ کے مطابق اللہ تعالے کی رؤیت سے، ایک یا دو مرتبہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف ہو چکے ہیں۔ اس طرح ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں ہماری یہ دید محض وہم ہے اور یہ وہم اہلِ سنت وجماعت کے خلاف اور گمراہی کا باعث ہے۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ "سمجھے نہیں، لیکن سمجھے کہ سمجھ گئے"۔ ایسا شخص جہلِ مرکب میں گرفتار رہتا ہے۔ اس قسم کے قائلین کو جہلِ مرکب سے نکالنا اور صاحبِ بصیرت لوگوں کی طرح بنیا کرنا چاہیے۔ علمائے اہلِ سنت کے منفقہ عربی منظوم اشعار میں انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے ۔ ترجمہ

جس شخص نے یہ کہا کہ اُس نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا، وہ زندیق ہے، اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور تمام رسُولوں کے بر خلاف کہا، اور وہ شرعِ شریف سے بھٹک گیا، اور دُور رہ گیا۔

(۳) اور جس نے یہ کہا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

اور چونکہ یہ بات کہنے والا ایک سُنّی اور اہلِ جماعت میں سے ہے، اس کی بات

Marfat.com

سُکر وشہود کی حالت میں گمان کرنی چاہیے اور غیبیت کے قائلوں کی طرح اسے معذور سمجھنا چاہیے، کیونکہ شہود کو بھی بے نسبتی اور بے کیفی بلکہ بے کیفِ حقیقی کا شہود سمجھ لیا گیا ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ صاحبِ حال اختلافِ رؤیت کی وجہ سے معذور اور مقلدِ مغرور یا مقہور ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلِ صحو کہلاتا ہے اور دنیا کے تقلید کرنے والوں کو جو چنداں علم نہیں رکھتے اور سنت و واجب سے بے خبر ہیں، کھلم کھلا رؤیتِ بصر (سر کی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھنے) کی تعلیم دیتا ہے۔ اے ہمارے اللہ ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت دے۔

ہاں اگر پوشیدہ بصارت کے قائل ہوں، تو بظاہر بعض دُوسرے اولیا کے موافق ہوں گے۔ اگرچہ پوشیدہ بصارت کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے بھی دلیل کی ضرورت ہے، تاہم وہ اہلِ سُنّت وجماعت میں داخل رہتا ہے۔

قولہٗ:۔ حضور در حضور کے مرتبہ میں جو وصُولِ ذاتی ہے، شرک کے تین مراتب سمجھے جاتے ہیں،..... عبارت کے آخر تک۔

اس بیان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، عجیب ہے۔ اس بات کو مانا گیا ہے کہ ولایات کے مرتبوں سے گزر کر، اور علم حضوری اور حضورِ علم سے ترقی کا بیان کر کے اپنے آپ کو حضور در حضور میں پہنچا ہوا سمجھ کر، اور مکمل مظہریت کا قائل حتیٰ کہ آخری رؤیت تک دنیا ہی میں پہنچ کر اُس نے اپنے آپ کو آنحضرت کی مکمل پیروی سے منسوب کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ جو کوئی یہاں پہنچا، وہ پیروی سے پہنچا۔ پس اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ انبیاء اور آنحضرت ؐ تین قسم کی شرک کی نفی کے پیچھے رؤیتِ دائمی کے باوجود، جیسا کہ اُس نے خیال کیا ہے، سالک کی منزل آخریں تک ہیں، ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کی رؤیت ہے، جو تین شرکوں

Marfat.com

سے متحقق ہے۔

جب میں اس مقام پر پہنچا، تو اس فاسد عقیدہ کی وجہ سے میں نے قلم کو روک دیا، اور دوسری عبارتوں کے بیان سے کہ اکثر و بیشتر ہمارے پیر کی اصطلاحات کے خلاف ہیں، خاموشی اختیار کر لی۔ اللہ تعالےٰ اُسے توفیق دے، اور ایسے غلط عقائد سے مُنہ موڑ کر اُسے سیدھے راستے پر ڈال دے۔ اے ہمارے ربّ اگر ہم سے کوئی بھول ہو جائے یا ہم غلطی کر جائیں، تو گرفت نہ فرما۔

مکتوب : ۱۳۰

حاجی خداداد کے نام تحریر کیا گیا۔

سیّد الطائفہ حضرت جُنید قدس سرّہٗ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کو توحید میں بزرگ ترین کلمہ قرار دیا ہے۔

"پاک ہے وہ جس نے اپنی مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا عجز کے سوا اور کوئی رستہ نہیں بتایا"

میرے عزیز! حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس قول میں معرفت کا بیان ہے، جو ادراک و کیفیت کے اعتبار سے ہے، نہ کہ معرفت کے اعتبار سے جو اس کے اسماء و صفات سے کیفیت و درک کے اعتبار سے ہے، اور ایمان بالغیب بلا فرق متحقق ہے۔ کیونکہ اُن کی جناب میں کیفیت و درک معدوم ہے۔ اور کلمۂ عجز جو بیان کیا گیا ہے، اُس میں کیفیت معدوم تھی۔ عجز کس سے ہے؟ عجز اس نورِ محمدی میں ہے، جو مجہول الکیفیت ہے۔ عجز اس کیفیت کو پا لینے کو کہتے ہیں، جو مجہول الکیفیت ہے۔ اور کسی عاقل کی عقل اس میں جتنا بھی غور کرے، اسے معلوم نہیں کر

Marfat.com

سکتی۔ سوائے اس مجہول الکیفیت کے جس کیفیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے علم کا خاصہ ہے۔ چنانچہ یہ بات درست نکلی، کہ غیبِ حقیقی کی معرفت ممکن ہے۔ اور نورِ محمدیؐ کی معرفت اپنی کیفیت کے اعتبار سے مجہول الکیفیت ہے۔ اور اللہ سبحانہ کی ذات وصفات میں ہے، جو بے کیف اور غیبِ حقیقی ہے چونکہ عجز کا کلمہ طلبِ کیفیت کا آئینہ دار ہے اس لیئے جس جگہ کیفیت معدوم، وہاں عجز کا اطلاق کس لیے، اور نورِ محمدیؐ میں عجز کا اطلاق اس معنی کی کیفیت کو نہ جاننے کے سبب ہے۔ چنانچہ اس تحقیق سے عجز کے سلسلے میں، جو تاویلات بیان کی گئی ہیں، ان کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جس قول میں عجز کا کلمہ واقع ہوا ہے، اس کا علم آنحضرتؐ کے سپرد کرنا چاہیئے ؎

زدریائے شہادت، چوں نہنگِ لا برآرد ہُو
تیمم فرض گردد نوح را درعینِ طوفانش

ترجمہ:۔ جب دریائے شہادت، لا کے نہنگ 'ھُو' کو باہر نکالتا ہے۔ تو ایسی حالت میں عینِ طوفان کے عالم میں بھی نوح کے لیے تیمم فرض ہوجاتا ہے۔

اس تمثیل کے معنی یہ ہیں کہ دریائے شہادت سے مراد فنا کا مرتبہ ہے، نہنگ سے مراد سالک ہے، اور 'ہُو' سے مراد نشۂ فنا ہے، یعنی جب سالک فنا کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ امور جن کی شرع نے ممانعت کر دی ہو، عذر کی وجہ سے ان کا ارتکاب جائز ہوجاتا ہے۔ چنانچہ دریا کی موجودگی میں اگرچہ وضو کرنا فرض ہے، لیکن اس کے باوجود ضروری عذر کے بعد تیمم کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ مرض کے خوف سے وضو کا استعمال ممنوع ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۱

میاں اللہ دینؒ کے خواب کی تعبیر میں لکھا گیا۔

شیر موذی ہے، نفس اس سے بھی موذی ہے بفس ایک بہت بڑے شیر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اچھا ہوا، کہ مارا گیا۔ ورنہ اپنا مطیع کر لیتا۔ الغرض جب کسی مسلمان کو اس کا نفس خفیہ فریب کاری سے مغلوب کرنا چاہتا ہے، تو اگرچہ اس کے فریب مخفی ہوتے ہیں، تاہم غلبہ نہ پاکر اپنی تمام طاقت سے شیر کی صورت میں ظاہر ہو کر اس نے مسلمان کو ہلاک کرنا چاہا۔ حق تعالیٰ نے اس مسلمان کو جس طرح اس کے خفیہ فریب سے محفوظ رکھا تھا، اسی طرح اس کے کھلے فریب سے بھی محفوظ رکھا۔ بلکہ امید ہے کہ اسے مطمئن کر دے گا اور نفس کے مر جانے سے مراد اس کا مطمئن ہو جانا ہے۔ نیک بشارت ہے خواب دیکھنے والے کو اطمینانِ نفس کی امید رکھنی چاہیے۔

مسئلہ: بیعِ سلم کے جواز میں سات شرائط لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ کپڑے کی جنس بیان کرے، دوسری یہ کہ کپڑے کی صفت بیان کرے تیسری یہ کہ کپڑا ردی ہو یا صحیح، چوتھی یہ کہ وہ گاڑھا ہو یا باریک، پانچویں یہ کہ کیا سینکڑوں کی تعداد میں ہو۔ چھٹی یہ کہ بیچنے والا خریدار کے گھر پہنچائے گا یا خریدار خود اٹھا کر لے جائے گا۔ اور ساتویں یہ کہ اسی مجلس میں اس وقت بیچنے والے کو قیمت ادا کر دے، کیونکہ قرض میں سلم جائز نہیں (اشارہ۔ بیعِ سلم وہ ہے جس کی قیمت اس کی تیاری سے پہلے ادا کر دی جائے)

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۲

حقائق و معارف آگاہ حاجی محمد امینؒ اور حاجی خداداؒد کو واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

سلام فقیرانہ کے بعد عرض ہے، کہ اس خواب میں آپ نے جو آگ دیکھی، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ "جو آگ میرے دل میں بھڑکتی ہے، اس سے میں ہر روز ستر مرتبہ (اور ایک رات کے مطابق سو مرتبہ) اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں" سمجھنا چاہیے، کہ خود آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں یہ فرمایا ہے اور یہ حالت آنحضرتؐ اور صحابۂ کرامؓ کی موجودگی میں تھی۔ اور اس زمانے کے اکثر لوگ تو گناہِ کبیرہ میں اتنے مبتلا ہیں کہ آنحضرتؐ کے دل کی آگ اس حد تک بھڑکتی ہے کہ ظاہری آگ کی صورت اختیار کر کے روضۂ مبارک کی چھت تک جا پہنچتی ہے۔ اور یہ سب امت کا غم ہے۔ چنانچہ قیامت کے روز آنحضرتؐ "میری امت میری امت" پکاریں گے۔ چونکہ حاجی جیوؒ کے بعض اعمال خلقت کے فائدے کے لیے ہیں، اسلیئے اُنھوں نے آنحضرتؐ کے غم کی آگ کو پانی کی طرح تھوڑا سا کم کر دیا ہے، حاجی جیوؒ کو چاہیے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلقِ خدا کے ظاہری و باطنی، اور دنیاوی و اُخروی منافع کے لیے مشغول رہیں، تاکہ اس سے آنحضرتؐ کی رضامندی حاصل ہو۔ اور اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے اُن کا غم غلط ہو۔ کیا خبر اس طرح اُن کا غبارِ خاطر دُور ہو جائے اور آنحضرتؐ اُن پر رحمت کریں اور اس شخص کے حق میں ظاہری رحمت کا واسطہ بن جائیں۔

اور یہ جو حاجی خداداؒد کو برہنہ دیکھتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے تقوٰی کے درمیان کچھ فرق پڑ گیا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے "ایمان عریاں کیفیت ہے اور تقوٰی اس کا لباس ہے"۔ اس کا علاج استغفار ہے اور استغفار تقوٰی کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اور یہ جو حاجی خداداد نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے مُرشد، حاجی محمدؒ امین ان کی پیشانی پر بوسہ دے رہے ہیں اور پُوچھ رہے ہیں. کہ کیا تم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دوست رکھتے ہو؟ تو یہ استفہام نہیں، بلکہ واقعی ہے کیونکہ پیشانی پر بوسہ دینا اس حقیقت کی خبر دیتا ہے اور حاجی خداداد سے یہ بھی پُوچھتے ہیں کہ کیا نہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ دوست رکھتے ہیں؟ تو یہ بات بھی تحقیقی ہے نہ کہ استفہامی۔ اور اس کی دلیل وہی پیشانی پر بوسہ دینا ہے. لیکن اس خواب سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیقؓ کے کسی شخص کو دوست رکھنے سے، اس شخص کا مرتبہ پست ہے، جو حضرت صدیقؓ کو دوست رکھتا ہے، کیونکہ اُس شخص کے حضرت صدیقؓ کو دوست رکھنے سے یہ لازمی نہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسے دوست رکھیں۔ اس دوستی کا عدم قبول، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس شخص کو دوست رکھنا، دونوں کی باہمی دوستی کی علامت ہے. فقیر کے نزدیک ایسے خوابوں کی تعبیر یہی ہے اور اللہ ہی صحیح جانتا ہے۔

مکتوب : ۱۳۳

استدعائے توجہ کے جواب میں میاں اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

میرے عزیز کشُود مقصُود کا کیا مطلب ہے؟ سمجھ لینا چاہیے کہ کشُود یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو کہ جو کچھ ہے، اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور جو کچھ بھی ہے، اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔"اے اللہ مجھے دائمی ایمان عطا فرما، جو میرے دل کو یقین اور صدق کی بشارت دے یہاں تک کہ میں جان لوں، کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، سوائے اس کے کہ جو میرے مقدر

Marfat.com

بس ہے، اور اس رضا کے جو میری قسمت میں ہے"۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ یہ قسمت پر رضامندی نہیں، بلکہ قسمت کے ساتھ جنگ ہے۔ قسمت پر راضی رہنا چاہیے، سابقہ قسمت پر عین رضا کے ساتھ، حال میں طلب کے ساتھ اور مستقبل میں ترقی کے ساتھ۔ جنگ قسمتِ قہریہ کے ظہور کے ساتھ ہے اور رضا لطیفہ کے ظہور کی قسمت سے ہے، پس اسے سمجھیے۔

میرے عزیز، جو کچھ میں نے کہا، آپ اسے نہیں سمجھے، اللہ کا شکر ادا کرو اس پر، جو اس نے دیا ہے، اور مزید کی اُمید رکھو، اور اپنی بلندی اور تمہاری بلندی کے نقصان کے مقابلے میں حضرت پیر قدس سرہٗ کے کمالات کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں نے ادب سکھایا تھا، اور اپنے آپ کو بزرگوں کے مقابلے ایک کمزور چیونٹی کی طرح سمجھنا چاہیے، اور اپنی استعداد کو کمزور جاننا چاہیے۔ چونکہ توجہ کا وقت نہیں تھا۔ اس لیے میں نے بات ختم کر دی۔

سوال تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اللہ تعالےٰ کے لیے اخلاق پیدا کرو) کے معنی طے شدہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی صفات کی مانند صفات پیدا کرو۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو اللہ تعالےٰ سے بندہ کی مشابہت لازم ہو جاتی ہے، کیونکہ جب بندہ اللہ تعالےٰ کے سے اخلاق پیدا کرنے والا ہو جاتا ہے، تو وہ حق تعالےٰ کی شبیہ بن جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اُس کی طرح کوئی نہیں اور وہ کسی کی طرح نہیں، اور کوئی شے اس سے مشابہ نہیں۔

مکتوب: ۱۳۴

فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ طالب علم کو "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

میرے عزیز! اس عبارت کا مطلب ہر ولایت کے مرتبے کے لوگوں کے مناسب حال ہے۔ اور حضرت جیوؒ کی اصطلاح کے مطابق ولائتیں پانچ قسموں کی ہیں:۔ (۱) ولایتِ عامہ (۲) ولایتِ خاصہ (۳) ولایتِ اخص (۴) ولایتِ خاص الخواص اور (۵) ولایتِ اخص الخواص۔ صاحبانِ ولایتِ عامہ کے نزدیک، جو علمائے ظاہر ہیں، اور اپنے رسُوخ سے مرتبہ شریعت کے کمالات کو پہنچ جاتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں وہ ہر لحاظ سے "نقل" کے پیرو ہوتے ہیں۔ عقل و ہوا جو بشریت کا تقاضا ہے، ہر لحاظ سے نقل کے تابع ہے، ان میں نقل کی مخالفت کی ذرہ برابر بھی بُو نہیں ہوتی، اور صاحبانِ ولایت خاصہ کے نزدیک، جو اللہ تعالےٰ کی صفات کے جذبات میں ڈوبے ہوتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں نسب اور افعال سے جو ولایتِ عامہ میں منسوب تھا، حق تعالےٰ کی صفات کے جذبات کی تجلیات میں پہنچ کر سب کچھ مضمحل ہو جاتا ہے اور حقیقی فاعل سوائے اس واحدِ حقیقی کے اور کوئی نہیں، جس میں صفات کاملہ ہیں، اور جو اپنے افعال وصفات و ذات کی مظہریت میں، حقیقی مظہرات کے سوا کسی اور طرح ظاہر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ مظاہرِ مذکور نظر سے اُٹھ جاتے ہیں اور مظہرات کے عین منظورِ نظر بن جاتے ہیں بلکہ مذکورہ مظہرات واحدِ حقیقی کی ذات میں عین وحدت ذات بن جاتے ہیں، اور ان ولائیتوں کا انجام تعینات کا اضمحلال ہے۔ یہ تعینات دنیا کے ہوں یا وجُوبیت کے، ان اسرار میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس مضمحل تشخّص سے وہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں کہ ان میں اور اُن کے اندر والوں کے بارے میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو تین مراتب باقی رہ گئے ہیں ان میں اہلِ عقل کے بیان کا کوئی دخل نہیں، اس لیے ان کا بیان کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۵

سعادت شعار نور حسین کے نام لکھا گیا۔

مشفق مہرباں، نور الحسین کو فقیر عبد النبی کی طرف سے سلام ہو. آپ نے آیت کریمہ " والذین فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً (وہ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں مرض ہے، اور اللہ نے ان کے اس مرض کو بڑھا دیا) کے معنی پوچھے تھے. میرے مشفق مرض دو قسم کا ہوتا ہے ایک مرضِ موت اور دوسرا مرضِ اوفاتی. مرضِ موت ان لوگوں کا خاصہ ہے جنہوں نے میثاق کے دن اول و آخر سجدہ نہ کیا، ان کے حق میں یہ مرض آخر کار کفر کا متقاضی ہے. وہ روز بروز کفر میں گرتے جاتے ہیں اور آخر کار کفر کی حالت ہی میں مر جاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شروع میں تو سجدہ نہ کیا، لیکن آخر میں سجدہ کر دیا، ان کے مرضِ اوفاتی کا خاصہ سلامتیِ ایمان ہے. وہ موت تک گناہوں میں مبتلا رہیں گے. گناہوں سے توبہ اُن کے نصیب میں نہیں، وہ وقتی طور پر عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ ایمان کی برکت کچھ مدت کے بعد خواہ وہ قلیل ہو، یا کثیر، انہیں بہشت میں لے جائے گی. اور صالح مومن بھی مرضِ اوفاتی کے مریض ہیں. اگرچہ گناہوں کا امکان ہوگا، لیکن گناہوں سے توبہ کی توفیق پا لیں گے اُمید رکھیں گے کہ بغیر عذاب کے جنت میں جائیں. اور یہ تینوں گروہ سوائے انبیاء کے امکانِ مرض رکھتے ہیں، لیکن تیسرا گروہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی عذاب کے بغیر جنت میں جائے گا. چونکہ حدیثِ قدسی ہے " میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں،، انشاء اللہ تعالیٰ، ہر مومن کا اعتقاد تیسرے گروہ پر ہے اور وہ اس میں کوئی شک نہیں رکھتے. والسلام

اور اس حدیثِ قدسی کو دوبارہ لکھا گیا " میں اپنے بندے کے گماں پر ہوں۔ اگر اچھا ہے تو اچھا، اور اگر بُرا ہے تو بُرا،،

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۶

حاجی خداداد کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے عارفوں کے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور کیا، اور ان کے مراتب کے شایانِ شان الہام کیا۔ جیسا کہ غوث اعظمؒ نے اللہ کی طرف سے ہونے والے الہام میں فرمایا "اے غوثِ اعظم، حال میری طرف سے ہوتا ہے۔ جسے بولنے والے کی زبان سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، جو اس پر ایمان لایا، اُسے کہا گیا، اور جس نے حال کو رد کیا، اس نے کفر کیا، اور جس نے اصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ کے ساتھ شرک عظیم کیا۔ میرے عزیز! فقیر کی سمجھ میں حال کے دو مرتبے ہیں، ایک وہ جس میں حقیقت لطیفہ کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کا قبول واجب ہے، اور دوسرا صفتِ جلال کے کمالات کے ظہور کا حال، جس کا انکار واجب ہے۔ حالِ لطیفہ کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال ہر طرح سے شریعت کا پابند ہوتا ہے اور حال قہریہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعتی مومن کا حال جس کے رد اور قبول میں سکوت افضل ہے، اور دوسرا حال، کافر متکبر کا ہے۔ اور یہ حال قابلِ رد ہے اور اس کا ماننا کفر ہے، اور اس سے اللہ کی ضرور پناہ مانگنی چاہیے۔

میرے عزیز! اللہ جل شانہ کی عبادت دو مرتبے کی ہے۔ پہلا مرتبہ مبتدی اور متوسط کا ہے کہ ابھی درمیان میں پردہ ہوتا ہے۔ اور اس کو عبادت کہتے ہیں متوسط اگرچہ ایک لحاظ سے حضوری رکھتا ہے، لیکن ابھی حقیقت میں غائب ہوتا ہے۔ اس غائب کے لیے ضروری ہے کہ وہ دل یا زبان سے اللہ کی عبادت کرے تاکہ مرتبۂ عبودیت کو پالے۔ صاحب عبودیت کو پالے۔ صاحب عبودیت اللہ کو کسی پردے

Marfat.com

کے بغیر موجود پاتا ہے اور اس کی ذات اور اس کی صفات کو جو اس ذات سے متعلق ہوتی ہیں، پوشیدہ بصیرت کے ذریعے مکمل خاموشی سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے رب کی طرف دیکھتا ہے، تو اس کی ذات کو، صفاتِ کمال کے ساتھ کسی نقصان کے بغیر متصّف پاتا ہے۔ اس مقام پر اپنے رُب کا یہ بندہ شرک و کفر سے منصف ہو سکتا ہے، جس کا ترک کرنا اس مرتبہ معبودیت پر لازم ہے۔ جیسا کہ ہمارے حضرت و مولانا نے ایک فارسی شعر میں کہا ہے: بیت

تذکرِ غیر خواہش، غیرِ مطلق بذکرِ حُبِّ حق، شرک است الحق

ترجمہ: کسی خواہش کے بغیر غیر مطلق کا ذکر کرنا اور پھر حُبِ حق جتانا، یقیناً شرک ہے۔

مکتوب: ۱۲۷

حقائق آگاہ شیخ عبدالقادر جہاناآبادیؒ کے نام لکھا گیا۔

حقائق سے آگاہی رکھنے والے، اللہ کے الطاف کے مظہر اور محبت سے معمور نے اس فقیر سے صلوٰۃ و مراتب کے معانی دریافت فرماتے ہیں۔ شیخ صاحب! صلوٰۃ و مراتب کے معانی ایسے ہیں کہ حکمت سے تعلق رکھتے ہیں، اور حکمت سے ناواقف ہونا عبث ہوتا ہے۔ صلوٰۃ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کے معانی کو پا لینا کامل لوگوں کا خاصہ ہے، ہم جو اہل کمال کے خوشہ چیں ہیں۔ اتنی طاقت کہاں رکھتے ہیں کہ اس کے بیان میں زبان کھولیں۔ لیکن اسی عقیدہ کے مطابق کہ "اس کی حکمت سے ہم آگاہ نہیں" ہمیں پورا یقین ہے۔ اور اس کا ظاہر، علمائے ظاہر سے تعلق رکھتا ہے، لیکن چونکہ سوال کا جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں۔ اس لیے ظاہر کے بارے میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں:

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ انسان رات کے وقت خواب میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے اللہ کے فضل نے دو رکعت سنّت (موکدہ) اور دو رکعت فرض. فجر کی نماز میں مقرّر فرمائے. تاکہ اس کے ادا کرنے میں سُستی نہ کر جائے یا کوتاہی نہ ہو جائے. فجر کی نماز سے سُورج کے سر پہ آنے تک اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وقت کو معاش کے ضروری کام کے لیے خالی چھوڑ دیا اور جب معاش کے ضروری کاموں سے فراغت ہو گئی، تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے فجر کی دو رکعت کی نسبت ظہر اور عصر کے وقت دو رکعت کا اضافہ کر دیا، لیکن ظہر کے وقت کی وُسعت کے پیشِ نظر چار فرض سے پہلے چار رکعت سنّت (موکدہ) اور بعد میں دو رکعت سنّت (موکدہ) مقرّر فرمادیں اور چونکہ عصر کا وقت تنگ ہوتا ہے، اس لیے چار رکعت فرض کے سوا سنّت (موکدہ) کی تکلیف نہ دی. اور چونکہ مغرب کا وقت عصر کے وقت سے بھی تنگ ہوتا ہے، اس لیے مغرب میں فرض میں ایک رکعت کی تخفیف کر دی۔ اور وقت کی تنگی کے پیشِ نظر فرض کی ادائیگی پہلے قرار دی گئی. اور تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر دو رکعت سنّت (موکدہ) کو بعد میں کر دیا. اور چونکہ عشا کا وقت کھانے پینے کا وقت ہے. اور سُستی ضروری ہوتی ہے، اور اگرچہ عشاء کے وقت میں وسعت ہوتی ہے، پھر بھی فرض کو سنّت پر مقدم قرار دیا گیا۔ چونکہ سُستی کا وقت تھا۔ دو رکعت سنّت (موکدہ) کا حکم دیا گیا. مزید برآں چونکہ روز و شب کی نمازوں کی رکعتوں کا طاق ہونا ضروری سمجھا گیا، اور مستحب ہے، اس لیے مغرب کی نماز میں تین رکعتیں مقرر کی گئیں. اور رات کے باقی ماندہ حصّہ کو نوافل کے لیے چھوڑ دیا گیا. اور چونکہ قیام کرنا، نیاز و مناجات کے لیے ہے، اس لیے قرأت کا حکم دیا گیا اور چونکہ رکوع و سجود میں سر کا جھکانا ہے، اس کے لیے مناسب تسبیح ہے۔ اور چونکہ قومہ اور جلسہ میں سر اوپر اٹھانا ہوتا ہے، اس لیے تکبیر کا تقاضا ہوتا ہے اور خاصّہ حق سمجھ

Marfat.com

کر "اللہ اکبر" کہنا چاہیے، اور جب بندے نے حمد و ثنا ادا کر لی، اور حق تعالےٰ نے یہ حمد و ثنا سُن لی، تو ضروری ہو گیا کہ "سمع اللہ" کہنے کے لیے کہا جائے اور جب "سمع اللہ" پر اعتقاد ہو گیا، تو اس کے ساتھ ہی "ربنالک الحمد" مقرر فرمایا۔ اور جب تمام مراتب و فرائض سے فارغ ہو گیا اور "نماز مومن کی معراج" کہی گئی ہے، تو مناسب ہوا کہ نماز کا اختتام تشہد پر کیا جائے، تاکہ "الصلوٰۃ معراج المومن" سے آگاہی ہو جائے اور جب نماز کے تمام مراتب سے فارغ ہو گیا، تو آفات سے سلامتی کی خبر دی، اور تمام مؤمنین جماعت کو مبارک باد دی گئی۔ اور وہ السلام علیکم ہے، جو کہی جانی چاہیے اور سلام تم پر اور اُس پر جس نے آنحضرتؐ کی پیروی کی۔

مکتوب ۱۳۸:

اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اے مشفق! ذکر کو پانی سے تشبیہ دینا اور اس کا بلندی سے نیچے آنا جسم کی آرائش کے لیے ہے۔ اور وہ، جو روح کے ذکر کو راحت کہا گیا ہے، تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ رُوح سے مراد رُوح کا لطیفہ بدنی ہے، اور یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکرِ قلبی کے مرتبہ میں محض تکرار ہوتی ہے، لیکن شہودِ وحدت کا مرتبہ ظاہر نہیں ہوتا، اور اگر ظاہر ہونا بھی ہے، تو وحدت وجودی کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور وحدتِ وجود کے مرتبہ میں کثرت سے تعلق باقی رہتا ہے لہذا راحت توحیدِ شہودی پر موقوف رہتی ہے اور کثرت کا انتظار رہتا ہے۔ اور نظر محض وحدت پر لگی رہتی ہے اس لیے شہود میں راحت میسر ہوتی ہے۔ لیکن اگرچہ راحت شہود میں ہے، لیکن اس

Marfat.com

راحت میں نفس اور خیال کی شرکت باقی رہتی ہے۔ اللہ سبحانہ کی توفیق سے اس سے بھی آگے نکل جانا چاہیے، اور عدم راحت سے مل جانا چاہیے۔ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے "خوشی مت مناؤ، اللہ خوشی منانے والوں کو پسند نہیں کرتا" دوسرا یہ کہ رُوح سے مراد حقیقتِ انسانی ہے، جو لطائفِ تحتانیہ میں ہے اور اس سے انسانی حقیقت کے کمالات کا ظہور ہے۔ راحت خیال کی شرکت سے ہوتی ہے اور انسانی حقیقت کے اندر چھ (۶) لطائف طے کرنے کے بعد حقیقی راحت ہوتی ہے جس میں خیال کی شرکت نہیں ہوتی، اور چونکہ حقیقی بندگی کے مرتبے میں بندے کے لیے خوف اور ڈر لازم ہے۔ اس لیے "خوشی مت مناؤ" کا حکم دیا گیا، اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دو مرتبوں سے ہے ایک سالک کو محنت و ریاضت کا شوق دلاتا ہے، اور یہ مرتبہ اوسط ہے، لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں، یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے۔ دوسرا محض مہربانی اور نوازش کے لیے ہے۔ اور یہ مرتبہ کمال میں قطبیت و غوثیت کے صاحبان میں ہے، اور ان اہل مناصب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے ظہور کی تحقیق کریں۔ اور جب تک آنحضرتؐ کا ظہور نہ ہو، خدمات ادا کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوتی۔ الغرض راحت کے مبادیات ظہور پاتے ہیں، لیکن انہیں محض آنحضرتؐ کی رضا کے حصول کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور مضطرب نہیں ہونا چاہیے۔ والسلام

مکتوب : ۱۳۹

میاں اللہ دینؒ کے نام اس سوال کی تحقیق کے جواب میں لکھا گیا، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے کس طرح اللہ تعالےٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ابلیس (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) کے دعوے کے جواب میں فرمایا "میرے بندوں پر تمہیں کوئی غلبہ نہیں ہوگا سوائے اُن گمراہوں کے، جو تیری پیروی کریں گے"، چنانچہ قرآن کی رُو سے ظاہر ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں، ایک مظہرِ جلال اور ایک مظہرِ جمال اور قلب بالخصوص جمال کا مظہر ہے اور جلال کے مظہر کو قلب میں کوئی دخل نہیں۔ سوائے کچھ وقت کے۔ اور وہ وقت بھی دو قسم کے ہیں۔ ابتدائی اور انتہائی۔ ابتدائی شرکت غیر معتبر ہے اور انتہائی شرکت معتبر اور اس کا خاتمہ اخیر میں بخیر ہوتا ہے۔ اور شرک کی دو قسمیں ہیں، جو جمال سے حصہ لیتی ہیں اگرچہ ابتدائی گناہ کی نسبت زیرِ عذاب ہوں گی اور آخر میں ثمرۂ جمال پیدا ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مظاہرِ جمال کو درحقیقت انبیاءؑ کے ماتحت کیا ہے اور مظاہرِ جلال کو ابلیس مردُود کے ماتحت۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے حُسنِ ظن سے اپنے آپ کو خاتمہ بالخیر مظہرِ جمال سمجھیں۔ اور مظہرِ جلال کے بارے میں حق سبحانہٗ سے استفادہ کی خواہش کریں۔ استفادہ کا یہ عمل بھی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ خاتمہ بالخیر نہ ہوا، تو عہدِ اسلام میں جو استفادہ کیا تھا۔ وہ اس عذاب میں تخفیف کا باعث بنے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر ساری عمر کفر میں گزر گئی۔ اور استفادہ سے محرُوم رہا۔ تو پھر عذاب در عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں، جس کو پیاسا اپنی زندگی تصوّر کرتا ہے"۔

مکتوب: ۱۴۰

نیک اطوار ولی محمدؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

برادرِ مشفق میاں ولی محمد کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام۔ وہ نوازش نامہ جس

Marfat.com

میں جواب طلب مسائل کا بیان تھا، ملا۔ خوشی ہوئی آپ نے اپنے باطن کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، مطالعہ میں آیا۔ برادرِ مہرباں۔ جب اللہ تعالےٰ کے بارے میں بے کیفی کی تعلیم مل گئی، تو پھر زنگا رنگ کی تجلیات کے دیکھنے کو اس سے کیا نسبت؟ شاید ان کا ظہور پہلے ہو چکا ہو گا۔ بے کیفی کی نسبت الوان و تجلیات کی ممانعت کرتی ہے، البتہ جب تک بے کیفی کی نسبت احاطہ نہ کر لے، اگر تجلیات اور ان کے زنگا رنگ کے معائنے ہوں، تو ایسا ممکن ہے۔ ضروری ہے، کہ حق تعالےٰ کو تمام چھ[۶] اطراف سے پاک اور منزّہ سمجھا جائے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم کی شان بہت بلند ہے۔ جب تک بے کیفی کی نسبت، پوری طرح جگہ نہیں پکڑتی، علمِ حضوری کہاں؟ اور علمِ حضوری کے بعد ہی حضورِ علم، مرتبۂ کمال رکھتا ہے۔ اور یہ ولایت انبیاؑ میں تحقیق شدہ ہے۔

اور وہ جو اسما کی تفصیل لکھی گئی ہے، تو وہ بے کیفی کے بحرِ محیط کی نمو داری بے کیفی کے اندر ایسی قوت بخشتی ہے، جو دماغ کے خلل کو دور کرتی ہے۔ تمام مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھی جائے، اللہ پاک شفا بخشے گا۔ ذکرِ سلطان کی تعلیم کے بعد علم کی تعلیم کی جائے۔ علم سے مراد علمِ حضوری نہیں ہے۔ ابھی علم کا وقت کافی ہے، علم حصولی، مخلوق کا علم ہے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم، جدید تعلیم پر موقوف ہے، اللہ سبحانہٗ کی ذات اپنی تمام صفات کے ساتھ مجہول الکیف ہے، اور نورِ محمدیؐ مجہول الکیف ہے اور تمام مخلوقات معلوم الکیف ہیں۔ اور احدیت، واحدیت اور وحدت کا بیان بھی صحبتِ جدید پر موقوف ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور علوم، جائز الوجود ہیں۔ کہ ان کا موجود ہونا اللہ سبحانہٗ کے اختیار میں ہے اور موجودہ مخلوقات، ممکن الوجود ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہے، تو انہیں عدم کر دے اور اگر چاہے، تو انہیں موجود رکھے۔ اور باری تعالےٰ کا شریک ہونا ممتنع الوجود ہے کیونکہ وہ ہرگز وجود میں نہیں آسکتا۔ وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہے اور متقیؓ، غیب پر ایمان لانے والے لوگ

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بے کیفی پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اللہ پاک کو چھٹوں اطراف سے پاک و منزّہ سمجھ کر اس کی بے کیفی پر مکمل یقین رکھیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ والسلام۔

مکتوب : ۱۴۱

حقائق آگاہ میاں عبدالقادرؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے، ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ نماز پنج گانہ کے اوقات کے بارے میں آں جناب نے جو سوال کیا تھا، موصول ہوا میرے مشفق اس فقیر کے نزدیک چونکہ فجر کی نماز کا وقت انتہائی غفلت کا ہوتا ہے، اس لیے بطور احسان اور کمی، اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر دو رکعت نماز فرض کی کیونکہ اس سے کم نماز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور ظہر کے وقت کو وسیع کیا کیا گیا ہے۔ اور یہ وقت طبیعت کی کشادگی کا ہے۔ اس لیے چار رکعت فرض کیے گئے۔ اور چونکہ عصر کے وقت میں بھی بہت فراخی اور کشادگی ہے اور طبیعت بھی خوش ہوتی ہے، اس لیے چار رکعت کا حکم دیا گیا، اور چونکہ مغرب کے وقت دن بھر کے کام کاج سے بے حد تھکن ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے بطورِ احسان ایک رکعت کی کمی کر دی گئی ہے اور چونکہ عشا کا وقت بھی کسل مندی کا وقت ہوتا ہے، لیکن چونکہ عشا کے وقت کے لیے کثرتِ کمال کے لحاظ سے ساری رات نماز عشا ادا کی جا سکتی ہے اس لیے اسے ظہر اور عصر سے مشابہت دی گئی اور اس میں چار رکعت کا حکم دیا گیا۔ یہ بطور احسان و کرم ہے۔ اور دن کی آخری نماز یعنی مغرب کی نماز کو حکمت بالغہ سے طاق کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے کثرتِ وقت کے اعتبار سے

Marfat.com

احسان وکرم سے رات کو سنت کی تعلیم دے کر وتر کو بھی طاق ادا کرنے کا حکم دیا.
اور اللہ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔

مکتوب : ۱۴۲ (الف) سوال

(سوال) فقیر صحبت اللہ دینؒ کی طرف سے لکھا گیا.

حضرت موسےؑ نے ایک دفعہ راستے میں ایک گڈریے کو دیکھا کہ اللہ تعالےٰ سے اس طرح کلام کر رہا تھا کہ "اے میرے اللہ! اگر تو میرے پاس آئے، تو میں تجھے دودھ دوہ کر پلاؤں، اور تیرے جوتے سیوں، اور اسی طرح اور باتیں کر رہا تھا جو حق تعالےٰ کی شان میں کفر سے مشابہ تھیں۔

جناب والا، حضرت موسیٰؑ نے جو امر ونہی کے حکم کے پابند تھے، اس کو اس بات سے منع فرمایا اور کہا کہ ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کی شان میں مناسب نہیں۔ جب وہاں سے چلے گئے، اور اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہوئے، تو حق تعالےٰ نے ان پر غصہ فرمایا کہ تو جوڑنے کے لیے آیا ہے نہ کہ توڑنے کے لیے۔

جناب من، حضرت موسیٰؑ نے اللہ کی مخلوق کو امر کی دعوت دی تھی. وہ عالم غیب نہیں تھے، کہ معتوب ہوئے. اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ کمال محبت سے یہ الفاظ کہہ رہا تھا، اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے کہ انہیں یہ کلمات پسند آئے۔ اس سے دعوت واحتساب کے کام میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے خواہ کوئی ہوا میں اڑے، اور پانی اور آسماں میں چلے، لیکن اگر اس میں رتی بھر کوئی بات خلاف شرع پائی جائے، تو اسے جھوٹا اور مفتری سمجھنا چاہیئے. اس لیے حضرت موسیٰؑ نے اسے ایسے کلمات کفر سے منع کیا تھا، نہ کہ حکم جواز سے، کہ وہ

Marfat.com

اس طرح مورد عتاب ہوتے ، یقین ہے ، کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔ اس کا کیا سبب ہے ، اس کے بارے میں ارشاد کیا جائے ۔ زیادہ آداب ۔

مکتوب : ۱۴۲ (ب) جواب

(جواب) میاں اللہ دینؒ کے خط کے جواب میں ، حضرت موسیٰؑ پر عتاب کی حقیقت میں تحریر کیا گیا ۔

ہر عقل مند پر اس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کی حد تک عقل بمنزلہ نبی ہے ، لیکن اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور معرفت مفصل کی حد تک عقل کا قیاس کافی نہیں ۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے تفصیلی امور اور دوسرے واجب احکام کی تعلیم دی ہے چنانچہ جب تک اس گڈریے کو صفات اور احکام کی تفصیلی دعوت نہیں پہنچی تھی ، اس وقت تک وہ بے شک دشمہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھا اس لیے وہ معذور تھا کیونکہ اس پر توحید کا غلبہ تھا ، اور احکام حق اس پر لازم نہیں تھے ۔ نیز اس کی بے ادبانہ باتوں پر بھی کوئی الزام وارد نہیں ہوتا تھا ۔ اس لیے یہ عتاب حضرت موسیٰؑ پر تھا ، اور عتاب کے بھی دو درجے ہوتے ہیں ایک عتاب لطیفہ اور دوسرا عتاب قہر یہ یہ عتاب ایک طرح سے لطف آمیز عتاب تھا ۔ جیسا کہ کسی نادان بچے کو جب کوئی شخص کھیل سے منع کرتا ہے ، تو بچے کا باپ اس شخص کو کہتا ہے ، کہ نرمی سے کہو ، کیونکہ اس بچے کا کھیل نادانی کی وجہ سے ہے ، اس لیے معذور ہے ۔ تمام پر رکھنی چاہیے ۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اس گڈریے کو ڈھونڈا ، تو اسے توبہ کرنے والا پایا حضرت موسیٰؑ کے وعظ سے اس کا کام مکمل ہو گیا اور اسے مفصل علم حاصل ہو گیا ۔ پس اس

Marfat.com

بات کو سمجھ لیجئے۔

مکتوب : ۱۴۳

(سوال)

قبلۂ من۔ خدا میرا ایمان سلامت رکھے۔ یہ بندۂ گنہ گار، کمال کے نقصان کے اندیشے سے دوبارہ عرض گزار ہے کہ اعلیٰ نصیحت وارشاد معرفت کے حصول کا سبب بنا۔ اور حقیقت تک پہنچنا ادنےٰ سے ہوتا ہے، تو پھر اعلیٰ کے ہوتے ہوئے عتاب کیسا تھا، اگرچہ وہ عتاب لطف آمیز ہی تھا۔ پہلی بات تو قابلِ انعام اور قابلِ ترقی تھی۔ نہ کہ لائقِ عتاب۔ عتاب کو عتاب ہی کہتے ہیں۔ نہ کہ انعام۔
(زیادہ آداب)

(جواب)

میاں اللہ دینؒ کے نام اس کے خط کے جواب میں

چونکہ معجزے کا اظہار احکامِ شریعت کی قبولیت کے لئے لازمی ہے۔ اور ادھر صورت یہ تھی کہ اس معجزہ کا اظہار جو احکام قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے، گڈریے پر ابھی تک نہیں ہوا تھا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ گڈریا اس حالت کی وجہ سے جو اس پر طاری تھی، مضطرب ہو جائیگا اور حضرت موسیٰؑ کی طرف سے بدگمان ہو کر بے اعتقاد ہو جاتے گا۔ اور اظہارِ معجزہ کے بغیر انکار کردے گا، لہٰذا عتاب ہوا کہ پہلے اس گڈریے کو معجزہ دکھاؤ اور اس کے بعد تعلیم دو، تاکہ حضرت موسیٰؑ کے معجزے کو دیکھنے کے بعد اس کے دل میں بات اتر جاتے۔

دوسری بات یہ کہ عتاب گڈریے کے لیے تحقیقِ ہدایت کا باعث ہوا ہے حضرت موسیٰؑ اس عتاب کے سبب اس کی تلاش میں گئے اور گڈریے کی حقیقت اور اس کے

Marfat.com

ہدایت یافتہ ہونے پر مطلع ہوئے، اور جس شخص کو اس کی باتوں کی وجہ سے حالتِ الحاد میں چھوڑا تھا، اس کی حالتِ اسلام سے باخبر ہو گئے۔

مکتوب: ۱۴۴

خانصاحب میر نعمت خاںؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا اور اس کے مطالعہ نے خوشی بخشی۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ میں مسمّٰی کی یاد میں مشغول رہتا ہوں میرے مشفق، بے کیفی کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے۔ شروع شروع میں بے کیفی ایک صورت میں ذکر کرنے والے کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ ذکر کرنے والے کو چاہیے کہ دل میں جو صورت بنے، اُسے سینے کے اندر سے دُور کرے، اور اس بات کی کوشش کرے کہ دل خیالات سے خالی ہو جائے، سوائے حقِ حقیقی کے جو تصور سے پاک و منزّہ ہے۔ اور حقیقی بے کیفی پر ایمان کے سوا آں جناب کے دل میں اور کچھ نہ رہے، اور حقیقی بے کیفی کے سمندر کے علم میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ قوتِ تخیل میں خلا خیال سے میسر آتا ہے۔ اگرچہ یہ ایمان مدّتوں کے بعد نصیب ہوتا ہے، کیونکہ یہ صرف اللہ کا فضل ہے۔ اور بندہ اس کوشش کا مظہر ہوتا ہے۔ مزید برآں آپ نے جو دوسرے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کو فتح نصیب ہوئی، تو اللہ کا شکر ادا کریں، کہ حق تعالیٰ نے کافروں کی جماعت کو مغلوب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں آپ کا حامی و ناصر ہو

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۵

میاں رستم خاںؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

مشفقِ مہرباں، خاں صاحب میاں رستم خاںؒ کی خدمت میں سلام فقیرانہ عرض ہو۔ آپ کے شفقت نامہ سے اس واردات کا پتہ چلا، جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے آپ پر ظاہر کی۔ اس کے مطالعہ سے دلی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ پیرِ دستگیرؒ کے طفیل ان کی وفات کے مدّت مدید کے بعد آں حضرت آپ پر ظاہر ہوئے۔ خدا کا شکر بجا لانا چاہیے، کہ اس نُور کے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے جو نُورِ بے کیف کا آغاز ہے، اس نے آپ کو بینائی بخشی ہے۔ لیکن آپ کو آگاہ رہنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ جو نُور گھر میں اور زیرِ آسماں ظاہر ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے۔ خواہ سالک اُسے بے کیف ہی کیوں نہ جانے، کیونکہ زمان و مکان میں جو کچھ ہے، باکیف ہے، بے کیف نہیں، تاہم مجہُول الکیف ہے۔ سالک مجہُول الکیفی کی وجہ سے کیف کے معلُوم نہ ہونے کی وجہ سے اسے بے کیف جانتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ شرعی عقیدے کے مطابق اسے پرکھے اور جان لے کہ جو کچھ زماں و مکاں میں سما سکتا ہے، وہ ایک نُور ہے، جو مخلُوق ہے، جسے سالک کی تسلّی کے لیے دنیا میں ابتدائے رؤیت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ اور یہ ابتدا جس پر بے شمار حجابات پڑے ہیں، نُورِ محمدیؐ ہے اور وہ مجہُول الکیف ہے، اور سالک غلطی سے اُسے نُورِ حق سمجھتا ہے، یہ عقیدہ شریعت کو یاد نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ غلطی کھا کر اسے رؤیت حق سمجھ لیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رؤیت دنیا میں صرف آنحضرتؐ کا حصّہ ہے۔ جو انہیں ایک بار معراج شریف میں ملا۔ اور دوسرے انبیا کو بھی خصوصیت

Marfat.com

حاصل ہے اور وہ بھی صرف ایک ایک بار۔ چنانچہ اس نُور کو اوّل نُورِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا بدرجۂ ثانی ان کے نُور کا ظہور یا بدرجۂ ثالث نُورِ حق کی ابتدا سمجھنا چاہیے۔ اور رؤیت حق کی امید آخرت میں رکھنی چاہیے۔ چنانچہ ایک عزیز نے عربی کے اشعار میں بیان کیا ہے ؎

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے حق تعالےٰ کو اس دنیا میں اپنی آنکھ سے دیکھا، وہ زندیق ہے۔ اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور اس کے رسُولوں کی مخالفت کی۔ وہ شریعت کے رستے سے بھٹک گیا، اور دُور سے دُور تر ہو گیا۔

اور حاجی فیروز (قدس سرہ) کا قول اصولِ دین کے خلاف ہے، اگر اس نے رؤیتِ ذات سمجھی اور رؤیت بصری و ایمانی خیال کی، نہ کہ رؤیتِ بصری، تو ٹھیک ہے، اور نُور کا یہ ظہور، جو آپ پر ظاہر ہوا ہے، میاں فیروز کے قول سے الگ اور دُوسرے مرتبہ پر ہے اسے رؤیت کی ابتدا سمجھا جانا چاہیے۔ اور اس نُور کے پردے میں حق سبحانہ کو حقیقی بے کیفی سے دیکھنا چاہیے، اور مکان و زماں سے پاک و صاف سمجھنا چاہیے۔ ع بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است۔ (ترجمہ) میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں، کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۱۴۶

محمد یار ساکن بلمزئی کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام ہے برگزیدہ لوگوں پر۔ دوستِ صادق، صاحبِ اقبال، مُجیب الدعوات جناب خانصاحب کے مکتوب کے ملنے سے فقیر اپنے حال پر متنبہ ہوا، اس نے اپنا حال اس التجا سے الگ نہ پایا، کہ اے ہمارے اللہ میری اور میرے

Marfat.com

بھائی کی التجا کو قبول فرما۔ اس خط کے مطالعہ سے چند سوالات کی وضاحت ہوئی۔ لکھا تھا کہ بعض عزیزوں نے کہا ہے کہ پہلے "گردش" ہے اور پھر "ورزش" اس کے کیا معنی ہیں؟

اے دوست، گردش کے معنی سلوک ہیں۔ اور ورزش کے معنی جذبہ کی وصولی ہیں۔ یہ معانی اس مذہب کے مطابق ہیں، جو سلوک کو جذبہ پر مقدم رکھتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کے معنی ریاضت ہیں اور ورزش کے معنی اختیار، یعنی دل کا ذکر ریاضت کے بعد مرشد یا زبان کی طرف سے، اور یہ معانی اس شخص کے طریقے کے مطابق ہیں، جس کے نزدیک ریاضت، سلوک پر مقدم ہے۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کا مطلب وہ جذبہ ہے، جو سلوک کے بندی میں پایا جاتا ہے اور ورزش کے معنی ہیں، جذبہ کا سلوک پر غالب آنا اور امتزاج سلوک سے خالص ہو جانا، اور یہ معانی حضرات نقش بندیہ کے مطابق ہیں، جو جذبہ کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں، اور یہ اس طریقہ کی برکتِ کامل کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی کئی نشانیاں ہیں، جن کے طولِ بیان کو میں نے مختصر کر دیا ہے۔ چوتھے یہ کہ گردش کے معنی ہیں وصل (جوڑنا) اور ورزش کے معنی ہیں فصل (توڑنا) اس معنی حضرت خواجہ نقش بند نے ایک طویل بیان فرمایا ہے، جس کا یہ کاغذ کا پرچہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ پانچویں معنی یہ ہیں کہ گردش بمعنی توبہ اور ورزش بمعنی انتخاب ہے۔ یہ معنی طریقۂ نقش بندیہ میں طریقۂ احسنیہ افضلیہ میں مستعمل ہیں اور حضرت دستگیر آدمؒ سے مخصوص ہیں کیونکہ ان کے مخصوص طریقے میں آغاز، توبہ سے ہوتا ہے، اور اس کی انتہا قبولیت پر ہوتی ہے۔ اس توبہ کو دوسری قسم کی توبہ نہیں سمجھنا چاہیئے دوسری طرف کی توبہ سایہ ہے، اور ان کی توبہ سایوں سے غلامی اور فراغت پانے کے بعد ہے۔ اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ع۔ اور اسی پہ بات ختم کرتا ہوں، کہ داناؤں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ سواری اور نشست کی حالت میں یاد کرنے اور یاد رکھنے کی نسبت پاتا ہوں، اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ اگر حکم ہو تو نفی و اثبات اور جہر کروں، یہ بات

Marfat.com

عجب ہے جو لوگ ہر وقت خود بخود یادداشت رکھتے ہیں، ہمارے طریقے میں جہر و نفی داثبات کے طریقے سے آگے گزر چکے ہیں۔ اور ترقی کر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ان دونوں نسبتوں نے غلبہ حاصل نہیں کیا، اس صورت میں نفی داثبات کی گئی ہو گی۔ اگر دل جہر کی طرف رغبت کرتا ہے، تو تنہائی کے وقت میں درمیانے طریقہ سے سُنّت کے مطابق کیا جائے اور جب تک دلی نسبت غلبہ کرے، کر لیا جایا کرے۔ اور وہ جو ایک جُبّہ (یا ٹوپی) کے متعلق تحریر تھا، فقیر اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ لہذا اسے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ جو ایک رسالہ کے متعلق لکھا تھا، تو مختصر یہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ "دُنیا کے اندر اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر پل پر اور اپنے آپ کو اصحاب القبور میں شمار کرو" اس بات کا خیال رکھیں۔ تمام رسالہ مختصر یہ ہے۔

اور وہ جو حاجیوں کے طریقے کے مطابق اپنے آپ کو "بدبخت" اور "رُو سیاہ" کہتے ہیں اور "نہ مومن ہوں نہ مسلمان" کہتے ہیں، تو ایسے الفاظ اہلِ ایمان کو زبان و قلم پر نہیں لانے چاہییں، خواہ ایمان عام سا ہو، انہیں چاہیے کہ خود کو مسلمان سمجھیں اور گناہ کی وجہ سے گنہگار سمجھیں، نہ کہ کافر، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، کفر اور شرک سے۔ اگر کسی عزیز نے ایسا کہا ہے تو شاید وہ مغلوب الحال ہو اور ایسی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ الغرض اگر سواری یا غیر سواری کی حالت میں نسبت میسّر ہو تو اسے غنیمت جانئے۔ اور دلی عجز و انکسار اس کے ساتھ رکھیں۔ کیونکہ عجز و تضرّع کے بغیر ذکر کو غفلت میں شمار کیا گیا ہے تاہم تضرّع اس قدر نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے آپ کو بدبخت اور سیاہ سمجھیں، کیونکہ یہ نقاب اس کے حق میں کفر ہو گا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا " ان کے چہرے سیاہ ہوں گے "۔ زیادہ دعا۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۷

میاں اللہ دینؒ کے مکتوب کے جواب میں کہ بعض مفسروں پر بدعت ہوتی ہے کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

یہ کام کاج کسی کے اختیار میں نہیں خود مفسروں کے صاحبان اس حالت پر غمناک ہیں۔ اس کے دور ہونے کی ہر چند دعا کرتے ہیں قبول نہیں ہوتی۔ مجبوراً معاملہ قضا کے سپرد کر کے غمناک ہوتے ہیں اس بارے میں دعا کے قبول ہونے میں بے بس ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حق تعالےٰ اگرچہ ہر ذرہ کے قریب ہے، اور بزرگ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے اطلاع والہام کی وجہ سے واقف ہوتے ہیں، پھر بھی قضائے الٰہی سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں مخدوم عالم بہاء الدینؒ کو غالب جاننا بے شبہ نادانی ہے۔ جب ایسے معاملات کو خلافِ شرع دیکھا جائے، تو انہیں قضا کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہ مصلحت کا موقعہ نہیں بلکہ دم مارنا قضا کا انکار کرنا ہے اور یہ محض کفر ہے مفسروں سے لذت حاصل کرنا اور شے ہے۔ یہ مرتبۂ ثانی اور مرتبۂ لطیفہ ہے اور پہلا مرتبہ قہر کا مرتبہ ہے ؎ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ (دونوں راہوں میں دیکھئے کتنا بڑا فرق ہے)

مکتوب : ۱۴۸

اسماء تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کی تحقیق کے بارے میں سعادت شعار ہدایت اللہؒ کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تسمیہ کی آیت میں جو تین ناموں یعنی اللہ، رحمٰن اور رحیم سے مرکب ہے، حق سبحانہٗ کے تین ہزار نام شامل ہیں جنہیں تمام انبیاء اور فرشتوں کو اللہ نے اپنی تسبیح کے لیے فرمایا، تاکہ اس تسبیح کے ذریعے ہر صنف اپنی خصوصی تسبیح کے ذریعے

Marfat.com

اللہ پاک کو یاد کرے۔ ایک ہزار نام جن کی تسبیح فرشتے کرتے ہیں اسمِ رحیم کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں، اور ایک ہزار نام جن کی تمام انبیاء تسبیح کرتے ہیں، اسم رحمٰن میں شامل ہیں، تاہم ان انبیا میں چار انبیا یعنی حضرت عیسٰیؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں، اور ہزار نام جن کے ذریعے یہ چاروں نبی اللہ تعالےٰ کو یاد کرتے ہیں۔ "اللہ" کے نام میں مضمر ہیں، لیکن تفصیل یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کو جن تین سو ناموں کی تعلیم انجیل میں دی گئی ہے، وہ لفظ اللہ کے حرف "ہ" کی پہلی چشم میں پوشیدہ ہیں، اور جن تین سو ناموں کی تعلیم حضرت داؤدؑ کو زبور میں دی گئی ہے، وہ اللہ کے آخری حرف "ہ" کی دوسری چشم میں مضمر ہیں۔ اور وہ تین سو نام جن کی تعلیم حضرت موسیٰؑ کو توریت میں دی گئی، وہ اللہ کے دوسرے حرف "لام" میں پوشیدہ ہیں، اور ننانوے نام جن کی تعلیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں دی گئی، وہ اللہ کی پہلی لام میں ودیعت کیے گئے ہیں، باقی ماندہ ایک اسم اعظم جس کا ظہور "اللہ" کے پہلے حرف 'الف' میں ہے، دوسرے تمام اسماء میں پھیلا ہوا ہے۔ پس جو کوئی تسمیہ کو حضوریِ دل سے پڑھے گا، وہ گویا تین ہزار اسمائے مبارکہ کو پڑھے گا، اور کل کے ثواب کا امید وار ہو گا۔

مکتوب : ۱۴۹

میر جمال اللہ مفتیؒ جالندھرؒ کے نام "نور العین" کی روایات معلوم کرنے، اور بعض دوسرے مسائل کی تحقیق کے لیے لکھا گیا۔

پہلا مسئلہ :۔ اگر کسی نے "اَحسَنتَ" (شاباش) اس نیت سے کہا کہ تو نے حتی الوسع قرآن مجید کے الفاظ کو درست طریقے سے ادا کیا، تو ٹھیک ہے، اور اگر نیت یہ کی

Marfat.com

کہ تو نے قرآن مجید کو "نیک" کر دیا، تو اس میں کفر کا اندیشہ ہے۔

دوسرا مسئلہ: غسل میں نیت شرط نہیں ہے جیسا کہ کتب حقیقت میں درج ہے، لیکن پانی پاک ہونا چاہیے۔ اگر پاک اور پلید کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، تو شخص گنہ گار ہوگا تاہم اس کا سجدہ درست ہوگا، مگر مکروہ۔

تیسرا مسئلہ: صحیح بات یہ ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے روح قبض کرنے والے فرشتوں کی تعریف میں کہا ہے "والنّٰزعات غرقاً" (قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر (روح) نکالتے ہیں۔)

چوتھا مسئلہ: اگر نکاح کرنے والا، اور نکاح میں آنے والی ان رسوم سے جو کفار کا خاصہ ہیں، راضی نہیں، تو پھر نکاح درست ہے، اگر وہ راضی ہوں، تو پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ رسم کفار کی خصوصیت ہے، اور ناکح و منکوحہ دونوں راضی ہیں، تو نکاح میں خرابی کا اندیشہ ہے۔ اور اگر وہ رسم کفار کی خصوصیت نہیں، تو اس رسم سے گنہ گار تو ہوگا، لیکن نکاح کے جائز ہونے کا احتمال ہے۔

پانچواں مسئلہ: اگر کوئی عورت یا مرد زبان سے کلمۂ کفر کہہ دے، اور اس کا علم نہ ہو، اگر علم ہوتا، تو زبان سے نہ کہتا۔ ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک وہ معذور ہے، لیکن جب اطلاع ہو جائے، تو توبہ ضروری ہے۔ لیکن نکاح نہیں ٹوٹتا۔

چھٹا مسئلہ: شہادت کے بغیر نفس بخشنا نکاح کو فاسد کر دیتا ہے، اگرچہ بعض علماء نے اس کے جواز کو نقل کیا ہے، تاہم جمہور علما کے نزدیک یہ بات درست نہیں۔

ساتواں مسئلہ: اگر کوئی شخص قرأت کے آداب دوسرے شخص سے بہتر ادا کرتا ہے، لیکن دوسرا اگرچہ آدابِ قرأت تو ٹھیک ادا نہیں کرتا، لیکن الفاظ کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے، اور معنی میں ایسی تبدیلی نہیں ہوتی، جس سے نماز فاسد ہو جائے تو نماز اعلیٰ ہے۔ اس لئے ایسی نماز میں کوئی خوف نہیں اور اگر حروف میں غلطی کرتا ہے، لیکن

Marfat.com

معنی میں ایسی تبدیلی نہیں رہتا، کہ نماز فاسد ہو جائے تو اس کے اقتدا کا ترک کرنا بہتر ہے۔ پس ایسا شخص ادنیٰ ہے اور اس کی امامت ترک کرنی چاہیے۔

مکتوب : ۱۵۰

میاں محمد افضلؒ کے نام بعض سوالات کے جوابات بر وفقِ حدیث طلب کرنے پر تحریر کیا گیا۔

عام حالات میں تصرّف کرنا، اور خرقِ عادت واقعات پیش کرنا مثلاً مُردے کو زندہ کرنا، علمائے باطنی کا حِصّہ ہے، جو ظاہری اور باطنی علوم کے امین ہیں۔ اور وہ ایسے نہیں کہ ظاہری علوم سے جاہل ہو کر خرقِ عادات۔ واقعات پیش کریں، اور سنت کی پوری طرح حفاظت نہ کریں، کیونکہ یہ مرتبہ استدراج کا ہے۔ اور ایسی بات۔ کہ بنی اسرائیل کے انبیاءؑ سے تشبیہ دینا غلط ہے۔

"نوم العالم عبادت" (عالم کی نیند عبادت ہے) کی حدیث علمائے ظاہر و باطن کے حق میں ہے، کیونکہ علماء کا دینی کتب کا مطالعہ کرتے رہنے کے بعد سو جانا بھی ان کی عبادت ہے، اور علمائے باطن اس حدیث کی پیروی میں کہ "میری آنکھیں تو سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا" بظاہر وہ سوتے ہیں۔ لیکن باطن میں اُن کا دل جاگتا ہے۔ اگرچہ دونوں مقبول ہوتے ہیں۔ لیکن اُن میں اور ان میں بہت فرق ہے اور یہ بات کسی ذہین وفطین شخص پر پوشیدہ نہیں۔

اور حدیث میں عالم کے علم کی توہین سے منع کیا گیا ہے نہ کہ عالم کے بدعتی عمل کی توہین سے اور ایمانِ شہودی، ایمان ترغیبی پر اضافہ ہے ایمانِ ترغیبی واجب ہے، اور اگر ایمان شہودی بھی ہو، تو سبحان اللہ، کیا کہنے، لیکن ایمانِ شہودی واجب نہیں، لیکن ایمانِ ترغیبی کے بعد اس کے حصول کے لیے تگ و دَو کرنا درجات رکھتا ہے۔

Marfat.com

قدریہ اور جبریہ کے درمیان اختیار کے معنی یہ ہیں، کہ بندہ اللہ سبحانہ کے سامنے بے اختیار ہے، لیکن اپنے ابنائے جنس اور وحوش وطیور کے مقابلے میں مختار ہے یہاں اختیار کے معنی ابنائے جنس میں تمیز کامل کے ہیں۔

(سوال) یہ اختیار یعنی تمیز کامل چونکہ تقدیر میں کمی اور زیادتی نہیں کر سکتی، تو پھر حکم دینے اور منع کرنے کے کیا معنی ہیں؟

(جواب) حق تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کمزور مختار کو امر ونہی کا مظہر دو وجہ سے بنایا ہے کہ وہ صاحب تمیز اور صاحب بے تمیزی بھی ہے اور آیت کریمہ "ذات باری سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا" کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اس سے بڑھ کر سوال کرنا بے عقلی کی بات ہے۔

اور کنویں اور راونڈ کے بارے میں سمجھنا چاہیے کہ اصل میں اونڈ پاک، پانی پاک، اور اس کی پاکیزگی تحقیق شدہ ہے۔ جب تک اس کی پلیدی کا یقین نہ ہو جائے، اسے پلید کہنا بدگمانی ہے، اور کسی شے کے حق میں جو حقیقت میں پاک ہو، ایسی بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو۔ بہت زیادہ ظن کرنے سے پرہیز کرو"۔ اس لیے پورے یقین کے بغیر پلید کہنا منع ہے۔ گویا مسلمانوں کو اس طرح بدگمانی میں ڈالنا پسندیدہ نہیں اور ہم اس بات سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

مکتوب: ۱۵۱

سعادت شعار، ہدایت اللہ خادمؒ کے نام "کہ نماز اشراق کس طرح پڑھی جائے" تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

اشراق کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی پڑھیں، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قل پڑھیں. نماز استخارہ میں پہلی رکعت میں الم ترکیف، اور دوسری رکعت میں "لایلاف" تیسری رکعت میں "والضحیٰ" اور چوتھی رکعت میں "الم نشرح"۔ چاروں رکعتیں ایک نیت کے ساتھ ادا کریں۔ اور مغرب کی نماز میں فرض اور سنّت کے بعد نفل اوابین پڑھیں۔ کم از کم دو رکعت، اور اکثر چھ رکعت، اور ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اور دو دو رکعت کی نیت کریں، اور تہجد کی نماز آدھی رات کے بعد اور صبحِ صادق سے پہلے خدا جتنی توفیق دے، پڑھے، اور دو دو رکعت کی نیت کریں۔ کم سے کم چار رکعت، ورنہ بارہ رکعت، اگر سورہ یٰسین یاد ہو۔ تو اس کو پڑھیں۔ اور اگر یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں سورہ اخلاص تین بار پڑھیں۔ اس کے بعد اگر توفیق ہو، تو صبح صادق تک مراقبہ کریں، اور جب نمازِ فجر ادا کرلیں تو دعا کے بعد ذکر، تسبیح و مراقبہ میں سورج کے نکلنے تک مشغول رہیں۔ والدعا۔

مکتوب : ۱۵۲

آیت "یلج ملکوت السمٰوات" کے معنی اور حضرت مولوی" کے ایک شعر کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

(سوال)۔ ایک عزیز نے سوال کیا ہے کہ آیت وہ (فرشتے) زمین و آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے، جب تک انہیں دوسری مرتبہ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور حضرت مولانائے روم" نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

یک صد و ہفتاد قالب دیدہ ام ۔۔۔ ہم چو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(ترجمہ) میں نے ایک سو ستر جسم دیکھے ہیں۔ اور سبزہ کی طرح کئی بار اگا ہوں۔

Marfat.com

ان دونوں باتوں سے تناسخ کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ تناسخ کا عقیدہ کفر ہے۔ ان کے معنی، جو شرع کے مطابق ہو بیان فرمایئے اور بیان فرما کر اجر لیجئے۔

جواب : متشابہ عبارات میں، کہنے والے کے مقصد پر نظر رکھنی چاہیے، اور پھر بات سمجھنی چاہیے، چنانچہ حدیث کی عبارت اور آیت انتساب میں لفظ قدم اور رجل (پاؤں) اللہ تعالےٰ کے بارے میں استعمال ہوئے ہیں، حالانکہ حق تعالےٰ جسم و جوہر سے پاک ہے۔ اور یہی الفاظ اللہ تعالےٰ کی ذات کے جسم پر وارد ہوتے ہیں۔ جب میں کسی بات کو مجسم کرتا ہوں، تو کہتا ہوں کہ "ان الفاظ کو جسم دے کر اس طرح حق تعالےٰ پر اطلاق کرنا جائز ہے"، تو یہ سراسر کفر ہے۔ اور جب اس آیت و حدیث کے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں، معنی بیان کرتا ہوں، تو اُسے یا تو تسلیم کرتا ہوں، یا اس کی تاویل کرتا ہوں اور چونکہ اللہ تعالےٰ جسم و جوہر سے پاک ہے، اس لیے اس کے ایسے معنی کو جن سے جسمیت ظاہر ہوتی ہے، کفر سمجھتا ہوں۔ اسی طرح مذکورہ بالا اقوال جو بزرگانِ دین اور صاحبانِ اسلام نے کہے ہیں، الحاد اور بدعت میں سے ہیں۔ اور ملحد کا قول تناسخ کی حقیقت کو ثابت کرتا ہے۔ اللہ پاک انہیں ذلیل و خوار کرے۔ اکابرِ دین کی بات کو شریعت کے عقاید کے مطابق تسلیم و تاویل کرنا چاہیے، تاکہ اس سے جسمیت کی بُو نہ آئے۔

سوال : خاموشی سے تسلیم کرنا اس بزرگ کی مراد کے مطابق مان لینا ہے۔ اگر اس کی تاویل کریں، تو بیان فرمایئے، کس طرح کریں؟

جواب : جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس لفظ کے لغوی معنی تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بات شرعاً منع ہے، تو ظاہری معنی کو ترک کر دینا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ سلوک کے راستے میں ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک مرتبہ سے دُوسرے مرتبہ میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ پہلی حالت، یا مرتبہ میں سالک فنا ہو جاتا ہے اور دُوسرے

Marfat.com

مرتبے میں وہ باقی رہتا ہے۔ اس دوسرے مرتبہ میں بھی کچھ دیر قیام کرتا ہے اور اگلے مرتبہ میں قیام کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے بھی ترقی کر جاتا ہے اور پھر فنا ہو جاتا ہے، اور اگلے مرتبے پر باقی رہتا ہے۔ اور اس کا معاملہ کسی اور طرح سے تحقیق پاتا ہے۔ اس مقام میں بھی کچھ دیر سکونت کرتا ہے، فوائد حاصل کرکے پھر ترقی کرکے آگے بڑھ جاتا ہے اور یہ حالت سالک کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے بعض سالک جن میں استعداد کامل ہوتی ہے ایک ہی جست میں مقام فنا حاصل کرکے اس وصل سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں جسے کوئی فنا نہیں، اور وہ ہمیشہ کے لیے وصلِ حقیقی سے لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔ اور بعض سالک قوتِ استعداد میں کمی کے باعث ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے میں ترقی کرتے ہیں، اور اس عرصے میں استعداد پیدا کرتے ہوئے مرتبہ بمرتبہ فنا اور بقا کے درجات حاصل کرتے ہیں۔ اس استعداد کے مالک بعض منتہی ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجے کے۔ کہ ان کے سامنے ابھی کام باقی ہوتا ہے۔ اس کام کے دوران فنا و بقا کے مرحلوں میں محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔ جب آپ نے یہ تفصیل سمجھ لی، نوجوان لینا چاہیے کہ بزرگوں کے نزدیک یہ سالک کے اوصاف کی تبدیلی ہے، ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے تک۔ اگرچہ وہ شخص ایک ہی ہوتا ہے، جو فنا و بقا کے مراحل طے کرتا جاتا ہے۔ یہی بات درست ہے۔ اور ملحد و بدعتی کا یہ خیال کہ ایک جسم دوسرے جسم میں واقع ہوتا ہے غلط ہے اور یہ کفر ہے۔

مکتوب: ۱۵۳

ایک عزیز کے نام، صاحبِ استدراج کفار کی صحبت سے منع کرنے کے لیے لکھا گیا۔

Marfat.com

آپ کے عقیدت سے معمور مکتوب نے دل کو خوشی پہنچائی، اور اس میں لکھی ہوئی حقیقت کی وضاحت ہوئی۔ اے عزیز آپ کا فقرا کی طرف رجوع کرنا صرف فائدہ اٹھانے کے لیے ہے، اس لیے ایسی چیز جس کی خوبی و نقصان سے آپ ناواقف ہوں، کے بارے میں میرا فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کردوں مخلص وہ ہوتا ہے جو راہ کے نیک و بد سے واقف کرے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — دگر خاموش بنشینم، گناہ است

(ترجمہ) اگر میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے، تو ایسی حالت میں اگر میں خاموش بیٹھا رہوں، تو گناہ ہے۔

مجھے قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، کہ جس دن میں نے سنا کہ شیخ صاحب دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منکر کے پاس اعتقاد اور اس کے کشف کی وجہ سے جاتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں، کہ محض بیٹھنے سے جو کچھ ہمارا مطلب ہے، وہ اس منکر دین کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے، اس دن سے مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ مبادا اس معتقد دین کے دین و ایمان میں اس منکر دین کی صحبت سے خلل پیدا ہو۔ اور آخرت کی خرابی کا باعث ہو اور میں چاہتا تھا کہ اس بات سے آگاہ کردوں، لہٰذا میں نے اس موقع پر اس صحبت کے نقصان سے آگاہ کیا۔

عزیز من۔ کافر کی کرامت (استدراج) پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔ ابلیس لعین بھی جو قطعی طور پر مردود ہے، ایسا استدراج رکھتا ہے جس طرح آدمی کی رگوں میں ہوا گشت کرتی ہے، وہ ایک لحظہ میں زمین کی پاتال سے آسمان کی ثریا تک سیر کر آتا ہے۔ اور کافر دجال حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں ظاہر ہوگا۔ اور مختلف خرق عادت واقعات سے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اور لوگ بے دین ہو جائیں گے حتیٰ کہ حضرت امام مہدیؑ کو اس کے مقابلے میں جنگ لڑنی پڑے گی جب حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے، تو وہ کافر ان کی قہر آمیز نظر سے پگھل جائے گا اور چالیس سال تک تمام دنیا سے ہر قسم کی تاریکی

Marfat.com

چھوٹ جائے گی۔ اور اس قسم کے شعبدوں کے باوجود کافر قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ اس وقت کے کفار بھی ابلیس کے شعبدے کا اثر رکھتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ دینِ محمدیؐ کے انکار کی تاریکی ان میں ظاہر ہے۔ ان پر کیوں کچھ اعتبار کیا جائے؟ سوائے ان ناقص لوگوں کے، جو دین اور کفر میں فرق نہیں جانتے اور اولیا کی کرامت اور کافروں کے استدراج کو برابر سمجھتے ہیں، کوئی اور کیوں کرے؟ اس قسم کا کلمہ گو بھی کافر ہے۔ چونکہ میں آپ کو دین کے عقائد سے آراستہ دیکھتا ہوں، اس لیے محض اس خاطر کہ دین میں اخلاص رکھنے والا غلطی میں مبتلا نہ ہو، میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ یہ نہ سمجھیے کہ اس نصیحت میں کوئی اور مطلب پوشیدہ ہے۔ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں نے تو صرف عقائدِ دین سے واقف کیا ہے۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ حق تعالیٰ نے کفار کی دوستی سے منع کیا ہے "اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ"۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنا دشمن کہا ہے، اس لیے خدا کے دشمن کے ساتھ دوستی، خدا کے ساتھ دشمنی ہے، اور خدا کے ساتھ دشمنی صاف صاف کفر ہے۔ چنانچہ کافر کی دوستی کفر تک لے جاتی ہے۔

ہاں اگر کافر سے ملاقات اس غرض سے ہو، کہ اُسے نصیحت کے ذریعے کفر سے ایمان کی طرف لایا جائے، تو ایسی ملاقات منع نہیں۔ لیکن کافر کو خدا دوست سمجھنا، صریح کفر ہے۔ فقیر کو آپ سے دل و جان سے اخلاص ہے۔ اسی لیے از خود آپ کو آگاہ کرتا ہوں۔ کسی اور قسم کا خیال دل میں نہ لائیں۔ فقیر کو اپنا خیر خواہ سمجھیں، اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکتوب : ۱۵۴

میاں یار علیؒ کے نام "عارف کامل و واصل" کی تحقیق کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

پاک ہے وہ ذات، جو پوشیدگی میں ظاہر ہوئی، اور ظاہر میں پوشیدہ ہوئی معلوم ہونا چاہیے کہ ذاتِ جامع کمالات، کی حقیقت کا عالم نچلے مراتب یا دنیاوی مراتب سے گزر کر حقائقِ اشیاء کے مرتبہ تک، جو محض غیب الغیب اور مراتب مخفیہ ہیں، پہنچ کر ذاتِ جامع کو خواہ، یہ غیب در غیب کے مرتبے ہوں اور خواہ بے حجاب ظاہر کے مراتب ہوں، پا لیتا ہے۔ اور دونوں مرتبوں کو ذاتِ جامع کی حقیقت کا ظہور سمجھتا ہے" اس طرح یہ عالم کامل، سایہ سے نکل کر حقیقتِ ذات کی اصل تک پہنچ کر ظلیت کا کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اور تمام سایوں کو حقیقتِ ذات میں موجود اور قائم پاتا ہے۔ اس وقت یہ عالم کامل، بے حجابی کے حجاب اور سایوں سے گزر کر حقیقتِ ذات کا عالم ہو جاتا ہے۔ اور یہ سیر کے اطلاق کو، جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہوتی ہے، اس کے حضور میں مناسب نہیں سمجھتا، اور سوائے ظہور کے اطلاق کے، جو انتقالِ سیر کی وجہ سے ہوتا ہے، زبان پر یا دل میں نہیں لاتا پس پاک ہے وہ جس نے ان کے بطون سے ظاہر کیا، اور سایوں کے مراتب کا "عارفِ واصل" ظلیت کی قید میں ہوتا ہے اور ترقی کا طالب۔

چونکہ وہ حقیقتِ ذات تک نہیں پہنچا ہوتا، اس لیے اس کی ترقی کا معاملہ اسما وصفات سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ ایک اسم کے سایہ سے دوسرے اسم کے سایہ تک اور ایک صفت سے دوسری صفت تک ترقی کرتا ہے، چنانچہ اس عارف کے حق میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اطلاقِ سیر اور ایک سایہ سے دوسرے سایہ تک منتقل ہوتا ہے۔ پس پاک ہے وہ جس نے اپنے ظہور کے اندر چھپایا۔ یہ باواسطہ شدہ ہے، کیونکہ اس پر حجاب ظاہر اور حقیقت سایہ کے لباس میں پوشیدہ ہے۔ اب بات کو کہاں تک طول دوں کہ حقیقتِ ذات کی کوئی انتہا نہیں، اب سائل کے جواب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اور بات کو مختصر کرتا ہوں۔

سائل کو سمجھنا چاہیے کہ عالمِ کامل کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، سب کچھ دینا اُسے

Marfat.com

بلندی سے پستی کی طرف لانا ہے اور حقیقتِ ذات کے مرتبے سے، اسم و صفت کی سیر کے مرتبے پر لانا ہے۔ البتہ اگر عارف واصل کو ظلال کے واسطے سے اسم کی سیر کرنے والا کہا جائے۔ تو اس کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسے اسم کے سایہ سے کسی اور سایہ تک ترقی لازمی ہے۔ چنانچہ محققِ اوّل کو عالمِ کامل کا نام دیا جائے گا، کیونکہ وہ حقیقت تک پہنچ کر ضروری علم کی حقیقت کا مظہر ہو گیا اور عرفان میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ محققِ ثانی کو عارف کا نام دیا گیا، کیونکہ وہ سایوں سے گزر کر علم کی حقیقت سے واقف نہ ہوا۔ اگرچہ اس نے معرفتِ ظلی پیدا کر لی تاہم اس بات کا امیدوار ہے، کہ حق تعالٰے کی ہدایت اس کی رہبری کر کے اور تمام سایوں سے خالی کر کے حقیقت تک پہنچا دے گی، اگر اللہ تعالٰے نے چاہا۔ یہ اس کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا اور عظیم ہے۔

برادرِ مشفق، یار علی کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ وہ بھی اس عریضہ کا مطالعہ فرمائیں۔ شاید وہ بھی محظوظ ہوں۔

مکتوب : ۱۵۵

نواب عبدالصمد خاں کے نام جو رخصت ہوتے ہوئے علم کی تاکید میں لکھا گیا۔

فقیر عبدالغنی، نواب صاحب کی خدمتِ عالی میں سلام کے بعد عرض کرتا ہے۔ فقیر آپ سے رخصت ہو کر خانصاحب جانی خاں کی رفاقت میں منزل پر پہنچا، تو ایک بڑی جماعت آدابِ خدمت بجا لائی۔ خدائے تعالٰے اس سے زیادہ توفیق بخشے۔ آنجناب سے توقع ہے کہ آخری باطنی نسبت کو حتی الوسع پرورش دیں، تاکہ اللہ تعالٰے کے شہود و حضور کا ظہور ہو اور فنا و بقا کے لیے وہ صورتِ متخیلہ جس کی مثال میں نے رخصت ہوتے وقت آپ کو دی تھی، نظر میں لا کر یقین جانیں کہ ہر بندے

Marfat.com

کے لیے ہر گھڑی ذاتی وصفاتی فنا ہے اور بقاء اللہ تعالےٰ کے فیض سے اسی طرح جیسا کر دیکھا، پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک لیاقت بن جاتی ہے اور اللہ جل شانہٗ کے آداب، جیسا کر دیکھا، پیدا ہوتے ہیں اور پھر راسخ ہو جاتے ہیں اور ایسے آداب جو ایک بندۂ فانی کے لائق ہیں، ظاہر ہوتے ہیں، عوام کی توحید کہنے کی ہے، نہ کہ دیکھنے کی۔ عوام کثرت کی دید کرتے ہیں اور وحدت کہتے ہیں۔ اور خواص کثرت کہتے ہیں اور وحدت کو دیکھتے ہیں۔ زیادہ دعا۔ اور دونوں جہانوں کی برکتیں چند کلمات سے یاد کر لیا کریں۔

مکتوب : ۱۵۶

میاں صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام لکھا گیا۔

ہم اللہ تعالےٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، بزرگ صوفیا کی اصطلاح میں وحدتِ وجودی، کثرت میں وحدت ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابرین کے نزدیک وحدتِ وجودی کثرت میں ہے صوفیا کی وحدتِ وجودی کثرت سے ہٹ کر بلکہ کثرت میں نظر ڈال کر وحدتِ وجودی سے ہٹ کر ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر کی وحدتِ وجودی، کثرت کی نظر کے ساتھ ان کی وحدتِ وجودی کے مخالف نہیں۔ صوفیا کثرت کے محجوب ہوتے ہیں۔ اور یہ اکابر حقائق کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

عزیز من۔ وحدت وجودی کے قائل صوفیا کا شہود کے غلبہ کی وجہ سے کثرت میں، اور شہود کے غلبہ کا کثرتِ شہود کو دیکھنے میں مانع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یعنی شہود اور غیب دو دوسرے مرتبے ہیں۔ جب صاحبِ شہود کی نظر دوسرے مرتبے پر ہوتی ہے، تو غیب کے مرتبے سے محجوب ہو جاتا ہے۔ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور ان کی اصطلاح میں صفاتِ واجبی کے کمالات، جنہیں حقائق اشیا کہتے ہیں، تقدیر اور ارادہ

Marfat.com

کے مرتبۂ نبوت میں محض علم میں ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے اندر مرتبہ غیب میں یقیناً وجودِ غیبی کے سوا کچھ نہیں اور وجودِ غیبی ثابت و متحقق ہوکر قیدِ امکانی کے ظہور کا تقاضا کرتا ہے اور عدمیت سے پاک ہوتا ہے۔ اور چونکہ صوفیا کا مرتبۂ شہود پر پہنچ جانا ایک تحقیق شدہ بات ہے، اور وہ کمالات جو ان کے نزدیک شہود کی علمی صورتیں اور اعیان ثابتہ ہیں، کمالاتِ غیبی کا شہود مرتبۂ شہود میں کہ اسے نورِ محمدیؐ کی وجہ سے شہودِ اول کہتے ہیں۔ دنیا کے اندر مقید ہے اور مرتبہ امکانی کے ظہور کا مقتضی ہے، جو اس کے تحت ہے۔ اس لیے صوفیا کا یہ مرتبۂ شہودی، علمی صورتوں کے نام سے موسوم ہے، کیونکہ دنیا اس مرتبہ غیبی کا نام نہیں، بلکہ وہ دنیائے شہودی ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر جب شہودِ غیب کے غلبہ سے باہر آتے ہیں، تو وہ غیب کو دیکھتے ہیں اور وہ غیب اور کثرت کو دیکھنے پر قادر ہوتے ہیں۔ اور شہود سے مجبور صوفیائے بزرگ اشیاء کو مظہرِ حق جانتے ہیں اور مَظہر کو عین مظہر (ظاہر کرنے والا) سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ صاحب شہود ہیں، اور چونکہ مرتبۂ شہود، اگرچہ ان کے ماتحت نہایت ہی لطیف ہے، لیکن حقیقت میں ایک کیفیتِ مجہول میں مقید ہے۔ لاچار اپنے مراتب کے اعتبار سے عینیت رکھتا ہے۔ چنانچہ صوفیاء کا اس مقام پر عینیت کا اطلاق کرنا ثابت شدہ امر ہے۔ ایک لحاظ سے صادق مگر وصول میں ناقص، جو ترقی کا مقتضی ہے۔ اور اس طریقے کے اکابر اشیا کو بھی نورِ محمدی کے طفیل مظہرِ حق سمجھتے ہیں، لیکن اشیا کو عینِ حق سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک عذاب غیر پر ہے اور صوفیا کے نزدیک چونکہ وہ عینیت کے قائل ہیں لہٰذا سمجھ لیجیے کہ عذاب کس پر آیا — اور اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے۔

اور ولایتِ خاصہ میں علمِ حضوری ظِلی ہے، اور علمِ حصولی سے معتبر ہے۔ کیونکہ علم حضوری میں خیال، شہودِ اول کے علم کا مظہر ہوتا ہے، اور شہودِ اول کا علم غیبِ مطلق کے مرتبہ کا سایہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ سایہ کو اصل جانتے ہیں، اور حصول کو حضور سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

انابت (توبہ کرنا) کے کئی مرتبے ہیں، انابتِ عام، انابتِ خاص، انابتِ اخص اور انابتِ خاص الخواص۔ انابتِ عام، ولایتِ عام میں ثابت ہے، کیونکہ استدلال کے ذریعے حق کی طرف رُخ ہوتا ہے۔ انابتِ خاص، ولایتِ خاص میں ہوتی ہے کیونکہ استدلال سے آگے بڑھ کر تحقیق کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ اور وجدانی کشف کے طریقے سے انابت شہودِ حق کے واسطے سے شہود اور یافت تک پہنچتی ہے۔ اور انابتِ اخص، ولایتِ اخص میں ثابت ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ "یافتِ شہودی" سے ترقی پاکر "نایافت" تک پہنچتا ہے۔ اور اصلِ شہودی سے فضل تک اگر اس کی انابت محض نایافت تک ثابت ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس شخص پر ابھی توجۂ حق باقی ہے، اگرچہ وہ مجہول الکیف ہے (توجہ حق کی وجہ سے مجہول الکیف ہے) اس لیے انابتِ حق سے تعلق رکھتی ہے۔ اور انابتِ خاص الخواص، ولایتِ انبیا میں ثابت شدہ ہے، کیونکہ اس مرتبے کے لوگ استدلال، شہود اور مجہول الکیف کے مرتبۂ توجہ سے گزر کر اور تمام مشکلات کو طے کرکے غیبِ حقیقی سے غیبِ محض کی طرف منہ کرکے، آگے بڑھ آئے ہیں۔ چونکہ سابقہ انابتوں کے مالکوں نے حق کی طرف رُخ نہیں کیا ہوتا، ان کی انابتوں کو حساب میں شمار نہیں کیا جاتا، اور انابتِ اصل کو انابت گنا جاتا ہے اس انابت کا مالک، وصلِ حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

عزیزِ من! اس طریقے کی تخصیص کی وجہ یہ نہیں کہ وہ تمام لطایف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس طریقہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ لطایف کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ شریف کی بدولت طے کر لینے، اور صاحبِ استعداد کی پیروی، ابتدائی یقیں، اور تعلقِ حقی کے توسط اور بے توجہی محض سے گزر کر، چونکہ شہود کی ولایتِ عامہ کے مرتبے سے بہرہ یاب نہیں ہوتے، وہ ولایتِ خاصہ سے بہرہ یاب ہوتے ہیں، اس لیے ولایتِ خاصہ سے موسوم ہوئے ہیں اگرچہ وہ واصلِ شہود ہیں، لیکن شرت کی نفی کرنے والے ہیں تاہم

Marfat.com

چونکہ شہود بھی کثرت میں شامل ہے، لہذا حقیقت میں فنا نسبی ہیں، اور حقیقتِ اخص سے ممتاز ہونے ہیں، کیونکہ وہاں حقیقی فنا ہے۔ پس اسے سمجھ لو، اور کوتہ دستوں میں شامل نہ ہو۔

مکتوب: ۱۵۷

عنایت اللہ خاں وزیر کے نام لکھا گیا۔

پاک ہے، پاک ہے، اللہ پاک ہے۔ پاک ہے وہ جس نے اپنی ذات میں اپنے سوا سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

پاک ہے، وہ جس نے اپنے نور سے خلقت سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ اور اپنے نور کے ظہور کی شدت سے دنیا سے اپنے آپ کو مخفی کر لیا۔ وہ ایسا ظاہر ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں، اور وہ اتنا خفیہ ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی خفیہ نہیں۔ پاک ہے، جو پوشیدگی سے ظاہر ہوا، اور جو اپنے ظہور میں چھپ گیا۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

نواب عالی جناب کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ کہ میرے عریضہ کے جواب میں آپ کا نوازش نامہ خانصاحب اغر خاں کی معرفت ملا۔ جس میں عجیب معانی اور عجیب درخواست مرقوم تھی۔ اس کے مطالعہ سے شہود کے مختلف معانی سامنے آئے۔

میرے مہربان! اس بڑھاپے کے زمانے میں، جس کی تعریف میں لکھا گیا ہے۔ کہ بڑھاپا میرا نور ہے، جسے آگ نہیں جلا سکتی۔ اگر ایک آن اور ایک لحظہ کے لیے عدالت کے نور اور سندِ صداقت سے سچے دل سے درماندہ لوگوں کی حاجت روائی کی جائے، تو امید ہے، گزشتہ تمام کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے گی۔ نہ یہ کہ سال ہا سال تک نیک نیتی سے اس کام میں لگے رہیں۔ مسندِ امارت دراصل حضراتِ انبیاءؑ کی مسند ہے کہ پورے عروج کے بعد منصبِ نبوت کی اس مسند پر اترے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہوسناک اپنی مادی نیرگی کی

Marfat.com

وجہ سے عدالت کے فیض کے انوار سے محروم و مہجور ہو گئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ مسند، گمراہوں اور ہوسناکوں کی مسند ہے۔ لہذا اس غلطی کی وجہ سے ظلمات کے ہجوم کی وجہ سے اہل دین کا گروہ اس سے بریت چاہتا ہے۔ لیکن اس میں معاملہ ایسا نہیں، بلکہ اگر وہ ہمت کریں، تو اللہ جل شانہ، حضرات معصوم کی پیروی کی بدولت اس مسند کے تعلق سے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچانے سے وہ اس مرتبہ کے حق دار ہوں گے۔ اور اس سلسلے میں ادائے حقوق کی طرف توجہ کر کے" جہاں تک ہو سکے۔ عدالت کر" کے آداب کو پورا کریں گے۔

مکتوب: ۱۵۸

حافظ محمد علیؒ کو جہاناآباد میں تحریر کیا گیا۔

"اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی" اس آیت کریمہ کا راز پانچوں نمازوں کی حفاظت کی تاکید میں ہے۔ کیونکہ یہ پانچ نمازیں پانچ لطائف ہیں۔ چونکہ ان پانچ لطائف میں ایک پوشیدہ لطیفہ ہے، جو تمام لطائف کا سردار ہے اور اس میں تمام لطائف کا وسط واقع ہے، اس لیے وسطی نماز کے اہتمام کی تاکید کی گئی وسطی نماز کے جملہ میں نہایت بلاغت ہے۔ چونکہ یہ ظاہر ہے، کہ ان لطائف کے بغیر جسم کی ظاہری نماز ناقص ہو گی۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضوری دل کے بغیر کوئی نماز نہیں" چنانچہ اس معنی میں لطائف کے صاحب سلوک، ظاہری اہل علم سے افضل اور زیادہ قوی ہیں۔ اسے بھائی! اسرار کی حفاظت تمہارے ذمے ہے، کیونکہ اللہ تمام پیغمبروں سے واقف ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۵۹

میاں محمد اشرفؒ کے نام ایک واقعہ کے جواب میں۔

میرے بھائی! یہ وہ کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی وہ کتاب جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا نام محمد صالح پڑھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مبارک اور متبرک ہے۔ اور یہ نام تمہارے نام کے ثبوت میں اس سے پہلے دیا گیا، اور کسی طرح بھی اس اسم اشرف میں کوئی شک و شبہ نہیں، کیونکہ یہ آب الکعب کے زمانے میں اسم بامسمّٰی تھا، اور تمہارے لیے محمود کے معنی میں تھا اور شہود کے نام سے موسوم تھا۔ اس لیے کہ تو وہ بلند مرتبہ ہے، جس کو حضورؐ نے محمد صالح کے نام سے موسوم کیا۔ الحمد تبارک تعالےٰ ان دونوں ناموں کو مکمل برکت عطا کرے۔ جب مخلوقات میں سے کوئی اشرف ہوتا ہے، تو اسے اشرفیتِ خاصہ بلکہ اشرف المخلوقات کے نام سے ادب کے طور پر پکارا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اباحت کے اعتبار سے تم اشرف، اور عزیمت کے لحاظ سے صالح ہو، اور اس کے ساتھ وہ عملِ رخصت کا جواز بھی ہے، جو اعتبار عزیمت پر دلایت کرتا ہے۔ پس پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ تمہارا نام صالح ہے، جس کے شروع میں برکت کے خیال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لایا گیا ہے۔ بس اس پر بات ختم ہو گئی۔ درود ہے، اس ذات پر جس نے تجھے یہ نام دیا۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پر درود اور سلامتی ہو۔

مکتوب : ۱۶۰

میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

دانائے فقر' فضیلت مآب شیخ صاحب میاں عبدالغنی جیوؒ کو فقیر کی طرف سے سلام جب تعلق کی مضبوطی کو یاد رکھا جائے، تو قربت لازم ہے۔ اور رہنے سہنے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اور یگانے اور بیگانے میں فرق رہتا ہے کیونکہ سب کو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ایک نسبت رہتی ہے۔ جب اُسے منظور ہو، تو یگانگت آپ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے۔ مراتب داری کے بغیر کمالاتِ صفاتیہ کا ظہور اس حد تک نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ دیکھنا ہی خالی ہو جائے۔ فقیر زادوں اور جماعتِ فقرا کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب : ۱۶۱

"علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے" کی تحقیق میں ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

آپ نے "العلم نقطۃ' وکثرہ الجاہلون" (علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے) کے بارے میں پوچھا تھا۔ میرے مشفق! اس عبارت کے معانی کی تحقیق اسکے پوچھنے والے پر ظاہر ہے، لیکن جو کچھ اس عاجز کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ اہلِ حقیقت کی تحقیق کے مطابق علم کے درجے، جو اسے عطا ہوئے ہیں، مختصر طور پر پانچ ہیں۔ ان پانچ درجوں میں سے سب سے پہلا درجہ، نبوت کا درجہ ہے اس درجے کے حامل حضرات کو اخص الخواص کہتے ہیں، اس سے نیچے ولایتِ اہلِ نبوت ہے، جس سے بہرہ ور حضرات خاص الخواص کہلاتے ہیں۔ اور اس کے نیچے ولایتِ ملائکہ مقربین ہے کہ وہاں کے لوگ اخص کہلاتے ہیں، اور اس ولایت کے نیچے ولایتِ اولیا ہے، اس میں جو لوگ داخل ہیں انہیں

Marfat.com

ولی خاص کہتے ہیں، اور اس ولایت کے نیچے ولایتِ مومنینِ عالم ہے، جو ولایتِ عامہ کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ اس قول کے معنی ہر درجے کے لیے الگ الگ ہیں، اور تفصیل بھی الگ الگ ہے۔

اہلِ ولایتِ عامہ کے طریقے پر، اس ولایت کی ابتدا شرع کے مطابق اللہ پر ایمان لانا ہے۔ اور اس کی انتہا اجتہاد اور قیاس کا مرتبہ ہے۔ مذکورہ بالا قول کا مطلب یہ ہے کہ مجتہدینِ عظام کو جو علم عطا کیا گیا ہے، وہ ان سے نچلے درجے کے تمام علوم پر کسی حاجت کے بغیر حاوی اور محیط ہے۔ اور اس کی تفصیل اس نقطہ کی طرح ہے، جو تمام حروف کے مرتبوں پر محیط ہے۔ اور وہ تمام بزرگ اس مرتبۂ اجمال پر ہیں۔ اور اس نقطہ ہی سے تبدیلی کی گئی ہے، تمام تفصیل کے مراتب اس میں مختصر طور پر آ گئے ہیں۔ جب اپنے تابعین کی استعداد کو علمِ تفصیلی کی حیثیت سے اس علم تک پہنچنے کو قاصر پایا، تو پھر انہوں نے علوم مندرجہ کی تفصیل بیان کی۔ اور اصطلاح میں انہیں اہلِ ولایتِ خاصہ کہا جاتا ہے۔ ص ۴۱۰
اس ولایت کی ابتدا ذکرِ قلبی سے لذت حاصل کرنے کے بعد اور اس کی انتہا توحیدِ شہودی کے مرتبہ تک ہے۔ یہی معنی ہیں اس کے کہ حق تعالیٰ کے عارف کا علم و معرفت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کے شہود کا محض نقطہ ہے، اور حروف والفاظ کا اس پر کوئی لباس نہیں۔ اور چونکہ اس مرتبہ پر پہنچنا اس ولایت کے منتہی لوگوں کی خصوصیت ہے اور متوسط اور مبتدی درجے کے لوگوں کو عدم استعداد کی وجہ سے وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ چنانچہ مجبوراً حقیقتِ شہود کو مراتبِ مندرجہ کے ظہور کے مطابق تجلیات اور مختلف رنگوں میں مختصر طور پر ظاہر کیا گیا اور درماندہ لوگوں کو لطف و کرم سے تجلیات کی حیثیت سے لباس میں آشکارا کیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ ان کے تعلق کو جائز رکھا گیا۔ اور اہلِ ولایت اخص کے معنی یہ ہیں کہ عارف کے حقیقی علم و عرفاں کے علم کے بعد چالیس مرتبے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے رب العزت کی درگاہ میں سوال

Marfat.com

کیا کہ اے اللہ، علم کا علم کیا ہے؟ جواب دیا گیا، علم سے جہالت، چونکہ ہر ایک کو اتنی علمی استعداد نہیں دی گئی، اس نے مجبوراً دور رہ جانے والوں کے لیے یافت و شہود کا مرتبہ جس میں علم کی حقیقت مضمر ہے، واضح نہیں کیا گیا، اور ان سے نچلے اولیا کو یہ سعادت بخشی گئی ہے۔ اور ولایتِ خاص الخواص کے اہالیاں کے طریقے کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ اصلی علم جس سے عارف کو حصہ ملا ہوا ہوتا ہے، علم سے جہالت ہے۔ لیکن اس جہالت کا حصول، عارف کی اس توجہ کے پوری طرح مٹ جانے کے بعد ہے، جو حق کے بغیر حق ہے۔ اور توجہ کا مٹ جانا محض نایافت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ نہ کہ معدوم کی طرف۔ یعنی مجہول الکیف ہونے کے اعتبار سے وہ پوشیدہ مراتب میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں توجہ، اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے۔ کے رنگِ لاثانی میں نظر آتا ہے۔

غیب النفسی اور غیب النبی کے درمیان عدم امتیاز کی وجہ سے ظاہر ہونا،

بلکہ توجہ کا مٹ جانا، حقیقتِ نایافت کے ظہور پر موقوف ہے۔ اور یہ عارف کی توجہ کے بغیر صفاتِ واجبی کی مظہریت سے حصہ پانا ہے۔ اور چونکہ یہ نسبت، مرتبہ کے بعد ہے، اس لیے اس درجے کے نچلے لوگوں کو نایافت سے نوازا گیا ہے اور ان میں سکون جائز رکھا گیا ہے۔ اس لیے بے توجہی کا مرتبہ ایک نقطہ کی طرح ہے اور توجہ کا مرتبہ کثرت سے ظاہر ہے۔ اور مرتبۂ نبوتِ انبیاء کے بارے میں بات کرنے کی طاقت کس میں ہے۔ تاہم ان مراتب کے اہالی کی تعلیم کے مطابق اس قول کی تحقیق یوں معلوم ہوتی ہے کہ بندے کے حق میں کمالِ عرفان اس وقت ثابت ہوتا ہے جب، بے توجہی کی وجہ سے ایمان باللہ سے محض حاضر ہونا ہو، جبکہ نہ مظہریت ہو نہ مطالعہ مظہریت۔ پس اس سب سے زیادہ برحق مرتبے کے نیچے ہر نچلا مرتبہ کثرت کا مرتبہ ہے۔ وحدتِ ایمانی کے اس بلند مرتبہ تک نچلے مرتبے کے لوگوں کے نہ پہنچ سکنے کی وجہ سے اسے کثرتِ علمی سے ظاہر

Marfat.com

کیا گیا ہے اور یہ بندوں پر اللہ کا لُطف ہے. اور ہر مرتبہ کے اہل کو کثرت کے ضمن میں ایمان کی وحدتِ حقیقی سے بہرہ ور کیا گیا ہے. یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے، اور وہ بڑا فضل والا ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا، کہ وہ جہل جو کثرت کا سبب ہے، جہلِ نسبی ہے۔ اور یہ ناپسندیدہ نہیں، بلکہ پسندیدہ ہے اور الجاہلون کی کثرت میں کثرت کا فعل حقیقی فاعل کی طرف نہیں، بلکہ مجازی کی طرف ہے. یعنی سبتب کی سند، سبب کی طرف ہے۔ وہ عدم استعداد کی وجہ سے اس میں زیادتی کرنے کا سبب بنا۔

مکتُوب : ۱۶۲

اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُوا بَلٰی" کی تحقیق کے جواب میں حافظ محمد عیسےٰؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

آپ کا مکتُوب، چند سوالات پر مشتمل تھا. اس کے مطالعہ سے خوشی ہوئی. لکھا گیا تھا کہ عالمِ ارواح سے "اَلَستُ بِرَبِّکُم (کیا میں تمہارا رب نہیں ؟) کا خطاب کیا گیا. اس کے جواب میں انہوں نے "قَالُوا بَلٰی" (بے شک آپ ہیں) کہا. اس وقت جب ارواح لباسِ عنصری میں ملبُوس ہوئیں، اس حد تک کہ اپنی معرُوف زبان (لُغت) یعنی عربی وغیرہ نہیں سمجھ سکتی تھیں، رُوح کے گھوڑے اور جسم کو، چیونٹیوں کی طرح باہر نکال کر، اور عقل و تمیز دے کر اَلَستُ بِرَبِّکُم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے الفاظ سے خطاب کیا اور انسانوں کے قول کے مطابق "ہاں" کہہ کر ایک عہد باندھ لیا. اور عہد باندھنے کے بعد حضرت آدمؑ کی پشت میں واپس چلی گئیں. ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں. اس کے بعد جب ہر انسان اللہ تعالےٰ کی مرضی اور ترتیب سے حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا ہوا اور مختلف وسیلوں سے پیدا ہو رہا ہے، تو "جب کچھ بھی نہ تھا" کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور چونکہ انسان اپنی زبان کی طاقت، اور سمجھ نہیں رکھتے، اس لیے دوسری زبانوں سے بے خبر ہو گئے۔ اور اس میں باریک رمز ہے، جسے اللہ سبحانہٗ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جب رُوح کو جسم سے فائدہ اٹھا کر ادراک، صفات اور معانی کی قوت عطا کریں گے تو منکر نکیر کا جذب اور اکثر دوسرے علوم ان پر آسان ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے۔

واضح ہو، کہ اللہ سبحانہٗ کی ذات کا مرتبہ چونکہ اپنی ذاتی قابلیات کی بنا پر ازل ہی سے ثابت ہے، اس لیے صُوفی محققین کے نزدیک دراصل تجرّد کا اطلاق، جس کا مطلب صفات سے قطع نظر کرنا ہے، جائز نہیں۔ البتہ سمجھنے اور خیال کرنے میں ذات وصفات کے ظہور کے بیان کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے مجبوراً حیثیت مفہوم کے اعتبار سے ہر مرتبہ کو تجرّد سے بیان کیا جاتا ہے۔

مزید برآں، کیا ہماری ذات اور کیا ہماری صفات، دراصل یہ سب کچھ اللہ سبحانہٗ کی جامع کمالات ذات کا فیض ہے، جو ہماری ذات میں صفاتِ کمال پائی جاتی ہیں۔ پس ظاہری صفات میں سے جو فیض ظاہر ہوتا ہے، وہ بھی اس کی ذات کی بدولت ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

مکتوب : ۱۶۳

ایک عزیز کے نام منع شدہ امُور کے بارے میں لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کے رسول اور آلِ رسُول پر صلوٰت وسلام۔ اے زمانے کے سادہ لوح لوگو، زمانے کے بے بطر فقرا سے تم یہ توقع کرتے ہو کہ تحفوں کے عوض میں وہ اپنے آپ کو اس قسم کے ممنوعہ

امور ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہیں، تمہارے ساتھ شریک کر لیں۔ اور اس بے فائدہ مصیبت پر راضی ہو جائیں۔ کتنی عجیب بات ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس گروہ کی برکت ان ممنوعہ اُمور کے ترک کرنے میں ہے، اگر وہ اپنے باطن کو رتی بھر بھی اس قسم کے کاموں میں مشغول کریں گے، تو ان کی اصلی جمعیتِ خاطر، اور حقیقی قُرب ان سے چھن جائے گا۔ اور پھر کرامت کی بجائے ان سے استدراج (کافر کی کرامت) ظاہر ہو گا۔

میرے عزیز، یہ گروہ تمہاری خیر خواہی کے لیے ہے، اور اگر خیر خواہ نہ بھی ہوں، کم ازکم ان کی طرف سے تمہارے حق میں بدخواہی ہرگز نہیں ہو گی، خواہ انہیں تمہارے خیال میں تمہیں آرام و زینت ہی حاصل ہو۔ پس اس گروہ سے اس قسم کا تعلق نہ چاہو، بلکہ انجام بخیر مانگو۔ تاکہ ان ناگوار اُمور کی وجہ سے تمہارے ایمان، ظلمت آلودہ نہ ہو جائیں، اور چونکہ بھیجی ہوئی شے کا لانا، معروف شرائط سے مشروط ہوتا ہے،" اور جب شرط ختم ہو گئی، تو مشروط خود بخود ختم ہو گیا۔"

اس لیے بھیجی ہوئی اشیا قبول نہیں کی جاتیں، اور معذرت کر دی جاتی ہے۔

مکتوب: ۱۶۴

میاں اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

نایافت کے معاملے میں سالک کو دلدار کی طرح ہونا چاہیے۔ کہ سراسر پریشانی اور سرگردانی ہے۔ کیونکہ حضرت ایشاںؒ نے فرمایا ہے۔

عجب این نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست   عجب این است کہ من واصلِ سرگردانم

(ترجمہ) تعجب اس بات میں نہیں کہ دوست کو چاہنے والا سرگشتہ ہو جائے، تعجب

Marfat.com

تو یہ ہے کہ میں وصل میں بھی سرگرداں ہوں۔

شاید آپ نے نایافت کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ورنہ نایافت کے اندر وصل حقیقی ہے، پہاڑ سے ٹکر مارنا، شیطان کے وسوسوں میں سے ہے اس لیے حق تعالےٰ کی دریافت ہے، بے کیفی کی ہر قسم کی یافت، نایافت سے پیدا کرو۔ اور بس۔

مکتوب : ۱۶۵

عزیزوں کے نام لکھا گیا۔

اے اللہ! تو جاننے والا ہے۔ سب تعریف تیرے لیے ہے۔ تیرے نیک بندوں پر سلام ہو۔

تو اپنے فضلِ خاص سے کسی بہانہ کے بغیر اپنے اولیا کو اپنی تجلیات کے انوار سے ابتدا اور وسط میں نوازتا ہے، ان کی صلاحیت کو بارِ امانت اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے پالتا ہے۔ اور اس کے بعد فضلِ اخص سے تجلیات کی طرف توجہ کی قید سے نجات دے کر شہود کے مراتب پر، جو پوشیدہ وصل میں شامل ہیں، سرفراز کر کے نایافت عطا کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے لطیف طریقے سے کسی بہانہ کے بغیر اخص الخواص میں داخل کر کے نایافت کی حقیقت سے سرفراز کرتا ہے۔ سبحان اللہ، تیرا یہ اقتدارِ کمال۔ تو بعض کو مرتبہ ولایت کی مناسبت کے اعتبار سے زیادہ تر خلوت کی رغبت دیتا ہے۔ اور ان کے کاروبار کو تنہائی کے مکان میں جاری وساری فرماتا ہے۔ اور بعض کو اس مقام سے پختہ کر کے جلوت میں لاتا ہے اور ارشادِ عام (وعظ) کے مرتبے سے کہ انبیاؑ کا خاصہ ہے، ان کی مکمل پیروی کی وجہ سے فیض یاب کرتا ہے۔ پہلے گروہ کے حق میں جلوت کو سمِ قاتل بنایا اور دوسرے گروہ کے حق میں خلوت کو عین نقصان قرار دیا، لیکن ان کی دلی خلوت

Marfat.com

کی وجہ سے انہیں مرتبہ خلوت میں ہی ترقی بخش دی۔
میں دعا کرتا ہوں کہ اس عاجز کو اس بہت بڑے گروہ کا کچھ حصہ عطا فرما دے اور آہستہ آہستہ دونوں طرح کے بلند مراتب پر فائز کر دے یعنی از کریماں کارہا دشوار نیست (کرم کرنے والوں کے لیے ایسے کام مشکل نہیں)
اے خلوت و جلوت کے بلند مرتبہ لوگو، اس گروہ کے غریب مشتاق کا سلام قبول کرو۔ اور علمی مراتب کی زیادتی کے لیے دعا کرو۔ حصولِ ملاقات تک چند مشفقانہ الفاظ کے ذریعے اس تعلق کو استوار کرو۔
فائدہ:۔ اللہ تعالےٰ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں یہ بات سمجھ لو۔ کہ قرآن شریف کے کلام کے سات مرتبے ہیں۔ تین مرتبے "وجوبی" ہیں۔ اور چار مرتبے امکانی ہیں۔ تین وجوبی مرتبے یہ ہیں:۔ وجودِ کلام، نورِ کلام، اور کلام کرنیوالے پر ظہورِ کلام اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں: پہلا نفسِ مدعا، جو حرف و آواز ہے، اگرچہ وہ نُورانی ہیں، کیونکہ اس کا حصہ حضرت جبرائیلؑ کو عطا ہوا ہے اور جیسا کہ یہ طے شدہ بات ہے کہ "جبرئیل نے آواز کو سُنا ... الخ" دوسرا یہ کہ اگرچہ مخلوق ہے، لیکن کسی مخلوق کو اس میں تصرف کی گنجائش نہیں تیسرا یہ کہ اُس کے حرف والفاظ جسم رکھتے ہیں، جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا بیان، اور آنحضرت فرشتے کے کلام کے سوا کوئی اور اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ اور چوتھا۔ اس کے جسمانی حروف و آواز جیسا کہ نبی کریمؐ صحابہ کرام کو فیض عام کے واسطے بیان کرتے تھے۔

مکتوب : ۱۶۶

حاجی صُوفی عبد الکریم کے نام تحریر کیا گیا۔
شُروع شُروع میں لطائف کا ذکر حاوی ہوتا تھا۔ کیونکہ ذکر اسم کا تھا۔ جب مسمّیٰ حقیقی جو بالتحقیق اللہ ہے، زور مارتا ہے تو مسمّیٰ حقیقی کے

Marfat.com

حضور میں بے کیفی سے سرفراز ہو جاتا ہے اور چونکہ بزرگوں کی اصطلاح میں پہلے مرتبے کے ذکر کو "اسمی" کہتے ہیں، اس لئے جب مسمّٰی کے حضور میں یہ زور مارتا ہے، اسے علم حضوری کہتے ہیں۔ یہ کمالاتِ صفات کا ظہور ہے۔ اور جب ذاتِ حقیقی اپنی صفات کے مرتبہ کا ظہور کرتی ہے، تو اس مرتبہ کو حضورِ علمی کہتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ صفات بھی بے کیفی سے ہے لیکن ذاتِ حقیقی کے مرتبے میں علمِ حضوری اور حضورِ علم کے بغیر حضور در حضور ہے۔ اس مرتبہ میں، جیسا کہ علمِ حضوری کے مرتبے میں ذکر ہو چکا ہے، علمِ حضوری کے حضور میں حضور، اور حضورِ علم جذب ہو جاتا ہے اور ایمانِ حقیقی کے حضور در حضور میں ذاتِ حقیقی ہے اور بے کیفی میں یکتا یقین ہو جاتا ہے۔ اور اس جگہ حقیقی بے کیفی سے متحقق ہوتا ہے۔ حضور در حضور کا یہ مرتبہ، سرِ حقیقت، خفیِ حقیقت اور اخفیِ حقیقت سے تعلق رکھتا ہے، اگرچہ نچلے تین مرتبے بھی تینوں لطائف سے تعلق رکھتے ہیں، یہ مرتبہ سردار کا ہے، اور وہ مرتبے تابع اور مطیع کے ہیں۔ کہاں یہ اور کہاں وہ۔ مقصود تو تنوّع سے ہے اور وسط کے وہ مرتبے آہستہ آہستہ ترقی پر ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرو۔ کہ اُس نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔ دُوسرے لوگوں کو تو یہ چیز مدتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو۔ اور فاتحہ خیر پڑھو تاکہ حق تعالےٰ اس مرتبے کو قائم رکھے۔

مکتوب: ۱۶۷

صُوفی عبدالکریمؒ کے جواب میں لکھا گیا۔

اولیا کی دو جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت حق تعالےٰ سے دعا کرنے کو جائز نہیں سمجھتی، کیوں کہ اس جماعت کے نزدیک جو ہے، تقدیر میں پہلے ہی مقرر کیا جا

Marfat.com

چکا ہے، اس لیے وہ دعا مانگنا بے ادبی سمجھتی ہے۔ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ تمام چیزیں پہلے ہی مقدر ہو چکی ہیں، لیکن ان کا مقدر ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک تقدیرِ مُبرَم پر مقدر، جس کا بدلنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اس لیے مُبرَم کے سلسلے میں دعا کرنا وقت ضائع کرنا ہے۔ دوسری تقدیرِ معلق، اور یہ وہ ہے کہ اس کا بدل جانا دُعا پر موقوف ہے۔ چونکہ وہ دُعا پر معلق ہے، دُعا سے بدل جاتی ہے، اور یہ بالکل معلوم نہیں، کہ تقدیرِ مُبرَم کونسی ہے اور تقدیرِ معلق کونسی! اس لیے بندگی کا شیوہ یہی ہے، کہ چونکہ حق تعالےٰ نے تقدیرِ مُبرَم کو دُعا سے معلق نہیں کیا اور تقدیرِ معلق کو دُعا پر موقوف فرمایا ہے۔ اس لیے بندے کو چاہیے کہ تقدیرِ معلق کے لیے دُعا کرے، کیونکہ حق تعالےٰ نے جس شے کو دُعا پر معلق فرمایا ہے، وہ ہو جائے۔ دُعا نہ کرنا حق تعالےٰ کی مخالفت کرنا ہے، اور ایسا کرنا ممنوع ہے۔ ہمارے بزرگوں کا تعلق دوسری جماعت سے ہے، جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مخالفت نہیں کرتی، بلکہ "دُعا پر معلق" کی نیت سے دُعا کرتی ہے۔ پہلی جماعت جو دعا نہیں کرتی شاید سب کو تقدیرِ مُبرَم کے تحت ہی سمجھتی ہے، یا نہیں سمجھتی۔ حق تعالےٰ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔ اور اللہ جل شانہٗ کے حضور میں "دعا پر معلق" امور کے سلسلے میں دعا کرنا عین ادب ہے، اور کوئی دشمنوں میں نہیں ہونا چاہیے۔

تمت بالخیر

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالنبیؒ کے وصال پر پہلا مرثیہ مع تاریخ وصال

(۱) افسوس! ہماری ظاہر بیں نگاہوں سے اولیاء کے چراغ کا نُور اوجھل ہوگیا۔

(۲) وہ سالکوں کے لئے شام افروز چاند اور صبح ہدایت کے آفتاب کی روشنی تھا۔

(۳) وہ ایسی محفل کی شمع تھا، جس کی شان میں آیا ہے کہ "وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوکر مرتے نہیں"

(۴) اُس نے حریم خداوندی کا احرام باندھ کر دارِ بقا کا سفر اختیار کرلیا ہے۔

(۵) وہ اہل اللہ کا بادشاہ اور صوفیاء کی پناہ گاہ تھا، وہ نیک لوگوں کا پیشوا اور پاک لوگوں کا سرتاج تھا۔

(۶) وہ قدر و منزلت کا قبلہ اور مرکزِ اعتبار تھا۔ وہ عزّت کی شان اور عظمت و بزرگی کی جان تھا۔

(۷) وہ صاحبِ عرفاں، صدق کا نُور، دین کا رہنما۔ حق الیقین کا مالک اور ہدایت کا ماہِ کامل تھا۔

(۸) وہ ہدایت کا منبع اور رہنمائی کے سُمندر کا ماخذ تھا۔

(۹) وہ شخص، پیر و مرشد حضرت عبدالنبیؒ تھا، جو اہل توحید و سلوک کے لئے مایۂ افتخار تھا۔

(۱۰) وہ آسماں کے مرتبہ والا ایسا برگزیدہ انسان تھا کہ مہر و ماہ بھی نُور حاصل کرنے کے لیے اُس کی خاک سے التجا کرتے تھے۔

(۱۱) اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اُس کی پاک رُوح پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماتا رہ!

(۱۲) اُس کے مرقد سے دوستوں کے باغ میں ابرِ فیض سے پھُول کھلاتا رہ!

(۱۳) افسوس! اُس کے دل افروز فیض کے سُورج کو گہن لگنے سے روشن صبح، شام کی طرح تیرہ و تار ہوگئی۔

Marfat.com

(۱۴) دنیا دیکھنے میں تاریک ہوگئی۔ شمع کے بغیر اہلِ خانہ کے لئے اندھیرا چھا گیا۔

(۱۵) قضا کے شرربار قلم کے دھوئیں نے دل کو جلا دیا اور اُسے زخم زخم کر دیا۔

(۱۶) موت کی آگ سے دل کباب ہوگیا۔ اس نے جہاں کو انتہائی بلندی سے انتہائی پستی میں پھینک دیا۔

(۱۷) آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، جس نے رستے کے ہر پُل کو توڑ پھوڑ دیا۔

(۱۸) اس جگر سوز اور ہولناک واقعہ کو دیکھکر آسمان حیرت زدہ ہوگیا۔

(۱۹) اُس عالی جناب کی تاریخِ وفات کے لئے جب دل نے سوچ بچار کی،

(۲۰) تو حُسن طلب کے آخر کی بدولت اُسے معلوم ہوا کہ آفتابِ ہدایت گہن میں آ گیا۔

○

دوسرا مرثیہ مع تاریخِ وصال

(۱) وہ با صفا اور علم لدنی (خداداد علم) کا مالک تھا۔ وہ عرفان کا سمندر اور خدا کے نور کا مظہر تھا۔

(۲) اس کے وجود سے دُنیا نے فیض پایا ہے اور آخرت بھی چمک اُٹھے گی۔

(۳) اُس نے لفظ اور معنی دونوں کی تحقیق کی۔ وہ نکتہ داں، دستگیر اور ہمارا پیر و مُرشد تھا۔

(۴) اے اہلِ ذہانت، اگر آپ ایک حرف بھی سمجھیں، تو ہر مصرع کے شروع میں اس کا نام آئے گا۔

(۵) میں اس عالی جناب کی پھر تعریف کرتا ہوں۔ وہ عالمِ ناسُوت (دنیا) اور عالمِ ملکُوت (عالمِ ارواح) کا ہُما (ایک مبارک پرندہ) تھا۔

(۶) اُس قُطبِ عالم اور غوثِ اعظم رہنما نے دو سانسوں میں عالمِ جبرُوت (اللہ کے مرتبۂ صفات)

Marfat.com

اور عالمِ لاہُوت (اللہ کے مرتبۂ اسماء) کے مقامات کو طے کر لیا۔

(۷) اُس نے امامت کے اندر خلافت کا مرتبہ پایا اور انبیاء کے مقامِ نبوّت و ولایت سے بھی حِصّہ لیا۔

(۸) وہ اَولیاء اللہ کا سرتاج. نبوّتِ احمدی کے کمالات سے بہرہ ور ہوا۔

(۹) وہ صِدق و خلوص میں ابوبکرؓ، عدل و انصاف میں فاروقؓ. شرم و حیا میں عثمانؓ اور علم و فضل میں علی کرّمؓ اللہ وجہہ کی مثال تھا۔

(۱۰) وہ اجتہاد میں ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ تھا اور فہمِ شریعت میں مالکؒ اور حنبلؒ تھا۔

(۱۱) وہ حقیقت اور طریقت میں خاص الخاص تھا. وہ معرفت کے میدان میں خصُوصی رہنما تھا۔

(۱۲) اُس کی بدولت دِل. رُوح اور سر روشن تھے۔ وہ چودھویں کا چاند 'خفی' میں بھی 'خفی' تھا۔

(۱۳) جب وہ مہرِ عالمتاب اِس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کو چلا گیا .

(۱۴) تو دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور ساتوں زمینیں اور نو کے نو آسمان تیرہ و تار ہو گئے۔

(۱۵) جب میں نے عقل سے بڑے صدق و خلوص سے اس کی تاریخِ وصال پوچھی.

(۱۶) تو ہاتف نے کہا کہ 'بخشش'. 'جُود' (سخاوت) 'کرم'. 'حلم' (بُردباری) اور 'حیا' بے سروپا ہو گئے۔

(۱۷) نُور اُس کے روضہ کے گرداگرد قربان ہو گیا. خُدا کرے کہ ہدایت کا نُور اس کی دستگیری کرے۔

○

Marfat.com

تشریح تاریخ ہائے وصال

پہلے مرثیہ میں حضرت شیخ عبدالنبیؒ کی تاریخِ وصال بحروف ابجد نکالی گئی ہے۔ چونکہ اکثر حضرات کو حروفِ ابجد کے اعداد سے آگاہی نہیں اور انہیں اس بات کا علم نہیں کہ عربی اور فارسی (اور ان کے تتبع میں اُردو) کے ہر حرف کے عدد مقرر ہیں، اس لئے بطورِ تعارف حروف ابجد کے اعداد بھی بیان کئے جاتے ہیں، تاکہ تاریخ کے سمجھنے میں سہولت رہے اور پوری طرح محظوظ ہُوا جا سکے۔

حُروفِ ابجد اور اُن کے اعداد :

ابجد				ہوّز			حُطّی			کلمن				سعفص			
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

قرشت				ثخذ			ضظغ		
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۸۰۰	۱۰۰۰

پہلی تاریخِ وصال منظوم فارسی :

یہ تاریخ مرثیہ کے آخری شعر

یافتہ از غایتِ حُسن طلب — منکشف گردید مہرِ اہتدا

(آفتابِ ہدایت کو گہن لگ گیا)

میں پوشیدہ ہے۔ "غایتِ حُسنِ طلب" کا مطلب اس ترکیب کے آخری حرف 'ب' کے عدد کو دوسرے مصرعہ "منکسف گردید مہرِ ابتدا" کے اعداد میں جمع کرنا ہے، جس سے تاریخِ وصال نکلتی ہے، جو نہایت موزوں اور بامعنی ہے۔

Marfat.com

تشریح :

منکسف	گردید	مہر	ابتدا
م ن ک س ف	گ ر د ی د	م ہ ر	ا ہ ت د ا + ب
۴۰ ۵۰ ۲۰ ۶۰ ۸۰	۲۰ ۲۰۰ ۴ ۱۰ ۴	۴۰ ۵ ۲۰۰	۱ ۵ ۴۰۰ ۴ ۱ + ۲
(۲۵۰) +	(۲۳۸) +	(۲۴۵) +	(۴۱۱)+۲= ۱۱۴۶ھ

دوسری تاریخِ وصال نثر میں :

دوسری تاریخِ وصال نظم کی بجائے نثر میں "خلیفہ عالی برحق" کی بامعنی ترکیب میں کہی گئی ہے۔ اس کی تشریح حسب ذیل ہے :۔

خلیفہ	عالی	برحق
خ ل ی ف ہ	ع ا ل ی	ب ر ح ق
۶۰۰ ۳۰ ۱۰ ۸۰ ۵	۷۰ ۱ ۳۰ ۱۰	۲ ۲۰۰ ۸ ۱۰۰
(۷۲۵) +	(۱۱۱) +	(۳۱۰) = ۱۱۴۶ھ

تیسری تاریخِ وصال فارسی نظم میں :

دوسرے مرثیہ میں تاریخِ وصال نہایت عمدہ اور مرموز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ اس مرثیہ میں تاریخِ وصال مرثیے کے آخری سے پہلے شعر ؎

گفت ہاتف بے سروپا می شدند بخشش و جود و کرم، حلم و حیا

میں پوشیدہ ہے۔ اس میں رمز یہ ہے، کہ 'بخشش'، 'جود'، 'کرم'، 'حلم' اور 'حیا' کے الفاظ کو اگر "بے سروپا" کر دیا جائے، یعنی ان الفاظ کے پہلے اور آخری حرف کو کاٹ دیا جائے، تو باقی ماندہ حروف کے اعداد کے مجموعہ سے تاریخِ وصال نکل آئے گی، تشریح حسب ذیل ہے :۔

Marfat.com

حیا	حلم	کرم	جُود	بخشش
ح ی ا	ح ل م	ک ر م	ج و د	ب خ ش ش
۱۰	۳۰	۲۰۰	۶	۶۰۰ ۳۰۰

۹۰۰ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۱۰ = ۱۱۴۶ھ

اس میں فن تاریخ کے علاوہ شعری خوبی یہ ہے کہ حضرتؒ کی وفات سے بخشش، جُود، کرم، حلم اور حیا کے سر اور پیر کٹ گئے، گویا حضرتؒ کے اُٹھنے سے یہ صفات بھی دنیا سے اُٹھ گئیں، اور لوگ ان کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔

تشریح از

مشتاق احمد بھٹی، ایم اے

○

Marfat.com

صحت نامۂ اغلاط

مکتوباتِ شریفہ کی کتابت جیساکہ مسودّے سے واضح ہے، ۱۱۹۷ھ میں مکمل ہوئی۔ دوسو سال کے اس عرصے میں فارسی رسم الخط میں خاصی تبدیلیاں واقع ہوگئی ہیں، جن کی وجہ سے ایک عام فارسی داں کو بعض جگہ قرینے اور قیاس سے کام لینا پڑتا ہے۔ جبکہ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ ان وُجوہ سے مکتُوبات کی املا کی درستی کی خاطر اغلاط کا صحت نامہ ضروری ہوگیا۔

فارسی زبان نے اپنا موجودہ رسم الخط عربی زبان سے لیا ہے، جس طرح فارسی کی پیروی میں اُردو نے بھی اضافوں کے بعد یہی رسم الخط اختیار کرلیا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اہلِ ایران کی تہذیب و ثقافت ہر لحاظ سے اسلام کے ڈھانچے میں ڈھل گئی تھی اہلِ ایران کا اصل رسم الخط دوسری تمام آریائی زبانوں کی طرح بائیں سے دائیں تھا۔ جبکہ تمام سامی زبانوں کا رسم الخط جیساکہ عربی زبان ہے، دائیں سے بائیں ہے۔ رسم الخط کی اس تبدیلی سے عربی حروف بھی اختیار کرنے پڑے۔ اور جو آوازیں عربی رسم الخط میں نہیں تھیں، ان کو بھی ادا کرنے کے لئے ان آوازوں کے قریب المخرج حروف اختیار کرنے پڑے۔ جنہیں قرینے سے سیاق و سباق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قاری خود سمجھ جاتا تھا۔ بعد میں مرورِ زمانہ سے اس اُلجھن کو دُور کرنے، اور امتیاز پیدا کرنے کے لئے ایسے حروف پر کچھ علامتوں کا اضافہ کرکے نئے حروف وضع کرلئے گئے۔ مثلاً "پ" کی آواز کو ظاہر کرنے کے لئے "ب" کے نیچے اور "چ" کی آواز کے لئے ج کے اندر دو نقطے بڑھا دیئے گئے، اور "گ" کی آواز کے لئے "ک" کے اُوپر ایک

Marfat.com

کشش کا اضافہ کر دیا گیا۔

اس قدیم قلمی نسخے میں بھی پُرانا انداز تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں "گ" کو ہر جگہ "ک" ہی لکھا گیا ہے۔ خواہ اس طرح فارسی کے دوسرے بامعنی الفاظ سے التباس ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً 'گردن' کو 'کردن'، 'گشت' کو 'کشت'، 'گاہ' کو 'کاہ' لکھا گیا ہے۔ اب "گ" فارسی زبان کا ایک ایسا حرف ہے، جس کا استعمال عام ہے۔ اس کے کئی مصادر اور الفاظ میں "گ" کی آواز شامل ہے، جیسے گفتن، شگفتن، گردیدن، گماشتن وغیرہ۔

اس طرح کاتب نے الف ممدودہ کو بعض جگہ استعمال کیا ہے۔ لیکن اکثر وبیشتر استعمال نہیں کیا۔ مثلاً آدم کو ادم، آرام کو ارام اور آن کو ان لکھا ہے۔

اس قسم کے اندازِ تحریر سے مسودّے کا ہر صفحہ غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ اگر ان تمام اغلاط کی جامع فہرست تیار کی جاتی تو اچھا خاصا ایک ضخیم رسالہ تیار ہو جاتا۔ اسلیئے اس طرح کی اصولی غلطیوں کو قاری کی عقل وفہم پر چھوڑ کر کتابت کی اُن غلطیوں کی تصحیح کے لئے فارسی مکتوبات کے آخر میں جدول کی صورت میں صحت نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔ جنکی موجودگی میں ایک عام فارسی داں کو مشکل پیش آسکتی تھی۔ مکتوبات کے نفسِ مضمون کی پاکیزگی کے پیشِ نظر یہ احتیاط ضروری سمجھی گئی کہ مکتوبات کی املاحتی الوسع اغلاط اور مغالطوں سے پاک ہو۔ اس قلمی عبارت میں اس لئے درستی نہیں کی گئی، کیونکہ اس طرح پُرانے آثار کی تقدیس وحُرمت کے زائل ہونے کا اندیشہ تھا۔

Marfat.com

جدول

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱	۲۷	۳	اولا	اوّلاً
۲	۲۷	۷	مدفق	مدقّق
۳	۳۳	۱	الا	اِلاّ
۴	۳۳	۶	اجالا	اجمالاً
۵	۳۳	۷	ذاتا	ذاتاً
۶	۳۴	۵	ستہ	ستّہ
۷	۳۴	۱۴	تکلم معاش	تکلّم ومعاش
۸	۳۶	۵	قلب سوید	قلب مرید
۹	۳۶	۹	جست	جہت
۱۰	۳۷	۵	نخشوع	بخشوع
۱۱	۳۷	۹	مسازد	بسازد
۱۲	۳۸	۱	ننجی	بہ نجی
۱۳	۳۸	۱۱	سیہ	سَیر
۱۴	۴۰	۱	اصلاح	اصطلاح
۱۵	۴۰	۵	داست	داشت
۱۶	۴۰	۶	اہولایت	اہلِ ولایت

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
اجمالاً و تفصیلاً	اجمالا و تفصیلا	۱۳	۴۳	۱۷
مُبرّا	مُسرا	۳	۴۴	۱۸
رضُوا	رضو	۱	۴۷	۱۹
مضغہ	مظفہ	۱۱	۴۸	۲۰
تجویز	تجوز	۶	۴۹	۲۱
مُتلبّس	مبلس	۹	۴۹	۲۲
عبدالرشید	عبدالرسید	۹	۵۱	۲۳
اولاً اجمالاً	اولا اجمالا	۷	۵۶	۲۴
مکرّر لکھا گیا ہے۔	اُیں مرتبہ شہود وہ اولیہ راشہود اول نامند“۔	۲/۱	۵۷	۲۵
مقتضیات	مقتضبات	۴	۵۸	۲۶
اولاً	اولا	۱۱	۵۸	۲۷
ثانیاً	ثانیا	۱۵	۵۸	۲۸
آں گاہ	اکاہ	۱۴	۶۰	۲۹
بہ نصّ	نبض	۹	۶۳	۳۰
ذات	دات	۸	۶۴	۳۱
سلبی	صلبی	۳	۶۵	۳۲
ملازمت	ملاذمت	۳	۶۷	۳۳
(مکرّر)	ادراک	۳	۶۹	۳۴
حقیقتی	حققتی	۹	۷۱	۳۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۳۶	۷۲	۶	مثلا	مثلاً
۳۷	۷۲	۱۱	ہود	ہنُود
۳۸	۷۲	۱۱	شرمشار	سرشار
۳۹	۷۳	۷	مجبول	مجبور
۴۰	۷۳	۱۳	قطیّہ	قطعیّہ
۴۱	۷۳	۱۴	مکالہ	مکالمہ
۴۲	۷۴	۱	ہود	ہنُود
۴۳	۷۴	۱۲	نعہم اللہ	لعنہم اللہ
۴۴	۷۵	۱۴	کسیفہ	کثیفہ
۴۵	۷۸	۱۴	بایات	بہ آیات
۴۶	۸۱	۷	شرشار	سرشار
۴۷	۸۲	۱۱	شاہد فہمید	نشاید فہمید
۴۸	۸۶	۱۴	علیہم	علیم
۴۹	۹۴	۹	بکلشی	بکُلِّ شئے
۵۰	۹۴	۱۳	منطہ تفصیل	منصّہ تفصیل
۵۱	۹۵	۱۳	خثبّات	حیثیّات
۵۲	۹۷	۱۱	وچوب	وجُوب
۵۳	۹۸	۱۳	سنموع	مسمُوع
۵۴	۱۰۴	۶	قراں	قُرآن
۵۵	۱۰۶	۷	قراں	قُرآن

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
قُرآنی	قرانی	۹	۱۱۱	۵۶
قرآنی	قرانی	۱۳	۱۱۱	۵۷
حضرت پیر	حضرت پر	۱۰	۱۱۲	۵۸
صَوت	صوت	۱۰	۱۱۴	۵۹
مسئلۂ اختیار	مسلہ اختیار	۴	۱۱۵	۶۰
مُتحقّق	متحقق	۱۳	۱۱۸	۶۱
خبیث	خبیث	۶	۱۱۹	۶۲
سمع	جمع	۱۴	۱۲۰	۶۳
جیُو	جیو	۱۰	۱۲۴	۶۴
ذاتاً و صفاتاً	ذاتا و صفاتا	۱۱	۱۲۷	۶۵
غیرآں	غیران	۱۱	۱۲۹	۶۶
ایں ظن	ایں طن	۵	۱۳۱	۶۷
گردنِ اولیا	کردن اولیاء	۹	۱۴۰	۶۸
اِرتفاع	ازنفاع	۳	۱۴۳	۶۹
جمیع الاسماء	جمیع اسما	۷	۱۴۳	۷۰
ازظلیت	ازطنیت	۸	۱۴۴	۷۱
مسئلہ	مسلہ	۱	۱۴۶	۷۲
قُرآن	قران	۲	۱۴۷	۷۳
گریز	کزیر	۶	۱۴۷	۷۴
علمار ظواہر	علماء طواہر	۴	۱۴۸	۷۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
٧٦	١٤٩	١٠	اصمحلال	اضمحلال
٧٧	١٤٩	١٥	اصمحلال	اضمحلال
٧٨	١٥١	١١	مرعوبات	مرغوبات
٧٩	١٥١	١٣	مطہریرا	مظہریرا
٨٠	١٥٢	٨	بوجہ الکینی	بوجہ ابلیسی
٨١	١٥٨	١٠	علمائظہوا	علمائظواہر
٨٢	١٦٠	٥	مسلہ	مسئلہ
٨٣	١٦٣	٤	ازنقی اثبات	ازنفی واثبات
٨٤	١٦٣	٨	شمال	شاں
٨٥	١٦٤	١٣	مجملا یا مفصلا	مجملاً یا مفصلاً
٨٦	١٧٠	١	روج	رُوح
٨٧	١٧٠	١٣	خارح	خارج
٨٨	١٧١	١٢	ستین	سَبعین
٨٩	١٧٢	٢	معمور	مامُور
٩٠	١٧٤	٥	حقبقت	حقیقت
٩١	١٧٤	٧	مجی	مُجتی
٩٢	١٧٥	٥	صجبت باطنی	صحبتِ باطنی
٩٣	١٧٥	٧	اہلِ عنا	اہلِ فنا
٩٤	١٧٦	٥	حجوم	ہجوم
٩٥	١٨٤	٦	ذکر تبرسیت	ذکرِ تربیّت

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
سُرخ	شرح	۴	۱۸۷	۹۶
سُرخ	شرح	۵	۱۸۷	۹۷
باعلیٰ / باعلے	باعلے	۷	۱۹۰	۹۸
بادنیٰ / بادنے	بادنی	۸	۱۹۰	۹۹
مجہول	مجبول	۵	۱۹۱	۱۰۰
کُبریٰ	کبری	۱۱	۱۹۲	۱۰۱
درتشخص	درسخص	۱۰	۱۹۳	۱۰۲
تشخصِ باقی	سخص باقی	۱۴	۱۹۵	۱۰۳
اضافی	احنافی	۱۵	۱۹۷	۱۰۴
صفاتِ ذمیمہ	صفات ومیمہ	۱۰	۱۹۸	۱۰۵
اوّلاً	اولا	۳	۱۹۹	۱۰۶
منطبق	منطلق	۹	۱۹۹	۱۰۷
ہیچ	ہیج	۱۵	۱۹۹	۱۰۸
مکرر ہے	ترقی از مرتبہ معلومات	۱/۲	۲۰۳	۱۰۹
مصفّات	مصعات	۶	۲۰۳	۱۱۰
تشخصی	سخصی	۷	۲۱۰	۱۱۱
شک وشُبہ	شک وسبہ	۱	۲۱۱	۱۱۲
مرتبۂ قدّوسِ خداوندی	مرتبہ قدوس خداوندی	۹	۲۱۳	۱۱۳
تصحیح فعلین	تصحیح نعلین	۱۱	۲۱۳	۱۱۴
تربّیت	تربت	۳	۲۱۴	۱۱۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۱۶	۲۱۵	۷	معقول	غیر معقول
۱۱۷	۲۱۸	۴	رومعنی	ذومعنی
۱۱۸	۲۲۰	۵	قرابت	قرأت
۱۱۹	۲۲۰	۵	چلول	مُلُول
۱۲۰	۲۲۴	۲	حضرت قراں	حضرت قُرآن
۱۲۱	۲۲۴	۴	معنا ولفظا	معناً ولفظاً
۱۲۲	۲۲۴	۵	معنا	معناً
۱۲۳	۲۲۴	۷	الہاماً	اِلہاماً
۱۲۴	۲۲۴	۱۰	معنا	معناً
۱۲۵	۲۲۴	۱۴	معنا ولفظا	معناً ولفظاً
۱۲۶	۲۲۵	۱	نجما نجما	نجماً نجماً
۱۲۷	۲۲۷	۵	سراپردہ الاجلال	سراپردہ ہائے جلال
۱۲۸	۲۲۷	۱۴	نروپی	نروبی
۱۲۹	۲۲۸	۱	شاختہ	ساختہ
۱۳۰	۲۳۰	۱۰	بہواست	پیوست
۱۳۱	۲۳۱	۱۱	نورایہ	نُورانیہ
۱۳۲	۲۳۲	۱	منفوخ	منفوخ
۱۳۳	۲۳۴	۸	محدوقدس	مجدوقدس
۱۳۴	۲۳۷	۱۱	محرز	محترز
۱۳۵	۲۳۹	۱۵	حدت	عدّت

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۳۶	۲۴۰	۹	اجمالاو تفصیلا	اجمالاً و تفصیلاً
۱۳۷	۲۴۲	۳	ملکیک	ملکَین
۱۳۸	۲۴۷	۶	درشتہ باسند	داشتہ باشند
۱۳۹	۲۴۷	۱۴	مسلہ	مسئلہ
۱۴۰	۲۵۲	۴	اعمالِ ضاہرہ	اعمالِ ظاہرہ
۱۴۱	۲۵۵	۶	سرکت	شرکت
۱۴۲	۲۶۰	۲	جزبہ	جذبہ
۱۴۳	۲۶۱	۴	مرات	مرأت
۱۴۴	۲۶۲	۸	یوماً یغوماً فیوماً	یوماً فیوماً
۱۴۵	۲۶۴	۲	شیخ عبدالنبی	شیخ عبدالغنی
۱۴۶	۲۶۴	۱۴	صجو	صحو
۱۴۷	۲۶۶	۱	زنِ مسلسل	ظنِ مسلسل
۱۴۸	۲۶۸	۱	بہنر از ظہور کمال ثانی	مکرر لکھا گیا ہے۔
۱۴۹	۲۶۹	۲	طیت	ظلّیت
۱۵۰	۲۶۹	۱۲	مرات	مرأت
۱۵۱	۲۷۲	۵	سخصی	شخصی
۱۵۲	۲۷۴	۹	سخصی	شخصی
۱۵۳	۲۸۱	۹	جرہ	جُرأت
۱۵۴	۲۸۴	۵	انور سفولہ	انوارِ سفیہہ
۱۵۵	۲۸۵	۷	اولا	اولاً

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۵۶	۲۸۶	۱۴	مجزویان	مجذُوبان
۱۵۷	۲۸۷	۸	المتحن	الممتحن
۱۵۸	۲۹۱	۵	کل	گُل
۱۵۹	۲۹۱	۱۴	قراں	قُرآن
۱۶۰	۲۹۱	۱۵	پر خود	پیر خود
۱۶۱	۲۹۲	۱۲	طلال	ظلال
۱۶۲	۲۹۴	۱۱	پراں	پرآں
۱۶۳	۲۹۷	۱	بہوست	پیوست
۱۶۴	۳۰۰	۳	مفضی	مقتضی
۱۶۵	۳۰۱	۶	تخفیفی	تحقیقی
۱۶۶	۳۰۱	۷	مرات	مرأت
۱۶۷	۳۰۱	۱۴	الا	اِلّا
۱۶۸	۳۰۳	۱	الامور مرہونۃ باوقتہا	الامور مرہونۃ باوقاتہا
۱۶۹	۳۰۸	۷	....اللہ یا نور اللہ....	....اللہ بل نور اللہ....
۱۷۰	۳۰۹	۱۵	حقیقی	حقیقتی
۱۷۱	۳۱۰	۶	تحقیق حقیین الشان	تحقیق حقیقی الشان
۱۷۲	۳۱۶	۶	مجہوالکیت	مجہول الکیف
۱۷۳	۳۱۸	۱	تمہ رسولہ	تمۂ اسولہ
۱۷۴	۳۱۹	۱۱	تبترلات	تنزّلات
۱۷۵	۳۲۰	۳	تبترلات	تنزّلات

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
غیر موجود	غر موجود	۵	۳۲۰	۱۷۶
الف لام زائد ہے	الف لام	۷	۳۲۲	۱۷۷
جُرأت	جرات	۱۰	۳۳۴	۱۷۸
آفتاب یک نیزہ	افتاب نک نیزہ	۵	۳۳۶	۱۷۹
حقیقتی بر حقیقتی	حقیقی بر حقیقی	۴	۳۴۰	۱۸۰
تتمّہ	تتمہ	۵	۳۴۶	۱۸۱
شرح	شرع	۶	۳۴۷	۱۸۲
انصباغ	انضاغ	۴	۳۴۹	۱۸۳
انصباغ	انصاح	۷	۳۴۹	۱۸۴
بضُعف	بصعف	۱۴	۳۴۹	۱۸۵
مختصر	محصر	۱۱	۳۵۱	۱۸۶
شیخ محمد اکرم	شیخ محمد اکر	۶	۳۵۷	۱۸۷
دقائق	وفائق	۶	۳۵۹	۱۸۸
معتُوب	معاتب	۱۰	۳۶۰	۱۸۹
ما اُتّیاں	ماتیاں	۱۲	۳۶۰	۱۹۰
شخصی	سخصی	۷	۳۶۹	۱۹۱
شخص	سخص	۱۰	۳۶۹	۱۹۲
بانتظار	بانتفار	۱۳	۳۷۶	۱۹۳
معتُوب	معاتب	۱۲	۳۸۲	۱۹۴
پدرِ طفل	بدر طفل	۹	۳۸۳	۱۹۵

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
اوّلاً	اولا	۹	۳۸۴	۱۹۶
بے کیفی	بیفکیفی	۱۳	۳۸۴	۱۹۷
مُقدّمہ	معدمہ	۱	۳۸۶	۱۹۸
پیوست	پہوست	۵	۳۸۷	۱۹۹
جہر	جھر	۱۱	۳۸۸	۲۰۰
آیت تسمیہ	اتہ تسمیہ	۷	۳۹۰	۲۰۱
نقل کردہ	نکل کردہ	۶	۳۹۲	۲۰۲
شخصی	سخصی	۷	۳۹۲	۲۰۳
مفسد نماز	مفسد غار	۶		۲۰۴
آیت الکرسی	اتہ الکرسی	۶	۳۹۴	۲۰۵
نیّت	نیت	۹	۳۹۴	۲۰۶
نیّت	نیت	۱۱	۳۹۴	۲۰۷
دخول	وخول	۷	۴۰۳	۲۰۸
مکرر لکھا گیا	درولایت اخص	۱۵	۴۰۴	۲۰۹
بریں مقام	بریں مکام	۶	۴۰۷	۲۱۰
علمی	عملی	۳	۴۱۰	۲۱۱
اصلاح	اصطلاع	۸	۴۱۰	۲۱۲
جیلانی	جبلی	۴	۴۱۱	۲۱۳
تحت	بحت	۲	۴۱۲	۲۱۴
لغت معروفہ	نعتہ مورخہ	۶	۴۱۳	۲۱۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۲۱۶	۴۱۷	۵	قراں	قرآن
۲۱۷	۴۲۰	۱	امرِ معلق	امرِ معلّق
۲۱۸	۴۲۱	۲	نضارت گل	نضارتِ گُل
۲۱۹	۴۲۱	۶	از ثریا	از ثریا بر فگندہ بر ثریٰ

مرتّبہ

مُشتاق احمد بھٹّی ایم۔ اے

Marfat.com

شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن: مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن: مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
١	فخر الانبیاء رسالت مآب سرور کائنات رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ١٢ ربیع الاول / ١١ ھ	پیر ٨ جون / ٦٣٢ ء	مسجد نبوی / مدینہ منورہ	٦٣
٢	حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ٢٢ جمادی الاخر / ١٣ ھ	منگل ١٦ اگست / ٦٢٤ ھ	مسجد نبوی / مدینہ منورہ	٦٢
٣	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ١٠ رجب المرجب / ٣٣ ھ	منگل ٤ فروری / ٦٥٤ ء	مدائن / عراق	١٨٠
٤	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	سہ شنبہ ٢٤ جمادی الاول / ١٠١ ھ	منگل ١٢ دسمبر / ٧١٩ ء	جنت البقیع / مدینہ منورہ	٧١
٥	حضرت خواجہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	جمعہ ١٥ رجب المرجب / ١٤٨ ھ	جمعہ ٦ ستمبر / ٧٦٥ ء	جنت البقیع / مدینہ منورہ	٦٩
٦	سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز	چہار شنبہ ١٥ شعبان المعظم / ٢٦١ ھ	بدھ ٢٥ مئی / ٨٧٥ ء	بسطام / ایران	١٢٥
٧	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ١٥ رمضان المبارک / ٤٢٥ ھ	ہفتہ ٣ اگست / ١٠٣٤ ء	خرقان / ایران	٧٣
٨	حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ ٢٣ صفر / ٤٥٠ ھ	منگل ٢١ اپریل / ١٠٥٨ ء	طوس / ایران	٠٠
٩	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی طوسی قدس سرہ العزیز	جمعہ ٤ ربیع الاول / ٥١١ ھ	جمعہ ٦ جولائی / ١١١٧ ء	طوس، مشہد / ایران	٧٧
١٠	حضرت یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ٢٠ رجب المرجب / ٥٣٥ ھ	ہفتہ یکم مارچ / ١١٤١ ء	مرو / روس	٩٦
١١	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز	جمعہ ١٢ ربیع الاول / ٥٧٥ ھ	جمعہ ١٧ اگست / ١١٧٩ ء	غجدوان / روس	٠٠
١٢	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ یکم شوال / ٦١٦ ھ	منگل ١٠ دسمبر / ١٢١٩ ء	ریوگر [illegible] / روس	٠٠

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن: مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن: مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۱۳	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ العزیز	دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	پیر ۳۰ مئی ۱۳۱۷ء	فغنہ روس	..
۱۴	حضرت خواجہ عزیزان شاہ علی رامتینی قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ	منگل ۲۰ اکتوبر ۱۳۲۱ء	خوارزم روس	۱۳۰
۱۵	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	بدھ ۲ جولائی ۱۳۵۴ء	سماس۔ بخارا روس	..
۱۶	حضرت خواجہ شمس الدین سید میر کلال قدس سرہ العزیز	پنجشنبہ ۱۳ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	جمعرات ۲ جنوری ۱۳۷۱ء	سوخار۔ بخارا روس	..
۱۷	شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز	دوشنبہ ۲ ربیع الاول ۷۹۱ھ	پیر یکم مارچ ۱۳۸۹ء	بخارا روس	۸۳ سال ۲ ماہ
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز	شنبہ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ	ہفتہ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء	قصبہ بلغنور ماوراء النہر۔ روس	..
۱۹	حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز	شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	ہفتہ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء	سمرقند روس	۸۸ سال ۷ ماہ
۲۰	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	بدھ ۳ نومبر ۱۵۲۹ء	وخش ایران	..
۲۱	حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز	پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۹۷۰ھ	جمعرات ۱۷ ستمبر ۱۵۶۲ء	موضع الفراز خراسان	..
۲۲	حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ	بدھ ۲۶ فروری ۱۶۰۰ء	موضع امکنگ نزد بخارا۔ روس	۹۰
۲۳	کامل اکمل حضرت سید رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز	یک شنبہ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	اتوار ۲۰ نومبر ۱۶۰۳ء	دہلی بھارت	۴۱
۲۴	امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ	منگل ۳۰ نومبر ۱۶۲۴ء	سرہند شریف بھارت	۶۲ سال ۴ ماہ ۱۴ دن
۲۵	قطب الاقطاب سید آدم بنوری قدس سرہ العزیز	جمعہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ	جمعہ ۱۹ جنوری ۱۶۴۴ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۳
۲۶	غوث زمان حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادی قدس سرہ العزیز	۱۰۸۳ھ	۱۶۷۲ء	موضع شاہ آباد انبالہ۔ بھارت	۶۲
۲۷	سلطان العارفین حضرت حاجی عبد اللہ سلطانپوری قدس سرہ العزیز	۱۱۱۹ھ	۱۷۵۷ء	مغلپورہ، دہلی بھارت	۱۴۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن — مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن — مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۲۸	قطب عالم حضرت حاجی سید محمد طاہر عالمپوری قدس سرہ العزیز	دوشنبہ ۱۷ جمادی الاول ۱۱۱۹ھ	منگل ۱۵ اگست ۱۷۰۷ء	عالمپور ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۸
۲۹	تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ	بدھ ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء	شامچوراسی ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۷ سال ۵ ماہ ۲۳ دن

خلفائے تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز

(۱) فضیلت مآب حضرت شیخ علی احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز۔
(۲) اشرف الاخوان حضرت میاں محمد اشرف قدس سرہ العزیز۔
(۳) حضرت حافظ محمد مکمل قدس سرہ العزیز۔
(۴) حضرت میاں محمد قاسم قدس سرہ العزیز۔
(۵) فضیلت مآب حضرت شیخ عبدالہادی قدس سرہ العزیز
(۶) حضرت میاں محمد شہر یار قدس سرہ العزیز
(۷) حضرت مولانا جان محمد جالندھری قدس سرہ العزیز۔
(۸) حضرت شیخ عاشق محمد جالندھری قدس سرہ العزیز۔
(۹) حضرت حافظ محمد حسین قدس سرہ العزیز

[illegible] حاجی محمد سعید [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنّبی شامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے بارے میں تاثّرات

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطبُ الاقطاب حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب۔ آپ حضرت اقدس سُلطان الاولیاء قطبُ الاقطاب قبلہ حضور مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کی دعا و برکت سے لالہ بوہڑہ مل مہل کھتری کے ہاں جو کہ اولاد سے بالکل محروم تھے۔ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۰۲۸ ہجری کو بمقام شام چوراسی ضلع ہوشیار پور بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی پیدائش کے وقت سارا گھر نُورانی روشنی سے بھر گیا۔ آپؒ نے سارا دن دودھ نہیں پیا۔ روزے کی افطاری کے وقت دودھ پیا۔ آپؒ کا ہندوانہ نام لالہ بھوپت رائے رکھا گیا۔ آپؒ نے سات سال کی عمر میں گلستان، بوستان ختم کرلی تھی۔ ایک دن سبق پڑھنے کے دوران یہ شعر پڑھا ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
محال است سعدی کہ راہِ صفا ۔۔۔ تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

توآپؒ نے اپنے اُستاد سے جو مسلمان تھے، دریافت کیا کہ مجھے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کا راستہ بتائیں، لیکن استاد نے اس جذبہ کو کوئی وقعت نہ دی۔ جب آپ کا جذبہ انتہاء کو پہنچا تو حضرت بابا شیخ عبدالنّبیؒ حضرت بابا شیخ عبدالوہاب صاحب قادریؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، انہوں نے آپؒ کو مسلمان کرکے آپؒ کا

Marfat.com

اسلامی نام عبدالنبی رکھا اور اُن سے باطنی فیض حاصل کیا اور آپؒ کو اسلامی تعلیم دینی شروع کر دی جو کہ تمام ہندوؤں کے لئے ایک چیلنج تھا۔ جس کی بنا پر ہندو آپؒ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپؒ کی شادی سری گوبند پور ضلع امرتسر میں لالہ رامن مل کے ہاں ہوئی تھی۔ آپؒ کا ایک بچہ تھا۔ جب آپؒ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر دریائے بیاس کے کنارے پر پہنچے تو ہندو آپؒ کے قتل کرنے کے لئے آموجود ہوئے۔ آپؒ نے اپنا مصلا دریا پر بچھا کر اپنے بیٹے اور بیوی کو اس پر بٹھا کر آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اور دونوں میاں بیوی بچہ کو لے کر دریا کے پار ہو گئے۔ ہندو منہ دیکھتے رہ گئے اور آپؒ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے ہندو سکھ مسلمان ہو گئے۔ آپؒ نے حضرت بابا شیخ عبدالوہابؒ صاحب کی صحبت میں کافی عرصہ گزارا۔ اِن کے بعد آپؒ نے شیخ حاجی عبداللہ سلطانپوریؒ کا دامن تھاما جو غوث زماں حضرت محمدؐ شریف متقیؒ کے خلیفہ تھے اور قطبُ الاقطاب حضرت سید آدم بنوریؒ سے فیض یافتہ تھے۔ جب حضرت عبداللہ سلطان پوریؒ صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں آپ حضرت قطب عالم سید حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سے علوم باطنی کا فیض حاصل کیا اور آپ کو تاج العارفین و قطبُ الاقطاب کا درجہ سرکار سے عطا ہوا۔ آپؒ سے بے شمار کشف و کرامات سرزد ہوئی ہیں۔ اگر وہ تحریر کی جائیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔

حضرت سید حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سید خاندان سے تھے۔ انھوں نے کابل سے دین حق کے لئے ہجرت کر کے ہندوستان میں سکونت اختیار کر کے حجام کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ تاکہ اُن کی روحانیت ظاہر نہ ہو۔ بہت بڑے کامل اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ نے ۱۸۱ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار اقدس عالم پور ضلع ہوشیار پور میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنا جبہ مبارک اور دستار مبارک اور ایک بوتل پانی کی اپنے خادم کو دیکر کہا کہ عبدالنبیؒ کو یہ امانت دیدیں۔ اس میں دونوں جہانوں کی روحانیت

Marfat.com

کی طاقت منتقل کر دی گئی ہے۔ آپؒ خلیفہ اول تھے اور آپؒ نے پیدل حج شریف کیا۔ آپؒ کی شہرت ہندوستان سے لے کر مکہ معظمہ تک پھیل گئی تھی۔ بے شمار مخلوق آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کے ہم عصر بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی بیاض "اسرار طریقت" میں ارشاد فرمایا کہ شیخ عبد النبی شامیؒ طریقہ نقشبندیہ کے ایک نومسلم کامل بزرگ شام چوراسی میں رہتے ہیں۔ حضرت تاج العارفین شامی صاحب نے تصوّف پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت کچھ اسرار ارشاد فرمائے ہیں، جو سالکانِ طریقت و حقیقت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ چند ایک مکتوب ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں :۔

مکتوب نمبر ۱۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق تسمیہ جو کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات کا مظہر کامل ہے۔ ا ل ل ہ (اللہ) ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح پر ہے۔ جو نہایت غور طلب ہے۔ اس میں معرفت کا خزینہ پوشیدہ ہے۔

ا۔ چشمہ اوّل میں جو لام کی طرف ہے۔ تین سو اسماء جو زبور میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ب۔ رحمٰن کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جو کتب انبیاء میں درج ہیں اور اُن کے علاوہ چار اور مذکور ہیں۔ جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

ج۔ رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں۔ جن کی تسبیح ملائکہ کرتے ہیں اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔

د۔ چشمہ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیا کا ذکر ہے، جو ہمارے نبیؐ پر سلام اور درود ہے۔

ہ۔ لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ ان کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

و۔ اور لام اوّل میں قرآن پاک میں مذکور ۹۹ نام ہیں اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

ذ۔ لام کے ساتھ میم کے انصال سے اِسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

Marfat.com

اور جان لینا چاہیئے کہ اسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی ۔ الف اور لام اوّل مندرج کے ہیں، کیونکہ اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں اور اسم رحیم کے مراتب لام کے حقائق کا ظہور ہیں۔

مکتُوب ۱۲ ۔ بعض لوگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کیا ہے اور موجود سمجھا ہے۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا صفت کی نفی کرتا ہے تاکہ صفت کا اثبات کرنا مثلاً (لم یلد) صفت توحید کی نفی ہے۔

مکتُوب ۱۷ ، الف ۔ لام ۔ میم سے وجود کے تین مرتبے مراد ہیں، یعنی الف سے ذات لام سے صفات میم سے اللہ تعالیٰ کی ذات کمالات۔

مکتُوب ۲۱ ، انبیاء کا پہلا قدم اولیاء کی انتہا ہے۔

مکتُوب ۲۲ ، اپنے دل میں اللہ کو یاد کر گڑگڑا کر اور چھپ کر صبح و شام بغیر اُسکے آواز بلند نہ ہو۔

مکتُوب ۲۶ ، اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات اور حیوانات میں انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے ۔ کیونکہ وہ ان تینوں مراتب میں برابر کا شریک ہے۔

مکتُوب ۴۵: اولیاء اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جسے چاہیں، ایک پل میں کعبہ مقصود سے واقفیت کرا دیں اور اصل منزل مقصود تک پہنچا دیں ۔ وجود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے ۔ واجب الوجود اور ممکن الوجود جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔

حضور باباجیؒ کے مکتُوبات کی اگر تشریح کی جائے تو ایک ایک مکتُوب کی بہت بڑی بڑی ضخیم کتابیں مرتب ہو سکتی ہیں ۔ اگر حضور کے کشف و کرامات کا تذکرہ کیا جائے تو بے شمار ہیں، جو احاطہ تحریر سے باہر ہیں ۔ یہ حقیر پر تقصیر الشیخ حکیم میاں عبد الغفور سرشی قادری عفی عنہٗ بن الشیخ حکیم میاں اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حال مقیم نواں کوٹ،

Marfat.com

ملتان روڈ، لاہور، جوکہ قصبہ نندا پور میں سکونت پذیر تھا۔ چونکہ حضور پرنور باباجی صاحب تاج العارفین حضرت عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کی نگری شام پور اسی سے تقریباً سات میل شمال میں واقع تھا حضور باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی تجلیات کی روشنی سے اب تک فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضور باباجیؒ کے مکتوب ۱۱۲ اور مکتوب ۲۶ کے بارے میں عرض کرتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اور تمام اسماء کا مسمیٰ ہے اور یہی اسم اعظم ہے۔ حضور باباجیؒ نے لام اوّل کی تشریح میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں، جوکہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔ ان تمام اسماء کو ذاتی اسماء اور صفاتی اسماء اور افعالی اسماء کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ پس تم ذاتی اسماء کی تجلّی اور صفاتی، اسماء کی تجلی اور افعالی اسماء کی تجلی کا مظہرِ اُتم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات پاک ہے۔ جس کے نُور کی تجلّی تمام کائنات پر حاوی ہے، چونکہ وہ ذات واجب الوجود ہے۔ غیر اس کا نابود ہے۔ یعنی ذات من حیث الاسماء والصفات عندالوجود یہ عین عالم ہے۔ بایں معنی کہ وہی ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ بطور تنزل ہر تعین میں متعین ہوئی بس فرق صرف اطلاق وتقید کا ہے۔ یعنی مرتبہ اطلاق میں واجب اور معبود ہے اور درجہ تعین میں ممکن اور عابد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بجز ذات پاک کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ وہی ذات پاک ذرہ سے لے کر آفتاب تک اور کل کائنات میں جلوہ گر ہے۔ اُس کا کوئی غیر نہیں ہے۔ وہ واجب الوجُود تشبیہ اور تنزلیہ سے مبّرا اور منزہ ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں اور وہی معبود لائق پرستش ہے۔ جو واجب الوجُود ہے (تعین میں ممکن اور عابد ہے۔) جب ممکن کی واجب کے ساتھ مفادیت ہوتی ہے تو اس کا اثر باقی نہیں رہتا، چنانچہ مقام فنا کی صورت میں صفات عین صفاتِ حق میں محو ہو جاتی ہے۔ الحاصل یہ کہ عالم کو ہر آن میں فنا اور بقا ہوتی ہے۔ جلالی اسماء فنا کرتے ہیں۔ جسے عارفین حق کے سوا عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ گویا حق تعالیٰ فاعل اور بندہ اس کا اوزار

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اگر تم واصل حق ہونے کا عزم صمیم رکھتے ہو تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تابعداری کرو اور سُنت پر عمل کرو۔ بعد ازاں وحدت الوجُود کا مراقبہ کرو اور بالکل کلمہ طیبہ کے معنی میں نماز قائم کرو۔ جس کے متعلق حضور باباجیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مراقبہ انتظار کو کہتے ہیں۔ اپنے وجُود میں ذات باری کی تجلّیات کا اس قدر انتظار کرو کہ وہ قلب پر وارد ہو جائیں اور تمام تعینات ممکن الوجود غائب ہو جائیں، اور نظر اس سے بالاتر ہو جائے اور جز ذات پاک کے کوئی چیز موجود نہ رہے۔ سب ذات ہی ذات میں گم ہو جائے۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ؎

ہر کہ حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

صوفیا اکرام فرماتے ہیں کہ نقشبندیہ سلسلہ کے علاوہ ہندوستان میں جو تصوّف کے سلسلے رائج تھے۔ وہ ایران اور عراق سے یہاں آئے تھے۔ سلسلہ قادریہ، سہروردیہ چشتیہ پر وحدت الوجُود کا رنگ غالب تھا اور ہمہ اوست کے قائل تھے۔ ان کا فکر مختصراً یہ تھا کہ تمام افراد کائنات تجلیات حق ہیں اور اس کثرت اعتباری کا وجود اس وحدت حقیقی سے ہے۔ جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجُود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیاء کے تمام طبقے متاثر ہوئے۔ جس سے ان صوفیائے خام کی مدد سے انہوں نے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ جس کا تعلق بھگتی تحریک سے تھا۔ ان کے افکار کا مرکزی نقطۂ نظر (وحدت الادیان) تھا جس میں فلسفہ ہندومت کی آمیزش تھی اور پرچار کا پہلو مضمر تھا۔ اس نظریہ کا پرچار کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لئے وجود میں آیا۔ بڑے بڑے خام صوفی اس نقطۂ نظر کے علمبردار بن گئے اور اُن کو فروغ دیا۔ پھر متضاد عمل مشاہدہ میں آئے، جو قرآن اور سُنّت کی مطابقت نہیں کرتے تھے۔ جب غیر شرعی صوفیا خام جن کا نقطۂ نظر (وحدت الادیان)

ہوا اور وہ کعبہ و بُت خانہ اور مسجد و مندر کا فرق مٹانے کے درپے ہوں تو ایسے

Marfat.com

نازک وقت میں حضور قطبُ الاقطاب غوثِ زماں حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ (وحدت الشہود) یعنی ہمہ از اوست کی تبلیغ فرما کر ہندوانہ نقطۂ نظر کا قلع قمع کر دیا۔ حالانکہ آپؒ پر اور آپؒ کے والد ماجدؒ پر وحدت الوجود کا رنگ شدت سے غالب تھا۔ وہ اپنے اندر عظیم رُوحانی قوت پاتے تھے۔ یہ غلبہ اس حد تک تھا۔ جس حد تک کہ اسلام مانع نہیں ہے اور حد شریعتِ محمّدی کے باہر نہیں ہے۔ چونکہ حقائق توحید کا انکشاف موحد کی نیاز مندی سے ہوتا ہے۔ سچا موحد وہ ہے۔ جس کا آخر اوّل کی طرف عود کر آئے اور ایسا ہو جائے، جیسا کہ پہلے تھا۔ توحید کا علم پا لینے والا موجُودات کی یاد دل سے محو کر دیتا ہے اور خدائے واحد کے ساتھ منفرد رہ جاتا ہے۔ وحدت الوجود کی غلط تعبیر سے اکبر بادشاہ کے عہد میں بداعتدالیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کو اس طرح سمجھایا، جو نقشہ ذیل میں درج ہے:۔

وحدت الوجُود (ہوالکل)	وحدت الشہُود (ہوالباری)
نظریہ = ہمہ اوست	نظر = ہمہ از اوست
ارتقا = خود بخود ہونا	ارتقا = پیدا کیا جانا
رجحان تصوّف = سکون کی طرف مائل۔	رجحان تصوّف = جوش کی طرف مائل، اُس
میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں۔	کے ساتھ میں اور میرے ساتھ وہ
وصل	عشق
حقیقت = حق۔حق۔حق	حقیقت حُسن ازل مجبوب کُل
اعتقاد = میں کون۔ انا الحق	اعتقاد = میں کون (انا عبد)
عارف	عاشق

حضرت باباجی صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری چالیس سال شام چوراسی میں بسر کئے۔ آپ کے ۹ صاجزادگان میں سے چھ صاجزادے حیات تھے۔ مگر آپؒ نے کسی

Marfat.com

کو بھی خلافت عطا نہیں کی بلکہ آپ نے اپنے ایکؒ مرید شہر یار کو جنہیں احمد شاہ ابدالی نے لاہور سے بدر کر دیا تھا اور انہوں نے موضع ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ خلافت عطا کی اور اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ کے پانچ بیٹوں کی اولاد اب بھی پاکستان میں موجود ہے، جو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا روضہ پاک پچاس کنال کے رقبہ میں شام چوراسی ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس شریف ۹-۱۰-۱۱ ستمبر کو موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور میں ہر سال نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ہندو سکھ اور مسلمان اور سب قومیں عقیدت مندی کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اللہ پاک تا ابدالاباد آپؒ کا فیض روحانی جاری و ساری رکھے اور آپؒ پر آپؒ کے روضۂ پاک پر انوار رحمت کی شعاعیں ہر وقت جلوہ فگن ہوں اور عوام الناس کے قلوب اس شمع روحانی سے روشن ہوں۔ آمین ثم آمین۔ حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے عالی جناب صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی مکان نمبر ۳۶ گورو سٹریٹ رام نگر چوبرجی۔ لاہور سے رجوع فرمائیں۔ چونکہ حضور پرنور جناب باباجی صاحب تاج العارفین حضرت عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص فیض و نظر کرم سے آپ کو نوازا ہے اور خاندانی نظام اور روحانی فیض کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کو مامور فرمایا ہے تاکہ ہر خاص و عام ان سے فیض حاصل کر سکیں۔

اسی مختصر سی تشریح پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر مفصل تحریر کروں تو حضور باباجیؒ کے اشارہ کی تشریح میں ہزاروں صفحات درکار ہونگے۔ پھر بھی پوری نہ ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ۔

حقیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہ

Marfat.com

حضرت عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ

حضرت عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ کا قیام ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو عمل میں آیا۔
ٹرسٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) حضرت عبدالنبیؒ شامی کی زندگی، تعلیمات اور مشن کی ترویج ،

بذریعہ

ا۔ تعمیر مسجد و آستانہ
ب۔ حضرت کے مکاتیب اور دیگر کتابوں کی اشاعت۔
ج۔ حضرت عبدالنبیؒ شامی کی حیات بابرکات کے تعارف کے لیے سیمیناروں وغیرہ کا انعقاد۔

(۲) صاحبزادگان حضرت عبدالنبیؒ شامی کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا۔ یعنی

ا۔ مستحق طلباء کو وظائف دینا۔
ب۔ ہسپتال قائم کرنا۔
ج۔ یا کوئی ایسا کام کرنا، جو ان مقاصد کی تکمیل میں مدد دے، جن کے لیے ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔

(۳) طریقِ کار

ٹرسٹ کا انتظام ایک چار رُکنی بورڈ کے سُپرد ہے۔

Marfat.com

بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں:-

۱- صاحبزادہ شیخ اکرام الحق ۲- صاحبزادہ شیخ نثار الحق

۳- صاحبزادہ شیخ وحید الزماں شامی ۴- صاحبزادہ شیخ محمد سلیم شامی

دفتر ——— ٹرسٹ کا دفتر، ۱۸۶ شادمان II لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔

ٹرسٹ کی اوّلین کاوش کا نتیجہ "مجموعۃ الاسرار" کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی اور صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں، جن کی کوششوں سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی نے یہ کتاب اپنے ذاتی خرچ سے چھپوائی ہے اور اس کی ساری آمدنی ٹرسٹ کے لیے وقف کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اُس نے ہمیں توفیق بخشی کہ ہم "مجموعۃ الاسرار" شائع کر سکیں اور اس طرح اس مشن کی تکمیل میں حصہ لے سکیں، جس کی ابتدا حضرت مجدد الف ثانی رح سے ہوئی اور جن کی انتہا دنیا میں بقول اقبال "نیابت اللہ" کا قیام ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ ناچیز کاوش قبول فرمائیں اور ہمیں ہمت اور استقامت بخشیں کہ اپنی کوشش جاری رکھ سکیں۔

(۵) میں شامی ٹرسٹ کی طرف سے ایک بار پھر اُن سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی کوششوں نے "مجموعۃ الاسرار" کی اشاعت کو ممکن بنایا۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

مخلص : صاحبزادہ نثار الحق، بانی ٹرسٹ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com